اللہ رسول محمد

تنظیم المدارس پاکستان
کے نصاب کے مطابق

رفیق السالکین

فی شرح

ریاض الصالحین

جلد اول

مصنف:
حضرت الامام أبی زکریا یحییٰ بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:
ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شارح:
ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

ناشر
اکبر بک سیلرز لاہور

تنظیم المدارس پاکستان کے نصاب کے مطابق

رفیق السالکین

فی شرح

ریاض الصالحین

جلد اوّل

مصنف:

حضرت الامام أبی زکریا یحیی بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم:

ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شارح:

ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

ناشر

اکبر بک سیلرز

زبیدہ سنٹر ۴۰ اردو بازار لاہور Ph: 37352022

نام کتاب: .... رفیق السالکین فی شرح ریاض الصالحین جلد اوّل

مصنف: .... حضرت الامام أبی زکریا یحیی بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم: .... ابوزین حضرت علامہ مولانا محمد اقبال قادری

شارح: .... ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

صفحات: 608

تعداد: 1100

ڈیزائننگ: .... ڈیسنٹ گرافکس

ناشر: .... اکبر بک سیلرز

قیمت: .... -/700 روپے

ملنے کے پتے

اکبر بک سیلرز
زبیدہ سنٹر 40-اُردو بازار
لاہور فون: 042-37352022

انس پبلیکیشنز
40-اُردو بازار، لاہور
Mob: 0300-8852283

انتساب

میں اپنی اس ادنیٰ کاوش کو نائب غوث الوریٰ، قطب الاولیاء، شیخ المشائخ، مرشد والدمحترم،

حضور خواجہ پیر محمد نیک عالم فاضلی رحمۃ اللہ علیہ

(نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات)

کے مبارک نام کی طرف منسوب کرتا ہوں جن کے پاکیزہ سایہ میں مجھ گناہ گار کو علم حاصل کرنے کا موقع ملا۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہ

(فاضل و مدرس جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات)

☼☼☼☼☼☼☼☼
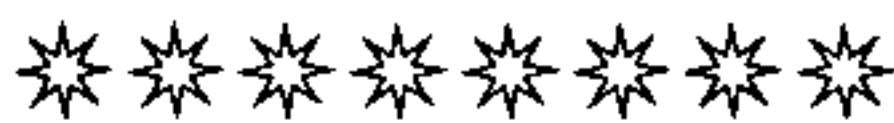
"اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ"

نذرانۂ عقیدت

نبی الکل، محبوب رب العالمین، سید ائمۃ السالکین

حضرت سیدنا و مرشدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

کے لاڈلے اور پیارے بیٹے شیخ الکل، ولی کامل واکمل، امام السالکین، سیدی وسندی ومرشدی،

الشیخ السید حضرت عبدالقادر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الجیلانی البغدادی کی بارگاہِ بلند و بالا میں جن کے توسل سے مجھ گناہ گار کا سلسلہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف۔

ابو الاحمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہ

(فاضل و مدرس جامعہ قادریہ عالمیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات)

✲✲✲✲✲✲✲✲

ہدیہ تشکر

اللہ رب العزت کی حمد وثناء اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام کے بعد میں انتہائی مشکور ہوں اپنے تمام معاونین کا جنہوں نے مجھے اس کام کے لیے ترغیب دی اور مجھے قیمتی وقت دے کر مشوروں سے نوازا۔ بالخصوص اپنے اور اپنی مادر علمی'' جامعہ قادریہ عالمیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات'' کے تمام اساتذہ کا جن کی دعاؤں سے میں اس قابل ہوا کہ ،یا قلم کے ساتھ دین اسلام کی خدمت کر سکوں ،اللہ تعالیٰ سب کو اجر عظیم عطا فرمائے اور مجھے اپنے نیک مشن میں کامیابی وکامرانی عطاء فرمائے ،

آمین بجاہ النبی الکریم الامین ۔

''ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہٗ''

عرضِ ناشر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام

علیٰ سیّد الانبیاء والمرسلین

اللہ رب العزت جل شانہ کا بے حد وشمار شکر ہے کہ اس کی رحمتِ کاملہ' اعانت ونصرت اور اس کے محبوبِ کریم حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ بابرکات کے وسیلۂ جلیلہ سے ہمیں آپ قارئین کی خدمت میں مختلف موضوعات پر معیاری دینی اسلامی کتب شائع کر کے پیش کرنے کی سعادت حاصل ہے۔ الحمدللہ۔

ہم اہلِ شوق ومحبت کی علمی پیاس بجھانے کے لئے حتی الامکان سعی وکاوش میں مسلسل کوشاں ہیں۔

آپ سے التماس ہے کہ ممکن ہو تو اپنے قیمتی وقت سے چند لمحات نکال کر ہمیں اپنے گراں بہا مشوروں اور آراء سے نوازتے رہیئے کہ ہماری مزید رہنمائی ہو' اور ہم اپنی کتب کو اور زیادہ بہتر انداز اور معیار کی رفعتوں تک لے جائیں۔ بفضلہٖ تعالیٰ۔

امید ہے زیرِ نظر کتاب ''معراج السالکین فی شرح ریاض الصالحین'' متلاشیانِ علم وعرفان اور اہل سلوک کے لئے باعثِ تسکین اور مشعلِ راہ ہوگی۔

آپ کا خیراندیش

محمد اکبر قادری

فہرست مضامین

فہرست تعارف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حرف الف

حرف الباء

حرف الثاء

حرف الجیم

حرف الحاء

حرف الراء

حرف الزاء

حرف السین

حرف الکاف

حرف المیم

حرف النون

حرف الواؤ

خصوصیات شرح

12 ربیع الاوّل کے مبارک اور بابرکت دن کے نسبت سے ہم نے اس شرح میں 12 خصوصیات کو اُجاگر کیا ہے جو درج ذیل ہیں۔

1: حدیث مبارکہ کی اہمیت وفضیلت پر ایک جامع ومانع مقدمہ تحریر کیا گیا ہے، جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کی اتباع اور اہمیت کو اُجاگر کیا گیا ہے۔

2: علماء کے لیے حالات مصنف عربی میں تحریر کیے گے ہیں۔

3: عوام کے لیے حالاتِ مصنف عربی کا ترجمہ آسان اور سادہ الفاظ میں کچھ تغیّر وتصرف کے ساتھ کیا گیا ہے۔

4: باب کے اصل مقصد پر دلالت کرنے والے الفاظ کی لغوی اور اصطلاحی تعریف ومعنی کیا گیا ہے۔

5: آیات قرآنیہ کا بامحاورہ اور آسان ترجمہ کنز الایمان نقل کیا گیا ہے۔

6: حدیث کے ترجمہ میں انتہائی آسانی کی گئی ہے۔

7: حدیث مبارکہ کی تخریج کی گئی ہے جو ایک محقق کے لیے انتہائی ضروری ہوتی ہے۔

8: حدیث مبارکہ میں مشکل الفاظ کو از روئے لغت حل کیا گیا ہے۔اور ان کا معنی اکثر مقام پر مصدرِ ثلاثی کے لحاظ سے کیا گیا ہے۔

9: راوی حدیث کا مختصر تعارف بیان کیا گیا ہے۔

10: حدیث کی شرح عام اور سادہ الفاظ میں کی گئی ہے، تاکہ عوام وخواص فائدہ اُٹھائیں۔

11: کئی ابواب کے آخر میں اسی باب کی مناسبت سے ریاض الصالحین کے علاوہ چند دیگر احادیث جمع کی گئی ہیں،

12: شروع میں ''کامیاب طالب علم'' کے عنوان سے طالب علم لے کیے کچھ اصول وضوابط ذکر کیے گے ہیں تاکہ طالب علم اعلیٰ اوصاف کو اپنا کر اپنے مقاصد میں گامزن ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم کو اعلیٰ طریقہ سے اس کتاب کو حل کرنے کی توفیق بخشے، آمین بجاہ النبی اکریم الامین۔

ابو الاحمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہ

تقریظ جلیل

از: حضرت، علامہ ومولانا محمد منور حسین قادری رضوی

(فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور وناظم تعلیمات جامعہ الصادق الامین رفیع روڈ نزد شاھین چوک گجرات)

نحمدہ و نصلی ونسلم علی حبیبہ الکریم

اما بعد: اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اُس نے ہمیں اپنے اُس پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے پیدا کیا جس کی زبان کو "وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَى ۔ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَى" کے تاج سے زیبت عطاء کی گئی۔ اور جن کے کلام کو ہدایت ورہنمائی کا ذریعہ بنایا گیا۔

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی شروحات منظر عام پر آچکی ہے اور آرہی ہیں اور انشاء اللہ آتی رہے گئیں کیونکہ یہ اس ہستی کا کلام ہے جن کو قیامت تک کے لیے نبی ورسول بنا کر بھیجا گیا ہے۔

علامہ ابوالاحمد محمد نعیم قادری صاحب نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام مبارک کی کتاب "ریاض الصالحین من کلام سید المرسلین" کی شرح "رفیق السالکین فی شرح ریاض الصالحین" فرمائی ہے، میں نے اس کتاب کا کچھ مطالعہ کیا تو میرے ذہن نے یہ تسلیم کیا کہ اس طرح کی شروحات کی بہت ضرورت ہے، کہ جس میں مشکل الفاظ کے معانی، راویوں کے مختصر حالات، اور پھر آسان، سادہ الفاظ اور خوبصورت انداز میں مع دلائل احادیث کی شرح کی گئی ہو، کیونکہ ابتدائی طالب علم کے لیے ایسی شروحات ہی کارآمد ہوتی ہیں۔ تو علامہ موصوف نے ان ضروریات کو اچھی طرح پورا فرمایا ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ علامہ موصوف کی اس کاوش کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اس کو علماء وطلباء کی نظر میں مقبول بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین

علامہ محمد منور حسین طیب قادری رضوی

(فاضل جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور وناظم تعلیمات جامعہ الصادق الامین
رفیع روڈ نزد شاھین چوک گجرات)

مقدمہ

از: شیخ الحدیث والتفسیر مفکراسلام علامہ پروفیسر عون محمد سعیدی مدظلہ
پرنسپل: جامعہ نظام مصطفیٰ نزد طبیہ کالج ملتانی گیٹ بہاولپور

مقام حدیث

قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے جابجا اطاعت واتباع رسول ﷺ کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ مثلاً:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰهُ (آل عمران، ۳:۳۱)

قُلْ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ (آل عمران، ۳:۳۲)

وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا ○ (الفرقان، ۱۹:۲۷)

یہ اوراسی طرح کی دیگر بہت سی آیات کریمہ ایسی ہیں جن میں اطاعت واتباع مصطفیٰ ﷺ کا حکم دیا گیا ہے۔ ''اطاعت'' سے مراد اللہ ورسول کے احکامات وارشادات کی تعمیل ہے' اور ''اتباع'' سے مراد رسول اللہ ﷺ کے افعال واعمال کی تابعداری ہے۔

اسی طرح قرآن حکیم میں بندوں کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے ساتھ ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کی نافرمانی سے بھی روکا گیا ہے۔ بلکہ معصیت خدا اور معصیت مصطفیٰ میں کوئی فرق بھی روا نہیں رکھا گیا۔ مثلاً وَ مَنْ یَّعْصِ اللّٰـهَ وَ رَسُوْلَـهٗ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰـلًا مُّبِیْنًا ○ یعنی جس نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کی وہ کھلی گمراہی میں پڑ گیا۔ (الاحزاب، ۲۲:۳۶)

اطاعت واتباع کا فرق

یاد رہے کہ ''اطاعت'' تو اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ دونوں کی ہو سکتی ہے۔ مگر ''اتباع'' صرف رسول اللہ کی ہو سکتی ہے، اللہ تعالیٰ کی نہیں۔ کیونکہ ''اتباع'' افعال واعمال میں کسی کی پیروی کرنے کو کہتے ہیں' اور یہ اللہ تعالیٰ کی نہیں ہو سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن حکیم میں رسول اللہ کی تو اتباع کا حکم دیا گیا ہے مگر اللہ تعالیٰ کی اتباع کا حکم نہیں دیا گیا۔ اب ہمارا سوال یہ ہے کہ اگر کسی کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی حدیث حجت نہیں ہے تو پھر آپ ﷺ کی اتباع کیسے ممکن ہے؟ کیونکہ آپ کی اتباع آپ کی حدیث کو تسلیم کیے بغیر ممکن نہیں۔ اس طرح تو قرآن حکیم کا حکم اتباع رسول لغو قرار پاتا ہے۔

اللہ ورسول کی اطاعت جدا نہیں

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ پورے قرآن حکیم میں جہاں بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم آیا ہے اس کے فوراً بعد رسول اللہ کی اطاعت کا حکم بھی ضرور آیا ہے۔ چالیس سے زائد مقامات پر اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کے بالکل متصل اپنے رسول کی اطاعت کا ذکر کیا ہے۔ صرف دو تین مقامات ایسے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے مطلق اطاعت کا ذکر کیا ہے۔ دوسرے لفظوں میں یوں کہیے کہ قرآن حکیم میں ایک بھی ایسی آیت نہیں دکھائی جا سکتی جس میں اللہ کی اطاعت کے بعد رسول اللہ کی اطاعت کا ذکر نہ ہو۔ اس کے برعکس ایسی بہت سی آیات ملتی ہیں جن میں رسول اللہ کی اطاعت کا ذکر تو ہے لیکن اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا ذکر نہیں ہے۔ مثلاً وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ○ (النور، ۱۸:۵۶)......وَاِنْ تُطِیْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ط (النور، ۱۸:۵۴)......وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاحْذَرُوْا ج (المائدہ، ۷:۹۲) وغیرہ

اللہ تعالیٰ نے جو بار بار قرآن حکیم میں اپنی اور اپنے حبیب کی اطاعت کا ذکر فرمایا ہے تو ذہن میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی علیحدہ اور اس کے رسول کی علیحدہ اطاعت کیسے کی جائے؟ تو اللہ تعالیٰ نے "مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ" (النساء، ۵:۸۰) کے ساتھ وضاحت فرما دی کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کوئی علیحدہ چیز نہیں، بلکہ رسول اللہ کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔

ایک بہت بڑی غلط فہمی

کچھ لوگ جو حدیث مصطفیٰ ﷺ کا انکار کرتے ہیں، ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہے۔ یعنی ان کے نزدیک جس شخص نے قرآن حکیم کو اپنی ذاتی سوجھ بوجھ کے مطابق جتنا بھی سمجھ کے اس پہ عمل کر لیا تو اس نے گویا خود بخود (automatically) رسول اللہ ﷺ کی اطاعت و اتباع کر لی۔ حالانکہ یہ ان کی واضح غلط فہمی اور کھلی کج روی ہے۔ کیونکہ قرآن حکیم نے اس کے بالکل برعکس نظریہ پیش کیا ہے۔ وہ یہ نہیں کہتا کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت رسول اللہ کی اطاعت ہے۔ بلکہ وہ تو یوں کہتا ہے کہ رسول اللہ کی اطاعت ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ ارشاد ربانی ہے: مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء، ۵:۸۰) یعنی جس نے حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کر لی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کر لی۔ معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کرنا ہی دراصل اللہ کی اطاعت کرنا ہے، نہ یہ کہ قرآن حکیم کو اپنی مرضی سے سمجھ کر اس پہ عمل کر لینے کو اللہ ورسول کی اطاعت قرار دے دیا جائے۔

مزید تائید

ہماری اس بات کی تائید درج ذیل آیت کریمہ سے بھی ہوتی ہے:

وَمَآ اٰتٰـکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰکُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ج (الحشر، ۲۸:۷)

(ترجمہ) جو کچھ تمہیں رسول اللہ عطا کریں تم اسے لے لو اور جس سے روکیں اس سے رک جاؤ۔

یہاں مَآ اٰتٰـکُمُ الرَّسُوْلُ کی بجائے مَآ اٰتٰـکُمُ اللہُ یا مَآ اٰتٰـکُمُ الْقُرْآنُ بھی کہا جا سکتا تھا۔ لیکن مَآ اٰتٰـکُمُ الرَّسُوْلُ کہہ کر یہی بتایا گیا کہ تمہارے لیے ''امر ونہی اور حلت وحرمت'' میں قول وفعل رسول ہی حجت ہے۔ اللہ کا رسول ہی تمہیں بتائے گا کہ میری زبان سے نکلے ہوئے فلاں فلاں الفاظ اللہ تعالیٰ کا قرآن ہیں' اور فلاں فلاں الفاظ میری حدیث ہیں۔ جس کلام کے بارے میں حضور نبی کریم ﷺ ارشاد فرمادیں کہ یہ قرآن ہے تو وہ قرآن ہوگا' اور جس کے بارے میں ارشاد فرمادیں کہ یہ میری حدیث ہے تو وہ حدیث ہوگا۔ پس ہمارے لیے تو قول رسول ہی حجت ہے، خواہ وہ قرآن کی صورت میں ہو یا حدیث کی صورت میں۔ بلکہ ایک لحاظ سے تو قرآن پاک کا قرآن ہونا بھی حدیث رسول ﷺ ہی سے ثابت ہوتا ہے۔ اگر حضور نبی کریم ﷺ پورے قرآن حکیم یا اس کے کسی حصے کے متعلق ارشاد فرمادیتے کہ یہ قرآن نہیں ہے تو کیا دنیا کا کوئی بھی مسلمان اسے قرآن تسلیم کرتا؟ یقیناً نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ حجیت قرآن کی بنیاد حجیت حدیث ہے' جو شخص قرآن حکیم کو حجت مانتا ہے اسے پہلے حدیث رسول کو حجت ماننا ہوگا۔ فللّٰہ الحمد!

اطاعتِ مصطفیٰ ﷺ کا انکار کر کے اطاعت خدا قبول نہیں

اطاعت رسول کو اس قدر اہمیت کے ساتھ ذکر کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت، رسول پاک کی اطاعت کے بغیر ممکن نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات اور اس کا کوئی بھی فعل ہماری نظروں کے سامنے نہیں، اور نہ ہی ایسا ممکن ہے۔ لہٰذا اس بے صورت نے اپنے بندوں کی راہنمائی کے لیے اپنے پیارے رسول ﷺ کی صورت میں ایک آئیڈیل ہستی مبعوث فرمادی اور حکم دے دیا کہ جیسے جیسے میرا رسول کہتا اور کرتا چلا جائے تم بھی ویسے ویسے کرتے چلے جاؤ۔ یہی میری اطاعت ہوگی۔ چنانچہ جب بھی کوئی پیغمبر کسی بات کا حکم دیتا ہے یا کسی بات سے منع کرتا ہے تو وہ اپنی ذاتی حیثیت میں نہیں بلکہ پیغمبرانہ حیثیت میں ایسا کرتا ہے' اور وہ درحقیقت وحی الٰہی یا اس سے تصدیق شدہ قول وفعل ہوتے ہیں۔ اسی لیے فرمایا: وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی ○ اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی ○ (النجم، ۲۷: ۳،۴) آپ ﷺ اپنی خواہش نفس سے نہیں بولتے بلکہ آپ ﷺ کا ارشاد تو خالصتاً اللہ کی وحی ہوتا ہے۔ پس کتاب اللہ کو رسول اللہ ﷺ سے جدا کر کے سمجھنے کی کوشش کرنا حماقت نہیں تو اور کیا ہے؟

احکام رسول

ایک نکتہ یہ بھی ہے کہ عرف ولغت اور عقل وشریعت کی رو سے اطاعت ہمیشہ احکام کی کی جاتی ہے۔ پس دریافت طلب امر یہ ہے کہ آج رسول اللہ ﷺ کے وہ احکام کہاں ہیں جن کی اطاعت کا ہم سے قرآن مطالبہ کرتا ہے۔ کیونکہ وجود احکام کے بغیر مطالبہ اطاعت سراسر خلاف عقل ودانش ہے۔ پس جب قرآن حکیم ہم سے اطاعت رسول کا طالب ہے تو پھر اس کا لازمی نتیجہ یہی ہے کہ احکام رسول بھی ہمارے درمیان (بصورت حدیث) موجود ہیں۔

یہ بھی ذہن میں رہے کہ رسول اللہ ﷺ کے احکام سے مراد صرف وہ احکام نہیں جو قرآن حکیم میں بیان ہوئے ہیں، بلکہ وہ

احکام بھی ہیں جو حدیث رسول میں بیان ہوئے۔ کیونکہ قرآن حکیم نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی مطلق اطاعت کا پابند کیا ہے۔ یہ نہیں کہا کہ جو احکام قرآن حکیم میں ہوں ان کی تو تعمیل کرو اور جو اس کے علاوہ ہوں ان کی تعمیل نہ کرو۔ پھر تو قرآن میں "اطیعوا اللہ" یا "اطیعوا القرآن" کے الفاظ آنے چاہئے تھے، "اطیعوا الرسول" کہنے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ پس ثابت ہوا کہ آپ کے تمام احکام کی اطاعت ہمارے لیے ضروری ہے، خواہ وہ قرآن میں ہوں یا حدیث میں ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ''سنن ہدیٰ'' کا تو اپنا ایک خاص مقام ہے لیکن ساری امت مسلمہ ''سنن زوائد'' کی پیروی کو بھی اپنے لیے باعث سعادت سمجھتی ہے۔

اسوۂ حسنہ کی ضرورت

انبیاء ورسل کو اس لیے بھیجا جاتا ہے کہ وہ جہاں ''وحی الٰہی'' کی تعلیم وتبلیغ کریں وہاں وہ اس کے ساتھ ساتھ لوگوں کے لیے زندگی بسر کرنے کی ''عملی مثال'' بھی قائم کریں۔ ان کا پیغام محض اس حد تک محدود نہیں ہوتا کہ وہ ڈاکیے کی طرح فقط پیغام پہنچا کر اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہو جائیں۔ اس طرح تو انبیاء ورسل کی کوئی ضرورت ہی باقی نہیں رہتی۔ پھر تو قرآن حکیم اگر کسی پہاڑی یا درخت وغیرہ پر بھی اتار دیا جاتا تو کافی ہوتا۔

جس طرح میڈیکل کی تعلیم حاصل کرنے والے کے لیے کسی تجربہ کار ڈاکٹر کے زیر نگرانی کام کرنا، قانون کی تعلیم حاصل کرنے والے کے لیے کسی ماہر قانون سے عملی تربیت حاصل کرنا، افتاء کا فن سیکھنے والے کے لیے کسی ماہر مفتی سے عملی طور پر فن سیکھنا ضروری ہے...... اسی طرح (بلکہ اس سے بھی لاکھوں گنا بڑھ کر) وحی الٰہی کا عملی نمونہ دنیا کے سامنے پیش کرنا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کوئی بھی کتاب یا کوئی بھی صحیفہ بغیر کسی پیغمبر کے نازل نہیں فرمایا بلکہ ہمیشہ پیغمبروں کو ہی کتابیں اور صحیفے دے کر بھیجا۔ ایسا تو کئی مرتبہ ہوا کہ پیغمبر آئے مگر کتاب نازل نہ ہوئی لیکن ایسا ایک مرتبہ بھی نہیں ہوا کہ پیغمبر تو نہیں آیا ہو' اور کتاب نازل ہوگئی۔ اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ پیغمبر ہی احکام الٰہی کی عملی تصویر پیش کرتا ہے۔ اس کے بغیر کتاب کو نازل فرما دینا خلاف حکمت ہے۔

قرآن کریم کی متعدد آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری انسانیت کو اپنے نبیوں کے اسوہ حسنہ پر چلنے کا پابند بنایا۔ مثلاً:

لَقَدْ کَانَ لَکُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (الاحزاب:۲۱)۔ بے شک تمہارے لیے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین عملی نمونہ ہے۔ قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ فِیْٓ اِبْرٰھِیْمَ (الممتحنہ:۴)۔ بے شک تمہارے لیے ابراہیم علیہ السلام کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔ فَبِھُدٰھُمُ اقْتَدِہْ (الانعام:۹۰)۔ پس اے نبی! آپ گزشتہ انبیاء کی سیرتوں کی اقتدا کریں۔

سورۃ الشعراء میں اللہ تعالیٰ نے جب متعدد نبیوں اور ان کی قوموں کا ذکر فرمایا تو ہر نبی کا اپنی قوم کے لیے یہی حکم نقل کیا "فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَ اَطِیْعُوْنِ o" (الشعراء:۱۰۸) یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری (یعنی پیغمبر کی) اطاعت کرو۔ یوں نہیں فرمایا گیا "فاتقوا اللہ و اطیعوا اللہ" کہ اللہ سے ڈرو اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو۔ کیونکہ نبیوں کی اطاعت ہی درحقیقت اللہ تعالیٰ کی

اطاعت ہے۔ فتدبر۔

ہمارے پیارے نبی ﷺ سے بھی اللہ تعالیٰ نے امت کو یہی کہلوایا: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ (آل عمران،۳: ۳۱)۔ یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو مجھ محمد مصطفیٰ ﷺ کی اتباع کرو۔ یوں نہیں فرمایا کہ ''اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ کی اتباع اختیار کرو۔'' کیونکہ اطاعت و اتباع درحقیقت انبیاء ہی کی ہوتی ہے' اور وہی اطاعت خدا کہلاتی ہے۔

مذکورہ کلام کا خلاصہ یہ نکلا کہ بنیادی طور پر انبیاء کے پیچھے چلنا ہی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے' اور یہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ اگر کوئی اللہ تعالیٰ کے پیچھے چلنے کا دعویٰ کرے تو وہ قرآن حکیم کی تکذیب کرتا ہے۔ قرآن کے مطابق تو وہی شخص فلاح، نجات اور سعادت کا راہی ہے جو رسول خدا کے نقوش پا کو خضر راہ بناتا ہے' اور وہی اللہ تعالیٰ کا سچا مطیع و فرمانبردار ہے۔

قرآن کا عملی پیکر

جس طرح کسی کمپنی کی طرف سے جب کوئی نئی پراڈکٹ (Product) سامنے آتی ہے تو ساتھ ہی ایک ہدایت نامہ (Book Let) بھی ضرور مہیا کیا جاتا ہے' اور اگر مشینری کچھ زیادہ ہی حساس ہو تو اس کے ساتھ ایک ماہر (Expert) کا بندوبست بھی کیا جاتا ہے تاکہ مشینری کے غلط استعمال کا تھوڑا سا بھی اندیشہ باقی نہ رہے۔ اسی طرح (تمثیل بلاتشبیہ کے ساتھ) اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات میں انسان کی صورت میں جو سب سے عظیم، خوبصورت اور انمول مشین بنائی ہے تو اس کو درست طور پر چلانے کے لیے کتاب ہدایت قرآن حکیم بھی عطا فرمائی۔ مگر قرآن کی خصوصیت یہ بھی بتائی کہ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِىْ بِهٖ كَثِيْرًا ط (البقرہ:۲۶)۔ پس ضرورت اس امر کی تھی کہ قرآن حکیم کے ساتھ ساتھ کوئی ایسی ہستی بھی انسان کے پیش نظر ہو جو سرتاپا قرآن کا شاہکار ہو' اور اس کا ہر عمل قرآن حکیم کے عین مطابق ہو۔ کان خلقه القرآن ...... اگر کوئی قرآن کو پڑھ کے گمراہ ہوتو ہو مگر اس ہستی کے پیچھے چلنے میں گمراہی کا ذرہ برابر بھی اندیشہ نہ ہو' اور وہ ہستی ہمارے پیارے نبی پاک ﷺ کی ہے، جن کی شان یہ بیان ہوئی وَاِنَّكَ لَتَهْدِىْٓ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ٥ (الشوریٰ:۵۲)۔ یعنی اے نبی ﷺ آپ تو سیدھی راہ ہی کی ہدایت دیتے ہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کا کام فقط ہدایت دینا ہے گمراہ کرنے کا تو یہاں تصور بھی نہیں کیا جاسکتا۔

قرآن حکیم کی راہ پر چلنے کا دعویدار عین ممکن ہے کہ غلط راہ پر چل رہا ہو لیکن حضور نبی کریم ﷺ کی ذات پاک کی اتباع کرنے والا کبھی غلط نہیں ہوسکتا۔ بلکہ آپ ﷺ کی اتباع کرنے والا ہی درحقیقت قرآن حکیم کا متبع ہے۔ فقط قرآن کے پیچھے چلنے والا تو ممکن ہے کہ راہ مصطفیٰ ﷺ سے ہٹ جائے مگر راہ مصطفیٰ ﷺ پر چلنے والا کبھی بھی راہ قرآن سے نہیں ہٹ سکتا۔ لہٰذا جو آپ ﷺ کی کامل اتباع کرتا ہے درحقیقت وہی قرآن کی راہ پر چل رہا ہے' اور جو صرف اپنی ذاتی تشریحات کی بنیاد پر قرآن حکیم پر عمل کا دعویدار ہے تو وہ درحقیقت جہنم کے راستے پر گامزن ہے۔ پس یوں کہہ دینا زیادہ مناسب ہوگا کہ قرآن حضور نبی کریم ﷺ کی سیرت ہے' اور حضور نبی کریم ﷺ اس کی صورت۔ قرآن حضور نبی کریم ﷺ کی تفسیر ہے' اور حضور نبی کریم ﷺ

اس کی لازوال تصویر۔

اب اگر قرآن تو ہمارے سامنے ہو لیکن اس کے سانچے میں ڈھلا ہوا پیکر مصطفیٰ ﷺ ہمارے سامنے نہ ہو تو پھر ہر شخص اپنی سمجھ کے مطابق قرآن حکیم کے مفہوم کی ایک نئی تصویر ہمارے سامنے پیش کر دے گا' اور اس طرح لاکھوں خود ساختہ تصویریں وجود میں آ جائیں گی۔ ایسی تصویریں جن کے متعلق بارگاہ خداوندی سے بھی یہی آواز آئے گی کہ آیت قرآن سے ہماری مراد تو یہ نہیں تھی۔ حضرت جبریل علیہ السلام بھی یہی کہیں گے کہ اس مفہوم والی کوئی آیت لے کر میں زمین پر نہیں اترا اور خود حضور نبی کریم ﷺ بھی یہ فرمائیں گے کہ اگر قرآن سمجھنے کے لیے تجھے میری کوئی ضرورت نہ تھی تو پھر اللہ تعالیٰ نے نزول قرآن کے لیے مجھے ہی کیوں منتخب کیا، تجھے کیوں نہ منتخب کر لیا۔ تاکہ میری بجائے تیری تشریح لوگوں کے لیے حجت قرار پاتی۔ (یہاں تشریح و تشریع کا فرق بیان کر کے اس سے غلط مفہوم مراد لینا انتہائی لغو اور بیہودہ بات ہے کیونکہ نبی جو کچھ فرما دیتا ہے وہ اس کی طرف سے تو تشریح ہوتی ہے لیکن ہمارے لیے تشریع ہوتی ہے)۔

اگر ہر شخص کی اپنی تراشیدہ تصویر قابل عمل ٹھہرے تو پھر ان بے ہنگم تصویروں میں وہ تصویر ہمیشہ کے لیے ہماری نظروں سے اوجھل ہو جائے گی جسے ''محبوب خدا'' ہونے کا شرف حاصل ہے، جسے ''برہان خداوندی'' کہا گیا ہے، جسے ''رحمۃ للعالمین'' کا لقب دیا گیا ہے، جسے ''نذیر للعالمین'' کا خطاب عطا کیا گیا ہے، جسے ''سراجاً منیرا'' کا سراپا دیا گیا ہے' اور جس کی راہ پر چلنے کو ''صراطِ مستقیم'' کہا گیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ تصویر مصطفیٰ سے کنارہ کشی کر کے ہم کس کس تصویر کو عملی نمونہ بناتے پھریں گے اور کس کس دروازے کی خاک چھانتے پھریں گے۔ لہٰذا بہتری اسی میں ہے کہ ہم ''ذات رسول سے ہٹ کر'' قرآن کے نام پر بنی ہوئی ان تمام خود ساختہ تصویروں کو اٹھا کے جہنم میں پھینک دیں اور صرف اسی تصویر کو اپنے دل میں بٹھا لیں جسے وَ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ o (القلم:۴) کا پروانہ عطا کیا گیا ہے۔

دل کے آئینے میں ہے تصویر یار جب ذرا گردن جھکائی دیکھ لی

مطاع ذات و محفوظ سنت

پھر یہ بات بھی قابل غور ہے کہ دنیا کے اربوں کھربوں انسانوں میں سے صرف ایک ہی ذات ایسی ہے کہ جس کا ہر ہر عمل قابل اتباع بھی ہے' اور جس کی زندگی کا ہر ہر گوشہ تاریخ کے سینے میں محفوظ بھی ہے' اور اس ذات پاک کو حضرت محمد ﷺ کے نام نامی اسم گرامی سے دنیا جانتی ہے۔

آپ ﷺ کی سیرت اور حدیث پر جتنی عرق ریزی اور جگر کاوی کی گئی ہے، اس کی مثال تاریخ عالم پیش کرنے سے قاصر ہے' اور یہ درحقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے آخری امت کے لیے غیبی انتظام ہے۔ تاکہ قیامت تک آنے والے ہر شخص کے لیے آپ ﷺ کی سیرت، صورت، حدیث اور سنت حجت تامہ بن جائے اور کوئی بھی شخص قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے سامنے کسی بھی قسم کا عذر پیش نہ کر سکے۔ لہٰذا حضور نبی کریم ﷺ کی کامل سیرت سے صرف نظر کر کے قرآن حکیم کی خود ساختہ تفسیریں کرنے

والے اور ایسے نام نہاد مفسرین کی پیروی کرنے والے دونوں قیامت کے دن بارگاہ خداوندی میں بہت بڑے مجرم بنا کر پیش کیے جائیں گے۔

ہم نہ تو کسی سرسید کی امت ہیں' اور نہ ہی کسی پرویز کی، نہ کسی جیراج پوری کی امت ہیں' اور نہ کسی عماد پوری کی۔ ہم تو رسول اللہ ﷺ کی امت ہیں' اور آپ ﷺ ہی کے پیروکار ہیں۔ لہٰذا ہمارے لیے آپ ﷺ ہی کا قول وفعل حجت ہے نہ کہ ان منکرین کا۔ ہم نے تو خاک مدینہ کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنانے کا عزم کیا ہے نہ کہ ان بتان دجل وفریب کے پیچھے چلنے کا۔

تعامل امت

حضور نبی کریم ﷺ کے زمانہ اقدس سے لے کر آج تک ساری امت کا اس بات پر تعامل رہا ہے کہ وہ حدیث مصطفیٰ ﷺ کو حجت مان کر ان سے استخراج واستنباط کے ذریعے اپنے مسائل کا حل ڈھونڈتے چلے آئے ہیں۔ تو کیا ان منکرین کے کہنے پر آج تک کے اس سارے عمل کو باطل قرار دے دیا جائے اور یہ عقیدہ بنا لیا جائے کہ حدیث رسول ﷺ کو بنیاد بنا کر ہمارے اسلاف جس دین پر عمل کرتے رہے ہیں وہ ان کے لیے دنیا وآخرت کی ہلاکت کا باعث تھا' اور اس کے برعکس یہ جو آج ''انکار حدیث'' والا دین پیش کیا جا رہا ہے یہ ہماری فلاح کا ضامن ہے؟ نعوذ باللہ من ذٰلك۔ یہ تو چودہ صدیوں سے نافذ دین کو ختم کر کے ایک نیا دین ایجاد کرنے کی سازش ہے۔ ہر مسلمان کے لیے اس سے بچنا اور اس کی بیخ کنی کرنا بے حد ضروری ہے۔

پھر اگر ہم تاریخ حدیث کو کھنگالیں تو لاکھوں کروڑوں متقی، پرہیز گار، عالم وفاضل اور دیانت دار افراد ہمیں احادیث کی حفاظت، روایت، درایت، کتابت، اشاعت، تشریح، توضیح، تنقیح، تہذیب، تفہیم، تدریس، تخریج، تعلیم، تبویب، تنقید، تعدیل میں مسلسل مصروف عمل نظر آتے ہیں۔ دور ونزدیک کے سفر بھی کرتے ہیں، لائبریریاں بھی بناتے ہیں، مکتبے بھی کھولتے ہیں، حدیث ومتعلقات حدیث پر لاکھوں روپے بھی خرچ کرتے ہیں' اور مزے کی بات یہ ہے کہ بازار علم کی گرمی کا یہ سلسلہ تا ہنوز جاری ہے' اور ان شاء اللہ ہمیشہ جاری رہے گا۔ تو کیا ان تمام علمی، فکری، تحقیقی اور دینی وایمانی کوششوں پر بہ جنبش یک قلم خط تنسیخ پھیر دیا جائے اور اس ساری کی ساری عظیم جدوجہد کو آن واحد میں غتربود کر دیا جائے؟ نہیں میرے دوستو! ہمارے لیے ایسا ممکن نہیں۔ البتہ کسی نئے دین کے متلاشیوں کے لیے یہ بہت سستا سودا ہے' اور یہ انہیں کو زیب دیتا ہے۔

ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ ہم ایسی ہر ناپاک کوشش کی بھرپور مزاحمت کریں گے اور اس کے سامنے سیسہ پلائی دیوار بن جائیں گے' جو بھی شخص کسی بھی زاویے یا کسی بھی پہلو سے پیارے مصطفیٰ ﷺ کی حدیث کے انکار کی راہ پر چلے گا اسے ہماری طرف سے منہ توڑ اور دندان شکن جواب دیا جائے گا۔ یہ ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو حدیث، رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہے وہ ہمارا دین و مذہب ہے۔ اب دیکھتے ہیں کہ دین وایمان کی اس جنگ میں غلامان مصطفیٰ ﷺ کو فتح ملتی ہے یا مخالفین ومنکرین کو۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝ (المجادلہ: ۲۲)۔ اَلَآ اِنَّ حِزْبَ الشَّيْطٰنِ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۝ (المجادلہ: ۱۹)۔

لمحۂ فکریہ

یہ کیسی عجیب بات ہے کہ آج اگر کوئی شخص منکرین حدیث کی کتابیں اٹھائے پھرتا ہو، ان کا مطالعہ اور ان کی تبلیغ کرتا ہو اور انہیں اپنے لیے حجت سمجھتا ہو تو منکرین حدیث اس پر پھولے نہیں سماتے اور بغلیں بجاتے ہیں۔ جبکہ اس کے مقابلے میں اگر کوئی شخص بخاری ومسلم وغیرہما کی صورت میں مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں پڑھے تو انہیں درد قولنج ہونے لگتا ہے اور وہ ناک بھوں چڑھاتے ہوئے عبوسا قمطریرا کا مصداق بن جاتے ہیں۔ گویا ان منکرین کی کتابیں پڑھنا، سمجھنا اور ان کی تشریحات پر عمل کرنا تو عین ایمان ہے مگر مصطفیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہوئے مقدس الفاظ کو حرز جاں بنانا خلاف قرآن ہے۔ تِلْكَ اِذًا قِسْمَةٌ ضِيْزٰى ○ (النجم:۲۲)۔ لعنت ہے ایسی سوچ پر! ہم منکرین حدیث کی تشریحات کو نذر آتش اور سپرد خاک کرتے ہیں جبکہ احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے سروں کا تاج، آنکھوں کا نور اور دل کا سرور سمجھتے ہیں۔ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

وہ گل ہیں لبہائے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل یاں تو گلشن گلاب میں ہے

اسلامی قانون کا دوسرا ماخذ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ''سنت'' کو قرآن کریم کے بعد اسلامی قانون کا دوسرا ماخذ اور سرچشمہ تسلیم کیا گیا ہے اور یہ مقام صدیوں سے غیر متنازعہ ہے۔ مگر آج کل کے منکرین، ''حدیث وسنت'' کو متنازعہ بنا کر اسلام کے مضبوط فکری نظام میں دراڑیں ڈالنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ جب تک جادہ زیست پر اس کملی والے کے نقوش پا موجود ہیں، اس وقت تک ان کی قافلہ سالاری کا چراغ نہیں جل سکتا۔ اس لیے وہ ان کو ناپید کر دینے کے خواہاں ہیں۔ انہیں معلوم ہے کہ جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات احکام دین کے شارع اور قول خداوندی کے شارح ہے اس وقت تک ان کی ذاتی تشریع وتشریح ناقابل التفات رہے گی۔ اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ اس عقیدہ ہی کو دل سے نکال دیا جائے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال وافعال تشریعی وتشریحی حیثیت رکھتے ہیں تاکہ وہ اپنی من مانی تفسیریں لوگوں سے منوا سکیں۔

منصب رسالت اور اس کی ذمہ داریاں

قرآن حکیم کی متعدد آیات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چار واضح ذمہ داریاں بیان کی گئی ہیں۔

(1) کتاب اللہ کی آیات پڑھ کر سنانا (یَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ)

(2) تزکیہ نفوس (وَ يُزَكِّيْهِمْ)

(3) کتاب اللہ کی تعلیم (وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ)

(4) تعلیم حکمت (وَالْحِكْمَةَ) (آل عمران،۳:۱۶۴)

مذکورہ ذمہ داریوں سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ذمہ صرف یہی نہیں کہ محض آیات کو پڑھ کر سنا دیں بلکہ اس کے ساتھ ساتھ آپ کی تین ذمہ داریاں اور بھی ہیں۔ جبکہ منکرین حدیث کی فکر کے مطابق تو رسول اللہ کی صرف یہی ذمہ داری ٹھہرتی ہے کہ وہ اللہ کا قرآن بندوں تک پہنچا دیں اور بس۔ اگر ایسا ہی ہوتا تو پھر یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ تک یہ آیت ختم ہو جاتی لیکن اگلا کلام یہ بتا رہا ہے کہ رسول اللہ کا کام جہاں تلاوت قرآن ہے وہاں جسمانی و روحانی تزکیہ، تعلیم کتاب (یعنی تشریح کتاب) اور تعلیم حکمت (یعنی تشریع احکام) بھی ہے۔ یَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ سے مراد قرآن حکیم کو امت تک پہنچانا ہے۔ یُزَکِّیۡهِمۡ سے مراد لوگوں کے دل و دماغ کو قرآن حکیم کی قبولیت کے لیے زرخیز بنانا ہے۔ یُعَلِّمُهُمُ الۡکِتٰبَ سے مراد قرآن حکیم کے معانی و مفاہیم کو آشکارا کرنا ہے اور تعلیم حکمت سے مراد ان معانی و مفاہیم کا عملی ڈھانچہ لوگوں کے سامنے پیش کرنا ہے۔ گویا بالفاظ دیگر ''اللہ تعالیٰ کے زیر نگرانی'' قرآن حکیم کے فکری نظام کی عملی تصویر مہیا کرنا بھی منصب رسالت ہے (جسے عام طور پر نظام مصطفیٰ ﷺ کا لقب دیا جاتا ہے)۔ یہ بھی ذہن میں رہے کہ اس عملی تصویر کی تیاری کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر وقت بصورت وحی رسول اللہ ﷺ کی راہنمائی کی جاتی ہے۔

مثلاً قرآن خلافت کا حکم دیتا ہے اور آپ اس کا عملی نمونہ پیش کرتے ہیں۔ قرآن بلا سود تجارت و معیشت کا حکم دیتا ہے اور آپ اس کا عملی سانچہ پیش کرتے ہیں۔ قرآن نماز، روزہ و دیگر عبادات کا حکم دیتا ہے اور آپ اس کا عملی نظام مہیا کرتے ہیں۔ قرآن جہاد کا حکم دیتا ہے اور آپ اس کی عملی تصویر تیار کرتے ہیں۔ قرآن اخلاق، معاشرت اور تہذیب کا حکم دیتا ہے اور آپ اس کا عملی ڈھانچہ سامنے لاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ دین تو دراصل مصطفیٰ کریم ﷺ کی اداؤں کا نام ہے۔ لہٰذا ہمارے لیے قرآن بھی حجت ہے اور مصطفیٰ کریم ﷺ کی حدیث بھی حجت ہے۔

بمصطفیٰ برساں خویش راہ کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نرسیدی تمام بولہبی ست

حکمت کی مزید وضاحت

قرآن حکیم میں یہ بات جا بجا آئی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں کو کتاب کے ساتھ ساتھ حکمت بھی عطا فرماتا ہے۔ (جسے بعض مقامات پر ''حکم'' سے بھی تعبیر کیا گیا ہے)۔ قرآن حکیم کے اسلوب پر غور و فکر کرنے اور لغت کی کتب کو کھنگالنے کے بعد ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ آیات قرآنیہ میں لفظ ''کتاب'' کے بعد جو لفظ ''حکمت'' آتا ہے اس سے مراد کتاب کے احکامات و ارشادات کی ماہیت و حقیقت کا صحیح صحیح علم اور صحیح صحیح عمل ہے، اور یہ حکمت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر رسول کو کتاب کے ساتھ ہی عطا فرمائی جاتی ہے۔ اَلرَّحۡمٰنُ ۝ عَلَّمَ الۡقُرۡاٰنَ ۝ (الرحمٰن:۱،۲) اور یہی وہ حکمت ہے جس کی تعبیر ''سنت'' سے بھی کی جاتی ہے۔

آیت کریمہ وَ اَنۡزَلَ اللّٰهُ عَلَیۡكَ الۡکِتٰبَ وَ الۡحِکۡمَةَ (النساء:۱۱۳) کے مطابق کتاب اللہ کے ساتھ ساتھ سنت بھی ''منزل من اللہ'' ہے۔ کیونکہ اگر کتاب اللہ کے احکام کے مفہوم کا تعین عقل انسانی کے سپرد کر دیا جائے تو احکام الٰہی اہل خرد کی موشگافیوں

کی بھینٹ چڑھ جائیں گے اور امت کی وحدت ویکجہتی جو اس کے وجود اور بقاء کی ضامن ہے کسی ٹھوس اور مضبوط نظام حیات کی غیر موجودگی کی وجہ سے تشتت وافتراق کا شکار ہو جائے گی۔

اگر خواہی دریں دیر بجق　　　　دل بند وراہ مصطفیٰ رو

حکمت کے منزل من اللہ ہونے پر چند قرآنی دلائل

ایک حکمت تو وہ ہے جس کا ذکر وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ط (البقرہ،۲:۲۶۹) کے عموم میں کیا گیا ہے۔ یہ ''غیر نبوی حکمت'' ہے جس سے مراد وہ ملکہ ہے جس کی وجہ سے غور وفکر کے بعد حقائق اشیاء پر آگاہی حاصل ہوتی ہے' اور ایک ''نبوی حکمت'' ہے جو وَ اَنْزَلَ اللّٰہُ عَلَیْکَ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ (النساء:۱۱۳) کے مطابق ''منزل من اللہ'' ہوتی ہے۔ نبی کی حکمت میں غلطی قطعاً محال اور عام حکمت میں غلطی کا وقوع عین ممکن ہے۔

اس سے یہ نکتہ بھی معلوم ہوا کہ قرآن پاک کے مطابق ہر نبی کو حکمت بہر طور عطا کی جاتی ہے۔ لیکن غیر نبی کے لیے یہ تعین کہیں نہیں کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے فلاں شخص کو حکمت عطا کی ہے۔ لہٰذا ہر مدعی حکمت حامل حکمت نہ ہوگا لیکن ہر نبی بہر صورت حامل حکمت ہوگا۔ اب اگر غیر نبی کی حکمت کو پرکھنا ہو تو اس کے لیے کسوٹی نبی کی حکمت ہوگی۔ پس ہر ایسی حکمت کو مسترد کر دیا جائے جو حکمت نبی کے خلاف ہو۔ فللّٰہ الحمد۔

یاد رہے کہ وحی کی دو قسمیں ہیں۔ (1) وحی متلو (کتاب) (2) وحی غیر متلو (حکمت وسنت)۔ منکرین حدیث ''وحی غیر متلو'' یعنی حکمت وسنت کے بارے میں شدید ترین شبہات پیدا کرتے ہیں۔ حالانکہ یہ تو قرآن حکیم کی نص صریح سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کتاب (وحی متلو) کے ساتھ حکمت (وحی غیر متلو) بھی نازل فرمائی۔ اس سلسلے میں اختصار کے ساتھ چند قرآنی حوالے ملاحظہ کریں۔

(1) قرآن حکیم میں قبلہ اول بیت المقدس کو چھوڑ کر قبلہ ثانی خانہ کعبہ کی طرف تحویل کا حکم دیا گیا ہے۔ لیکن پورے قرآن کریم میں کہیں بھی بیت المقدس کے قبلہ اول بنائے جانے کا حکم موجود نہیں ہے۔ درحقیقت یہ حکم حضور نبی کریم ﷺ نے وحی غیر متلو کے ساتھ مسلمانوں کو دیا تھا۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ''وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَۃَ الَّتِیْ کُنْتَ عَلَیْھَآ '' (البقرہ،۲:۱۴۳) یعنی پہلا قبلہ (بیت المقدس) ہم نے مقرر کیا تھا۔

(2) قرآن حکیم کی جن آیات میں رمضان المبارک کی راتوں میں مباشرت کو جائز قرار دیا گیا ہے ان کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس حکم کے نزول سے پہلے مباشرت ممنوع تھی۔ جن لوگوں سے مباشرت کا فعل سرزد ہوا وہ خیانت تھا' اور صریحاً حکم الٰہی کے خلاف تھا۔ جسے اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا اور آئندہ کے لیے مباشرت کو رمضان کی راتوں میں جائز قرار دے دیا۔ لیکن قرآن حکیم میں کوئی بھی ایسی آیت نہیں ملتی جس میں رمضان کی راتوں میں مباشرت پر پابندی عائد کی گئی ہو۔ یہ پابندی دراصل حضور نبی کریم ﷺ نے بذات خود وحی غیر متلو کے ذریعے عائد کی تھی کیونکہ قرآن حکیم ان تمام حدود و قیود کی نسبت اللہ تعالیٰ کی

طرف کر رہا ہے۔

(3) قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى لَكُمْ (آل عمران:۱۲۶) یعنی غزوہ بدر کے موقع پر ہم نے تمہیں امداد کی خوشخبری دی تھی۔ لیکن اس خوشخبری کا ذکر قرآن حکیم میں کسی بھی جگہ موجود نہیں۔ دراصل یہ خوشخبری حضور نبی کریم ﷺ نے مسلمانوں کو وحی غیر متلو کے ذریعے دی تھی۔

(4) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ (الانفال:۷) یعنی اللہ تعالیٰ نے تم سے وعدہ کیا کہ ابوسفیان کا تجارتی قافلہ یا پھر کفار مکہ کا لشکر، ان میں سے ایک پر تمہیں غلبہ حاصل ہوگا۔ یہ وعدہ قرآن حکیم کی کسی آیت میں بھی مذکور نہیں۔ صرف اسی مقام پر اس کا تذکرہ ہے۔ دراصل یہ خوشخبری حضور نبی کریم ﷺ نے وحی غیر متلو کے ذریعے صحابہ کرام کو دی تھی۔

اگرچہ ان کے علاوہ بھی بہت سے حوالہ جات پیش کیے جا سکتے ہیں مگر ہمارا مدعا انہی چار حوالوں سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ پر قرآن حکیم کے علاوہ بھی وحی نازل فرمائی جس کو سنت، حکمت اور غیر متلو سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

منصب نبوت کو سمجھنے کے لیے چند قرآنی نکات

یہ ہماری سوچی سمجھی رائے ہے کہ مقام حدیث اس وقت تک سمجھ نہیں آ سکتا جب تک آدمی مقام رسول کو نہ سمجھتا ہو اور اگر مقام رسول سمجھ آ جائے تو مقام حدیث خود بخود کھل کر سامنے آ جاتا ہے۔ فتنہ انکار حدیث بنیادی طور پر فتنہ مثلیت کی پیداوار ہے کہ جب بندہ اللہ تعالیٰ کے عظیم تر نبی کو اپنے جیسا سمجھنے لگتا ہے تو پھر وہ اس کے ہر قول و فعل کو بھی اپنے جیسا سمجھتا ہے بلکہ بعض اوقات وہ اپنے آپ کو نبی سے بھی بڑھ کر خیال کرتا ہے۔ نعوذ باللہ...... پھر وہ قرآن کو تو طوعاً و کرہاً مان لیتا ہے لیکن جب نبی اکرم ﷺ کی بات آتی ہے تو وہ آپ کو اپنے جیسا سمجھتے ہوئے آپ کے کسی قول و فعل کو حجت نہیں مانتا بلکہ بزعم خویش خود ہی منصب نبوت کی ذمہ داریاں نبھانے لگتا ہے۔ فلعنة الله عليه۔

اب ہم ذیل میں "مقدمہ المنہاج السوی" سے منصب نبوت کو سمجھنے کے لیے ایک اہم تمہید کے بعد چند بنیادی قرآنی نکات کا تذکرہ کرتے ہیں، جن سے اندازہ ہوگا کہ درحقیقت مقام نبوت کیا ہے اور منکرین حدیث کی محدود عقلیں اس کو سمجھنے سے کس حد تک قاصر ہیں۔

عہد نبوی ﷺ میں شریعت کے مآخذ قرآن اور سنت رسول ﷺ تھے۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم ﷺ کی اتباع کو آپ ﷺ پر ایمان سے مشروط فرما دیا ہے اور آپ ﷺ پر ایمان کو اپنی توحید پر ایمان کے ساتھ منسلک فرما دیا ہے۔ پس آپ ﷺ پر ایمان لانا اور آپ ﷺ کی اتباع میں فرق کرنا اسی طرح جائز نہیں جس طرح ایمان باللہ اور ایمان بالرسالت میں فرق کرنا جائز نہیں۔ یہ تمام ایک دوسرے کے ساتھ لازم و ملزوم ہیں۔ ان میں سے ایک کا اقرار دوسرے کی قبولیت کو مستلزم ہے

اور دوسرے کا انکار پہلے کا رد ہے۔ یہ ممکن نہیں کہ دونوں میں سے کسی ایک کو قبول کر لیا جائے اور دوسرے کو رد۔

یہ تمام اصول اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ثابت ہیں:

وَمَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖٓ اِذْ قَالُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰی بَشَرٍ مِّنْ شَیْءٍ (الانعام،۶:۹۱)

ترجمہ: اور انہوں نے (یعنی یہود نے) اللہ کی وہ قدر نہ جانی جیسی قدر جاننا چاہیے تھی جب انہوں نے یہ کہہ (کر رسالت محمدی ﷺ کا انکار کر) دیا کہ اللہ نے کسی آدمی پر کوئی چیز نہیں اتاری۔

یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اقرار رسالت و نبوت کے بغیر نہ تو اللہ تعالیٰ کی قدر اور عظمت الوہیت کو پانا ممکن ہے' اور نہ ہی اس کے بغیر مصنب نبوت و رسالت کی قدر و عظمت کو قبول کیا جائے گا۔ کیونکہ نبوت و رسالت وجود باری تعالیٰ اور اس کی الوہیت کی معرفت کا تنہا واسطہ اور منفرد وسیلہ ہے۔ نیز اللہ تعالیٰ کی شریعت کو بندوں تک پہنچانے اور اس کے احکام و اوامر کی اطاعت کی عملی صورت کے لیے بھی وسیلہ و واسطہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسل عظام کو خالق سے شریعت لے کر مخلوق تک رسائی کے لیے منتخب فرمایا اور انہیں خالق سے عطائیں وصول کر کے مخلوق کے درمیان تقسیم کرنے کے لیے مختص فرمایا۔ انہیں خالق سے سماعت اور مخلوق کے لیے بیان کا شرف بخشا۔ انہیں خالق کی طرف سے وحی لے کر مخلوق کو ہدایت دینے کا اعزاز تفویض کیا۔ ان (میں سے بعض انبیاء) کو کتاب ہدایت سے بھی نوازا اور ان کے طریقوں کو مخلوق کے لیے سنت بنا دیا۔ پس ضروری ہے کہ ہم رسالت کے واسطہ و معرفت، اسوۂ رسول کی حجیت اور اتباع کے ذریعے اللہ تعالیٰ پر ایمان لائیں، توحید کا اقرار کریں اور الوہیت کی قدر جانیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ اِلَّا وَحْیًا اَوْ مِنْ وَّرَآئِ حِجَابٍ اَوْ یُرْسِلَ رَسُوْلًا فَیُوْحِیَ بِاِذْنِهٖ مَا یَشَآءُ ؕ اِنَّهٗ عَلِیٌّ حَكِیْمٌ ○ (الشوریٰ:۵۱)

ترجمہ: اور ہر بشر کی (یہ) مجال نہیں کہ اللہ اس سے (براہ راست) کلام کرے مگر یہ کہ وحی کے ذریعے (کسی کو شان نبوت سے سرفراز فرما دے) یا پردے کے پیچھے سے (بات کرے جیسے موسیٰ علیہ السلام سے طور سیناء پر کی) یا کسی فرشتے کو فرستادہ بنا کر بھیجے اور وہ اس کے اذن سے جو اللہ چاہے وحی کرے (الغرض عالم بشریت کے لیے خطاب الٰہی کا واسطہ صرف نبی اور رسول ہی ہوگا)، بیشک وہ بلند مرتبہ بڑی حکمت والا ہے۔

یہ آیت واضح کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم کو واسطہ نبوت و رسالت کے بغیر نہ تو عطا فرماتا ہے' اور نہ اس کا کلام براہ راست عالم بشریت و انسانیت تک پہنچ سکتا ہے۔ بے شک وہ اپنے بندوں میں سے کسی ایک کو منتخب فرما کر اسے نبی بناتا ہے' اور اس پر اپنا کلام نازل فرماتا ہے۔ وہ نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہو کر انسانوں کو مخاطب فرماتے ہیں' اور انہیں اللہ تعالیٰ کے امر و نہی سے آگاہ فرماتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ خطاب نبی کو اپنا خطاب...... کلام نبی کو اپنا کلام...... خبر رسول کو اپنی خبر...... بیان نبی کو اپنا بیان...... طاعت نبی کو اپنی طاعت...... معصیت نبی کو اپنی معصیت...... سنت کو اپنا راستہ اور اتباع نبی کو اپنی راہنمائی قرار

دیتا ہے۔

ملائکہ نے بھی اسی چیز کا اعلان کیا جو اوپر بیان ہوئی۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ (کچھ فرشتے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور انہوں نے کہا......) جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کی اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اچھے اور برے لوگوں میں فرق کرنے والے ہیں (بخاری، حدیث نمبر: ۱۰۸۱، ج: ۲، قدیمی کتب خانہ کراچی)...... اسی طرح حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے میری اطاعت کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی اور جس نے میری نافرمانی کی، اس نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی (بخاری، ج:۱، ص: ۴۱۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)...... اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اَللّٰـهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسٰلَتَهٗ ط (الانعام: ۱۲۴)۔ ترجمہ: اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے کہ اسے اپنی رسالت کا محل کسے بنانا ہے۔

یہ آیت اس چیز پر دلالت کرتی ہے کہ رسالت عظیم نعمت اور منزل رفیع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ کسے اس مرتبہ پر فائز کرنا ہے اور کسے اپنی رسالت کا حقدار ٹھہرانا ہے کیونکہ:

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کسی عام فرد بشر کے قول کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰىo اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰىo (النجم: ۳،۴)۔

ترجمہ: اور وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے۔ ان کا ارشاد سراسر وحی ہوتی ہے جو انہیں کی جاتی ہے۔

فعل رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کسی عام فرد بشر کی طرح کا فعل نہیں بلکہ وہ تو اذن الٰہی سے صادر ہونے والا فعل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ج (الانفال: ۱۷)۔

ترجمہ: اور (اے حبیب محتشم!) جب آپ نے (ان پر سنگریزے) مارے تھے (وہ) آپ نے نہیں مارے تھے بلکہ (وہ تو) اللہ نے مارے تھے۔

رضائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کسی عام فرد بشر کی رضا کی طرح نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوْهُ اِنْ كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَo (التوبہ: ۶۲)

ترجمہ: اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) زیادہ حقدار ہے کہ اسے راضی کیا جائے۔ اگر یہ لوگ ایمان والے ہوتے (تو یہ حقیقت جان لیتے اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو راضی کرتے، رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے راضی ہونے سے ہی اللہ راضی ہو جاتا

ہے کیونکہ دونوں کی رضا ایک ہے)

صراط رسول ﷺ

عام فرد بشر میں سے کسی کے راستے کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا راستہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَھٰذَا صِرَاطُ رَبِّکَ مُسْتَقِیْمًا (الانعام:۱۲۶)

ترجمہ: اور یہ (اسلام ہی) آپ کے رب کا سیدھا راستہ ہے۔

عطائے رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی عطا کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی عطا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَوْ اَنَّھُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰھُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ (التوبہ،۵۹)

ترجمہ: اور کیا ہی اچھا ہوتا کہ اگر وہ لوگ اس پر راضی ہو جاتے جو ان کو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) نے عطا فرمایا تھا۔

فضل رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کے فضل کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ وَ رَسُوْلُہٗٓ اِنَّآ اِلَی اللّٰہِ رَاغِبُوْنَ ○ (التوبہ:۵۹)

ترجمہ: اور کہتے ہیں کہ ہمیں اللہ کافی ہے، عنقریب ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اس کا رسول (ﷺ مزید) عطا فرمائے گا۔ بیشک ہم اللہ ہی کی طرف راغب ہیں (اور رسول اسی کا وسیلہ اور واسطہ ہے، اس کا دینا بھی اللہ ہی کا دینا ہے۔ اگر یہ عقیدہ رکھتے اور طعنہ زنی نہ کرتے تو یہ بہتر ہوتا)

اغنائے رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کے اغناء کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا اغناء ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰھُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ (التوبہ:۷۴)

ترجمہ: اور وہ (اسلام اور رسول ﷺ کے عمل میں سے) اور کسی چیز کو ناپسند نہ کر سکے سوائے اس کے کہ انہیں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) نے اپنے فضل سے غنی کر دیا تھا۔

انعام رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کے انعام کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا انعام ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاَنْعَمْتَ عَلَیْہِ (الاحزاب:۳۷)

ترجمہ: جس پر اللہ نے انعام فرمایا تھا' اور اس پر آپ (ﷺ) نے (بھی) انعام فرمایا تھا۔

بیعت رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی بیعت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی بیعت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ يُبَايِعُوْنَكَ اِنَّمَا يُبَايِعُوْنَ اللّٰهَ ؕ يَدُ اللّٰهِ فَوْقَ اَيْدِيْهِمْ ۚ (الفتح:۱۰)

ترجمہ: (اے حبیب!) بیشک جو لوگ آپ سے بیعت کرتے ہیں وہ اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں پر (آپ کے ہاتھ کی صورت میں) اللہ کا ہاتھ ہے۔

ندائے رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کے بلاوے کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا بلانا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ؕ (النور:۶۳)

ترجمہ: (اے مسلمانو!) تم رسول کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کو بلانے کی مثل قرار نہ دو (جب رسول اکرم ﷺ کو بلانا تمہارے باہمی بلاوے کی مثل نہیں تو خود رسول ﷺ کی ذات گرامی تمہاری مثل کیسے ہو سکتی ہے)

تعظیم رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی تعظیم کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ۝ (الفتح:۸،۹)

ترجمہ: بیشک ہم نے آپ کو (روز قیامت گواہی دینے کے لیے اعمال و احوال امت کا) مشاہدہ فرمانے والا اور خوشخبری سنانے والا اور ڈر سنانے والا بنا کر بھیجا تا کہ (اے لوگو!) تم اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لاؤ اور ان (کے دین) کی مدد کرو اور ان کی بے حد تعظیم و تکریم کرو، اور (ساتھ) اللہ کی صبح و شام تسبیح کرو۔

ادب رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کے ادب کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا ادب ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۝ (الحجرات:۱)

ترجمہ: اے ایمان والو! (کسی بھی معاملے میں) اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے آگے نہ بڑھا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو (کہ کہیں رسول ﷺ کی بے ادبی نہ ہو جائے)، بیشک اللہ (سب کچھ) سننے والا خوب جاننے والا ہے۔

ملکیت رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی ملکیت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: یَسْـــَٔلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ (الانفال:۱)

ترجمہ: (اے نبی کریم!) آپ سے اموال غنیمت کی نسبت سوال کرتے ہیں فرما دیجئے: اموال غنیمت کے مالک اللہ اور رسول ہیں۔

اطاعت رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی اطاعت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: مَــنْ يُّــطِـعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ وَ مَنْ تَوَلّٰى فَمَآ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ○ (النساء:۸۰)

ترجمہ: جس نے رسول (ﷺ) کا حکم مانا بیشک اس نے اللہ (ہی) کا حکم مانا اور جس نے روگردانی کی تو ہم نے آپ کو ان پر نگہبان بنا کر نہیں بھیجا۔

مزید اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ يُدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ وَ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ○ (النساء:۱۳)

ترجمہ: یہ اللہ کی (مقرر کردہ) حدیں ہیں، اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی فرمانبرداری کرے اسے وہ بہشتوں میں داخل فرمائے گا جن کے نیچے نہریں رواں ہیں، ان میں ہمیشہ رہیں گے اور یہ بڑی کامیابی ہے۔

اسی طرح فرمان الٰہی ہے: يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَكُمْ ○ (محمد:۳۳)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ کی اطاعت کیا کرو اور رسول (ﷺ) کی اطاعت کیا کرو اور اپنے اعمال برباد مت کرو۔

معصیت رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی معصیت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی معصیت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ مَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ وَ يَتَعَدَّ حُدُوْدَهٗ يُدْخِلْهُ نَارًا خَالِدًا فِيْهَا ۠ وَلَهٗ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ○ (النساء:۱۴)

ترجمہ: اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے اور اس کی حدود سے تجاوز کرے اسے وہ دوزخ میں داخل کرے گا، جس میں وہ ہمیشہ رہے گا اور اس کے لیے ذلت انگیز عذاب ہے۔

اسی طرح فرمان الٰہی ہے: اِلَّا بَلٰغًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِسٰلٰتِهٖ ؕ وَمَنْ يَّعْصِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ○ (الجن:۲۳)

ترجمہ: مگر اللہ کی جانب سے احکامات اور اس کے پیغامات پہنچانا (میری ذمہ داری ہے) اور جو کوئی اللہ اور اس

کے رسول (ﷺ) کی نافرمانی کرے تو بے شک اس کے لیے دوزخ کی آگ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

مخالفت رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی مخالفت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی مخالفت ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ○ (الانفال:۱۳)

ترجمہ: یہ اس لیے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کی اور جو شخص اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے تو بیشک اللہ (اسے) سخت عذاب دینے والا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ يُّشَآقِّ اللّٰهَ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ○ (الحشر:۴)

ترجمہ: یہ اس وجہ سے ہوا کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے شدید عداوت کی (ان کا سرغنہ کعب بن اشرف نامور گستاخ رسول تھا)، اور جو شخص اللہ (اور رسول ﷺ کی) مخالفت کرتا ہے تو بیشک اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

لاتعلقی رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی بیزاری ولاتعلقی کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ سے بیزاری ہے' جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى الَّذِيْنَ عَاهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ○ (التوبہ:۱)

ترجمہ: اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف سے بیزاری (ودست برداری) کا اعلان ہے ان مشرک لوگوں کی طرف جن سے تم نے (صلح وامن کا) معاہدہ کیا تھا (اور وہ اپنے عہد پر قائم نہ رہے تھے)

اعلان رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کے اعلان کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖٓ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِيْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ وَرَسُوْلُهٗ ؕ (التوبہ:۳)

ترجمہ: (یہ آیات) اللہ اور اس کے رسول کی جانب سے تمام لوگوں کی حج اکبر کے دن اعلان (عام) ہے کہ اللہ مشرکوں سے بیزار ہے' اور اس کا رسول (ﷺ) بھی (ان سے بری الذمہ ہے)

اذیت رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی اذیت دینے کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کو اذیت دینا ہے۔جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا○ (الاحزاب:۵۷)

ترجمہ: بے شک جولوگ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کو اذیت دیتے ہیں اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت بھیجتا ہے اور اس نے ان کے لیے ذلت انگیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔

غضِ صوت عند الرسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی تکریم کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور دلوں کا تقویٰ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰی ؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ ○ (الحجرات:۳)

ترجمہ: بیشک جولوگ رسول (ﷺ) کی بارگاہ میں (ادب و نیاز کے باعث) اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لیے چن کر خاص کرلیا ہے۔ ان ہی کے لیے بخشش ہے اور اجر عظیم ہے۔

محبت رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کی محبت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی محبت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِیْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ِۣاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَیْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِیْ سَبِیْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰی یَاْتِیَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ○ (التوبہ:۲۴)

ترجمہ: (اے نبی کریم!) آپ فرما دیں: اگر تمہارے باپ (دادا) اور تمہارے بیٹے (بیٹیاں) اور تمہارے بھائی (بہنیں) اور تمہاری بیویاں اور تمہارے (دیگر) رشتہ دار اور تمہارے اموال جو تم نے محنت سے کمائے اور تجارت و کاروبار جس کے نقصان سے تم ڈرتے رہتے ہو اور وہ مکانات جنہیں تم پسند کرتے ہو تمہارے نزدیک اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) اور اس کی راہ میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو پھر انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم (عذاب) لے آئے اور اللہ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں فرماتا۔

اتباع رسول ﷺ

کسی عام فرد بشر کے اتباع کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کی طرف سے مغفرت کا باعث ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

(آل عمران،۳:۳۱)

ترجمہ: (اے حبیب!) آپ فرما دیں: اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو تب اللہ تمہیں (اپنا)

محبوب بنالے گا' اور تمہارے لیے تمہارے گناہ معاف فرمادے گا' اور اللہ نہایت بخشنے والا مہربان ہے۔

دعوت الی الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

کسی عام فردِ بشر کی طرف دعوت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو دعوت الی اللہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ تَعَالَوْا اِلٰى مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ وَاِلَى الرَّسُوْلِ رَاَيْتَ الْمُنٰفِقِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْكَ صُدُوْدًا ۝ (النساء،۴:۶۱)

ترجمہ: اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ کے نازل کردہ (قرآن) کی اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف آ جاؤ تو آپ منافقوں کو دیکھیں گے کہ وہ آپ (کی طرف رجوع کرنے) سے گریزاں رہتے ہیں۔

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَاِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا (النور:۴۸)

ترجمہ: جب انہیں اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ فرمائے تو وہ یہی کچھ کہیں کہ ہم نے سن لیا، اور ہم (سراپا) اطاعت پیرا ہو گئے۔

محادت وعداوت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کسی عام فردِ بشر کی محادت وعداوت کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی محادت ومخالفت ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗٓ اُولٰٓئِكَ فِى الْاَذَلِّيْنَ ۝ (المجادلہ:۲۰)

ترجمہ: بیشک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) سے عداوت رکھتے ہیں وہی ذلیل ترین لوگوں میں سے ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا ؕ ذٰلِكَ الْخِزْىُ الْعَظِيْمُ ۝ (التوبہ:۶۳)

ترجمہ: کیا وہ نہیں جانتے کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کرتا ہے تو اس کے لیے دوزخ کی آگ (مقرر) ہے جس میں وہ ہمیشہ رہنے والا ہے، یہ زبردست رسوائی ہے۔

تحریم رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کسی عام فردِ بشر کی تحریم کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کی تحریم ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ (التوبہ:۲۹)

ترجمہ: اور نہ ان چیزوں کو حرام جانتے ہیں جنہیں اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حرام قرار دیا ہے۔

قضاء رسول صلی اللہ علیہ وسلم

کسی عام فردِ بشر کی قضاء یا فیصلہ کی مثل نہیں بلکہ وہ تو اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ

وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَی اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗۤ اَمْرًا اَنْ یَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِیَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ؕ (الاحزاب:۳۶)

ترجمہ: اور نہ کسی مومن مرد کو (یہ) حق حاصل ہے اور نہ کسی مومن عورت کو کہ جب اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) کسی کام کا فیصلہ (یا حکم) فرما دیں تو ان کے لیے اپنے (اس) کام میں (کرنے یا نہ کرنے کا) کوئی اختیار رہو۔

مذکورہ تمام حوالہ جات کو پڑھ لینے کے بعد انسان پر یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ عند اللہ مقام نبوت و رسالت کیا ہے اور جب ہمارے پیارے نبی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ اس عظیم ترین مقام پر فائز ہیں تو پھر آپ ﷺ کے ہر ہر قول و فعل کی قدر و قیمت کیا ہے؟ اس سے یہ بات بھی خود بخود سمجھ آ جاتی ہے۔ لہٰذا اب کسی کا یہ کہنا کہ بس آپ ﷺ کی عطا فرمودہ کتاب قرآن حکیم ہی ہمارے لیے حجت ہے، جبکہ اس کے علاوہ آپ ﷺ کے اقوال و افعال کو ہم جس زاویہ نظر سے مرضی دیکھیں اور ان کی جو حیثیت مرضی متعین کریں، یہ پرلے درجے کی گمراہی، جہالت اور حماقت ہے۔ نظر یہ صرف اور صرف وہی درست ہے جو آج تک امت مسلمہ متفقہ طور پر پیش کرتی چلی آ رہی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ بحیثیت شارع (قانون ساز)

جیسا کہ ہم پہلے واضح کر آئے ہیں کہ تشریع اور تشریح میں باہمی فرق کرنا ہمارا منصب نہیں، جو بات حضور نبی کریم ﷺ کے لیے تشریح کی حیثیت رکھتی ہے وہ ہمارے لیے تشریع کا درجہ رکھتی ہے۔ وَاَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ الذِّكْرَ لِتُبَیِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَیْهِمْ (النحل:۴۴) کی آیت کریمہ میں حضور نبی کریم ﷺ کو شارح قرآن کے منصب پر فائز کیا گیا ہے۔ لیکن دیگر بہت سی آیات کریمہ ایسی ہیں جن میں آپ کو شارع کا مقام بھی عطا کیا گیا ہے۔ وہ آیات کریمہ قطعی طور پر سنت کی اتباع، اس کی پابندی و پیروی کے لازم ہونے، اس کو تشریع احکام کے لیے ماخذ سمجھنے اور اس سے احکام کا استفادہ کرنے پر دلالت کرتی ہیں اور یہ آیات جیسا کہ ہم نے پہلے ذکر کیا مختلف اسالیب اور مختلف الفاظ میں بیان کی گئی ہیں۔ مثلاً وہ حضور نبی کریم ﷺ کی اطاعت کا حکم دیتی ہیں اور آپ کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت قرار دیتی ہیں۔ مختلف فیہ مسئلہ میں اللہ اور رسول ﷺ (یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول) کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیتی ہیں...... جو کچھ حضور نبی کریم ﷺ دیں اس کو لینے اور جس سے منع کریں اس سے دور رہنے کا حکم دیتی ہیں...... متنازعہ مسائل میں حضور نبی کریم ﷺ کو حاکم نہ ماننے والے کے ایمان کی نفی کرتی ہیں...... جس بات کا حضور ﷺ فیصلہ فرما دیں اس کے متعلق ہر مسلمان مرد و عورت کے اختیار کو سلب کر لیتی ہیں...... اور آپ ﷺ کے حکم کی مخالفت کرنے والوں کو برے انجام اور دردناک عذاب سے ڈراتی ہیں۔

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو جن وسیع اختیارات سے نوازا ہے ان میں سے ایک قانون سازی کا اختیار بھی ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا: وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ (الاعراف:۱۵۷)۔ یعنی اللہ کا نبی لوگوں کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتا ہے اور گندی چیزوں کو ان پر حرام فرماتا ہے...... اس آیت میں نئے قوانین بنانے کا انتساب

قرآن کریم کی طرف نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی طرف کیا گیا ہے۔ گویا رسول اللہ ﷺ کو قرآن کریم میں بیان کردہ قوانین کے علاوہ دیگر قوانین بنانے کا بھی اختیار تفویض کیا گیا تھا جو ظاہر ہے کہ وحی غیر متلو پر مبنی ہوتے تھے۔

اب تھوڑا تفصیل میں جا کر دیکھئے تو قرآن حکیم میں جن چیزوں کو حرام قرار دیا گیا ہے مثلاً مردار، بہنے والا خون، خنزیر، وہ جانور جسے غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو، شراب، جوا وغیرہ...... ان کے علاوہ بھی سینکڑوں چیزیں ایسی ہیں جو حرام ہیں۔ مثلاً کوا، گدھ، گدھا، سانپ، شیر، چیتا، نوکیلے پنجوں والے پرندے، وغیرہ...... ان کو حضور ﷺ نے حرام فرمایا...... گویا کتاب اللہ نے خبائث کو حرام کیا اور حدیث نے ان خبائث کی تفصیل بیان کر دی جو کہ تشریع کے درجہ میں ہے۔

قرآن حکیم براہ راست حضور ﷺ پر نازل ہوا اور حق جل شانہ نے اس کے تمام احکام کی تعبیر، اخبار و حکایات کا پس منظر، اجمال کی تفصیل، اشارات و کنایات کی تفسیر، اصطلاحات کی تشریح، آیات بینات اور متشابہات کا مفہوم اور حروف مقطعات کا علم اپنے محبوب کریم کو واضح طور پر سمجھا دیا۔ مذکورہ آیت مبارکہ کے علاوہ بھی قرآن کریم میں متعدد آیات ایسی ہیں جن میں رسول پاک ﷺ کو قانون سازی کے اختیارات تفویض کیے جانے کا ذکر کیا گیا ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے سنت خیر الانام (پیر محمد کرم شاہ الازہری) حجیت حدیث (غزالیٔ زماں علامہ سید احمد سعید کاظمی) مقام سنت (شیخ الحدیث مولانا مشتاق احمد چشتی)۔

حضور ﷺ بحیثیت شارح (قانون دان)

قرآن حکیم کی تفسیر و تشریح کا اختیار بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو عطا فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے: وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ٥ (النحل:۴۴) یعنی ہم نے آپ کی طرف اس قرآن کو نازل کیا تا کہ آپ ان کے لیے ''منزل من اللہ'' کو کھول کر بیان کر دیں اور تا کہ وہ غور و فکر کیا کریں۔

یہ بات واضح ہے کہ مکہ کے عرب قرآنی الفاظ کے لیے کسی ترجمہ کے محتاج نہ تھے' اور نہ ہی انہیں کسی لغات القرآن کی ضرورت تھی۔ وہ بحیثیت زبان و ادب قرآنی عبارات کے معنی و مفہوم کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ پس معلوم ہوا کہ وہ تفسیر و تشریح جس کے منصب پر رسول اللہ ﷺ کو فائز کیا گیا تھا وہ قرآن حکیم کے معانی و مفاہیم کے ''حقیقی تعین'' پر مبنی تھی جسے تشریح و تشریع دونوں کا درجہ حاصل ہے' اور یہ تمام تر ضروری تفصیلات حضور ﷺ کو وحی غیر متلو کے ذریعے عطا ہوئی تھیں۔ لہٰذا قرآن حکیم کی جو تفسیر و تشریح حضور ﷺ کی سنت مطہرہ سے ثابت ہے وہی دراصل قابل اعتماد ہے' اور اس کے خلاف اگر کوئی شخص قرآن کی تفسیر کرے خواہ وہ کیسا ہی علامۃ الدہر ہونے کا دعویدار کیوں نہ ہو اس کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا جائے گا۔ ہم پھر واضح کرنا چاہتے ہیں کہ یہاں تفسیر سے مراد کوئی آیت پڑھ کے اس کے نکات بیان کرنا نہیں بلکہ اس سے تمام اقوال و افعال رسول مراد ہیں۔ جسے حدیث یا سنت کہا جاتا ہے۔ نبوی تفسیر کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

نبوی تفسیر کی چند مثالیں

(1) نماز قرآن حکیم کا واضح حکم ہے۔ مگر اس کے اوقات، ارکان، شرائط، تعداد رکعات اور ادائیگی کی تفصیلات وغیرہ صرف اور صرف رسول پاک ﷺ ہی نے بتائیں۔ (2) زکوٰۃ بھی قرآن حکیم کا صریح حکم ہے۔ مگر وہ کس پر فرض ہے؟ اس کی ادائیگی کس شرح سے ہو؟ اور اسی طرح کے دیگر مسائل زکوٰۃ ہمیں سنت نبوی سے ہی معلوم ہو سکتے ہیں۔ (3) روزہ اسلام کا تیسرا رکن ہے مگر اس کے تمام تر مسائل قرآن حکیم سے نہیں بلکہ سنت نبوی سے ہی معلوم کیے جاسکتے ہیں۔ (4) حج بھی مسلمانوں پر فرض ہے مگر اس کے تمام مناسک کا بیان قرآن حکیم میں نہیں ہے۔ ان کو سمجھنے کے لیے ہم سنت نبوی ﷺ کے محتاج ہیں۔ (5) قرآن حکیم میں بہ یک وقت دو بہنوں کو ایک ساتھ نکاح میں رکھنا حرام کیا گیا ہے۔ مگر سنت نے اس کی توضیح اس طرح کی کہ پھوپھی بھتیجی ...... یا ...... خالہ بھانجی کو بھی بیک وقت نکاح میں نہیں رکھا جا سکتا۔

آپ نے دیکھا کہ یہ وہ تشریحات ہیں جنہیں رسول اللہ ﷺ کے سوا کوئی بھی شخص اپنے ذہن سے ہرگز نہیں سمجھ سکتا اور اگر وہ اپنی عقل کو قرآن وسنت کے تابع کیے بغیر سمجھنے کی کوشش کرے بھی تو اس کی بات کو ماننے کے لیے بھلا کون تیار ہو گا؟ بلکہ ہوگا یوں کہ آج وہ ایک تشریح کرے گا تو کل اس کے مقابلے میں کوئی اور شخص اپنی فکر کے گھوڑے دوڑا کر اس سے بہتر تشریح پیش کرنے کا دعویٰ کر دے گا' اور اس طرح قرآن کی من مانی تشریحات کا ایک لامتناہی سلسلہ شروع ہو جائے گا۔ جیسا کہ آج کل منکرین حدیث کی نت نئی باہم متضاد تشریحات اور بھانت بھانت کی بولیاں ساری دنیا کے سامنے ہیں۔

اسی لیے امت کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ آج اگر کوئی شخص لغت کی چند کتابوں سے قرآنی الفاظ کے متعدد معانی نکال کر اپنے فکری سانچے میں قرآن کو ڈھالنا چاہے تو اسے اس بات کی ہرگز اجازت نہیں دی جاسکتی کیونکہ لغت میں ایک ایک لفظ کے کئی کئی معانی آتے ہیں' اور اس طرح متعدد اشخاص متعدد معانی کو سامنے رکھ کر قرآن کی متعدد تفسیریں پیش کر دیں گے اور دنیا حیران و پریشان رہ جائے گی۔ کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا، بھان متی نے کنبہ جوڑا۔

علوم الفقہ؟

یہاں علوم الفقہ کے بارے میں ہم یہ واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ فقہاء قرآن وحدیث کی مان مانی تشریح نہیں کرتے بلکہ وہ اپنے آپ کو قرآن وسنت اور تعامل امت سے ثابت شدہ اصول وضوابط کا پابند کر کے نئے مسائل کا حل پیش کرتے ہیں۔ منکرین حدیث اور فقہاء اسلام میں ایک فرق تو یہ ہے کہ فقہاء حدیث کو حجت مانتے ہیں جبکہ منکرین حدیث نہیں مانتے ...... دوسرا فرق یہ ہے کہ فقہاء فقہی قواعد وضوابط کے پابند ہوتے ہیں لیکن منکرین حدیث اپنے آپ کو ان سے ماورا سمجھتے ہیں ...... تیسرا فرق یہ ہے کہ فقہاء تعامل اور اجماع پر بھی کامل اعتماد رکھتے ہیں جبکہ منکرین حدیث تعامل اور اجماع کو نہیں مانتے ...... چوتھا فرق یہ ہے کہ فقہاء اپنی عقل کو قرآن وسنت کا پابند بنا کر نئے مسائل اخذ کرتے ہیں جبکہ منکرین قرآن وسنت کو اپنی عقل کا پابند بنا کر نت نئی

موشگافیاں کرتے ہیں۔

خاتمہ

مذکورہ مقالہ میں سنت نبوی کی حجیت کے حوالے سے چند بنیادی مباحث پیش کی گئی ہیں۔ باقی رہا منکرین حدیث کے تمام اعتراضات کا قلع قمع تو اس کے لیے علماء اسلام رحمۃ اللہ علیہم اجمعین نے بیش بہا کتب یادگار چھوڑی ہیں ان سے استفادہ کیا جاسکتا ہے۔ منکرین کے شکوک وشبہات کے رد میں ہم ذیل میں چند نکات پیش کرتے ہیں جن سے اطمینان قلب نصیب ہوگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

(1) منکرین حدیث سے ہمارا سوال یہ ہے کہ قرآن حکیم کی جو وہ ذاتی تشریح کرتے ہیں، وہ اس کو لوگوں کے لیے حجت سمجھتے ہیں یا نہیں؟...... بصورت اول کیا ان کی تشریح حضور ﷺ کی حدیث سے بڑھ کر حجت ہے؟ نہیں' اور یقیناً نہیں۔ تو پھر ان کی تشریح پر ہم حضور ﷺ کی حدیث کو ترجیح دیتے ہیں...... اور بصورت ثانی اگر وہ اپنی من مانی تشریحات کو حجت نہیں سمجھتے تو اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہمارا بھی ان کے متعلق بالکل یہی خیال ہے۔

(2) منکرین حدیث کو تدوین وروایت حدیث پر اعتراضات ہیں۔ ان سب کا واضح اور سادہ سا جواب یہ ہے کہ چودہ صدیوں میں بلامبالغہ لاکھوں عبقری محدثین، مفسرین، مجتہدین، مجددین، فقہاء، صلحاء، علماء اور ائمہ نے سرکار دو عالم ﷺ کی احادیث کو روایت کیا ہے' اور ان پر ہر پہلو سے چھوٹی بڑی کتابیں لکھ کر ساری امت مسلمہ کی راہنمائی کا فریضہ سرانجام دیا ہے۔ جس سے ان سب کا حدیث رسول پر کامل اعتماد ثابت ہوتا ہے۔ لہٰذا ان مٹھی بھر منکرین حدیث کی چٹکی بھر عقل ودانش کو ہم چودہ صدیوں کے لاکھوں علماء وائمہ اور ان کی ہدایات پر عمل کرنے والے کروڑوں مسلمانوں کی عقل ودانش پر قربان کرتے ہیں۔ ہمیں ان کے نئے اختراعی اسلام کی ہرگز ضرورت نہیں۔ خود ان کا بھلا بھی اسی میں ہے کہ وہ مشہور منکر حدیث غلام جیلانی برق کی طرح اپنے غلط عقائد ونظریات سے توبہ تائب ہو کر راہ راست پر آجائیں۔

(3) احادیث کی چھان بین کے لیے اصول حدیث اور اسماء الرجال کے حوالے سے بلامبالغہ لاکھوں صفحات تحریر کیے گئے ہیں' اور قدرت خداوندی سے کوئی بھی پہلو ایسا نہیں رہا جو احادیث کو پرکھنے میں تشنہ رہ گیا ہو۔ لہٰذا ہم ان محافظان حدیث اور محسنان امت کا لاکھوں بار شکریہ ادا کرتے ہیں جنہوں نے حضور ﷺ کے اعمال وافعال کو بحفاظت حضور ﷺ کی امت تک پہنچایا۔ آج بھی امت ان سے پورا پورا استفادہ کر رہی ہے۔ لہٰذا ہم ان معدودے چند اہل قرآن کی افکار وآراء کو مسترد کرتے ہیں جنہوں نے بہ یک جنبش قلم لاکھوں علماء کی تحقیقات پر خط تنسیخ پھیر دیا۔

(4) فقہاء کرام جو قرآن وحدیث کے اصل محافظ ہیں، انہوں نے ہر دور میں اجتہاد کے ذریعے نئے پیش آمدہ مسائل کا بہترین حل قرآن وسنت کی روشنی میں لوگوں کے لیے پیش کیا اور اس طرح انہوں نے واضح کر دیا کہ ہماری عقل قرآن وسنت کے تابع ہے۔ اگر ہم قیاس وعقل کا استعمال کرتے بھی ہیں تو قرآن وسنت کو بنیاد بنا کر! ورنہ ہمارا عقیدہ یہی ہے۔

عقل قربان کن بہ پیش مصطفیٰ

(5) باقی رہا احادیث کی بنیاد پر فقہاء کا باہمی اختلاف! تو یہ کوئی قابل اعتراض مسئلہ نہیں ہے۔ کیونکہ فقہاء کا اختلاف ذاتی اغراض و مقاصد اور باطل و فاسد مفادات کے لیے نہیں ہوتا بلکہ وہ تو اپنی ہر بات کی بنیاد قرآن و سنت کو بناتے ہیں۔ نئے پیش آمدہ مسائل کے حل کے لیے وہ تمام اصول وضوابط بھی پوری دیانت داری کے ساتھ قرآن و سنت ہی سے اخذ کرتے ہیں۔ البتہ اس سلسلہ میں جو طریقہ کار وہ اپناتے ہیں وہ کئی مقامات پر ایک دوسرے سے مختلف ہو جاتا ہے' اور یہ اختلاف زحمت نہیں، رحمت ہی رحمت ہے۔ کیونکہ اس سے قرآن و سنت کے حقائق ہر جہت سے واضح ہو کر دنیا کے سامنے آجاتے ہیں۔ اپنی عقل کو قرآن و سنت کا تابع کر کے اجتہادی واستنباطی بصیرت کو بروئے کار لانا اجر ہی اجر اور ثواب ہی ثواب ہے۔ لہٰذا بنیادی عقائد پر کاربند ہونے کے بعد ائمہ اربعہ میں سے کسی بھی امام کا مقلد ہونا نجات کے لیے کافی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے در مصطفیٰ کی غلامی نصیب فرمائے اور ہمیں زندگی بھر کے لیے زلف مصطفیٰ کا اسیر رکھے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

فی الحال میں نے حدیث مبارکہ کے مقام و مرتبہ پر اور حدیث مبارکہ کی افادیت پر جو مقالہ تحریر کیا جو آپ کے ہاتھوں میں ہے میں ناچیز نے ریاض الصالحین کے شروع میں مقدمہ کے عنوان سے اس میں شامل کرنے کی حضرت مولانا علامہ محمد اقبال عطاری کو اجازت دی اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائے۔

العاجز:- پروفیسر عون محمد سعیدی
پرنسپل:- جامعہ نظام مصطفیٰ نزد طیبہ کالج ملتانی گیٹ
بہاولپور 3/5/13

گنجینۂ لطف و عطا الورٰی خیر الورٰی

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

کامیاب طالب علم

از قلم :استاذی المکرّم حضرت علامہ ومولانا **صفدر منیر قادری** مدظلہ العالی

(فاضل ومدرس جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی فَضَّلَ بَنِی آدَمَ بِالْعِلْمِ وَالْعَمَلِ عَلٰی جَمِیعِ الْعَالَمِ،وَالصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مُحَمَّدٍ سَیِّدِالْعَرَبِ وَالْعَجَمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ یَنَابِیعُ الْعُلُومِ وَالْحِکَمِ ۔اَمَّا بَعْدُ:

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ عزوجل کیلئے جس نے علم وعمل کے سبب بنی آدم علیہ السلام کوتمام عالم پرفضیلت دی۔ درودوسلام ہوں عرب وعجم کے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل اور اصحابہ رضی اللہ عنہم پر جوکہ علم وحکمت کے سرچشمے ہیں۔

میں نے اپنے زمانے کے بہت سے طالب علموں کو دیکھا جو علم حاصل کرنے کیلئے کوشش تو کرتے ہیں لیکن مقصود تک نہیں پہنچ پاتے اور یوں وہ علم کے فوائد وثمرات سے محروم رہ جاتے ہیں۔اس کا سبب یہ ہوتا ہے کہ وہ تحصیل علم کے طریقوں میں غلطی کرجاتے ہیں اوران کی شرائط کو چھوڑ بیٹھتے ہیں اور وہ شخص جوراستہ اپنانے ہی میں غلطی کربیٹھے وہ بھٹک جاتا ہے اور مقصود خواہ تھوڑا ہو یازیادہ اس تک نہیں پہنچ سکتا۔لہٰذا ہم نے مناسب سمجھا کہ اسی بارے کچھ بیان کریں،تو اس جگہ ہم مختصر اور ضروری باتیں بیان کرتے ہیں۔

علم کی فضیلت:

علم کی عظمت اوراس کا شرف کسی پربھی مخفی نہیں کیونکہ علم ایک ایسی صفت ہے جو انسان کے ساتھ خاص ہے اور علم کے علاوہ دوسری خصلتیں مثلاً جرأت،شجاعت،سخاوت،قوت اور شفقت وغیرہا انسان وحیوان دونوں میں پائی جاتی ہیں جبکہ علم ہی وہ صفت ہے کہ جس کے سبب سے اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کوتمام فرشتوں پرفضیلت بخشی اور ملائکہ کوحضرت آدم علیہ السلام کے سامنے سجدۂ تعظیمی کرنے کا حکم دیا۔(یادرہے کہ اب کسی کوسجدہ تعظیمی بھی جائز نہیں،صفدر منیر غفرلہ،)

علم کواس وجہ سے شرافت وعظمت حاصل ہے کہ علم تقوی تک پہنچنے کا وسیلہ ہے اور تقوی کی وجہ سے بندہ اللہ عزوجل کے حضور بزرگی اور ابدی سعادت کا مستحق ہوجاتا ہے۔

اس حقیقت کو کسی نے امام محمد بن حسن رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو مخاطب کر کے ان اشعار میں بیان کیا۔

تَعَلَّمْ فَاِنَّ الْعِلْمَ زَیْنٌ لِاَهْلِهٖ
وَفَضْلٌ وَعُنْوَانٌ لِکُلِّ الْمَحَامِدِ

ترجمہ: علم حاصل کرو کیونکہ علم اہل علم کے لئے زینت ہے، اور علم اس کیلئے فضیلت اور اس بات پر دلیل ہے کہ اہل علم خصال محمودہ کا مالک ہوتا ہے۔

وَکُنْ مُسْتَفِیْدًا کُلَّ یَوْمٍ زِیَادَۃً
مِنَ الْعِلْمِ وَاسْبَحْ فِیْ بُحُوْرِ الْفَوَائِدِ

ترجمہ: ہر روز علم سے زیادہ سے زیادہ فائدہ حاصل کرو اور فضل و کمال کے سمندروں میں تیرتے رہو۔

تَفَقَّهْ فَاِنَّ الْفِقْهَ اَفْضَلُ قَائِدٍ
اِلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَاَعْدَلُ قَاصِدِ

ترجمہ: اور فقہ حاصل کرو کیونکہ فقہ ہی نیکی اور تقوی کی راہ دکھانے والا سب سے بہترین رہنما ہے، اور فقہ ہی سب سے بڑا عادل ہے۔

هُوَ الْعَلَمُ الْهَادِیْ اِلٰی سَنَنِ الْهُدٰی
هُوَ الْحِصْنُ یُنْجِیْ مِنْ جَمِیْعِ الشَّدَائِدِ

ترجمہ: یہی وہ علم ہے کہ جو رشد و ہدایت کی راہ دکھاتا ہے، یہ وہ قلعہ ہے جو تمام مصائب سے نجات دیتا ہے۔

فَاِنَّ فَقِیْهًا وَاحِدًا مُتَوَرِّعًا
اَشَدُّ عَلَی الشَّیْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدِ

ترجمہ: بے شک ایک پرہیزگار فقیہ، شیطان پر ایک ہزار عابد سے زیادہ بھاری ہے۔

علم جس طرح تقوی تک پہنچنے کا ذریعہ ہے اسی طرح باقی اچھے برے اوصاف مثلاً سخاوت، بخل، بزدلی، بہادری، تکبر، عاجزی، عفت، کنجوسی اور اسراف وغیرہا کی پہچان اور ان میں تمیز کرنے کا ذریعہ بھی علم ہی ہے۔ مذکورہ برے اوصاف میں سے تکبر، بخل، بزدلی اور اسراف حرام و ممنوع ہیں لہٰذا ان اشیاء کے مثبت اور منفی پہلوؤں سے آگاہی پر ہی ان اشیاء سے بچا جاسکتا ہے۔ پس ہر انسان پر ان اشیاء کے متعلق علم حاصل کرنا فرض ہے۔

دورانِ تعلیم نیت کا بیان

تحصیلِ علم کے دور میں طالبِ علم کا حصول علم سے کوئی نہ کوئی مقصد ضرور ہونا چاہیے اس لیے کہ نیت تمام احوال کی اصل ہے کیونکہ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث صحیح میں ارشاد فرمایا:

"اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ"

(صحیح البخاری، کتاب بدء الوحی، باب کیف کان بدء الوحی.................الخ، الحدیث ۱، ج ۱، ص ۵)

ترجمہ: اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔(اس حدیث کی شرح بہت اچھے انداز میں اسی کتاب میں کی گئی ہے، صفدر منیر غفرلہ،،)

لہٰذا طالب علم کیلئے ضروری ہے کہ وہ تحصیل علم سے رضاء الٰہی عزوجل، آخرت کی کامیابی، اپنے آپ اور تمام جاہلوں سے جہل کو دور کرنے، دین کو زندہ رکھنے اور اسلام کو باقی رکھنے کی نیت کرے کیونکہ اسلام کی بقا صرف علم ہی کے ساتھ ممکن ہے، اور زہد وتقوی کو بھی جہالت کی حالت میں اختیار نہیں کیا جاسکتا۔

یہ بات تو مسلّم ہے کہ علم کو دنیاوی عزت ومنصب کیلئے حاصل نہیں کرنا چاہیے مگر جب دنیاوی منصب کو اس لیے طلب کیا کہ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر "نیکی کا حکم کرنا اور برائی سے روکنا" آسانی سے کر سکے اور حق کو نافذ کرسکے، نیز دین کی سربلندی کر سکے اور بلند منصب کی طلب میں خواہش نفس شامل نہ ہو تو پھر اس قدر منصب وجاہ حاصل کرنا جائز ہے کہ جس کے ساتھ اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ وَنَھْیٌ عَنِ الْمُنْکَر کیا جاسکے۔

طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی نیت کے بارے میں سوچ بچار کرتا رہے اور اس میں غفلت نہ کرے کہ ایک طالب علم، علم کو بہت محنت ومشقت کرنے کے بعد حاصل کر پاتا ہے لہٰذا اس علم کو فانی، قلیل اور حقیر دنیا کے حصول کے لیے ہرگز خرچ نہیں کرنا چاہیے۔

تقویٰ وپرہیزگاری:

تواضع کے بارے میں شیخ امام رکن الاسلام عرف ادیب مختار رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے مجھے اپنے یہ اشعار سنائے:

اِنَّ التَّوَاضُعَ مِنْ خِصَالِ الْمُتَّقِیْ ... وَبِهِ التَّقِیُّ اِلَی الْمَعَالِیْ یَرْتَقِیْ

ترجمہ: تواضع، متقی وپرہیزگار لوگوں کی ایک صفت ہے، اسی کے ذریعے نیک لوگ سربلند ہوتے ہیں۔

وَمِنَ الْعَجَائِبِ عُجْبُ مَنْ ھُوَجَاھِلٌ ... فِیْ حَالِهٖ ھُوَ السَّعِیْدُ اَمِ الشَّقِیْ

ترجمہ: عجیب ترین ہے وہ شخص جو تکبر کرنے کے باعث اپنے آپ کو نہیں پہچانتا، آیا کہ وہ خوش بخت ہے یا کہ بدبخت۔

اَمْ کَیْفَ یُخْتَمُ عُمْرُہٗ اَوْرُوْحُہٗ ... یَوْمَ النَّوٰی مُتَسَفِّلٌ اَوْ مُرْتَقِیْ

ترجمہ: اور اس بات کو بھی نہیں جانتا کہ اس کی عمر وروح کا اختتام کس حالت میں ہوگا، اور یوم وصال وہ علیین میں ہوگا یا کہ سافلین میں سے۔

وَالْکِبْرِیَاءُ لِرَبِّنَا صِفَةٌ بِهٖ ... مَخْصُوْصَةٌ فَتَجَنَّبَنْھَا وَاتَّقِیْ

ترجمہ: کبریائی تو اللہ عزوجل کی صفت ہے اوراس کے ساتھ مخصوص ہے،پس اے بندۂ خدا! تو اس چیز سے بچ اور تقوی اختیار کر۔

درس گاہ کا انتخاب:

اس زمانے میں بے شمار فتنوں کی برسات ہے،اورکثیر مدارس ہیں لہٰذا اعلیٰ حضرت الشاہ احمد رضا خاں فاضل بریلی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد ونظریات رکھنے والے غیرت مند مہتمم حضرات کے اداروں میں ہی دینی تعلیم حاصل کرنی چاہیے۔کیونکہ ایسے لوگ ہی دین اسلام میں صحیح راہنمائی فرماتے ہیں اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ناموس پر اپنی جان قربان کرنے کی تعلیم دیتے ہیں۔

انتخاب علم:

طالب علم کو چاہیے کہ وہ محض اختلافی مسائل ہی کے سیکھنے پر توجہ نہ دے جو کہ اکابر علماء کے دنیا سے اٹھ جانے کے بعد ہوئے کہ یہ چیز اسے فقہ سے بہت دور کردے گی اوراسکی ساری عمر ضائع کرنے کے ساتھ ساتھ دلوں میں وحشت اورعداوت کو پیدا کرے گی جو کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ہے۔اوراس کے سبب علم وفقہ اٹھ جائے گا۔

انتخاب اُستاذ

طالب علم کو چاہیے کہ وہ ایسے شخص کو اپنا استاد بنائے جو سب سے زیادہ پرہیز گار اورعمر دراز ہو جیسا کہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت حماد بن سلیمان رضی اللہ عنہ کو خوب غور وفکر کے بعد اپنا استاد منتخب کیا تھا۔آپ کا اپنے استاد کے بارے میں فرمان ہے کہ:

"ثَبَتُّ عِنْدَ حَمَّادِ بْنِ سُلَیْمَانَ فَنَمَیْتُ"

میں اپنے استاد حماد بن سلیمان رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس مستقل مزاجی سے پڑھتا رہا اسی وجہ سے میرا علمی مقام نشوونما پاتا رہا۔

علم میں ثابت قدمی:

اے عزیز طالب علم! تجھے معلوم ہونا چاہیے کہ ثابت قدمی تمام کاموں کی اصل ہے لیکن یہ بہت مشکل عمل ہے جیسا کہ کسی شاعر نے کہا کہ:

لِکُلٍّ اِلَی شَأْوِ الْعُلَا حَرَکَاتٌ وَلٰکِنْ عَزِیْزٌ فِی الرِّجَالِ ثَبَاتٌ

ترجمہ: بلندیوں تک پہنچنے کی خواہش میں تو ہر انسان حرکت کرسکتا ہے لیکن لوگوں کیلئے ثابت قدمی بہت مشکل چیز ہے۔
کسی نے کہا کہ ایک گھڑی صبر کر لینا سب سے بڑی بہادری ہے،لہٰذا ایک طالب علم کے لے ضروری ہے کہ وہ صبر

واستقلال کے ساتھ ایک استاد کے پاس پڑھتا رہے، اور اپنی کتابوں کو ثابت قدمی سے پڑھے۔ کسی بھی کتاب کو ادھورا نہ چھوڑے اور جس فن کو بھی اختیار کرے اس میں ثابت قدمی کا مظاہرہ کرے اور کسی دوسرے فن کو اس وقت تک ہاتھ نہ لگائے جب تک کہ پہلے فن میں پختگی پیدا نہ ہو جائے اور جب طالب علم تحصیل علم کے لئے کسی شہر میں مقیم ہو تو اسے چاہیے کہ بغیر کسی ضرورت کے شہر سے باہر نہ جائے کیونکہ یہ تمام چیزیں تحصیل علم میں خلل پیدا کرتی ہیں اور طالب علم کے دل کو نہ صرف غیر ضروری چیزوں میں مشغول کر دیں گی بلکہ اوقات کو ضائع کرنے کے ساتھ ساتھ استاد کی اذیت کا سبب بھی بنیں گی، لہٰذا ایک طالب علم کیلئے ضروری ہے کہ وہ اپنے نفس کی چاہتوں پر عمل پیرا ہونے کے بجائے ان پر صبر کرے۔

اسی طرح ایک طالب علم کو راہ علم دین میں آنے والی آزمائشوں اور آفات پر بھی صبر کرنا چاہیے کسی نے کہا ہے کہ:

خَزَائِنُ الْمِنَنِ عَلَى قَنَاطِرِ الْمِحَنِ

بخشش اور احسانوں کے خزانے آزمائشوں کے پل سے گزر کر ہی حاصل کیے جا سکتے ہیں۔ ایک شاعر نے کہا کہ:

اَلَا لَاتَنَالُ الْعِلْمَ اِلَّا بِسِتَّةٍ سَاُنْبِیْكَ عَنْ مَجْمُوْعِهَا بِبَيَانٍ

ترجمہ: جان لو تم علم حاصل نہیں کر سکتے مگر چھ چیزوں کے ساتھ، میں تمہیں ان تمام کے بارے میں آگاہ کرتا ہوں۔

ذَكَاءٌ وَحِرْصٌ وَاصْطِبَارٌ وَبُلْغَةٌ وَ اِرْشَادُ اُسْتَاذٍ وُطُوْلُ زَمَانٍ

ترجمہ: وہ چھ چیزیں یہ ہیں: ذکاوت، حرص علم، صبر، بقدر کفایت مال، استاد کی راہنمائی اور ایک طویل زمانہ۔

ہم مکتب نیک سیرت ساتھی کا انتخاب:

طالب علم کو چاہیے کہ وہ کسی ایسے شخص کو اپنا رفیق بنائے جو سخت محنتی، پرہیزگار، اور مستقیم الطبع ہو اور کاہل اور بے کار سے دور بھاگے اور زیادہ بولنے والے فسادی اور فتنہ پرور سے دور رہے۔ ایک شاعر نے کہا:

عَنِ الْمَرْءِ لَاتَسْئَلْ وَاَبْصِرْ قَرِيْنَهُ فَكُلُّ قَرِيْنٍ بِالْمَقَارِنِ يَقْتَدِى

ترجمہ: جب تو کسی کے احوال جاننا چاہتا ہے تو لوگوں سے اس کے احوال پوچھنے کے بجائے اس کے دوست کے احوال پر نظر رکھ کیونکہ ہر شخص اپنے رفیق کا پیروکار ہوتا ہے۔

فَاِنْ كَانَ ذَا شَرٍّ فَجَانِبْهُ سُرْعَ وَاِنْ كَانَ ذَا خَيْرٍ فَقَارِنْهُ تَهْتَدِى

ترجمہ: پس اگر وہ برا ہو تو فوراً اس سے کنارہ کشی اختیار کر لو، اور اگر وہ اچھا ہو تو اسے رفیق بنا لو تا کہ تمہیں اس سے رہنمائی ملے۔

عَدْوَى الْبَلِيْدِ اِلَى الْجَلِيْدِ سَرِيْعَة كَالْجَمْرِ يُوْضَعُ فِي الرَّمَادِ فَيَخْمِدُ

ترجمہ: کند ذہن کی غلط عادتیں ایک ذہین وفطین کی ذکاوت پر بہت جلدی اثر انداز ہوتی ہیں بالکل یونہی جیسے اگر انگارے کو راکھ میں رکھ دیا جائے تو وہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

علم اور اہل علم کے ادب کا بیان:

اے عزیز طالب علم! ایک طالب علم اس وقت تک علم حاصل نہیں کرسکتا اور نہ ہی اس سے نفع اٹھا سکتا ہے جب تک کہ وہ علم، اہل علم اور اپنے استاد کی تعظیم وتوقیر نہ کرتا ہو۔ کسی نے کہا ہے کہ:

"مَاوَصَلَ مَنْ وَصَلَ اِلَّا بِالْحُرْمَةِ وَمَا سَقَطَ مَنْ سَقَطَ اِلَّابِتَرْكِ الْحُرْمَةِ"

جس نے جو کچھ پایا ادب واحترام کرنے کے سبب ہی سے پایا اور جس نے جو کچھ کھویا وہ ادب واحترام نہ کرنے کے سبب ہی کھویا۔

استاذ کا ادب:

اے عزیز طالب علم! استاذ کی تعظیم کرنا بھی علم ہی کی تعظیم ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"اَنَا عَبْدُمَنْ عَلَّمَنِیْ حَرْفًا وَاحِدًا اِنْ شَاءَ بَاعَ وَاِنْ شَاءَ اَعْتَقَ وَاِنْ شَاءَ اسْتَرَقَّ"

ترجمہ: جس نے مجھے ایک حرف سکھایا میں اس کا غلام ہوں چاہے اب وہ مجھے فروخت کردے، چاہے تو آزاد کردے اور چاہے تو غلام بنا کر رکھے۔

اساتذہ کو تحائف دینا:

لَقَدْ حَقَّ اَنْ یُهْدٰی اِلَیْهِ کَرَامَةً لِتَعْلِیْمِ حَرْفٍ وَاحِدٍ اَلْفُ دِرْهَمٍ

ترجمہ: حق تو یہ ہے کہ استاد کی طرف ایک حرف سکھانے پر تعظیماً ایک ہزار درہم کا تحفہ بھیجا جائے۔

اپنی اولاد کو عالم بنانے انمول نسخہ:

ہمارے استاد شیخ سدید الدین شیرازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مشائخ سے نقل کرتے ہوئے فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اس کا بیٹا عالم بنے اسے چاہیے کہ تنگ دست فقہاء کی دیکھ بھال کرے، ان کی عزت وتکریم کرے، ان کی ضروریات پوری کرنے کے لیے کچھ نہ کچھ انہیں دیتا رہے۔ پس اگر اس کا بیٹا عالم نہ ہوا تو اس کا پوتا ضرور عالم ہوگا۔ استاد کی عزت وتکریم میں یہ باتیں بھی شامل ہیں کہ طالب علم کو چاہیے کہ کبھی استاد کے آگے نہ چلے، نہ استاد کی جگہ پر بیٹھے، بغیر اجازت کلام میں ابتداء نہ کرے اور نہ ہی بغیر اجازت استاد کے سامنے زیادہ کلام کرے، جب وہ پریشان ہوں تو کوئی سوال نہ کرے بلکہ وقت کا لحاظ رکھے اور نہ ہی استاد کے دروازے کو کھٹکھٹائے بلکہ طالب علم کو چاہیے کہ وہ صبر سے کام لے اور استاد کے باہر آنے کا انتظار کرے۔

اساتذہ کی خدمت کی وجہ سے امام رازی علیہ الرحمۃ کو یہ مقام ملا:

امام فخر الدین ارسابندی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ مَرْو شہر میں رئیس الائمہ کے مقام پر فائز تھے اور سلطان وقت آپ کا بے

حد ادب واحترام کیا کرتا تھا۔ آپ فرمایا کرتے تھے کہ مجھے یہ منصب اپنے استاد کی خدمت کرنے کی وجہ سے ملا ہے کہ میں اپنے استاد کی خدمت کیا کرتا تھا یہاں تک کہ میں نے ان کا تین سال تک کھانا پکایا اور استاد کی عظمت کو ملحوظ رکھتے ہوئے میں نے کبھی بھی اس میں سے کچھ نہ کھایا۔

اساتذہ کی تعظیم نہ کرنے کا وبال:

ایک مرتبہ شیخ شمس الآئمہ حلوانی رحمۃ اللہ علیہ کو کوئی حادثہ پیش آیا جس کی وجہ سے وہ بخارا سے نکل کر ایک گاؤں میں سکونت پذیر ہوگئے۔ اس عرصے میں ان کے شاگرد ملاقات اور زیارت کیلئے حاضر ہوتے رہتے مگر ان کے ایک شاگرد شیخ شمس الآئمہ زرنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ملاقات کیلئے حاضر نہ ہوسکے پھر جب ایک مرتبہ شیخ شمس الآئمہ حلوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی ان سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے پوچھا کہ وہ ملاقات کیلئے کیوں نہیں آئے تو شمس الآئمہ زرنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے عرض کی کہ عالیجاہ! میں دراصل اپنی والدہ کی خدمت میں مشغول تھا اس لیے حاضر نہ ہوسکا تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ تمہیں عمر درازی تو حاصل ہوگی مگر رونق درس نہ پاسکو گے اور ایسا ہی ہوا کہ شیخ شمس الآئمہ زرنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا اکثر وقت دیہاتوں میں گزرا اور یہ کہیں بھی درس وتدریس کا انتظام نہ کرسکے، کیونکہ جو شخص اپنے استاد کیلئے اذیت وتکلیف کا باعث بنے گا، وہ علم کی برکتوں سے محروم ہوجاتا ہے، اور وہ شخص علم سے کماحقہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا جیسا کہ کسی شاعر نے کہا کہ:

اِنَّ الْمُعَلِّمَ وَالطَّبِیْبَ کِلَاهُمَا　　لَایَنْصِحَانِ اِذَا هُمَا لَمْ یُکْرَمَا

ترجمہ: استاد ہو یا طبیب دونوں ہی اس وقت تک نصیحت نہیں کرتے جب تک ان کی عزت وتکریم نہ کی جائے۔

فَاصْبِرْ لِدَائِكَ اِنْ جَفَوْتَ طَبِیْبَهُ　　وَاقْنَعْ بِجَهْلِكَ اِنْ جَفَوْتَ مُعَلِّمَا

ترجمہ: اگر تو طبیب سے بدسلوکی کرتا ہے تو پھر اپنی بیماری پر صبر کرنے کیلئے تیار ہوجا، اور اگر تو اپنے استاد سے بدسلوکی کرتا ہے تو پھر اپنی جہالت پر قناعت کر۔

اساتذہ کا بچوں کو سزا دینے کا جواز اور اسکی مقدار:

مسئلہ ۸۰۳: مسئولہ مولوی خلیل احمد خاں پشاوری ۱۹ شوال المکرّم ۱۳۱۵ھ۔

چہ می فرمایند علمائے دین ایں مسئلہ کہ معلم کودکاں راز دن علی الاطلاق مباح ست یا اجرت وغیر اجرت شرط ست۔ بینوا توجروا۔

علمائے دین اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں کہ استاد اپنے شاگرد بچوں کو بغیر کسی قید وشرط کے بدنی سزا دے سکتا ہے یا نہیں؟ کیا بچوں کو اجرت لے کر پڑھانے یا بلا اجرت پڑھانے والے کے لئے الگ الگ ضابطہ ہے۔ بیان فرمایئے اجرت پایئے۔

الجواب: زدن معلم کودکاں را وقت حاجت بقدر حاجت محض بغرض تنبیہ واصلاح ونصیحت بے تفرقہ اجرت وعدم اجرت رواست اما باید کہ بدست زنند نہ بچوب ودر کرتے برسہ بارنیفزایند فی ردالمختار، **لایجوز ضرب ولد الحر بامر ابیه اما المعلم فله ضربه لمصلحة التعليم وقيده الطرسوسى بان يكون بغير آلة جارحة وبان لايزيد على ثلث ضربات، ورده الناظم بانه لاوجه له ويحتاج الى نقل و اقره الشارح قال الشرنبلالى والنقل فى كتاب الصلوٰة يضرب الصغير باليد لابالخشبة ولايزيد على ثلث ضربات، بتلخيص .**

ضرورت پیش آنے پر بقدر حاجت تنبیہ، اصلاح اور نصیحت کے لئے بلاتفریق اجرت وعدم اجرت استاد کا بدنی سزا دینا اور سرزنش سے کام لینا جائز ہے مگر یہ سزا لکڑی ڈنڈے وغیرہ سے نہیں بلکہ ہاتھ سے ہونی چاہئے اور ایک وقت میں تین مرتبہ سے زائد پٹائی نہ ہونے پائے، چنانچہ فتاوٰی شامی میں ہے کہ کسی آزاد بچے کو اس کے والد کے حکم سے مارنا جائز نہیں لیکن استاد تعلیمی مصلحت کے تحت پٹائی کرسکتا ہے۔ امام طرسوسی نے یہ قید لگائی ہے کہ مار پیٹ زخمی کردینے والی نہ ہو اور تین ضربوں سے زائد بھی نہ ہو، لیکن ناظم نے اس قید کو رَد کردیا کہ اس کی کوئی وجہ نہیں لہٰذا نقل کی ضرورت ہے اور شارح نے اس کو برقرار رکھا۔ علامہ شرنبلالی نے فرمایا نقل کتاب الصلوٰۃ میں ہے کہ چھوٹے بچے کو ہاتھ سے سزا دی جائے نہ کہ لاٹھی سے اور تین ضربوں سے تجاوز بھی نہ ہونے پائے، تلخیص۔ (ردالمختار، کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/۲۷۶)

درجامع الصغار استروشنی است، **ذكر والدى رحمه الله تعالىٰ من صلوٰة الملتقط اذا بلغ الصبى عشر سنين يضرب لاجل الصلوٰة باليد لابالخشب ولايجاوز الثلث وكذا المعلم ليس له ان يجاوز الثلث قال صلى الله تعالىٰ عليه وسلم لمرداس المعلم اياك ان تضرب فوق الثلث فانك اذا ضربت فوق الثلث اقتص الله منك . والله تعالىٰ اعلم .**

جامع صغار استروشنی میں ہے: میرے والد رحمہ اللہ تعالٰی نے بحث صلوٰۃ ملتقط میں ذکر فرمایا کہ جب بچے کی عمر دس سال ہوجائے تو نمازی بنانے کے لئے اسے ہاتھ سے سزا دی جائے لاٹھی سے نہیں اور تین مرتبہ سے تجاوز بھی نہ کیا جائے۔ یونہی استاد کے لئے روا نہیں کہ تین مرتبہ سے تجاوز کرے حضور اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے استاذ کی بچوں کو مارنے کے بارے میں فرمایا: تین مرتبہ سے زائد ضربیں لگانے سے پرہیز کرو کیونکہ اگر تم تین مرتبہ سے زیادہ سزا دی تو اللہ تعالٰی قیامت کے دن تم سے بدلہ لے گا۔ واللہ تعالٰی اعلم۔

(احکام الصغار، مسائل الصلوٰۃ، دارالکتب العلمیہ بیروت، ص ۶۱ بحوالہ فتاوٰی رضویہ جلد ۲۳، رضا فائنڈیشن، ص ۶۵۷،)

تعظیم کتب کا بیان:

تعظیم علم میں کتاب کی تعظیم کرنا بھی شامل ہے لہٰذا طالب علم کو چاہیے کہ کبھی بھی بغیر طہارت کے کتاب کو ہاتھ نہ لگائے۔

شیخ شمس الائمہ حلوانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حکایت نقل کی جاتی ہے کہ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ میں نے علم کے خزانوں کو تعظیم وتکریم کرنے کے سبب حاصل کیا، وہ اس طرح کہ میں نے کبھی بھی بغیر وضو کاغذ کو ہاتھ نہیں لگایا۔ شیخ شمس الائمہ امام سرخسی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ آپ کا پیٹ خراب ہوگیا، آپ کی عادت تھی کہ آپ رات کے وقت کتابوں کی تکرار اور بحث ومباحثہ کیا کرتے تھے، پس اس رات پیٹ خراب ہونے کی وجہ سے آپ کو سترہ بار وضو کرنا پڑا کیونکہ آپ بغیر وضو تکرار نہیں کیا کرتے تھے۔

بزرگان دین کو وضو سے اس وجہ سے محبت تھی کہ علم نور ہے اور وضو بھی نور ہے، پس وضو کرنے سے علم کی نورانیت مزید بڑھ جاتی ہے۔

طالب علم کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ کتابوں کی طرف پاؤں نہ کرے، کتب تفاسیر کو تعظیماً تمام کتب کے اوپر رکھے اور کتاب کے اوپر کوئی دوسری چیز ہرگز نہ رکھی جائے۔

ہمارے استاد محترم شیخ امام برہان الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنے مشائخ میں سے کسی بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حکایت بیان کرتے تھے کہ ایک فقیہ کی عادت تھی کہ دوات کو کتاب کے اوپر ہی رکھ دیا کرتے تھے تو شیخ نے ان سے فارسی میں فرمایا: "برنیابی" یعنی تم اپنے علم سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔

ہمارے استاد محترم امام اجل فخر الاسلام عرف قاضی خان رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ کتابوں پر دوات وغیرہ رکھتے وقت اگر تحقیر علم کی نیت نہ ہو تو ایسا کرنا جائز ہے مگر اولیٰ یہ ہے کہ اس سے بچا جائے۔

فقہ کی کتاب کی صرف زیارت رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے:

کسی نے مجتہد بوبکر رحمۃ اللہ علیہ ست چوچھا کہ فقیہ کو قرأت قرآن بہتر ہے یا درس فقہ؟ فرمایا ابومطیع سے منقول ہے کہ ہمارے اصحاب کی کتابوں کو کو بغیر قصد سیکھنے کے صرف دیکھنا شب بیداری سے بہتر ہے۔

(المحیط البرہانی، کتاب الاستحسان والکراھیۃ، الفصل الثانی والثلاثون فی المتفرقات)

خوش خط لکھنے کا فائدہ اوراور باریک لکھنے کا نقصان:

طالب علم کیلئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ اپنی لکھائی کو عمدہ اور خوش خط بنائے بالکل باریک اور چھوٹا چھوٹا کر کے نہ لکھے اور بلاضرورت حاشیہ کی جگہ ترک نہ کرے۔

ایک مرتبہ امام اعظم رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دیکھا وہ بہت باریک باریک کر کے لکھ رہا تھا آپ نے اس سے فرمایا "اپنے خط کو اس قدر بے ڈھنگا بنا کر کیوں لکھ رہے ہو کہ اگر تم زندہ رہے تو اس لکھائی کی وجہ سے ندامت اٹھاؤ گے اور اگر مر گئے تو تمہارے بعد تمہیں برا بھلا کہا جائے گا اور جب تم بوڑھے ہو جاؤ گے اور تمہاری آنکھیں کمزور ہو جائیں گی تو تم خود اپنے اس فعل پر نادم وشرمندہ ہو گے۔

سرخ روشنائی استعمال کرنا:

مناسب یہ ہے کہ کتاب وغیرہ کا سائز مربع ہو کیونکہ یہ امام اعظم رضی اللہ عنہ کا پسندیدہ سائز ہے کہ اس کتاب کے اٹھانے، رکھنے اور مطالعہ کرنے میں سہولت رہتی ہے۔ نیز ایک طالب علم کو سرخ سیاہی کا استعمال بھی نہیں کرنا چاہیے کہ سرخ سیاہی استعمال کرنا بزرگان دین کا نہیں بلکہ فلاسفہ کا طریقہ کار ہے اور ہمارے مشائخ میں سے بعض تو سرخ سیاہی کے استعمال کو مکروہ جانتے تھے۔

ہم مکتب ساتھی کی تعظیم:

شرکاء درس کی تعظیم وتکریم بھی تعظیم علم ہی کا حصہ ہے۔ یاد رہے کہ چاپلوسی اور خوشامد کرنا ایک مذموم کام ہے مگر علم دین حاصل کرنے کیلئے اگر خوشامد کی ضرورت پیش آئے تو طالب علم کو چاہیے کہ اپنے استاد اور ہم مکتب طالب علم کی خوشامد کرے تا کہ ان سے علمی طور پر مستفید ہوا جا سکے۔

اپنی ذات اور اپنے تمام امور کو اساتذہ کے سپرد کرنا:

ہمارے استاد محترم شیخ برہان الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ پہلے زمانے کے طالب علم اپنے تعلیمی امور کو اپنے اساتذہ کے سپرد کر دیا کرتے تھے۔ اسی وجہ سے وہ لوگ اپنی مراد کو بھی پہنچ جاتے تھے اور اپنے مقاصد بھی حاصل کر لیا کرتے تھے لیکن آجکل کے طلبہ استاد کی راہنمائی کے بغیر مراد کو پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں، لہٰذا ایسے طالب علم نہ تو اپنے مقصود تک پہنچتے ہیں اور نہ ہی انہیں علم وفقہ سے کوئی آگاہی ہوتی ہے۔

طالب علم اور استاذ کا دوران تعلیم بیٹھنے کا فاصلہ:

ایک طالب علم کو چاہیے کہ دوران سبق بلاضرورت استاد کے بالکل قریب نہ بیٹھے بلکہ استاد اور طالب علم کے درمیان کم از کم ایک کمان کا فاصلہ ہونا چاہیے کہ اس طرح بیٹھنے میں ادب کا پہلو غالب رہتا ہے۔

متکبر علم سے محروم رہتا ہے:

ایک طالب علم کو اخلاق ذمیمہ سے احتراز کرنا چاہیے کیونکہ اخلاق ذمیمہ کی مثال معنوی طور پر کتے کی طرح ہے اور سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لَاتَدْخُلُ الْمَلٰئِکَۃُ بَیْتاً فِیْہِ کَلْبٌ اَوْ صُوْرَۃٌ"، (صحیح مسلم، باب تحریم التصویر، الحدیث ۲۱۰۶، ص ۱۱۶۵)

ترجمہ: رحمت کے فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جہاں کتا یا تصویر ہو۔

لہٰذا اخلاق ذمیمہ سے احتراز کرنا ضروری ہے کہ انسان علم کو فرشتے ہی کے ذریعے سیکھتا ہے۔ برے اخلاق کو جاننے کے لیے " کتاب الاخلاق" کا مطالعہ کیا جائے کہ اس مختصر سی کتاب میں اخلاق ذمیمہ کی تفصیل بیان نہیں کی جاسکتی، لہٰذا ایک

طالب علم کو خصوصاً تکبر سے ضرور بچنا چاہیے کہ تکبر کے ساتھ علم حاصل نہیں ہوسکتا۔

محنت، اور قوت ارادہ:

ایک طالب کیلئے سخت محنت کرنا، اور اس پر پابندی کرنا اور ثابت قدمی رکھنا بہت ضروری ہے۔ جیسا کہ اس کی طرف اللہ جل جلالہ نے ان آیات میں اشارہ کیا ہے:

"وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا" (پ21، العنکبوت:96)

ترجمۂ کنزالایمان: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔

ایک جگہ فرمایا:

يَا يَحْيٰى خُذِ الْكِتَابَ بِقُوَّةٍ ۔(پ ١٦، مريم: ٢١)

ترجمۂ کنزالایمان: اے یحییٰ کتاب مضبوط تھام۔ (یعنی خوب یاد کرلو)

مشہور مقولہ ہے کہ:

"مَنْ طَلَبَ شَيْئًا وَجَدَّ وَجَدَ وَمَنْ قَرَعَ الْبَابَ وَلَجَّ وَلَجَ" جو کسی چیز کی طلب میں محنت و کوشش کرتا رہا وہ اسے ایک دن ضرور پالے گا اور جو کسی دروازے کو کھٹکھٹائے اور مسلسل کھٹکھٹاتا ہی چلا جائے تو ایک دن وہ اس کے اندر ضرور داخل ہوجائے گا۔

اسی طرح ایک اور دانا کا قول ہے:

"بِقَدْرِمَا تَتَمَنّٰى تَنَالُ مَا تَتَمَنّٰى" تو جتنا کچھ حاصل کرنا چاہتا ہے اتنا ضرور حاصل کریگا۔

کسی نے کیا خوب کہا:

بِقَدْرِ الْكَدِّ تُكْسَبُ الْمَعَالِي وَمَنْ طَلَبَ الْعُلَا سَهِرَ اللَّيَالِي

ترجمہ: تم اپنی محنت و لگن کے اعتبار سے ترقی پاؤ گے جو بلندیوں کو چھونا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ شب بیداری کرے۔

تَرُوْمُ الْعِزَّ ثُمَّ تَنَامُ لَيْلاً يَغُوْصُ الْبَحْرَ مَنْ طَلَبَ اللّآلي

ترجمہ: تو عزت کا طلبگار ہے اور پھر رات کو سو بھی جاتا ہے، ارے غافل موتی حاصل کرنے کیلئے پہلے سمندر میں غوطے لگانے پڑتے ہیں۔

مطالعہ کا وقت:

اے عزیز طالب علم! علم کیلئے رات کے اول حصے اور آخری حصے میں مطالعہ کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ مغرب وعشاء کے درمیان کا وقت اور سحری کا وقت دونوں بہت ہی مبارک اوقات ہیں۔ ایک شاعر کہتا ہے:

یَاطَالِبَ الْعِلْمِ بَاشِرِ الْوَرَعَا وَجَنِّبِ النَّوْمَ وَاتْرُكِ الشِّبَعَا

ترجمہ: اے طالب علم! تقویٰ اور پرہیزگاری کو لازم پکڑ، نیند سے کنارہ کر اور شکم سیر ہونا چھوڑ دے۔

طالب علم کو چاہیے کہ اپنے آپ کو زیادہ محنت ومشقت میں بھی نہ ڈالے اور اپنی جان پر اتنا بوجھ بھی نہ ڈالے کہ بندہ عمل کرنے سے لاچار ہو جائے بلکہ اس معاملہ میں نرمی سے کام لے کہ نرمی تمام اشیاء کی اصل ہے۔

حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

نَفْسُكَ مَطِيَّتُكَ فَارْفُقْ بِهَا ۔ ترجمہ: تیرا نفس تیری سواری ہے پس اس کے ساتھ نرمی سے پیش آ ؤ۔

بزرگان دین فرماتے ہیں کہ علم کے فضائل ومناقب میں غور وفکر نہ کرنے سے سستی وکاہلی پیدا ہو جاتی ہے۔لہٰذا ایک طالب علم کو چاہیے کہ محنت وکوشش اور مواظبت کے ساتھ ساتھ علم کے فضائل ومناقب میں غور وفکر کرتا رہے کہ معلومات کا باقی رہنا ہی علم کی بقاء ہے۔

اے عزیز طالب علم! مال تو فنا ہونے والی چیز ہے جیسا کہ امیر المومنین حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

رَضِيْنَا قِسْمَةَ الْجَبَّارِ فِيْنَا لَنَا عِلْمٌ وَ لِلْاَعْدَاءِ مَالُ

ترجمہ: ہم اللہ جل جلالہ کی اس تقسیم پر راضی ہیں کہ ہمارے حصہ میں علم آیا اور دشمنوں کے حصہ میں مال۔

فَاِنَّ الْمَالَ يَفْنٰى عَنْ قَرِيْبٍ وَاِنَّ الْعِلْمَ يَبْقٰى لَايَزَالُ

ترجمہ: کیونکہ مال عنقریب فنا ہو جائے گا، جبکہ علم ہمیشہ ہمیشہ باقی رہے گا۔

کسی نے کیا خوب کہا کہ؛

جہلا مرنے سے پہلے بھی گویا مردے ہیں جبکہ علماء اگرچہ دنیا سے تشریف لے جائیں وہ ذکر خیر کے سبب زندہ رہتے ہیں۔

بلغم کم کرنے کے اسباب:

(۱) فاضل رطوبتیں اور بلغم انسان کے اندر سستی پیدا کرتی ہیں اور تقلیل طعام بلغم کو کم کرنے کا مجرب نسخہ ہے، ایک قول کے مطابق ستر انبیاء کرام علیہم السلام اس بات پر متفق ہیں کہ کثرت نسیان، کثرت بلغم سے پیدا ہوتا ہے اور کثرت بلغم زیادہ پانی پینے کی وجہ سے ہوتا ہے اور پانی کے بکثرت پیے جانے کی وجہ کثرت طعام ہے۔

(۲) سوکھی روٹی کھانے سے بھی بلغم میں کمی واقع ہوتی ہے۔

(۳) نہار منہ کشمش کھانا بھی بلغم کو کم کرنے کے لیے مفید چیز ہے۔

(۴) مسواک کرنا بھی بلغم کو دور کرتا ہے، حافظہ اور فصاحت کو بڑھاتا ہے۔ کیونکہ مسواک کرنا بہت ہی پیاری سنت

ہے اوراس سے نماز وتلاوت قرآن کا ثواب بڑھادیا جاتا ہے۔

(۵) قے بھی فاضل رطوبات اور بلغم میں کمی کا باعث بنتی ہے۔

جو شخص کم کھانے کی عادت بنانا چاہتا ہے اسے چاہیے کہ کم کھانے کے فوائد اپنے سامنے رکھے۔صحت مند رہنا،عفت سے متصف ہونا،ایثار کے مواقعوں کا میسر آنا،کم کھانے کے فوائد میں سے چند ایک ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ثَلَاثَةُ نَفَرٍ يُبْغِضُهُمُ اللّٰهُ تَعَالىٰ مِنْ غَيْرِ جُرْمٍ الاَكُوْلُ وَالْبَخِيْلُ وَالْمُتَكَبِّرُ"

تین افراد ایسے ہیں کہ اگر وہ مزید گناہوں کا ارتکاب نہ بھی کریں تو بھی اللہ تعالیٰ ان کو پسند نہیں فرماتا:

(۱) زیادہ کھانے والا (۲) بخیل (۳) متکبر۔

بندے کو کم کھانے کے فوائد پر نظر رکھنے کے ساتھ ساتھ زیادہ کھانے کے نقصانات پر بھی نظر رکھنی چاہیے۔ان نقصانات میں مختلف امراض کا سامنا اور طبیعت کا بوجھل پن قابل ذکر ہیں۔کہا جاتا ہے: اَلْبِطْنَةُ تُذْهِبُ الْفِطْنَةَ"

پیٹ بھر کر کھانا حاضر دماغی کو کم کر دیتا ہے۔

سبق شروع کرنے کا مبارک دن:

استاد شیخ الاسلام برہان الدین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سبق بدھ ہی کے روز شروع فرمایا کرتے تھے اور اس بات پر ایک حدیث روایت کرکے اس پر استدلال فرمایا کرتے تھے،فرماتے تھے کہ سرکار صلی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَامِنْ شَیْءٍ بُدِیَٔ فِی یَوْمِ الْاَرْبَعَاءِ اِلَّا وَقَدْتَمَّ ۔ (کشف الخفاء،الحدیث ۲۱۸۹،ج۲،ص۱۶۳)

ترجمہ: کوئی ایسا عمل نہیں جس کی ابتداء بدھ سے ہوئی ہو اور وہ پایہ تکمیل کو نہ پہنچا ہو۔

سبق کتنا ہو اور تکرار کتنا ہو:

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ شیخ قاضی عمر بن الامام ابی بکر زرنجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے حکایت بیان کرتے ہیں کہ ابتدائی طلبہ کے لیے سبق کی مقدار اتنی ہو کہ جس کو با آسانی دو مرتبہ اعادہ کرنے سے یاد کر سکیں۔

اسی طرح درجہ بدرجہ ہر روز ایک کلمہ کا اضافہ کرتا رہے یہاں تک کہ اگر سبق طویل اور زیادہ ہو جائے تو دو مرتبہ اعادہ سے یاد ہو سکے۔بہر حال سبق آہستہ آہستہ درجہ بدرجہ بڑھاتا چلا جائے،بصورت دیگر اگر ابتداء ہی میں سبق زیادہ کر لیا اور اسے سمجھانے کے لیے اس سبق کو دس مرتبہ دہرانا پڑا تو پھر آخر تک وہ اس کا عادی ہو جائے گا اور یہ عادت پھر آسانی سے نہیں چھوٹے گی۔

کہا جاتا ہے کہ:

"اَلسَّبَقُ حَرْفٌ وَالتَّکْرَارُ اَلْفٌ" یعنی سبق ایک حرف ہو اور تکرار ایک ہزار بار ہونی چاہیے۔

مناظرہ اور مطارحہ تکرار سے زیادہ فائدہ مند ہے:

مناظرہ اور مطارحہ صرف تکرار کرنے کے مقابلے میں زیادہ فائدہ مند ہے کیونکہ اس میں تکرار کے ساتھ ساتھ معلومات میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

کہا جاتا ہے: مُطَارَحَةُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ تَكْرَارِ شَهْرٍ"

ترجمہ: ایک گھڑی علمی مقابلہ کرنا ایک ماہ کی تکرار سے بہتر ہے۔

لیکن یہ اس وقت ہے جب مناظرہ کسی منصف اور سلیم الطبع آدمی کے ساتھ ہو اور خبردار کسی ذلت پسند اور غیر مستقیم الطبع شخص کے ساتھ مناظرہ نہیں کرنا چاہیے کیونکہ طبیعت اثر کو قبول کرتی ہے اور خصلتیں متعدی ہوتی ہیں اور صحبت ایک دن ضرور رنگ لے آتی ہے۔

تحصیل علم کے موزوں اوقات کا بیان

کہا جاتا ہے کہ :وَقْتُ التَّعَلُّمِ مِنَ الْمَهْدِ اِلَى اللَّحْدِ"

ترجمہ: علم سیکھنے کی مدت تو مہد (جھولے) سے لیکر لحد تک ہے۔

تحصیل علم کیلئے بہترین وقت ابتدائی جوانی، وقت سحر اور مغرب وعشاء کے درمیان کا وقت ہے۔ لیکن یہ بات تو افضلیت کی تھی مگر ایک طالب کو تو ہر وقت تحصیل علم میں مستغرق رہنا چاہیے۔ اگر ایک چیز سے اکتا جائے تو دوسری چیز کی تحصیل میں مشغول ہو جائے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ آپ جب علم الکلام پڑھتے پڑھتے اکتا جاتے تو شعراء کے دیوان منگوا کر ان کو پڑھنے لگ جاتے۔

امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ہمیشہ شب بیداری فرمایا کرتے تھے اور آپ کے پاس مختلف قسم کی کتابیں رکھی ہوتی تھیں۔ جب ایک فن سے اکتا جاتے تو دوسرے فن کے مطالعہ میں لگ جاتے تھے۔

ایک روایت میں یوں بھی آیا ہے کہ آپ اپنے پاس پانی رکھا کرتے تھے، جب نیند کا غلبہ ہونے لگتا تو پانی کے چھینٹے دے کر نیند کو دور کرتے اور فرمایا کرتے تھے کہ نیند گرمی سے ہے لہذا ٹھنڈے پانی سے دور کرو۔

دوران تعلیم پرہیزگاری کا بیان:

بعض بزرگ رحمۃ اللہ علیہم اس موضوع پر حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم سے ایک حدیث نقل کرتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ لَّمْ يَتَوَرَّعْ فِي تَعَلُّمِهِ ابْتَلَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِاَحَدِ ثَلَاثَةِ اَشْيَاءَ اِمَّا اَنْ يُّمِيْتَهُ فِيْ شَبَابِهِ اَوْ يُوْقِعَهُ فِيْ

الرَّسَاتِیقِ اَوْ یَبْتَلِیَه، بِخِدْمَةِ السُّلْطَانِ ۔

ترجمہ: جو طالب علمی کے زمانے میں پرہیز گاری اختیار نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اسے تین اشیاء میں سے کسی ایک میں مبتلا فرمادیتا ہے یا تو اسے جوانی میں موت دیتا ہے یا پھر وہ باوجود عالم ہونے کے قریہ بہ قریہ مارامارا پھرتا ہے یا پھر وہ ساری عمر حکمرانوں کی غلامی کرتا رہتا ہے۔

الغرض طالب علم جتنا زیادہ پرہیز گار ہوتا ہے اس کا علم بھی اسی قدر نفع بخش ہوتا ہے اور اسی قدر اس کیلئے علم کا حصول آسان ہوجاتا ہے اور اس علم کے ثمرات وفوائد بھی خوب ظاہر ہوتے ہیں۔ایک طالب علم کے لیے سب سے بڑی پرہیز گاری کی بات تو یہ ہے کہ اسے کثرت طعام، کثرتِ منام اور کثرتِ کلام سے اجتناب کرنا چاہیے۔ نیز ایک طالب علم کو اگر ممکن ہو تو غیر مفید اور بازاری کھانے سے بھی پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ بازاری کھانا انسان کو خیانت وگندگی کے قریب اور اللہ عزوجل کے ذکر سے دور کردیتا ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ بازار کے کھانوں پر غربا اور فقراء کی نظریں بھی پڑتیں ہیں اور وہ اپنی غربت وافلاس کی بناء پر جب اس کھانے کو نہیں خرید سکتے تو وہ دل آزردہ ہوجاتے ہیں اور یوں اس کھانے سے برکت اٹھ جاتی ہے۔

قوت حافظہ کو بڑھانے والی اشیاء کا بیان:

محنت وپابندی، کم کھانا، نماز تہجد ادا کرنا اور تلاوت قرآن پاک کرنا، حافظہ مضبوط کرنے کے اسباب میں سرفہرست ہیں۔کہا گیا ہے کہ قرآن پاک کو دیکھ کر پڑھنے سے زیادہ کوئی اور چیز قوت حافظہ کو تیز نہیں کرتی، ویسے بھی قرآن پاک کو دیکھ کر پڑھنا ہی افضل ہے۔

حضرت شداد بن حکیم رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے ایک رفیق کو خواب میں دیکھ کر پوچھا کہ تم نے سب سے زیادہ نفع بخش کس چیز کو پایا تو انہوں نے فرمایا کہ قرآن پاک کو دیکھ کر پڑھنا۔

طالب علم کو چاہیے کہ جب کتاب اٹھائے تو یہ وظیفہ پڑھے:

بِسْمِ اللهِ وَسُبْحَانَ اللهِ وَالْحَمْدُلِلّٰهِ وَلاَ اِلٰهَ اِلَّا اللهُ وَاللهُ اَکْبَرُ وَلاَ حَوْلَ وَلاَ قُوَّةَ اِلَّابِاللهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ الْعَزِیْزِ عَدَدَ کُلِّ حَرْفٍ کُتِبَ وَیُکْتَبُ اَبَدَالآبِدِیْنَ وَدَهْرَ الدَّاهِرِیْنَ"

ہرنماز کے بعد یہ وظیفہ پڑھنا چاہیے:

آمَنْتُ بِاللهِ الْوَاحِدِ الْاَحَدِ الْحَقِّ وَحْدَه لاَشَرِیْكَ لَه وَكَفَرْتُ بِمَا سِوَاه، ۔

طالب علم کو چاہیے کہ سرکار مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم پر کثرت سے درود پاک پڑھا کرے کہ بے شک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم رحمۃ للعالمین ہیں۔

اسی طرح مسواک کرنا، شہد کا استعمال رکھنا، گوند بمع شکر استعمال کرنا، نہار منہ 21 دانے کشمش کھانا بھی حافظے کو قوی

کرتا ہے اور انسان کو بہت سے امراض سے شفا دیتا ہے۔ نیز ان چیزوں کو کھانا بھی قوت حافظہ کو قوی کرتا ہے جو کہ بلغم اور دیگر رطوبات کو کم کرتیں ہیں۔

وہ چیزیں جو نسیان پیدا کرتی ہیں ان میں کثرت سے گناہ کرنا، دنیاوی امور میں ہر وقت مغموم ومتفکر رہنا، غیر ضروری چیزوں میں مشغولیت رکھنا، دنیا سے محبت رکھنا، بلغم پیدا کرنے والی اشیاء کا استعمال کرنا خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

علم کو بھول جانے کے چند اسباب:

تر دھنیا کھانا، کھٹے سیب کھانا، پھانسی چڑھے کی طرف دیکھنا، قبر کی تختیاں پڑھنا، اونٹوں کی قطار کے درمیان سے گزرنا، زندہ جوؤں کو یونہی زمیں پر چھوڑ دینا، گدی پر پچھنے لگوانا، یہ تمام باتیں نسیان کو پیدا کرتی ہیں۔

رزق میں کمی کرنے والے اسباب:

ننگے سونا، بے حیائی سے پیشاب کرنا، پہلو کے بل ٹیک لگا کر کھانا، دستر خوان پر گرے ہوئے روٹی کے ٹکڑے وغیرہ اٹھانے میں سستی کرنا، پیاز اور لہسن کے چھلکے جلانا، گھر میں رومال سے جھاڑو دینا، رات کو جھاڑو دینا، کوڑا گھر ہی میں چھوڑ دینا، مشائخ کے آگے چلنا، ماں باپ کو انکے نام سے پکارنا، کسی بھی گری پڑی چیز سے دانتوں کا خلال کرنا، ہاتھوں کو گارے یا مٹی سے دھونا، چوکھٹ پر بیٹھنا، دروازے کے ایک حصے سے ٹیک لگا کر کھڑے ہونا، بیت الخلا میں وضو کرنا، بدن ہی پر کپڑے وغیرہ سی لینا، چہرے کو لباس ہی سے خشک کر لینا، گھر میں مکڑی کے جالوں کو لگا رہنے دینا، نماز میں سستی کرنا، نماز فجر کے بعد مسجد سے نکلنے میں جلدی کرنا، صبح سویرے بازار جانا، دیر گئے بازار سے آنا، فقیروں کی مانگی ہوئی روٹیاں خریدنا، اپنی اولاد کے لیے بددعا کرنا، کھانے کے برتن کو صاف نہ کرنا، چراغ کو پھونک مار کر بجھا دینا، یہ تمام چیزیں فقر و محتاجی پیدا کرتی ہیں، نیز یہ ساری باتیں مختلف احادیث سے ماخوذ ہیں۔

اسی طرح چند امور اور بھی ہیں جو فقر و محتاجی کا سبب بنتے ہیں، جیسے ٹوٹے ہوئے قلم کو پھر دوبارہ باندھ کر لکھنا، ٹوٹے ہوئے کنگھے کا استعمال کرنا، والدین کے لیے دعائے خیر کو چھوڑ دینا، عمامہ بیٹھ کر باندھنا، شلوار کو کھڑے ہو کر پہننا، بخل کرنا، کنجوسی کرنا، سستی و کاہلی کرنا، نیک اعمال میں ٹال مٹول کرنا۔

رزق میں اضافہ کرنے والے اسباب:

علی الصبح بیدار ہونا نعمتوں میں اضافہ کا باعث بنتا ہے، خصوصاً اس سے رزق میں اضافہ ہوتا ہے، اسی طرح خوشخطی رزق کی کنجیوں میں سے ایک کنجی ہے اور خندہ پیشانی وخوش کلامی بھی رزق کو بڑھاتی ہے۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے بارے میں آتا ہے کہ آپ نے فرمایا: گھر اور برتنوں کو صاف ستھرا رکھنا موجب غناء ہے۔ نیز رزق کی وسعت کا قوی ترین ذریعہ یہ ہے کہ انسان نماز کو خشوع وخضوع، تعدیل ارکان کا لحاظ کرتے ہوئے اور تمام واجبات اور سنن وآداب کی پوری

طرح رعایت کرتے ہوئے ادا کرے۔

حصول رزق کے لیے نماز چاشت پڑھنا بے حد مفید اور مجرب ہے۔اس طرح سورۃ الواقعہ کوخصوصاً رات میں پڑھنا نیز سورۃ الملک، سورۃ المزمل، سورۃ اللیل اور سورہٗ الم نشرح کی تلاوت کرتے رہنا بھی فراخی رزق کا سبب ہے۔ اسی طرح مسجد میں اذان سے پہلے پہنچنا، ہمیشہ باوضو رہنا، سنت فجر اور وتر کو گھر پر ادا کرنا اور وتر کے بعد کوئی دنیاوی کلام نہ کرنا، عورتوں کے پاس ضرورت سے زیادہ نہ بیٹھنا، غیر مفید اور لغو کلام سے اجتناب کرنا، رزق میں اضافہ کا موجب ہوتا ہے۔

وہ وظائف جو رزق کو بڑھاتے ہیں ان میں سے چند ایک یہ بھی ہیں

(۱) روزانہ صبح صادق کے وقت نماز فجر سے قبل یہ کلمات سو بار پڑھنا:

"سُبْحَانَ اللهِ الْعَظِيْمِ، سُبْحَانَ اللهِ وَبِحَمْدِه، اَسْتَغْفِرُ اللهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ "

(۲) ہر روز صبح وشام سو سو مرتبہ یہ کلمات پڑھنا:

" لَااِلٰهَ اِلَّا اللهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ الْمُبِيْنُ"

(۳) روزانہ نماز فجر کے بعد اور نماز مغرب کے بعد ان کلمات کو ۳۳، ۳۳ مرتبہ پڑھنا:

"اَلْحَمْدُلِلّٰهِ، سُبْحَانَ اللهِ، لَااِلٰهَ اِلَّا اللهُ"

اللہ پر توکل کا بیان:

ایک طالب علم کو تحصیل علم کے دوران توکل علی اللہ اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔اسے رزق کے معاملہ میں فکروغم سے بالکل کام نہیں لینا چاہیے اور نہ ہی دلی طور پر اس کے متعلق سوچ بچار کرنا چاہیے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم حضرت عبداللہ بن حسن زبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِيْنِ اللهِ كَفَاهُ اللهُ تَعَالىٰ هَمَّه، وَرَزَقَه، مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ"

(تاریخ بغداد، محمد بن عمر بن الحسین بن الخطاب، ج ۳، ص ۲۴۲)

ترجمہ: جو اللہ عزوجل کے دین کے لیے فقہ سیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات کا کفیل ہو جاتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق فراہم کرتا ہے جس کا یہ گمان تک نہیں رکھتا۔

کسی نے امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو خواب میں دیکھ کر پوچھا كَيْفَ كُنْتَ فِي حَالِ النَّزْعِ آپ نے حالت نزع کو کیسا پایا؟ آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میں اس وقت مُکاتَب غلام کے متعلق فکروتحمل میں کھویا ہوا تھا مجھے تو پتا ہی نہیں چلا کہ میری روح کب نکلی۔

کہا جاتا ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنی عمر کے آخری وقت میں فرمایا کہ مجھے مکاتب غلام کے مسائل نے

اس قدر مشغول رکھا کہ مجھ سے اس دن کیلئے کوئی تیاری نہیں ہوسکی۔ بہر حال یہ تو امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی عاجزی تھی (مگر ان واقعات سے آپ کی علمی مصروفیات کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔)

(تلخیص تعلیم المتعلم طریق التعلم از امام برہان الدین ابراھیم زرجوجی علیہ الرحمۃ)

اللہ تعالٰی ہم سب کو قابل عمل باتوں پر عمل کی توفیق سے نوازے آمین بجاہ النبی الکریم الامین

تحریر:

علامہ صفدر منیر قادری

(فاضل و مدرس جامعہ قادریہ عالمیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

مُقَدَّمَةُ الْمُؤَلِّفِ الْاِمَامِ النَّوَوِیْ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ، الْعَزِیْزِ الْغَفَّارِ، مُکَوِّرِ اللَّیْلِ عَلَی النَّهَارِ، تَذْکِرَةً لِّاُوْلِی الْقُلُوْبِ وَالْاَبْصَارِ، وَتَبْصِرَةً لِّذَوِی الْاَلْبَابِ وَالْاِعْتِبَارِ، الَّذِیْ اَیْقَظَ مِنْ خَلْقِهٖ مَنِ اصْطَفَاهُ فَزَهَّدَهُمْ فِیْ هٰذِهِ الدَّارِ، وَشَغَلَهُمْ بِمُرَاقَبَتِهٖ وَاِدَامَةِ الْاَفْکَارِ، وَمُلَازَمَةِ الْاِتِّعَاظِ وَالْاِدِّکَارِ، وَوَفَّقَهُمْ لِلدَّاْبِ فِیْ طَاعَتِهٖ، وَالتَّاَهُّبِ لِدَارِ الْقَرَارِ، وَالْحَذَرِ مِمَّا یُسْخِطُهٗ وَیُوْجِبُ دَارَ الْبَوَارِ، وَالْمُحَافَظَةِ عَلٰی ذٰلِكَ مَعَ تَغَایُرِ الْاَحْوَالِ وَالْاَطْوَارِ،

اَحْمَدُهٗ اَبْلَغَ حَمْدٍ وَّاَزْکَاهُ، وَاَشْمَلَهٗ وَاَنْمَاهُ،

وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ الْبَرُّ الْکَرِیْمُ، الرَّءُوْفُ الرَّحِیْمُ، وَاَشْهَدُ اَنَّ سَیِّدَنَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، وَحَبِیْبُهٗ وَخَلِیْلُهٗ، الْهَادِیْ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ، وَالدَّاعِیْ اِلٰی دِیْنٍ قَوِیْمٍ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَیْهِ، وَعَلٰی سَائِرِ النَّبِیِّیْنَ، وَاٰلِ کُلٍّ، وَسَائِرِ الصَّالِحِیْنَ۔

اَمَّا بَعْدُ، فَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ ○ مَا اُرِیْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَا اُرِیْدُ اَنْ یُّطْعِمُوْنِ﴾(الذاریات: 57 - 56)

وَهٰذَا تَصْرِیْحٌ بِاَنَّهُمْ خُلِقُوْا لِلْعِبَادَةِ، فَحَقَّ عَلَیْهِمُ الْاِعْتِنَاءُ بِمَا خُلِقُوْا لَهٗ وَالْاِعْرَاضُ عَنْ حُظُوْظِ الدُّنْیَا بِالزَّهَادَةِ، فَاِنَّهَا دَارُ نَفَادٍ لَّا مَحَلُّ اِخْلَادٍ، وَّمَرْکَبُ عُبُوْرٍ لَّا مَنْزِلُ حُبُوْرٍ، وَمَشْرَعُ انْفِصَامٍ لَّا مَوْطِنُ دَوَامٍ، فَلِهٰذَا کَانَ الْاَیْقَاظُ مِنْ اَهْلِهَا هُمُ الْعُبَّادُ، وَاَعْقَلُ النَّاسِ فِیْهَا هُمُ الزُّهَّادُ۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّمَا مَثَلُ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا کَمَآءٍ اَنْزَلْنَاهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا یَاْکُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ حَتّٰی اِذَا اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّیَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَا اَنَّهُمْ قَادِرُوْنَ عَلَیْهَا اَتٰهَا اَمْرُنَا لَیْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِیْدًا کَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ کَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ ○﴾ (یونس:24)

وَالْاٰیَاتُ فِیْ هٰذَا الْمَعْنٰی کَثِیْرَةٌ ۔ وَلَقَدْ اَحْسَنَ الْقَائِلُ ؎

اِنَّ لِـلّٰـهِ عِبَادًا فُطَنَا طَلَّقُوا الدُّنْيَا وَخَافُوا الْفِتَنَا
نَظَرُوْا فِيْهَا فَلَمَّا عَلِمُوْا اَنَّهَا لَيْسَتْ لِحَيٍّ وَطَنَا
جَعَلُوْهَا لُجَّةً وَّاتَّخَذُوْا صَالِحَ الْاَعْمَالِ فِيْهَا سُفُنَا

فَاِذَا كَانَ حَالُهَا مَا وَصَفْتُهُ، وَحَالُنَا وَمَا خُلِقْنَا لَهُ مَا قَدَّمْتُهُ ؛ فَحَقٌّ عَلَى الْمُكَلَّفِ اَنْ يَّذْهَبَ بِنَفْسِهٖ مَذْهَبَ الْاَخْيَارِ، وَيَسْلُكَ مَسْلَكَ اُولِى النُّهٰى وَالْاَبْصَارِ، وَيَتَاَهَّبَ لِمَا اَشَرْتُ اِلَيْهِ، وَيَهْتَمَّ لِمَا نَبَّهْتُ عَلَيْهِ . وَاَصْوَبُ طَرِيْقٍ لَّهُ فِيْ ذٰلِكَ، وَاَرْشَدُ مَا يَسْلُكُهُ مِنَ الْمَسَالِكِ، اَلتَّاَدُّبُ بِمَا صَحَّ عَنْ نَّبِيِّنَا سَيِّدِ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ، وَاَكْرَمِ السَّابِقِيْنَ وَاللَّاحِقِيْنَ، صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى سَائِرِ النَّبِيِّيْنَ .

وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى : (وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى) (المائدة: 2)

وَقَدْ صَحَّ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهُ قَالَ : (وَاللّٰهُ فِيْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِيْ عَوْنِ اَخِيْهِ، وَاَنَّهُ قَالَ : مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهُ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ

وَاَنَّهُ قَالَ: مَنْ دَعَا اِلٰى هُدًى كَانَ لَهُ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَهُ لَا يَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَيْئًا

وَاَنَّهُ قَالَ لِعَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِىَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ .

فَرَاَيْتُ اَنْ اَجْمَعَ مُخْتَصَرًا مِّنَ الْاَحَادِيْثِ الصَّحِيْحَةِ، مُشْتَمِلًا عَلٰى مَا يَكُوْنُ طَرِيْقًا لِصَاحِبِهٖ اِلَى الْاٰخِرَةِ، وَمُحَصِّلًا لِاٰدَابِهِ الْبَاطِنَةِ وَالظَّاهِرَةِ . جَامِعًا لِّلتَّرْغِيْبِ وَالتَّرْهِيْبِ وَسَائِرِ اَنْوَاعِ اٰدَابِ السَّالِكِيْنَ : مِنْ اَحَادِيْثِ الزُّهْدِ وَرِيَاضَاتِ النُّفُوْسِ، وَتَهْذِيْبِ الْاَخْلَاقِ، وَطَهَارَاتِ الْقُلُوْبِ وَعِلَاجِهَا، وَصِيَانَةِ الْجَوَارِحِ وَاِزَالَةِ اِعْوِجَاجِهَا، وَغَيْرِ ذٰلِكَ مِنْ مَقَاصِدِ الْعَارِفِيْنَ .

وَاَلْتَزِمُ فِيْهِ اَنْ لَّا اَذْكُرَ اِلَّا حَدِيْثًا صَحِيْحًا مِّنَ الْوَاضِحَاتِ، مُضَافًا اِلَى الْكُتُبِ الصَّحِيْحَةِ الْمَشْهُوْرَاتِ . وَاُصَدِّرَ الْاَبْوَابَ مِنَ الْقُرْاٰنِ الْعَزِيْزِ بِاٰيَاتٍ كَرِيْمَاتٍ، وَاُوَشِّحَ مَا يَحْتَاجُ اِلٰى ضَبْطٍ اَوْ شَرْحِ مَعْنًى خَفِيٍّ بِنَفَائِسَ مِّنَ التَّنْبِيْهَاتِ . وَاِذَا قُلْتُ فِيْ اٰخِرِ حَدِيْثٍ : مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ فَمَعْنَاهُ :رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ وَمُسْلِمٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى .

وَاَرْجُوْ اِنْ تَمَّ هٰذَا الْكِتَابُ اَنْ يَّكُوْنَ سَائِقًا لِّلْمُعْتَنِىْ بِهٖ اِلَى الْخَيْرَاتِ حَاجِزًا لَّهُ عَنْ اَنْوَاعِ الْقَبَائِحِ وَالْمُهْلِكَاتِ . وَاَنَا سَائِلٌ اَخًا اِنْتَفَعَ بِشَيْءٍ مِّنْهُ اَنْ يَّدْعُوَ لِيْ، وَلِوَالِدَيَّ، وَمَشَايِخِيْ، وَسَائِرِ اَحْبَابِنَا، وَالْمُسْلِمِيْنَ اَجْمَعِيْنَ . وَعَلَى اللّٰهِ الْكَرِيْمِ اِعْتِمَادِيْ، وَاِلَيْهِ تَفْوِيْضِيْ وَاِسْتِنَادِيْ، وَحَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ .

ترجمہ: مقدمہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

ہر حامد کی ہر حمد ہر زمانے میں اللہ عزوجل کے لئے ہی خاص ہے جو زبردست غالب اور بہت زیادہ بخشنے والا اور رات کو دن کے اوپر لپیٹنے والا ہے تا کہ صاحبان عقل وشعور نصیحت حاصل کریں اور ارباب فہم وفراست اور عبرت پکڑنے والوں کے لئے بصیرت کا سبب ہو۔وہی اللہ جس نے اپنی مخلوق میں سے اپنے چنے ہوئے لوگوں کے دل کو بیدار فرمایا اور انہیں جہاں میں بے نیاز فرمایا اور انہیں اپنی نگرانی اور مستقل تدبر وتفکر میں مشغول فرما کر ہمیں وعظ ونصیحت میں مصروف فرمایا' انہیں اپنی اطاعت اختیار کرنے اور اخروی تیاری کی توفیق بخشی اور ہر اس کام سے بچنے کی ہمت دی جو کہ اس کی ناراضگی اور دوزخ کو واجب کرنے کا سبب بنے اور احوال واطوار کے اختلاف سے ان کی حفاظت فرمائی۔

(اس کے بعد امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں) میں اللہ تعالیٰ کی بلیغ حمد کرتا ہوں جو (مفہوم کے لحاظ سے) زیادہ پاکیزہ اور بہت نفع دینے والی ہو۔ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں' جو مہربان اور رحم فرمانے میں اپنی مثال آپ ہے' اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اس کے خاص بندے' رسول' صراط مستقیم کی راہ نمائی فرمانے والے اور مضبوط دین کی دعوت دینے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور اس کا سلام نازل ہو آپ پر اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام پر اور ان کے آل واصحاب اور تمام لوگوں پر۔

حمد وصلوٰۃ کے بعد سورۂ ذاریات میں ارشاد باری عزوجل ہے: ''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے ہی پیدا کیا ہے' میں ان سے کچھ رزق روزی نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں''۔

یہ اس بات کی پوری صراحت ہے کہ انہیں صرف عبادت کے لئے ہی پیدا کیا گیا ہے لہٰذا ان پہ لازم ہے کہ وہ اپنے مقصد تخلیق کا لحاظ رکھیں اور دنیاوی آسائشوں سے لاتعلق رہیں کیونکہ دنیا فانی ہے' اور یہاں ہمیشہ نہیں رہنا۔ یہ گزرنے کی جگہ ہے خوشی کا مقام اور ٹھہرے رہنے کی منزل نہیں' چھوڑ دیا جانے والا راستہ ہے ہمیشہ رہنے والا گھر نہیں' یہی وجہ ہے کہ دنیا والوں میں بیداری والے لوگ صرف عبادت گزار ہی ہیں' اور سمجھدار لوگ صرف وہی ہیں جو دنیا سے بے رغبت ہیں۔

ارشاد باری تعالیٰ عزوجل ہے: ''بیشک دنیاوی زندگی کی مثال اس پانی کی مانند ہے جسے ہم آسمان سے نازل کرتے ہیں' اور اس کے ساتھ زمین کے نباتات مل جاتے ہیں ان نباتات کو انسان اور جانور کھاتے ہیں یہاں تک کہ زمین اپنا زیور پہن لیتی ہے' اور آراستہ ہو جاتی ہے' اور اہل زمین یہ گمان کرتے ہیں کہ اب وہ پیداوار ان کے تصرف میں ہے' تو رات کے

وقت یا دن کے وقت ہمارا حکم (عذاب) اس تک آ جاتا ہے اور ہم اسے کٹے ہوئے کھیت کی مانند کر دیتے ہیں گویا کل وہاں کچھ تھا ہی نہیں اسی طرح ہم آیات کو واضح کر کے بیان کرتے ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور وفکر کرتے ہیں''۔ (یونس:۲۴)

''اس مضمون سے متعلق آیات بہت سی ہیں کسی نے خوب کہا ہے'':

''بیشک اللہ تعالیٰ کے کچھ سمجھدار بندے ایسے بھی ہیں جنہوں نے دنیا کو طلاق دے دی اور فتنے سے ڈر گئے۔ انہوں نے اس میں غور کیا اور جب انہیں علم ہوا کہ یہ دنیا زندہ شخص کا وطن نہیں ہے تو انہوں نے اسے ایک گہرا سمندر قرار دے کر نیک اعمال کو اس میں کشتیوں کے طور پر اختیار کیا''۔

جب دنیا کی حالت یہ ہے جو بیان کی گئی ہے اور ہمارا مقصد حیات وتخلیق وہ ہے جو بیان ہو چکا تو ہر مکلّف پہ لازم ٹھہرا کہ وہ اپنے آپ کو نیک لوگوں کی راہ پر چلائے اور تجربہ کار وعقلمند لوگوں کا راستہ اپنائے جیسا کہ میں نے اشارہ کر دیا ہے اور اس شے کی تیاری کرے جس سے میں نے آگاہ کیا ہے۔ ایسے شخص کے لئے سب سے بہتر راستہ اور رہنمائی وہ ہے جو ہمارے آقا ومولیٰ ﷺ کی پاکیزہ تعلیمات میں ہے یعنی وہ احادیث جو آپ ﷺ سے مستند طور پر منقول ہیں اور کیوں نہ ہو کہ آپ ﷺ ہی اولین وآخرین کے سردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوں آپ پر اور جمیع انبیاء کرام پر۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو''۔ (المائدہ:2)

حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کہ آپ سے مستند طور پر ثابت ہے:

''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد میں رہتا ہے جب تک کہ بندہ اپنے (مسلمان) بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے۔

یہ بھی آپ ﷺ کا فرمان ہے:

''جو شخص بھلائی کی طرف رہنمائی کرے اس کو بھلائی کرنے والے کی طرح ہی اجر وثواب سے نوازا جاتا ہے اور ان (عمل کرنے والوں) کے اجر میں کوئی کمی نہیں کی جاتی''۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ سے ارشاد فرمایا:

''اللہ کی قسم! اگر اللہ تعالیٰ تیری وجہ سے کسی ایک شخص کو بھی ہدایت عطا فرما دے تو یہ تیرے لیے سرخ اونٹوں سے (یعنی ساری دنیا سے) بہتر ہوگا''۔

(اس کے بعد امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:) لہٰذا میں نے سوچا کہ مجھے مستند احادیث کا ایک مختصر سا مجموعہ تیار کرنا چاہئے جو ایسی روایات پر مشتمل ہو کہ پڑھنے والوں کے لئے راہ آخرت کی رہنمائی کرے۔ اس سے وہ شخص ظاہری وباطنی آداب سیکھے اور اس میں اس شخص کے لئے ترغیب وترہیب والی روایات ہوں جو شخص اپنی اصلاح چاہتا ہے نیز اس میں سالکین کے آداب کی تمام اقسام پہ مشتمل روایات ہوں تاکہ زہد ریاضات اخلاقیات طہارت قلبی اعضاء کی حفاظت اوران

کے ٹیڑھے پن کا علاج ہو علاوہ ازیں عارفین کے دیگر مقاصد سے متعلقہ روایات بھی ہوں۔

میں نے اپنے اوپر لازم کیا کہ اس مجموعہ میں صرف مستند اور واضح احادیث ہی نقل کروں جو کہ مستند اور مشہور کتب سے ہوں اور ہر باب کے شروع میں قرآنی آیات ہوں اور مشکل الفاظ کی وضاحت بھی ہو۔ لہٰذا جب میں کسی حدیث کے آخر میں متفق علیہ لکھوں گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ اس حدیث کو امام بخاری و امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

مجھے امید ہے کہ یہ کتاب اگر پایۂ تکمیل تک پہنچ گئی تو لوگوں کو ضرور بھلائی کی طرف لے جائے گی اور مختلف خرابیوں اور ہلاکتوں کے لئے رکاوٹ بنے گی۔ میں پڑھنے والے بھائی سے گزارش کروں گا کہ اگر اس کو اس کتاب سے کوئی فائدہ ملے تو میرے لیے میرے والدین کے لئے میرے مشائخ واحباب بلکہ جمیع اہل اسلام کے لئے دعائے خیر کرے اللہ ہی پہ بھروسہ ہے میرے تمام معاملات اسی کے سپرد ہیں مجھے اسی کا سہارا ہے وہی میرا کارساز اور میرے لیے کافی ہے وہ غالب حکمت والا ہے اس کی مدد کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوسکتا۔

ترجمة المؤلف

(امام یحییٰ بن شرف الدین النووی)

اسم: محیی الدین أبو زکریایحییٰ بن شرف مُرّی الحزامی النوی ۔

القاب: قطب الأولیاء شیخ الإسلام والمسلمین وعمدة الفقهاء والمُحدّثین وصفوة الأولیاء والصالحین(۱)

الولادة: المحرم 631هد 1233/ ء ۔نوی حوران بلاد الشام

الوفاة: 24رجب676 هد1277 / ء ۔نوی حوران بلاد الشام

مسلك: أهل السنة والجماعة

مذهب: شافعی

مولده ونشأته:

ولد الإمام النووی فی نوی فی العُشر الأوسط من المحرم وقیل فی العُشر الأول سنة 631هد(۷،۱۰،۵) وعاش فی كنف أبیه ورعایته ۔ وكان أبوه فی دنیاه مستور الحال مباركاً له فی رزقه فنشأ النووی فی ستر وخیر وبقی یتعیش فی الدكان لأبیه مدةً ۔ كما یقول الذهبی ۔ ولما بلغ النووی من العمر سبع سنین كان نائماً لیلةالسابع والعشرین من رمضان بجانب والده فانتبه نحو نصف اللیل یقول والده: وأیقظنی وقال: یا أبتی ما هذا الضوء الذی قد ملأ الدار؟ ۔ فاستیقظ أهله جمیعاً فلم نرَ كلنا شیئاً قال والده: فعرفت أنها لیلة القدر ۔(۱۰)

ولما بلغ النووی عشر سنین جعله أبوه فی دكان فجعل لا یشتغل بالبیع والشراء عن القرآن وفی سنة نیف وأربعین وستمائة مرّ بقریة نوی الشیخ یاسین بن یوسف المراكشی ۔ فرأی النووی وهو ابن عشر سنین والصبیان یُكرهونه علی اللعب معهم وهو یهرب منهم ویبكی لإكراههم ویقرأ القرآن فی تلك الحال یقول الشیخ یاسین: فوقع فی قلبی محبته فأتیت الذی یُقرئه القرآن فوصیته به وقلت له: هذا الصبی یُرجی أن یكون أعلم أهل زمانه وأزهدهم وینتفع الناس به فقال لی: أمنجم أنت فقلت: لا وإنما أنطقنی الله بذلك

فذكر ذلك لوالده فحرص عليه إلى أن ختم القرآن وقد ناهز الاحتلام .(١١،١٢) وقد مكث النووى فى بلده نوى حتى بلغ الثامنة عشر من عمره ثم ارتحل إلى دمشق .(٥،٧)

طلبه العلم فى دمشق:

قدم النووى دمشق سنة 649 هـ إذ قدم به والده أبو يحيىٰ وعمره ثمانى غشرة سنة وكانت مدينة دمشق محجّ العلماء وطلبة العلم من أقطار العالم الإسلامى وما كان يُرى أنه يمكن أن يستكمل عالم علمه ما لم يؤمّ إحدى عواصم العالم الإسلامى وقمر هذه العواصم حينئذ دمشق . وكانت فراسة الشيخ المراكشى فى النووى وبُدوّ النجابة عليه واشتعال الرغبة فيه لطلب العلم كل ذلك حدا بأبيه أن يصطحب ولده إلى دمشق ليأخذ العلم عن كبار علمائها .(١٣)

كان أول ما اهتم النووى به بعد أن بلغ دمشق أن يصل حبله بأحد العلماء يلازمه ويقرأ عليه ثم أن يجد له مأوى ويظهر أن أول ما قصده عند دخوله دمشق جامعها الكبير وكذلك كانت عادة الغرباء يؤمون قبل كل شيئالمساجد ولقى النووى أول من لقى من العلماء خطيب الجامع الأموى وإمامه الشيخ جمال الدين عبد الكافى بن عبد الملك بن عبد الكافى الربَعى الدمشقى المتوفى عام 689هـ وما اجتمع إليه حتى عرّفه مقصده ورغبته فى طلب العلم فأخذه وتوجه به إلى حلقة مفتى الشام تاج الدين عبد الرحمن بن إبراهيم بن ضياء الفزارى المعروف بابن الفركاح فقرأ عليه دروساً وبقى يلازمه مدة وهذا أول شيخ للنووى .(١٣)

أقام النووى فى دمشق نحواً من ثمانى وعشرين سنة(٦) ومعنى هذا أنه حين قدم دمشق كان عمره ثمانى عشرة سنة . وحين قدمها لم يترك الإقامة بها كل هذه المدة إلاللحج أو زيارة قبر الإمام الشافعى أو بلده نوى لصلة أهله وكل هذه الفترة أمضاها فى بيت صغير فى المدرسة الرواحية يتعلّم ويُعلّم ويؤلف الكتب إلى أن وافته المنية .(١٥)

بعد نحو سنتين من قدوم النووى إلى دمشق صحبه أبوه إلى الحج يقول النووى: ځفلما كانت سنة إحدى وخمسين أى 651 هـ حججت مع والدى وكانت وقفة جمعة وكان رحيلنا من أول رجب قال: فأقمت بمدينة رسول الله نحواً من شهر ونصف .(١١،١٦) وقال ابن العطار: قال لى والده رحمه الله: لما توجهنا من نوى للرحيل أخذته الحُمى فلم تفارقه إلى يوم عرفة . قال: ولم يتأوّه قط فلما قضينا المناسك ووصلنا إلى نوى ونزل إلى دمشق صبّ الله عليه العلم صباً ولم يزل يشتغل بالعلم ويقتفى آثار شيخه المذكور (يقصد الشيخ المراكشى)فى العبادة من الصلاة وصيام الدهر والزهد والورع وعدم إضاعة شيء من أوقاته إلى أن توفى رحمه الله .(١١،١٣)

وقال السخاوى وغيره إنه حج مرتين وفهموا ذلك من قول الكمال الدميرى فقد قال: إنه حج مرة أخرى ويستأنس أيضاً من قول ابن كثير فى تاريخه :أنه حج فى مدة إقامته بدمشق ولما رجع من حجة الإسلام لاحت عليه أمارات النجابة والفهم وتزود بمدد من الله فى بيته الحرام وبركات من رسول الله .(۱۳)

جِدّه فى طلب العلم:

حين استقر النووى فى المدرسة الرواحية واطمأنت نفسه فى مسجده أقبل على طلب العلم بكل ما يعتلج بقلبه وعقله من شغف وجد واستعداد ولقد كان ذلك منه مضرب المثل ومثار العجب قال النووى: وبقيت سنتين لم أضع جنبى على الأرض .(١٧) ويقول الذهبى: وضُرب به المثل فى إكبابه على طلب العلم ليلاً ونهاراً وهجره النوم إلا عن غلبة وضبط أوقاته بلزوم الدرس أو الكتابة أو المطالعة أو التردد على الشيوخ . وذكر قطب الدين اليونينى أنه كان لا يضيع له وقت فى ليل ولا نهار إلا فى وظيفة من الاشتغال بالعلم حتى إنه فى ذهابه فى الطريق وإيابه يشتغل فى تكرار محفوظة أو مطالعة وإنه بقى على التحصيل على هذا الوجه ست سنين .(۱۳، ۱۸)

وحكى بدر الدين بن جماعة أنه سأله عن نومه فقال: إذا غلبنى النوم استندت إلى الكتب لحظة وأنتبه .(۱۳)ويقول النووى فى مقدمة كتابه روضة الطالبين وعمدة المفتين: فإن الاشتغال بالعلم من أفضل القرب وأجل الطاعات وأهم أنواع الخير وآكد العبادات وأولى ما أنفقت فيه نفائس الأوقات وشمّر فى إدراكه والتمكن فيه أصحاب الأنفس الزكيات وبادر إلى الاهتمام به المسارعون إلى المكرمات وسارع إلى التحلى به مستبقو الخيرات وقد تظاهر على ما ذكرته جمل من آيات القرآن الكريمات والأحاديث الصحيحة النبوية المشهورات ولا ضرورة إلى الإطناب بذكرها هنا لكونها من الواضحات الجليات .(۱۹)

هذا وقد أثمر النووى فى العلم من السنة الأولى فقد حفظ التنبيه لأبى إسحاق الشيرازى فى نحو أربعة أشهر ونصف ثم حفظ ربع العبادات من المهذب لأبى إسحاق أيضاً فى باقى السنة(۱۱، ۵) وعَرَض حفظه لكتاب التنبيه على محمد بن الحسين بن رزين قاضى القضاة بالديار المصرية وذلك سنة 650هـ .(۱۳)

ثم إنه كان فى أول طلبه لعلم يقرأ كل يوم اثنى عشر درساً على المشايخ شرحاً وتصحيحاً: درسين فى الوسيط وثالثاً فى المهذب ودرساً فى الجمع بين الصحيحين وخامساً فى صحيح مسلم ودرساً فى اللُّمَع لابن جنى فى النحو ودرساً فى إصلاح المنطق لابن السكيت فى اللغة العربية ودرساً فى

التصريف ودرساً في أصول الفقه تارة في اللمع لأبي إسحاق الشيرازي وتارة في المنتخب لفخر الدين الرازي ودرساً في أسماء الرجال ودرساً في أصول الدين ـ قال النووي: وكنت أعلق جميع ما يتعلق بها من شرح مشكل وإيضاح عبارة وضبط لغة وبارك الله لي في وقتي واشتغالي وأعانني عليه ـ(٥، ١١، ١٣، ٢٠)

الفقه:

أخذ النووي الفقه الشافعي عن كبار علماء عصره وبفترة وجيزة حفظ الفقه وأتقنه وعرف قواعده وأصوله حتى عُرف بذلك بين العامة والخاصة ولم يمضِ وقت كبير حتى كان عَلَم عصره في حفظه للمذهب وإتقانه لأقوال علمائه وأعرفهم بعلم الخلاف وأحقهم بأن يكون محرر المذهب ـ(٢١)

يقول عبد الرحيم بن الحسن الإسنوي في طبقاته: وهو أي النووي محرر المذهب ومهذبه ومنقحه ومرتبه سار في الآفاق ذكره وعلا في العالم محله وقدره صاحب التصانيف المشهورة المباركة النافعة(٢٢) ويقول ابن كثير عنه: شيخ المذهب وكبير الفقهاء في زمانه(٢٣) ويقول الذهبي: كان رأساً في معرفة المذهب ويقول قاضي صفد محمد بن عبد الرحمن العثماني عن النووي: شيخ الإسلام بركة الطائفة الشافعية محيي المذهب ومنقحه ومن استقر العمل بين الفقهاء فيه على ما يرجحه ـ(٢١) ويقول أبو العباس شهاب الدين بن الهائم في مقدمة البحر العجاج شرح المنهاج: الإمام العلامة الحافظ الفقيه النبيل محرر المذهب ومهذبه وضابطه ومرتبه ـ ويقول تلميذه ابن العطار: كان حافظاً للمذهب الشافعي وقواعده وأصوله وفروعه ومذاهب الصحابة والتابعين واختلاف العلماء ووفاقهم وإجماعهم وما اشتهر من ذلك جميعه وما هُجر سالكاً في كلها طريقة السلف ـ(١٢)

وكان النووي مع سعة علمه وقوة براهينه لا يرى الجدال ولا يحب أهله ويعرض عنهم قال الذهبي في سير أعلام النبلاء: وكان من سعة علمه عديم النظير لا يرى الجدال ولا تعجبه المبالغة في البحث ويتأذى ممن يجادل ويعرض عنه وقال في موضع آخر: كان لا يتعاني لغط الفقهاء وعياطهم أو غياظهم في البحث بل يتكلم بتؤدة ووقار ـ(٢٤)

الحديث:

تميّز النووي عن غيره من المُحَدِّثين بأنه فقيه الأمة وقلما اجتمع لعالم تبحُّرٌ في الفقه وإتقانٌ لعلوم الحديث يقول ابن العطار: سمع البخاري ومسلماً وسنن أبي داود والترمذي وسمع النسائي بقرائته وموطأ مالك ومسند الشافعي ومسند أحمد بن حنبل والدارمي وأبي عوانة الأسفراييني وأبي يعلى الموصلي وسنن ابن ماجه والدارقطني والبيهقي وشرح السنة للبغوي ومعالم التنزيل له في التفسير وكتاب الأنساب للزبير بن بكار والخطب النباتية ورسالة القشيري وعمل اليوم والليلة لابن السني وكتاب آداب

السامع والراوى للخطيب وأجزاء كثيرة غير ذلك يقول ابن العطار: نقلت ذلك جميعه من خط الشيخ رحمه الله .(۲۱، ۲۵، ۲۶)

وقد روى النووى أشهر هذه الكتب بالسند العالى إلى الأئمة المؤلفين وقد شهد له بالعلم فى الحديث كثير من العلماء يقول الذهبى: وهو أى النووى سيد هذه الطبقة ويقول ابن العطار: . . . حافظاً لحديث رسول الله عارفاً بأنواعه كلها من صحيحه وسقيمه وغريب ألفاظه وصحيح معانيه واستنباط فقهه(۲۷) ويقول الذهبى أيضاً: مع ما هو عليه من المجاهدة بنفسه والعمل بدقائق الورع والمراقبة وتصفية النفس من الشوائب ومحقها من أغراضها كان حافظاً للحديث وفنونه ورجاله وصحيحه وعليلة رأساً فى معرفة المذهب .(۲۱، ۲۸)

كما كان للإمام النووى تلاميذ كثر قال ابن العطار: وسمع منه خلق كثير من العلماء والحفاظ والصدور الرؤساء وتخرج به خلق كثير من الفقهاء وسار علمُه وفتاويه فى الآفاق ووقع على دينه وعلمه وزهده وورعه ومعرفته وكرامته الوِفاق(۲۹) وقال الذهبى: وحدّث عنه ابن أبى الفتح والمزى وابن العطار كما أخذ عنه المحدث أبو العباس أحمد بن فرح الإشبيلى كان له ميعاد عليه يوم الثلاثاء والسبت شرح فى أحدهما صحيح البخارى وفى الآخر صحيح مسلم ـ ومنهم أيضاً: الرشيد إسماعيل بن المعلم الحنفى وأبو عبد الله محمد بن أبى الفتح الحنبلى وأبو الفضل يوسف بن محمد بن عبد الله المصرى ثم الدمشقى وغيرهم كثير .(۲۱)

العقيدة:

كان النووى كغالبية علماء الشافعية يعتقد بعقيدة الأشاعرة من أهل السنة والجماعة إذ إن كتابه شرح صحيح مسلم فيه الكثير من العقائد على أصول أهل السنة الأشاعرة وقد صرح اليافعى وتاج الدين السبكى أنه أشعرى وقال الذهبى فى تاريخه: إن مذهبه فى الصفات السمعية السكوت وإمرارها كما جائت وربما تأول قليلاً فى شرح مسلم كذاقال: والتأويل كثير فى كلامه .(۳۰) وللإمام النووى مؤلف فى التوحيد وهى رسالة سماها المقاصد .(۲۱)

وقد بين النووى فى كتابه المقاصد سبعة مقاصد وخاتمة المقصد الأول: فى بيان عقائد الإسلام وأصول الأحكام ومما ذكر فيه قوله:أول واجب على المكلف معرفة الله تعالى وهى: أن تؤمن بأن الله تعالى موجود ليس بمعدوم قديم ليس بحادث باقٍ لا يطرأ عليه العدم مخالف للحوادث لا شيء يُماثله قائم بنفسه لا يحتاج إلى محل ولا مخصص واحد لا مشارك له فى ذاته ولا فى صفاته ولا فى أفعاله له القدرة والإرادة والعلم والحياة والسمع والبصر والكلام فهو القادر المريد العالم الحى السميع البصير

المتكلم.

أرسل بفضله الرسل وتولاهم بعصمته إياهم عما لا يليق بهم فهم معصومون من الصغائر والكبائر قبل النبوة وبعدها منزهون عن كل مُنفِّر طبعاً كالجذام والعمى يأكلون ويشربون وينكحون وهم أفضل الخلق على الإطلاق أو تفصيل في الملائكة. وأعلى الكل مَن ختم الله به النبوة ونسخ بشرعه الشرائع نبينا محمد وأصحابه خير القرون وأفضلهم أبو بكر ثم عمر ثم عثمان ثم على رضوان الله تعالى عليهم أجمعين.

ونؤمن بجميع ما أُخبرنا به على لسان نبينا محمد كالملائكة والكتب السماوية والسؤال والبعث والحشر وهول الموقف وأخذ الصُحُف والوزن والميزان والصراط والشفاعة والجنة والنار وكل ما عُلم من الدين بالضرورة فالإيمان به واجب والجاحد له كافر. (٣١)

شيوخه:

كان للنووی شيوخ متعددون فی كل علم اشتغل به وخصوصاً علمی الفقه والحديث فإنهما غاية الغايات من علمه وبهما كان إمام عصره. (٣٢)

شيوخه فی الفقه:

يقول النووی فی معرض ذكر شيوخه فی الفقه وتسلسلهم إلی إمام مذهبه الإمام الشافعی ثم إلی النبی محمد: فأما أنا فأخذت الفقه قراءة وتصحيحاً وسماعاً وشرحاً وتعليقاً عن جماعات أولهم

1: شيخی الإمام المتفق علی علمه وزهده وورعه وكثرة عبادته وعظم فضله وتميزه فی ذلك علی أشكاله أبو إبراهيم إسحاق بن أحمد بن عثمان المغربی ثم المقدسی رضی الله عنه وأرضاه وجمع بينی وبينه وبين سائر أحبابنا فی دار كرامته مع من اصطفاه.

2: ثم شيخنا أبو محمد عبد الرحمن بن نوح بن محمد بن إبراهيم بن موسی المقدسی ثم الدمشقی الإمام العارف الزاهد العابد الورع المتقن مفتی دمشق فی وقته رحمه الله.

3: ثم شيخنا أبو حفص عمر بن أسعد بن أبی غالب الربعی الإربلی الإمام المتقن رضی الله عنه.

4: ثم شيخنا أبو الحسن سلّار بن الحسن الإربلی ثم الحلبی ثم الدمشقی المجمع علی إمامته وجلالته وتقدمه فی علم المذهب علی أهل عصره بهذه النواحی رضی الله عنه. (٣٣،٣٤)

شيوخه فی الحديث:

من شيوخ النووی فی الحديث:

1: إبراهيم بن عيسی المرادی الأندلسی ثم المصری ثم الدمشقی قال النووی: صحبته نحو عشر

سنين لم أرَ منه شيئاً يُكره . (٣٥)

2: ومنهم: أبو إسحاق إبراهيم بن أبي حفص عمر بن مضر الواسطي ومنه سمع جميع صحيح مسلم بن الحجاج .

3: ومنهم: الشيخ زين الدين أبو البقاء خالد بن يوسف بن سعد النابلسي والرضي بن البرهان

4: وشيخ الشيوخ عبد العزيز بن محمد بن عبد المحسن الأنصارى الحموى الشافعي

5: وزين الدين أبو العباس بن عبد الدائم المقدسي

6: وأبو الفرج عبد الرحمن بن أبي عمر محمد بن أحمد بن محمد بن قدامة المقدسي يقول ابن العطار: وهو اجل شيوخه .

7: ومنهم أيضاً: قاضي القضاة عماد الدين أبو الفضائل عبد الكريم بن عبد الصمد بن محمد الحرستاني خطيب دمشق

8: وتقي الدين أبو محمد إسماعيل بن أبي إسحاق إبراهيم بن أبي يسر التنوخي وغيرهم .(٣٦،٣٣)

شيوخه في أصول الفقه:

يقول ابن العطار: قرأ يعني علم الأصول على جماعة أشهرهم وأجلهم

1: العلامة القاضي أبو الفتح عمر بن بندار بن عمر بن علي بن محمد التفليسي الشافعي رحمه الله قرأ عليه المنتخب للإمام فخر الدين الرازى وقطعة من كتاب المستصفى للغزالي وقرأ غيرهما من الكتب على غيره(٣٧،٣٣) .

شيوخه في النحو واللغة:

1: قرأ النووى النحو على الشيخ أحمد بن سالم المصرى إذ قرأ عليه كتاب إصلاح المنطق لابن السكيت بحثاً وكذا كتاباً في التصريف .

2: وقرأ على ابن مالك كتاباً من تصنيفه وعلق عليه شيئاً .

3: وقرأ على الفخر المالكي كتاب اللمع لابن جني .(٣٨،٣٣)

وفاته : في الثلث الأخير من ليلة الأربعاء في الرابع والعشرين من رجب سنة ست وسبعين وستمائة(676 ھ) توفي الإمام النووى(١٠) يقول التاج السبكي: لما مات النووى بنوى ارتجت دمشق وما حولها بالبكاء وتأسف عليه المسلمون أسفاً شديداً وأحيوا ليالي كثيرة لسنته .(٤٢) وقال ابن العطار: فسار إلى نوى وزار القدس والخليل عليه السلام ثم عاد إلى نوى ومرض عقب زيارته لها في بيت والده

فبلغني مرضه فذهبت من دمشق لعيادته ففرح رحمه الله بذلك ثم قال لی: ارجع إلى أهلك وودعته وقد أشرف على العافية يوم السبت العشرين من رجب سنة ست وسبعين وستمائة(676ھ) ثم توفی فی ليلة الأربعاء الرابع والعشرين من رجب فبينا أنا نائم تلك الليلة إذا منادٍ ينادی علی سدة جامع دمشق فی يوم جمعة: الصلاة علی الشيخ ركن الدين الموقع فصاح الناس لذلك النداء فاستيقظت فقلت: إنا لله وإنا إليه راجعون فلم يكن إلا ليلة الجمعة عشية الخميس إذ جاء الخبر بموته رحمه الله فنودی يوم الجمعة عقب الصلاة بموته وصلی عليه بجامع دمشق فتأسف المسلمون عليه تأسفاً بليغاً الخاص والعام والمادح والذام ۔(۴۴،۴۳)

مرقده: ودُفن الإمام النووی فی قريته نوی وقبره ظاهر يُزار ۔ ومما أُثر من خبره أنه لما دنا أجله ردّ الكتب المستعارة عنده من الأوقاف جميعها ۔ قال قطب الدين اليونيني: ولما وصل الخبر بوفاته لدمشق توجه قاضی القضاة عز الدين محمد بن الصائغ وجماعة من أصحابه إلی نوی للصلاة علی قبره قال: وكان يسأل أن يموت بأرض فلسطين فاستجاب الله تعالی منه ۔(۴۵،۴۳)

شخصيته وصفاته

1 الزهد والورع:

قال ابن العطار: قال لی شيخنا محمد بن عبد القادر الأنصاری: لو أدرك القشيری صاحب الرسالة شيخكم يعنی النووی وشيخه يعنی أبا إسحاق إبراهيم بن عثمان المغربی لما قدّم عليهما فی ذكره لمشايخها أحداً لما جمع فيهما من العلم والعمل والزهد والورع والنطق بالحكمة وغير ذلك ۔(۱۱)

ويقول الذهبی: وكان مع تبحره فی العلم وسعة معرفته بالحديث والفقه واللغة وغير ذلك بما قد سارت به الركبان رأساً فی الزهد قدوةً فی الورع وقال أيضاً: كان عديم الميرة والرفاهية والتنعم مع التقوی والقناعة والورع الثخين والمراقبة لله فی السر والعلانية وترك رعونات النفس من ثياب حسنة ومأكل طيب وتجمل فی الهيئة ۔(۴۷) وقال رشيد الدين إسماعيل بن المعلم الحنفی: عذلته فی عدم دخوله الحمام وتضييق عيشه فی أكله ولباسه وجميع أحواله وقلت له: أخشی عليك مرضاً يعطلك عن أشياء أفضل مما تقصده فقال لی: إن فلاناً صام وعبد الله تعالی حتی اخضرّ عظمه قال: فعرفتِ أنه ليس له غرضٌ فی المقام فی دارنا ولا التفاتٌ لما نحن فيه ۔(۴۸) ومن ورع النووی أنه كان لا يأكل من فاكهة دمشق كما اتفق علی ذلك من أرخ له يقول ابن العطار: وسألته عن ذلك فقال: إنها كثيرة الأوقاف والأملاك لمن هو تحت الحجر شرعاً ولا يجوز التصرف فی ذلك إلا علی وجه الغبطة والمصلحة والغبطة لليتيم والمحجور عليه والناس لا يفعلونها إلا علی جزء من ألف جزء من الثمرة للمالك فكيف تطيب

نفسی ۔(۵۰،۵۱)

2: الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر: كان النووی كثير الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر يقول الذهبی: كان عديم المثل فی الأمر بالمعروف والنهي عن المنكروقد أجمع المترجمون له على أنه كان لا يبالی فی أمره ونهيه لومة لائم بل لا يبالی الإهانة والموت ولا يَكبُر عندَه أحدٌ عن النصيحة حتى العلماء والأمراء والملوك ۔يقول ابن العطار: وكان مواجهاً للملوك والجبابرة بالإنكار لا يأخذه فی الله لومة لائم وكان إذا عجز عن المواجهة كتب الرسائل وتوصل إلى إبلاغها ۔ ويقول الذهبی: وكان يواجه الملوك والظلمة بالإنكار ويكتب إليهم ويخوفهم بالله تعالى ۔(۵۳،۵۴)

معيشته: كان النووی خشن العيش قانعاً بالقوت تاركاً للشهوات صاحب عبادة وخوف وكان لا يأكل فی اليوم والليلة إلا أكلة واحدة وقوته من قِبَل والده يُجری عليه فی الشهر الشیء الطفيف وكان لا يشرب إلا مرة بالسحر فقد ترك جميع ملاذّ الدنيا من المأكول إلا ما يأتيه به أبوه من كعك يابس وتين حورانی وترك الفواكه جميعها وكان لا يأكل فی اليوم والليلة سوى أكلة واحدة بعد العشاء الآخرة ولا يشرب إلا شربة واحدة عند السحر وإذا شرب فلا يشرب الماء المبرد ۔ قال ابن العطار: ورأيت رجلاً من أصحابه قشر خيارة ليطعمه إياها فامتنع من أكلها وقال: أخشی أن ترطب جسمي وتجلب النوم وقال السخاوی: ونحوه عدم تعاطيه البلح على عادة الدمشقيين ۔ والمشهور أن الإمام النووی لم يتزوج قط ۔(۱۵،۵۹)

مؤلفاته:

1: المنهاج فی شرح صحيح مسلم بن الحجاج ۔

2: روضة الطالبين وعمدة المفتين فی الفقه ۔

3: منهاج الطالبين وعمدة المفتين فی الفقه ۔

4: رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين فی الحديث ۔

5: الأذكار المنتخب من كلام سيد الأبرار ۔

6: التبيان فی آداب حملة القرآن ۔

7: التحرير فی ألفاظ التنبيه لأبی إسحاق الشيرازی فی اللغة ۔

8: العمدة فی تصحيح التنبيه ۔

9: الإيضاح فی المناسك فی الفقه ۔

10: إرشاد طلاب الحقائق إلى معرفة سنن خير الخلائق فی مصطلح الحديث ۔

11: التقريب والتيسير فى معرفة سنن البشير النذير فى مصطلح الحديث ۔
12: الأربعون النووية فى الحديث ۔
13: بستان العارفين فى الرقائق ۔
14: مناقب الشافعى ۔
15: مختصر أسد الغابة فى التراجم ۔
16: الفتاوى أو المسائل المنثورة ۔
17: أدب المفتى والمستفتى ۔
18: مسائل تخميس الغنائم ۔
19: مختصر التذنيب للرافعى ۔
20: دقائق الروضة ۔
21: دقائق المنهاج ۔
22: تحفة طلاب الفضائل فى التفسير والحديث والفقه واللغة ۔
23: الترخيص فى الإكرام والقيام فى الفقه ۔
24: مختصر آداب الاستسقاء ۔
25: رؤوس المسائل ۔
26: مسألة نية الاغتراف ۔(٦٠)

رياض الصالحين:

يعد كتاب رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين للنووى أشهر كتب الحديث النبوى الشريف فى الوعظ والاعتبار وأكثرها انتشاراً ۔ وقد جمع فيه النووى ما ذكره فى المقدمة إذ قال: فرأيت أن أجمع مختصراً من الأحاديث الصحيحة مشتملاً على ما يكون طريقاً لصاحبه إلى الآخرة ومحصلاً لآدابه الباطنة والظاهرة جامعاً للترغيب والترهيب وسائر أنواع آداب السالكين: من أحاديث الزهد ورياضات النفوس وتهذيب الأخلاق وطهارات القلوب وعلاجها وصيانة الجوارح وإزالة اعوجاجها وغير ذلك من مقاصد العارفين ۔ والتزم فيه ألا أذكر إلا حديثاً صحيحاً من الواضحات مضافاً إلى الكتب الصحيحة المشهورات وأصدر الأبواب من القرآن العزيز بآيات كريمات وأوشح ما يحتاج إلى ضبط أو شرح معنى خفى بنفائس من التنبيهات ۔(٦٥)

ثناء العلماء عليه:

أثنى كثير من العلماء والفقهاء والمحدثين والزاهدين على الإمام النووى فقد وصفه ابن العطار بقوله: شيخي وقدوتي الإمام ذو التصانيف المفيدة والمؤلفات الحميدة أوحد دهره وفريد عصره الصوّام القوّام الزاهد في الدنيا الراغب في الآخرة صاحب الأخلاق الرضية والمحاسن السنية العالم الرباني المتفق على علمه وإمامته وجلالته وزهده وورعه وعبادته وصيانته في أقواله وأفعاله وحالاته له الكرامات الطافحة والمكرمات الواضحة والمؤثر بنفسه وماله للمسلمين والعالم بحقوقهم وحقوق ولاة أمورهم بالنصح والدعاء في العالمين مع ما هو عليه من المجاهدة لنفسه . . . قد صرف أوقاته كلها في أنواع العلم والعمل فبعضها للتصنيف وبعضها للتعليم وبعضها للصلاة وبعضها للتلاوة والتدبر وبعضها للأمر بالمعروف والنهي عن المنكر .(۲۰۶،۲۳،۲)

وقال الشيخ أبو عبد الرحيم محمد الإخميمي: كان الشيخ محيي الدين رحمه الله سالكاً منهاج الصحابة رضي الله عنهم ولا أعلم أحداً في عصرنا سالكاً على منهاجهم غيره .(۲۴،۲)

وقال الذهبي: الشيخ الإمام القدوة الحافظ الزاهد العابد الفقيه المجتهد الرباني شيخ الإسلام حسنة الأنام .وقال ابن كثير: الشيخ الإمام العلامة الحافظ الفقيه النبيل محرر المذهب ومذهبه وضابطه ومرتبه أحد العباد والعلماء الزهاد كان على جانب كبير من العلم والعمل والزهد والتقشف والاقتصاد في العيش والصبر على خشونته والتورع الذى لم يبلغنا عن أحد في زمانه ولا قبله بدهر طويل .(۲۵)

وقال الشيخ شمس الدين بن الفخر الحنبلي: كان إماماً بارعاً حافظاً متقناً أتقن علوماً جمة وصنف التصانيف الجمة وكان شديد الورع والزهد تاركاً لجميع الرغائب من المأكول إلا ما يأتيه به أبوه من كعك وتين .وأرخه الشيخ قطب الدين اليونيني وقال: كان أوحد زمانه في العلم والورع والعبادة والتقلل وخشونة العيش واقف الملك الظاهر بدار العدل غير مرة فحُكي عن الملك الظاهر أنه قال: أنا أفزع منه .(۲۶،۲)

وقال تاج الدين السبكي في ترجمة الإمام النووى:

شيخ الإسلام أستاذ المتأخرين وحجة الله على اللاحقين والداعي إِلى سَبِيل السالفين . كَانَ يحييٰ رَحمَه الله سيداً وَحَصُوراً وليثاً على النّفس هصوراً وزاهداً لم يبال بخراب الدُّنيَا إِذا صير دينه ربعاً معموراً لَهُ الزّهد والقناعة ومتابعة السالفين من أهل السنة والجماعة والمصابرة على أَنوَاع الخَير لَا يصرف سَاعَة فِي غير طَاعَة هَذَا مَعَ التفنن فِي أَصنَاف العُلُوم فقهاً ومتونَ أَحَادِيث وَأَسمَاءَ رجال ولغةً وتصوفاً وَغير ذَلِك .ولعل من أجمع ما قيل في الثناء عليه ما قاله تلميذه الآخر أبو العباس بن فرح: كان الشيخ محيي الدين قد صار إليه ثلاث مراتب كل مرتبة منها لو كانت لشخص شدت إليه آباط الإبل من أقطار الأرض

المْرتبة الأولى: العلم والقيام بوظائفه الثانية: الزهد فى الدنيا الثالثة: الأمر بالمعروف والنهى عن المنكر .(٨٧)

يغفرالله ذنوبنا بتوسل الامام المذكور ـآمين بجاه النبى، الكريم،الامين،النور

ابو الاحمد محمد نعيم القادرى الرضوى

(فاضل و مدرس جامعه قادريه عالميه،نيك آباد شريف)

هل يستوى الذين يعلمون والذين لا يعلمون

مآخذ و مراجع ترجمة المؤلف

(1)۔الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، الطبعة الرابعة ١٤١٥ ھ، ١٩٩٤م دار القلم، دمشق۔

(2)۔ موقع الشیخ الدکتور عبد العزیز بن محمد السدحان۔

(3)۔ من المراد بالشیخین عند الأحناف و الشافعیة و المالکیة و الحنابلة، موقع طریق الإسلام۔

(4)۔ الأعلام، خیر الدین بن محمود الزرکلی الدمشقی، الطبعة الخامسة عشر، ٢٠٠٢م، دار العلم للملایین بیروت، لبنان، ج٨، ص١٤٩۔

(5)۔ نزهة المتقین شرح ریاض الصالحین،مجموعة من العلماء، الطبعة الرابعة عشر، ١٤٠٧ھ، ١٩٨٧م، مؤسسة الرسالة، بیروت،ص٩۔١٢۔

(6)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین،علاء الدین بن العطار،الطبعة الأولی، ١٤٢٨ھ، ٢٠٠٧م، الدار الأثریة عمان، الأردن، فصل فی نسبه ونسبته، ص٣٩۔٤٢۔

(7)۔ الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، أسرته ومولده ونشأته، ص١٩۔٢٤۔

(8)۔ تصحیح التنبیه ویلیه تذکرة النبیه فی تصحیح التنبیه، ج١، ص١٢۔

(9)۔ المنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الأولیاء النووی، شمس الدین محمد بن عبد الرحمن السخاوی،الطبعة الأولی، ٢٠٠٥م، دار الکتب العلمیة، بیروت، لبنان، ص١٠۔ ١١۔

(10)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین،علاء الدین بن العطار، فصل فی مولده ووفاته، ص٤٢۔ ٤٣۔

(11)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین، علاء الدین بن العطار، فصل فی مبدأ أمره و اشتغاله، ص٤٤۔ ٥١۔

(12)۔ المنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الأولیاء النووی، شمس الدین السخاوی، ص١١۔

(13)۔ الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، رحلته إلی دمشق وتحصیله العلم، ص٢٥۔ ٣٦۔

(14)۔ المنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الأولیاء النووی، شمس الدین السخاوی، ص١٢۔

(15)۔ الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، حلیته وبعض أخباره، ص١٤٨۔ ١٥٦۔

(16)۔ تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام، الذهبی،دار الکتاب العربی، بیروت، ١٤٠٧ه، ١٩٨٧م، الطبعة الأولی، ج٥٠، ص١٤٨۔

(17)۔ علو الهمة، محمد بن أحمد المقدم، دار الإیمان مصر، ٢٠٠٤م، ص١٦٨۔

(18)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین، علاء الدین بن العطار، فصل، ص٦٤۔

(19)۔ روضة الطالبین وعمدة المفتین، أبو زکریا یحییٰ بن شرف النووی،المکتب الإسلامی، ١٤١٢ھ، ١٩٩١م، ص٤۔

(20)۔ المنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الأولیاء النووی، شمس الدین السخاوی، ص١٣۔١٤۔

(21)۔ الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، العلوم التی برع فیها وآثاره، ص٤٧۔٧٤۔

(22)۔ تذکرة النبیه فی تصحیح التنبیه، عبد الرحیم الإسنوی، مؤسسة الرسالة، بیروت، الطبعة الأولی، ١٤١٧ھ، ١٩٩٦م، ص٤٠۔

(23)۔ البداية والنهاية، إسماعيل بن عمر بن كثير القرشي الدمشقي،دار عالم الكتب، ١٤٢٤هـ، ٢٠٠٣م، ص ٥٤٠۔
(24)۔ المنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الأولیاء النووی،السخاوی، موقع الوراق۔
(25)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین، علاء الدین بن العطار، فصل فی الكتب التی سمعها، ص ٦٠۔٦١۔
(26)۔ المنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الأولیاء النووی، شمس الدین السخاوی، ص١٨۔
(27)۔ المنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الأولیاء النووی، شمس الدین السخاوی، موقع الوراق۔
(28)۔ تذكرة الحفاظ،الذهبی،ج٤، ط٢٠، ص١٤٧٢۔
(29)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین، علاء الدین بن العطار، فصل،ص٦٣۔
(30)۔ المنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الأولیاء النووی،شمس الدین السخاوی،ص٤٤۔
(31)۔ المقاصد الإمام النووی، الطبعة الثالثة، ١٤٢٢هـ، ٢٠٠١م، مكتبة الغزالی، دمشق،ص١١۔١٩۔
(32)۔ المنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الأولیاء النووی، شمس الدین السخاوی، ص١٤۔
(33)۔ الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، شیوخه، ص٣٧۔٤٦۔
(34)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین،علاء الدین بن العطار، فصل فی ذكر شیوخه فی الفقه، ص٥٢۔٥٧۔
(35)۔ طبقات الشافعیة الكبری،تاج الدین السبكی، ج٨، ص١٢٢۔
(36)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین،علاء الدین بن العطار،فصل فی شیوخه الذین سمع منهم، ص٦٢۔٦٣۔
(37)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین،علاء الدین بن العطار، فصل فی شیوخه الذین أخذ عنهم أصول الفقه، ص٥٨۔
(38)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین، علاء الدین بن العطار، فصل فیمن أخذ عنه اللغة والنحو والتصریف،ص٥٨۔٥٩۔
(39)۔ تعدی إلی الأعلی ل:أ ب ت،الإمام النووی، عبد الغنی الدقر،المدارس التی سكنها أو تولاها أو درس بها،ص٧٥۔٦۔
(40)۔ لمنهل العذب الروی فی ترجمة قطب الأولیاء النووی، السخاوی،موقع الوراق۔
(41)۔ طبقات الشافعیة الكبری،تاج الدین السبكی، موقع مشكاة للكتب الإسلامیة۔
(42)۔ سكب العبرات للموت والقبر والسكرات، سید بن حسین العفانی، الطبعة الأولی، ١٤٢٠هـ، ٢٠٠٠م، مكتبة معاذ بن جبل، مصر، ص٣٠٦۔
(43)۔الإمام النووی،عبد الغنی الدقر،وفاته وما قیل فیه، ص١٩٧۔٢٠٩۔
(44)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین، علاء الدین بن العطار، فصل،ص٩٥۔٩٨۔
(45)۔ ذیل مرآة الزمان، الیونینی،موقع الوراق۔
(46)۔تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین، علاء الدین بن العطار،فصل فی ذكر المراثی التی رثاه بها العلماء، ص١١٤۔١٥٣۔
(47)۔ انظر أیضاً: تأملات في سیرة إمام شبكة صید الفوائد، مشعل بن عبد العزیز الفلاحي۔
(48)۔ تحفة الطالبین فی ترجمة الإمام محیی الدین، علاء الدین بن العطار، فصل، ص٦٦۔٦٩۔
(49)۔ ومنهم: ابن كثیر وابن العماد وابن العطار والذهبی والسخاوی۔
(50)۔ الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، الربانی الزاهد، ص٨٧۔١٠٣۔
(51)۔ المنهل العذب الروی، شمس الدین السخاوی،موقع المكتبة الشاملة، ص٢٨۔

(52)۔ تحفۃ الطالبین فی ترجمۃ الإمام محیی الدین، علاء الدین بن العطار، فصل، ص۹۸۔۱۱۳۔

(53)۔ الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، الآمر بالمعروف والناھی عن المنکر، ص۱۰۴۔۱۳۵۔

(54)۔ تذکرۃ الحفاظ، الذھبی، دار الکتب العلمیۃ،بیروت، الطبعۃ الأولی،۱۴۱۹ھ،۱۹۹۸م،ج۴، ص۷۶۔

(55)۔ لمنھل العذب الروی فی ترجمۃ قطب الأولیاء النووی، السخاوی، موقع الوراق۔

(56)۔ المنھل الراوی من تقریب النووای، تحقیق مصطفی الخن، دار الملاح، ص۱۶۔

(57)۔ تاریخ الإسلام ووفیات المشاھیر والأعلام، شمس الدین الذھبی، دار الکتاب العربی، بیروت، الطبعۃ الأولی، ۱۴۰۷ھ،۱۹۸۷م۔

(58)۔ شذرات الذھب فی أخبار من ذھب، ابن العماد الحنبلی۔

(59)۔ انظر أیضاً: العلماء العزاب عبد الفتاح أبو غدۃ، مکتب المطبوعات الإسلامیۃ، بیروت۱۴۰۲ھ،۱۹۸۲م، ص۹۲۔

(60)۔،الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، مؤلفات النووی،ص۱۵۷۔۱۹۰۔

(61)۔الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، ص۱۶۹۔

(62)۔ المنھل العذب الروی فی ترجمۃ قطب الأولیاء النووی، شمس الدین السخاوی، ص۱۱۔

(63)۔ الإمام النووی،علی الطنطاوی،دار الفکر دمشق،الطبعۃ الثانیۃ، ۱۳۹۹ھ،۱۹۷۹م، ص۲۰۔۲۱۔

(64)۔ الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، ص۱۷۲۔

(65)۔ ریاض الصالحین، النووی، تحقیق: مصطفی عمارۃ، ص۱۱۔

(66)۔ الإمام النووی، عبد الغنی الدقر، ص۱۶۳۔

(67)۔ الإمام النووی، علی الطنطاوی،دار الفکر دمشق،الطبعۃ الثانیۃ، ۱۳۹۹ھ،۱۹۷۹م،ص۲۴۔

(68)۔ الإمام النووی،عبد الغنی الدقر، ص۱۶۰۔

(69)۔ الإمام النووی، علی الطنطاوی،دار الفکر دمشق، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۳۹۹ھ،۱۹۷۹م، ص۲۵۔

(70)۔ المنھل العذب الروی فی ترجمۃ قطب الأولیاء النووی، شمس الدین السخاوی، موقع الوراق۔

(71)۔الإمام النووی، علی الطنطاوی،دار الفکر دمشق، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۳۹۹ھ،۱۹۷۹م، ص۲۱۔۲۲۔

(72)۔ الإمام النووی عبد الغنی الدقر، ثناء العلماء علیہ، ص۱۳۶۔۱۴۷۔

(73)۔ انظر أیضاً: روضۃ الطالبین النووی، دار عالم الکتب، ۱۴۲۳ھ،۲۰۰۳م، ص۵۳۔۵۴۔

(74)۔ روضۃ الطالبین النووی، دار عالم الکتب، ۱۴۲۳ھ،۲۰۰۳م، ص۵۹۔

(75)۔ یحییٰ النووی۔ المحدث الفقیہ، موقع مقالات إسلام، ویب۔

(76)۔ المنھاج شرح صحیح مسلم بن الحجاج، ج۱، تقدیم۔

(77)۔ طبقات الشافعیۃ الکبریٰ، تاج الدین السبکی، ھجر للطباعۃ والنشر والتوزیع، الطبعۃ الثانیۃ ۱۴۱۳ھ، ج۸، ص۳۹۵۔

(78)۔ سلسلۃ المبدعون، طارق السویدان،الحلقۃ الإمام النووی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حالاتِ زندگی امام یحییٰ بن شرف النووی رحمۃ اللہ علیہ

نام ونسب مبارک: یحییٰ بن شرف بن مرّی الحزامی النووی۔

کنیت: ابوزکریا۔

القاب: محیی الدین، قطب الاولیاء، شیخ الاسلام و المسلمین، عمدۃ الفقہاء و المحدثین، صفوۃ الاولیاء و الصالحین، وغیرہ۔

ولادت مبارکہ: محرم الحرام 631ھ، بمطابق 1233ء، بمقام نوی حوران شہرِ شام۔

وفات: 24 رجب المرجب 676ھ، بمطابق 1277ء، بمقام نوی حوران شہرِ شام۔

مسلک: اہل سنت و جماعت۔

مذہب: شافعی۔

ولادت و پرورش:

امام نووی 631ھ کو ,,نوی،، بستی میں محرم الحرام کے درمیانے عشرے میں پیدا ہوئے۔اور اپنے والد ماجد کے ساتھ آپ کے ذریعہ معاش میں آپ کی مدد کرتے رہے، امام ذھبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جب امام نووی علیہ الرحمۃ کی عمر مبارک سات سال ہوئی، تو آپ اپنے والد کی ایک طرف رمضان المبارک کی 27 رات کو سوئے ہوئے تھے، تو آدھی رات کو آپ علیہ الرحمۃ نے کچھ دیکھا، آپ علیہ الرحمۃ کے والد محترم فرماتے ہیں کہ (میرے بیٹے) نے مجھے جگایا اور عرض کی اے ابا جان! یہ روشنی کیسی ہے، جس کی وجہ سے سارا گھر روشن ہو گیا ہے؟ (آپ کے والد محترم فرماتے ہیں) گھر والوں کو جگایا تو ہم سب کو کچھ نظر نہ آیا، میں نے جان لیا یہ کہ شب قدر ہے۔

640ھ کا نصف سال گزر چکا تھا کہ شیخ یٰسین بن یوسف مراکشی علیہ الرحمۃ ,,نوی،، کی بستی سے گزرے تو آپ علیہ الرحمۃ نے دیکھا کہ امام نووی علیہ الرحمۃ دس سال کے ہیں اور بچے آپ کو اپنے ساتھ کھیلنے پر مجبور کرتے ہیں، تو ان بچوں سے دور رہتے اور ان کے مجبور کرنے کی وجہ سے روتے ہیں۔اور اس حالت میں قرآن کی تلاوت فرماتے ہیں، شیخ یٰسین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں امام نووی علیہ الرحمۃ کی محبت پیدا ہوئی تو میں اُس شخص کے پاس آیا جو آپ علیہ الرحمۃ کو

قرآن کی تعلیم دیتا تھا تو میں نے آپ کے بارے میں اس کو وصیت کی اور کہا مجھے امید ہے کہ یہ بچہ اپنے زمانے کا بہت بڑا عالم وزاہد ہوگا اور لوگ اس سے فائدہ حاصل کریں گے اُس نے کہا کیا آپ نجومی ہیں (کہ آئندہ والے حالات کی خبر دے رہے ہیں) تو میں نے کہا نہیں یہ کلمات تو میری زبان پر اللہ تعالیٰ نے جاری فرمائے ہیں۔

تو اس نے اس کا تذکرہ آپ کے والد سے کیا اور آپ کے والد محترم کو اس چیز پر اُبھارا کہ (امام نووی) کو قرآن ختم کرنے دیں اس وقت (امام) نووی بلوغت کے قریب تھے امام نووی بستی نوی میں ہی رہے یہاں تک آپ کی عمر اٹھارہ سال ہوگئی پھر آپ نے دمشق کی طرف سفر کیا۔

آپ کا دمشق میں علم طلب کرنا:

۶۴۹ھ کو امام نووی اپنے والد محترم ابو یحییٰ علیہ الرحمۃ کے ساتھ دمشق میں آئے اس وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال تھی اس وقت شہر دمشق علماء اور علم طلب کرنے والے شہروں میں شمار ہوتا تھا اور اس شہر کی اہمیت یہ تھی ایک طالب علم کے لیے اس میں مکمل علوم وفنون موجود تھے۔

پہلے اُستاذ:

آپ مفتی شام تاج الدین عبدالرحمٰن بن ابراھیم بن ضیاء الفرازی المعروف ابن فرکاح علیہ الرحمۃ کے پاس تعلیم حاصل کرتے، اور یہ امام نووی کے پہلے اُستاذ ہیں امام نووی دمشق میں اٹھائیس سال تک رہے اور آپ علیہ الرحمۃ نے دمشق کی اقامت کو اس عرصہ میں کبھی نہ چھوڑا، صرف حج یا امام شافعی کے مزار پر حاضری، یا گھر والوں سے ملنے کے لیے دمشق سے نکلتے تھے، اور آپ مدرسہ رواحیہ کے ایک چھوٹے سے کمرے میں پڑھتے پڑھاتے اور کتب تصنیف فرماتے رہتے تھے۔

حج کعبہ معظّمہ:

امام نووی دمشق میں آنے کے دو سال بعد اپنے والد محترم علیہما الرحمۃ کے ساتھ حج کے لیے روانہ ہوئے، آپ علیہ الرحمۃ خود فرماتے ہیں کہ جب 651ھ کا سال آیا تو میں نے اپنے والد محرت کے ساتھ حج کیا، ہم نے رجب المرجب کے اوّل میں سفر شروع کیا اور میں مدینۃ الرسول میں تقریباً ڈیڑھ ماہ رہا۔ اور آپ علیہ الرحمۃ کے شاگرد علامہ ابن عطار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ، مجھے امام نووی علیہ الرحمۃ کے والد محترم نے بتایا کہ جب ہم مقام نوی سے سفر کے لیے نکلے تو (امام) نووی کو بخار ہوگیا اور یوم عرفہ تک مسلسل بخار ہی رہا اس دوران کبھی بھی ا (امام) نووی نے آہ تک نہ کی، اور جب ہم نے مناسک حج پورے کر لیے اور ہم ,,نوی،، میں واپس آگئے تو اللہ تعالیٰ نے (میرے بیٹے) یحییٰ بن شرف النووی پر علم کے دروازے کھول دیئے، اور آپ علیہ الرحمۃ ہمیشہ کے لیے علم میں مصروف ہو گئے، اور آپ علیہ الرحمۃ نے شیخ یٰسین بن یوسف مراکشی علیہ لارحمۃ کی طرح عبادات (نوافل وصیام) اور زہد وتقوی اپنا لیا اور آخری دم تک اپنے اوقات میں سے کوئی وقت بھی ضائع نہ

کیا۔امام سخاوی،امام کمال الدمیری،اورامام ابن کثیر علیہم الرحمۃ فرماتے ہیں کہ امام نووی علیہ الرحمۃ نے دو حج کیے تھے۔

طلبِ علم میں محنت شاقہ:

جب امام نووی مدرسہ رواحیہ میں مقیم اور مطمئن ہوگئے،تو آپ مزید علم کی تحصیل کی طرف متوجہ ہوئے،اور اپنے دل و دماغ کو تمام توجہ کے ساتھ علم کی طلب میں استعمال کیا۔خود امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے دو سال تک اپنی کمر کو زمین پر نہیں لگایا۔امام ذہبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں آپ رات و دن علمی طلب ولگن،علم کے لیے نیند کو ترک کرنے،اور اپنے اوقات کو درس وتصنیف اور مطالعہ وتردد علی الشیوخ میں رہنے میں اپنی مثال آپ تھے۔امام یونینی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں،کہ آپ علیہ الرحمۃ اپنے وقت سے رات و دن میں ایک لحہ بھی ضائع نہ کرتے تھے یہاں تک کہ راستے میں آتے جاتے بھی علم کی تکرار،اس کو یاد کرنے،یا مطالعہ کرنے میں ہی مصروف رہتے تھے۔اور آپ علیہ الرحمۃ نے سات سال تک اسی طرح علم حاصل کیا۔

علامہ بدر دین بن جماعت علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ آپ سوتے کیسے وقت ہیں؟ فرمایا جب مجھ پر نیند کا غلبہ ہوتا ہے تو میں کتابوں کے ساتھ ٹیک (کتابوں پر سر رکھ کر) لگا کر سو جاتا ہوں تا کہ یہ کتابیں مجھے جلد بیدار کر دیں۔خود امام نووی علیہ الرحمۃ اپنی کتاب ,,روضۃ الطالبین وعمدۃ المفتیین،،کے مقدمہ میں فرماتے ہیں کہ علم میں مشغول ہونا سب سے بڑا قرب ہے،اور سب سے بڑی اطاعت اور خیر کی سب سے اعلیٰ قسم ہے،(جیسا کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ جس پر بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ دیتا ہے،مفہوم حدیث)اور عبادات کو مضبوط کرنے والا ہے۔

اس محنت شاقہ کا امام نووی علیہ الرحمۃ کو پہلے سال میں ہی یہ ثمر ملا کہ آپ علیہ الرحمۃ کو ابواسحاق شیرازی علیہ الرحمۃ کی کتاب ,,التنبیہ،،تقریباً ساڑھے چار ماہ میں حفظ ہوگئی،اور امام ابواسحاق کی ہی کتاب ,,المھذب،،کا چوتھا حصہ بھی یاد ہو گیا،اور آپ نے یہ کتاب 650ھ کو قاضی القضاۃ مصر،محمد بن حسین بن رزین کو سنائی۔آپ علیہ الرحمۃ طلب علمی کی ابتداء میں ہی روزانہ مدرجہ ذیل اسباق پڑھتے تھے۔الوسیط، المھذب،جمع بین الصحیحین،صحیح مسلم، اللمّع لابن جنی، اصلاح المنطق لابن سکیت، صرف،اصول فقہ،اللمع لابن اسحاق شیرازی، المنتخب لفخرالدین رازی، اسماء الرجال، اور اصول الدین،۔اور آپ خود فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری مدد فرمائی تو میں نے ان تمام پر مشکل عبارت کی وضاحت اور لغت کے اعتبار سے حاشیہ لگایا۔

علم فقہ:

امام نووی علیہ الرحمۃ نے فقہ شافعی اپنے زمانے کے اکابر علماء سے حاصل کیا آپ علیہ الرحمۃ کو علم فقہ شافعی حفظ تھا اور آپ کی اس پر مظبوط گرفت تھی،ابھی زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ آپ کے زمانہ میں آپ علیہ الرحمۃ کی علمی برتری اور مذہب

شافعی کے حفظ کا علم لہرانے لگا، اور علماء کبار فرمانے لگے کہ امام نووی علم الخلاف (فقہ میں اختلاف ائمہ کرام) ہم سے زیادہ جانتے ہیں اور ہم سے زیادہ اس کام کے لائق ہیں کہ مذہب شافعی پر کتب تحریر فرمائیں۔ علامہ عبد الرحیم بن حسن الاسنوی طبقات میں فرماتے ہیں کہ امام نووی علیہ الرحمۃ مذہب شافعی کے محرر (تحریر کرنے والے) اور اس مذہب کے مہذب و مرتب ہیں۔ اور آپ کی کتب دنیا علم میں مشہور، مبارک، اور نفع بخش ہیں۔ امام ابن کثیر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، آپ شیخ المذہب اور اپنے زمانہ میں امام الفقہاء تھے۔ اور امام ذہبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں آپ مذہب شافعی کی معرفت میں سر کی حیثیت رکھتے تھے۔ اور آپ کے شاگرد علامہ ابن عطار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ آپ علیہ الرحمۃ مذہب شافعی، اس کے قواعد، اس کے اصول و فروع، اور اس میں صحابہ و تابعین کے مذاہب، اس میں علماء کے اختلاف و اجماع، کے حافظ تھے۔

علم حدیث:

امام نووی علیہ الرحمۃ محدثین میں ممتاز حیثیت کے حامل ہیں کیونکہ آپ علیہ الرحمۃ فقیہ امت بھی ہیں اور امام محدثین بھی ہیں، اور بہت کم ایسا ہوتا ہے کہ کسی عالم میں فقہی تبحر اور علوم حدیث میں مہارت جمع ہو۔ علامہ ابن عطار فرماتے ہیں کہ میں نے بخاری، مسلم، سنن ابو داؤد، جامع ترمذی، اور نسائی شریف، آپ علیہ الرحمۃ سے سنی (پڑھی)، اور موطا امام مالک، مسند شافعی، مسند احمد بن حنبل، سنن دارمی، مسند ابی عوانہ الاسفراینی، مسند ابی یعلیٰ موصلی، سنن ابن ماجہ، سنن دارقطنی، سنن بیہقی، شرح السنۃ للبغوی، اور امام بغوی کی تفسیر معالم التنزیل، زبیر بن بکار کی کتاب الانصاب، رسالۃ القشیریہ، عمل الیوم واللیلہ لابن السنی، اور خطیب کی کتاب آداب السامع والراوی علاوہ ازیں بہت ساری کتب آپ سے پڑھیں اور میں نے ان تمام کو امام نووی کے مخطوطہ سے نقل کیا۔

علماء کی کثیر تعداد آپ کے علومِ حدیث میں ماہر ہونے کی گواہی دیتی ہیں۔ امام ذہبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ امام نووی اس علم میں سب کے سردار ہیں اور علامہ ابن عطار فرماتے ہیں کہ امام نووی حدیث کے صحیح اور سقیم ہونے کے لحاظ سے اور اُس سے فقہی مسائل مستنبط کرنے کے لحاظ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے حافظ اور اس کے تمام انواع کے عارف تھے۔ علامہ ابن عطار ہی فرماتے ہیں علماء، حفاظ کی ایک بڑی جماعت نے آپ سے اکتسابِ علم کیا اور آپ کے دین، علم، زہد و تقویٰ، معرفت و کرامت پر سب متفق ہیں۔ آپ سے ابن ابی فتح، علامہ مزی، ابن عطار، ابو العباس احمد بن فرح الاشبیلی، رشید بن اسماعیل معلم الحنفی، ابو عبداللہ محمد بن ابی الفتح الحنبلی، ابو الفضل یوسف بن محمد بن عبد المصری اور کثیر آئمہ کرام نے اکتساب علم کیا۔

مسلک:

امام نووی علیہ الرحمۃ کثیر علماء شافعیہ کی طرح اہلسنت و جماعت سے اشاعرہ عقائد کے معتقد تھے (اہل سنت میں اکثر

احناف ماتریدی اور اکثر شوافع اشعری ہیں چونکہ امام نووی علیہ الرحمۃ شافعی تھے اس لیے آپ بھی اہلسنت و جماعت اشعری تھے) آپ کی کتاب شرح صحیح مسلم میں اہلسنت و جماعت اشعری کے اصولوں پر اکثر عقائد پائے جاتے ہیں۔امام یافعی اور تاج الدین سبکی علیہما الرحمۃ نے تصریح فرمائی کہ آپ اشعری تھے۔امام نووی علیہ الرحمۃ کا توحید میں ایک رسالہ بھی ہے جس کا نام المقاصد ہے اس رسالہ میں آپ نے سات مقاصد اور پہلے مقصد کا خاتمہ بیان فرمایا۔عقائدِ اسلام اور اصولِ احکام میں آپ کا قول یہ ہے کہ سب سے پہلے مکلّف پر اللہ تعالیٰ کی معرفت واجب ہے اور وہ یہ ہے کہ تو ایمان رکھے اللہ تعالیٰ موجود ہے معدوم نہیں،قدیم ہے نہ کہ حادث،باقی رہنے والا ہے اس پر عدم نہیں،کوئی چیز اس کی مثل نہیں،قائم بنفسہ ہے،وہ مخصوص جگہ اور محل کا محتاج نہیں ہے،وہ یکتا ہے اس کی ذات،صفات اور افعال میں اس کا کوئی شریک نہیں،اس کے لیے قدرت،ارادہ،علم،حیات،سمع،بصر اور کلام ہے،یعنی وہ قدرت رکھنے والا،ارادہ کرنے والا،جاننے والا،ہمیشہ کے لیے زندہ،سننے والا،دیکھنے والا اور کلام کرنے والا ہے۔

اس نے اپنے فضل کے ساتھ رسولوں کو بھیجا اور ان کی عزت کی حفاظت فرمائی اُن چیزوں سے جو اُن کے لائق نہیں تھیں۔پس انبیاء کرام نبوت سے پہلے اور بعد میں ہر چھوٹے بڑے نقص وعیب سے معصوم (پاک) ہیں اور ہر ایسی بیماری سے بھی پاک ہیں جس سے طبعاً نفرت کی جاتی ہے مثلاً کوڑھ و نابینا ہونا وغیرہ۔انبیاء کھاتے پیتے اور نکاح کرتے ہیں اور علی الاطلاق تمام مخلوقات سے افضل ہیں یہاں تک کہ ملائکہ سے بھی اور ان تمام انبیاء سے ہمارے نبی جناب حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم افضل و اعلیٰ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے نبوت کو ختم کیا اور جن کی شریعت سے تمام شریعتوں کو منسوخ فرمایا اور آپ کے اصحاب تمام زمانوں میں بہترین ہیں اور ان سے افضل ترین ابوبکر صدیق پھر عمر فاروق پھر عثمان غنی پھر مولا علی شیر خدا رضی اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین ہیں اور ہم ان تمام باتوں پر ایمان رکھتے ہیں جن کی خبر ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے دی گئی جیسے فرشتے،کتب سماویہ،سوالات قبر،مرنے کے بعد زندہ ہونا،حشر ونشر،وزن و میزان،پل صراط،شفاعت،جنت و جہنم اور وہ علم جو ضروریاتِ دین میں سے ہے۔ان پر ایمان واجب ہے اور ان کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

علم طب:

امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے دل میں علم طب کا شوق پیدا ہوا اور میں نے علم طب حاصل کرنے کا پکا ارادہ کرلیا،تو میں نے ابن سینا کی مشہور کتاب ''القانون'' شروع کی،تو اچانک میرے دل پر اندھیرا سا چھا گیا اور جو کچھ میں پہلے پڑھا ہوا تھا اس میں دشواری و دقت محسوس کرنے لگا،تو میں اپنے بارے میں بہت فکر مند ہوا کہ میرے ساتھ ایسا کیوں ہوا ہے؟ تو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں یہ بات ڈالی کہ میرے علم طب میں مشغول ہونے کے سبب ایسا ہوا ہے (کہ مجھے علم دین میں دقت محسوس ہونے لگی ہے) تو میں نے فوراً ابن سینا کی کتاب ''القانون'' کو فروخت کر دیا اور جو کچھ طب کے متعلقہ گھر

میں سامان تھا وہ نکال دیا، تو میرا دل و دماغ سے دشواریاں ختم ہو گئیں اور میں پہلے جیسا ہو گیا۔ (حاصل کلام یہ کہ میں نے علم طب حاصل کرنا شروع کیا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں تھا اس لیے میں حاصل نہ کر سکا)

اساتذہ کرام:

امام نووی علیہ الرحمۃ کے اساتذہ کرام بہت زیادہ ہیں خصوصاً فقہ اور حدیث میں آپ نے بہت سارے شیوخ سے اکتسابِ علم کیا انہی دو ولموا علوم میں آپ انتہا درجہ کو پہنچے اور انہی علوم میں اپنے زمانے کے امام ہوئے۔

فقہ کے اساتذہ کرام:

امام نووی علیہ الرحمۃ علمِ فقہ کے اساتذہ کے بارے فرماتے ہیں کہ ہر وہ آدمی میرا استاذ ہے جس کا میرا سلسلہ میرے مذہب کے امام (امام شافعی علیہ الرحمۃ) تک پھر ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچتا ہے لیکن میں نے ظاہری طور پر فقہ کا علم علماء کی ایک بہت بڑی جماعت سے حاصل کیا جن میں سے چند یہ ہیں۔

1: شیخ الإمام أبو إبراهیم إسحاق بن أحمد بن عثمان المغربی ثم المقدسی رضی اللّٰه عنه

2: أبو محمد عبد الرحمن بن نوح بن محمد بن إبراهیم بن موسی المقدسی ثم الدمشقی رحمه اللّٰه۔

3: أبو حفص عمر بن أسعد بن أبی غالب الربعی الإربلی الإمام المتقن رضی اللّٰه عنه۔

4: أبو الحسن سلّار بن الحسن الإربلی ثم الحلبی ثم الدمشقی رضی اللّٰه عنه۔

علمِ حدیث کے اساتذہ کرام:

امام نووی علیہ الرحمۃ کے علمِ حدیث میں اساتذہ کرام میں سے چند کے نام یہ ہیں:

1: إبراهیم بن عیسی المرادی الأندلسی ثم المصری ثم الدمشقی۔

2: أبو إسحاق إبراهیم بن أبی حفص عمر بن مضر الواسطی۔

3: الشیخ زین الدین أبو البقاء خالد بن یوسف بن سعد النابلسی والرضی بن البرهان

4: شیخ الشیوخ عبد العزیز بن محمد بن عبد المحسن الأنصاری الحموی الشافعی

5: زین الدین ابو العباس الدائم المقدسی۔

6: ابو الفرج عبدالرحمن بن ابی عمر محمد بن احمد بن محمد بن قدامه المقدسی۔

7: قاضی القضاة عمادالدین ابو الفضائل عبد الکریم بن عبد الصمدبن محمد الحرستانی خطیب دمشق۔

8: تقی الدین أبو محمد إسماعیل بن أبی إسحاق إبراهیم بن أبی یسر التنوخی وغیرهم۔

علمِ اصولِ فقہ میں اساتذہ کرام:

علامہ ابن عطار فرماتے ہیں امام نووی علیہ الرحمۃ علمِ اصولِ فقہ علماء کی ایک بڑی جماعت سے حاصل کیا جن میں سے زیادہ مشہور اور اجل عالم علامہ قاضی ابو الفتح عمر بن بندار بن عمر بن علی بن محمد التفلیسی الشافعی علیہ الرحمۃ ہیں۔ ان سے امام فخرالدین رازی علیہ الرحمۃ کی کتاب'' المنتخب ''اورامام غزالی کی کتاب '' المستضفی '' کا کچھ حصہ پڑھا باقی کتابیں ان علاوہ دوسروں اساتذہ سے پڑھیں۔

علم نحواورلغت کے اساتذہ کرام:

1: امام نووی نے علم نحوالشیخ أحمد بن سالم المصر ی کے پاس پڑھی۔

2: اورعلامہ ابن مالک لے پاس آپ کی ہی ایک کتاب پڑھی اوراس پرحاشیہ بھی لگایا۔

3: ورعلامہ فخر المالکی کے پاس ابن جنی علیہ الرحمۃ کی کتاب اللمع پڑھی۔

وصال پُر ملال:

24 رجب المرجب 672ھ بدھ کی رات کے اخری تہائی حصہ میں امام نووی علیہ الرحمۃ کا وصال ہوا'' انا للہ وانا الیہ راجعون'' علامہ ابن عطار فرماتے ہیں کہ آپ علیہ الرحمۃ جمعرات کوفوت ہوئے اور جمعہ کے دن نماز کے بعد آپ علیہ الرحمۃ کی وفات کا اعلان ہوا۔ جامع دمشق میں آپ کی نماز جنازہ پڑھی گئی آپ کی وفات پر مسلمانوں کو شدید رنج وصدمہ پہنچا۔ آپ علیہ الرحمۃ دعا فرماتے تھے کہ اے اللہ مجھے فلسطین میں موت عطاء فرما تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی یہ دعا قبول فرمائی (آپ علیہ الرحمۃ کی جائے وفات میں بہت اختلاف ہے بعض نے کہا کہ دمشق میں وصال فرمایا اور بعض ''نوی'' اور بعض ''حوران شام'' کا بتاتے ہیں واللہ اعلم بالثواب، ابوالاحمد غفرلہ،)

مزاراقدس:

امام نووی علیہ الرحمۃ اپنی بستی ''نوی'' میں دفن کیے گئے اور آپ علیہ الرحمۃ کا مزار عوام وخواص کے لیے زیارت گاہ ہے۔

امام نووی علیہ الرحمۃ کی زندگی:

امام نووی علیہ الرحمۃ نے بہت سخت زندگی گزاری، آپ خوراک میں قناعت فرماتے تھے، تارک الشہوات، عابد، اور خوف خدا تعالیٰ جیسی صفات سے موصوف تھے۔ رات ودن میں صرف ایک ہی لقمہ کھاتے تھے اور صرف سحری کے وقت ہی پانی پیتے تھے، اور جب پانی پیتے تو ٹھنڈا پانی نہ پیتے، دنیا کی تمام تر لذتوں کو آپ علیہ الرحمۃ نے ترک فرما دیا تھا۔ عالمہ ابن عطار علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میں دیکھا کہ ایک آدمی آپ علیہ الرحمۃ کے پاس ککڑی لے کر آیا تا کہ آپ اس کوتناول فرمائیں

لیکن آپ نے انکار فرما دیا اور فرمایا مجھے اس بات کا خوف ہے کہ میں اس کو کھاؤں تو اس کی تری کی وجہ سے مجھ پر نیند غالب ہو جائے (لہٰذا اس لیے میں اس کو نہیں کھاؤں گا)، امام نووی علیہ الرحمۃ نے نکاح نہیں فرمایا تھا اور یہی قول زیادہ مشہور ہے۔

تالیفات:

1: المنهاج فی شرح صحیح مسلم بن الحجاج .
2: روضة الطالبين وعمدة المفتين، فقہ میں۔
3: منهاج الطالبين وعمدة المفتين، فقہ میں۔
4: رياض الصالحين من كلام سيد المرسلين، حدیث میں۔
5: الأذكار المنتخب من كلام سيد الأبرار .
6: التبيان فی آداب حملة القرآن .
7: التحرير فی ألفاظ التنبيه لأبی إسحاق الشيرازی، لغت میں۔
8: العمدة فی تصحيح التنبيه .
9: الإيضاح فی المناسك، فقہ میں۔
10: إرشاد طلاب الحقائق إلى معرفة سنن خير الخلائق، مصطلح الحدیث میں۔
11: التقريب والتيسير فی معرفة سنن البشير النذير، مصطلح الحدیث میں۔
12: الأربعون النووية، حدیث میں۔
13: بستان العارفين فی الرقائق .
14: مناقب الشافعی .
15: مختصر أسد الغابة فی التراجم .
16: الفتاوى أو المسائل المنثورة .
17: أدب المفتی والمستفتی .
18: مسائل تخميس الغنائم .
19: مختصر التذنيب للرافعی .
20: دقائق الروضة .
21: دقائق المنهاج .
22: تحفة طلاب الفضائل فی التفسير والحديث .

23: الترخيص في الإكرام والقيام، فقہ میں۔

24: مختصر آداب الاستسقاء .

25: رؤوس المسائل .

26: مسألة نية الاغتراف .

تعارف ریاض الصالحین:

یہ امام نووی علیہ الرحمۃ کی حدیث پر مشہور ترین کتابوں میں شمار ہوتی ہے اس کا پورا نام ''ریاض الصالحین من کلام سید المرسلین'' ہے اس میں امام نووی علیہ الرحمۃ نے وعظ، ترغیب وترہیب کے لحاظ سے احادیث کو جمع فرمایا ہے، یہ کتاب ایک طالب کے لیے بہترین کتاب ہے، اس میں آپ علیہ الرحمۃ نے ظاہری زندگی کے آداب اور باطنی آداب بھی ذکر فرمائے ہیں، اوراس کتاب میں فکر آخرت کے لیے بہت کچھ نقل کیا گیا ہے۔ یہ کتاب عوام وخواص خصوصاً سالکین کے لیے مفید ہے کیونکہ اس میں زہد، ریاضات نفس، اخلاق کی تہذیب، دل کی پاکی وعلاج اوراس کوشہوات سے دور رکھنے کی ترغیب دی گئی ہے۔ اور یہی چیزیں عارفین کا اصل مقصد ہوتی ہیں، جن کے ساتھ وہ واصل الی اللہ ہوتے ہیں۔ پھر اس کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں جو کتاب (نئے موضوع پر) شروع کی جاتی ہے، اس کے لحاظ سے آیات قرآنیہ بھی ذکر کی جاتی ہیں، علماء کے نزدیک حدیث مبارکہ میں تصوف کے موضوع پر یہ ایک جامع کتاب ہے جو اپنی خوبیوں کے وجہ سے ممتاز ہے اور اپنا ثانی نہیں رکھتی۔

ترجمہ بتصرف: ابوالاحمد محمد نعیم قادری رضوی

(فاضل ومدرس جامعہ قادریہ عالمیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات)

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی فِی کِتَابِہِ الْکَرِیْمِ

فِیْ بُیُوْتٍ اَذِنَ اللّٰہُ اَنْ تُرْفَعَ وَ یُذْکَرَ فِیْهَا اسْمُهٗ یُسَبِّحُ لَهٗ فِیْهَا بِالْغُدُوِّ وَ الْاٰصَالِ

۱۳۸۵

کِتَابُ الْاِخْلَاصِ

کتاب: اخلاص کے متعلق

۱- بَابُ الْاِخْلَاصِ وَاِحْضَارِ النِّیَّةِ فِیْ جَمِیْعِ الْاَعْمَالِ وَالْاَقْوَالِ وَالْاَحْوَالِ الْبَارِزَةِ وَالْخَفِیَّةِ

سب ظاہر اور پوشیدہ اعمال، اقوال اور احوال اور اخلاص میں ارادہ کو ساتھ رکھنے کا تذکرہ

تشریح:

کتاب کا لغوی معنی: ۱۔ واجب کرنا، ۲۔ لکھنا، ۳۔ فوج کے دستے بنانا، ۴۔ خط و کتابت کرنا۔

کتاب کا اصطلاحی معنی: وہ صحیفہ جو ایسے متعدد مسائل کا جامع ہو جو جنساً متحد ہوں اور نوعاً و صنفاً مختلف ہوں اور وہ صحیفہ ابواب اور فصول پر منقسم ہو۔ (تبیان القرآن، ج۱، ص۳۴۱، خزائن التعریفات، ص۲۹۴)

اخلاص کا معنی: اخلاص کے لغوی معانی، ۱۔ بے کھوٹ، ۲۔ بے ملاوٹ، ۳۔ طاعات میں ریاء (دکھاوے) کو ترک کرنا۔ (المنجد وغیرہ)

اخلاص کی تعریف: دل کو ریاء کی ملاوٹ کے شائبہ سے پاک کرنا۔ (خزائن التعریفات، ص۱۹)

نیت کا لغوی معنی: 1 ارادہ کرنا 2 قصد کرنا۔ (المنجد)

نیت کی تعریف: 1: کسی کام کا ارادہ کرنا جو اُس کام سے ملا ہوا ہو۔ 2: نیت دل کے پختہ ارادے کو کہتے ہیں خواہ وہ کسی چیز کا ہو۔ (خزائن التعریفات، ص۳۹۵)

نیت کی شرعی تعریف: شریعت میں عبادت کے ارادے کو نیت کہتے ہیں۔

(نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری، ج۱، ص۲۲۴ بحوالہ تلویح)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ حُنَفَاءَ وَیُقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوا الزَّکٰوۃَ وَذٰلِکَ دِیْنُ الْقَیِّمَةِ ۝﴾ (البینة: 5)

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: اور ان لوگوں کو تو یہی حکم ہوا کہ اللہ کی بندگی کریں نرے اسی پر عقیدہ لاتے ایک طرف ہو کر اور

نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں اور یہ سیدھا دین ہے۔

حضرت اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ تفسیر روح البیان میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔ اخلاص یہ ہے کہ انسان کا دل اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف متوجہ نہ ہو، بعض صوفیاء فرماتے ہیں: اخلاص یہ ہے کہ تیرے عمل پر سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی اور مطلع نہ ہو، اور نہ ہی اس میں تیرے نفس کو دخل ہو، بلکہ یہ عقیدہ ہو کہ اللہ کی مہربانی ہے کہ اُس نے تجھے اپنی عبات کا اہل بنایا ہے اور تجھے اپنی عبادت کی توفیق بخشی، اب اُس سے عبادت کا اجر وثواب اور بدلہ بھی طلب نہیں کرنا چاہیے۔ (روح البیان، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا وَلٰـكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ﴾ (الحج: 37)

اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے: اللہ کو ہرگز نہ ان کے گوشت پہنچتے ہیں اور نہ ان کے خون، ہاں تمہاری پرہیزگاری اس تک باریاب ہوتی ہے۔

شانِ نزول:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ قربانی کرنے کے بعد مشرکین، قربانی کا خون کعبہ میں چھڑکتے اور گوشت کے ٹکڑے وہاں بکھیرتے تھے، مسلمانوں نے بھی ایسا کرنے کا ارداہ کیا تو اُس وقت یہ آیت مقدسہ نازل ہوئی۔ (تفسیر مظہری، تفسیر زاد المسیر تحت آیت مذکورہ)

صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ، اس آیت کا شانِ نزول بیان فرماتے ہیں۔ زمانۂ جاہلیت کے کفار اپنی قربانیوں کے خون سے کعبہ معظمہ کی دیواروں کو آلودہ کرتے تھے اور اُس کو سبب تَقَرُّب جانتے تھے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی، (خزائن العرفان، تحت آیتِ مذکورہ،)

حکیم الامت مفت احمد یار خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ اس سے اشارۃً معلوم ہو کہ اگر کسی کو کھانے کا ثواب بخشا جائے تو اس وقت اصل کھانا نہیں پہنچتا بلکہ اس کا ثواب جو تقویٰ کا نتیجہ ہے وہ پہنچتا ہے، ایصال ثواب کا مذاق اُڑانے والے اس آیت سے عبرت پکڑیں، خیرات کے ثواب کا پہنچنا عقلاً، نقلاً ہر طرح ثابت ہے، اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کوئی نیک عمل بغیر نیت کے قبول نہیں ہوتا۔ (تفسیر نور العرفان، تحت آیتِ مذکورہ)

اس آیت میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ عمل کے قبول ہونے کے لیے تقویٰ اور اخلاص کی ضرورت ہے، اگر یہ چیز موجود نہیں ہے تو وہ عمل اللہ کے دربار میں قبول نہیں ہے۔ (تفسیر در منصور، روح المعانی، ابن کثیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ قُلْ اِنْ تُخْفُوْا مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ اَوْ تُبْدُوْهُ يَعْلَمْهُ اللّٰهُ ﴾ (آل عمران: 29).

اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے: تم فرما دو کہ اگر تم اپنے جی کی بات چھپاؤ یا ظاہر کرو اللہ کو سب معلوم ہے۔

علم باری وتعالیٰ: علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں اللہ عزّ جلّ اپنے بندوں کو بیان فرمارہا ہے کہ وہ ظاہر و باطن سے آگاہ ہے بلکہ دلوں میں چھپے بھیدوں کو بھی جانتا ہے کوئی چیز اُس سے مخفی نہیں اس کا علم اپنے بندوں کے تمام احوال اور اوقات کو محیط ہے زمین وآسمان میں کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہیں خواہ وہ ریت کا زرہ ہو بلکہ اس سے بھی کم۔ (تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ، ج ۲، ص ۲۶)

اللہ تعالیٰ ہر وقت ہمیں اپنی نگاہ رحمت میں رکھے، اور ہمیں ہر نیک عمل میں اخلاص کی دولت عطاء فرمائے، رِیاء کاری سے ہمیں اپنے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صدقے سے محفوظ فرمائے۔ آمین

....

اعمال میں نیات کی اہمیت وفوائد:

(۱) وَعَنْ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَبِیْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ بْنِ نُفَیْلِ بْنِ عَبْدِ الْعُزّٰی بْنِ رِیَاحِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ قُرْطِ بْنِ رَزَاحِ بْنِ عَدِیِّ بْنِ کَعْبِ بْنِ لُؤَیِّ بنِ غالبٍ الْقُرَشِیِّ الْعَدَوِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ، وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِیءٍ مَّا نَوٰی، فَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ، فَھِجْرَتُہٗ اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ، وَمَنْ کَانَتْ ھِجْرَتُہٗ لِدُنْیَا یُصِیْبُھَا، اَوْ امْرَاَۃٍ یَّنْکِحُھَا، فَھِجْرَتُہٗ اِلٰی مَا ھَاجَرَ اِلَیْہِ" مُتَّفَقٌ عَلٰی صِحَّتِہٖ رَوَاہُ اِمَامَا الْمُحَدِّثِیْنَ، اَبُوْ عَبْدِ اللّٰہِ مُحَمَّدُ بْنُ اِسْمَاعِیْلَ بْنِ اِبْرَاھِیْمَ بْنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ بَرْدِزْبَہَ الْجُعْفِیُّ الْبُخَارِیُّ، وَاَبُو الْحُسَیْنِ مُسْلِمُ بْنُ الْحَجَّاجِ بْنِ مُسْلِمٍ الْقُشَیْرِیُّ النَّیْسَابُوْرِیُّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا فِیْ صَحِیْحِھِمَا الَّذِیْنِ ھُمَا اَصَحُّ الْکُتُبِ الْمُصَنَّفَۃِ۔

◀ امیرالمؤمنین ابوحفص حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: عملوں کا انحصار ارادے پر ہے سو جو آدمی اللہ عزوجل اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی رضامندی حاصل کرنے کے واسطے ہجرت کرے گا تو اس کی ہجرت اللہ عزوجل اور اس کے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطے ہوگی اور جس

(۱) (بخاری شریف، باب کیف کان بدء الوحی رقم الحدیث ۱) (مسلم شریف باب قولہ: انما الاعمال الخ رقم الحدیث: ۱۹۰۷) (ابو داؤد شریف کتاب الطلاق رقم الحدیث ۲۰۲۱) (ابن ماجہ شریف ابواب الزہد جلد ۱، ۳۲۱) (نسائی شریف کتاب الطہارۃ جلد ۱، ۲۴) (نسائی شریف کتاب الطلاق جلد ۳، ۱۰۴) (نسائی شریف کتاب الایمان والنذور جلد ۲، ۱۴۴) (سنن الکبریٰ بیہقی کتاب الطہارت جلد ۱، ۴۱) (موطا امام مالک) (مسند احمد بن حنبل جلد ۱، ۲۵) (الترغیب والترہیب جلد ۱، ۵۶) (مسند ابو داؤد طیالسی رقم ۳۷) (حلیۃ اولیاء جلد ۶، ۳۴۲) (مسند بزار رقم الحدیث ۲۵۷) (کتاب الزہد جلد ۱، ۲۲۸) (صحیح ابن حبان رقم ۳۸۸) (تفسیر بغوی جلد ۱، ۴۳۱) (صحیح ابن خزیمہ رقم ۱۴۲) (تلخیص الحبیر جلد ۱، ۵۵) (طحاوی شریف رقم صفحہ ۹۶) (مسند حمیدی جلد ۱، ۲۸) (التمہید جلد ۷، ۱۰۶) (تاریخ بغداد جلد ۴، ۲۴۴) (تاریخ دمشق جلد ۱، ۴۰۳) (فتح الباری جلد ۱، ۹) (دار قطنی جلد ۱، ۵۱) (تاریخ اصفہان جلد ۲، ۱۵) (مشکوٰۃ شریف جلد ۱، ۱۱) (شرح السنۃ جلد ۱، ۴۰۱) (مسند الشہاب رقم ۱۱۷۱) (اتحاف السادۃ المتقین جلد ۲، ۳۸۰) (تفسیر ابن کثیر جلد ۲، ۳۴۵) (تفسیر روح المعانی جلد ۳، ۹۲) (البدایۃ والنہایۃ جلد ۱۰، ۱۱۸)

آدمی نے دنیاوی مطلب کو حاصل کرنے یا کسی خاتون سے شادی کرنے کے واسطے ہجرت کی تو اس کی ہجرت اسی کی جانب ہوگی، جس جانب اس نے ہجرت کی تھی۔اس حدیث کی صحت پر اتفاق کیا گیا ہے۔

نقل کیا ہے اس حدیث مبارکہ کو محدثین کے دو اماموں حضرت امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردز بہ الجعفی بخاری اور حضرت امام ابوحسین مسلم بن حجاج بن مسلم القشیری نیشاپوری علیہما الرضوان نے اپنی اپنی صحیح میں جن دونوں کتابوں میں صحیح احادیث لکھی گئی ہیں۔

حل لغات:

الحفص: شیر کو کہتے ہیں۔

اِنَّمَا: کلمہ حصر ہے اور بعد والے حکم کو پختہ کرنے کے لیے آتا ہے۔

اَلْاَعْمَالُ: عمل کی جمع ہے اس کا معنی کام کرنا، محنت کرنا آتا ہے۔

بِالنِّیَّاتِ: مصدر یا اسم مصدر ہے اور ,,النیّۃ،، کی جمع ہے۔اس کا معنی ہے قصد، دل کا پختہ ارادہ، کبھی یاء کی تخفیف سے ,,النیۃ،، بھی کہتے ہیں۔

ھِجْرَۃُ: کا معنی ترک وطن اور جدائی آتا ہے۔

یَنْکِحُ: کا معنی عورت سے نکاح کرنا، بارش کا زمین میں جذب ہونا ہے۔

شرح:

اس حدیث کے راوی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں پہلے انکا تعارف بیان کیا جاتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مختصر حالات:

نام مبارک: عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

کنیت: ابوحفص۔

لقب: فاروق، عزۃ الاسلام، شوکۃ الاسلام، وغیرہ۔

والد کا نام: خطاب۔

والدہ کا نام: حنتمہ تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خاندان زمانۂ جاہلیت میں بھی ممتاز تھا۔حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہجرت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے چالیس سال پہلے پیدا ہوئے جن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی دشمنی میں سرگرم تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لیے دعا فرمائی کہ،،اے اللہ عمر بن خطاب (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے ذریعے اسلام کو عزت عطاء فرما،، (ترمذی) تو صبح کو ہی دعا قبول ہوگئی تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسلام کی گوش میں آگئے۔(الاصابہ تحت ع مع میم بتصرف)

ان کے کے اسلام لانے کا بعد چالیس مسلمانوں کا عدد مکمل ہو گیا۔پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نازل ہوئے اور انہوں نے کہا اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آسمان والے عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کے اسلام لانے پر مبارک باد دے رہے ہیں۔اور انکو فاروق کا لقب دیا گیا جس دن وہ اسلام لائے اُس دن سے اسلام کا ظہور اور غلبہ ہو گیا۔انہوں نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے احادیث روایت کی ہیں ان کی تعداد 537 ہے ان میں سے صحیح بخاری و مسلم میں اکیاسی احادیث ہیں۔

(عمدۃ الباری، ج۱،ص118،)

دورِ خلافت:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے خلیفہ ہیں اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا دورِ خلافت دس سال ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں بڑی بڑی فتوحات ہوئی، جس میں عراق، شام، بیت المقدس، مصر، وغیرہ شامل ہیں،

خصوصیات:

1: خوف خدا بہت زیادہ تھا، قرآن کریم پڑھتے وقت اس کیفیت میں بہت زیادہ اضافہ ہو جاتا تھا اور فرماتے کہ کاش کہ میں پیدا ہی نہ ہوا ہوتا۔(کنز العمال، ج۶،ص۳۴۵،)

2: حب رسول اور اتباع سنت: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد آتی تو روتے روتے بیتاب ہو جاتے، حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب مسجد اقصیٰ میں اذان دی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ ہوگئی۔اس پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس قدر روئے کہ ہچکی بندھ گئی۔(فتوح الشام)

3: زہد و قناعت: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کپڑوں پر بارہ بارہ پیوند دیکھے گے، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کھانا، لباس، بستر غرض ہر چیز انتہائی سادہ تھی۔

4: تواضع: صدقے کے اُنٹوں کے بدن کو خود تیل ملتے اور فرماتے کہ مسلمانوں کا والی اُن کا غلام بھی ہوتا ہے۔

(کنز العمال، ج۶،ص۳۵۳)

5: آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا بے حد ادب و احترام کرتے تھے۔

6: عدل و انصاف: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بشر نامی منافق کا سر قلم کر کے فرمایا،، ھکذا اقضی لمن لم یر ض بقضاء اللہ و رسولہ،، جو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے سے راضی نہیں تو میں اس کا فیصلہ ایسے کرتا ہوں۔(یہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بڑا عدل ول انصاف ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سر قلم فرمایا)

(تفسیر جلالین، مظہری، درمنصور، طبری، نعیمی، وغیرہ، تحت سورۃ نساء: آیت ۶۵،)

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولیات:

☆۔۔۔آپ ہی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے تاریخ اور سالِ ہجری جاری کیا۔

☆۔۔۔آپ نے ہی سب سے پہلے بیت المال قائم کیا۔

☆۔۔۔آپ نے ہی سب سے پہلے ماہ رمضان نمازِ تراویح باجماعت جاری فرمائی۔

☆۔۔۔آپ نے ہی سب سے پہلے شراب پینے والے پراسّی کوڑے حدلگوائی۔

☆۔۔۔آپ نے ہی سب سے پہلے دفاتر قائم کیےاور وزارتیں معین ومقرر فرمائیں

(امام جلال الدین السیوطی، تاریخ الخلفاء مترجم، ترجمہ حضرت علامہ شمس بریلوی، پروگریسوبکس، اکتوبر ۱۹۹۷ء، ص۳۱۲)

شہادت:

مغیرہ بن شعبہ کے غلام فیروز نے جس کی کنیت ابولؤلؤتھی بدھ کے روز صبح کی نماز میں چھ وار کیے تھے جس کی وجہ سے چند دن بیمار رہ کر ہفتہ کے دن یکم محرم الحرام ۲۴ ہجری کو جام شہادت نوش کیا اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نمازِ جنازہ حضرت صہیب رومہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھائی اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سرورکونین کے پہلو میں دفن کردیا گیا۔

حدیث کے وارد ہونے کا سبب:

امام طبرانی نے مضبوط سند سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا ہے ہم میں سے ایک شخص نے مکہ میں ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔اُس عورت کا نام قیلہ اور اس کا لقب اُم قیس تھا (اکثر محدثین اس کا نام بھول گئے ہیں)اس عورت نے شادی سے انکار کیا اور شرط لگائی کہ اگر وہ شخص ہجرت کرئے تو وہ اس سے شادی کرلے گی۔اُس شخص نے ہجرت کر کے اس عورت سے نکاح کرلیا اس وجہ سے ہم اس شخص کو مہاجر اُم قیس کہتے تھے۔

(نعمۃ الباری، جلد۱، ص118، کشف المشکل، ج۱، ص۱۶، فتح الباری، ج۱، ص۸، فضل الباری، ج۱، ص۱۳۹، عمدۃ القاری ج۱، ص۲۸،)

حدیث کی عظمت کے متعلق علماء کے اقوال؛

امام وعلامہ بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کیونکہ اس حدیث میں نیت بیان ہے اور اسلام کے احکام کی بجاآوری تین طرح سے ہوتی ہے۔۱۔قول سے، ۲۔فعل سے، ۳۔نیت سے لہٰذا نیت تہائی اسلام ہے۔(عمدۃ القاری، ج۱، ص۴۹، تحت حدیث مذکورہ،)

امام بیہقی نے اس کی توجیہ یہ فرمائی ہے کہ علم یا دل سے ہوتا ہے یا زبان سے یا بقیہ اعضاء سے اور نیت عمل دل کا ہے اس لیے حدیث علم کا تیسرحصہ ہوئی۔(مرقاۃ تحت حدیث مذکورہ،)

علامہ ابن جوزی لکھتے ہیں کہ

علماء اپنی تصانیف میں اس حدیث کوسب سے پہلے لکھتے ہیں کیونکہ عموما اس کی حاجت پڑتی ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ تمام اعمال میں اصل چیز نیت ہے۔

عبدالرحمان مہدی یہ کہتے تھے کہ جوشخص بھی کوئی کتاب تصنیف کرے اس کو چاہیے کہ اس کتاب کی ابتداء میں اس حدیث کو لکھے۔ (کتاب الاذکار، ج ا ص ٦٦)

اسی وجہ سے تمام محدثین نے اپنی تصانیف کا افتتاح اس حدیث سے کیا ہے۔

امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں: کہ اس حدیث میں فقہ کے ستر ۷۰ ابواب ہیں۔

(شرح مسلم للنووی، کتاب الامارۃ، باب قولہ صلی اللہ علیہ وسلم انما الاعمال بالنیۃ، ج ۷، ص ۵۳)

امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کوثلث علم قرار دیا ہے۔ (تحت حدیث مذکورہ، فتح الباری ومرقاۃ)

امام ابن دقیق العید نے اس حدیث کوثلث اسلام قرار دیا ہے، (تحت حدیث مذکورہ، فتح الباری)

امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ نے فرماتے ہیں: کہ اصول اسلام تین احادیث پر مشتمل ہیں۔

(۱) اعمال کا مدار نیات پر ہے (صحیح بخاری:۱) (۲) حلال ظاہر اور حرام بھی ظاہر ہے (صحیح بخاری:۵۲)

(۳) جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی نئی عبادت نکالی جس کا دین میں منشاء نہ ہو وہ مردود ہے۔

(صحیح بخاری:۲۶۹)

امام ابوداؤد نے فرمایا کہ فقہ کا مدار پانچ احادیث پر مشتمل ہے۔

(۱) اعمال کا مدار نیات پر ہے۔ (بخاری:۱)۔ (۲) حلال ظاہر اور حرام بھی ظاہر ہے (صحیح بخاری:۵۲)۔ (۳) میں نے تم کو جس کام سے منع کیا اس سے اجتناب کرو اور میں نے تم کو جس کام کا حکم دیا ہے اُس پر جس قدر تم عمل کر سکتے ہو عمل کرو (مسلم:۱۳۳۷)۔ (۴) کسی کو ضرر نہ پہنچاؤ (سنن ابن ماجہ:۲۳۴۱)۔ (۵) دین خیر خواہی ہے۔ (بخاری:۵۷)۔

نیت اور اختلافِ ائمہ کرام:

اس حدیث مبارکہ کی شرح فرماتے ہوئے حضرت علامہ پیر محمد افضل قادری مدظلہ العالی فرماتے ہیں کہ۔

تمام ائمہ کرام کے نزدیک اعمال سے مراد اچھے عمل ہیں اور اعمال کا مضاف یعنی ,,حکم الاعمال،، مقدر ہے۔ احناف کے نزدیک حکم سے حکم اُخروی یعنی ثواب مراد ہے۔ لیکن شوافع کہتے ہیں کہ حکم سے مراد حکمِ دنیاوی یعنی صحتِ عمل ہے۔ تو احناف کے نزدیک حدیث کا معنی ہوگا کہ اعمال کا ثواب عبادت کی نیت کے ساتھ ہے (یعنی اگر نیتِ عبادت نہیں تو عمل ہو جائے گا لیکن ثواب نہیں ملے گا) اور شوافع فرماتے ہیں کہ عمل کا صحیح ہونا عبادت کی نیت کے ساتھ ہے (یعنی اگر نیت ہوگی تو عمل صحیح ہوگا اگر نہیں ہوگی تو صحیح نہ ہوگا)۔ یہ اختلاف وضو میں ظاہر ہوتا ہے کہ احناف کے نزدیک اگر وضو کی نیت نہ ہو تو وضو ہو جاتا ہے لیکن وضو کرنے کا ثواب نہیں ملتا۔ اور شوافع کے نزدیک تو سرے سے وضو ہی نہیں ہوتا۔

احناف کی طرف سے الزامی جواب یہ ہے کہ نکاح، تجارت، سعی جمعۃ المبارک، کی نیت نہ ہو تو یہ تمام اعمال آپ (شوافع) کے نزدیک بھی صحیح ہو جاتے ہیں، یعنی آپ بھی کہتے ہیں کہ اگر نکاح میں آدمی یہ نیت نہ کرئے کہ میں سنتِ نبوی کو اداء کر رہا ہوں تو نکاح ہو جائے گا۔ اسی طرح تمام مذکورہ امور کا حال ہے کہ وہ نیت کے بغیر بھی صحیح ہو جاتے ہیں لہٰذا شوافع کے معنی پر نقض وارد ہو گیا۔

احناف کے نزدیک حکم سے مراد حکم ثواب ہے اس پر قرینۂ لفظی و معنوی دونوں موجود ہیں۔

1: قرینۂ لفظی:

حکم سے مراد صحتِ عمل لینے پر اجماع نہیں لیکن ارادہ ثواب سے عمل کرنے پر ثواب کے ملنے پر سب کا اجمع قائم ہے، کہ نیت ثواب کے ساتھ عمل کرنے سے ثواب ملتا ہے۔

2: قرینۂ معنوی:

اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف آنے کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت ہی فرمایا۔ اور عورت و دنیا کی طرف آنے کو بھی ہجرت ہی فرمایا، پتہ چلا کہ حکم سے مراد حکم اُخروی (ثواب) ہے۔ حکمِ دنیاوی (صحتِ عمل) نہیں ورنہ دونوں کے لیے الفاظ مختلف ہوتے، لیکن ایسا نہیں دنیا میں دونوں کو ہجرت کہا گیا ہے۔ اگر شوافع کا معنیٰ صحیح ہوتا تو دنیا و عورت کی طرف آنے والے کو مہاجر نہ کہا جاتا۔ (تقریرات علی البخاری از پیر محمد افضل قادری مدظلہ)

ہجرت کی تعریف اور اس کی اقسام:

ہجرت کا لغوی معنی ہے: ترک کرنا (مختار الصحاح، ص ۳۹۷، بیروت)

ہجرت کا اصطلاحی معنی: کافروں کے علاقے کو ترک کر کے مسلمانوں کے علاقے میں جانا یا دار الخوف کو ترک کر کے دار الاسلام کی طرف جانا۔

ہجرت کی تعریف: علامہ سید میر شریف جرجانی علیہ الرحمۃ ہجرت کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

هی ترك الوطن الذی بين الكفار و الانتقال الی دار الاسلام

(کتاب التعریفات، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ص ۱۸۲)

ترجمہ: کفار کے علاقے کے درمیان جو وطن ہے اس کو چھوڑ کر اسلامی ریاست کی طرف منتقل ہونا ہجرت کہلاتا ہے۔

ہجرت کی اقسام:

(۱) ابتداء میں مسلمانوں کا مکہ معظمہ سے حبشہ کی طرف ہجرت کرنا، دار الخوف سے دار الامن کی طرف ہجرت ہے، یا جیسے اب مسلمانوں کا بھارت سے برطانیہ، امریکہ، ہالینڈ، یا بعض، افریقی، ممالک کی طرف ہجرت کرنا۔

(۲) مسلمانوں کا مکہ سے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کرنا، یا بعد میں اسلام لانے والوں کا مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنا۔

(۳) جو شخص کافروں کے ملک میں رہتا ہو وہاں شعار الاسلام اور اظہار دین پر قادر نہ ہو تو اس پر دار الاسلام کی طرف ہجرت کرنا واجب ہے، جیسے بھارت سے مسلمانوں نے پاکستان کی طرف ہجرت کی۔

(۴) بُرے کاموں کو ترک کر کے نیک کاموں کی طرف ہجرت کرنا، حدیث میں ہے: مہاجر وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے منع کیے ہوئے کاموں سے ہجرت کرے۔ (بخاری: ۱۰) مہاجر وہ ہے جو خطاؤں اور گناہوں سے ہجرت کرے (سنن ابن ماجہ: ۳۹۴۳) مہاجر وہ ہے جو بُرائیوں سے ہجرت کرے (مسند احمد، ج۲، ص۲۰۶)

(۵) آخری زمانہ میں جب فتنوں کا ظہور ہوگا، تو لوگ شام کی طرف ہجرت کریں گے، حضرت عبد اللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ عنقریب ایک ہجرت کے بعد دوسری ہجرت ہوگی۔ پھر روئے زمین کے نیک لوگ حضرت ابراھیم علیہ السلام کی ہجرت کو لازم پکڑیں گے، اور روئے زمین کے بُرے لوگ اپنی جگہوں پر رہیں گے۔ (سنن ابوداؤد، ص۲۴۸۲)

ہجرت ختم ہوگئی یا باقی رہے گی:

ہجرت کے بارے میں احادیث میں تعارض ہے بعض میں فرمایا گیا کہ ہجرت قیامت تک جاری رہے گی۔ اور بعض میں فرمایا گیا ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت ختم ہوگئی ہے۔ جن احادیث میں ہجرت کے منقطع ہونے کا بیان ہے وہ یہ ہیں۔

1: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: لاَ هِجرَةَ بَعدَ الفَتحِ وَلٰكِن جِهَادٌ وَنِيَّةٌ وَإِذَا استُنفِرتُم فَانفِرُوا، (بخاری: ۲۷۸۳)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے لیکن جہاد اور نیت ہے۔

2: عَن عَطَاءِ بنِ أَبِى رَبَاحٍ قَالَ: زُرتُ عَائِشَةَ مَعَ عُبَيدِ بنِ عُمَيرٍ اللَّيثِيِّ فَسَأَلنَاهَا عَنِ الهِجرَةِ فَقَالَت: لاَ هِجرَةَ اليَومَ كَانَ المُؤمِنُونَ يَفِرُّ أَحَدُهُم بِدِينِهِ إِلَى اللّٰهِ تَعَالَى وَإِلَى رَسُولِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مَخَافَةَ أَن يُفتَنَ عَلَيهِ فَأَمَّا اليَومَ فَقَد أَظهَرَ اللّٰهُ الإِسلاَمَ وَاليَومَ يَعبُدُ رَبَّهُ حَيثُ شَاءَ وَلٰكِن جِهَادٌ وَنِيَّةٌ، (بخاری: ۳۹۰۰)

ترجمہ: حضرت عطاء بن رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمیر لیثی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی زیارت کی تو ہم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہجرت کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ آج کل ہجرت نہیں پہلے مؤمنین کو خطرہ تھا۔ کہ ان کو آزمائش میں

مبتلا کیا جائے گا تو وہ اپنے دین کو بچانے کے لیے اللہ اور اس کے رسول کی طرف بھاگتے تھے اور اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو غلبہ عطاء فرما دیا ہے اب مؤمن جہاں چاہے اپنے رب کی عبادت کرے لیکن جہاد اور نیت باقی ہے۔

3: عَنْ أَبِي عُثْمَانَ عَنْ مُجَاشِعٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: أَتَيْتُ : النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَا وَأَخِي فَقُلْتُ: بَايِعْنَا عَلَى الْهِجْرَةِ فَقَالَ: مَضَتِ الْهِجْرَةُ لِأَهْلِهَا فَقُلْتُ: عَلَى مَا تُبَايِعُنَا قَالَ: عَلَى الْإِسْلَامِ وَالْجِهَادِ، ،(بخاری:2962،مسلم:1863،)

ترجمہ: حضرت مجاشع بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں اپنے بھائی معبد کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آیا تا کہ آپ اس کو ہجرت پر بیعت فرمائیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہجرت مہاجروں کے لیے ختم کو چکی ہے تو میں نے عرض کی پھر آپ ہماری کسی چیز پر بیعت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسلام اور جہاد پر۔

یہ وہ احادیث ہیں جن میں ہجرت کے ختم ہوجانے کا فرمایا گیا اور جس حدیث میں ہجرت کے قیامت تک باقی رہنے کا فرمایا گیا وہ یہ ہے۔

1: عَنْ مُعَاوِيَةَ قَالَ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا تَنْقَطِعُ الْهِجْرَةُ حَتَّى تَنْقَطِعَ التَّوْبَةُ وَلَا تَنْقَطِعُ التَّوْبَةُ حَتَّى تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَغْرِبِهَا، ،(سنن ابو داؤد: ۲۴۷۹)

حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ ہجرت اس وقت تک منقطع نہیں ہوگی جب تک توبہ منقطع نہ ہو، اور اس وقت منقطع ہوگی جب سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔

ان احادیث میں تطبیق یہ ہے۔ کہ ابتداء اسلام میں ہجرت فرض تھی اور فتح مکہ کے بعد ہجرت کی فرضیت منسوخ ہو گئی، اب ہجرت مستحب ہے فرض نہیں ہے۔ لہٰذا جو ہجرت منقطع ہو چکی وہ فرض تھی اور جو ہجرت قیامت تک باقی رہے گی وہ مستحب ہے۔ (نعمۃ الباری، ج ا،ص 122،)

لیکن امام بدرالدین عینی علیہ الرحمۃ نے یہ تطبیق فرمائی ہے کہ اب مکہ سے ہجرت فرض نہیں (کیونکہ وہ دار الاسلام بن چکا ہے) باقی وہ جگہیں جہاں دین اسلام کے احکام کی حفاظت نہ کی جا سکے وہاں سے ہجرت کرنا واجب ہے،

(عمدۃ القاری، کتاب الجہاد والسیر، باب فضل الجہاد والسیر، ج ا،ص ۷۹،حدیث:۲۷۸۳،) واللہ اعلم،

سوال: عورت بھی تو دنیا میں شامل تھی پھر اس کا مستقل ذکر کیوں کیا گیا؟

جواب: 1۔اس کا جواب علماء کرام یہ فرماتے ہیں کہ عورت کا فتنہ بہت سخت ہے اس لیے اس کا مستقل ذکر کیا گیا ہے۔

جواب: 2۔اس لیے عورت کا مستقل ذکر کیا گیا ہے۔ کہ عورت ہی اس حدیث کے وارد ہونے کا سبب تھی۔

قبر پر اذان دینے کی پندرہ نیتیں:

امام اہل سنت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ نے قبر پر اذان دینے کی پندرہ نیتیں اور فائدے بیان فرمائے ہیں جو درج ذیل ہیں۔

1: بحولہ تعالیٰ شیطان رجیم کے شر سے پناہ۔

2: بدولت تکبیر (اذان) عذابِ نار سے امان۔

3: جوابِ سوالات کا یاد آ جانا۔

4: ذکرِ اذان کے باعث عذابِ قبر سے نجات پانا۔

5: بہ برکتِ ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نزولِ رحمت۔

6: بدولتِ اذان دفعِ وحشت۔

7: زوالِ غم وسرور وفرحت۔

8: میت کے لیے تدبیر دفع شیطان سے اتباعِ سنّت۔

9: تدبیر آسانی جواب سے اتباعِ سنّت۔

10 دعاء عند القبر سے اِتباعِ سنت۔

11: بقصدِ نفعِ میت قبر پاس تکبیریں کہہ کر اتباعِ سنّت۔

12: مطلق ذکر کے فوائد ملنا جن سے قرآن وحدیث مالا مال۔

13: ذکرِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سبب رحمتیں پانا۔

14: مطلق دُعا کے فضائل ہاتھ آنا جسے حدیث میں مغزِ عبادت فرمایا۔

15: مطلق اذان کے برکات ملنا جنہیں منتہائے آواز تک مغفرت اور ہر تر وخشک کی استغفار وشہادت اور دلوں کو صبر وسکون وراحت ہے اور لُطف یہ کہ اذان میں اصل کلمے سات ہی ہیں۔

اللہ اکبر، اشہد ان لاالہ الااللہ، اشہد ان محمدا رسول اللہ، حی علی الصلاۃ، حی علی الفلاح، اللہ اکبر، لاالہ الااللہ، اور مکررات کو گنیے تو پندرہ ہوتے ہیں۔ میت کے لیے وہ سات فائدے (پہلے سات ہیں) اور احیاء کے لیے پندرہ۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۵، ص ۶۷۲، رضا فاؤنڈیشن لاہور،)

مسجد میں جانے کی 63 نیتیں:

ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری زندگی کے لحاظ سے تحریر کیں ہیں۔

امام اہل سنت عظیم البرکت الشاہ احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ نے مسجد میں جانے کی چالیس نیتیں بیان فرمائی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

حدیث میں ہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ,,نية المومن خير من عمله رواه البيهقي عن انس والطبراني في الكبير عن سهل بن سعد رضي الله تعالى عنهما،، مسلمان کی نیت اُس کے عمل سے بہتر ہے، اسے بیہقی نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے، طبرانی نے معجم کبیر میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا۔ (المعجم الکبیر مرویات سہل الساعدی حدیث: ۵۹۴۲، مطبوعہ المکتبہ الفیصلیۃ بیروت، ج ٦، ص ۱۸۵)

اور بیشک جو علم نیت جانتا ہو ایک ایک فعل کو اپنے لیے کئی کئی نیکیاں کر سکتا ہے۔ مثلاً جب نماز کے لیے مسجد کو چلا اور صرف یہی قصد کیا ہے کہ نماز پڑھوں گا تو بیشک اس کا یہ چلنا محمود، ہر قدم پر (فرشتے) ایک نیکی لکھیں گے، اور دوسرے (قدم) پر گنا محو کریں گے مگر عالم نیت اس ایک ہی فعل میں اتنی نیتیں کر سکتا ہے۔

1: اصل مقصود یعنی نماز کو جاتا ہوں۔

2: خانۂ خدا کی زیارت کروں گا۔

3 شعارِ اسلام ظاہر کروں گا۔

4: داعی اللہ کی اجابت کروں گا۔

5: تحیۃ المسجد پڑھنے جاتا ہوں۔

6: مسجد سے خس و خاشاک وغیرہ دور کروں گا۔

7: اعتکاف کرنے جاتا ہوں کہ مذہب مفتیٰ بہ پر (نفلی) اعتکاف کے لیے روزہ شرط نہیں اور ایک ساعت کا بھی ہو سکتا ہے جب سے داخل ہو باہر آنے تک اعتکاف کے نیت کر لے انتظار نماز و ادائے نماز کے ساتھ ساتھ اعتکاف کا بھی ثواب پائے گا۔

8: امرِ الٰہی ,,خذوا زينتكم عند كل مسجد،، (اپنی زینت لو جب مسجد میں جاؤ) امتثال کو جاتا ہوں۔

9: جو وہاں علم والا ملے گا اس سے مسائل پوچھوں گا، دین کی باتیں سیکھوں گا۔

10: جاہلوں کو مسئلہ بتاؤں گا، دین سکھاؤں گا۔

11: جو علم میں میرے برابر ہو گا اس سے علم کی تکرار کروں گا۔

12: علماء کی زیارت۔

13: نیک مسلمانوں کا دیدار۔

14: دوستوں سے ملاقات۔

15: مسلمانوں سے میل۔

16: جو رشتہ دار ملیں گے اس سے بکشادہ پیشانی مل کر صلہ رحم۔

17: اہل اسلام کو سلام۔

18: مسلمانوں سے مصافحہ۔

19: اُن کے سلام کا جواب۔

20: نماز جماعت میں مسلمانوں کی برکتیں حاصل کروں گا۔

22،21: مسجد میں جاتے، نکلتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام عرض کروں گا۔ **بسم اللہ الحمد والسلام علٰی رسول اللہ ۔**

24،23: دخول وخروج میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم وآلِ حضور، وازواجِ حضور، پر درود بھیجوں گا، **صلّ علٰی سیدنا محمد و علٰی آل سیدنا محمد و علٰی ازاوج سیدنا محمد۔**

25: بیمار کی مزاج پرسی۔

26: اگر کوئی غمی والا ملا تعزیت کروں گا۔

27: جس مسلمان کو چھینک آئی اور اس نے **الحمد للہ** کہا اُسے **یرحمک اللہ** کہوں گا۔

29،28: امر بالمعروف ونہی عن منکر کروں گا۔

30: نمازیوں کو وضو کا پانی دوں گا۔

32،31: خود موذن ہے یا مسجد میں کوئی موذن مقرر نہیں تو نیت کرے کہ اذان واقامت کہوں گا، اب اگر یہ کہنے نہ پایا دوسرے نے کہہ دی تاہم اپنی نیت پر اذان واقامت کا ثواب پا چکا، **,,فقد وقع اجرہ علی اللہ،،** اللہ تعالٰی اسے اجر عطاء فرمائے گا۔

33: جو بھولا ہوگا راستہ بتاؤں گا۔

34: اندھے کی دستگیری کروں گا۔

35: جنازہ ملا تو نماز پڑھوں گا۔

36: موقع پایا تو ساتھ دفن تک جاؤں گا۔

37: دو مسلمانوں میں نزاع ہوئی تو حتی الوسع صلح کراؤں گا۔

39،38: مسجد میں جاتے وقت دہنے اور نکلتے وقت بائیں پاؤں کی تقدیم سے اتباع سنت کروں گا۔

40: راہ میں جو لکھا ہوا کاغذ پاؤں گا اُٹھا کر ادب سے رکھوں گا۔

,,الیٰ غیر ذلك من نیات کثیرۃ،، تو دیکھیے کہ جوان ارادوں کے ساتھ گھر سے مسجد کو چلا وہ صرف حسنۂ نماز کے لیے نہیں جاتا بلکہ ان چالیس حسنات کے لیے جاتا ہے تو گویا اُس کا یہ چلنا چالیس طرف چلنا ہے اور ہر قدم چالیس قدم پہلے اگر ہر قدم ایک نیکی تھا اب چالیس نیکیاں ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۵، ص ۶۷۳ تا ۶۷۵، رضا فاؤنڈیشن لاہور،)

علامہ غلام رسول سعیدی علیہ الرحمۃ نے ان کے علاوہ 14 نیتیں اور لکھی ہیں جو درج ذیل ہیں۔

41: اگر کوئی ضرورت مند نظر آیا تو اس کی مدد کروں گا۔

42 کسی سائل کو حسبِ استطاعت خیرات دوں گا۔

43 اگر راستہ میں کوئی تکلیف دہ چیز پڑی ملی تو اُٹھا کر ایک طرف کر دوں گا۔

44 راستہ میں اگر عورتیں نظر آئیں تو نگاہ نیچی کر کے گزر جاؤں گا۔

45 کسی مسلمان سے بات کرنی پڑی تو شائستگی اور ملائمت سے کروں گا۔

46 اگر راستہ میں کوئی جنازہ ملا تو اس کی تعظیم کے لیے سواری سے اُتر جاؤں گا یا کھڑا ہو جاؤں گا۔

47 اگر کہیں سے میوزک (گانے) کی آواز آئی تو وہاں سے جلدی گزر جاؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کانوں میں انگلیاں دے کر گزروں گا۔

48 مسجد میں جانے کے لیے طویل مسافت کی راہ اختیار کروں گا، تا کہ زیادہ چلنے کی وجہ سے زیادہ اجر و ثواب ملے۔

49 جب تک مسلمان مسجد میں باوضو رہتا ہے فرشتے اس کے لیے رحمت و مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں۔ سو وہ فرشتوں کی دعا کے حصول کی نیت کرے۔

50 خلوت میں بیٹھ کر یادِ خدا میں مشغول رہوں گا۔

51 قرآن مجید کی تلاوت کروں گا۔

52 اگر مسجد میں وعظ ہو رہا ہوگا تو وعظ سنوں گا۔

53 سنت الوضو پڑھنے کی نیت کرے۔

54 مسجد میں بیٹھ کر امورِ آخرت میں غور و فکر اور توبہ استغفار کرنے کی نیت کرے۔

(شرح صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، ج ۵، ص ۹۲۴، ۹۲۵)

اور چند نیتیں ہم اپنی طرف سے شامل کرتے ہیں۔

55: مسجد میں اگر گرد و غبار ہوا تو صفائی کروں گا۔

56: مسجد کو بد عقیدہ لوگوں کے انتشار سے محفوظ رکھوں گا۔

57: مسجد کی اشیاء کو با حفاظت مسجد میں ہی استعمال کروں گا۔

58: مسجد میں لائبریری ہو تو اس سے استفادہ کروں گا۔

59: مسجد میں لوگوں کو اپنے قول اور فعل سے تکلیف نہ دوں گا۔

60: مسجد میں نماز کے لیے عمامہ کا استعمال کروں گا۔

61: مسجد کو بچوں کے شور شرابے سے محفوظ رکھوں گا۔

62: مسجد کی اپنی طاقت کے مطابق مالی خدمت کروں گا۔

63: اور مسجد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کے منکروں اور بد مذہبوں کو مسجد سے حتی الامکان نکالوں گا۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی نیتیں ہیں۔ اور آپ جتنی اچھی نیتیں کریں سب کا ثواب ملے گا۔

خوشبو استعمال کرنے کی 6 نیتیں:

اسی طرح خوشبو لگانا ایک عمل ہے اس میں نیت کرے کہ۔

1: آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوشبو پسند فرماتے تھے اس لیے خوشبو لگاتا ہوں۔

2: خوشبو لگانے سے مسجد کی تعظیم کا اظہار ہو۔

3: مسجد میں بیٹھنے والوں کو اس کے جسم سے بُری بو نہ آئے۔

4: اگر اس کے جسم سے بُری بو آئی تو نمازیوں کو تکلیف ہوگی اور ممکن ہے کہ وہ اس کی غیبت میں پڑ جائیں گے۔

5: نمازیوں اور فرشتوں کو خوشبو سے راحت ہو۔

6: خوشبو سے دماغ کو راحت پہنچتی ہے اور ذکر و فکر میں تقویت حاصل ہوتی ہے۔ اور اس کے علاوہ بھی خوشبو کی اچھی وجوہات تلاش کر کے ان کی نیت کرے۔ (شرح صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، ج ۵، ص ۹۲۵)

حدیث مذکورہ سے مستنبط ہونے والے دس فوائد:

اس حدیث مبارکہ کی شرح کرتے ہوئے فقیہ اعظم محمد شریف محدثِ کوٹلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ۔

ہجرت ایک عمل ہے اگر اس میں حق سبحانہ وتعالیٰ کی رضا اور امتثال امر مقصود ہے تو موجب برکات ہے، اگر یہ نہیں تو کچھ نہیں۔ اسی طرح انسان جو عمل کرتا ہے۔ اگر اس میں رضائے حق مقصود ہے تو باعث اجر ہے ورنہ نہیں۔ اب اس حدیث سے جو فوائد مستنبط ہوئے۔ (وہ دس ہیں جو درج ذیل ہیں)

1: ایک شخص اپنے قریبی کو کچھ خیرات دیتا ہے۔ اگر صرف اس کی غریبی کا خیال کر کے دیتا ہے، صلہ رحمی کی نیت نہیں کی تو صدقہ کا تو ثواب پائے گا۔ لیکن صلہ رحمی نہیں ہوگی، اگر محض صلہ رحمی کے لیے دیتا ہے تو صلہ رحمی کا ثواب تو ہوگا، صدقہ کا ثواب نہ ہوگا۔ اگر دونوں کی نیت کرے تو دونوں کا ثواب پائے گا، معلوم ہوا کہ ایک کام میں متعدد نیتیں کرنے سے ہر ایک نیت کا ثواب ملتا ثواب ملتا ہے۔

2: مسجد میں بیٹھنا ایک عمل ہے۔ اگر اس میں بہ بیت اعتکاف بیٹھے تو اعتکاف کا ثواب پائے گا۔ اگر اعتکاف کی نیت کے ساتھ یہ نیت بھی ہو کہ جماعت کا انتظار ہے۔ تو بحکم حدیث (جماعت کا منتظر نماز میں ہے) اس کو نماز کا ثواب بھی ملے گا۔ پھر اس کے ساتھ اگر یہ نیت کرے کہ آنکھ، کان اور تمام اعضاء کی جملہ منہیات سے حفاظت ہوگی، تو یہ ثواب بھی حاصل ہو گا۔ پھر اس پر یہ نیت بھی کرے کہ صلوٰۃ وسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بیٹھ کر بڑھوں گا، تو اس کا ثواب بھی پائے گا۔ اگر یہ نیت بھی کرے کہ حج وعمرہ کا ثواب ملے گا، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے، (کہ جو شخص وضو کر کے مسجد میں جائے اس کو حج وعمرہ کا ثواب ملتا ہے) تو اس کو یہ ثواب بھی ملے گا۔ پھر اس پر یہ نیت بھی کرے، کہ مسجد میں علم کا افادہ یا استفادہ ہو گا، یا امر بالمعروف اور نہی عن منکر حاصل ہو گا، تو اس کا ثواب بھی ضرور حاصل کرے گا۔ پھر اگر یہ نیت بھی کرے کہ کوئی دینی بھائی مسجد میں ملے گا، اس کی زیارت سے مستفیض ہوں گا، تو یہ اور اجر ہو گا۔ اسی طرح اگر نیت تفکر ومراقبہ کی کرے، کہ مسجد میں تنہا ہو کر دل کی جمیعت کے ساتھ مراقبہ کروں گا، تو یہ اجر بھی پائے گا۔ الغرض جتنی نیتیں کرے گا سب کا ثواب پائے گا۔ کیونکہ حدیث شریف کے الفاظ ,,وَاِنَّمَا لِكُلِّ امْرِیءٍ مَّا نَوٰی،، کا یہی مطلب ہے کہ جو نیت کرے گا وہ پائے گا۔

(فقہ الفقیہ ،فرید بکسٹال لاہور،ص ۸۳،)

3: اسی طرح اگر کسی میت کے ساتھ کوئی شخص نقدی یا غلّہ قبر پر لے جائے اور اُس کی نیت یہ ہو کہ قبر پر مساکین مل سکتے ہیں، نیز عام مساکین جنازہ میں شامل ہو جاتے ہیں، تو کوئی حرج نہیں ہے، میت کے لیے جو کچھ دیا جائے گا، حق سبحانہ و تعالیٰ اُس کا ثواب اس میت کو ضرور پہنچائے گا ہاں اگر اُس کی نیت درست نہیں بلکہ محض دکھاوا ہے۔ تو خواہ گھر کی کٹھری میں بیٹھ کر خیرات کرے گا تو اُس کا بھی ثواب نہیں ہو گا۔ اس لیے کہ نیت صحیح نہیں، معلوم ہوا کہ اعمال کا دارومدار نیت پر ہے اگر نیت خدا کے لیے اور ایصال ثواب کی ہے تو قبر پر لے جانے سے کوئی حرج واقعہ نہیں ہوتا، اور اگر نیت میں ریاء ہے تو گھر میں بھی کچھ نہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کو لازم ہے کہ ایسے امور میں نیت صحیح ہو نہ یہ کہ ایسے کام ہی چھوڑ دیں۔

4: اسی طرح میت کے بعد تیسرے، یا ساتویں، یا چالیسویں، دن کھانا پکا کر مساکین کو کھلایا جائے اس میں بھی اگر وارثوں کی نیت یہ ہے، کہ ان دنوں میں مساکین جمع ہو جاتے ہیں یا دوسرے خویش واقارب آجاتے ہیں یا معین کرنے کے سبب کچھ نہ کچھ اداء ہو جاتا ہے۔ تو معین کرنے میں کوئی حرج نہیں، اگر یہ نیت ہو کہ ان اوقاتِ مخصوصہ میں کھانا کھلانا تو پہنچتا ہے، آگے پیچھے کا نہیں پہنچتا تو یہ نیت غلط ہے اس کی اصلاح کر دینی چاہیے۔ کہ میت کو جس روز بھی ثواب پہنچانا چاہے تو اس کو پہنچتا ہے۔ کھانا ہو یا نقدی یا قرآن کی تلاوت، کسی دن کو خاص کرنا کوئی ضروری نہیں ہے۔ ہاں اگر (کسی خاص دن کو معین کرنے میں) مصلحت ہو حرج بھی نہیں ہے۔ معلوم ہوا کہ نیت پر اعمال کا مدار ہے، نیت ایصال ثواب کی ہے تو جس روز بھی صدقہ، خیرات، عبادات، تلاوت قرآن کریم وغیرہ کا ثواب جتنے مسلمانوں بخشے گا۔ تو سب کو پورا، پورا پہنچے گا۔ تیسرا دن ہو یا ساتواں یا دسواں اگر ریاء کاری کے لیے کرتا ہے تو سب کچھ بیکار ہے۔

5: اسی طرح انسان کے قبر میں جانے کے بعد لوگ بیٹھتے ہیں، اور کلمہ پڑھتے ہیں ان کی نیت یہ ہوتی کہ لوگ خالی بیٹھیں گے تو حقہ نوشی کریں گے یا فضول باتیں کریں گے، کلمہ طیبہ جس کی نسبت حدیث شریف میں افضل الذکر ہے پڑھتے رہیں تو یقیناً موجب برکت ہے۔ پھر اگر بعض روایات کے مطابق ستر 70 ہزار بار ہو جائے اور میت کو بخشا جائے تو میت کی بخشش کی اُمید ہے۔ تو کیا وجہ ہے کہ موجب حدیث ,وَاِنَّمَا لِکُلِّ امْرِیءٍ مَّا نَوٰی، کلمہ پڑھنے والوں کو ان کی نیت کے مطابق نہ ملے؟؟۔ جب حضور علیہ السلام نے فرمادیا ہے کہ اعمال کا مدار نیت پر ہے اور ہر شخص کو وہی ملے گا جو اس نے نیت کی تو ضرور اجر ملے گا پھر وہ میت کو بخشیں گے تو ضرور میت کو بھی پہنچے گا۔

6: اسی طرح محفل میلاد کرنا اور جلوس نکالنا، تاکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ظاہر ہو اور سلام کی عزت، عظمت، اور ہیبت مخالفین اسلام کے دلوں میں جاگزین ہو تو اسی حدیث کی روح سے جائز ہے کہ ان کاموں میں نیت نیک ہے۔

7: اسی طرح ہر وہ کام جس کی ممانعت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ فرمائی ہو، جیسے (ختم گیارہویں شریف، بزرگانِ دین کے عرس وغیرہ، نیک نیت کے ساتھ جائز اور کارِ ثواب ہے۔

8: قرآن شریف جنابت کی حالت میں پڑھنا منع ہے لیکن اگر بہ نیت دعا پڑھے تو درست ہے۔ مثلاً وہ آیات جن میں دعا ہے جنبی کو بہ نیت قرأت پڑھنا حرام ہے اور بہ نیت دعا درست ہے۔

9: اشعۃ اللمعات میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ احادیث میں آیا ہے کہ جب ملائکہ بندوں کے اعمال آسمان پر لے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، اَلْقِ تلکَ الصّحیفۃ، اَلْقِ تلکَ الصّحیفۃ، اس صحیفہ کو ڈال دے، اس صحیفہ کو ڈال دے، وہ فرشتہ عرض کرتا ہے کہ خدایا تیرے اس بندے نے نیک باتیں کیں، نیک عمل کیے ہم نے سنا دیکھا اس کے نیکیوں کے دفتر میں لکھا اب اسے کس طرح ڈال دیں؟ حکم ہوگا کہ ,,لم یرد بہ وجھی،، کہ اس بندہ نے اس عمل میری رضا کا ارادہ نہیں کیا یعنی اس کی نیت اس عمل میں میری رضا کی نہ تھی، اس لیے میرے حضور میں قبول نہیں۔ اسی طرح ای دوسرے فرشتے کو حک ہوگا ,,اُکتب لفلان کذا و کذا،، فلاں بندے کے نامہ اعمال میں فلاں فلاں نیک عمل لکھدے، فرشتہ عرض کرے گا کہ خدایا اس نے تو یہ کام کیا ہی نہیں، تو کیسے لکھوں؟ حکم ہوگا کہ اس نے نیت کی تھی اس کا ارادہ کرنے کا تھا مگر اس سے نہ ہو سکا۔ سبحان اللہ دیکھئے نیت نیک کرنے سے بغیر کیے اعمال کا ثواب مل گیا۔ اور بُری نیت سے کیے ہوئے اعمال ضائع ہوئے۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اخلاص کی توفیق دے۔

10: الحاصل: ہر کام میں نیک نیت ہونا چاہیے، (اور جتنی زیادہ نیتیں ہوں گئیں ثواب بھی زیادہ ہوگا) حضرت مولانا روم علیہ الرحمۃ نے مثنوی شریف میں ایک حکایت نقل فرمائی ہے کہ ایک شخص نے مسجد کے پاس اپنا مکان بنوایا اور مسجد کی طرف ایک دریچہ رکھا، اس کے پیر نے پوچھا یہ دریچہ کس لیے رکھا ہے؟ اس نے کہا کہ ہوا کے لیے، آپ نے فرمایا اگر تو یہ نیت کرتا کہ یہ دریچہ محض اس لیے رکھا ہے کہ مسجد سے اذان کی آواز آجائے، یا جماعت کے کھڑے ہونے کا علم ہو جایا

کرے تو ہوا تو خود بخود آ جایا کرتی اور تجھے اس کا ثواب بھی ہوتا۔(فقہ الفقیہ ،فرید بکسٹال لاہور،ص۸۲تا۸۶،)

خلوص کی وجہ سے حضرت خضر علیہ السلام کی زیارت:

ایک آدمی پیر کامل کی تلاش میں تھے بہت کوشش کی مگر پیر کامل نہ ملا،(لیکن)ان کی طلب میں خلوص تھا،تو مجبور ہو کر ایک رات عرض کیا:اے رب تیری عزت کی قسم آج صبح کی نماز سے پہلے جو ملے گا اس سے بیعت کرلوں گا،صبح کی نماز پڑھنے جا رہے تھے،تو سب سے پہلے راہ میں ایک چور ملا جو چوری کیے آرہا تھا انہوں نے ہاتھ پکڑلیا کہ حضرت بیعت لیجئے،وہ حیران ہوا،بہت انکار کیا نہ مانے آخر اس نے مجبور ہو کر کہہ دیا حضرت میں چور ہوں یہ دیکھیے چوری کا مال میرے پاس موجود ہیں آپ نے فرمایا کہ میرا تو میرے رب سے عہد ہے کہ آج صبح کی نماز سے پہلے جو ملے گا اس سے بیعت کرلوں گا،اتنے میں حضرت سیدنا خضر علیہ السلام تشریف لائے،اور اس چور کو مراتب دیئے،تمام مقامات فوراً طے کرائے،ولی کیا(ولی بنایا)اور اس سے بیعت لی اور انہوں نے اس سے بیعت لی۔(ملفوظات اعلیٰ حضرت،حصہ چہارم،ص۴۷۰،مکتبہ دعوت اسلامی،بتصرف)

بُرے لوگوں کا ساتھ بھی بُرا:

(۲)وَعَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اُمِّ عَبْدِ اللّٰهِ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَغْزُوْ جَيْشٌ نِ الْكَعْبَةَ فَاِذَا كَانُوْا بِبَيْدَاءَ مِنَ الْاَرْضِ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وآخِرِهِمْ" . قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَيْفَ يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ وَفِيْهِمْ اَسْوَاقُهُمْ وَمَنْ لَّيْسَ مِنْهُمْ؟! قَالَ: "يُخْسَفُ بِاَوَّلِهِمْ وَاٰخِرِهِمْ ثُمَّ يُبْعَثُوْنَ عَلٰى نِيَّاتِهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ . هذا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ .

◀◀ ام المومنین اُمّ عبداللہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک لشکر آئے گا بیت اللہ پر حملہ کرنے کے واسطے اور جس وقت وہ پہنچ جائیں گے میدان میں تو ان کے اگلے اور ان کے پچھلے تمام افراد کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔(حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں میں عرض گزار ہوئی: یارسول اللہ! کس طرح ان افراد کے اگلوں اور پچھلوں کو دھنسا دیا جائے گا حالانکہ اس جیش میں ان کے اسواق ہوں گے اور وہ افراد بھی ہوں گے جن سے ان کا کوئی واسطہ نہیں ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کے پہلوں اور پچھلوں کو دھنسا دیا جائے گا پھر ان کو زندہ کیا جائے گا ان کے ارادوں کے مطابق۔اس پر بخاری ومسلم متفق ہیں لیکن یہ الفاظ حدیث بخاری کے ہیں۔

(۲)(طبرانی کبیر رقم الحدیث ۳۴۷)(مسلم شریف کتاب الفتن رقم ۷۱۱۴)(مسند ابویعلی رقم الحدیث ۴۳۸۷)(مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۲۶۴۸۷)
(ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۴۰۶۵)ترمذی شریف رقم الحدیث ۲۱۷۱)(نسائی شریف رقم الحدیث ۲۸۷۷)

حل لغات:

یغزو: از غزواً و غزاوۃ، بمعنی حملہ کرنا۔

جیش: لشکر۔

بیداء: بید کی جمع بمعنی چٹیل میدان، جنگل۔ ایک جگہ کا نام۔

ینحسف: از حسف، بمعنی دھنس جانا، پھٹ جانا،

اسواق: جمع سوق، بمعنی بازار۔ یہاں مراد رعایا ہے۔

یبعثون: از بعثاً بمعنی اُٹھانا، یہاں مراد مرنے کے بعد زندہ کرنا ہے۔

تعارفِ روایہ حدیث:

اسم مبارک: عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) ہے،

والد کا نام مبارک: ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے۔

والدہ کا نام: زینب بنت عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اور کنیت اُم رومان تھی۔

(عمدۃ القاری، ج۱، ص۷۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، بحوالہ نعمۃ الباری، ج۱، ص۱۲۵، فرید بکسٹال لاہور، بتصرف)

القابات: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے القابات بہت ہیں جن میں سے چند یہ ہیں، صدیقہ، حمیرا، سیدہ، اُم المؤمنین، وغیرہ۔

ولادت: بعثت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے 4 سال بعد پیدا ہوئیں۔

وفات: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے 48 سال بعد 65 برس کی عمر میں 8 رمضان المبارک، یا 8 شوال المکرم ۵۵، یا ۵۶، یا ۵۷، یا ۵۸ ہجری کو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں وصال فرمایا، آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا جنازہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پڑھایا، آپ کا مزار اقدس جنت البقیع میں ہے۔

نکاح: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت سے دو سال پہلے ہوا، اس وقت آپ کی عمر مبارک 6 یا 7 سال تھی۔ اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی رخصتی غزوہ بدر کے بعد دو ہجری کو ہوئی، آپ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی 8 سال 5 ماہ صحبت پائی، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال پر ملال ہوا تو اس وقت آپ کی عمر مبارک 18 سال تھی۔ (عمدۃ القاری، ج۱، ص۷۶، دار الکتب العلمیہ، بیروت، بحوالہ نعمۃ الباری، ج۱، ص۱۲۵، فرید بکسٹال لاہور، بتصرف)

فضلیت: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے فضائل میں بہت سی احادیث وارد ہوئی ہیں، صحیح بخاری میں

حضرت ابوموسی اشعری رضہ اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: مردوں میں سے تو بہت تکمیل درجہ کو پہنچے مگر عورتوں میں صرف مریم دختر عمران، آسیہ زوجہ فرعون، ہی تکمیل کو پہنچیں اور عائشہ کو تمام عورتوں پر ایسی فضیلت حاصل ہے جیسے ثرید کو تمام کھانوں پر، ایک موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا: یہ جبرائیل علیہ السلام ہیں اور آپ کی خدمت میں سلام عرض کرتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں فرمایا: (ان جبرائیل علیہ السلام) پر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سلامتی اور رحمت ہو۔

آیاتِ تیمّم کے نزول کا سبب: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے امت محمدیہ پر بہت زیادہ احسانات ہیں جن میں سے ایک احسان یہ بھی ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ذات بابرکت آیات تیمّم کے نزول کا سبب بنیں۔ بخاری شریف میں ہے کہ ایک سفر میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہار کہیں گر گیا۔ جو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بہت عزیز تھا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تلاش کے لیے چند اصحاب کو روانہ کیا، تلاش کے دوران نماز کا وقت ہو گیا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب حاضر ہوئے، (کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پانی نہیں اور نماز کا وقت ہو گیا،) اور اس پر رنج کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسی وقت آیاتِ تیمّم نازل فرما کر امتِ محمدیہ پر ایک اور احسان عظیم فرمایا جس کا ظاہری سبب حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات بنی۔ (کتب تفاسیر، تحت آیتِ تیمّم،)

تعداد احادیث: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے 2210 احادیث مروی ہیں جن میں سے 147 احادیث پر امام بخاری و مسلم علیہما الرحمۃ متفق ہیں، اور 54 احادیث میں امام بخاری منفرد ہیں، اور 58 احادیث میں امام مسلم منفرد ہیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ان 6 صاحبہ میں سے ایک ہیں جنہوں نے سب سے زیادہ احادیث روایت کیں، اور آپ کو امت محمدیہ کی ایک بہت عظیم محدثہ وفقیہہ ہونے کا مقام حاصل ہے۔

(عمدۃ القاری، ج۱، ص۷۶، دارالکتب العلمیہ، بیروت، بحوالہ نعمۃ الباری، ج۱، ص۱۲۵، فرید بکسٹال لاہور، بتصرف)

شرح:

اس حدیث میں بیان ہوا کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو خبر دی کہ ایک لشکر کعبہ پر حملہ کرے گا تو اس کے تمام افراد کو زمین میں دھنسا دیا جائے تو اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پوچھا کیا ان سب کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا؟؟ یعنی ان میں سے کچھ نیک بھی تو ہوں گے؟ تو آیا سب پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب آئے گا۔

تو اس کو جواب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دیا کہ ہاں سب کو دھنسا دیا جائے گا (کیونکہ ان لوگوں نے اپنے

ساتھ والوں کو بھلائی کی طرف نہیں بلایا اور نہ ہی بُرائی سے روکا) لیکن آخرت میں سب کو اپنی نیتیں کے لحاظ سے اُٹھائے جائیں گے اور جیسی جیسی ان کی نیت ہوگی ویسا ویسا ہی اجر دیا جائے گا۔

یہ حدیث مبارکہ دراصل قرآن مجید کی اس آیت مبارکہ کی تفسیر ہے،

" وَاتَّقُوا فِتنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنكُم خَاصَّةً وَاعلَمُوا أَنَّ اللَّهَ شَدِيدُ العِقَابِ"(الانفال:25)

ترجمہ: اور اس فتنہ سے ڈرتے رہو جو ہرگز تم سے خاص ظالموں کو ہی نہیں پہنچے گا، اور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے،۔

اس کی تفسیر میں مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، کہ معلوم ہوا کہ جو قوم نہی عن المنکر ترک کرتی ہے، اور لوگوں کو گناہوں سے نہیں روکتی وہ اپنے اس ترک فرض کی شامت میں مبتلائے عذاب ہوتی ہے۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی پر عذاب نازل فرماتا ہے تو سب پر نازل فرماتا ہے، پھر قیامت کے دن اپنی اپنی نیتوں کے لحاظ سے اُٹھایا جائے گا۔ (فتح الباری)

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنے درمیان بد کاروں کو نہ رہنے دیں ورنہ اللہ تعالیٰ سب پر عذاب نازل فرمائے گا،

(جامع البیان، ج۷، ۲۸۸، دار الفکر، بیروت، ۱۴۱۵ھ نعمۃ الباری، ج۴، ص۱۷۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہ خدا تم ضرور نیک کا حکم دیتے رہنا اور برائی سے منع کرتے رہنا، اور تم ضرور ظلم کرنے والوں کے ہاتھ کو پکڑ لینا، اور تم ضرور اس کو حق پر عمل کرنے پر مجبور کرنا، نہیں تو اللہ تعالیٰ تمہارے دل بھی ایک جیسے کر دے گا، پھر تم پر بھی اسی طرح لعنت فرمائے گا جس طرح ان پر فرمائی تھی،

(سنن ابن ماجہ: ۴۰۰۶، سنن ابوداود: ۴۳۳۷، ترمذی: ۳۰۵۹، بحوالہ نعمۃ الباری، ج۴، ص۱۷۶)

اس آیت اور حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جن لوگوں کی نیت اچھی نہ ہو ان کے ساتھ اُن لوگوں پر بھی عقاب ہوتا ہے جن کی نیت اچھی ہے اس لیے کہ اچھی نیت والے بری نیت والوں کو نیکی کی دعوت نہیں دیتے اور برائی سے منع نہیں کرتے، لیکن آخرت میں جیسی جیسی نیت ویسا ویسا پھل ہوگا۔

جہاد اور نیت:

(۳) وَعَنْ عَائِشَةَ رضِيَ اللّٰهُ عَنهَا، قَالَتْ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: "لَا هِجْرَةَ بَعْدَ الفَتْحِ، وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ، وَّإِذَا اسْتُنْفِرْتُمْ فَانْفِرُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

(۳) (بخاری شریف کتاب الحج رقم الحدیث ۱۵۱۰' ابواب الاحصار رقم الحدیث ۱۷۳۷' کتاب الجہاد رقم الحدیث ۲۶۳۱' کتاب الجہاد رقم الحدیث ۲۶۷۰' کتاب الجہاد رقم الحدیث ۲۹۱۲' رقم الحدیث ۳۰۱۷' کتاب' رقم الحدیث ۱۲۸۴)

وَمَعْنَاهُ: لَا هِجْرَةَ مِنْ مَكَّةَ لِاَنَّهَا صَارَتْ دَارَ اِسْلَامٍ.

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہجرت برقرار نہیں رہی فتح مکہ کے بعد، مگر جہاد اور ارادہ برقرار ہے جس وقت تم کو حکم دیا جائے جہاد کا تو جہاد کے واسطے نکلو۔ (متفق علیہ)

حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: اس سے مراد ہے شہر مکہ سے ہجرت کرنے کی حاجت برقرار نہیں رہی۔ اس واسطے کہ وہ اسلام کا دار بن گیا ہے۔

حل لغات:

النيّة،،: اس کا معنی ہے قصد، دل کا پختہ ارادہ، کبھی یاء کی تخفیف سے ,,النية،، بھی کہتے ہیں۔

هِجْرَةٌ: کا معنی ترک وطن اور جدائی آتا ہے۔

اسْتُنْفِرْتُمْ: از استنفر، بمعنی قوم کو جنگ کے لیے جمع کرنا،

انْفِرُوْا: از نفر، نفراً، نفوراً، بمعنی چل دینا، سفر شروع کر دینا۔

تعارف روایہ حدیث:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حالات حدیث نمبر: 2 کی شرح میں گزر چکے ہیں۔

شرح:

فتح مکہ کے بعد کون سی ہجرت منقطع ہوئی ہے اور کون سی باقی ہے اس کا ذکر ہم حدیث نمبر 1 کی شرح میں کر چکے ہیں۔

"وَلٰكِنْ جِهَادٌ وَّنِيَّةٌ" لیکن جہاد اور نیت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ فرض ہجرت تو فتح مکہ کے بعد ختم ہو چکی ہے، لیکن تم اللہ کی راہ میں جہاد اور اس کی نیت ضرور کرو جب تم کو اس کی طرف بلایا جائے تو فوراً نکل پڑو۔ اور بعض علماء اس کی شرح یوں کرتے ہیں کہ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فتح مکہ کے بعد ختم ہو چکی ہے کیونکہ اب مکہ دار الاسلام بن چکا ہے۔ اور بمطابق احادیث مبارکہ قیامت دار الاسلام ہی رہے گا، لہٰذا ہجرت دار کفر سے دار الاسلام کی طرف ہوتی ہے اور مکہ اب دار الکفر نہیں بلکہ دار الاسلام بن چکا ہے۔ (مزید تفصیل کے لیے حدیث نمبر 1 کی شرح کا مطالعہ فرمائیں،)

بغیر عمل کے ثواب جہاد:

(۴) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْاَنصارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ غَزَاةٍ، فَقَالَ: "اِنَّ بِالْمَدِيْنَةِ لَرِجَالًا مَا سِرْتُمْ مَسِيْرًا، وَّلَا قَطَعْتُمْ وَادِيًا، اِلَّا كَانُوْا مَعَكُمْ حَبَسَهُمُ الْمَرَضُ". وَفِیْ رِوَايَةٍ: "اِلَّا شَرَكُوْكُمْ فِی الْاَجْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄◄ حضرت ابو عبداللہ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم نبی اکرم ﷺ کے ساتھ ایک جنگ میں

شامل ہوئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مدینہ میں پیچھے ایسے افراد بھی ہیں کہ تم افراد نے سفر کیا اور جس بھی وادی سے تم گزرے وہ تمہارے ساتھ ہیں یہ وہ افراد ہیں جو کسی عذر کے سبب نہ آسکے۔ایک حدیث مبارکہ میں یہ لفظ ہیں: یہ افراد تمہارے ساتھ ثواب میں شامل ہیں۔(مسلم)

(۵) وَرَوَاهُ الْبُخَارِيُّ عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: رَجَعْنَا مِنْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "إِنَّ أَقْوَامًا خَلْفَنَا بِالْمَدِيْنَةِ مَا سَلَكْنَا شِعْبًا وَلَا وَادِيًا، إِلَّا وَهُمْ مَعَنَا ؛ حَبَسَهُمُ الْعُذْرُ".

◄◄ اسی حدیث مبارکہ کو حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔انہوں نے فرمایا: ہم غزوہ تبوک سے پلٹ رہے تھے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہمارے پیچھے مدینہ میں کچھ افراد ہیں۔ہم جس بھی ٹیلے اور وادی سے گزرے یہ ہمارے ساتھ شامل تھے عذر کے سبب یہ نہیں آسکے۔

حل لغات:

الْاَنصارِیّ: انصار کی طرف نسبت کے لیے انصاری کہا گیا ہے۔

قَطَعْتُمْ: از قطع، قطعاً، بمعنی جدا ہونا، علیحدہ ہونا۔

حَبَسَهُمُ: از حبس، احتبس، بمعنی رک جانا، روکنا، قید کرنا، یا ہو جانا،

شَرَكُوْكُمْ: از شرك، شركا، بمعنی شریک ہونا، حصہ دار ہونا، ساجھی ہونا وغیرہ، پاٹنر،

رَجَعْنَا: از رجوعاً بمعنی پھرنا لوٹنا۔

خَلْفَنَا: از خلف بمعنی پیچھے رہ جانا۔

شِعْبًا: گھاٹی۔

وَادِيًا: وادی۔

تعارف راویان حدیث:

☆۔ آپ کا نام جابر ابن عبداللہ، کنیت ابو عبداللہ ہے، انصاری ہیں، سلمی ہیں۔مشہور صحابی، بہت بڑے محدث ہیں، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ۸۱ غزووں میں شریک رہے، بدر میں بھی ساتھ تھے، آخر میں شام اور مصر میں قیام رہا نابینا

(۵) (بخاری شریف کتاب الجہاد رقم الحدیث ۲۶۸۴، کتاب المغازی رقم الحدیث ۴۱۶۱) (مسلم شریف رقم الحدیث ۱۹۱۱) (ابو داؤد شریف رقم الحدیث ۲۵۰۸) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۲۷۶۴) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۱۲۰۲۸) (صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۴۷۳۱) (سنن الکبریٰ بیہقی رقم الحدیث ۱۷۵۹۷) (مجمع الزوائد رقم الحدیث ۶۶۳) (مسند ابو یعلی رقم الحدیث ۲۲۹۱) (مسند حمیدی رقم الحدیث ۱۰۲۷) (مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث ۹۵۴۷)

ہو گئے تھے،۹۴ سال عمر پا کر ۷۴ھ میں وفات ہوئی، جنت البقیع میں مزار پرانوار ہے،آپ مدینہ کے آخری صحابی ہیں۔
(مرآۃ المناجیح، ج۱،ص ۲۷، مکتبہ اسلامیہ لاہور)

☆۔ حضرت انس ابن مالک: آپ کا نام انس ابن **مالک ابن نضر** ہے،کنیت ابوحمزہ ہے،خزرجی انصاری ہیں،حضورانور کے خادم خاص آپ کی والدہ ام سلیم بنت ملحان ہیں، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو جناب انس کی عمر دس سال تھی، جب حضور انور کی وفات ہوئی تو آپ بیس سالہ تھے،دس سال تک مسلسل حضور انور کی خدمت کی، خلافت فاروقی میں آپ بصرہ منتقل ہو گئے وہاں ہی آپ کی وفات ہوئی،آپ بصرہ کے آخری صحابی ہیں، ۹۱ھ میں وفات ہوئی، ایک سوتین سال عمر ہوئی،بعض نے فرمایا ۹۹ سال عمر ہوئی،آپ کے اولاد اسی ۸۰ یا سو ۱۰۰ ہے، اٹھتر لڑکے اور دولڑکیاں یعنی اولاد در اولاد آپ سے بہت مخلوق نے روایت لیں۔خلاصہ میں ہے کہ آپ کی احادیث ایک ہزار دوسو چھیاسی ہیں جن میں سے ایک سواڑسٹھ حدیثیں متفق علیہ ہیں اور تراسی ۸۳ احادیث بخاری کی اکہتر ۷۱ مسلم کی۔
(مراۃ المناجیح، ج۸، حالات صحابہ وتابعین،)

شرح:

اس حدیث میں تصریح کے ساتھ یہ بیان ہوا کہ اگر آدمی اچھی نیت کر لے اور کسی عذر کی وجہ سے کام کو نہ کر سکے تو بھی وہ ثواب پائے گا جیسا کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اِلَّا شَرَکُوْکُمْ فِی الْاَجْرِ" یہ افراد تمہارے ساتھ ثواب میں شریک ہونگے، لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور کرم ہے، کہ اللہ تعالیٰ کسی کے اجر سے کمی کیے بغیر دوسرے کو بھی ثواب عطاء فرمائے گا، کیونکہ اللہ تعالیٰ کے خزانوں میں کمی تو کیا کمی کا گمان بھی نہیں ہوسکتا۔اور اس کی طرف اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی ہماری رہنمائی کرتا ہے کہ

"مَا کَانَ لِأَھْلِ الْمَدِیْنَةِ وَمَنْ حَوْلَھُم مِنَ الْأَعْرَابِ أَن یَتَخَلَّفُوا عَن رَسُولِ اللّٰهِ وَلَا یَرْغَبُوا بِأَنْفُسِھِم عَن نَفْسِهِ ذٰلِكَ بِأَنَّھُم لَا یُصِیبُھُم ظَمَأٌ وَلَا نَصَبٌ وَلَا مَخْمَصَةٌ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ وَلَا یَطَئُونَ مَوْطِئاً یَغِیظُ الْکُفَّارَ وَلَا یَنَالُونَ مِن عَدُوٍّ نَیلًا إِلَّا کُتِبَ لَھُم بِهِ عَمَلٌ صَالِحٌ إِنَّ اللّٰهَ لَا یُضِیعُ أَجْرَ الْمُحْسِنِینَ "(التوبہ:120)

ترجمہ: مدینہ والوں اور دیہات والوں کو لائق نہ تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے بیٹھ رہیں، اور نہ یہ کہ ان کی جان سے اپنی جان پیاری سمجھیں، یہ اس لیے کہ انہیں جو پیاس یا تکلیف یا بھوک اللہ راہ میں پہنچتی ہے، اور جہاں ایسی جگہ قدم رکھتے ہیں، جس سے کافروں کو غیظ آئے اور جو کچھ کسی دشمن کو بگاڑتے ہیں اس سب کے بدلے ان کے لیے نیک عمل لکھا جاتا ہے، بے شک اللہ نیکوں کا نیک (انعام) ضائع نہیں کرتا۔

اس کی تفسیر میں علامہ مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوا کہ جو شخص اطاعت الٰہی کا

قصد (نیت) کرے اس کا اُٹھنا، بیٹھنا، چلنا، حرکت کرنا، ساکن رہنا، سب نیکیاں ہیں، اللہ کے یہاں لکھی جاتی ہیں۔

(خزائن العرفان، تحت آیت مذکورہ،)

لیکن بعض محدثین وشاحین حدیث فرماتے ہیں کہ جہاد میں شریک ہونے والوں اور گھر میں بیٹھنے والوں کا اجر ایک جیسا نہیں ہوگا، اوران حضرات کی دلیل یہ آیتِ کریمہ ہے۔

"لَا يَسْتَوِى الْقَاعِدُونَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ غَيْرُ أُولِي الضَّرَرِ وَالْمُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ بِأَمْوَالِهِم وَأَنفُسِهِم فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِم وَأَنفُسِهِم عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسنَى وَفَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ عَلَى الْقَاعِدِينَ أَجرًا عَظِيمًا" (النساء: 95)

ترجمہ: نہیں برابر وہ مسلمان کہ بے عذر جہاد سے بیٹھ رہیں، اوہ وہ کہ راہ خدا میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کرتے ہیں، اللہ نے اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کا درجہ بیٹھنے والوں سے بڑا کیا، اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا اور اللہ نے جہاد والوں کو بیٹھنے والوں پر بڑے ثواب سے فضیلت دی ہے۔

ان دونوں آیتوں میں تطبیق فرماتے ہوئے مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ: جو لوگ بیماری یا پیری (بزرگی) وناطاقتی یا نابینائی یا ہاتھ پاؤں کے ناکارہ ہونے اور عذر کی وجہ سے جہاد میں حاضر نہ ہوں وہ فضیلت سے محروم نہ کیے جائیں گے، اگر نیت صالح رکھتے ہوں (خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)، (حاصل کلام یہ کہ اگر نیت صالح اور اچھی ہوگی تو ثواب بھی ملے گا اور فضیلت بھی اور اگر نیت میں فتور ہوگا تو نہ ثواب نہ فضیلت،)

صدقہ میں نیت کا اعتبار:

(٦) وَعَنْ اَبِىْ يَزِيْدَ مَعْنِ بْنِ يَزِيْدَ بنِ الْاَخْنَسِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَهُوَ وَاَبُوْهُ وَجَدُّهُ صَحَابِيُّوْنَ، قَالَ: كَانَ اَبِىْ يَزِيْدُ اَخْرَجَ دَنَانِيْرَ يَتَصَدَّقُ بِهَا، فَوَضَعَهَا عِنْدَ رَجُلٍ فِي الْمَسْجِدِ، فَجِئْتُ فَاَخَذْتُهَا فَاَتَيْتُهُ بِهَا . فَقَالَ: وَاللّٰهِ، مَا اِيَّاكَ اَرَدْتُّ، فَخَاصَمْتُهُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "لَكَ مَا نَوَيْتَ يَا يَزِيْدُ، وَلَكَ مَا اَخَذْتَ يَا مَعْنُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◄◄ حضرت ابو یزید معن بن یزید بن اخنس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے' اور وہ اور ان کے والد اور دادا صحابی ہیں۔ انہوں نے کہا: میرے باپ یزید نے بعض دنانیر اس واسطے نکالے کہ ان کو اللہ عزوجل کے راستے میں خرچ کریں۔ میرے باپ نے وہ دنانیر ایک آدمی کے پاس مسجد کے اندر رکھوائے میں اندر آیا اور میں نے وہ دنانیر اس آدمی سے لے لئے' میں ان دنانیر کو لے کر کے آیا اپنے باپ کے پاس تو میرے باپ نے فرمایا: اللہ عزوجل

(٦) (بخاری شریف کتاب الزکوۃ رقم الحدیث ١٣٥٦) (دارمی شریف رقم ١٦٣٨) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ١٥٨٩٨) (سنن الکبریٰ رقم الحدیث ١٣٠٣٢) (مسند ابویعلی رقم الحدیث ١٥٥١) (طبرانی کبیر الحدیث ١٠٧٠) (طبرانی کبیر رقم الحدیث ٦٢١) (الاحاد والمثانی رقم ١٣٧٥)

کی قسم! میں نے تمہاری نیت نہ کی تھی' میں یہ جھگڑا رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں لے کر حاضر ہوا آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے یزید! جو نیت تو نے کی تھی اس کا ثواب تجھے ملے گا' اور اے معن! جو تو نے لیا وہ تیرا ہے۔(بخاری)

حل لغات:

اَخْرَجَ: از، اخراجاً، بمعنی نکالنا۔

یَتَصَدَّقُ: از، تصدقاً، بمعنی صدقہ کرنا، خیرات کرنا۔

وَضَعَهَا: از، وضعاً، بمعنی رکھنا۔

اُخذْتُهَا: از، اخذاً، بمعنی لینا۔

اَتَیْتُه: از، اتیاناً، بمعنی آنا۔

خَاصَمْتُهُ: از، مخاصمة، بمعنی جھگڑا کرنا۔

تعارف راوی:

معن ابن یزید ابن اخنس سلمی: آپ، آپ کے والد اور دادا سب صحابی ہیں، مشہور ہے کہ آپ غزوہ میں شریک ہوئے، اہل کوفہ میں آپ کا شمار ہے۔(مراۃ المناجیح، حالات صحابہ، ج۸)

شرح:

اس حدیث مبارکہ کے تحت امام ابن حجر عسقلانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(اے یزید بن اخنس) تم نے محتاج کو صدقہ دینے کی نیت کی تھی چونکہ تمہارا بیٹا محتاج تھا پس اس نے تمہارا مال لے لیا۔ اس طرح تمہارا صدقہ ایک محتاج تک پہنچ گیا اگر چہ تمہارے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ تمہارا بیٹا اسے لے لے گا۔ (لیکن تمہیں تمہاری نیت کا ثواب ملے گا)

علامہ ابوالحسن بن حلف ابن بطال مالکی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔

علماء کرام کا اس بات پر اتفاق ہے، کہ بیٹے اور باپ کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں جب کہ زکوٰۃ دینے والے پر ان کا نفقہ لازم ہو، ہاں ان کو نفلی صدقہ دینا جائز ہے، اور اس حدیث میں نفلی صدقہ مراد ہے۔

باقی ضرورت مند رشتہ دار جن کا خرچ زکوٰۃ دینے والے پر لازم نہیں ان کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے، حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک ان کو زکوٰۃ دینا صحیح ہے، اور یہی قول، عطاء، قاسم، سعید بن المسیب، امام ابوحنیفہ، الثوری، امام شافعی، اور امام احمد کا ہے۔ لیکن حسن بصری، طاوس، کسی رشتہ دار کو زکوٰۃ دینا درست نہیں۔

(شرح ابن بطال، ج۳، ص۴۰۹، بحوالہ نعمۃ الباری، ج۳، ص۶۳۷،)

بادل نے سیراب کردیا:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ فرمایا:

ایک شخص کسی ویرانے سے گزررہا تھا۔اچانک اس نے بادل میں سے یہ غیبی آواز سنی ''فلاں کے باغ کو سیراب کرو'' چنانچہ، بادل ایک پتھریلی زمین پر برسا اور پانی ایک نالے میں جمع ہوکر ایک سمت بہنے لگا، وہ شخص بھی پانی کے ساتھ چلتا رہا۔ پانی ایک باغ میں داخل ہوگیا۔اس شخص نے وہاں موجود کسان سے اس کا نام پوچھا تو اس نے وہی نام بتایا جو بادل سے آنے والی آواز سے سنا تھا۔کسان نے نام پوچھنے کی وجہ پوچھی تو اس نے کہا: جس بادل سے یہ بارش ہوئی ہے اس سے غیبی آواز آرہی تھی کہ ''فلاں کے باغ کو سیراب کرو!'' تم اپنے باغ میں ایسا کون سا عمل کرتے ہو (کہ بادل کو اس کی سیرابی کا حکم ہوا)؟ کسان نے کہا: جب تو نے یہ بات پوچھ ہی لی ہے تو سن! میں اس باغ سے حاصل ہونے والی فصل کا ایک حصہ صدقہ کردیتا ہوں، ایک اپنے لئے اوراپنے اہل و عیال کیلئے رکھتا ہوں اورایک حصے کو اسی زمین میں کاشت کرلیتا ہوں۔(مسلم، کتاب الزھدو الرقاق، باب الصدقة فی المساکین،حدیث:٢٩٨٤)

برضائے الٰہی عمل کا ثواب:

(۷)وَعَنْ اَبِیْ اِسْحَاقَ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ مَّالِكِ بْنِ اُهَیْبِ بْنِ عَبْدِ مَنَافِ بْنِ زُهْرَةَ بْنِ كِلَابِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَیِّ الْقُرَشِیِّ الزُّهْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، اَحَدِ الْعَشَرَةِ الْمَشْهُوْدِ لَهُمْ بِالْجَنَّةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، قَالَ: جَاءَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَعُوْدُنِیْ عَامَ حَجَّةِ الْوَدَاعِ مِنْ وَّجَعٍ اشْتَدَّ بِیْ، فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّیْ قَدْ بَلَغَ بِیْ مِنَ الْوَجَعِ مَا تَرٰی، وَاَنَا ذُوْ مَالٍ وَّلَا یَرِثُنِیْ اِلَّا ابْنَةٌ لِّیْ، اَفَاَتَصَدَّقُ بِثُلُثَیْ مَالِیْ؟ قَالَ: ''لَا''، قُلْتُ: فَالشَّطْرُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: ''لَا''، قُلْتُ: فَالثُّلُثُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ''اَلثُّلُثُ وَالثُّلُثُ كَثِیْرٌ اَوْ كَبِیْرٌ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْ وَرَثَتَكَ اَغْنِیَاءَ خَیْرٌ مِّنْ اَنْ تَذَرَهُمْ عَالَةً یَّتَكَفَّفُوْنَ النَّاسَ، وَاِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِیْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ عَلَیْهَا حَتّٰی مَا تَجْعَلُ فِیْ فِیِّ امْرَاَتِكَ''، قَالَ: فَقُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اُخَلَّفُ بَعْدَ اَصْحَابِیْ؟ قَالَ: ''اِنَّكَ لَنْ تُخَلَّفَ فَتَعْمَلَ عَمَلًا تَبْتَغِیْ بِهٖ وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا ازْدَدْتَّ بِهٖ دَرَجَةً وَّرِفْعَةً، وَّلَعَلَّكَ اَنْ تُخَلَّفَ حَتّٰی یَنْتَفِعَ بِكَ اَقْوَامٌ وَّیُضَرَّ بِكَ اٰخَرُوْنَ . اَللّٰهُمَّ اَمْضِ لِاَصْحَابِیْ هِجْرَتَهُمْ وَلَا تَرُدَّهُمْ عَلٰی اَعْقَابِهِمْ، لٰكِنَّ الْبَائِسَ سَعْدُ بْنُ خَوْلَةَ'' یَرْثِیْ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ مَّاتَ بِمَكَّةَ . مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ

(۷) بخاری شریف کتاب الوصایا رقم الحدیث ۲۵۹۱' کتاب الجنائز رقم الحدیث ۱۲۳۳' کتاب الجنائز رقم الحدیث ۲۵۹۳' کتاب فضائل الصحابہ رقم ۳۷۲۱' کتاب المغازی رقم الحدیث ۴۱۴۷' کتاب النفقات رقم الحدیث ۵۰۳۹' کتاب المرضیٰ رقم الحدیث ۵۳۳۵' کتاب المرضیٰ رقم الحدیث ۵۳۴۴' کتاب الدعوات رقم الحدیث ۶۰۱۲' کتاب الفرائض رقم الحدیث ۶۳۵۲' موطا امام مالک کتاب الوصیۃ رقم الحدیث ۱۴۹۵' ابوداؤد شریف جلد ۲' رقم الحدیث ۲۸۶۴)

◄◄ حضرت ابو اسحاق سعد بن ابی وقاص مالک بن اہیب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لؤی القرشی الزہری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ یہ ان دس افراد میں سے ایک ہیں جنہیں جنت کی خوشخبری دی گئی ' ان سب افراد سے اللہ عزوجل راضی ہوا انہوں نے فرمایا کہ حجۃ الوداع کے سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے میری بیمار پرسی کے واسطے مجھے بہت سخت بخار تھا میں عرض گزار ہوا: اے اللہ عزوجل کے رسول! آپ دیکھ رہے ہیں میرا مرض جہاں تک پہنچ گیا ہے۔ میں ایک صاحب مال آدمی ہوں' میرا کوئی وارث نہیں ہے سوائے میری ایک بیٹی کے تو کیا میں اللہ عزوجل کے راستے میں اپنا دو تہائی مال خرچ کر دوں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! پھر آدھا مال اللہ عزوجل کے راستے میں خرچ کر دوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نہیں۔ میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! پھر ایک تہائی مال اللہ عزوجل کے راستے میں خرچ کر دوں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں ایک تہائی خرچ کر دو مگر یہ بھی بہت زیادہ ہے یا فرمایا: ایک تہائی بھی بڑا ہے۔ فرمایا: اگر تم اپنے ورثاء کو اغنیاء چھوڑو تو یہ زیادہ بہتر ہے اس سے کہ تم ان کو کنگال چھوڑو اور وہ دوسروں کے آگے ہاتھ پھیلائیں۔ اللہ عزوجل کی رضامندی کو حاصل کرنے کے واسطے جسے تم صدقہ کرو گے' تم کو اس کا ثواب ملے گا حتیٰ کہ جو (نوالہ) تم داخل کرو گے اپنی زوجہ کے منہ میں اس کا بھی تمہیں اجر ملے گا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں عرض گزار ہوا: میں پیچھے رہ جاؤں گا اپنے دوستوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم ہرگز پیچھے نہ رہو گے اللہ عزوجل کی رضامندی کو حاصل کرنے کے واسطے جس عمل کو بھی سرانجام دو گے اس کے عوض تمہارے درجات اور بلندی میں اضافہ ہوگا۔ ہوسکتا ہے تم کو لمبی زندگی میسر ہو تو تم سے نفع حاصل کریں بہت سے افراد اور بہت سے دوسرے لوگوں کو تم سے نقصان پہنچے۔ (پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی:) اے اللہ عزوجل! میرے اصحاب کی ہجرت کو باقی رکھ ان کو نہ پھیر ایڑیوں کے بل مگر افسوس ہے سعد بن خولہ پر۔ (راوی فرماتے ہیں:) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن خولہ پر افسوس کے الفاظ اس واسطے ارشاد فرمائے کہ وہ مکہ مکرمہ میں وفات پا گئے تھے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

یَعُوْدُنِیْ: از، تعود، بمعنی عیادت کرنا بیمار پرسی کرنا۔

اشْتَدَّ: از، تشددا، بمعنی بڑھ جانا، سخت ہو جانا۔

یَرِثُنِیْ: از، ورثا، بمعنی وارث ہونا،

فَالشَّطْر: از، شطرا، بمعنی دو برابر حصوں میں تقسیم کرنا، (نصف کرنا)

عَالَةً: بمعنی مالدار۔

یَتَکَفَّفُوْن: از، تکففاً، بمعنی مانگنے کے لیے ہاتھ پھیلانا۔
تَبتَغِیْ : از، ابتغٰی، بمعنی تلاش کرنا، طلب کرنا۔
اَمْضِ :از، مضاءً، بمعنی پورا کرنا۔

تعارف روای حدیث:

سعد ابن ابی وقاص: آپ کی کنیت ابواسحاق ہے، آپ کے والد یعنی ابو وقاص کا نام مالک ابن وہیب ہے، آپ قرشی ہیں، عشرہ مبشرہ میں سے ہیں، پرانے مؤمن ہیں، سترہ سال کی عمر میں ایمان لائے، آپ تیسرے مؤمن ہیں اور آپ نے سب سے پہلے کفار پر تیر چلایا تمام غزوات میں حضور کے ساتھ رہے، آپ بڑے مقبول الدعا تھے، آپ کا لقب مجاب الدعوات تھا لوگ آپ کی دعا سے بہت ہی ڈرتے تھے کیونکہ حضور انور نے آپ کے لیے دعا کی تھی" **اللھم سدد سھمه و اجب دعوته** " خدایا سعد کا نشانہ اور دعا کبھی خالی نہ جائے حضور انور نے آپ سے اور حضرت زبیر سے فرمایا کہ تم پر میرے ماں باپ فدا ان کے سوا کسی سے نہ فرمایا۔ آپ کی وفات اپنی منزل عتیق میں ہوئی جو مدینہ منورہ سے قریب ہے لوگ میت شریف مدینہ منورہ لائے مروان ابن حکم نے آپ کا جنازہ پڑھایا کہ اس وقت وہ ہی حاکم مدینہ تھا، بقیع شریف میں دفن ہوئے، ۵۵ پچپن میں وفات ہے، ستر سال سے زیادہ عمر شریف ہوئی، عشرہ مبشرہ میں آخری وفات آپ کی ہے، آپ کو حضرت عمر و عثمان نے کوفہ کا حاکم بنایا تھا، آپ سے سے ایک خلقت نے احادیث روایت کیں۔ (مراۃ المناجیح، ج۸،ص ۵۳۱)

شرح:

اس حدیث مبارکہ سے چند مسائل معلوم ہوئے۔

کہ بیمار کی عیادت کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے، مرنے سے پہلے صرف ایک تہائی مال کی وصیت کر سکتا ہے، اپنی بیوی کے منہ میں ثواب کی نیت سے لقمہ ڈالنا بھی درست اور کارِ ثواب ہے، وغیرہ۔

مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ 'نزھۃ القاری شرح صحیح بخاری'' میں فرماتے ہیں: حضرتِ سعد کے سوال کا مقصد یہ تھا کہ کیا اسی مرض میں میری موت مقدر ہے، کیا میں یہیں دفن ہونگا یہ سوال اس لئے کیا تھا کہ یہ چیز ان کو پسند نہ تھی کہ ہجرت کے بعد مکے ہی میں دفن ہوں۔ جیسا کہ دوسری روایتوں میں ہے: ''مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ کہیں اسی سرزمین میں نہ مروں جہاں سے ہجرت کر چکا ہوں'' حضور دانائے غیوب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے فرمایا: ''ایسا نہ ہوگا (بلکہ) تم اس مرض سے شفا پاؤ گے اور اس کے بعد زندہ رہو گے اور اعمال صالحہ کرو گے جس سے تمہارا درجہ اور بلند ہوگا، تم سے ایک قوم کو فائدہ پہنچے گا اور ایک کو نقصان پہنچے گا۔'' آپ کی صاحبزادی عائشہ سے مروی ہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دستِ مبارک پیشانی پر رکھا پھر حضرتِ سعد کے چہرے اور پیٹ پر ملا اور یہ دعا فرمائی: ''اے اللہ! سعد کو شفا عطا فرما اور انکی ہجرت کو پوری فرما!'' حضرت سعد فرماتے ہیں کہ دست مبارک کی ٹھنڈک میں ہمیشہ محسوس کرتا ہوں حتیٰ کہ اس وقت بھی

جب حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا قبول ہوئی اور غیب کی خبر سچی ہوئی، اس واقعے کے بعد حضرتِ سعد 45 یا 47 سال زندہ رہے، یہ واقعہ 10 سنِ ہجری کا ہے اور ان کا وصال 55 سن ہجری یا 57 سن ہجری میں ہوا اللہ عزوجل نے انہیں کے ہاتھ ایران فتح فرمایا جس سے ایرانیوں کو نقصان پہنچا اور مسلمانوں کو نفعِ عظیم پہنچا۔ نیز جب یہ عراق کے والی تھے تو کچھ بدنصیب مرتد ہوگئے یہ پکڑ کر ان کی خدمت میں پیش کئے گئے انہوں نے ان کو توبہ کا حکم دیا، کچھ نے توبہ کی، انہوں نے دارین کا خیر حاصل کیا، کچھ اڑے رہے جنہیں قتل کرا دیا۔ یہ بھی ایک قوم کو نفع پہنچانا اور ایک قوم کو نقصان پہنچانا ہے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر حضرتِ سعد رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہ کی صرف ایک ہی صاحبزادی حضرتِ عائشہ تھیں یہ صحابیہ ہیں اس کے بعد اور اولاد ہوئی، حضرتِ سعد کے 17 لڑکے اور 17 لڑکیاں ہوئیں جن میں سے دو کے نام عائشہ ہیں ان میں ایک صحابیہ اور دوسری تابعیہ ہیں جن سے امام مالک علیہ الرحمۃ روایت کرتے ہیں۔ (نزھۃ القاری، ۲/۸۰۰،۸۰۲)

اخلاص کے ساتھ عمل کرنا:

(۸) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ صَخْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی اَجْسَامِکُمْ، وَلَا اِلٰی صُوَرِکُمْ، وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ". رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت ابو ہریرہ عبدالرحمان بن صخر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے: تحقیق اللہ عزوجل تم لوگوں کے جسموں کی جانب اور تم لوگوں کی شکلوں کی جانب نہیں دیکھتا اور لیکن وہ تمہارے دلوں کی جانب دیکھتا ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

اجسام: جسم کی جمع ہے۔

صور: صورت کی جمع ہے۔

قلوب: قلب کی جمع ہے، اور اس کا معنی دل ہے۔

تعارف روای حدیث:

ابو ہریرہ: آپ کے نام اور نسب میں بہت ہی اختلاف ہے، زمانہ جاہلیت میں آپ کا نام عبد الشمس یا عبد عمرو تھا اسلام میں آپ کا نام عبداللہ یا عبدالرحمٰن ہوا۔ قوی یہ ہے کہ آپ دوسی ہیں، حاکم اور ابو احمد کہتے ہیں کہ آپ کا نام عبدالرحمٰن ابن صخر ہے مگر نام گم ہو کر رہ گیا خیبر کی فتح کے سال ایمان لائے اور غزوہ خیبر میں شریک ہوئے، پھر حضور کے ساتھ سایہ کی طرح

---

(۸) (مسلم شریف کتاب البر والصلۃ رقم الحدیث ۶۴۱۷) (ابن ماجہ شریف کتاب الزہد رقم الحدیث ۴۱۴۳) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۷۸۱۴) (شعب الایمان رقم الحدیث ۱۱۱۵۱) (مسند الفردوس رقم الحدیث ۶۱۴) (کتاب الزہد رقم الحدیث ۱۵۴۴) (جامع صغیر معز ۱۱۱۴)

رہے علم کا بہت شوق تھا ہر دم حضور کے ساتھ رہتے تھے اللہ نے آپ کو غضب کا حافظہ دیا تھا آپ نے ایک بار حضور انور کی بارگاہ میں عرض کیا کہ میں حضور کے فرمان بھول جاتا ہوں فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ آپ نے پھیلائی حضور انور نے کچھ پڑھ کر دم فرمایا آپ نے چادر سینے سے لگائی پھر حافظہ بہت ہی قوی ہوگیا، امام بخاری کہتے ہیں کہ آپ سے آٹھ سو حضرات سے زیادہ نے روایات لیں حتیٰ کہ حضرت ابن عباس ابن عمر، جابر، انس نے بھی، آپ کی عمر اٹھتر سال ہوئی، ۵۷ ستاون یا اٹھاون ہجری میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی۔(مراۃ المناجیح، ج۸، حالات صحابہ، تحت حرف الھا،)

شرح:

علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمہ، مرقاۃ میں اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی اللہ تعالیٰ نظرِ اعتباری سے تمہاری صورتوں کی طرف نہیں دیکھتا کیونکہ اس کے ہاں تمہاری خوبصورتی و بدصورتی کا کوئی اعتبار نہیں اور نہ وہ تمہارے اَموال کی طرف نظر فرماتا ہے کیونکہ اس کے نزدیک ان کی کمی وزیادتی کا کوئی اعتبار نہیں، بلکہ دلوں میں موجود یقین صِدق، اِخلاص، رِیا کا ارادہ، شہرت اور بقیہ اَخلاقِ حَسَنہ (اچھے اخلاق) اور برے اخلاق کو دیکھتا ہے اور تمہارے اَعمال دیکھتا ہے یعنی ان کی اچھی بُری نیت کو اور پھر اس کے مطابق تمہیں اُن اعمال کی جزا عطا فرمائے گا۔ نہایہ شریف، میں ہے کہ یہاں ''نظر'' کا معنی پسندیدگی یا رحمت ہے اس لئے کہ کسی پر نظر رکھنا محبت کی دلیل ہے جب کہ ترکِ نظر (نظر ہٹالینا) غضب ونفرت کی علامت ہے۔(مرقاۃ، ملا علی قاری، کتاب الرقاق، باب الریاء والسمعۃ، ج۹، ۱۷٤، ح: ٥٣١٤، بحوالہ فیضان ریاض الصالحین، ص۹۱)

اللہ کے کلمے کو بلند کرنے والا مجاہد ہے:

(۹) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ قَیْسِ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الرَّجُلِ یُقَاتِلُ شَجَاعَۃً، وَیُقَاتِلُ حَمِیَّۃً، وَیُقَاتِلُ رِیَاءً، اَیُّ ذٰلِکَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ؟ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَاتَلَ لِتَکُوْنَ کَلِمَۃُ اللّٰہِ ہِیَ الْعُلْیَا، فَہُوَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ .

◀◀ حضرت ابوموسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے اس طرح کے آدمی کے متعلق سوال کیا گیا جو شجاعت سے لڑتا ہے یا حمیت کے واسطے لڑتا ہے یا جو ریاکاری کے واسطے لڑتا ہے۔
کہ ان تینوں میں سے کون فی سبیل اللہ لڑنے والا تسلیم کیا جائے گا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو آدمی لڑے اس واسطے کہ اللہ عزوجل کا کلمہ اونچا رہے تو وہ فی سبیل اللہ لڑ رہا ہوگا۔ (متفق علیہ)

(۹) (بخاری شریف کتاب الجہاد رقم الحدیث ۲۶۵۵' کتاب فرض الخمس رقم الحدیث ۲۹۵۸' کتاب التوحید رقم الحدیث ۷۰۲۰) (مسند حمیدی رقم الحدیث ۷۵۳) (سنن الکبریٰ نسائی رقم الحدیث ۴۳۴۴) (مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث ۹۵۶۷) (مسند ابویعلیٰ رقم الحدیث ۷۲۵۳) (مسند طیالسی رقم الحدیث ۴۸۶) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۱۹۵۶۱)

حل لغات:

یُقَاتِلُ : از، مقاتلۃً، بمعنی ایک دوسرے سے جنگ کرنا۔

شَجَاعَۃً: بمعنی بہادری۔

حَمِیَّۃً: از، حَمِیَ، بمعنی کوئی کام سے ناک چڑھانا۔

اَلْعُلْیَا: بمعنی بلندی، ہر بلند جگہ، پہاڑ کی چوٹی۔

تعارف روای حدیث:

ابوموسیٰ اشعری: آپ کا نام عبداللہ ابن قیس ہے مکہ معظمہ میں ایمان لائے پھر حبشہ ہجرت کر گئے پھر کشتی والوں کے ساتھ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے راہ میں خیبر میں حضور سے ملاقات ہوگئی، حضرت عمر فاروق نے آپ کو ۲۰ بیس میں بصرہ کا حاکم بنایا آپ نے اہواز کا علاقہ فتح کیا شروع خلافت عثمانیہ تک آپ بصرہ کے حاکم رہے، پھر حضرت عثمان نے آپ کو معزول کر کے کوفہ کا حاکم بنادیا، آپ حضرت عثمان کی شہادت تک کوفہ کے حاکم رہے، حضرت علی نے آپ کو امیر معاویہ کے مقابلہ میں اپنا پنچ مقرر کیا تھا، اس کے بعد آپ مکہ معظمہ چلے گئے وہاں ہی ۵۲ باون میں آپ کی وفات ہوئی۔

(مراۃ المناجیح، ج۸، حالات صحابہ، تحت حرف المیم)

شرح:

اس حدیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ نیک اعمال انسان کی نیت صالحہ پر موقوف ہیں، اور یہ کہ عبادت کے لیے اخلاص شرط ہے، اس عبادت کا محرک اور باعث کوئی دنیاوی امر ہو، تو اس کی وہ عبادت بے کار ہے، اور اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی کو دکھانے اور سنانے کے لیے جہاد اور دیگر افعال کرنا مذموم ہے۔

نیکی کر کے تعریف کروانا:

ایک شخص نے حضرتِ سَیِّدُنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا: ''اگر میں اس طرح جہاد کروں کہ رضائے الٰہی کے علاوہ لوگوں سے تعریف کا بھی طلبگار رہوں تو اس طرح کرنا کیسا ہے؟'' فرمایا: تجھے کچھ بھی نہیں ملے گا۔ اس نے تین مرتبہ یہ بات دُہرائی آپ نے تینوں مرتبہ یہی جواب دیا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''میں شرک سے سب سے زیادہ بے نیاز ہوں۔'' (احیاء العلوم، ج۳، ص۳٦٤، دعوت اسلامی)

بری نیت پر عذاب:

(۱۰) وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ نُفَیْعِ بْنِ الْحَارِثِ الثَّقَفِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ''اِذَا الْتَقَی الْمُسْلِمَانِ بِسَیْفَیْھِمَا فَالْقَاتِلُ وَالْمَقْتُوْلُ فِی النَّارِ'' قُلْتُ: یا رَسُوْلَ اللّٰہِ، ھٰذَا

الْقَاتِلُ فَمَا بَالُ الْمَقْتُوْلِ؟ قَالَ: "اِنَّهٗ كَانَ حَرِيْصًا عَلٰى قَتْلِ صَاحِبِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀◀ حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارث ثقفی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: جس وقت دومومن اپنی تلواریں لے کرایک دوسرے کے مقابلے میں آ جائیں تو قاتل اور مقتول دوزخ میں جائیں گے۔ میں عرض گزار ہوا: یارسول اللہ! یہ قتل کرنے والا تو دوزخ میں جائے گا مگر کیا جرم ہے قتل ہونے والا کا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: کیونکہ قتل ہونیوالا بھی حریص تھا اپنے ساتھی کوقتل کرنے کا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

اُلْتَقَی: از، التقاء، بمعنی ملنا، آپس میں لڑنا،

اَلْمُسْلِمَانِ: دومسلمان۔

بِسَيْفَيْهِمَا: اپنی تلواروں کے ساتھ۔

اَلْقَاتِلُ: قتل کرنے والا۔

اَلْمَقْتُوْل: قتل ہونے والا۔

حَرِيْصًا: بمعنی لالچ کرنا، حرص کرنا۔

تعارف راوی حدیث:

ابوبکرہ: آپ کا نام نفیع ابن حارث ابن کلدہ ہے، ثقفی ہیں، آپ غزوہ طائف کے موقعہ پرایک کنوئیں کی رسی کے ذریعہ جسے عربی میں بکرہ کہتے ہیں، لٹک کرحضورانور کی خدمت میں پہنچے حضورانور نے فرمایا تم ابوبکرہ یعنی رسی والے ہو، آپ غلام تھے حضور نے آپ کوآزاد کیا، بصرہ میں قیام رہا وہاں ہی وفات ہوئی، ۵۲ھ انچاس میں وفات ہوئی۔

(مراۃ المناجیح، ج۸، حالات صحابہ، تحت حرف الباء)

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقتول کے دوزخی ہونے کی یہ وجہ بیان فرمائی کہ وہ بھی اپنے ساتھی کوقتل کرنے پرحریص تھا، (معلوم ہوا کہ نیت کا فعل میں بہت عمل دخل ہے صرف اُس کی بری نیت کے وجہ سے اس کودوزخی فرمایا گیا ہے،)

مفتی احمد یار خان عَلَیہِ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ: جب دومسلمان آپس میں ایک دوسرے کوناحق قتل کرنے کے ارادے سے کسی بھی ہتھیار مثلاً تلوار، خنجر بندوق وغیرہ سے حملہ آور ہوں اوران میں سے کوئی ایک دوسرے کوقتل کردے تو قاتل و

(۱۰) (بخاری شریف کتاب الفتن رقم الحدیث ۶۶۷۲) (مسند حمیدی رقم الحدیث ۵۴۳) (سنن الکبریٰ بیہقی رقم الحدیث ۱۶۵۶۹) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۲۰۴۵۶)

مقتول دونوں کی سزا جہنم ہے، قاتل تو ناحق قتل کرنے کی وجہ سے اور مقتول قتل کے پختہ ارادے کی وجہ سے کیونکہ اگر پہلے اس کا وار چل جاتا تو یہ اسے قتل کر دیتا، لہٰذا اسے بھی قتل ہی کا گناہ ملے گا، لیکن یہ حکم اس وقت ہے جب دونوں باطل پر ہوں اگر کوئی ایک حق پر ہو تو صرف باطل والا ہی گناہ گار ہوگا، جیسے کوئی مسلمان اپنا مال، عزت یا جان بچانے کے لئے کسی چور، ڈاکو سے مزاحمت ومقابلہ کرتے ہوئے قتل ہو جائے تو چور، ڈاکو ہی جہنمی ہونگے جبکہ یہ قتل ہونے والا شہید کا مرتبہ پائے گا۔

(مراۃ المناجیح، ۵/۵۶۲)

نماز با جماعت کی فضیلت:

(۱۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "صَلَاةُ الرَّجُلِ فِیْ جَمَاعَةٍ تَزِیْدُ عَلٰی صَلَاتِهٖ فِیْ سُوْقِهٖ وَبَیْتِهٖ بِضْعاً وَعِشْرِیْنَ دَرَجَةً، وَّذٰلِكَ اَنَّ اَحَدَهُمْ اِذَا تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ اَتَی الْمَسْجِدَ لَا یُرِیْدُ اِلَّا الصَّلٰوةَ، لَا یَنْهَزُهٗ اِلَّا الصَّلَاةُ: لَمْ یَخْطُ خُطْوَةً اِلَّا رُفِعَ لَهٗ بِهَا دَرَجَةٌ، وَّحُطَّ عَنْهُ بِهَا خَطِیْئَةٌ حَتّٰی یَدْخُلَ الْمَسْجِدَ، فَاِذَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ كَانَ فِی الصَّلٰوةِ مَا كَانَتِ الصَّلٰوةُ هِیَ تَحْبِسُهٗ، وَالْمَلَائِكَةُ یُصَلُّوْنَ عَلٰی اَحَدِكُمْ مَا دَامَ فِیْ مَجْلِسِهِ الَّذِیْ صَلّٰی فِیْهِ، یَقُوْلُوْنَ: اَللّٰهُمَّ ارْحَمْهُ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهٗ، اَللّٰهُمَّ تُبْ عَلَیْهِ، مَا لَمْ یُؤْذِ فِیْهِ، مَا لَمْ یُحْدِثْ فِیْهِ" . مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ،

وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَّقَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "یَنْهَزُهٗ" هُوَ بِفَتْحِ الْیَاءِ وَالْهَاءِ وَبِالزَّایِ: اَیْ یُخْرِجُهٗ وَیُنْهِضُهٗ .

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالیشان ہے: انسان کا باجماعت نماز ادا کرنا اس کے بازار میں نماز ادا کرنے یا گھر میں نماز ادا کرنے سے بیس درجے زیادہ فضیلت رکھتا ہے' اور جس وقت کوئی انسان اچھے طریقے سے وضو کر کے مسجد میں آئے اس کی نیت فقط نماز کی ہو نماز کے سوا اور کوئی نیت نہ ہو تو وہ جو بھی قدم اٹھائے گا اس کے بدلے میں اس کے درجہ کو اونچا کیا جائے گا' اور اس کی خطا کو مٹا دیا جائے گا' حتیٰ کہ وہ مسجد کے اندر چلا جائے پھر جس وقت وہ مسجد میں چلا جائے تو اس کو نماز کی کیفیت میں تصور کیا جائے گا جس وقت تک نماز اس کو روکے رکھے گی اور اسی آدمی کے واسطے ملائکہ اس وقت تک رحمت کی دعا کرتے رہتے ہیں جس وقت تک انسان اس مقام پر حاضر رہتا ہے جس مقام پر اس نے نماز

(۱۱) (بخاری شریف کتاب الجماعۃ والا مامۃ رقم الحدیث ۶۲۰) (طبرانی صغیر رقم الحدیث ۱۵۹) (مسند ابو یعلی رقم الحدیث ۱۰۱۱) (سنن الکبریٰ بیہقی رقم الحدیث ۴۷۳۷) (سنن الکبریٰ نسائی رقم الحدیث ۹۱۲) (صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۱۷۴۹) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۳۵۶۷) (موطا امام مالک رقم الحدیث ۲۸۹) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۷۸۸) (نسائی شریف رقم الحدیث ۸۳۸) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۲۱۶)

ادا کی اور وہ یہ دعا کرتے ہیں اے اللہ عزوجل! اس پر رحمت نازل فرمایا' اے اللہ عزوجل! اس کو بخش دے اے اللہ عزوجل! اس کی توبہ قبول فرما جس وقت تک وہ آدمی تکلیف نہیں دیتا مطلب کہ وہ اس میں بے وضو نہیں ہو جاتا۔(متفق علیہ)

حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ الفاظ ہیں مسلم شریف کے۔

آپ ﷺ کا فرمان: ''ینھزہ'' اس میں ''یا''''ھاء'' اور ''زا'' پر فتح ہے۔اس کا معنی ہے: وہ اس کو خارج کرتا ہے۔

حل لغات:

بضع: تین سے نو تک کی تعداد کے لیے آتا ہے۔

اتی: از، اتیاناً، بمعنی آنا۔

نیھزہ: اس کا اعراب و معنی حدیث کے آخر میں بیان ہو چکا ہے۔

خطوۃ: چلنے میں دو قدموں کا درمیانی فاصلہ۔

حط: از، حطاً، بمعنی چھوڑنا۔

یؤذ: از، آذیٰ، بمعنی تکلیف دینا،

تعارف روای حدیث:

ان کا تعارف حدیث نمبر: 8 کے ضمن میں گزر چکا ہے۔ابوالاحمد غفرلہ۔

شرح:

اس حدیث میں نماز با جماعت پڑھنے پر ثواب کی زیادتی کا حکم فرمایا گیا ہے بعض احادیث میں پچیس درجہ ثواب کا حکم ہے جیسا کہ مذکورہ حدیث میں بھی بیان ہوا اور بعض میں ستائیس درجہ ثواب کا حکم ہے، جیسا کہ بخاری شریف میں حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جماعت کے ساتھ نماز تنہاہ نماز پر ستائیس درجہ فضیلت رکھتی ہے،(بخاری:۶۴۵)

ان دونوں طرح کی احادیث میں علماء کرام یہ تطبیق فرماتے ہیں۔

۱۔ پہلے اللہ تعالیٰ نے پچیس درجہ فضیلت دی تھی پھر ستائیس درجہ کر دی۔

۲۔ مسجد کے بغیر جماعت کے ساتھ پچیس درجہ ہے اور مسجد میں ستائیس درجہ فضیلت ہے، مزید تفصیل نعمۃ الباری، ج۲، ص۲۹۲، کا مطالعہ فرمائیں۔

حضرتِ سَیِّدُ نا اَنَس رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے

فرمایا: جو اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے چالیس دن باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ نماز پڑھے گا اس کے لئے دو آزادیاں لکھی جائیں گی، ایک جہنم سے دوسری نفاق سے۔ (ترمذی، کتاب ابواب الصلاۃ، باب ماجاء فی فضل التکبیر الاولیٰ، ج۱، ص۲۷۴، حدیث: ۲۴۱)

نیکی کا ارادہ بھی نیکی ہے:

(۱۲) وَعَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبَّاسِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ رضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فِیْمَا یَرْوِیْ عَنْ رَّبِّهٖ، تَبَارَكَ وَتَعَالٰی، قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّیِّئَاتِ ثُمَّ بَیَّنَ ذٰلِكَ، فَمَنْ هَمَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَّاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ اِلٰی سَبْعِمِئَةِ ضِعْفٍ اِلٰی اَضْعَافٍ كَثِیْرَةٍ، وَّاِنْ هَمَّ بِسَیِّئَةٍ فَلَمْ یَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی عِنْدَهٗ حَسَنَةً كَامِلَةً، وَّاِنْ هَمَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا اللّٰهُ سَیِّئَةً وَّاحِدَةً" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◄◄ حضرت ابو العباس عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عالیشان روایت کرتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب ذوالجلال سے روایت کیا ہے۔ تحقیق اللہ عزوجل نے لکھ دی ہیں نیکیاں اور برائیاں پھر اس کے بعد ان کو بیان کر دیا ہے تو جو آدمی نیکی کی نیت کرے اور اس پر عمل پیرا نہ ہو تو اللہ عزوجل اپنے ہاں اس کو ایک کامل نیکی لکھ لیتا ہے اور اگر کوئی آدمی اس کی نیت کرنے کے بعد اس پر عمل پیرا بھی ہو تو اللہ عزوجل اس کا ثواب دس نیکیوں سے سات سو نیکیوں تک بلکہ اس سے بھی کئی گنا زیادہ بڑھا کر لکھتا ہے اور اگر کوئی آدمی برائی کی نیت کرے اور اس پر عمل پیرا نہ ہو تو اللہ عزوجل اپنے ہاں اسے ایک کامل نیکی کے طور پر لکھتا کرتا ہے اور اگر کوئی آدمی نیت کرے اس کی اور اس پر عمل پیرا بھی ہو تو اللہ عزوجل اس کو ایک ہی برائی لکھتا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

همّ: از، هماً، بمعنی قصد کرنا، ارادہ کرنا۔

ضعف: از، ضعفاً، بمعنی دوگنا کرنا، زیادہ کرنا۔

تعارف راوی حدیث:

عبداللہ ابن عباس: آپ حضور انور کے چچا زاد بھائی ہیں، آپ کی والدہ لبابہ بنت حارث ہیں، یعنی ام المؤمنین میمونہ کی بہن ہجرت سے تین سال پہلے پیدا ہوئے، حضور کی وفات کے وقت آپ کی عمر تیرہ سال تھی، حضور انور نے آپ کو علم و حکمت کی دعائیں دیں آپ کا لقب حبر الامت ہے یعنی مسلمانوں کے بڑے عالم، آپ نہایت

(۱۲) (بخاری شریف' کتاب الرقاق رقم الحدیث ۶۱۲۶' کتاب التوحید رقم الحدیث ۶۲۰۷) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۲۸۲۸)

حسین عالم فقیہ مجتہد تھے، حضرت عمر نے آپ کو اپنا مشیر خاص بنایا تھا ہر بات میں جلیل القدر صحابہ کے ساتھ آپ سے بھی مشورہ کرتے تھے آخر میں نابینا ہو گئے تھے ۶۸ اڑسٹھ میں طائف میں وفات پائی، اکہتر سال عمر ہوئی۔ مترجم نے قبر انور کی زیارت کی ہے آپ سے ایک خلق نے روایات لی ہیں۔ (مراۃ المناجیح، ج۸، حالات صحابہ، تحت حرف العین)

شرح:

اس حدیث میں یہ بیان ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب تعالیٰ سے روایت کرتے ہیں، معلوم ہوا کہ یہ حدیث قدسی ہے۔

یہ حدیث مبارکہ اس آیہ کریمہ کی تفسیر ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے مال کو خرچ کرنے پر ترغیب دی ہے اور مال کا خرچ کرنا بھی تو فعل خیر ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

"مَثَلُ الَّذِينَ يُنفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ كَمَثَلِ حَبَّةٍ أَنبَتَتْ سَبْعَ سَنَابِلَ فِي كُلِّ سُنبُلَةٍ مِّائَةُ حَبَّةٍ وَاللَّهُ يُضَاعِفُ لِمَن يَشَاءُ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ" (البقرۃ:۲۶۱)

ترجمہ: ان کی کہاوت جو اپنے مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں اُس دانہ کی طرح جس نے اوگائیں سات بالیں ہر بال میں سو دانے اور اللہ اس سے بھی زیادہ بڑھائے جس کے لئے چاہے اور اللہ وسعت والا علم والا ہے۔

اس کی تفسیر میں علامہ مفتی نعیم الدین مراد آبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

خواہ خرچ کرنا واجب ہو یا نفل تمام ابواب خیر کو عام ہے خواہ کسی طالب علم کو کتاب خرید کر دی جائے یا کوئی شِفا خانہ بنا دیا جائے یا اموات کے ایصال ثواب کے لئے تیجہ دسویں بیسویں چالیسویں کے طریقہ پر مساکین کو کھانا کھلایا جائے۔

اگانے والا حقیقت میں اللہ ہی ہیدانہ کی طرف اس کی نسبت مجازی ہے

مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ اسناد مجازی جائز ہے جب کہ اسناد کرنے والا غیر خدا کو مستقل فی التصرف اعتقاد نہ کرتا ہو اسی لئے یہ کہنا جائز ہے کہ یہ دوا نافع ہے، یہ مضر ہے، یہ درد کی دافع ہے، ماں باپ نے پالا عالم نے گمراہی سے بچایا بزرگوں نے حاجت روائی کی وغیرہ سب میں اسناد مجازی اور مسلمان کے اعتقاد میں فاعل حقیقی صرف اللہ تعالیٰ ہے باقی سب وسائل۔ (تفسیر خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

تو ایک دانہ کے سات سو دانے ہو گئے اسی طرح راہِ خدا میں خرچ کرنے سے سات سو گناہ اجر ہو جاتا ہے۔

اُمتِ محمدیہ پر ربّ کریم کا خاص فضل و کرم ہے۔ اس کے دریائے رحمت کا کوئی کنارہ نہیں۔ وہ اپنے بندوں پر ستر ماؤں سے بھی زیادہ مہربان ہے۔ ہم گنہگاروں پر اس کا کتنا کرم و احسان ہے کہ وہ ہمیں نیکی کے ارادے پر

بھی نیکی عطا فرماتا ہے اور ایک نیکی کے بدلے دس، سات سو بلکہ اس سے زیادہ جتنا چاہتا عطا فرماتا ہے۔ جبکہ گناہ کے ارادے پر گناہ نہیں ملتا بلکہ اس ارادے سے باز آنے پر بھی نیکی عطا فرماتا ہے اور اگر گناہ ہو جائے تو صرف ایک ہی گناہ لکھا جاتا ہے اگر وہ یہ کرم نہ فرماتا اور گناہ کے ارادے پر بھی گناہ ملتا یا ایک گناہ کے بدلے بھی کئی گناہ لکھے جاتے تو انسان بہت بڑی مشکل میں پھنس جاتا کیونکہ انسان کے بُرے خیالات اور بُرے اعمال نیک ارادوں اور نیک اعمال سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں۔ اللہ کے اس کرم کے باوجود بھی جو محروم رہ جائے تو وہ واقعی محروم ہے۔(فیضان ریاض الصالحین،)

عمل صالح کا وسیلہ:

(۱۳)وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اِنْطَلَقَ ثَلَاثَةُ نَفَرٍ مِمَّنْ کَانَ قَبْلَکُمْ حَتّٰی اٰوَاهُمُ الْمَبِیْتُ اِلٰی غَارٍ فَدَخَلُوْهُ، فَانْحَدَرَتْ صَخْرَةٌ مِّنَ الْجَبَلِ فَسَدَّتْ عَلَیْهِمُ الْغَارَ، فَقَالُوْا: اِنَّهُ لَا یُنْجِیْکُمْ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ اِلَّا اَنْ تَدْعُوا اللّٰهَ تَعَالٰی بِصَالِحِ اَعْمَالِکُمْ .قَالَ رَجُلٌ مِّنْهُمْ: اَللّٰهُمَّ کَانَ لِیْ اَبَوَانِ شَیْخَانِ کَبِیْرَانِ، وکُنْتُ لَا اَغْبِقُ قَبْلَهُمَا اَهْلًا وَلَا مَالًا، فَنَاٰی بِیْ طَلَبُ الشَّجَرِ یَوْمًا فَلَمْ اَرِحْ عَلَیْهِمَا حَتّٰی نَامَا، فَحَلَبْتُ لَهُمَا غَبُوْقَهُمَا فَوَجَدْتُّهُمَا نَائِمَیْنِ، فَکَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَهُمَا وَاَنْ اَغْبِقَ قَبْلَهُمَا اَهْلًا اَوْ مَالًا، فَلَبِثْتُ وَالْقَدَحُ عَلٰی یَدَیَّ اَنْتَظِرُ اسْتِیْقَاظَهُمَا حَتّٰی بَرِقَ الْفَجْرُ وَالصِّبْیَةُ یَتَضَاغَوْنَ عِنْدَ قَدَمَیَّ، فَاسْتَیْقَظَا فَشَرِبَا غَبُوْقَهُمَا . اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِکَ اِبْتِغَاءَ وَجْهِکَ فَفَرِّجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِیْهِ مِنْ هٰذِهِ الصَّخْرَةِ، فَانْفَرَجَتْ شَیْئًا لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ الْخُرُوْجَ مِنْهُ .قَالَ الْاٰخَرُ: اَللّٰهُمَّ اِنَّهُ کَانَتْ لِیَ ابْنَةُ عَمٍّ، کَانَتْ اَحَبَّ النَّاسِ اِلَیَّ - وَفِیْ رِوَایَةٍ: کُنْتُ اُحِبُّهَا کَاَشَدِّ مَا یُحِبُّ الرِّجَالُ النِّسَاءَ - فَاَرَدْتُّهَا عَلٰی نَفْسِهَا فَامْتَنَعَتْ مِنِّیْ حَتّٰی اَلَمَّتْ بِهَا سَنَةٌ مِّنَ السِّنِیْنَ فَجَاءَتْنِیْ فَاَعْطَیْتُهَا عِشْرِیْنَ وَمِئَةَ دِیْنَارٍ عَلٰی اَنْ تُخَلِّیَ بَیْنِیْ وَبَیْنَ نَفْسِهَا فَفَعَلَتْ، حَتّٰی اِذَا قَدَرْتُ عَلَیْهَا - وَفِیْ رِوَایَةٍ: فَلَمَّا قَعَدْتُّ بَیْنَ رِجْلَیْهَا، قَالَتْ: اِتَّقِ اللّٰهَ وَلَا تَفُضَّ الْخَاتَمَ اِلَّا بِحَقِّهٖ ، فَانْصَرَفْتُ عَنْهَا وَهِیَ اَحَبُّ النَّاسِ اِلَیَّ وَتَرَکْتُ الذَّهَبَ الَّذِیْ اَعْطَیْتُهَا . اَللّٰهُمَّ اِنْ کُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِکَ اِبْتِغَاءَ وَجْهِکَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِیْهِ، فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ، غَیْرَ اَنَّهُمْ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ

---

(۱۳)(بخاری شریف کتاب البیوع رقم الحدیث ۲۱۰۲' کتاب الاجارۃ رقم الحدیث ۲۱۵۲' کتاب المزارعۃ رقم الحدیث ۲۲۰۸' کتاب احادیث الانبیآء رقم الحدیث ۳۲۷۸' کتاب الادب رقم الحدیث ۵۶۲۹)(مسلم شریف رقم ۲۷۴۳)(سنن الکبری بیہقی رقم ۱۱۴۲۰)(مسند الشامیین رقم ۱۷۷۴)(طبرانی اوسط رقم ۲۳۰۷)(مسند طیالسی رقم ۲۰۱۴)(صحیح ابن حبان رقم ۸۹۷)(مسند امام احمد بن حنبل رقم ۱۲۴۷۷)

الْخُرُوْجَ مِنْهَا ۔ وَقَالَ الثَّالِثُ: اَللّٰهُمَّ اسْتَاْجَرْتُ اُجَرَاءَ وَاَعْطَيْتُهُمْ اَجْرَهُمْ غَيْرَ رَجُلٍ وَّاحِدٍ تَرَكَ الَّذِیْ لَهٗ وَذَهَبَ، فَثَمَّرْتُ اَجْرَهٗ حَتّٰى كَثُرَتْ مِنْهُ الْاَمْوَالُ، فَجَاءَنِیْ بَعْدَ حِیْنٍ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ، اَدِّ اِلَیَّ اَجْرِیْ، فَقُلْتُ: كُلُّ مَا تَرٰى مِنْ اَجْرِكَ: مِنَ الْاِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَالرَّقِيْقِ، فَقَالَ: يَا عَبْدَ اللّٰهِ، لَا تَسْتَهْزِئْ بِیْ ! فَقُلْتُ: لَا اَسْتَهْزِئُ بِكَ، فَاَخَذَهٗ كُلَّهٗ فَاسْتَاقَهٗ فَلَمْ يَتْرُكْ مِنْهُ شَيْئًا ۔ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتُ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَاءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ عَنَّا مَا نَحْنُ فِيْهِ، فَانْفَرَجَتِ الصَّخْرَةُ فَخَرَجُوْا يَمْشُوْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀◀ حضرت ابوعبدالرحمان عبداللہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: تم سے پہلے دور میں تین افراد آپس میں گفتگو کرتے ہوئے جا رہے تھے۔ وہ رات گزارنے کے واسطے ایک غار میں گئے۔ ادھر سے ایک چٹان پہاڑ کی گری اور اس نے غار کے منہ کو بند کر دیا انہوں نے کہا (آپس میں ایک دوسرے کو) تم اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کرو اپنے اعمال صالح کے وسیلہ سے۔ ایک آدمی نے دعا کرتے ہوئے کہا: اے اللہ عزوجل! میرے بوڑھے والدین تھے اور۔ ان سے پہلے میں اپنے گھر والوں کو اور اپنے بچوں کو دودھ پینے کے واسطے نہ دیتا تھا۔ ایک دفعہ مجھے درختوں کی تلاش کرتے ہوئے دیر ہوگئی میں رات کو لوٹا تو میرے والدین سو چکے تھے میں ان کے واسطے دودھ دوہ کر لایا تھا میں نے ان کو نیند میں پایا مجھ کو یہ مناسب معلوم نہ ہوا کہ میں انہیں جگاؤں اور مجھے یہ بھی بہتر نہ لگا کہ میں اپنے گھر والوں اور بچوں کو ان سے پہلے پلاؤں اسی طرح میں رکا رہا۔ کاسہ میرے ہاتھ میں تھا اور میں ان کے جاگنے کا منتظر رہا حتیٰ کہ صبح کا وقت ہو گیا میرے بچے روتے رہے میرے پاؤں میں پس جس وقت میرے والدین جاگے اور انہوں نے دودھ نوش کیا تو ان کے بعد میں نے گھر والوں کو دیا۔ یا اللہ عزوجل اگر میں نے یہ عمل تیری خوشنودی کے واسطے کیا تھا تو ہم جو اس چٹان کے سبب پریشانی میں مبتلا ہیں ہم کو اس پریشانی سے نکال۔ تو چٹان تھوڑی سی سرک گئی مگر وہ اس سے نکل نہ سکتے تھے۔ دوسرے نے التجا کی اے اللہ عزوجل! میری ایک عم زاد تھی جو مجھ کو تمام لوگوں سے زیادہ پیاری تھی۔ ایک حدیث مبارکہ کے لفظ یہ ہیں کہ میں اس کو اتنا چاہتا تھا جتنی چاہت مرد خواتین سے کرتے ہیں سو میں نے اس کے ساتھ قربت کی نیت کی تو اس نے انکار کیا حتیٰ کہ وہ قحط میں مبتلا ہوگئی تو وہ میرے قریب آئی میں نے اس کو ایک سو بیس دینار پیش کیے اس واسطے کہ وہ مجھ کو اپنے نفس پر اختیار دے دے اس نے اسی طرح کیا حتیٰ کہ میں نے اس پر قابو پالیا۔ ایک حدیث مبارکہ کے لفظ اس طرح ہیں: جس وقت میں بیٹھ گیا اس کی دونوں ٹانگوں کے مابین تو اس نے التجا کی اللہ عزوجل کا خوف کرو اور مہر کو نہ توڑو مگر حق کے ساتھ تو میں اس کے قریب سے اٹھ گیا حالانکہ مجھے اس سے بہت زیادہ پیار و محبت تھا۔ پس میں نے جو سونا اس کو دیا تھا اسی کو

دے دیا اے اللہ عزوجل! اگر میں نے یہ تیری خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا تھا تو ہم جس پریشانی میں ہیں اس سے ہماری خلاصی فرما۔ تو چٹان تھوڑی سی اور سرک گئی لیکن یہ افراد اب بھی اس سے نکل نہ سکتے تھے۔ تیسرے آدمی نے کہا: یا اللہ عزوجل! میں نے کچھ کام کرنے والوں کو کام پر رکھا۔ میں نے ان تمام کو ان کی اجرت دی مگر ایک مزدور کو نہ دی۔ اس آدمی نے اجرت کو چھوڑ دیا اور چلا گیا۔ میں نے اس کی اجرت کو استعمال میں لایا حتیٰ کہ اس سے بہت زیادہ مال ہوگیا ایک لمبے عرصے کے بعد وہ آدمی آیا میرے پاس اور کہنے لگا: اے اللہ کے بندے! میری اجرت مجھے دے دو میں نے اس سے کہا یہ جو کچھ تمہیں نظر آ رہا ہے یہ تمام تیری اجرت ہے یہ اونٹ، گائیں، یہ بھیڑیں اور غلام۔ اس نے کہا: اے اللہ کے بندے! میرے ساتھ استہزا نہ کرو میں نے کہا میں استہزاء (مذاق) نہیں کر رہا تمہارے ساتھ۔ اس نے ان تمام اشیاء کو لیا اور چلا گیا اس نے ان میں سے کسی ایک چیز کو بھی نہ چھوڑا۔ یا اللہ عزوجل! اگر میں نے یہ کام کیا تھا تیری خوشنودی حاصل کرنے کے واسطے تو ہم جس پریشانی میں مبتلا ہیں ہماری اس سے خلاصی فرما تو وہ چٹان (غار کے منہ سے) ہٹ گئی تو وہ لوگ نکل کر چل پڑے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

انطلق: از، انطلاقاً، بمعنی جانا، چلنا۔

نفر: جماعت، گروہ۔

آوی: از أویاً، بمعنی پناہ لینا۔

انحدرت: از، حذراً، بمعنی نیچے اترنا۔

صخرۃ: چٹان۔

فسدت: از سداً، بمعنی بند کرنا۔

ینجیکم: از، نجاۃً، بمعنی نجات پانا۔

اغبق: از، غبقاً، بمعنی شام کے وقت پلانا۔

ارح: از، روحاً، بمعنی شام کے وقت کوئی کام کرنا۔

فحبلت: از، حلباً، بمعنی دودھ دوہنا۔

فلبثت: از، لبثاً، بمعنی ٹھہرنا۔

انتظر: از، نظراً، بمعنی انتظار کرنا، دیر لگانا۔

استیقاظھما: از، استیقاظا، بمعنی بیدار کرنا۔

برق: از برقاً، بمعنی چمکنا۔

یتضاعون: بھوک کی وجہ سے چلانا۔

فرج: از،فرجاً، بمعنی کھولنا۔

امتنعت: از، منعاً، بمعنی روک دینا۔

المّت: سخت آفت۔

اعطیت: از، اعطاءً، بمعنی عطاء کرنا۔

قعدت: از، قعوداً، بمعنی بیٹھنا۔

تفض: از، فضاً،بمعنی ٹکڑے،ٹکرے کرنا۔

انصرفت:از، صرفاً، بمعنی باز رہنا،واپس ہونا۔

حین: وقت۔

تسھزئ:از، اسھزاءً، مذاق کرنا،(لیکن جب یہ لفظ اللہ تعالٰی کے بارے استعمال ہوتو اس کا معنی یہ نہیں آتا ابوالاحمد غفرلہ)

تعارف راوی حدیث:

عبداللہ ابن عمر: آپ قرشی عدوی ہیں،حضرت فاروق کے فرزند اپنے والد کے ساتھ مکہ معظمہ میں ایمان لائے ،بدر میں لڑکپن کی وجہ سے شریک نہ ہوئے۔حق یہ ہے کہ غزوہ احد میں بھی حضورانور نے ان کے بچہ ہونے کی وجہ سے شریک نہیں کیا،غزوہ خندق میں شریک ہوئے ،غزوہ احد میں آپ چودہ سالہ تھے،بڑے عابد زاہد محتاط اور متبع سنت تھے،حضرت جابر فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کو دنیا نے اپنی طرف راغب کرلیا سواء حضرت عبداللہ ابن عمر کے،حضرت میمون ابن مہران فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عمر جیسا متقی،ابن عباس جیسا عالم نہ دیکھا۔حضرت نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر نے ایک ہزار غلام آزاد کیے،ظہور نبوت سے ایک سال پہلے پیدا ہوئے اور۷۳ تہتر میں حضرت ابن زبیر کے قتل کے تین مہینہ بعد وفات پائی،آپ کی وصیت تو یہ تھی کہ آپ کو حل میں دفن کیا جاوے مگر حجاج نے ایسا نہ کرنے دیا تو آپ ذی طویٰ میں دفن کئے گئے مہاجرین کے قبرستان میں۔آپ کی وفات کا واقعہ یہ ہے کہ ایک بار حجاج نے جمعہ کا خطبہ دراز کیا آپ نے فرمایا کہ سورج تیرا انتظار نہ کرے گا وہ بولا کہ میں چاہتا ہوں کہ تمہیں اندھا کردوں آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو ایسا کرسکتا ہے کہ تو ایک احمق شخص ہے جو ہم پر مسلط کر دیا گیا ہے،نیز آپ حج میں حجاج سے پہلے ہی عرفہ میں حضورانور کی قیام گاہ میں جاکر ٹھہر جاتے تھے ان وجوہ سے حجاج آپ سے کینہ رکھنے لگا،اس نے ایک شخص سے کہا اس نے زہریلا نیزہ آپ کے تلوے میں چبھودیا راہ چلتے ہوئے اس سے آپ کی موت واقع ہوئی،چوراسی یا چھیاسی سال آپ کی عمر ہوئی آپ کے فضائل بہت ہیں۔

(مراۃ المناجیح، ج۸،حالات صحابہ،تحت حرف العین)

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں والدین کی خدمت پر نجات کا پروانہ ملنے پر واضح بیان ہے، اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے، جس پر عمل ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"وَقَضٰی رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا إِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا" (بنی اسرائیل:۲۳)

ترجمہ: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پُوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلُوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ''ہُوں'' نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دنوں نے مجھے چھٹپن (بچپن) میں پالا۔

اس کی تفسیر میں صدر الافاضل مفتی نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں۔

(جب ان دونوں یا کسی ایک پر) ضعف کا غلبہ ہو، اعضا میں قوّت نہ رہے اور جیسا تو بچپن میں ان کے پاس بے طاقت تھا ایسے ہی وہ آخرِ عمر میں تیرے پاس ناتواں رہ جائیں۔

یعنی ایسا کوئی کلمہ زبان سے نہ نکالنا جس سے یہ سمجھا جائے کہ ان کی طرف سے طبیعت پر کچھ گرانی ہے اور حسنِ ادب کے ساتھ ان سے خطاب کرنا۔

مسئلہ: ماں باپ کو ان کا نام لے کر نہ پکارے یہ خلافِ ادب ہے اور اس میں ان کی دل آزاری ہے لیکن وہ سامنے نہ ہوں تو ان کا ذکر نام لے کر کرنا جائز ہے۔

مسئلہ: ماں باپ سے اس طرح کلام کرے جیسے غلام و خادم آقا سے کرتا ہے، (خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

اور اس حدیث مبارکہ میں یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہے کہ نیک اعمال کے وسیلہ سے دعا کرنا درست و جائز ہے جیسا کہ حدیث میں ظاہر ہے اسی طرح نیک لوگوں کے وسیلہ سے بھی اللہ تعالیٰ دعا قبول فرماتا ہے۔ جیسا کہ ملاعلی قاری علیہ فرماتے ہیں۔

امام بخاری علیہ الرحمۃ کی وفات کے دو سال بعد اہل سمرقند نے بارش کی طلب کے لیے متعدد با دعا کی بارش نہیں ہوئی، تب بعض صالحین نے قاضی سے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ لوگوں کو امام بخاری کی قبر کے پاس لے جائیں، اور وہاں ہم بارش کی دعا کریں، تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم پر بارش نازل فرمادے گا، سوایسا ہی کیا گیا اور لوگوں نے امام بخاری علیہ الرحمۃ کی قبر پر رو رو کر دعا کی اور امام بخاری علیہ الرحمۃ کا وسیلہ پیش کیا، تو اللہ تعالیٰ نے ان پر موسلا دھار بارش نازل فرمائی، اور سات دن تک مسلسل بارش ہوتی رہی، حتّی کہ بارش کی کثرت کی وجہ سے لوگوں کا سمرقند تک پہنچنا مشکل ہوگیا،

(مرقاۃ، ج۱،ص۵۷، حقانیہ نعمۃ الباری، ج۴،ص۷۰،)

اخلاص کے بارے چند دیگر احادیث

(1)''وَعَن أبی الدَّرداء عَن النَّبِی صلی الله عَلَیہِ وَسلم قَالَ الدُّنیَا ملعونة مَلعُون مَا فِیھَا إِلَّا مَا ابتغِی بِہِ وَجه الله تَعَالَی''(المعجم الصغیر:786)

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا ملعونہ ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ بھی ملعون ہے مگر وہ چیز ملعون نہیں جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خشنودی حاصل کی جائے۔

(2)''ثَلاث لَا یغل عَلَیھِنَّ قلب امریء مُؤمن إخلاص العَمَل لله والمناصحة لائمة المُسلمین وَلُزُوم جَمَاعَتھم فَإِن دعائھم مُحِیط من ورائھم'' (

الترغیب و الترھیب، کتاب الایمان، الترغیب فی الاخلاص و صدق و نیة الصالحة)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ہیں جن پر مؤمن کا دل خیانت نہیں کریگا، 1:عمل کا خالص اللہ تعالیٰ کے لیے ہونا، 2:مسلمانوں کے ائمہ (حکمران، علماء، اُمراء) کے لیے نصیحت کرنا، 3:(مسلمانوں) جماعت کولازم پکڑنا بے شک ان کی دعاان کو گھیرنے والی ہوتی ہے

(3)''عَن ثَوبَان قَالَ سَمِعت رَسُول الله صلی الله عَلَیہِ وَسلم یَقُول طُوبَی للمخلصین أُولَئِکَ مصابیح الھدی تنجلی عَنھُم کل فتنَة ظلماء'' (بیھقی فی شعب الایمان:6861)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مبارک ہو مخلصین کو یہ لوگ ہدایت کے چراغ ہیں اوران سے ہر ظلمت ختم ہو جاتی ہے۔

(4)''عَن مَعَاذ بن جبل أَنه قَالَ حِین بعث إِلَی الیمن یَا رَسُول الله أوصنی قَالَ أخلص دینك یکفك العَمَل القَلِیل'' (مستدرك:۳۰۶/۴)

ترجمہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف (قاضی بنا کر) بھیجا تو میں نے عرض کی یارسول اللہ مجھے وصیت فرمائیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کرلو تمہیں تھوڑا عمل بھی کفایت کرے گا۔

(5)''عَن أنس بن مَالك عَن رَسُول الله صلی الله عَلَیہِ وَسلم قَالَ من فَارق الدُّنیَا علی الإِخلَاص لله وَحده لا شریك لَهُ وَأَقَام الصَّلَاة وَآتی الزَّکَاة فَارقھَا وَالله عَنهُ رَاض''

(ابن ماجه فی المقدمه: باب فی الایمان،حدیث:70،)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے اللہ وحدہ لاشریک لہ کے لیے اخلاص کرتے ہوئے دنیا کو چھوڑ دیا، نماز قائم کی، زکوٰۃ اداء کی، اور اس نے دنیا کو الگ ہی کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے۔

(6)"عَـن عَـمرو بن عبسة رَضِی الله عَنهُ قَالَ إِذا كَانَ يَوم القِيَامَةِ جِيءَ بالدنيا فيميز مِنهَا مَا كَانَ لله وَمَا كَانَ لغير الله رمِيَ بِهِ فِي نَار جَهَنَّم" (كنز العمال: 6814،)

ترجمہ: حضرت عمر بن عبسہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب قیامت کا دن آئے گا تو دنیا کو حاضر کیا جائے گا تو اس سے جو کچھ (خالص) اللہ کے لیے ہے الگ کر لیا جائے گا اور غیر اللہ کے لیے ہے اس کو جہنم کی آگ میں پھینک دیا جائے گا۔

(7)"عَـن ابـن عَبَّاس رَضِي الله عَنهُمَا أَن رَسُول الله صلى الله عَلَيهِ وَسلم قَالَ من أخلص لله أَربَعِينَ يَومًا ظَهرت ينابيع الحِكمَة من قلبه على لِسَانه" (سنن دارمی: 1/359، كنز العمال: 5271،)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس آدمی نے چالیس دن تک اللہ تعالیٰ کے لیے اخلاص اختیار کیا تو اس کے دل سے اس کی زبان پر حکمت کے چشمے پھوٹیں گے۔

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

۲-بَابُ التَّوْبَةِ

توبہ کے متعلق

توبہ کے لغوی معانی:

پچھتاوا، ندامت، پشیمانی، کسی برے کام سے باز رہنے کا عہد، استغفار وغیرہ ہیں۔(فیروز اللغات)

توبہ کی تعریف:

الرجوع الی اللہ بحل عقدۃ الاصرار عن القلب، والتوبۃ النصوح: ھی توثیق بالعزم علی الا یعود لمثلہ،، (کتاب التعریفات، مکتبہ رحمانیہ، ص۵۱،)

ترجمہ: اپنے دل سے گناہ پر اصرار کی گرہ کو کھول کر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنا توبہ کہلاتا ہے، اور توبہ نصوح یہ ہے کہ آدمی پختہ ارادہ کریں کہ دوبارہ (جس گناہ سے توبہ کر رہا ہے) ایسا گناہ نہیں کرے گا۔

توبہ کی شرائط:

قَالَ الْعُلَمَآءُ: اَلتَّوْبَةُ وَاجِبَةٌ مِّنْ كُلِّ ذَنْبٍ، فَاِنْ كَانَتِ الْمَعْصِيَةُ بَيْنَ الْعَبْدِ وبَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى لاَ تَتَعَلَّقُ بِحَقِّ اٰدَمِيٍّ فَلَهَا ثَلاَثَةُ شُرُوْطٍ:

اَحَدُهَا: اَنْ يُّقْلِعَ عَنِ الْمَعْصِيَةِ .

وَالثَّانِيْ: اَنْ يَّنْدَمَ عَلٰى فِعْلِهَا .

وَالثَّالِثُ: اَنْ يَّعْزِمَ اَنْ لَّا يَعُوْدَ اِلَيْهَا اَبَدًا . فَاِنْ فُقِدَ اَحَدُ الثَّلاثَةِ لَمْ تَصِحَّ تَوْبَتُهُ .

حضرات علماء کرام نے فرمایا: توبہ کرنا ہر جرم پر واجب ہے' اگر جرم کا معاملہ انسان اور اللہ عزوجل کے مابین ہے جبکہ انسان کا حق اس سے لاحق نہ ہو کیونکہ اس کے واسطے تین شرطیں ہیں۔ شرط اوّل یہ ہے کہ وہ اپنا معصیت سے تعلق ختم کر دے۔ شرط دوم یہ ہے کہ وہ معصیت کے کرنے پر پشیمان ہو۔ شرط سوم یہ ہے کہ وہ اس بات کا عزم مصمم کرے کہ پھر کسی وقت بھی اس معصیت کا ارتکاب نہ کرے گا۔ اگر ان تینوں شرائط میں سے کوئی ایک شرط بھی نہ پائی گئی تو توبہ صحیح نہ ہوگی۔

وانْ كَانَتِ الْمَعْصِيَةُ تَتَعَلَّقُ بآدَمِيٍّ فَشُرُوْطُهَا اَرْبَعَةٌ: هٰذِهِ الثَّلاثَةُ، وَاَنْ يَّبْرَاَ مِنْ حَقِّ صَاحِبِهَا، فَاِنْ كَانَتْ مَالًا اَوْ نَحْوَهُ رَدَّهُ اِلَيْه، وَاِنْ كَانَتْ حَدَّ قَذْفٍ ونَحْوَهُ مَكَّنَهُ مِنْهُ اَوْ طَلَبَ عَفْوَهُ، وَاِنْ

كَانَتْ غِيْبَةً اُسْتَحَلَّهُ مِنْهَا . وَيَجِبُ اَنْ يَّتُوْبَ مِنْ جَمِيْعِ الذُّنُوْبِ، فَاِنْ تَابَ مِنْ بَعْضِهَا صَحَّتْ تَوْبَتُهُ عِنْدَ اَهْلِ الْحَقِّ مِنْ ذٰلِكَ الذَّنْبِ وَبَقِيَ عَلَيْهِ الْبَاقِيْ . وَقَدْ تَظَاهَرَتْ دَلَائِلُ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ، وَاِجْمَاعِ الْاُمَّةِ عَلٰى وُجُوْبِ التَّوْبَةِ .

اور اگر معصیت کا تعلق کسی انسان کے ساتھ ہو تو اس کی چار شرطیں ہوں گی:

ان ذکر کردہ تین شرطوں کے سوا چوتھی شرط یہ ہے کہ انسان اس حقدار کے حق سے آزاد ہو۔ مطلب یہ کہ اگر وہ مال وغیرہ تھا تو اس کو لوٹائے اور اگر حد قذف کا مسئلہ ہو تو اپنے آپ کو اس کے سپرد کرے یا اس سے معافی طلب کرے' اور اگر غیبت کی ہو تو اس کی معافی مانگے۔ اور تمام جرائم سے توبہ کرنا واجب ہے۔ اگر کوئی انسان توبہ کرتا ہے کچھ جرائم سے تو اہل حق کے مذہب کے مطابق یہ توبہ صحیح ہو گی ان خاص جرائم سے اور دیگر جرائم سے توبہ کرنا اس کے ذمے برقرار رہے گا توبہ کی فرضیت کتاب اللہ' سنت رسول اللہ اور اجماع امت کے دلائل سے ثابت ہے۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَتُوْبُوْٓا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَ الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ﴾ (النور: 31)

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: اور اللہ کی طرف توبہ کرو: اے مسلمانو! سب کے سب اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "اللہ عَزَّ وَجَلَّ مؤمن بندے کی توبہ پر اس آدمی سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جو شخص کسی ناموافق ہلاکت خیز جگہ پر اُترے، اس کے پاس اپنی سواری بھی ہو جس پر اس کا کھانا پینا ہو، وہ سر رکھ کر گہری نیند سو جائے پس جب وہ بیدار ہو تو اس کی سواری جا چکی ہو، وہ اسے تلاش کرتا پھرے یہاں تک کہ اسے سخت گرمی اور پیاس لگے، جتنی اللہ عَزَّ وَجَلَّ چاہے اور وہ کہے: میں اپنی اس جگہ کی طرف لوٹ جاتا ہوں جہاں میں تھا تا کہ وہاں جا کر سو جاؤں یہاں تک کہ میں مر جاؤں۔ پس وہ مرنے کے لئے اپنی کلائی پر سر رکھ دے پھر جب وہ بیدار ہو تو دیکھے کہ اس کی سواری اس کے پاس موجود ہے جس پر اس کا کھانا اور پانی موجود ہے تو جس قدر وہ بندہ اس سواری کے ملنے پر خوش ہوتا ہے اللہ عَزَّ وَجَلَّ بندے کی توبہ سے اس سے کہیں زیادہ خوش ہوتا ہے۔ (صحیح البخاری، کتاب الدعوات، باب التوبۃ،)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ﴾ (ھود: 3)

اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے: اپنے رب سے معافی مانگو پھر اس کی طرف توبہ کرو۔

مفسر شہیر امام خازن اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو یہ حکم دیں کہ تم اللہ تعالیٰ سے اپنے گزشتہ گناہوں کی معافی مانگو اور آئندہ گناہ کرنے سے توبہ کرو تو جس نے اپنے گناہوں سے پکی توبہ کی اور اخلاص کے ساتھ رب تعالیٰ کا

عبادت گزار بندہ بن گیا تو اللہ تعالیٰ اسے کثیر رزق اور وُسعتِ عیش عطا فرمائے گا جس کی وجہ سے وہ امن وراحت کی حالت میں زندگی گزارے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوگا، اگر دنیا میں اسے کسی مشقت کا سامنا بھی ہوا تو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہونے کی وجہ سے یہ اس کے درجات کی بلندی کا سبب ہوگی اور جو توبہ نہ کرے، کفر اور گناہوں پر قائم رہے تو وہ خوف اور مرض میں مبتلا رہے گا اور اسے اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا سامنا بھی ہوگا اگرچہ دنیا کی لذتیں اس پر وسیع ہو جائیں کیونکہ اس عیش میں کوئی بھلائی نہیں جس کے بعد جہنم نصیب ہو۔ (تفسیر خازن تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ تَوْبَۃً نَّصُوْحًا ﴾ (التحریم: 8)

اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے: اے ایمان والو! اللہ کی طرف ایسی توبہ کرو جو آگے کو نصیحت ہو جائے۔

اس کی تفسیر میں علامہ مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

''یعنی توبۂ صادقہ جس کا اثر توبہ کرنے والے کے اعمال میں ظاہر ہو اور اس کی زندگی طاعتوں اور عبادتوں سے معمور ہو جائے اور وہ گناہوں سے مجتنب رہے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک اور دوسرے اصحاب نے فرمایا توبۂ نصوح وہ ہے کہ توبہ کے بعد آدمی پھر گناہ کی طرف نہ لوٹے جیسا کہ نکلا ہوا دودھ پھر تھن میں واپس نہیں ہوتا۔

(خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

کثرت استغفار:

(۱۴) وَعَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ فِی الْیَوْمِ اَکْثَرَ مِنْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا: واللہ میں ہر روز اللہ عزوجل سے ستر دفعہ بخشش طلب کرتا ہوں اور اس کی جانب توبہ کرتا ہوں۔ (بخاری)

(۱۵) وَعَنِ الْاَغَرِّ بْنِ یَسَارٍ الْمُزَنِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "یَااَیُّھَا النَّاسُ، تُوْبُوْا اِلَی اللّٰہِ وَاسْتَغْفِرُوْہُ، فَاِنِّیْ اَتُوْبُ فِی الْیَوْمِ مِئَۃَ مَرَّۃٍ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

◄◄ حضرت اغر بن یسار مزنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! اللہ

(۱۴) (بخاری شریف' کتاب الدعوات رقم الحدیث ۵۹۴۸) (ابن ماجہ شریف کتاب الادب رقم الحدیث ۳۸۱۵) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۴۵۰) (ترمذی شریف کتاب تفسیر القرآن رقم الحدیث ۳۱۸۲)

(۱۵) (مسلم شریف کتاب الذکر والدعا رقم الحدیث ۶۷۳۱) (ابو داؤد شریف رقم الحدیث ۱۵۱۵) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۳۴۳۴) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۳۸۱۵) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۱۷۸۸۰) (صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۹۲۹) (طبرانی شریف رقم الحدیث ۸۸۲) (شرح السنہ رقم الحدیث ۱۲۸۷) (نسائی سنن الکبریٰ رقم الحدیث ۱۰۲۷۶)

عزوجل سے توبہ کرو اور اس سے بخشش چاہو تحقیق میں روزانہ سو دفعہ توبہ کرتا ہوں۔(مسلم)

تعارف راوی حدیث:

☆۔حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:8 کے ضمن میں گزر چکا ہے۔ابو الاحمد غفرلہ،

☆۔الاعز المازنی: آپ اعز ابن مزنی ہیں، صحابی ہیں، اہل کوفہ سے ہیں، آپ سے حضرت ابن عمر اور معاویہ ابن قرہ نے روایات کیں۔(مراۃ المناجیح، ج۸، حالات صحابہ، تحت حرف الف، ص۴۸۲، مکتبہ اسلامیہ لاہور،)

شرح:

استغفار کے معنی ہیں گزشتہ گناہوں کی معافی مانگنا اور توبہ کی حقیقت ہے آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد کر لینا یا زبان سے گناہ نہ کرنے کا عہد استغفار ہے اور دل سے عہد توبہ۔استغفار غفر سے بنا، بمعنی چھپانا یا چھلکا و پوست، چونکہ استغفار کی برکت سے گناہ ڈھک جاتے ہیں اس لیے اسے استغفار کہتے ہیں۔توبہ کے معنے رجوع کرنا، اگر یہ حق تعالیٰ کی صفت ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں ارادۂ عذاب سے رجوع فرمالینا اور اگر یہ بندے کی صفت ہو تو اس کے معنی ہوتے ہیں گناہ سے اطاعت کی طرف، غفلت سے ذکر کی طرف، غیبت سے حضور کی طرف لوٹ جانا۔توبہ صحیح یہ ہے کہ بندہ گزشتہ گناہوں پر نادم ہو، آئندہ نہ کرنے کا عہد کرے اور جس قدر ہو سکے اسی قدر گزشتہ گناہوں کا عوض اور بدلہ کر دے۔نمازیں ہوں تو قضا کرے، کسی کا قرض رہ گیا ہے تو ادا کر دے۔حضرت جنید بغدادی فرماتے ہیں کہ توبہ کا کمال یہ ہے کہ دل لذتِ گناہ بلکہ گناہ بھول جائے۔(مراۃ المناجیح، ج۳، ص۳۶۰، مکتبہ اسلامیہ، لاہور،)

توبہ و استغفار روزے نماز کی طرح عبادت بھی ہے اسی لیے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اس پر عامل تھے یا یہ عمل ہم گنہگاروں کی تعلیم کے لیے ہے ورنہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہیں گناہ آپ کے قریب بھی نہیں آتا۔صوفیاء فرماتے ہیں کہ ہم لوگ گناہ کر کے توبہ کرتے ہیں اور وہ حضرات عبادت کر کے توبہ کرتے ہیں۔شعر

زاہداں از گناہ توبہ کنند — عارفاں از عبادت استغفار

سیدنا علی مرتضیٰ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں کے لیے دنیا میں دو امانیں ہیں: ایک نے پردہ فرمالیا اور دوسری قیامت تک ہمارے پاس ہے یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور استغفار۔

بعض علماء کے نزدیک اس سے مراد حضور کی دنیا میں مشغولیت ہے، بعض نے فرمایا کہ اس سے سونا مراد ہے، بعض کے خیال میں اس سے مراد اجتہادی خطائیں ہیں مگر حق یہ ہے کہ یہاں استغفار سے مراد اپنی امت کے گناہوں کو دیکھ کر غم فرمانا ہے اور استغفار سے مراد ان گنہگاروں کے لیے استغفار کرنا ہے، حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم تا قیامت اپنی امت کے سارے حالات پر مطلع ہیں، ان گناہوں کو دیکھتے ہیں، دل کو صدمہ ہوتا ہے اس صدمے کے جوش میں انہیں دعائیں دیتے ہیں۔

آنچہ تو کردی کسے با خود نہ کرو
بدنصیبیں تم ان کی خاطر
بد کریں ہر دم برائی

روح پاک مصطفیٰ آمد بدرد
رات بھر روؤ کراہو
تم کہو ان کا بھلا ہو

(مراۃ المناجیح، ج۳،ص۳۶۱،مکتبہ اسلامیہ،لاہور)

توبہ سے اللہ خوش ہوتا ہے

(۱۶)وَعَنْ اَبِیْ حَمْزَةَ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ الْاَنصاریّ خادِمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَلّٰهُ اَفْرَحُ بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ مِنْ اَحَدِكُمْ سَقَطَ عَلٰى بَعِيْرِهٖ وَقَدْ اَضَلَّهٗ فِیْ اَرْضِ فَلَاةٍ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀◀ حضرت ابوحمزہ انس بن مالک انصاری رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت گزار ہیں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اللہ عزوجل اپنے بندے کی توبہ کرنے سے اس آدمی سے زیادہ خوش ہوتا ہے جو اپنے گمشدہ اونٹ کو پالے جس وقت کہ وہ اس کو کسی جنگل میں کھو چکا ہو۔(متفق علیہ)

(۱۷)وَفِیْ رِوَايَةِ الْمُسْلِمِ: "لَلّٰهُ اَشَدُّ فَرَحًا بِتَوْبَةِ عَبْدِهٖ حِيْنَ يَتُوْبُ اِلَيْهِ مِنْ اَحَدِكُمْ كَانَ عَلٰى رَاحِلَتِه بِاَرْضِ فَلَاةٍ، فَانْفَلَتَتْ مِنْهُ وَعَلَيْهَا طَعَامُهٗ وَشَرَابُهٗ فَاَيِسَ مِنْهَا، فَاَتٰى شَجَرَةً فَاضْطَجَعَ فِیْ ظِلِّهَا وَقَدْ اَيِسَ مِنْ رَّاحِلَتِه، فَبَيْنَمَا هُوَ كَذٰلِكَ اِذْ هُوَ بِهَا قَائِمَةً عِنْدَهٗ، فَاَخَذَ بِخِطَامِهَا، ثُمَّ قَالَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ: اَللّٰهُمَّ اَنْتَ عَبْدِیْ وَاَنَا رَبُّكَ ! اَخْطَاَ مِنْ شِدَّةِ الْفَرَحِ" ۔

◀◀ مسلم شریف کی ایک حدیث مبارکہ میں یہ لفظ ہیں کہ اللہ عزوجل اپنے بندے کی توبہ سے جس وقت وہ اس کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے اس آدمی سے زیادہ فرحت محسوس کرتا ہے جو اپنی سواری پر کسی جنگل میں سوار ہو پھر وہ سواری بھاگ جائے اس کو چھوڑ کر اس سواری پر اس کے خوردونوش کا سامان ہو اور وہ آدمی کسی درخت کے پاس آئے اس سواری سے ناامید ہو کر اور اس کے سائے میں لیٹ جائے اور وہ اس سواری سے ناامید ہو گیا ہو اور وہ اسی کیفیت میں ہو کہ وہ سواری اس کے پاس کھڑی ہو تو وہ انتہائی خوشی میں اس کی لگام پکڑ کر کے یہ کہے: یا اللہ عزوجل! تو میرا بندہ ہے میں تیرا رب ہوں۔ مطلب یہ کہ شدت کی خوشی کے سبب بطور غلطی پر (الفاظ) بول دے۔

(۱۷) (بخاری شریف کتاب الدعوات رقم الحدیث ۵۹۵۰) (مسلم شریف کتاب التوبہ رقم الحدیث ۶۸۳۱) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۳۵۳۸) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۴۲۴۹) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۱۰۵۰۴) (صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۶۱۷) (شرح السنہ رقم الحدیث ۱۳۰۳)

حل لغات:

افرح: از، فرحاً، بمعنی خوش ہونا۔

سقط: از، سقوطاً، بمعنی زمین پر گرنا۔

اضله: از، ضلالاً، بمعنی گم ہو جانا، بہک جانا۔

فلاة: بمعنی وسیع بیابان۔

فأنفلت: از، فلتاً، بمعنی رہا کرنا، چھوڑنا۔

ایس: از، ایاساً، بمعنی ناامید ہونا۔

اضطجع: از، ضجعاً، بمعنی پہلو کے بل لیٹنا۔

خطام: بمعنی مہار مِنکیل، لگام۔

تعارف روای حدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 5 کے ضمن میں گزر چکا ہے۔ ابوالاحمد غفرلہ،

شرح:

ایسے مقامات پر خوشی سے مراد رضاء ہوتی ہے کیونکہ اصطلاحی فرحت وخوشی سے رب تعالیٰ پاک ہے۔ خیال رہے کہ رضاء

اور ہے امر اور مگر ارادہ کچھ اور اللہ تعالیٰ ہر بندے کے ایمان وشکر سے راضی ہے۔ فرماتا ہے: "اِنْ تَشْکُرُوْا یَرْضَهُ لَکُمْ" اور ہر شخص کو اس نے ایمان کا حکم بھی دیا ہے کہ فرمایا: "اٰمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِه" لیکن ہر شخص کے ایمان کا ارادہ نہیں کیا ورنہ دنیا میں کوئی کافر نہ ہوتا، بعض کے کفر کا ارادہ کیا ہے اور بعض کے ایمان کا۔ ان ارادوں میں صدہا حکمتیں ہیں جو علمِ کلام میں مذکور ہیں، دیکھو ذبح اسمٰعیل) علیہ الصلوٰۃ والسلام (کا حکم تھا ارادہ نہ تھا۔ یہاں اس کی رضا کا ذکر ہے نہ کہ ارادے کا۔

یعنی جیسے اس شخص کو یاس کے بعد آس سے انتہائی خوشی ہوتی ہے جو بیان میں نہیں آسکتی کیونکہ اس بندے کو یاس بھی) ناامیدی (جان سے ہو چکی تھی ایسے ہی رب تعالیٰ کی یہ رضا ہم بیان نہیں کر سکتے، یہ تشبیہ مرکب ہے جس میں پورے واقعہ کو پورے واقعہ سے تشبیہ دی جاتی ہے نہ کہ ہر حال کو ہر حال سے لہٰذا اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ رب تعالیٰ مایوس بھی ہوا ہو اور بعد میں اس کی آس بندھی ہو۔ مقصد یہ ہے کہ رب تعالیٰ ہم پر خود ہم سے زیادہ مہربان ہے جتنی خوشی ہم کو اپنی جان بچنے سے ہوتی ہے اس سے زیادہ خوشی اللہ تعالیٰ کو بندے کے ایمان بچنے سے ہوتی ہے۔

یہ کلام بھی انتہائی خوشی بیان فرمانے کے لیے ہے نہ کہ تشبیہ کے لیے کیونکہ رب تعالیٰ غلطیوں اور خطا سے پاک

ہے یعنی بندہ کی خوشی سے مت کٹ گئی وہ کہنا چاہتا تھا یارب میں تیرا بندہ تو میرا رب لیکن الٹا کہہ گیا۔اس سے معلوم ہوا کہ خطاء منہ سے کفر نکل جانے پر بندہ کافر نہیں ہوتا نہ اس سے اس خطا کار کی بیوی نکاح سے خارج ہو کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر حکم کفر نہ فرمایا مگر یہ جب ہے جب کہ بندے کو اس خطا پر اطلاع نہ ہو، اطلاع ہونے پر فوراً توبہ کرے۔

(مراۃ المناجیح، ج۳،ص۳۶۷،مکتبہ اسلامیہ، لاہور)

توبہ کا دروازہ کب تک کھلا ہے

(۱۸)وَعَنْ اَبِیْ موسٰی عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ قَیْسٍ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ،قَالَ: ''اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یَبْسُطُ یَدَهٗ بِاللَّیْلِ لِیَتُوْبَ مُسِیْءُ النَّهَارِ، وَیَبْسُطُ یَدَهٗ بِالنَّهَارِ لِیَتُوْبَ مُسِیْءُ اللَّیْلِ، حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀◀ حضرت ابو موسیٰ عبداللہ بن قیس اشعری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان روایت کرتے ہیں کہ تحقیق اللہ عزوجل پھیلاتا ہے رات کے وقت اپنا دست قدرت اس واسطے کہ دن کے وقت خطا کرنے والا توبہ کر لے اور دن کے وقت اپنے دست قدرت کو پھیلاتا ہے اس واسطے کہ رات کے وقت خطا کرنے والا توبہ کر لے حتیٰ کہ سورج مغرب سے طلوع ہوگا۔

(۱۹)وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ''مَنْ تَابَ قَبْلَ اَنْ تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْ مَّغْرِبِهَا تَابَ اللّٰهُ عَلَیْهِ'' رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو آدمی سورج کے مغرب کی جانب سے طلوع ہونے سے قبل توبہ کر لے تو اللہ عزوجل اس کی توبہ قبول کرے گا۔(مسلم)

حل لغات:

یبسط: از، بسطاً، بمعنی پھیلانا۔

تطلع: از، طلوعاً، بمعنی ظاہر ہونا، نکلنا۔

(۱۸) (مسلم شریف کتاب التوبہ رقم الحدیث ۶۸۶۰) (بخاری شریف رقم الحدیث ۴۳۵۹) (ابو داؤد شریف رقم الحدیث ۴۳۱۲) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۳۰۷۱) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۴۰۶۸) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۶۵۳۱) (صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۶۲۹) (مستدرک حاکم رقم الحدیث ۶۷۱) (بیہقی شریف رقم الحدیث ۱۸۳۹۷) (مسند ابو یعلی رقم الحدیث ۱۳۵۳) (طبرانی کبیر رقم الحدیث ۸۰۲۲)

(۱۹) (بخاری شریف رقم الحدیث ۴۳۵۷) (ابو داؤد شریف رقم الحدیث ۴۳۱۲) (مسلم شریف کتاب الذکر رقم الحدیث ۶۷۴۳) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۳۰۷۱) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۴۰۶۸) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۶۵۳۱) (صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۶۲۹) (مستدرک حاکم رقم الحدیث ۳۸۷۹) (بیہقی شریف رقم الحدیث ۱۸۳۹۳) (مسند ابو یعلی رقم الحدیث ۱۳۵۳) (طبرانی کبیر رقم الحدیث ۸۰۲۲)

تعارف راویانِ احادیث:

☆حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:9☆اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:8 کے ضمن میں ہو چکا ہے،ابوالاحمد غفرلہ،،

شرح:

شاید یہاں توبہ سے مراد کفر سے توبہ ہے یعنی آفتاب کے پچھم (مغرب) سے نکلنے پر سارے کفار ایمان قبول کرلیں گے مگر اس وقت کا ایمان قبول نہ ہوگا کیونکہ ایمان بالغیب نہ رہا، گناہوں سے توبہ اس وقت بھی قبول ہوگی جیسے غرغرہ کی حالت میں کفر سے توبہ قبول نہیں گناہوں سے توبہ قبول ہے،بعض کے ہاں حدیث اپنے اطلاق پر ہے کہ اس وقت نہ کفر سے توبہ قبول ہے نہ گناہوں سے،وہ فرماتے ہیں کہ اس وقت کا ایمان قبول نہ ہونا تو قرآن کریم سے ثابت ہے اور توبہ قبول نہ ہونا حدیث سے ثابت،دونوں برحق ہیں۔واللہ ورسولہ اعلم !(لمعات ومرقات،مراۃ المناجیح،ج ۳،ص ۳۶۷،مکتبہ اسلامیہ،لاہور)

وقت نزع سے پہلے توبہ کا قبول ہونا:

(۲۰)وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ یَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ یُغَرْغِرْ " رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ" .

◀◀ حضرت ابوعبدالرحمان عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان عالی شان روایت کرتے ہیں کہ تحقیق اللہ عزوجل توبہ قبول کرتا ہے اپنے بندے کی جس وقت تک اس پر نزع کا وقت نہیں طاری ہو جاتا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

یقبل: از، قبالۃً،بمعنی ضامن ہونا،کفیل ہونا وغیرہ۔

یغرغو: حالت نزع کا ایک نام۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:13 کے ضمن میں ہو چکا ہے۔

---

(۲۰)(جامع صغیر رقم الحدیث ۱۹۰۳)(الترغیب والترہیب کتاب التوبہ رقم الحدیث ۳۱۴۳)(ابن ماجہ شریف کتاب الزہد رقم الحدیث ۴۲۵۳)(ترمذی شریف کتاب الدعوات رقم الحدیث ۳۵۳۷)(مشکوٰۃ شریف رقم الحدیث ۲۳۴۳)

شرح:

نزع کی حالت کو جب کہ موت کے فرشتے نظر آجائیں غرغرہ کہتے ہیں۔اس وقت کفر سے توبہ قبول نہیں کیونکہ ایمان کے لیے ایمان بالغیب ضروری ہے اب غیب مشاہدہ میں آ گیا اسی لیے ڈوبتے وقت فرعون کی توبہ قبول نہ ہوئی مگر گناہوں سے توبہ اس وقت بھی قبول ہے اگر توبہ کا خیال آجائے اور الفاظ توبہ بن پڑیں۔اسی لیے مرقات نے یہاں فرمایا کہ عبد سے مراد بندہ کافر ہے کہ غرغرہ کے وقت اس کی توبہ قبول نہیں،رب تعالیٰ فرماتا ہے:"حَتّٰۤى اِذَا حَضَرَ اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ اِنِّیْ تُبْتُ الْـٰٔنَ "الخ۔بعض علماء نے فرمایا کہ ملک الموت ہر مرنے والے کو نظر آتے ہیں مؤمن ہو یا کافر۔خیال رہے کہ قبض روح پاؤں کی طرف سے شروع ہوتا ہے تاکہ بندہ کی اس حالت میں دل وزبان چلتے رہیں،گنہگار توبہ کرلیں،کہاسنا معاف کرالیں،کوئی وصیت کرنی ہوتو کرلیں۔یہ بھی خیال رہے کہ غرغرہ کے وقت گناہوں سے توبہ کے معنے ہیں گزشتہ گناہوں پر شرمندہ ہوجانا،اب آئندہ گناہ نہ کرنے کا عہد بیکار ہے کہ اب تو دنیا سے جارہا ہے گناہ کا وقت ہی نہ پاسکے گا مگر یہ توبہ اس وقت کی قبول ہے کہ رب تعالیٰ غفار ہے۔(مراۃ المناجیح،ج۳،ص۳۷۴،مکتبہ اسلامیہ،لاہور)

توبہ قبول ہونے کی مدت:

(۲۱)وَعَنْ زِرِّ بْنِ حُبَيْشٍ، قَالَ: اَتَيْتُ صَفْوَانَ بْنَ عَسَّالٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَسْاَلُهُ عَنِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ، فَقَالَ: مَا جَاءَ بِكَ يَا زِرُّ؟ فَقُلْتُ: اِبْتِغَاءَ الْعِلْمِ، فَقَالَ: اِنَّ الْمَلَائِكَةَ تَضَعُ اَجْنِحَتَهَا لِطَالِبِ الْعِلْمِ رِضیً بِمَا يَطْلُبُ ۔ فَقُلْتُ: اِنَّهُ قَدْ حَكَّ فِيْ صَدْرِيْ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ بَعْدَ الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ، وَكُنْتَ امْرَاً مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجِئْتُ اَسْاَلُكَ هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِيْ ذٰلِكَ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ، كَانَ يَاْمُرُنَا اِذَا كُنَّا سَفَرًا - اَوْ مُسَافِرِيْنَ - اَنْ لَّا نَنْزِعَ خِفَافَنَا ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ وَّلَيَالِيَهُنَّ اِلَّا مِنْ جَنَابَةٍ، لٰكِنْ مِنْ غَائِطٍ وَّبَوْلٍ وَّنَوْمٍ ۔ فَقُلْتُ: هَلْ سَمِعْتَهُ يَذْكُرُ فِي الْهَوٰى شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ، كُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ سَفَرٍ، فَبَيْنَا نَحْنُ عِنْدَهُ اِذْ نَادَاهُ اَعْرَابِيٌّ بِصَوْتٍ لَّهُ جَهْوَرِيٍّ: يَا مُحَمَّدُ، فَاَجَابَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَحْوًا مِّنْ صَوْتِهٖ: "هَاؤُمَ " فَقُلْتُ لَهُ:

وَيْحَكَ ! اغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ فَاِنَّكَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقَدْ نُهِيْتَ عَنْ هٰذَا! فَقَالَ:وَاللّٰهِ لَا اَغْضُضُ ۔ قَالَ الْاَعْرَابِيُّ: اَلْمَرْءُ يُحِبُّ الْقَوْمَ وَلَمَّا يَلْحَقْ بِهِمْ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى

(۲۱) (مختلف الفاظ کے ساتھ ترمذی شریف کتاب العلم رقم ۲۶۸۲) (مسند امام ابوحنیفہ جلد ا صفحہ ۵۷) (الترغیب والترہیب رقم ۱۰۶) (ابو داؤد شریف کتاب العلم رقم الحدیث ۳۶۴۱) (ابن ماجہ شریف المقدمۃ رقم الحدیث ۲۲۳) (دارمی شریف رقم الحدیث ۳۴۲) (مسند الشامین رقم الحدیث ۱۲۳۱) (شعب الایمان رقم الحدیث ۱۶۹۶)

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ"، فَمَا زَالَ یُحَدِّثُنَا حَتّٰی ذَکَرَ بَابًا مِّنَ الْمَغْرِبِ مَسِیْرَۃُ عَرْضِہٖ اَوْ یَسِیْرُ الرَّاکِبُ فِیْ عَرْضِہٖ اَرْبَعِیْنَ اَوْ سَبْعِیْنَ عَامًا قَالَ سُفْیَانُ اَحَدُ الرُّوَاۃِ: قِبَلَ الشَّامِ خَلَقَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی یَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مَفْتُوْحًا لِلتَّوْبَۃِ لَا یُغْلَقُ حَتّٰی تَطْلُعَ الشَّمْسُ مِنْہُ . رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَغَیْرُہٗ، وَقَالَ: حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ .

◂◂ حضرت زر بن حبیش رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ کے پاس آیا کہ ان سے موزوں پر مسح کرنے کا مسئلہ پوچھوں۔ سو انہوں نے پوچھا: اے زر! تم کس واسطے آئے ہو میں نے عرض کی طلب علم کے واسطے (حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: ملائکہ اپنے پر بچھا دیتے ہیں طالبعلم کی طلب سے خوش ہو کر میں نے عرض کی: بڑے پیشاب اور چھوٹے پیشاب کے بعد وضو کے دوران موزوں پر مسح کرنے کے متعلق میرے ذہن میں شبہ ہے' اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام

میں سے ہیں میں آپ سے یہ پوچھنے کے واسطے آیا ہوں کہ کیا آپ نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کچھ تذکرہ کرتے ہوئے سنا ہے؟ حضرت صفوان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: ہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں حکم فرمایا کرتے تھے' جس وقت ہم سفر میں ہوں یا مسافر ہوں کہ ہم موزوں کو نہ اتاریں تین دن اور تین راتیں مگر جس وقت جنابت ہو مگر بڑے پیشاب یا چھوٹے پیشاب یا نیند کے سبب حاجت نہیں ہے میں نے کہا: کیا آپ نے حضور کو نفسانی خواہش کے متعلق تذکرہ کرتے ہوئے کچھ سنا ہے۔ انہوں نے جواب دیا: ہاں! ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے ایک بدو نے بلند آواز سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ندا دی: یا محمد! اسی آواز میں اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: کیا مسئلہ ہے؟ میں ادھر ہوں؟ (راوی ذکر کرتے ہیں:) میں نے اس بدو سے کہا: تمہارا بیڑا غرق ہو تم اپنی آواز کو آہستہ کرو اس واسطے کہ تم نزدیک ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اس سے (یہ آواز اونچی کرنے سے) منع کیا گیا۔ اس پر وہ کہنے لگا: واللہ! میں آہستہ نہ کروں گا۔ اس بدو نے پوچھا ایک آدمی محبت کرتا ہے کسی قوم کے ساتھ مگر اس کی ملاقات ان سے نہیں ہوتی۔ تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انسان قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا جس کے ساتھ وہ محبت کرتا ہے۔ راوی کا کہنا ہے سو وہ ہمیں حدیث مبارکہ سناتے رہے جس میں انہوں نے مغرب میں پائے جانیوالے ایک دروازے کا تذکرہ کیا جس کی عرض کی مسافت اگر کوئی سوار چالیس سال تک یا ستر سال تک چلتا رہے تو اس کے دوسرے کنارے تک نہ پہنچ سکے۔ حضرت سفیان نام کے ایک راوی ناقل ہیں کہ یہ دروازہ شام کی جانب ہے اللہ عزوجل نے اس کو اس دن تخلیق کیا تھا جب اس نے آسمانوں اور زمینوں کو تخلیق کیا تھا یہ توبہ کے واسطے کھلا ہوا ہے' اور بند ہوگا اس وقت جس وقت سورج وہاں سے طلوع ہوگا۔

اس حدیث مبارکہ کو حضرت امام ترمذی علیہ الرحمۃ اور دوسرے کئی محدثین علیہم الرضوان نے نقل کیا ہے، اور حضرت امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ یہ حدیث مبارکہ حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

ابتغاء: از، بغاءً، بمعنی طلب کرنا۔

اجنحة: جناح کے جمع ہے، بمعنی پر، (پرندہ کے پر، پہ بھی بولا جاتا ہے،)

حكّ: از، حكاً، بمعنی رگڑنا۔

الهوی: از، هویً، بمعنی محبت کرنا، چاہنا۔

جهوری: از، جهارةً، بمعنی آواز کا بلند ہونا۔

ویحك: یہ کلمہ اُس وقت بولا جاتا ہے جب کسی پر رحم، ترس کھایا جائے۔

اغضض: از، غضاً، و غضاضاً، بمعنی نظر یا آواز کو پست کرنا۔

تعارف راوی حدیث:

زرابن حبیش: (تابعی) آپ کی کنیت ابو حریم ہے، اسدی کوفی ہیں، ایک سوبیس سال عمر ہوئی ساٹھ سال جاہلیت میں گزارے اور ساٹھ سال اسلام میں، عراق کے بڑے قاریوں میں سے ہیں، حضرت عمر اور ابن مسعود سے ملاقات ہے، آپ سے ایک مخلوق نے فیض لیا۔ (مراۃ المناجیح، ج ۸، حالات صحابہ وتابعین، تحت حرف الزاء، ص ۵۳۰، مکتبہ اسلامیہ لاہور،)

شرح:

موزوں پر مسح کے متعلق مفتی احمد یا خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ موزوں پر مسح کا حکم اجازت کا ہے نہ کہ وجوبی، کیونکہ مسافر کو تین دن تک مسح کرنا جائز ہے۔

یعنی حدث اصغر میں موزوں کا مسح درست اور حدث اکبر میں ناجائز، غسل میں پاؤں دھونا ہی فرض ہیں۔ اس عبارت میں عجیب لطف ہے کہ اِلَّا نے نفی توڑ کر ثبوت کیا، پھر لٰکِنْ نے اِلَّا کا ثبوت توڑ کر نفی پیدا کی، اس پر نحویوں نے معرکۃ الآرا بحثیں کی ہیں۔ (مراۃ المناجیح، ج ۱، ص ۲۹۲، مکتبہ اسلامیہ، لاہور،)

آسمانوں کے دروازے:

یعنی آسمانوں میں بہت دروازے ہیں: بعض دروازے فرشتوں کے اترنے کے لیے، بعض رزق عباد نازل ہونے کے لیے، بعض اعمال عباد چڑھنے کے لیے، ایک دروازہ وہ ہے جس سے بندوں کی توبہ جاتی ہے اور بارگاہ الٰہی میں پیش ہوتی ہے یہ دروازہ مدینہ منورہ سے جانب مغرب آسمان میں واقع ہے اس کی چوڑائی ستر سال کی راہ ہے تو اس کی لمبائی اور اونچائی کتنی

ہوگی یہ رب ہی جانے۔حدیث بالکل اپنے ظاہری معنے پر ہے کسی قسم کی تاویل یا توجیہ کی ضرورت نہیں،آسمان کے دروازے قرآن کریم سے ثابت ہیں"وَّ فُتِحَتِ السَّمَآءُ فَکَانَتْ اَبْوَابًا" الخ۔یعنی آسمان کےاور دروازے تو بعض اوقات میں بند ہوجاتے ہیں جیسے بندہ کے مرجانے پر اس کی روزی و اعمال کا دروازہ بند ہوجاتا ہے مگر توبہ کا دروازہ قریب قیامت ہی بند ہوگا۔

اس کی تحقیق پہلے ہوچکی کہ جو شخص پہلے دنیا میں موجود ہو اور ہوکافر اور اب سورج کو پچھم سے نکلتے دیکھ کر ایمان لائے تو اس کا یہ ایمان قبول نہ ہوگا کیونکہ ایمان میں غیب پر ایمان معتبر ہے اور آج ایمان بالشہادۃ ہوگیا جیسے کہ غرغرہ کی حالت میں،یا رب کا ظاہری عذاب دیکھ کر ایمان لانا قبول نہیں،جو اس کے بعد پیدا ہوا اس کا ایمان معتبر ہوگا،یوں ہی گنہگار مسلمان کی توبہ قبول ہوگی۔اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آیت میں بعض آیات سے مراد آفتاب کا پچھم سے نکلنا ہے۔بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس کے بعد گناہوں سے توبہ بھی قبول نہ ہوگی کیونکہ یہاں فرمایا"اَوْ کَسَبَتْ فِیْ اِیْمَانِهَا خَیْرًا" مگر یہ قول کچھ کمزور سا ہے"خَیْرَ فِی الْاِیْمَانِ" کچھ اور ہی ہے۔(مراۃ المناجیح،ج ۳،ص ۳۷۵،مکتبہ اسلامیہ،لاہور)

سو آدمیوں کے قاتل کی توبہ:

(۲۲)وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ سِنَانِ الْخُدْرِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "کَانَ فِیْمَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ رَجُلٌ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِیْنَ نَفْسًا، فَسَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ، فَدُلَّ عَلٰی رَاهِبٍ، فَاَتَاهُ . فَقَالَ: اِنَّهٗ قَتَلَ تِسْعَةً وَّتِسْعِیْنَ نَفْسًا فَهَلْ لَّهٗ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: لَا، فَقَتَلَهٗ فَکَمَّلَ بِهٖ مِئَةً، ثُمَّ سَاَلَ عَنْ اَعْلَمِ اَهْلِ الْاَرْضِ، فَدُلَّ عَلٰی رَجُلٍ عَالِمٍ . فَقَالَ: اِنَّهٗ قَتَلَ مِئَةَ نَفْسٍ فَهَلْ لَّهٗ مِنْ تَوْبَةٍ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، وَمَنْ یَّحُوْلُ بَیْنَهٗ وبَیْنَ التَّوْبَةِ؟ اِنْطَلِقْ اِلٰی اَرْضِ کَذَا وکَذَا فَاِنَّ بِهَا اُنَاسًا یَّعْبُدُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰی فَاعْبُدِ اللّٰهَ مَعَهُمْ، وَلَا تَرْجِعْ اِلٰی اَرْضِكَ فَاِنَّهَا اَرْضُ سُوْءٍ، فَانْطَلَقَ حَتّٰی اِذَا نَصَفَ الطَّرِیْقَ اَتَاهُ الْمَوْتُ، فَاخْتَصَمَتْ فِیْهِ مَلَائِکَةُ الرَّحْمَةِ ومَلَائِکَةُ الْعَذَابِ . فَقَالَتْ مَلَائِکَةُ الرَّحْمَةِ: جَآءَ تَائِبًا، مُقْبِلًا بِقَلْبِهٖ اِلَی اللّٰهِ تَعَالٰی،

وَقَالَتْ مَلَائِکَةُ الْعَذَابِ: اِنَّهٗ لَمْ یَعْمَلْ خَیْرًا قَطُّ، فَاَتَاهُمْ مَلَكٌ فِیْ صُوْرَةِ اٰدَمِیٍّ فَجَعَلُوْهُ بَیْنَهُمْ- اَیْ حَکَمًا - فَقَالَ: قِیْسُوْا مَا بَیْنَ الْاَرْضَیْنِ فَاِلٰی اَیَّتِهِمَا کَانَ اَدْنٰی فَهُوَ لَهٗ . فَقَاسُوْا فَوَجَدُوْهُ اَدْنٰی اِلَی الْاَرْضِ الَّتِیْ اَرَادَ، فَقَبَضَتْهُ مَلَائِکَةُ الرَّحْمَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

وَفِیْ رِوَایَةٍ فِی الصَّحِیْحِ: "فَکَانَ اِلَی الْقَرْیَةِ الصَّالِحَةِ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَجُعِلَ مِنْ اَهْلِهَا" .وَفِیْ

(۲۲)(بخاری شریف رقم الحدیث ۳۲۸۳)(مسلم شریف کتاب التوبہ رقم الحدیث ۶۸۷۸)(ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۲۶۲۲)(مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۱۱۱۷۰)(صحیح ابن حبان رقم الحدیث ۶۱۱)(بیہقی شریف رقم الحدیث ۱۵۶۴۱)(مسند ابویعلی رقم الحدیث ۱۰۳۳)(طبرانی کبیر رقم الحدیث ۷۸۸)

رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحِ: "فَأَوْحَى اللّٰهُ تَعَالٰى اِلٰى هٰذِهٖ اَنْ تَبَاعَدِيْ، وَاِلٰى هٰذِهٖ اَنْ تَقَرَّبِيْ، وَقَالَ: قِيْسُوْا مَا بَيْنَهُمَا، فَوَجَدُوْهُ اِلٰى هٰذِهٖ اَقْرَبَ بِشِبْرٍ فَغُفِرَ لَهٗ" . وَفِيْ رِوَايَةٍ: "فَنَاٰى بِصَدْرِهٖ نَحْوَهَا"

◀◀ حضرت ابوسعد بن مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ تم سے پہلے دور میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے آدمیوں کو مارا تھا اس نے اہل زمین میں سے جید عالم کے متعلق سوال کیا تو اس کی ایک زاہد کی جانب رہنمائی کی گئی وہ اس زاہد کے پاس آیا اس نے زاہد کو بتایا کہ اس نے ننانوے آدمیوں کو قتل کیا ہے کیا اس کے واسطے توبہ کی کوئی صورت ہے زاہد نے جواب دیا نہیں اس قاتل نے اس زاہد کو بھی جان سے مار دیا اور اس نے سو کی تعداد پوری کر دی پھر اس نے اہل زمین کے کسی جید عالم کے بارے میں پوچھا تو اس کی ایک عالم کی جانب رہنمائی کی گئی۔ اس آدمی نے اس عالم کو بتایا کہ میں نے سو آدمیوں کو جان سے مارا ہے کیا اس کے واسطے توبہ کی رعایت ہے۔ اس عالم نے جواب دیا ہاں! توبہ کی رعایت سے اس کے اور توبہ کے مابین کون سی چیز آڑ بن سکتی ہے تم فلاں فلاں زمین میں چلے جاؤ سو اس مقام پر بعض افراد ہوں گے جو اللہ عزوجل کی عبادت میں مصروف ہوں گے۔ تم بھی اللہ عزوجل کی عبادت کر وان کے ساتھ مل کر اور اپنی زمین میں نہ پلٹنا اس واسطے کہ وہ بری زمین ہے وہ آدمی چلا جس وقت وہ آدھے راستے تک پہنچا تو اس کی وفات ہو گئی اور اس کے متعلق رحمت کے فرشتوں اور عذاب کے فرشتوں کے درمیان جھگڑا ہو گیا رحمت کے فرشتوں نے کہا یہ تائب ہو کر اور دلی طور پر اللہ عزوجل کی جانب آ رہا تھا۔ عذاب کے فرشتوں نے کہا اس نے کسی وقت بھی کوئی نیکی نہیں کی۔ پس ایک فرشتہ آدمی کی صورت میں ان کے پاس آیا ان ملائکہ نے اس کو اپنے مابین منصف مقرر کیا۔ اس نے فیصلہ کیا کہ دونوں جانب کی زمینوں کو ماپ لو سو جس زمین کے یہ زیادہ نزدیک ہو گا اسی طرف تصور ہو گا۔ ان فرشتوں نے زمین کو ماپا تو انہوں نے اس آدمی کو اس زمین کے زیادہ نزدیک پایا جس جانب اس نے جانے کی نیت کی تھی تو اس کو رحمت کے فرشتوں نے لے لیا۔ (متفق علیہ)

صحیح کی ایک حدیث مبارکہ کے یہ لفظ ہیں تو وہ اس زمین کے جو نیک لوگوں کی تھی ایک بالشت نزدیک تھا تو اس نے اس آدمی کو ان کے ساتھ کر دیا۔ اور صحیح کی ایک روایت میں ہے اللہ عزوجل نے وحی کی اس زمین کی جانب کہ تو دوری اختیار کر اور اس زمین کی جانب وحی کی کہ نزدیک ہو جا اس کے بعد اس آدمی نے حکم دیا کہ ان دونوں حصوں کے مابین فاصلہ ماپ لو تو ملائکہ نے اس آدمی کو صالح افراد کی بستی کے ایک بالشت نزدیک پایا تو اسے بخش دیا گیا۔ ایک حدیث مبارکہ کے لفظ یہ ہیں کہ اس کا سینہ صالح افراد کی بستی کی جانب ہو گیا۔

حل لغات:

تدل: از، دلالةً، بمعنی راہ نمائی کرنا، راستہ دکھانا،

راھب: بمعنی لوگوں سے کنارہ کش ہوکر گرجا میں عزلت نشینی کرنا۔

فاختصمت: از، خصاماً، بمعنی جھگڑا کرنا۔

قط: بمعنی، کبھی بھی منفی کے ساتھ خاص ہے اور زمانہ ماضی کے حصر کے لیے آتا۔

بشبر: بمعنی بالشت۔

تعارف راوی حدیث:

ابوسعید خدری: آپ کا نام سعد ابن مالک ہے، انصاری خدری ہیں، اپنی کنیت میں مشہور ہیں، آپ حافظ ہیں، بہت احادیث کے راوی ہیں، بہت صحابہ تابعین نے آپ سے روایات لیں ۲۷ھ چوہتّر میں وفات ہوئی، چوراسی سال عمر پائی جنت البقیع سے باہر آپ کی قبر انور ہے حضرت فاطمہ بنت اسد کی قبر کے برابر، مترجم فقیر نے زیارت کی ہے۔

(مراۃ المناجیح، ج۸، حالات صحابہ وتابعین، تحت حرف السین، ص۵۳۴، مکتبہ اسلامیہ لاہور،)

شرح:

اس کی شرح میں مفتی احمد یار خان علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

کہ اس آدمی نے ظلماً ڈکیتی سے یا کسی اور طرح ننانوے آدمی مار ڈالے تھے۔

جب اس کی موت قریب آئی تو رحمت خداوندی نے دستگیری کی، اپنے کئے پر پشیمان ہوا اور اس گناہوں کے شہر سے نکل کھڑا ہوا، مسئلہ پوچھنے عالم وقت کے پاس گیا، راھب رھبٌ سے بنا بمعنی خوف۔ اصطلاح میں راہب وہ پادری جوگی کہلاتے تھے جو خوف خدا میں تارک الدنیا ہوجاتے تھے، گوشہ میں بیٹھ کر اللہ اللہ ہی کرتے تھے، ان میں سے اکثر عالم بھی ہوتے تھے، یہود ونصاریٰ کے ہاں ترک دنیا بہترین عبادت تھی ہمارے اسلام میں ممنوع ہے۔ یا تو وہ راہب توبہ کے مسئلے سے جاہل تھا اور یا اس کا مطلب یہ تھا کہ قتل حق العباد ہے، مقتول کے ورثاء سے اس میں معافی مانگنا ضروری ہے، اتنے بہت سے مقتولوں کے وارثوں کے پاس یہ کیسے پہنچے گا اور انہیں کیسے راضی کرے گا بہر حال اس راہب نے مسئلہ غلط بتایا۔

بخشش سے مایوسی کی وجہ سے وہ گناہ پر دلیر ہوگیا، مایوس بلی کتے پر حملہ کردیتی ہے اسی لیے اسلام نے بڑے سے بڑے مجرم کو بھی بخشش سے مایوس نہ کیا، پھانسی والے ملزم کو تمام قیدیوں سے الگ کال کوٹھڑی میں رکھتے ہیں کیونکہ وہ اپنی زندگی سے مایوس ہوکر اور دو چار کو قتل نہ کردے، آریوں کے ہاں توبہ کوئی چیز نہیں ان کے مذہب نے گناہ پر دلیر کیا ہے۔

پہلا کذا نام بتانے کے لیے ہے اور دوسرا کذا بیان اوصاف کے لیے یعنی فلاں نام کی بستی جو فلاں طرف ہے جس میں اللہ کے بہت نیک بندے رہتے ہیں تو وہاں جا اور فلاں سے مسئلہ پوچھ۔

یعنی اس طرح گر کر مرا کہ اس کا چہرہ اور سینہ تو اس عالم کی بستی کی طرف تھا جہاں جارہا تھا اور پیٹھ اس گناہوں کی بستی کی طرف جہاں سے آرہا تھا اللہ تعالیٰ کو اس کی یہ ادا پسند آگئی۔ اس سے معلوم ہوا کہ مسئلہ پوچھنے کے لیے عالموں کے پاس

جانا عبادت ہے، نیز عالم کے شہر کی تعظیم اور اس طرف منہ کر کے سونا یا مرنا بھی رب تعالیٰ کو پسند ہے۔ سنت یہ ہے کہ مؤمن کعبہ کو منہ اور سینہ کر کے سوئے، میت کو کعبہ کے رخ دفن کرو، بعض عشاق مدینہ منورہ یا بغداد شریف کی طرف منہ کر کے دعائیں مانگتے ہیں، نماز غوثیہ میں بعد نماز گیارہ قدم بغداد شریف کی طرف منہ کر کے چلتے ہیں اور ادھر ہی منہ کر کے دعا مانگتے ہیں ان سب کی اصل یہ حدیث ہے، دیکھو اس شہر میں کعبہ یا بیت المقدس نہ تھا صرف ایک عالم کی بستی تھی جس کے ادب کی برکت سے بخشا گیا۔ رب تعالیٰ نے توبہ کرنے والے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا "اُدْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا وَّقُولُوا حِطَّةٌ" اس نبیوں کے شہر میں سجدہ کرتے جاؤ اور وہاں ہم سے معافی مانگو۔

یعنی یہ شخص بالکل بیچ میں تھا کہ اسے موت آگئی، اس کی روح کو لینے کے لیے رحمت کے فرشتے بھی آگئے اور عذاب کے بھی، عذاب والے فرشتے کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے بڑے گناہ کر کے آیا تھا، رحمت والے فرشتے کہتے تھے کہ یہ ہمارا ہے توبہ کرنے جارہا تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ فرشتوں کے لیے رب تعالیٰ کی طرف سے قانون مقرر کر دیا گیا ہے، کس قسم کی میت کو عذاب کے فرشتے لیں اور کس کو رحمت کے وہ اسی قانون کے تحت ہر میت تک پہنچ جاتے ہیں لہٰذا اس حدیث پر یہ اعتراض نہیں کہ فرشتے تو خدا کے حکم سے آتے ہیں یہاں رب تعالیٰ نے دونوں قسم کے فرشتے بھیجے ہی کیوں لہٰذا یہ حدیث اس آیت کے خلاف نہیں "وَمَا نَتَنَزَّلُ اِلَّا بِاَمْرِ رَبِّکَ" کیونکہ وہاں امر سے مراد کلی امر ہے جیسے رب تعالیٰ نے ہم کو نمازوں وغیرہ کا کلی امر دے رکھا ہے۔ یعنی اس کی موت بالکل درمیان میں واقع ہوئی تھی، رب تعالیٰ نے ارادۂ توبہ کی وجہ سے اس کا اتنا احترام فرمایا کہ اس کی لاش کو اس بستی کی طرف نہ سرکایا بلکہ دونوں بستیوں کو حرکت دی کہ اس کو پیچھے ہٹایا اس کو آگے بڑھایا۔ خیال رہے کہ رب تعالیٰ جب بندے سے راضی ہو جائے تو اپنے حقوق تو خود معاف کر دیتا ہے اور بندوں کے حقوق حق والوں سے معاف کرا دیتا ہے۔ اس موقعہ پر بھی رب تعالیٰ نے مقتولوں کو کچھ دے کر معاف کرا دیا لہٰذا حدیث پر نہ تو یہ اعتراض ہے کہ ظلماً قتل حق العباد تھے بغیر بندوں کے معاف کئے اس کی بخشش کیسے ہوگئی اور نہ یہ کہ دو بستیوں کو کیوں ہٹایا لاش کو ہی کیوں نہ سرکا دیا۔

(مراۃ المناجیح، ج ۳، ص ۳۶۴، مکتبہ اسلامیہ، لاہور)

تین صحابہ کا غزوہ تبوک میں شرکت نہ کرنا:

(۲۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ كَعْبِ بْنِ مالكٍ، وَّكَانَ قَائِدَ كَعْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ مِنْ بَنِيْهِ حِيْنَ

(۲۳) (بخاری شریف کتاب التفسیر، رقم الحدیث ۴۴۰۰) (بخاری شریف کتاب الوصایا رقم الحدیث ۲۶۰۶) (بخاری شریف کتاب الجہاد رقم الحدیث ۲۷۸۷) (بخاری شریف کتاب الجہاد رقم الحدیث ۲۷۹۰) (بخاری شریف کتاب الجہاد رقم الحدیث ۲۹۲۲) (بخاری شریف کتاب المناقب رقم الحدیث ۳۳۶۳) (بخاری شریف کتاب فضائل الصحابہ رقم الحدیث ۳۶۷۶) (بخاری شریف کتاب المغازی رقم الحدیث ۳۷۳۵) (بخاری شریف کتاب المغازی رقم الحدیث ۴۱۵۶) (بخاری شریف کتاب الاستذان رقم الحدیث ۵۹۰۰) (بخاری شریف کتاب الایمان والنذور رقم ۶۳۱۲) (بخاری شریف کتاب الاحکام رقم الحدیث ۶۷۹۸) (مسلم شریف رقم الحدیث ۲۷۶۹) (ابو داؤد شریف رقم الحدیث ۳۳۱۷) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۳۱۰۲) (نسائی شریف رقم الحدیث ۳۸۲۴) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۲۷۲۱۹) (ابن حبان رقم ۳۳۷۰)

عَـمِـيَّ، قَالَ: سَمِعْتُ كَعْبَ بنَ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُحَدِّثُ بحَدِيْثِهٖ حِيْنَ تَخلَّفَ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ ـ قَالَ كَعْبٌ: لَمْ اَتَخَلَّفْ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةٍ غَزَاهَا قَطُّ اِلَّا فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ، غَيْرَ اَنِّيْ قَدْ تَخَلَّفْتُ فِيْ غَزْوَةِ بَدْرٍ، وَّلَمْ يُعَاتَبْ اَحَدٌ تَخَلَّفَ عَنْهُ ؛ اِنَّمَا خَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ يُرِيْدُوْنَ عِيْرَ قُرَيْشٍ حَتّٰى جَمَعَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَيْنَهُمْ وبَيْنَ عَدُوِّهِمْ عَلٰى غَيْرِ مِيْعَادٍ . وَلَقَدْ شَهِدْتُّ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ الْعَقَبَةِ حِيْنَ تَوَاثَقْنَا عَلَى الْاِسْلَامِ، وَمَا اُحِبُّ اَنَّ لِيْ بِهَا مَشْهَدَ بَدْرٍ، وَّاِنْ كَانَتْ بَدْرٌ اَذْكَرَ فِي النَّاسِ مِنْهَا ـ وكانَ مِنْ خَبَرِيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ اَنِّيْ لَمْ اَكُنْ قَطُّ اَقْوٰى وَلَا اَيْسَرَ مِنِّيْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْهُ فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ، وَاللّٰهِ مَا جَمَعْتُ قَبْلَهَا رَاحِلَتَيْنِ قَطُّ حَتّٰى جَمَعْتُهُمَا فِيْ تِلْكَ الْغَزْوَةِ وَلَمْ يَكُنْ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيْدُ غَزْوَةً اِلَّا وَرّٰى بِغَيْرِهَا حَتّٰى كَانَتْ تِلْكَ الْغَزْوَةُ، فَغَزَاهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَرٍّ شَدِيْدٍ، وَّاسْتَقْبَلَ سَفَرًا بَعِيْدًا وَّمَفَازًا، وَّاسْتَقْبَلَ عَدَدًا كَثِيْرًا، فَجَلّٰى لِلْمُسْلِمِيْنَ اَمْرَهُمْ لِيَتَاَهَّبُوْا اُهْبَةَ غَزْوِهِمْ فَاَخْبَرَهُمْ بِوَجْهِهِمُ الَّذِيْ يُرِيْدُ، وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ كَثِيْرٌ وَّلَا يَجْمَعُهُمْ كِتَابٌ حَافِظٌ (يُرِيْدُ بِذٰلِكَ الدِّيْوَانَ) قَالَ كَعْبٌ: فَقَلَّ رَجُلٌ يُّرِيْدُ اَنْ يَّتَغَيَّبَ اِلَّا ظَنَّ اَنَّ ذٰلِكَ سَيَخْفٰى بِهٖ مَا لَمْ يَنْزِلْ فِيْهِ وَحْيٌ مِّنَ اللّٰهِ، وَغَزَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تِلْكَ الْغَزْوَةَ حِيْنَ طَابَتِ الثِّمَارُ وَالظِّلَالُ، فَاَنَا اِلَيْهَا اَصْعَرُ، فَتَجَهَّزَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ وَطَفِقْتُ اَغْدُوْا لِكَيْ اَتَجَهَّزَ مَعَهٗ، فَاَرْجِعُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا، وَّاَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ: اَنَا قَادِرٌ عَلٰى ذٰلِكَ اِذَا اَرَدْتُّ، فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادٰى بِيْ حَتّٰى اسْتَمَرَّ بِالنَّاسِ الْجِدُّ، فَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَادِيًا وَالْمُسْلِمُوْنَ مَعَهٗ وَلَمْ اَقْضِ مِنْ جِهَازِيْ شَيْئًا، ثُمَّ غَدَوْتُ فَرَجَعْتُ وَلَمْ اَقْضِ شَيْئًا، فَلَمْ يَزَلْ يَتَمَادٰى بِيْ حَتّٰى اَسْرَعُوْا وَتَفَارَطَ الْغَزْوُ، فَهَمَمْتُ اَنْ اَرْتَحِلَ فَاُدْرِكَهُمْ، فَيَا لَيْتَنِيْ فَعَلْتُ، ثُمَّ لَمْ يُقَدَّرْ ذٰلِكَ لِيْ، فَطَفِقْتُ اِذَا خَرَجْتُ فِي النَّاسِ بَعْدَ خُرُوْجِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَحْزُنُنِيْ اَنِّيْ لَا اَرٰى لِيْ اُسْوَةً، اِلَّا رَجُلًا مَّغْمُوْصًا عَلَيْهِ فِي النِّفَاقِ، اَوْ رَجُلًا مِمَّنْ عَذَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَ الضُّعَفَاءِ، وَلَمْ يَذْكُرْنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَلَغَ تَبُوْكَ، فَقَالَ وَهُوَ جَالِسٌ فِي الْقَوْمِ بِتَبُوْكَ: "مَا فَعَلَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ؟" فَقَالَ رَجُلٌ مِّنْ بَنِيْ سَلِمَةَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، حَبَسَهٗ بُرْدَاهُ وَالنَّظَرُ فِيْ عِطْفَيْهِ ـ فَقَالَ لَهٗ مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ

عَنْـهُ: بِئْسَ مَا قُلْتَ ! وَاللّٰهِ يا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ اِلَّا خَيْرًا، فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ فَبَيْنَا هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ رَاٰى رَجُلًا مُّبِيضًا يَّزُوْلُ بِهِ السَّرَابُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كُنْ اَبَا خَيْثَمَةَ"، فَاِذَا هُوَ اَبُوْ خَيْثَمَةَ الْاَنْصَارِيُّ وَهُوَ الَّذِىْ تَصَدَّقَ بِصَاعِ التَّمْرِ حِيْنَ لَمَزَهُ الْمُنَافِقُوْنَ .قَالَ كَعْبٌ: فَلَمَّا بَلَغَنِىْ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ تَوَجَّهَ قَافِلًا مِّنْ تَبُوْكَ حَضَرَنِىْ بَثِّى، فَطَفِقْتُ اَتَذَكَّرُ الْكَذِبَ وَاَقُوْلُ: بِمَ اَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهٖ غَدًا؟ وَاَسْتَعِيْنُ عَلٰى ذٰلِكَ بِكُلِّ ذِىْ رَاْىٍ مِّنْ اَهْلِىْ، فَلَمَّا قِيْلَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَظَلَّ قَادِمًا، زَاحَ عَنِّى الْبَاطِلُ حَتّٰى عَرَفْتُ اَنِّىْ لَنْ اَنْجُوَ مِنْهُ بِشَىْءٍ اَبَدًا، فَاَجْمَعْتُ صِدْقَهٗ وَاَصْبَحَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَادِمًا، وَّكَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَرَكَعَ فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَعَلَ ذٰلِكَ جَاءَهُ الْمُخَلَّفُوْنَ يَعْتَذِرُوْنَ اِلَيْهِ وَيَحْلِفُوْنَ لَهٗ، وَكَانُوْا بِضْعًا وَّثَمَانِيْنَ رَجُلًا، فَقَبِلَ مِنْهُمْ عَلَانِيَتَهُمْ وَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَوَكَلَ سَرَائِرَهُمْ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى، حَتّٰى جِئْتُ، فَلَمَّا سَلَّمْتُ تَبَسَّمَ تَبَسُّمَ الْمُغْضَبِ ـ ثُمَّ قَالَ: "تَعَالَ"، فَجِئْتُ اَمْشِىْ حَتّٰى جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ لِىْ: "مَا خَلَّفَكَ؟ اَلَمْ تَكُنْ قَدِ ابْتَعْتَ ظَهْرَكَ؟" قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّىْ وَاللّٰهِ لَوْ جَلَسْتُ عِنْدَ غَيْرِكَ مِنْ اَهْلِ الدُّنْيَا لَرَاَيْتُ اَنِّىْ سَاَخْرُجُ مِنْ سَخَطِهٖ بِعُذْرٍ ؛ لَقَدْ اُعْطِيْتُ جَدَلًا، وَّلٰكِنِّىْ وَاللّٰهِ لَقَدْ عَلِمْتُ لَئِنْ حَدَّثْتُكَ الْيَوْمَ حَدِيْثَ كَذِبٍ تَرْضٰى بِهٖ عَنِّىْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يُّسْخِطَكَ عَلَىَّ، وَاِنْ حَدَّثْتُكَ حَدِيْثَ صِدْقٍ تَجِدُ عَلَىَّ فِيْهِ اِنِّىْ لَاَرْجُوْ فِيْهِ عُقْبَى اللهِ عَزَّوَجَلَّ، وَاللّٰهِ مَا كَانَ لِىْ مِنْ عُذْرٍ، وَّاللّٰهِ مَا كُنْتُ قَطُّ اَقْوٰى وَلَا اَيْسَرَ مِنِّىْ حِيْنَ تَخَلَّفْتُ عَنْكَ ـ قَالَ: فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَمَّا هٰذَا فَقَدْ صَدَقَ، فَقُمْ حَتّٰى يَقْضِىَ اللّٰهُ فِيْكَ" ـ وَسَارَ رِجَالٌ مِّنْ بَنِىْ سَلِمَةَ فَاتَّبَعُوْنِىْ فَقَالُوْا لِىْ: وَاللّٰهِ مَا عَلِمْنَاكَ اَذْنَبْتَ ذَنْبًا قَبْلَ هٰذَا لَقَدْ عَجَزْتَ فِىْ اَنْ لَّا تَكُوْنَ اِعْتَذَرْتَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَا اعْتَذَرَ اِلَيْهِ الْمُخَلَّفُوْنَ، فَقَدْ كَانَ كَافِيْكَ ذَنْبَكَ اِسْتِغْفَارُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَكَ ـ قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا زَالُوْا يُؤَنِّبُوْنَنِىْ حَتّٰى اَرَدْتُّ اَنْ اَرْجِعَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُكَذِّبَ نَفْسِىْ، ثُمَّ قُلْتُ لَهُمْ: هَلْ لَقِىَ هٰذَا مَعِىَ مِنْ اَحَدٍ؟ قَالُوْا: نَعَمْ، لَقِيَهٗ مَعَكَ رَجُلَانِ قَالَا مِثْلَ مَا قُلْتَ، وَقِيْلَ لَهُمَا مِثْلَ مَا قِيْلَ لَكَ، قَالَ: قُلْتُ: مَنْ هُمَا ؟ قَالُوْا: مُرَارَةُ بْنُ الرَّبِيْعِ الْعَمْرِىُّ، وَهِلَالُ ابْنُ اُمَيَّةَ الْوَاقِفِىُّ؟ قَالَ: فَذَكَرُوْا لِىْ رَجُلَيْنِ صَالِحَيْنِ قَدْ شَهِدَا بَدْرًا فِيْهِمَا اُسْوَةٌ، قَالَ: فَمَضَيْتُ حِيْنَ ذَكَرُوْهُمَا لِىْ ـ

وَنَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ كَلامِنَا اَيُّهَا الثَّلاثَةُ مِنْ بَيْنِ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهُ، فَاجْتَنَبَنَا النَّاسُ -اَوْ قَالَ: تَغَيَّرُوْا لَنَا- حَتّٰی تَنَكَّرَتْ لِيْ فِيْ نَفْسِي الْاَرْضُ، فَمَا هِيَ بِالْاَرْضِ الَّتِيْ اَعْرِفُ، فَلَبِثْنَا عَلٰی ذٰلِكَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً . فَاَمَّا صَاحِبَايَ فَاسْتَكَانَا وقَعَدَا فِيْ بُيُوْتِهِمَا يَبْكِيَان . وَاَمَّا اَنَا فَكُنْتُ اَشَبَّ الْقَوْمِ وَاَجْلَدَهُمْ فَكُنْتُ اَخْرُجُ فَاَشْهَدُ الصَّلٰوةَ مَعَ الْمُسْلِمِيْنَ، وَاَطُوْفُ فِي الْاَسْوَاقِ وَلا يُكَلِّمُنِيْ اَحَدٌ، وَّاٰتِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاُسَلِّمُ عَلَيْهِ وَهُوَ فِيْ مَجْلِسِهٖ بَعْدَ الصَّلٰوةِ، فَاَقُوْلُ فِيْ نَفْسِيْ: هَلْ حَرَّكَ شَفَتَيْهِ بِرَدِّ السَّلامِ اَمْ لا؟ ثُمَّ اُصَلِّيْ قَرِيْبًا مِّنْهُ وَاُسَارِقُهُ النَّظَرَ، فَاِذَا اَقْبَلْتُ عَلٰی صَلاتِيْ نَظَرَ اِلَيَّ وَاِذَا الْتَفَتُّ نَحْوَهٗ اَعْرَضَ عَنِّيْ، حَتّٰی اِذَا طَالَ ذٰلِكَ عَلَيَّ مِنْ جَفْوَةِ الْمُسْلِمِيْنَ مَشَيْتُ حَتّٰی تَسَوَّرْتُ جِدارَ حائِط اَبِيْ قَتَادَةَ وَهُوَ ابْنُ عَمِّيْ وَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَوَاللّٰهِ مَا رَدَّ عَلَيَّ السَّلَامَ، فَقُلْتُ لَهٗ: يَا اَبَا قَتَادَةَ، اَنْشُدُكَ بِاللّٰهِ هَلْ تَعْلَمُنِيْ اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ فَسَكَتَ، فَعُدْتُّ فَنَاشَدْتُّهٗ فَسَكَتَ، فَعُدْتُّ فَنَاشَدْتُّهٗ، فَقَالَ: اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ . فَفَاضَتْ عَيْنَايَ، وَتَوَلَّيْتُ حَتّٰی تَسَوَّرْتُ الْجِدَارَ، فَبَيْنَا اَنَا اَمْشِيْ فِيْ سُوقِ الْمَدِيْنَة اِذَا نَبَطِيٌّ مِّنْ نَّبَطِ اَهْلِ الشَّامِ مِمَّنْ قَدِمَ بِالطَّعَامِ يَبِيْعُهٗ بِالْمَدِيْنَةِ يَقُوْلُ: مَنْ يَّدُلُّ عَلٰی كَعْبِ بْنِ مَالِكٍ؟ فَطَفِقَ النَّاسُ يُشِيْرُوْنَ لَهٗ اِلَيَّ حَتّٰی جَاءَنِيْ فَدَفَعَ اِلَيَّ كِتَابًا مِّنْ مَّلِكِ غَسَّانَ، وَكُنْتُ كَاتِبًا . فَقَرَاْتُهٗ فَاِذَا فِيْهِ: اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّهٗ قَدْ بَلَغَنَا اَنَّ صَاحِبَكَ قَدْ جَفَاكَ وَلَمْ يَجْعَلْكَ اللّٰهُ بِدَارِ هَوَانٍ وَّلا مَضْيَعَةٍ ، فَالْحَقْ بِنَا نُوَاسِكَ، فَقُلْتُ حِيْنَ قَرَاْتُهَا: وَهٰذِهٖ اَيْضًا مِّنَ الْبَلاءِ، فَتَيَمَّمْتُ بِهَا التَّنُّوْرَ فَسَجَرْتُهَا، حَتّٰی اِذَا مَضَتْ اَرْبَعُوْنَ مِنَ الْخَمْسِيْنَ وَاسْتَلْبَثَ الْوَحْيُ اِذَا رَسُوْلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْتِيْنِي، فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَاْمُرُكَ اَنْ تَعْتَزِلَ امْرَاَتَكَ، فَقُلْتُ: اُطَلِّقُهَا اَمْ مَاذَا اَفْعَلُ؟ فَقَالَ: لاَ، بَلِ اعْتَزِلْهَا فَلَا تَقْرَبَنَّهَا، وَاَرْسَلَ اِلٰی صَاحِبَيَّ بِمِثْلِ ذٰلِكَ . فَقُلْتُ لامْرَاَتِيْ: اَلْحَقِيْ بِاَهْلِكِ فَكُوْنِيْ عِنْدَهُمْ حَتّٰی يَقْضِيَ اللّٰهُ فِيْ هٰذَا الْاَمْرِ . فَجَاءَتِ امْرَاَةُ هِلالِ بْنِ اُمَيَّةَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهٗ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ هِلَالَ بْنَ اَمَيَّةَ شَيْخٌ ضَائِعٌ لَّيْسَ لَهٗ خَادِمٌ، فَهَلْ تَكْرَهُ اَنْ اَخْدُمَهٗ؟ قَالَ: "لاَ، وَلٰكِنْ لَّا يَقْرَبَنَّكِ" فَقَالَتْ: اِنَّهٗ وَاللّٰهِ مَا بِهٖ مِنْ حَرَكَةٍ اِلٰی شَيْءٍ، وَّوَاللّٰهِ مَا زَالَ يَبْكِيْ مُنْذُ كَانَ مِنْ اَمْرِهٖ مَا كَانَ اِلٰی يَوْمِهٖ هٰذَا . فَقَالَ لِيْ بَعْضُ اَهْلِيْ: لَو اسْتَاْذَنْتَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ امْرَاَتِكَ فَقَدْ اَذِنَ لامْرَاَةِ هِلَالِ بْنِ اَمَيَّةَ اَنْ تَخْدُمَهٗ؟ فَقُلْتُ: لا اَسْتَاْذِنُ فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمَا يُدْرِيْنِيْ مَاذَا يَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اسْتَاْذَنْتُهُ، وَاَنَا رَجُلٌ شَابٌّ ! فَلَبِثْتُ بِذٰلِكَ عَشْرَ لَيَالٍ فَكَمُلَ لَنَا خَمْسُوْنَ لَيْلَةً مِّنْ حِيْنَ نُهِيَ عَنْ كَلاَمِنَا، ثُمَّ صَلَّيْتُ صَلَاةَ الْفَجْرِ صَبَاحَ خَمْسِيْنَ لَيْلَةً عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِنَا، فَبَيْنَا اَنَا جَالِسٌ عَلَى الْحَالِ الَّتِيْ ذَكَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنَّا، قَدْ ضَاقَتْ عَلَيَّ نَفْسِيْ وَضَاقَتْ عَلَيَّ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ، سَمِعْتُ صَوْتَ صَارِخٍ اَوْفٰى عَلٰى سَلْعٍ يَّقُوْلُ بِاَعْلٰى صَوْتِهٖ: يَا كَعْبَ بْنَ مَالِكٍ اَبْشِرْ، فَخَرَرْتُ سَاجِدًا، وَّعَرَفْتُ اَنَّهٗ قَدْ جَآءَ فَرَجٌ . فاٰذَنَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّاسَ بِتَوْبَةِ اللّٰهِ - عَزَّوَجَلَّ - عَلَيْنَا حِيْنَ صَلّٰى صَلَاةَ الْفَجْرِ فَذَهَبَ النَّاسُ يُبَشِّرُوْنَنَا، فَذَهَبَ قِبَلَ صَاحِبَيَّ مُبَشِّرُوْنَ وَرَكَضَ رَجُلٌ اِلَيَّ فَرَسًا وَّسَعٰى سَاعٍ مِّنْ اَسْلَمَ قِبَلِيْ، وَاَوْفٰى عَلَى الْجَبَلِ، فَكَانَ الصَّوْتُ اَسْرَعَ مِنَ الفَرَسِ، فَلَمَّا جَاءَنِيَ الَّذِيْ سَمِعْتُ صَوْتَهٗ يُبَشِّرُنِيْ نَزَعْتُ لَهٗ ثَوْبَيَّ فَكَسَوْتُهُمَا اِيَّاهُ بِبِشَارَتِهٖ، وَاللّٰهِ مَا اَمْلِكُ غَيْرَهُمَا يَوْمَئِذٍ، وَّاسْتَعَرْتُ ثَوْبَيْنِ فَلَبِسْتُهُمَا، وَانْطَلَقْتُ اَتَاَمَّمُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَلَقَّانِي النَّاسُ فَوْجًا فَوْجًا يُهَنِّئُوْنِّيْ بِالتَّوْبَةِ وَيَقُوْلُوْنَ لِيْ: لِتَهْنِكَ تَوْبَةُ اللهِ عَلَيْكَ . حَتّٰى دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَالِسٌ حَوْلَهُ النَّاسُ، فَقَامَ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُهَرْوِلُ حَتّٰى صَافَحَنِيْ وَهَنَّاَنِيْ، وَاللّٰه مَا قَامَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُهَاجِرِيْنَ غَيْرُهٗ فَكَانَ كَعْبٌ لَّا يَنْسَاهَا لِطَلْحَةَ قَالَ كَعْبٌ: فَلَمَّا سَلَّمْتُ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ وَهُوَ يَبْرُقُ وَجْهُهٗ مِنَ السُّرُوْرِ: ''اَبْشِرْ بِخَيْرِ يَوْمٍ مَرَّ عَلَيْكَ مُذْ وَلَدَتْكَ اُمُّكَ'' فَقُلْتُ: اَمِنْ عِنْدِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَمْ مِّنْ عِنْدِ اللّٰه؟ قَالَ: ''لاَ، بَلْ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ''، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا سُرَّ اسْتَنَارَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَاَنَّ وَجْهَهٗ قِطْعَةُ قَمَرٍ وَّكُنَّا نَعْرِفُ ذٰلِكَ مِنْهُ، فَلَمَّا جَلَسْتُ بَيْنَ يَدَيْهِ قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ اَنْخَلِعَ مِنْ مَّالِيْ صَدَقَةً اِلَى اللّٰهِ وَاِلٰى رَسُوْلِهٖ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''اَمْسِكْ عَلَيْكَ بَعْضَ مَالِكَ فَهُوَ خَيْرٌ لَّكَ'' . فَقُلْتُ: اِنِّيْ اُمْسِكُ سَهْمِي الَّذِيْ بِخَيْبَرَ . وَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِنَّمَا اَنْجَانِيْ بِالصِّدْقِ، وَاِنَّ مِنْ تَوْبَتِيْ اَنْ لَّا اُحَدِّثَ اِلَّا صِدْقًا مَّا بَقِيْتُ، فوَاللّٰه مَا عَلِمْتُ اَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ اَبْلاَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ صِدْقِ الْحَدِيْثِ مُنْذُ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحْسَنَ مِمَّا اَبْلاَنِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَاللّٰهِ مَا تَعَمَّدْتُّ كِذْبَةً مُّنْذُ قُلْتُ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلٰى يَوْمِيَ هٰذَا، وَاِنِّيْ لَاَرْجُوْا اَنْ يَّحْفَظَنِي اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْمَا بَقِيَ، قَالَ: فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى:

﴿ لَقَدْ تَابَ اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُ فِيْ سَاعَةِ الْعُسْرَةِ ﴾ حَتّٰى بَلَغَ: ﴿ اِنَّهٗ بِهِمْ رَؤُوْفٌ رَّحِيْمٌ وَّعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا حَتّٰى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ﴾ حَتّٰى بَلَغَ: ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصَّادِقِيْنَ ﴾ (التوبة: 119-117) قَالَ كَعْبٌ: وَاللّٰهِ مَا اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيَّ مِنْ نِعْمَةٍ قَطُّ بَعْدَ اِذْ هَدَانِيَ اللّٰهُ لِلْاِسْلَامِ اَعْظَمَ فِيْ نَفْسِيْ مِنْ صِدْقِيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ لَّا اَكُوْنَ كَذَبْتُهٗ، فَاَهْلِكَ كَمَا هَلَكَ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا ؛ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ لِلَّذِيْنَ كَذَبُوْا حِيْنَ اَنْزَلَ الْوَحْيَ شَرَّ مَا قَالَ لِاَحَدٍ، فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَكُمْ اِذَا انْقَلَبْتُمْ اِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوْا عَنْهُمْ فَاَعْرِضُوْا عَنْهُمْ اِنَّهُمْ رِجْسٌ وَّمَاْوٰهُمْ جَهَنَّمُ جَزَآءً بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝ يَحْلِفُوْنَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يَرْضٰى عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِيْنَ ﴾ (التوبة: 96-95) قَالَ كَعْبٌ: كُنَّا خُلِّفْنَا اَيُّهَا الثَّلَاثَةُ عَنْ اَمْرِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ قَبِلَ مِنْهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ حَلَفُوْا لَهٗ فَبَايَعَهُمْ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمْ وَاَرْجَاَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرَنَا حَتّٰى قَضَى اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْهِ بِذٰلِكَ ۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِيْنَ خُلِّفُوْا ﴾ وَلَيْسَ الَّذِيْ ذَكَرَ مِمَّا خُلِّفْنَا تَخَلُّفَنَا عَنِ الْغَزْوِ، وَاِنَّمَا هُوَ تَخْلِيْفُهٗ اِيَّانَا وَّاِرْجَاؤُهٗ اَمْرَنَا عَمَّنْ حَلَفَ لَهٗ وَاعْتَذَرَ اِلَيْهِ فَقَبِلَ مِنْهُ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ فِيْ غَزْوَةِ تَبُوْكَ يَوْمَ الْخَمِيْسِ وَكَانَ يُحِبُّ اَنْ يَخْرُجَ يَوْمَ الْخَمِيْسَ ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَكَانَ لَا يَقْدِمُ مِنْ سَفَرٍ اِلَّا نَهَارًا فِي الضُّحٰى، فَاِذَا قَدِمَ بَدَاَ بِالْمَسْجِدِ فَصَلّٰى فِيْهِ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ جَلَسَ فِيْهِ ۔

◄◄ حضرت عبداللہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ کے ان کے بیٹوں میں سے قائد تھے جب وہ نابینا ہو گئے تھے انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کو واقعہ کا تذکرہ کرتے ہوئے سنا ہے جب وہ غزوہ تبوک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جانے میں پیچھے رہ گئے تھے۔ حضرت کعب نے فرمایا: میں اس طرح کے غزوات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے پیچھے نہ رہا تھا سوائے غزوہ تبوک کے اور غزوہ بدر کے مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غزوہ میں رہ جانے والوں میں سے کسی پر خفگی کا اظہار نہ کیا تھا اس واسطے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمان قریش کے قافلہ پر حملہ آور ہونے کے واسطے نہ نکلے تھے اور اللہ عزوجل نے ان کا آمنا سامنا دشمن سے کروا دیا۔

عقبہ کی رات میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جس وقت ہم مسلمان ہوئے تھے مجھ کو یہ محبوب نہ تھا کہ اس رات حاضر ہونے کے بدلے میں میرے مقدر میں جنگ بدر میں حاضر ہونا ہو جاتا۔ اگرچہ جنگ بدر میں شامل

ہونے کی فضیلت کا ذکر خیر عوام الناس میں بہت کثیر ہے۔ جنگ تبوک میں میرا حضور نبی کریم ﷺ سے پیچھے رہ جانے کا واقعہ اس طرح ہے کہ میں جس وقت اس جنگ میں حضور نبی کریم ﷺ سے پیچھے رہ گیا تھا اس وقت میں جس قدر طاقت والا اور بہتر حالات والا تھا اس سے قبل اتنا طاقت والا اور بہتر حالات والا نہ تھا اور اللہ کی قسم! اس سے قبل دو سواریاں کسی وقت بھی میرے پاس جمع نہ ہوئی تھیں مگر اس جنگ کے وقت میرے پاس دو سواریاں تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے سخت گرمی کے موسم میں یہ جنگ لڑی تھی۔ یہ سفر طویل تھا اور بغیر پانی کے جنگل طے کرنا تھا اور کثیر تعداد والے دشمن سے لڑائی تھی۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ایمان والوں کو اپنے ارادہ سے مطلع کر دیا تھا تا کہ وہ اس جنگ کے واسطے تیار ہو جائیں اور حضور ﷺ نے ان کو اپنے مشن سے مطلع کر دیا کہ کہاں جانا ہے سو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بھی کثیر تعداد میں مسلمان تھے جن کو کسی کتاب (رجسٹر) میں تحریر نہیں کیا گیا۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہوسکتا ہے کوئی اس طرح کا آدمی ہو جو یہ سمجھ کر اس غزوہ میں شامل نہ ہوا ہو کہ جس وقت تک اللہ عزوجل کی طرف سے حضور ﷺ پر اس کے متعلق وحی نہ آئے گی اس کا حضور ﷺ سے اس جنگ میں شامل نہ ہونے کا معاملہ پوشیدہ رہے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ جنگ ان دنوں میں کی تھی جب پھل اور سائے پسندیدہ گنے جاتے تھے میرا بھی ان کی طرف میلان ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے ساتھ دیگر صحابہ نے جنگ کے لئے تیاری کر لی اور میں یہ کام آج کل پر ڈالتا رہا اور کچھ بھی نہ کر سکا۔ میں یہی سمجھتا رہا کہ میں جس وقت چاہوں گا اس طرح آسانی سے کرلوں گا۔ میں سمجھتا سوچتا رہا اسی طرح، اور دوسرے لوگ جنگ کے واسطے تیار ہو گئے۔ پس رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ مسلمانوں نے تیاری کر لی میں صبح کے وقت تیاری کی نیت کرتا لیکن میں لوٹ آتا اور میں دل میں کہتا کہ میں اس بات پر قادر ہوں جب بھی ارادہ کرلوں گا (جا ملوں گا لشکر سے) اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے ساتھ مسلمان نکل چکے تھے لیکن میں کسی قسم کی تیاری نہ کر سکا۔ کئی دنوں تک یہی معمول رہا اور لوگ بڑی جلدی دشمن کے مقابلے میں پہنچ گئے وہ غزوہ کے واسطے تیار ہو گئے میں نے نیت کی کہ اس وقت میں بھی سوار ہو کر پہنچ جاؤں ان کے پاس کیا ہی اچھا ہوتا اگر میں اس طرح کرتا مگر اس طرح کرنا میرے مقدر میں نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے چلے جانے کے بعد میں عوام الناس میں آتا تو مجھ کو بڑا دکھ ہوتا کہ یہ تمام وہ افراد تھے جو منافق تھے یا ان کو جہاد میں شامل ہونے سے عذر لاحق تھا۔ مقام تبوک تک پہنچنے تک رسول اللہ ﷺ کو میں یاد نہ آیا ایک دن جس وقت حضور ﷺ مقام تبوک میں جلوہ فرما تھے بعض افراد کے مجمع میں تو حضور ﷺ نے پوچھا کیا ہوا ہے کعب بن مالک کو؟ تو بنوسلمہ کا ایک آدمی عرض گزار ہوا یارسول اللہ! اسے دو چادروں اور دو پہلوؤں نے روک لیا ہے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے اس آدمی سے کہا تم نے غیر

مناسب بات کی ہے واللہ یا رسول اللہ! ہم اس کے متعلق فقط اچھا ہی گمان رکھتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ خاموش رہے اسی گفتگو کے دوران دور سے ایک سفید پوش آدمی آتا ہوا نظر آیا تو حضور ﷺ نے فرمایا: یہ ابوخثیمہ ہوگا چنانچہ وہ حضرت ابوخثیمہ انصاری رضی اللہ عنہ ہی تھے یہ وہی صحابی ہیں جن کو ایک صاع کھجور صدقہ کرنے کی سعادت ملی جب منافقوں نے ان کی عیب جوئی کی۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جس وقت مجھے علم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ جنگ تبوک سے لوٹ رہے ہیں تو مجھ کو پھر فکر مندی لاحق ہوگئی میں نے کذب بیانی کے متعلق سوچ بچار شروع کردی کہ جس کا تذکرہ کر کے میں رسول اللہ ﷺ کی خفگی سے نجات پا سکوں۔ میں نے اپنے گھر والوں سے بھی تعاون طلب کیا جس وقت مجھ کو معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ تشریف لانے ہی والے ہیں تو وہ سب کذب بیانیاں میرے ذہن سے نکل گئیں اور مجھ پر یہ آشکار ہو گیا کہ میں اسی کذب بیانی کے سبب برات حاصل نہیں کرسکتا اس واسطے میں نے حضور ﷺ سے سچی بات کہنے کی نیت کی۔ اگلے دن صبح کے وقت رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے۔ حضور ﷺ کی یہ عادت مبارکہ تھی کہ جس وقت آپ کسی سفر سے پلٹتے تو سب سے پہلے مسجد میں تشریف لاتے تھے۔ اس میں دو رکعت نفل پڑھتے تھے اور اس کے بعد عوام الناس سے ملاقات کرنے کے واسطے تشریف فرما ہو جاتے۔ جس وقت حضور ﷺ جلوہ فرما ہوئے تو اس جنگ سے پیچھے رہ جانے والے افراد آپ ﷺ کی خدمت میں حاضری دینے لگے اور حلف اٹھا اٹھا کر اپنے عذر بیان کرنے لگے یہ تعداد میں اسی سے زیادہ تھے۔ حضور ﷺ نے ان کے ظاہری عذروں کو تسلیم کیا اور ان سے بیعت لی اور ان کے واسطے بخشش کی دعا کی اور ان کے نفس کا معاملہ اللہ عزوجل کے سپرد کر دیا۔ جس وقت میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں نے حضور ﷺ کی خدمت میں سلام عرض کیا تو حضور ﷺ نے تبسم فرمایا جس طرح کوئی رنجیدہ آدمی تبسم فرماتا ہے پھر حضور ﷺ نے حکم فرمایا کہ قریب آ جاؤ میں قریب آ کے حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا تم کس واسطے پیچھے رہ گئے تھے؟ کیا تم نے سواری نہیں مول لی تھی۔ میں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! اللہ کی قسم اگر میں آپ کے سوا کسی دنیاوی شخص کے پاس بیٹھا ہوا ہوتا تو مجھے پتہ ہے کہ میں حیلے بہانے کر کے اس کی ناراضگی سے محفوظ ہو جاتا لیکن اللہ کی قسم! اس دن اگر میں آپ ﷺ سے کذب بیانی کر کے اس کے سبب آپ ﷺ کو رضا مند کروں گا تو جلد ہی اللہ عزوجل آپ کو میرے ساتھ رنجیدہ کر دے گا اور بلاشبہ اس وقت میں آپ کے ساتھ سچی بات کروں گا آپ ﷺ میرے ساتھ رنجیدہ ہوں گے مگر مجھ کو یہ آس ہے کہ آخر میں اللہ عزوجل میرا انجام بھلائی والا کرے گا۔ اللہ کی قسم! میرا کوئی بہانہ نہیں اللہ کی قسم! جس قدر میں صاحب قدرت اور اچھی حالت والا تھا آپ سے پیچھے رہ جانے کے وقت تھا اس سے قبل کسی وقت بھی نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس نے سچ بولا پھر اس کے بعد حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ اس وقت تم چلے جاؤ حتیٰ

کہ اللہ عزوجل تمہارے لئے حکم نازل فرمادے میں وہاں سے اٹھ کھڑا ہوا اور چلا گیا۔قبیلہ بنوسلمہ کے کچھ افراد بھی میرے ساتھ کھڑے ہو گئے اور میرے پیچھے آ گئے۔ وہ مجھ سے کہنے لگے واللہ ہمیں علم نہیں ہے کہ تم نے کوئی نافرمانی کی ہو اس سے قبل بھی۔کیا تجھ سے اس طرح نہیں ہو سکتا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں کوئی بہانہ کر دیتے جس طرح دیگر پیچھے رہ جانے والے افراد نے کئے تھے تو تیری بخشش کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بخشش کی دعا فرمانا کافی ہو جاتا۔حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جواب دیا وہ افراد مجھ کو برا بھلا کہتے رہے حتیٰ کہ میں نے بہتر سمجھا کہ میں پلٹ کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں جاتا ہوں اور اپنے قول کو جھوٹا ثابت کر دیتا ہوں اور میں نے ان افراد سے دریافت کیا کیا کسی اور کے ساتھ بھی میری مثل معاملہ پیش آیا ہے ان افراد نے جواباً کہا ہاں! دو اور آدمیوں کے ساتھ تمہاری طرح کا معاملہ پیش آیا ہے۔انہوں نے بھی تیری مثل کوئی بہانہ نہیں کیا اور ان کو بھی وہی نصیحت کی گئی جو تجھے کی گئی ہے۔ میں نے ان سے سوال کیا وہ دونوں کون ہیں۔انہوں نے بتایا کہ ایک مرارہ بن ربیعہ عامری رضی اللہ عنہ اور دوسرے حضرت ہلال بن امیہ واقفی رضی اللہ عنہ ہیں۔کہا کہ انہوں نے مجھ کو دو اس طرح کے آدمیوں کے متعلق بتایا تھا جو دونوں صالح تھے اور ان دونوں کو جنگ بدر میں شامل ہونے کی سعادت ملی تھی اور ان کا انداز اتباع کے لائق تھا۔جس وقت ان لوگوں نے مجھے ان دو شخصیات کے متعلق بتایا تو میں اپنے گھر لوٹ آیا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیچھے رہ جانے والوں میں سے فقط ہم تینوں کے متعلق یہ حکم دیا کہ ان سے کلام نہ کریں سو عوام الناس ہم سے گفتگو کرنے سے پرہیز کرنے لگی اور ہمارے واسطے سب لوگ انجان ہو گئے حتیٰ کہ اپنے ہی علاقے کے متعلق مجھ کو یہ احساس ہونے لگا کہ یہ زمین ہماری نہیں ہے جس کو ہم جانتے ہیں۔اسی کیفیت میں ایک مہینہ بیس دن بیت گئے۔میرے دونوں رفیق خلوت نشین ہو گئے اور وہ اپنے گھروں میں گریہ و زاری کرتے رہتے۔ میں زیادہ جوان آدمی اور طاقت والا تھا مسلمانوں کی جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے آتا تھا اور بازار میں چلتا پھرتا تھا مگر کوئی میرے ساتھ گفتگو نہ کرتا۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے نماز کے بعد جس وقت آپ جلوہ فرما ہوتے تھے تو میں سلام کرتا تھا آپ کو اور مشاہدہ کرتا تھا کہ آیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے سلام کا جواب دینے کے واسطے اپنے مبارک ہونٹوں کو حرکت دی ہے کہ نہیں میں آپ کے نزدیک کھڑا ہو کر نماز ادا کیا کرتا تھا اور نظریں چرا کر آپ کی جانب دیکھا کرتا تھا جس وقت میں اپنی نماز کی جانب رجوع کرتا تھا تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میری جانب دیکھا کرتے تھے اور جس وقت میں آپ کی جانب توجہ کرتا تو آپ اپنی توجہ دوسری جانب کر لیتے تھے۔ ہمارے ساتھ عوام الناس کی قطع تعلقی لمبی ہو گئی حتیٰ کہ ایک دن میں حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کے باغ کی دیوار پر چڑھا وہ میرے عم زاد تھے اور مجھے تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھے میں نے ان کو سلام کیا تو واللہ انہوں نے میرے سلام کا جواب بھی نہ دیا۔ میں نے ان سے کہا: اے ابو قتادہ! میں تم کو اللہ عزوجل کی قسم

دے کر دریافت کرتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ میں اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں تو وہ خاموش ہو گئے میں نے انہیں پھر قسم دی وہ پھر خاموش رہے میں نے ان کو پھر قسم دی تو وہ فقط یہ بولے: اللہ ورسولہ اعلم "اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں" تو میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے اور میں واپس آ گیا حتیٰ کہ میں دیوار پھلانگ کر باہر نکل آیا میں مدینہ کے بازار سے گزر رہا تھا کہ اسی لمحے مجھے ایک کاشت کار ملا جس کا تعلق ملک شام سے تھا اور وہ مدینہ منورہ میں خوراک بیچنے کے واسطے آیا وہ یہ دریافت کرتا جا رہا تھا کون ہے جو کعب بن مالک کا پتہ مجھے بتائے گا۔ کچھ افراد نے اس کو اشارے سے میرے متعلق بتایا وہ میرے قریب آیا اور اس نے غسان کے بادشاہ کا خط مجھ کو دیا میں پڑھنا جانتا تھا میں نے وہ خط پڑھا اس میں یہ لکھا ہوا تھا اما بعد! ہم کو معلوم ہوا ہے تمہارے ساتھی نے تمہارے ساتھ نامناسب سلوک کیا ہے اللہ عزوجل نے تم کو ذلیل اور رسوائی کے حالات میں رہنے کے واسطے تخلیق نہیں کیا تم آؤ ہمارے پاس ہم تمہاری خاطر داری کریں گے۔ جس وقت میں نے یہ تحریر نامہ پڑھا تو میں سمجھا کہ یہ ایک اور پریشانی ہے۔ میں نے اس خط کو ایک تنور میں پھینکا اور وہ جل کر راکھ ہو گیا۔ پچاس میں سے چالیس دن گزر گئے ہمارے متعلق اللہ عزوجل کا کوئی حکم نہیں اترا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کا قاصد میرے پاس پہنچا کہنے لگا رسول اللہ ﷺ نے تمہیں یہ وصیت کی ہے کہ تم اپنی زوجہ سے جدا رہو میں نے عرض کیا: اس کو طلاق دوں یا کیا کروں قاصد نے جواب دیا تم اس سے جدا رہو اور اس کے نزدیک نہ جاؤ اور حضور ﷺ نے اسی کے مثل حکم میرے دیگر دونوں رفیقوں کو بھی بھیجا تھا میں نے اپنی زوجہ سے کہا تم اپنے والدین کے گھر چلی جاؤ اور تب تک وہاں رہو جب تک اللہ عزوجل اس معاملے کا فیصلہ نہ کر دے۔ میرے ایک رفیق حضرت ہلال بن امیہ کی زوجہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئیں عرض کرنے لگیں یا رسول اللہ! میرا خاوند ہلال بن امیہ بوڑھا آدمی ہے۔ کوئی ان کی خدمت کرنے والا نہیں ہے کیا آپ اس بات کو پسند نہ کریں گے کہ میں ان کی خدمت کروں حضور ﷺ نے جواب دیا: نہیں! مگر وہ تمہارے نزدیک نہ آنے پائے ان کی زوجہ نے عرض کی: واللہ وہ ایسا کوئی معاملہ نہ کریں گے۔ واللہ جس دن سے اس مسئلے کا آغاز ہوا ہے اس دن سے آج تک وہ رو رہے ہیں۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میرے اہلخانہ میں سے کسی نے مجھے مشورہ دیا کہ تم بھی اپنی زوجہ کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے رخصت طلب کرو۔ حضور ﷺ نے حضرت ہلال بن امیہ رضی اللہ عنہ کی زوجہ کو ان کی خدمت کرنے کی اجازت دے دی ہے میں نے کہا: میں اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے رخصت طلب نہیں کروں گا۔ اس واسطے کہ مجھے پتہ نہیں ہے جس وقت میں آپ سے اس کے متعلق رخصت طلب کروں گا تو آپ مجھ کو کیا جواب دیں گے۔ اس واسطے کہ میں ایک جوان بندہ ہوں سو اسی حالت میں دس دن اور بیت گئے۔ حضور ﷺ نے جو عوام الناس کو ہم سے گفتگو کرنے سے روکا تھا اسے ایک مہینہ اور دس دن

بیت گئے تھے۔ پچاسویں دن کی صبح میں نے اپنے گھر کی چھت پر نماز فجر ادا کی اور ابھی بیٹھا ہوا تھا اسی کیفیت مین جس کا ذکر اللہ عزوجل نے کیا ہے مجھے اپنے آپ سے تکلیف ہو رہی تھی اور زمین اپنی سب فراوانیوں کے باوجود مجھ پر تنگ ہوگئی تھی اسی دوران میں نے کسی آدمی کو صلع پہاڑی سے اونچی آواز میں یہ اعلان کرتے ہوئے ساعت کیا: اے کعب بن مالک! تمہارے واسطے خوشخبری ہے سو میں سجدہ میں گر گیا اور مجھ کو محسوس ہو گیا کہ اس وقت میرے مقدر میں آسانی پیدا ہوگئی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز فجر ادا کرنے کے بعد عوام الناس کو یہ اطلاع دی کہ اللہ عزوجل نے ہماری توبہ کو قبول فرمالیا ہے تو کچھ افراد ہمیں خوشخبری سنانے کے واسطے آئے اور کچھ خوشخبری سنانے میرے دونوں رفیقوں کے پاس چلے گئے۔ ایک آدمی گھوڑے پر سوار ہو کر میری جانب آیا اور قبیلہ اسلم کا ایک آدمی جلدی سے میری جانب آیا اور پہاڑی کے اوپر چڑھ گیا اس کی آواز زیادہ اونچی تھی گھڑ سوار سے میں نے جس وقت اس کی آواز ساعت کی جس وقت وہ مجھے خوشخبری سنانے میرے قریب آیا تو میں نے اس کی خوشخبری کے سبب اسے اپنے کپڑے عطا کئے واللہ اس وقت میرے پاس صرف وہی کپڑے تھے۔ میں نے ادھار لے کر دو کپڑے زیب تن کئے اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں حاضری کے واسطے چلا گیا عوام الناس فوج در فوج مجھ سے ملتے اور مجھے مبارک باد دیتے رہے توبہ کی قبولیت پر اور یہ بولتے رہے اللہ عزوجل نے تمہاری توبہ قبول کی ہے اس پر تمہیں مبارک ہو حتیٰ کہ میں مسجد کے اندر چلا گیا رسول اللہ ﷺ مسجد میں جلوہ فرماتے۔ آپ کے آس پاس اور صحابی بھی حاضر تھے۔ حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور میری جانب لپکے میرے ساتھ مصافحہ کیا اور مجھ کو مبارکباد دی واللہ ان کے سوا کوئی اور مہاجر کھڑا نہیں ہوا۔ کہتے ہیں حضرت کعب رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی یہ شفقت کسی وقت نہیں بھولے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں سلام پیش کیا تو آپ کا چہرہ اقدس مسرت کے سبب چمک رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تجھ کو خوشخبری ہو کہ تمہاری پیدائش کے دن سے آج تک آج سے زیادہ بہتر دن تمہارے لئے اور کوئی نہیں ہوا۔ میں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ! یہ جو خوشخبری ہے آپ کی جانب سے ہے یا اللہ عزوجل کی جانب سے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں یہ اللہ عزوجل کی جانب سے ہے اور جس وقت رسول اللہ ﷺ خوش وخرم ہوتے تھے تو آپ کا چہرہ اقدس چاند کے ٹکڑے کی مثل چمکنے لگتا تھا اس بات کا ہم سب کو علم تھا جس وقت میں آپ کے سامنے بیٹھا تو میں عرض گزار ہوا یا رسول اللہ اپنی توبہ قبول ہونے کی خوشی میں، میں اپنے مال کو بطور صدقہ پیش کرتا ہوں اللہ عزوجل اور اس کے رسول ﷺ کی بارگاہ اقدس میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اپنا بعض مال اپنے پاس رکھو یہ تمہارے واسطے زیادہ بہتر ہے تو میں عرض گزار ہوا میں خیبر والی اپنی زمین کو اپنے پاس رکھتا ہوں اور میں نے عرض کی یا رسول اللہ! میری خلاصی ہوئی ہے سچ بولنے کے سبب اور میری توبہ قبول ہونے کے بعد

اب میں ساری زندگی سچ ہی بولوں گا جس وقت تک زندہ رہوں گا واللہ کوئی اس طرح کا انسان نہیں ہے میری تحقیق کے مطابق مسلمانوں میں جس کو اللہ عزوجل نے صدق بیانی کے حوالے سے اس سے بڑھ کر امتحان میں ڈالا ہو جس میں اس نے مجھے ڈالا ہے۔ جس وقت سے میں نے اس بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا اور جس وقت سے میں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ عرض کی تب سے لے کر اب تک میں نے کسی وقت بھی کسی کے ساتھ کذب بیانی نہیں کی اور مجھے یہ توقع ہے کہ اللہ عزوجل بقیہ حیات میں بھی مجھے اس سے بچائے رکھے گا۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا پس اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔ ''بے شک اللہ کی رحمتیں متوجہ ہوئیں ان غیب کی خبریں بتانے والے نبی پر اور مہاجرین اور انصار پر جنہوں نے مشکل گھڑی میں ان کا ساتھ دیا'' (سورۃ توبہ: ۱۱۵) حتیٰ کہ اس آیت: ''بے شک وہ ان پر نہایت مہربان رحم والا ہے اور ان تین پر جو موقوف رکھے گئے تھے یہاں تک کہ جب زمین اتنی وسیع ہو کر ان پر تنگ ہوگئی'' (سورۃ توبہ: ۱۱۸-۱۱۷) تک پہنچے۔ حتیٰ کہ آیت: ''اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ''۔ (سورۃ توبہ: ۱۱۹) تک پہنچے۔ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: واللہ جس وقت سے اللہ عزوجل نے میری رہنمائی اسلام کی جانب فرمائی اس کے بعد اس نے مجھے کوئی اس طرح کی نعمت عطا نہیں کی جو میرے نزدیک میرے لیے رسول اللہ ﷺ سے اس وقت صدق بیانی سے بڑی ہو مطلب یہ کہ میں نے آپ کے ساتھ کذب بیانی نہیں کی ورنہ میں بھی تباہ و برباد ہو جاتا جس طرح وہ لوگ تباہ و برباد ہوئے جنہوں نے کذب بیانی کی تھی۔ ان کاذبوں کے متعلق جس وقت اللہ عزوجل نے وحی نازل کی تو اس طرح جو کسی بھی آدمی کے متعلق سب سے برا انداز ہو سکتا ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے: ''اب تمہارے آگے اللہ کی قسم کھائیں گے جس وقت تم ان کی طرف پلٹ کر جاؤ گے اس لئے تم ان کے خیال میں نہ پڑو تو ہاں تم ان کا خیال چھوڑ دو وہ تو نرے پلید ہیں اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے بدلہ اس کا جو کماتے تھے تمہارے آگے قسمیں کھاتے ہیں کہ تم ان سے راضی ہو جاؤ تو اگر تم ان سے راضی ہو بھی جاؤ تو بے شک اللہ تو فاسق لوگوں سے راضی نہ ہوگا۔'' (سورۃ توبہ: ۹۶-۹۵) حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم تین آدمی جن کا معاملہ ان افراد سے پیچھے چھوڑ دیا گیا تھا جن کی معذرت کو رسول اللہ ﷺ نے قبول کیا تھا جس وقت انہوں نے حلف اٹھایا آپ کے سامنے تو حضور ﷺ نے ان سے بیعت لی اور ان کے واسطے بخشش کی دعا فرمائی اور ہمارے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ہمارے معاملے کو مؤخر کیا حتیٰ کہ اللہ عزوجل نے اس کے متعلق فیصلہ فرمایا اللہ عزوجل نے فرمایا: **وعلی الثلاثۃ الذین خلفو** اور ان تین پر جو پیچھے رہ گئے تھے اس کا مطلب ہمارا غزوہ سے پیچھے رہنا صحیح نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب ہمارے معاملے کو مؤخر کرنا ہے ان افراد کے معاملے سے جن افراد نے حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے حلف اٹھایا اور آپ کے سامنے معذرت پیش کی تو آپ نے ان کے عذر کو قبول کیا۔ (متفق علیہ)

ایک حدیث مبارکہ میں یہ لفظ ہیں حضور نبی کریم ﷺ سفر سے دن کے وقت لوٹتے اور جس وقت آپ لوٹ آتے تو سب سے پہلے مسجد میں آ کر دو رکعت نماز ادا کرتے اور اس کے بعد مسجد میں جلوہ فرما ہو جاتے۔

حل لغات:

تخلف: از، خلفاً، بمعنی پیچھے رہ جانا۔

یعاتب: از، عتباً، بمعنی سرزنش کرنا، خفگی کرنا۔

تواثقنا: از، وثاقاً، بمعنی معاہدہ کرنا۔

ورّی: از، توریۃً، بمعنی چھپانا۔

لیتأھبو: از، تاھب، بمعنی کسی کام کے لیے تیار ہونا، آمادہ ہونا۔

فتجھز: از، جھزاً، بمعنی زخمی کا مار کر اس کا کام تمام کر دینا، مہیا کرنا، تیار کرنا۔

طفقت: از، طفقاً، بمعنی شروع کرنا۔

استمرّ: از، استمراراً، بمعنی گزرنا، ایک حالت یا ایک طریقہ پر برقرار رہنا۔

عطفیہ: بغل، کنارہ۔

السراب: دوپہر کو پانی کی طرح نظر آنے والی ریگستانی ریت۔

سخط: از، سخطاً، بمعنی غضبناک ہونا۔

انجح: از، نجحاً، بمعنی آسان ہونا، کام پورا ہونا، کامیاب ہونا۔

ابتعت: از، بیعاً، بمعنی بیچنا، اور کبھی خریدنے کے معنی میں بھی آتا ہے۔

فمضیت: از، مضاءً، بمعنی ہمیشگی کرنا۔

فاجتنبا: از، جنباً، بمعنی دفع کرنا، دور کرنا۔

فلبثنا: از، لبثاً، بمعنی ٹھہرنا۔

ضاقت: از، ضیقاً، بمعنی تنگ ہونا۔

خررت: از، خراً، بمعنی بلندی سے پستی میں گرنا۔

رکض: از، رکضاً، بمعنی ٹھوکر مارنا۔ دور کرنا۔

یھنؤننی: از، تھنیئاً، بمعنی مبارک باد دینا، خوش ہونا۔

تعارف راوی حدیث:

کعب ابن مالک: آپ انصاری خزرجی ہیں، بیعت عقبہ ثانیہ میں شریک ہوئے، بدر کی حاضری میں اختلاف ہے سواء

تبوک کے باقی تمام غزوات میں شریک ہوئے حضور انور کے خاص شاعروں میں سے ہیں، غزوہ تبوک میں تین صاحب پیچھے رہ گئے تھے جن کا بائیکاٹ کیا گیا ان میں سے ایک آپ تھے دوسرے ہلال ابن امیہ ہیں، تیسرے مرارہ ابن ربیعہ آپ کے متعلق سورۂ توبہ میں قبول توبہ کی آیات نازل ہوئیں آپ سے ایک جماعت نے روایت کی ۷۷ ستتر سال عمر شریف پائی، ۵۰ پچاس ہجری میں وفات ہوئی آخر میں نابینا ہو گئے۔(مراۃ المناجیح، ج۸، حالات صحابہ وتابعین، تحت حرف الکاف،)

شرح:

اس حدیثِ پاک کے تحت شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی علیہ الرحمۃ میں فرماتے ہیں: غزوۂ تبوک میں دنیا کی سب سے بڑی طاقت ''رُوم'' سے مقابلہ تھا اس لیے نفیر عام (ہر خاص و عام کو جہاد) کا حکم ارشاد فرمایا تھا کہ جو بھی جہاد کی استطاعت رکھتا ہے وہ ضرور ساتھ ہولے اور زمانہ سخت عُسْرَت (تنگی) کا تھا اور کھجوریں پک چکی تھیں حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے اخراجاتِ جنگ کے لئے چندہ فرمایا اسی موقع پر امیر المؤمنین حضرتِ سَیِّدُنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ نے اپنا کُل مال اور امیر المؤمنین حضرتِ سَیِّدُنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے آدھا مال نذر کیا تھا، لیکن اس غزوے کی تجہیز (تیاری) کا سہرا حضرتِ سَیِّدُنا حضرتِ عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے سر رہا۔ اسی وجہ سے جو لوگ استطاعت کے باوجود اس غزوے میں شریک نہ ہوئے ان پر سخت عِتاب ہوا، اَنصار میں سے اَسّی (80) سے کچھ زائد افراد غزوے میں شریک نہ ہوئے، حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم م جب اس غزوے سے مدینہ طیبہ واپس ہوئے، تو تین کے علاوہ بقیہ تمام پیچھے رہ جانے والوں نے عذر بیان کر کے جھوٹی قسمیں کھا کر اپنی صفائی پیش کی جن سے کوئی پوچھ گچھ، پکڑ نہیں ہوئی، اس لئے کہ یہ لوگ مومن مُخلص نہ تھے، منافق تھے۔ البتہ تین حضراتِ مؤمنین مُخلصین میں سے تھے، انہوں نے اپنی کوتاہی کا اِعتراف کیا، جس کی وجہ سے اُن پر (وقتی طور پر) عتاب ہوا، لیکن پھر عظیم الشان انعام سے نوازے گئے (جسکی پوری تفصیل اور ایمان افروز احوال حدیث مذکور میں بیان ہوئے۔ (نزھۃ القاری، ۴/ ۸۷۸ (ف ۲۶۳)

توبہ نصوح:

(۲۴) وَعَنْ اَبِیْ نُجَیْد بِضَمِّ النُّونِ وَفَتْحِ الْجِیْم - عِمْرَانَ بْنِ الْحُصَیْنِ الْخُزَاعِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا: اَنَّ امْرَاَۃً مِّنْ جُھَیْنَۃَ اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھِیَ حُبْلٰی مِنَ الزِّنٰی، فَقَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَصَبْتُ حَدًّا فَاَقِمْہُ عَلَیَّ، فَدَعَا نَبِیُّ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلِیَّھَا،

(۲۴) (مسلم شریف کتاب الحدود رقم الحدیث ۴۴۱۹) (ابو داؤد شریف رقم الحدیث ۴۴۴۰) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۱۴۳۵) (نسائی شریف رقم الحدیث ۱۹۵۷) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۲۵۵۴) (موطا رقم الحدیث ۱۵۰۰) (دارمی شریف رقم الحدیث ۲۳۱۶) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۲۱۲۹) (ابن حبان رقم الحدیث ۳۰۹۴) (مستدرک حاکم رقم الحدیث ۸۰۷۸) (بیہقی شریف رقم الحدیث ۶۶۲۲) (مسند ابو یعلیٰ رقم الحدیث ۴۱) (طبرانی کبیر رقم الحدیث ۱۹۱۷) (دارقطنی رقم الحدیث ۱۳۱)

فَقَالَ: "اَحْسِنْ اِلَیْهَا، فَاِذَا وَضَعَتْ فَاْتِنِیْ" فَفَعَلَ فَاَمَرَ بِهَا نَبِیُّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَشُدَّتْ عَلَیْهَا ثِیَابُهَا، ثُمَّ اَمَرَ بِهَا فَرُجِمَتْ، ثُمَّ صَلّٰی عَلَیْهَا ۔ فَقَالَ لَهٗ عُمَرُ: تُصَلِّیْ عَلَیْهَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَقَدْ زَنَتْ؟ قَالَ: "لَقَدْ تَابَتْ تَوْبَةً لَّوْ قُسِمَتْ بَیْنَ سَبْعِیْنَ مِنْ اَهْلِ الْمَدِیْنَةِ لَوَسِعَتْهُمْ، وَهَلْ وَجَدْتَّ اَفْضَلَ مِنْ اَنْ جَادَتْ بِنَفْسِهَا لِلّٰهِ - عَزَّوَجَلَّ -؟!" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ حضرت ابو نجید نون پر پیش اور جیم برابر کے ساتھ عمران بن حصین رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ جہینہ قبیلے کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں آئی۔ اس کو حمل ٹھہر چکا تھا زنا کے سبب وہ عرض گزار ہوئی حد کے لائق میں نے گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ آپ وہ حد مجھ پر نافذ فرمائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ولی کو بلوایا اور ارشاد فرمایا: اس کا اچھے طریقے سے خیال رکھو اور جس وقت وضع حمل ہو جائے تو اسے میرے پاس لے آنا' اسی طرح کیا اس کے ولی نے۔ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے سبب باندھا گیا اس خاتون کو کپڑے سے اور آپ کے امر کے سبب اس کو رجم کر دیا گیا اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز جنازہ ادا کی تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے آپ کی بارگاہ اقدس میں التجا کی یا رسول اللہ! آپ اس خاتون کی نماز جنازہ ادا کرنے لگے ہیں جس نے زنا کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس خاتون نے توبہ کی ہے اس طرح کی کہ اگر اس کو شہر مدینہ منورہ کے رہائشی ستر لوگوں کے مابین بانٹا جائے تو ان کی کفایت کرے۔ کیا تجھ کو اس سے بڑھ کر کوئی بہتر عمل نظر آیا ہے جس نے اپنے نفس کو قربان کر دیا اللہ عزوجل کے واسطے۔ (مسلم)

حل لغات:

حبلیٰ: بمعنی حاملہ۔

فرجمت: از، رجماً، بمعنی سنگسار کرنا، پتھروں سے مارنا۔

قسمت: از، قسماً، بمعنی تقسیم کرنا۔

تعارف راوی حدیث:

عمران ابن حصین: آپ کی کنیت ابو نجید ہے خزاعی ہیں، کعبی ہیں، خیبر کے سال ایمان لائے تا وفات بصرہ میں رہے ۵۲ باون میں آپ کی وفات ہے، آپ فضلاء صحابہ سے تھے، مترجم کہتا ہے کہ آپ کو حضرت عمر نے علم سکھانے کے لیے بصرہ بھیجا ابن سیرین کہتے ہیں کہ بصرہ میں کوئی صحابی آپ سے افضل نہ تھا آپ کو فرشتے سلام کرتے تھے۔

(مراۃ المناجیح، ج۸، حالات صحابہ وتابعین، تحت حرف العین،)

شرح:

یہ عورت جہنیہ تھی اور اس کو اس لیے باندھا گیا تا کہ ملزمہ عورت پتھروں کی تکلیف پا کر بھاگ نہ سکے اور اس کی پردہ دری نہ ہو، یہ امر استحبابی تھا وجوبی نہیں۔ عورت کو رجم کرتے وقت گڑھے میں داب دینا مستحب ہے واجب نہیں۔ (ہدایہ، فتح القدیر، مرقات) ظاہر یہ ہے کہ گڑھا کھودنے کا حکم خود سرکار عالی نے دیا۔ اور یہ بھی ظاہر ہے کہ حضور انور خود بھی وہاں تشریف فرما ہے جیسا کہ اگلے مضمون سے ظاہر ہے۔ فقہاء فرماتے ہیں اگر زنا کا ثبوت گواہوں سے ہو تو پہلے گواہ پتھر ماریں پھر حاکم پھر دوسرے لوگ اور اگر ثبوت خود ملزم کے اقرار سے ہو تو پہلے حاکم پتھر مارے پھر دوسرے لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یوں منقول ہے۔

ظاہر یہ ہے کہ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی نماز نہ پڑھی بلکہ لوگوں کو اس کا حکم دے دیا تا کہ آئندہ کے لیے عبرت ہو جیسے مقروض پر بعض دفعہ حضور نے نماز نہ پڑھی، اس جملہ کے معنی یہ بھی کیے گئے کہ حضور نے اس کے غسل و کفن کا حکم دیا پھر نماز پڑھی یعنی امر کا مفعول غسل و کفن ہے اور فعل بصیغہ معروف ہے اسی وجہ سے آئمہ میں اختلاف ہے، بعض کہتے ہیں کہ سلطان اسلام مرحوم پر نماز نہ پڑھے، بعض فرماتے ہیں کہ پڑھے۔ خیال رہے کہ ان لوگوں کا صرف زبانی توبہ نہ کرنا اور اصرار سے اپنے کو رجم کرا لینا اسی لیے تھا کہ اس توبہ کا قبول ہونا مشکوک تھا اور اس توبہ کا قبول ہونا یقینی۔

(مرقاۃ تحت حدیث مذکورہ)

توبہ نصوح کا ایک بے مثل واقعہ:

حضرت ماعز بن مالک اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک صحابی ہیں۔ ان سے ایک مرتبہ ایسا مکروہ ترین فعل سرزد ہو گیا جو ایک صحابی کی شانِ رفیع کے ہرگز شایاں نہ تھا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ بظاہر یہ واقعہ نہایت قبیح ہے لیکن غور و فکر کرنے والوں کے لیے اس میں درسِ بصیرت اور خطا کاروں کے لیے ایک بہترین اُسوہ و نمونہ ہے۔ اور اس سے بڑھ کر توبۃ النصوح کی مثال نہیں مل سکتی۔

چنانچہ ایک مرتبہ جذبات نفس سے مغلوب ہو کر زنا کا ارتکاب کر بیٹھے۔ اس وقت تو جذبات کے طوفان میں کچھ نہ سوجھا بعد میں جب ہوش آیا تو آنکھیں کھلیں اور شدت سے احساس ہوا کہ کیا کر بیٹھے، اس واقعہ کو امام مسلم نے یوں بیان فرمایا کہ

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ بُرَيْدَةَ عَنْ أَبِيهِ قَالَ: جَاءَ مَاعِزُ بْنُ مَالِكٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ: وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَتُبْ إِلَيْهِ قَالَ: فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: وَيْحَكَ ارْجِعْ فَاسْتَغْفِرِ اللّٰهَ وَتُبْ إِلَيْهِ قَالَ: فَرَجَعَ غَيْرَ بَعِيدٍ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ طَهِّرْنِي فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى إِذَا كَانَتِ الرَّابِعَةُ قَالَ لَهُ رَسُولُ اللّٰهِ: فِيمَ أُطَهِّرُكَ فَقَالَ: مِنَ الزِّنَى فَسَأَلَ

رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: أَبِهِ جُنُونٌ فَأُخبِرَ أَنَّهُ لَيسَ بِمَجنُونٍ فَقَالَ: أَشَرِبَ خَمرًا فَقَامَ رَجُلٌ فَاستَنكَهَهُ فَلَم يَجِد مِنهُ رِيحَ خَمرٍ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: أَزَنَيتَ فَقَالَ: نَعَم فَأَمَرَ بِهِ فَرُجِمَ فَكَانَ النَّاسُ فِيهِ فِرقَتَينِ قَائِلٌ يَقُولُ: لَقَد هَلَكَ لَقَد أَحَاطَت بِهِ خَطِيئَتُهُ وَقَائِلٌ يَقُولُ: مَا تَوبَةٌ أَفضَلَ مِن تَوبَةِ مَاعِزٍ أَنَّهُ جَاءَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَ يَدَهُ فِي يَدِهِ ثُمَّ قَالَ: اقتُلنِي بِالحِجَارَةِ قَالَ: فَلَبِثُوا بِذٰلِكَ يَومَينِ أَو ثَلَاثَةً ثُمَّ جَاءَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ وَهُم جُلُوسٌ فَسَلَّمَ ثُمَّ جَلَسَ فَقَالَ: استَغفِرُوا لِمَاعِزِ بنِ مَالِكٍ قَالَ: فَقَالُوا: غَفَرَ اللّٰهُ لِمَاعِزِ بنِ مَالِكٍ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: لَقَد تَابَ تَوبَةً لَو قُسِمَت بَينَ أُمَّةٍ لَوَسِعَتهُم (مسلم شریف، کتاب الحدود، باب من اعترف علی نفسہ، ج۳، ص۱۳۲۱، حدیث:۱۶۹۵)

حضرت سلمان بن بریدہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ (اسی بے تابی کے عالم میں دوڑتے ہوئے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے پاک کیجئے۔ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے لیکن پردہ پوشی فرماتے ہوئے فرمایا) کہ جاؤ خدا سے مغفرت چاہو اور اس کے حضور توبہ کرو۔

(یہ جواب سن کر) واپس چلے گئے تھوڑی دور جا کر پھر لوٹ آئے اور پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پاک کیجیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی جواب دیا کہ جاؤ اللہ تعالیٰ سے توبہ و استغفار کرو! پھر چلے گئے تھوڑی دور جا کر پھر لوٹ آئے اور کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے پاک کریں! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر وہی فرمایا پھر لوٹ گئے چوتھی بار آ کر پھر عرض کیا مجھے پاک فرمایئے۔

اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صراحۃً) پوچھا کس چیز سے پاک کروں؟ عرض کیا زنا (کی گندگی) سے! (حضور صلی اللہ علیہ وسلم جرم کے ایسے صریح اعتراف سے بہت متعجب ہوئے کیوں کہ اس کی سزا بھی بہت دردناک تھی یعنی سنگ ساری۔) اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے فرمایا ان کو جنون تو نہیں؟ عرض کیا گیا نہیں۔ پھر فرمایا اس نے شراب تو نہیں پی؟ ایک صاحب نے اُٹھ کر منہ سونگھا تو شراب کا بھی کوئی اثر نہ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا کیا تم نے واقعی زنا کیا ہے؟ حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا جی ہاں! اس اقرار کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو سنگسار کرنے کا حکم دیا (حکم صادر ہی اُن کو لے جا کر) سنگسار کر دیا گیا۔

(اس کے بعد) ان کے بارے میں لوگوں کی رائیں مختلف تھیں بعض نے کہا کہ وہ اپنی خطاؤں کی وجہ سے ہلاک ہو گئے اور بعض کہتے تھے کہ ان کی توبہ سے افضل کسی کی توبہ نہیں۔ دو تین دن تک ان کے بارے یہی

رائے زنی ہوتی رہی۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کے مجمع میں تشریف لائے اور سلام کر کے بیٹھ گئے اور فرمایا ماعز بن مالک کے لیے سب مغفرت کی دعا کرو سب نے دعا کی دعا کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

،،بے شک ماعز (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے ایسی توبہ کی کہ اگر اس کو تمام امت پر تقسیم کر دیا جائے تو تمام امت کے لیے یہی ایک توبہ کافی ہے،،۔

اللہ اللہ کیا ہی اعلیٰ توبہ کا جذبہ ہے کہ کسی بھی رکاوٹ نے حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہو کو نہیں روکا۔ ہم جیسے سیاہ کاروں اور بدکاروں کو اس سے ہر قسم کی شرمندگی ایک طرف رکھ کر توبہ کرنے کا سبق ملتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت ماعز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توبہ کے صدقے ہم سب گناہ گاروں کی بھی توبہ قبول فرمائے ،، آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

آنکھیں بھوکی ہی رہتی ہیں

(۲۵) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَوْ اَنَّ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيًا مِّنْ ذَهَبٍ اَحَبَّ اَنْ يَّكُوْنَ لَهٗ وَادِيَانِ، وَلَنْ يَّمْلَاَ فَاهُ اِلَّا التُّرَابُ، وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے کہ اگر انسان کے پاس سونے کی ایک وادی ہو تو اس کی یہ تمنا ہوگی کہ اس کے پاس سونے کی دو وادیاں ہوں نہیں بھر سکتی کوئی چیز اس کا منہ مگر مٹی جو آدمی توبہ کرتا ہے اس کی توبہ کو اللہ عزوجل قبول کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

یملأ: از، مِلاءٌ، بمعنی بھرنا۔

فاہ: بمعنی منہ۔

التراب: بمعنی مٹی۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر حدیث نمبر:12 میں ہو چکا ہے۔

---

(۲۵) (بخاری شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ۶۰۷۲) (مسلم شریف رقم الحدیث ۱۰۴۸) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۲۳۳۷) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۴۲۳۵) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۱۲۲۵۰) (ابن حبان رقم الحدیث ۳۲۳۱) (سنن الکبری بیہقی رقم الحدیث ۶۳۰۰) (طبرانی صغیر رقم الحدیث ۳۹۰) (طبرانی اوسط رقم الحدیث ۱۲۷۱) (طبرانی کبیر رقم الحدیث ۳۳۰۰) (مسند ابو یعلی رقم الحدیث ۲۵۷۳) (مسند طیالسی رقم الحدیث ۱۹۸۳)

شرح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرمان عالی شان حق ہے کہ انسان کبھی بھی یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کا دیا ہوا بہت کچھ ہے۔ جب بھی بولتا ہے تو یہی کہ کاش میرے پاس فلاں چیز بھی ہوتی۔ اور تو اور حکمران جن کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت، عزت وشوکت، تخت و تاج دے رکھا ہے وہ بھی عام انسان سے زیادہ بھوکے نظر آتے ہیں۔ لیکن اللہ کی بارگاہ میں توبہ ہی بہتر چیز ہے نہ کہ سونا چاندی وغیرہ۔ توبہ کے متعلق چند حکایات ذکر کرتا ہوں۔

ایک گلوکار کی توبہ:

حضرت عبداللہ بن مسعود ایک دن مضافاتِ کوفہ سے گزر رہے تھے۔ ان کا گزر فاسقین کے ایک گروہ پر ہوا، جو شراب پی رہے تھے۔ زاذان نامی ایک گویا ڈھول پر ہاتھ مار مار کر انتہائی خوبصورت آواز میں گا رہا تھا۔ آپ نے سن کر کہا: "کتنی خوبصورت آواز ہے کاش! کہ یہ قرآن کریم کی تلاوت میں استعمال ہوتی۔" اور سر پر چادر ڈال کر وہاں سے روانہ ہوگئے۔ زاذان نے جب آپکو دیکھا تو لوگوں سے پوچھا: "یہ کون ہیں؟" لوگوں نے بتایا: "حضور نبی رحمت کے صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔" اس نے پوچھا: "انہوں نے کیا کہا۔" بتایا گیا کہ انہوں نے کہا ہے کہ: "کتنی میٹھی آواز ہے، کاش کہ قرآت قرآن کے لیے ہوتی۔" یہ بات سنتے ہی اس کے دل پر رعب سا چھا گیا۔ اپنے بربط کو زمین پر پٹخ کر توڑ دیا۔ کھڑا ہوا اور جلدی سے انہیں جالیا۔ اپنی گردن میں رومال ڈالا اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے رونے لگ گیا۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے گلے سے لگایا اور دونوں رونا شروع ہو گئے اور آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "میں ایسے شخص کو کیوں نہ محبوب سمجھوں جسے اللہ عزوجل نے محبوب بنا لیا ہو۔" سیدنا زاذان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گناہوں سے توبہ کی اور حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحبت اختیار کر لی۔ قران کریم اور دیگر علوم سیکھے۔ حتیٰ کہ علم میں امام بن گئے۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کئی روایات حضرت زاذان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے۔

(تنبیہ الغافلین، باب آخر من التوبہ، ص ۳۶)

حرامی بچے کو مارنے والی عورت کی توبہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی معیت میں نماز عشاء پڑھ کر جا رہا تھا کہ راستہ میں نقاب اوڑھے ایک عورت کھڑی تھی۔ کہنے لگی "اے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! میں نے گناہ کیا ہے کیا توبہ ہوسکتی ہے۔" میں نے پوچھا: "کیا گناہ کیا ہے؟" کہنے لگی: "میں نے زنا کروایا اور حرامی بچے کو قتل کر ڈالا۔" یہ سن کر میں نے کہا کہ: "تو خود بھی ہلاک ہوگئی اور ایک جان کو بھی ہلاک کر دیا، تیرے لیے کوئی توبہ نہیں۔" یہ سن کرا س نے ایک چیخ ماری اور بے ہوش ہوگئی۔

میں چل پڑا راستہ میں خیال آیا کہ سرکار اکے ہوتے ہوئے اس طرح مسئلہ بتانا اچھا نہیں۔ میں نے صبح ہی صبح سرکار اکی بارگاہ میں پہنچ کر رات والا واقعہ گوش گزار کیا آپ انے فوراً "اِنَّا لِلّٰہِ" پڑھی اور فرمایا: "قسم بخدا! اے ابو ہریرہ تو خود بھی ہلاک ہو گیا اور ایک نفس کو بھی ہلاک کر ڈالا۔ شرعی حکم بتاتے ہوئے یہ آیت تیرے سامنے نہ تھی:

"وَالَّذِینَ لَا یَدعُونَ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ وَلَا یَقتُلُونَ النفسَ الَّتِی حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالحَقِّ وَلَا یَزنُونَ" .
. . . . . . "فَأُولَئِكَ یُبَدِّلُ اللَّهُ سَیِّئَاتِهِم حَسَنَاتٍ وَكَانَ اللَّهُ غَفُورًا رَحِیمًا" (الفرقان: 70،68)

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہیں پوجتے اور اس جان کو جس کی اللہ نے حرمت رکھی ناحق نہیں مارتے اور بدکاری نہیں کرتے۔ تو ایسوں کی برائیوں کو اللہ بھلائیوں سے بدل دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ سن کر میں آپ اکی بارگاہ سے نکل کر مدینہ شریف کی گلیوں میں دوڑ دوڑ کر کہتا تھا کہ ہے کوئی جو مجھے فلاں فلاں اوصاف والی عورت کے بارے میں بتائے۔ حتیٰ کہ رات کے وقت مجھے وہ عورت اسی جگہ ملی۔ میں نے اسے بتایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے "اب اس نے خوشی سے چیخ ماری اور کہنے لگی: "میرا ایک باغیچہ ہے جسے میں اپنے گناہ کے کفارہ کے طور پر مساکین کے لیے صدقہ کرتی ہوں۔"

(تنبیہ الغافلین، باب آخر من التوبۃ، ص21،20)

شرابی نوجوان کی توبہ:

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک بار مدینہ منورہ کی ایک گلی سے گزر رہے تھے کہ ایک نوجوان سامنے آیا۔ اس نے کپڑوں کے نیچے ایک بوتل چھپا رکھی تھی۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا: "اے نوجوان! یہ کپڑوں کے نیچے کیا اٹھا رکھا ہے؟" اس بوتل میں شراب تھی، نوجوان نے اسے شراب کہنے میں شرمندگی محسوس کی۔ اس نے دل میں دعا کی "یا اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ! مجھے حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے شرمندہ اور رسوا نہ فرمانا، ان کے ہاں میری پردہ پوشی فرمانا، میں کبھی شراب نہیں پیوں گا۔" اس کے بعد نوجوان نے عرض کیا: "اے امیر المؤمنین! میں سرکہ) کی بوتل (اٹھائے ہوئے ہوں۔" آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "مجھے دکھاؤ!" جب اس نے وہ بوتل آپ کے سامنے کی اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسے دیکھا تو وہ سرکہ تھا۔

(مکاشفۃ القلوب، الباب الثامن فی التوبۃ، ص27،28)

قاتل و مقتول دونوں جنتی:

(۲۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "یَضْحَكُ اللّٰهُ

(۲۶) (مسلم شریف رقم الحدیث ۱۸۹۰)

سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰی اِلٰی رَجُلَیْنِ یَقْتُلُ اَحَدُهُمَا الْاٰخَرَ یَدْخُلَانِ الْجَنَّةَ، یُقَاتِلُ هٰذَا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ فَیُقْتَلُ، ثُمَّ یَتُوْبُ اللّٰهُ عَلَی الْقَاتِلِ فَیُسْلِمُ فَیُسْتَشْهَدُ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل اس طرح کے دو آدمیوں کے متعلق تبسم فرماتا ہے جن میں سے قتل کرتا ہے ایک دوسرے کو اور وہ دونوں جنت میں داخل ہوں گے۔ مارا جانے والا فی سبیل اللہ شہید ہو جاتا ہے جہاد کرتے ہوئے اور پھر اللہ عزوجل موقع دیتا ہے مارنے والے کو بھی تو وہ توبہ کر کے مسلمان ہو کر شہادت پاتا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

یضحك: از، ضحکاً، بمعنی ہنسنا، لیکن یہاں یہ لفظ اللہ تعالیٰ کے لیے استعمال ہوا ہے یہاں پر اس کا معنی ہوگا راضی ہونا اور اجر وثواب دینا، کیونکہ ایسے الفاظ اللہ تعالیٰ کی شان میں جائز نہیں۔ لہٰذا اس کا معنی لغوی مراد نہ ہوگا۔ ابو الاحمد غفرلہ،،

فیستشهد: از، **شهادة،** بمعنی اللہ کی راہ میں شہید ہونا۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ جنت ودوزخ کا معاملہ خاتمہ کے ساتھ ہے، اس کے متعلق ایک حدیث پیش کرتا ہوں:

روایت ہے حضرت ابو ہریرہ سے فرماتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ بنی اسرائیل میں دو محبت والے دوست تھے۔ جن میں سے ایک تو عبادت میں کوشاں تھا اور دوسرا کہتے ہیں گنہگار تھا۔ عابد کہنے لگا کہ ان کاموں سے باز آ جن میں تو پھنسا ہے وہ کہنے لگا مجھے میرے رب پر چھوڑ دے۔ ایک دن عابد نے اسے ایسے گناہ پر پایا جسے اس نے بہت ہی بڑا جانا تو بولا باز آ جا وہ بولا مجھے میرے رب پر چھوڑ کیا تو میرا داروغہ مقرر ہوا ہے۔ یہ بولا اللہ کی قسم تجھے رب نہ تو کبھی بخشے اور نہ کبھی جنت میں داخل کرے۔ اللہ نے ان دونوں کے پاس فرشتہ بھیجا جس نے ان دونوں کی روحیں قبض کیں۔ یہ دونوں رب کے پاس جمع ہوئے۔ تو رب نے گنہگار سے فرمایا تو میری جنت میں داخل ہو جا۔ اور دوسرے سے فرمایا کیا تو میرے بندے پر میری رحمت روک سکتا ہے عرض کیا نہیں یارب۔ فرمایا لے جاؤ اسے آگ میں۔ (مسند امام احمد بن حنبل)

اسی حدیث مبارکہ کی شرح میں مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

ان دونوں کی محبت رشتہ داری یا شرکت کاروباری کی وجہ سے تھی نہ کہ دین وتقویٰ کی بنا پر کیونکہ مؤمن، کافر، متقی، فاجر

میں یہ محبت نہیں ہوسکتی، رب تعالیٰ فرماتا ہے: حق یہ ہے کہ یَقُوْلُ کا فاعل یا تو خود وہ بندہ ہے یعنی وہ بندہ کہتا تھا میں گنہگار ہوں یا اس زمانہ کے لوگ ہیں یعنی کہنے والے کہتے تھے کہ وہ گنہگار ہے، اس کے فاعل حضور نہیں کیونکہ حضور کو تو ان دونوں کے انجام کی خبر تھی کہ گنہگار سعید ہے اور وہ عابد شقی اسی لیے حضور انور نے اس عابد کو صالح نہ فرمایا بلکہ مجتہد فی العبادت فرمایا یعنی عبادت میں کوشاں۔ یہاں پر بعض کے خیال میں یَقُوْلُ کا فاعل حضور ہی ہیں تو مطلب یہ ہوگا کہ حضور فرماتے ہیں اس وقت وہ گنہگار تھا۔ اس نے کہا تو میری فکر نہ کر اپنی کر میرا معاملہ میرے رب کے ساتھ ہے اس کا یہ کلام رب تعالیٰ سے امید کی بنا پر ہے نہ کہ بے خوفی ہے ورنہ کفر ہو جاتا۔ غالبًا عابد نے اسے بہت جھڑکا ہوگا اور ذلیل وخوار اور لوگوں میں بدنام کیا ہوگا اس لیے اس نے جل کر یہ کہا۔ خیال رہے کہ تبلیغ بہت اچھی چیز ہے مگر دوسرے میں ضد پیدا کر دینا اور اسے بدنام کرنا برا کہ اس سے سامنے والا گناہ چھوڑے گا نہیں بلکہ ضد میں آکر زیادہ گناہ کرے گا، رب تعالیٰ فرماتا ہے۔ لہٰذا اس کا یہ جواب بھی کفر نہ ہوگا۔

اور اس کا یہ کہنا کہ نہ رب تجھے بخشے گا نہ جنت میں داخل فرمائے گا۔ یہی وہ کلام ہے جو اس عابد پر عتاب کا باعث ہوا یعنی کسی گنہگار کے متعلق دائمی جہنمی ہونے کا فیصلہ کیونکہ مغفرت یا عذاب اللہ کے قبضہ میں ہے، نیز کوئی گنہگار دائمی جہنمی نہیں۔ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ تجھے خدا نہ بخشے گا مجھے ضرور بخشے گا کہ میں نیک کار ہوں۔ غرضکہ اس کلام میں دو جرم ہوئے۔ جو فرستہ وہاں آیا وہ فرشتہ حضرت عزرائیل علیہ السلام ہیں جو ہر مرنے والے کے پاس مع اپنے خدام کے پہنچتے ہیں۔ ظاہر یہ ہے کہ ان دونوں کی بیک وقت روحیں قبض کی گئیں، گنہگار اپنی خطاؤں پر نادم ہو کر مرا اور عابد اس پرانے تکبر پر کہ میں بڑا عابد ہوں میری ضرور بخشش ہوگی۔ پھر عرش اعظم کے نیچے یہ دونوں رب کے حضور حاضر ہوئے۔

رب تعالیٰ بعض بندوں سے مرتے ہی کلام فرماتا ہے یہاں بھی ایسا ہی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جا جنت میں چلا جا کہ میں نے اپنے فضل سے تجھے زندگی میں توبہ کی توفیق بخشی اور تیری توبہ قبول کی اور اگر بغیر توبہ بھی مر گیا تھا تو تیرے گناہ محض اپنے فضل سے معاف کر دیئے۔ خیال رہے کہ جنت میں داخلہ بغیر نیک اعمال ہوسکتا ہے۔ مسلمانوں کے بچے، دیوانے جنتی ہیں بغیر عمل مگر دوزخ میں داخلہ بغیر جرم نہ ہوگا اسی لیے دیوانے کفار اور کفار کی ناسمجھ اولاد جہنمی نہیں۔

یہ اقرار اس وقت کر رہا ہے جب اقرار کرنا مفید نہیں ہوتا، اس کی جگہ دنیا تھی اس لیے قبول نہ ہوا اور سزا دی گئی۔

(مرقاۃ المفاتیح، مراۃ المناجیح، ج ۳، ص ۳۷۶، مکتبہ اسلامیہ، لاہور)

توبہ کے بارے چند دیگر احادیث

(1) عَن عبد الله بن مَسعُود رَضِي الله عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيهِ وَسلم للجنة ثَمَانِيَة أَبوَاب سَبعَة مغلقة وَبَاب مَفتُوح للتَّوبَة حَتَّى تطلع الشَّمس من نَحوه"

(مسند ابی یعلیٰ: 8/ 5012، المعجم الکبیر للطبرانی: 10/ 10479)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ مروی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنت کے آٹھ دروازے ہیں سات دروازے بند ہیں صرف ایک دروازہ (جس کا نام) توبہ ہے مغرب سے سورج طلوع ہونے تک کھلا ہے۔

(2)عَن أبی هُرَيرَة رَضِی الله عَنهُ أَن رَسُول الله صلى الله عَلَيهِ وَسلم قَالَ لَو أخطأتم حَتّٰى تبلغ السَّمَاء ثمَّ تبتم لتاب الله عَلَيكُم" (ابن ماجه، كتاب الزهد، باب ذكر التوبة، حديث: 4248،)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اتنے گناہ بھی کر بیٹھو کہ آسمان تک پہنچ جائیں پھر اللہ سے (خالص) توبہ کرو تو اللہ تمہاری توبہ (پھر بھی) قبول فرمائے گا۔

(3)عَن أنس رَضِی الله عَنهُ أَن النَّبِی قَالَ كل ابن آدم خطاء وَخير الخَطَّائِينَ التوابون"

(جامع ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ، باب 49، حدیث: 2499، سنن ابن ماجہ کتاب الزھد، باب ذکر التوبۃ، حدیث: 4251)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر ابن آدم خطاء کرتا ہے (سوائے انبیاء کرام کے) لیکن بہترین خطاء کار وہ ہیں جو خطاء کے بعد جلد توبہ کر لیتے ہیں۔

(4)عَن عبد الله بن عمر رَضِی الله عَنهُمَا عَن النَّبِی صلى الله عَلَيهِ وَسلم قَالَ إِن الله يقبل تَوبَة العَبد مَا لم يُغرغر"(4253، ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی فضل التوبۃ والاستغفار وماذکر من رحمۃ اللہ لعبادہ، حدیث: 3537،)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول فرماتا ہے جب تک اس پر موت کی حالت طاری نہیں ہو جاتی۔

(5)عَن معَاذ بن جبل رَضِی الله عَنهُ قَالَ قلت يَا رَسُول الله أوصنی قَالَ عَلَيك بتقوى الله مَا استَطَعت وَاذكُر الله عِند كل حجر وَشَجر وَمَا عملت من سوء فأحدث لَهُ تَوبَة السِّرّ بالسر وَالعَلَانِيَة بالعلانية"(المعجم الكبير للطبرانی، حديث: 331/20،)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی نصیحت فرمائیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاں تک ممکن ہو اپنے اوپر اللہ کا خوف لازم کرو، ہر شجر و حجر کے پاس اللہ کا ذکر کرتے رہو، اور جب کوئی برا کام کر بیٹھو تو اس کے لیے نئی توبہ کرو، اگر گناہ خفیہ ہے تو توبہ بھی خفیہ کرو اور اگر گناہ اعلانیہ ہے تو توبہ بھی اعلانیہ کرو۔

(6)عَن عبد الله بن مَسعُود رَضِی الله عَنهُ عَن النَّبِی صلى الله عَلَيهِ وَسلم قَالَ التائب مِن الذَّنب كمن لَا ذَنب لَهُ"

(سنن ابن ماجہ کتاب الزھد، باب ذکر التوبۃ، حدیث: 4252، المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث: 10/10281،)

ترجمہ:حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔گناہ سے توبہ کرنے والا اس شخص کی طرح ہو جاتا ہے جس نے کوئی ھناہ نہیں کیا۔

(7)عَن حمید الطَّوِیل قَالَ قلت لأنس بن مَالك رَضِی الله عَنهُ أقَال النَّبِی صلی الله عَلَیهِ وَسلم النَّدَم توبَة قَالَ نعم"(صحیح ابن حبان،حدیث:2/612،)

ترجمہ:حضرت حمید الطّویل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ کیا یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے؟ کہ گناہ پر ندامت وشرمساری بھی توبہ ہے؟؟ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جی ہاں (یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے)

۳-بَابُ الصَّبْرِ
صبر کے متعلق

صبر کا لغوی معنی:

خاموشی، برداشت، برد باری، تحمل، ۔

صبر کی تعریف:

الصبر هو ترك الشكوى من الم البلوى ۔(کتاب التعریفات، مکتبه رحمانیه لاهور،)

ترجمہ: کسی دکھ اور رنج پر شکایت کو ترک کرنا صبر کہلاتا ہے۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا ﴾ (آل عمران: 200)،

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: اے ایمان والو صبر کرو اور صبر میں دشمنوں سے آگے رہو۔

صبر کا معنی ہے نفس کو اس چیز سے روکنا جو شریعت اور عقل کے تقاضوں کے مطابق نہ ہو۔ اور مُصَابَرہ کا معنی ہے دوسروں کی ایذا رسانیوں پر صبر کرنا۔ صبر کے تحت اس کی تمام اقسام داخل ہیں جیسے توحید، عدل، نبوت اور حشر ونشر کی معرفت حاصل کرنے میں نظر و اِستدلال کی مشقت برداشت کرنے پر صبر کرنا۔ واجبات اور مُستحَبات کی ادائیگی کی مشقت پر صبر کرنا۔ ممنوعات سے بچنے کی مشقت پر صبر کرنا۔ دنیا کی مصیبتوں اور آفتوں جیسے بیماری، محتاجی قحط اور خوف وغیرہ پر صبر کرنا اور مُصَابرہ میں گھر والوں، پڑوسیوں اور رشتہ داروں کی بداخلاقی برداشت کرنا اور برا سلوک کرنے والوں سے بدلہ نہ لینا داخل ہے، اسی طرح نیکی کا حکم دینا، برائی سے منع کرنا اور کفار کے ساتھ جہاد کرنا بھی مُصَابرہ میں داخل ہے۔

(تفسیر خازن، تفسیر کبیر، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِیْنَ ○﴾ (البقرة: 155)

اللہ عزوجل کا فرمان ہے: اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو۔

آزمائشیں اور صبر:

یادرہے کہ زندگی میں قدم قدم پر آزمائشیں ہیں، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کبھی مرض سے، کبھی جان و مال کی کمی سے، کبھی دشمن کے ڈر خوف سے، کبھی کسی نقصان سے، کبھی آفات و بلیّات سے اور کبھی نت نئے فتنوں سے آزماتا ہے اور راہِ دین اور تبلیغِ دین تو خصوصاً وہ راستہ ہے جس میں قدم قدم پر آزمائشیں ہیں، اسی سے فرمانبردار و نافرمان، محبت میں سچے اور محبت کے صرف دعوے کرنے والوں کے درمیان فرق ہوتا ہے۔ حضرت نوح علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اکثر قوم کا ایمان نہ لانا، حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آگ میں ڈالا جانا، فرزند کو قربان کرنا، حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بیماری میں مبتلا کیا جانا، ان کی اولاد اور اموال کو ختم کر دیا جانا، حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مصر سے مدین جانا، مصر سے ہجرت کرنا، حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ستایا جانا اور انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کا شہید کیا جانا یہ سب آزمائشوں اور صبر ہی کی مثالیں ہیں اور ان مقدس ہستیوں کی آزمائشیں اور صبر ہر مسلمان کے لئے ایک نمونے کی حیثیت رکھتی ہیں لہٰذا ہر مسلمان کو چاہئے کہ اسے جب بھی کوئی مصیبت آئے اور وہ کسی تکلیف یا اَذِیَّت میں مبتلا ہو تو صبر کرے اور اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہے اور بے صبری کا مظاہرہ نہ کرے۔ صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''بہت موٹی سی بات ہے جو ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی کتنا ہی غافل ہو مگر جب (اسے کوئی تکلیف پہنچتی ہے یا وہ کسی مصیبت اور) مرض میں مبتلا ہوتا ہے تو کس قدر خدا کو یاد کرتا اور توبہ و استغفار کرتا ہے اور یہ تو بڑے رتبہ والوں کی شان ہے کہ (وہ) تکلیف کا بھی اسی طرح استقبال کرتے ہیں جیسے راحت کا (استقبال کرتے ہیں) مگر ہم جیسے کم سے کم اتنا تو کریں کہ (جب کوئی مصیبت یا تکلیف آئے تو) صبر و استقلال سے کام لیں اور جزع و فزع (یعنی رونا پیٹنا) کر کے آتے ہوئے ثواب کو ہاتھ سے نہ (جانے) دیں اور اتنا تو ہر شخص جانتا ہے کہ بے صبری سے آئی ہوئی مصیبت جاتی نہ رہے گی پھر اس بڑے ثواب (جو احادیث میں بیان کیا گیا ہے،) سے محرومی دوہری مصیبت ہے۔ (بہارشریعت، کتاب الجنائز، بیماری کا بیان، ۱/۷۹۹)

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَھُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ ۝﴾ (الزمر: 10)،

اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے: صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔

اس آیت کے تحت علامہ مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہر نیکی کرنے والے کی نیکیوں کا وزن کیا جائے گا سوائے صبر کرنے والوں کے کہ انہیں بے اندازہ اور بے حساب دیا جائے گا۔ اور یہ بھی مروی ہے کہ اصحابِ مصیبت و بَلا حاضر کئے جائیں گے

نہ ان کے لئے میزان قائم کی جائے، نہ ان کے لئے دفتر کھولے جائیں ان پر اجر وثواب کی بے حساب بارش ہوگی یہاں تک کہ دنیا میں عافیت کی زندگی بسر کرنے والے انہیں دیکھ کر آرزو کریں گے کہ کاش وہ اہلِ مصیبت میں سے ہوتے اور ان کے جسم قینچیوں سے کاٹے گئے ہوتے کہ آج یہ صبر کا اجر پاتے۔ (خزائن العرفان، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَمَنْ صَبَرَ وَغَفَرَ اِنَّ ذٰلِکَ لَمِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝﴾ (الشوری: 43)

اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے: اور بے شک جس نے صبر کیا اور بخش دیا تو یہ ضرور ہمت کے کام ہیں۝

آیت نمبر: 5

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ اِسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃِ ط اِنَّ اللّٰہَ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝﴾ [البقرۃ: 153]

اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے: صبر اور نماز سے مدد چاہو بے شک اللہ صابروں کے ساتھ ہے۝

اس آیت میں صبر اور نماز کا ذکر کیا جارہا ہے کیونکہ نماز، ذکر اللہ اور صبر وشکر پر ہی مسلمان کی زندگی کامل ہوتی ہے۔ اس آیت میں فرمایا گیا کہ صبر اور نماز سے مدد مانگو۔ صبر سے مدد طلب کرنا یہ ہے کہ عبادات کی ادائیگی، گناہوں سے رکنے اور نفسانی خواہشات کو پورا نہ کرنے پر صبر کیا جائے اور نماز چونکہ تمام عبادات کی اصل اور اہل ایمان کی معراج ہے اور صبر کرنے میں بہترین معاون ہے اس لئے اس سے بھی مدد طلب کرنے کا حکم دیا گیا اور ان دونوں کا بطور خاص اس لئے ذکر کیا گیا کہ بدن پر باطنی اعمال میں سب سے سخت صبر اور ظاہری اعمال میں سب سے مشکل نماز ہے۔ (روح البیان، البقرۃ، تحت الآیۃ ۱۵۳)

سبحان اللہ! کیا پاکیزہ تعلیم ہے۔ صبر کی وجہ سے قلبی قوت میں اضافہ ہے اور نماز کی برکت سے اللہ تعالیٰ سے تعلق مضبوط ہوتا ہے اور یہ دونوں چیزیں پریشانیوں کو برداشت کرنے اور انہیں دور کرنے میں سب سے بڑی معاون ہیں۔

آیت نمبر: 6

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَنَبْلُوَنَّکُمْ حَتّٰی نَعْلَمَ الْمُجٰہِدِیْنَ مِنْکُمْ وَالصّٰبِرِیْنَ ۝﴾ (محمد: 31)

اور اللہ عزوجل کا فرمان ہے: اور ضرور ہم تمہیں جانچیں گے یہاں تک کہ دیکھ لیں تمہارے جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو۔

وَالْاٰیَاتُ فِی الْاَمرِ بِالصَّبْرِ وَبَیَانِ فَضْلِہٖ کَثِیْرَۃٌ مَّعْرُوْفَۃٌ ۔

صبر کے حکم کے متعلق اور اس کی فضیلت کے متعلق بہت زیادہ آیات مشہور ہیں۔

صبر نور ہے:

(۲۷) وَعَنْ اَبِیْ مَالِکٍ الْحَارِثِ بْنِ عَاصِمِ الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلطُّہُوْرُ شَطْرُ الْاِیْمَانِ، وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ تَمْلَاُ الْمِیْزَانَ، وَسُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ

لِلّٰہِ تَمْلَاٰنِ - اَوْ تَمْلَاُ - مَا بَیْنَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ، وَالصَّلٰوۃُ نُوْرٌ، وَّالصَّدَقَۃُ بُرْھَانٌ، وَّالصَّبْرُ ضِیَاءٌ، وَّالْقُرْاٰنُ حُجَّۃٌ لَّکَ اَوْ عَلَیْکَ ۔ کُلُّ النَّاسِ یَغْدُوْا فَبَائِعٌ نَفْسَہٗ فَمُعْتِقُھَا اَوْ مُوْبِقُھَا'' رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

◀◀ حضرت ابو مالک حارث بن عاصم اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ صفائی آدھا ایمان ہے۔ الحمداللہ میزان کو بھر دے گا۔ سبحان اللہ اور الحمداللہ زمین اور آسمان کے درمیان تمام جگہ کو بھر دیتے ہیں۔ نماز نور ہے' اور صدقہ برہان ہے' اور صبر نور ہے' اور قرآن پاک حجت ہے تیرے واسطے یا تیرے برعکس۔ ہر بندہ اس کیفیت میں صبح کرتا ہے کہ اپنے آپ کو فروخت کرتا ہے یا تو اس کو ترک کردیتا ہے یا تباہ کرنے والا ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

الطھور: بمعنی پاکی، صفائی، یہاں سے مراد ظاہری و باطنی پاکی وصفائی ہے۔

شطر: از، **شطرا،** بمعنی دو برابر حصوں میں کرنا، آدھا، نصف۔

تملاء: از، **ملاءً،** بمعنی بھرنا۔

ضیاء: از، **ضوء،** بمعنی روشن ہونا، روشنی، چمک۔

فمعتقھا: از، **عتقاً،** بمعنی آزاد ہونا۔

موبقھا: از، **موبقاً،** بمعنی ہلاک ہونا، برباد ہونا۔

تعارف راوی حدیث:

ابو مالک اشعری: آپ کا نام کعب ابن عاصم ہے اشعری ہیں، خلافت فاروقی میں وفات پائی۔ آپ سے ۱۲۷ احادیث مروی ہیں۔ جن میں سے مسلم میں دو حدیثیں ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، مراۃ المناجیح، ج ۸، ص ۵۵۷، شبیر برادراز، لاہور)

شرح:

صبر اللہ تعالٰی کا ایسا فضل ہے جس کے ساتھ اللہ تعالٰی کی رحمت برستی ہے، اور صبر بھی اللہ تعالٰی کی توفیق سے ہی ہوتا ہے کیونکہ اس کی وجہ سے اللہ تعالٰی اپنے بندے کے درجات بلند فرماتا ہے۔ اس لیے اپنے محبوب بندوں کو یہ توفیق بخشتا ہے،

(۲۷) (مسلم شریف کتاب الطہارت رقم الحدیث ۴۴۲) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۳۵۱۷) (نسائی شریف رقم الحدیث ۲۴۳۷) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۲۸۰)

حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کتنے عرصہ تک بلا (یعنی مصیبت) میں مبتلا رہے اور صبر بھی کیسا جمیل فرمایا! جب اس سے نجات ملی عرض کیا: "الٰہی (عَزَّ وَجَلَّ)! میں نے کیسا صبر کیا؟ ارشاد ہوا: "اور توفیق کس گھر سے لایا۔" حضرت ایوب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے سر پر خاک اڑائی عرض کیا: "بے شک اگر تو توفیق نہ عطا فرماتا تو میں صبر کہاں سے کرتا!"

(الجامع الاحکام القران، سورۃ الانبیاء)

صبر اللہ تعالیٰ کی ایک وسیع نعمت:

(۲۸) وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ سَعْدِ بْنِ مَالِكِ بْنِ سَنَانِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ نَاسًا مِّنَ الْاَنْصَارِ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَعْطَاهُمْ، ثُمَّ سَاَلُوْهُ فَاَعْطَاهُمْ، حَتّٰی نَفِدَ مَا عِنْدَهٗ، فَقَالَ لَهُمْ حِیْنَ اَنْفَقَ كُلَّ شَیْءٍ بِیَدِهٖ: "مَا یَكُنْ عِنْدِیْ مِنْ خَیْرٍ فَلَنْ اَدَّخِرَهٗ عَنْكُمْ، وَمَنْ یَّسْتَعْفِفْ یُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ یَّسْتَغْنِ یُغْنِهِ اللّٰهُ، وَمَنْ یَّتَصَبَّرْ یُصَبِّرْهُ اللّٰهُ ۔ وَمَا اُعْطِیَ اَحَدٌ عَطَاءً خَیْرًا وَّاَوْسَعَ مِنَ الصَّبْرِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◀◀ حضرت ابوسعید سعد بن مالک بن سنان خدری رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ بعض انصار نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ طلب کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو عطا کر دیا۔ انصار نے پھر کچھ طلب کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر عطا کر دیا حتیٰ کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جو کچھ حاضر تھا وہ اختتام پذیر ہو گیا جس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام صرف کر دیا جو آپ کے دست اقدس میں تھا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا: میرے پاس جو بھی خیر ہے میں تم سے اس کو خفیہ نہ رکھوں گا جو آدمی سوال کرنے سے بچے گا اللہ عزوجل اس کو سوال کرنے سے محفوظ رکھے گا' اور جو آدمی بے نیازی اپنائے گا اللہ عزوجل اس کو بے نیاز رکھے گا اور جو آدمی صبر کرنے والا ہوگا اللہ عزوجل اس کو صبر عطا کرے گا' اور کسی بھی آدمی کو صبر سے زیادہ بہتر اور وسعت والی کوئی شے نہیں عطا کی گئی۔

(متفق علیہ)

حل لغات:

نفد: از نفاداً، بمعنی ختم ہونا، فنا ہونا،

انفق: از، نفقاً، بمعنی توشہ ختم ہونا،

یعف: از، عفوًا، بمعنی معاف کرنا، رکنا، ساقط کرنا۔

یستغنی: از، استغناءً، بمعنی بے نیاز ہونا۔

یتصبر: از، صبراً، بمعنی برداشت کرنا۔

(۲۸) ابوداؤد شریف رقم الحدیث ۱۶۴۴

شرح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی صبر کرتا ہے تو اللہ اس کو بہتر عطاء فرماتا ہے، لیکن جب صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو تکلیف پہنچتی تو وہ صبر بھی کرتے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں آ کر اس کا مداوہ بھی کرواتے تو اللہ تعالیٰ ان کو صبر کا اجر اور تکلیف سے چھٹکارہ دونوں عطاء فرماتا۔

جیسا کہ حضرتِ سَیِّدُنا قتادہ بن نعمان انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آتا ہے جو کہ مشہور تیرانداز تھے، غزوہ بدر اور اُحد میں شریک ہوئے۔ غزوہ اُحد میں ان کی آنکھ تیر لگنے کے سبب ان کے رخسار پر بہہ پڑی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آنکھ کو ہاتھ میں تھامے سرکارِ مدینہ قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نزولِ سکینہ، صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حبیبِ اکرم، طبیبوں کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے قتادہ! یہ کیا ہے؟" عرض کیا: "یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! یہ وہی ہے جو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ملاحظہ فرمارہے ہیں۔" تو نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور، دوجہاں کے تاجور، محبوبِ ربِ اکبر عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا: "اگر تم چاہو تو صبر کرو تو تمہارے لئے جنت ہوگی اور اگر چاہو تو میں یہ آنکھ تمہیں لوٹا دوں اور تمہارے لئے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دعا کروں تو تم اس میں کسی کمی کو نہ پاؤ گے۔" عرض کیا: "یارسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم! خدا عزوجل کی قسم! بے شک جنت بہت بڑی جزا اور بہت بڑی عطا ہے مگر میں اپنی بیویوں سے بھی محبت کرتا ہوں اور مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں وہ مجھے یہ کہہ کر ٹھکرا نہ دیں کہ "یہ نابینا ہے۔" میں چاہتا ہوں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم مجھے یہ آنکھ بھی لوٹا دیں اور اللہ عزوجل سے میرے لئے جنت کا سوال بھی کریں۔" تو رحمتِ دوعالم، سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "اے قتادہ! میں ایسا ہی کروں گا۔" پھر مدنی حبیب، طبیبوں کے طبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے وہ آنکھ اپنے دستِ مبارکہ میں پکڑی اور اسے اس کی جگہ پر لگا دیا تو وہ آنکھ پہلے سے بہتر اور خوبصورت ہوگئی اور اللہ عزوجل کی بارگاہ میں ان کے لئے جنت کی دعا فرمائی۔

جب ان کے بیٹے حضرتِ سَیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں ان کے پاس حاضر ہوئے تو حضرتِ سَیِّدُنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے پوچھا اے جوان! تم کون ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا:

اَنَا ابْنُ الَّذِیْ سَالَتْ عَلٰی الْخَدِّ عَیْنُہٗ ۔۔۔ فَرُدَّتْ بِکَفِّ الْمُصْطَفٰی اَحْسَنَ الرَّدِّ

فَعَادَتْ کَمَا کَانَتْ بِاَحْسَنِ حَالِھَا ۔۔۔ فَیَا حُسْنَ مَاعَیْنٍ وَیَا حُسْنَ مَارَدٍ

ترجمہ: (۱) میں اس صاحب کا فرزند ہوں جن کی آنکھ رخسار پر بہہ گئی تو دستِ مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اسے بہترین انداز سے اس کے مقام پر لوٹا دیا۔

(۲) پس وہ آنکھ پہلے سے کہیں زیادہ اچھی حالت میں آ گئی، پس یہ آنکھ اور آنکھ لوٹانے والے کیا ہی خوب تھے۔

تو حضرتِ سَیِّدُ نا عمر بن عبد العزیز علیہ رحمۃ اللہ القدیر نے فرمایا: "وسیلہ کے ذریعے ہم تک پہنچنے والوں کو چاہیے کہ انہی جیسے لوگوں کے وسیلہ سے آیا کریں۔" (الاستیعاب قتادۃ بن النعمان، باب حرف القاف،)

سبحان اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر دل و جان قربان کہ جب بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتے تو اجر بھی ملتا اور تکلیف بھی دور ہوتی ہم کو بھی ایسے ہی مصیبت پر صبر کر کے اللہ تعالیٰ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مشکل کشائی کی دعا کرنی چاہیے۔

صبر خیر ہے:

(۲۹)وَعَنْ اَبِیْ یَحْیٰی صُهَیْبِ بْنِ سَنَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ:

"عَجَبًا لِاَمْرِ الْمُؤْمِنِ اِنَّ اَمْرَهٗ كُلَّهٗ لَهٗ خَیْرٌ وَّلَیْسَ ذٰلِكَ لِاَحَدٍ اِلَّا لِلْمُؤْمِنِ: اِنْ اَصَابَتْهُ سَرَّآءُ شَكَرَ فَكَانَ خَیْرًا لَّهٗ، وَاِنْ اَصَابَتْهُ ضَرَّآءُ صَبَرَ فَكَانَ خَیْرًا لَّهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ حضرت ابو یحییٰ صہیب بن سنان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تعجب ہوتا ہے مسلمان کے معاملے پر اس واسطے کہ اس کا ہر معاملہ بھلائی والا ہوتا ہے اس کے حق میں اور یہ بھلائی حاصل ہے فقط مسلمان کو اگر اس کو کوئی مسرت حاصل ہوتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے اور یہ اس کے واسطے صحیح ہوتا ہے اور اگر مسلمان کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو وہ صبر کرتا ہے اور یہ بھی صحیح ہوتا ہے اس کے واسطے۔ (مسلم)

حل لغات:

عجبا: از، عجبًا، بمعنی تعجب کرنا، پسند کرنا۔

ضرآء: از، ضرًّا، بمعنی تکلیف دینا، نقصان پہنچانا۔

تعارف راوی حدیث:

صہیب ابن سنان: آپ عبد اللہ بن جدعان کے آزاد کردہ ہیں، تیمی ہیں، آپ کی کنیت ابو یحییٰ ہے آپ کا وطن موصل کے علاقہ میں تھا، رومیوں نے ان پر حملہ کیا آپ کو غلام بنالیا اس وقت آپ بچے تھے پھر رومیوں میں آپ کی پرورش ہوئی حتیٰ کہ آپ کو عبد اللہ ابن جدعان نے خرید کر آزاد کیا۔ آپ اور عمار ابن یاسر ایک ہی دن مکہ معظمہ ایمان لائے، جب کہ حضور انور دار ارقم میں تھے اور اس وقت تک تیس سے کچھ زیادہ آدمی مسلمان ہوئے تھے مکہ معظمہ میں آپ کو اسلام کی وجہ سے بہت سخت ایذائیں دی گئیں، پھر آپ مدینہ منورہ ہجرت کر کے آگئے، آپ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی "وَ مِنَ النَّاسِ مَن

(۲۹) مسند امام احمد بن حنبل ۱۹۸۵۶)

يَّشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ" نوے سال عمر ہوئی، مدینہ منورہ میں وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، مراۃ المناجیح، ج ۸، ص ۵۱۷، شبیر برادرز، لاہور)

شرح:

بندے کو نعمت پر شکر اور تکلیف پر صبر کرنا چاہیے یہی اس کے لیے بہتر ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمایا ہے۔

صابر وشاکر مردِ خدا:

امام ابن جوزی علیہ الرحمۃ ایک صابر مردِ خدا کی حکایت نقل فرماتے ہیں کہ۔

حضرت سیدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں: مجھے ایک بزرگ نے یہ واقعہ سنایا کہ میں اولیاء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کی تلاش میں ہر وقت سرگرداں رہتا اور ان کی قیام گاہوں کو ڈھونڈنے کے لئے صحراؤں، پہاڑوں اور جنگلوں میں پھرتا تاکہ ان کی صحبت سے فیض یاب ہوسکوں۔

ایک مرتبہ اسی مقصد کے لئے مصر کی طرف روانہ ہوا، جب میں مصر کے قریب پہنچا تو ویران سی جگہ میں ایک خیمہ دیکھا، جس میں ایک ایسا شخص موجود تھا جس کے ہاتھ، پاؤں اور آنکھیں) جذام کی (بیماری سے ضائع ہوچکی تھیں لیکن اس حالت میں بھی وہ مردِ عظیم ان الفاظ کے ساتھ اپنے رب عزوجل کی حمد وثناء کر رہا تھا: "اے میرے پروردگار عزوجل! میں تیری وہ حمد کرتا ہوں جو تیری تمام مخلوق کی حمد کے برابر ہو۔ اے میرے پروردگار عزوجل! بے شک تُو تمام مخلوق کا خالق ہے اور تو سب پر فضیلت رکھتا ہے، میں اس انعام پر تیری حمد کرتا ہوں کہ تُو نے مجھے اپنی مخلوق میں کئی لوگوں سے افضل بنایا۔"

وہ بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ جب میں نے اس شخص کی یہ حالت دیکھی تو میں نے کہا: "خدا عزوجل کی قسم! میں اس شخص سے یہ ضرور پوچھوں گا کہ کیا حمد کے یہ پاکیزہ کلمات تمہیں سکھائے گئے ہیں یا تمہیں الہام ہوئے ہیں؟" چنانچہ اسی ارادے سے میں اس کے پاس گیا اور اسے سلام کیا، اس نے میرے سلام کا جواب دیا۔ میں نے کہا: "اے مردِ صالح! میں تم سے ایک چیز کے متعلق سوال کرنا چاہتا ہوں کیا تم مجھے جواب دو گے؟" وہ کہنے لگا: "اگر مجھے معلوم ہوا تو ان شاء اللہ عزوجل ضرور جواب دوں گا۔" میں نے کہا: "وہ کون سی نعمت ہے جس پر تُم اللہ عزوجل کی حمد کر رہے ہو اور وہ کون سی فضیلت ہے جس پر تُم شکر ادا کر رہے ہو؟ (حالانکہ تمہارے ہاتھ، پاؤں اور آنکھیں وغیرہ سب ضائع ہوچکی ہیں پھر بھی تم کس نعمت پر حمد بجا لا رہے ہو۔)

وہ شخص کہنے لگا: "کیا تُو دیکھتا نہیں کہ میرے رب عزوجل نے میرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟" میں نے کہا: "کیوں نہیں، میں سب دیکھ چکا ہوں۔" پھر وہ کہنے لگا: "دیکھو! اگر اللہ عزوجل چاہتا تو مجھ پر آسمان سے آگ برسا دیتا جو مجھے جلا کر راکھ بنا دیتی، اگر وہ پروردگار عزوجل چاہتا تو پہاڑوں کو حکم دیتا اور وہ مجھے تباہ وبرباد کر ڈالتے، اگر اللہ عزوجل چاہتا تو

سمندر کو حکم فرماتا جو مجھے غرق کر دیتا یا پھر زمین کو حکم فرماتا تو وہ مجھے اپنے اندر دھنسا دیتی لیکن دیکھو، اللہ عزوجل نے مجھے ان تمام مصیبتوں سے محفوظ رکھا پھر میں اپنے رب عزوجل کا شکر کیوں نہ ادا کروں، اس کی حمد کیوں نہ کروں اور اس پاک پرور دگار عزوجل سے محبت کیوں نہ کروں؟"

پھر مجھ سے کہنے لگا:" مجھے تم سے ایک کام ہے، اگر کر دو گے تو تمہارا احسان ہوگا، چنانچہ وہ کہنے لگا:"میرا ایک بیٹا ہے جو نماز کے اوقات میں آتا ہے اور میری ضروریات پوری کرتا ہے اور اسی طرح افطاری کے وقت بھی آتا ہے لیکن کل سے وہ میرے پاس نہیں آیا، اگر تم اس کے بارے میں معلومات فراہم کردو تو تمہارا احسان ہوگا۔" میں نے کہا:"میں تمہارے بیٹے کو ضرور تلاش کروں گا اور پھر میں یہ سوچتے ہوئے وہاں سے چل پڑا کہ اگر میں نے اس مردِ صالح کی ضرورت پوری کر دی تو شاید اسی نیکی کی وجہ سے میری مغفرت ہو جائے۔" چنانچہ میں اس کے بیٹے کی تلاش میں ایک طرف چل دیا، چلتے چلتے جب ریت کے دو ٹیلوں کے درمیان پہنچا تو وہاں کا منظر دیکھ کر میں ٹھٹھک کر رُک گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک درندہ ایک لڑکے کو چیر پھاڑ کر اس کا گوشت کھا رہا ہے، میں سمجھ گیا کہ یہ اسی شخص کا بیٹا ہے، مجھے اس کی موت پر بہت افسوس ہوا اور میں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ کہا اور واپس اسی شخص کے خیمے کی طرف چل دیا۔

میں یہ سوچ رہا تھا کہ اگر میں نے اس پریشان حال شخص کو اس کے بیٹے کی موت کی خبر فوراً ہی سنادی تو وہ یہ خبر سن کر کہیں مر ہی نہ جائے، آخر کس طرح اسے یہ غمناک خبر سناؤں کہ اسے صبر نصیب ہو جائے چنانچہ میں اس شخص کے پاس پہنچا، اسے سلام کیا اس نے جواب دیا، پھر میں نے اس سے پوچھا:"میں تم سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں کیا تم جواب دو گے؟" یہ سن کر وہ کہنے لگا کہ اگر مجھے معلوم ہوا تو ان شاء اللہ عزوجل ضرور جواب دوں گا۔" میں نے کہا:"تم یہ بتاؤ کہ اللہ عزوجل کے ہاں حضرت سیدنا ایوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مقام و مرتبہ زیادہ ہے یا آپ کا؟" یہ سن کر وہ کہنے لگا:"یقیناً حضرت سیدنا ایوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرتبہ و مقام ہی زیادہ ہے۔" پھر میں نے کہا:" جب آپ علیہ السلام کو مصیبتیں پہنچیں تو آپ علیہ السلام نے ان بڑی بڑی مصیبتوں پر صبر کیا یا نہیں؟" وہ کہنے لگا:" حضرت سیدنا ایوب علٰی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے کماحقُّہ، مصیبتوں پر صبر کیا۔" پھر میں نے کہا:" ان کو تو اس قدر بیماری اور مصیبتیں پہنچیں کہ جو لوگ ان سے بہت زیادہ محبت کیا کرتے تھے انہوں نے بھی آپ علیہ السلام سے دوری اختیار کر لی اور راہ چلنے والے آپ علیہ السلام سے اعراض کرتے ہوئے چلتے تھے۔ کیا آپ علیہ السلام نے ایسی حالت میں صبر سے کام لیا یا نہیں؟" وہ شخص کہنے لگا:" آپ علیہ السلام نے ایسی حالت میں بھی صبر و شکر سے کام لیا اور صبر و شکر کا حق ادا کیا۔" یہ سن کر میں نے اس شخص سے کہا:" پھر تم بھی صبر سے کام لو، سنو! اپنے جس بیٹے کا تم نے تذکرہ کیا تھا اس کو درندہ کھا گیا ہے۔"

یہ سن کر اس شخص نے کہا:"تمام تعریفیں اللہ عزوجل کے لئے ہیں جس نے میرے دل میں دنیا کی حسرت ڈالی۔" پھر وہ شخص رونے لگا اور روتے روتے اس نے جان دے دی۔ میں نے اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ کہا اور سوچنے لگا کہ میں

اس جنگل بیابان میں اکیلے اس کی تجہیز وتکفین کیسے کروں گا، یہاں اس ویرانے میں میری مدد کو کون آئے گا۔ ابھی میں یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اچانک ایک سمت مجھے دس بارہ سواروں کا قافلہ نظر آیا۔ میں نے انہیں اشارے سے اپنی طرف بلایا تو وہ میرے پاس آئے اور مجھ سے پوچھا:" تم کون ہو اور یہ مردہ شخص کون ہے؟" میں نے انہیں سارا واقعہ سنایا تو وہ وہیں رُک گئے اور اس شخص کو سمندر کے پانی سے غسل دیا اور اسے وہ کفن پہنایا جو ان کے پاس تھا پھر مجھے اس کی نماز جنازہ پڑھانے کو کہا تو میں نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور انہوں نے میری اِقتداء میں نمازِ جنازہ ادا کی۔

پھر ہم نے اس عظیم شخص کو اسی خیمہ میں دفن کر دیا۔ ان نورانی چہروں والے بزرگوں کا قافلہ ایک طرف روانہ ہو گیا، میں وہیں اکیلا رہ گیا، رات ہو چکی تھی لیکن میرا وہاں سے جانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا، مجھے اس صابر وشاکر انسان سے محبت ہوگئی تھی، میں اس کی قبر کے پاس ہی بیٹھ گیا، کچھ دیر بعد مجھ پر نیند کا غلبہ ہوا تو میں نے خواب میں ایک نورانی منظر دیکھا کہ میں اور وہ شخص ایک سبز قبے میں موجود ہیں اور وہ سبز لباس زیبِ تن کئے کھڑے ہو کر قرآنِ حکیم کی تلاوت کر رہا ہے۔ میں نے اس سے پوچھا:" کیا تُو میرا وہی دوست نہیں جس پر مصیبتیں ٹوٹ پڑی تھیں اور وہ اِنتقال کر گیا تھا؟" اس نے مسکراتے ہوئے کہا:" ہاں! میں وہی ہوں۔" پھر میں نے پوچھا:" تمہیں یہ عظیم الشان مرتبہ کیسے ملا اور تمہارے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟" یہ سن کر وہ کہنے لگا:" اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ! مجھے میرے رب عزوجل نے ان لوگوں کے ساتھ جنت میں مقام عطا فرمایا ہے جو مصیبتوں پر صبر کرتے ہیں اور جب انہیں کوئی خوشی پہنچتی ہے تو شکر ادا کرتے ہیں۔"

حضرت سیدنا امام اوزاعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں:" میں نے جب سے اس بزرگ سے یہ واقعہ سنا ہے تب سے میں اہلِ مصیبت سے بہت زیادہ محبت کرنے لگا ہوں۔ ("عیون الحکایات، امام ابن جوزی علیہ الرحمۃ، ص ۱۴۶)

نبی اکرم کے وصال پر حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا صبر:

(۳۰) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: لَمَّا ثَقُلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ جَعَلَ یَتَغَشَّاہُ الْکَرْبُ، فَقَالَتْ فَاطِمَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا: وَاکَرْبَ اَبَتَاہُ ۔ فَقَالَ: "لَیْسَ عَلٰی اَبِیْکِ کَرْبٌ بَعْدَ الْیَوْمِ" فَلَمَّا مَاتَ، قَالَتْ: یَا اَبَتَاہُ، اَجَابَ رَبًّا دَعَاہُ! یَا اَبَتَاہُ، جَنَّۃُ الْفِرْدَوْسِ مَاْوَاہُ! یَا اَبَتَاہُ، اِلٰی جِبْرِیْلَ نَنْعَاہُ! فَلَمَّا دُفِنَ قَالَتْ فَاطِمَۃُ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہَا: اَطَابَتْ اَنْفُسُکُمْ اَنْ تَحْثُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ التُّرَابَ؟! رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔

◀◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مرض شدت اختیار کر گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ہائے تکلیف میرے بابا کی' حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آج کے دن کے بعد تمہارے بابا کو

(۳۰) (بخاری شریف کتاب المغازی رقم الحدیث ۴۱۹۳) (مسند طیالسی رقم الحدیث ۲۰۴۵) (مسند ابو یعلی رقم الحدیث ۲۷۶۹) (سنن الکبری بیہقی رقم الحدیث ۶۵۱۹) (ابن حبان رقم الحدیث ۶۶۱۳) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۱۶۲۹)

کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ جس وقت حضور ﷺ کا وصال ہو گیا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: اے میرے بابا! آپ نے اپنے رب عزوجل کی دعوت کو قبول فرمایا ہے۔ اے میرے بابا آپ کا مقام جنت الفردوس ہے اے میرے بابا جان ہم خبر دیتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام کو آپ کے وصال کی۔ جب آپ ﷺ کی تدفین کی گئی تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ تم افراد نے کس طرح ہمت کی کہ تم نے رسول اللہ ﷺ پر تراب ڈال دی۔ (بخاری)

حل لغات:

یتغشاہ: از، غشیاً، بمعنی بے ہوش ہونا۔

الکرب: بمعنی رنج، الم، مشقت،

ننعاہ: از، نعیاً، بمعنی موت کی اطلاع دینا۔

تحثوا: از، حثاً، بمعنی کسی کام پر اُبھارنا، برانگیختہ کرنا۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 5 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

جب نبی اکرم جیسا کریم رحیم آقا صلی اللہ علیہ وسلم اس دنیا سے چلا جائے تو کس کو صدمہ نہیں پہنچتا! لیکن اسی کریم و رحیم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ اسلام کے بعض مقامات پر صبر کرنا چالیس سال تک عبادت کرنے سے افضل ہے۔" (الاستیعاب فی معرفۃ الصحاب، باب حرف العین، الرقم ۲۰۵۲ ۔عسعس بن سلامۃ التمیمی، ج۳، ص۳۰۹)

بچے کے وفات پر صبر کرنے کا اجر:

(۳۱) وَعَنْ اَبِیْ زَیْدٍ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدِ بْنِ حَارِثَةَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَحِبِّهٖ وَابْنِ حِبِّهٖ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: اَرْسَلَتْ بِنْتُ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ ابْنِیْ قَدِ احْتُضِرَ فَاشْهَدْنَا، فَاَرْسَلَ یُقْرِیءُ السَّلَامَ، وَیَقُوْلُ: "اِنَّ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَلَهٗ مَا اَعْطٰی وَکُلُّ شَیْءٍ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ" فَاَرْسَلَتْ اِلَیْهِ تُقْسِمُ عَلَیْهِ لَیَاْتِیَنَّهَا ۔ فَقَامَ وَمَعَهٗ سَعْدُ بْنُ عُبَادَةَ، وَمُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ، وَّاُبَیُّ بْنُ کَعْبٍ، وَّزَیْدُ بْنُ ثَابِتٍ، وَّرِجَالٌ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، فَرُفِعَ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الصَّبِیُّ، فَاَقْعَدَهٗ فِیْ حِجْرِهٖ وَنَفْسُهٗ تَقَعْقَعُ، فَفَاضَتْ عَیْنَاهُ فَقَالَ سَعْدٌ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا هٰذَا؟ فَقَالَ: "هٰذِهٖ رَحْمَةٌ جَعَلَهَا اللّٰهُ تَعَالٰی فِیْ قُلُوْبِ عِبَادِهٖ"

---

(۳۱) (مسلم شریف رقم الحدیث ۹۲۳)

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "فِيْ قُلُوْبِ مَنْ شَآءَ مِنْ عِبَادِهٖ، وَاِنَّمَا يَرْحَمُ اللّٰهُ مِنْ عِبَادِهِ الرُّحَمَاءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .
وَمَعَنَى "تَقَعْقَعُ": تَتَحرَّكُ وَتَضْطَرِبُ .

◄◄ حضرت ابو زید اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں کے آزاد کئے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے ہیں اور آپ کے پیارے کے بیٹے ہیں سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک بیٹی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع بھجوائی کہ میرے بیٹے کا آخری وقت نزدیک ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لے آئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سلام بھیجا اور فرمایا: اللہ عزوجل جو واپس لے اس کا وہ مالک ہے اور جو وہ عطا کر دے وہ اس کی ملکیت ہے اس کے ہاں ہر شے کا ایک وقت طے ہے تجھ کو صبر کرنا چاہیے اور تمنا رکھنی چاہیے اجر کی تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں قاصد بھیجا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حلف دیا کہ آپ لازمی آئیں سو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے اور دوسرے بھی کئی حضرات تھے ان کے سوا۔ پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں اس بچے کو لایا گیا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی حجر میں بٹھایا اس وقت اس کا سانس اکھڑا ہوا تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ عرض گزار ہوئے ماھذا یا رسول اللہ یہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا: یہ وہ رحمت ہے جس کو قلوب میں رکھا ہے اللہ عزوجل نے اپنے بندوں کے۔ ایک حدیث مبارکہ میں یہ لفظ ہیں اپنے بندوں میں سے جس کے قلب میں اس کی مرضی ہو رکھتا ہے اور اللہ عزوجل رحم کرتا ہے اپنے رحم کرنے والے بندوں پر۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

احتضر: از، حضورًا، بمعنی موجود ہونا، حاضر ہونا۔

تقعقع: از، قعقعةً، بمعنی مضطرب ہونا، متحرک ہونا، ہتھیار کا آواز نکالنا،

ففاضت: از، فیضاناً، بمعنی بہنا، کثرت سے ہونا، وادی کے کنارے سے بہنا۔

تعارف راوی حدیث:

اسامہ ابن زید: آپ اسامہ ابن زید ابن حارثہ ہیں، قبیلہ بنی قضاعہ سے ہیں، آپ کی ماں کا نام برکت ہے، کنیت ام ایمن حضور کی دودھ کی والدہ وہ آپ کے والد جناب عبداللہ کی لونڈی تھیں اور اسامہ حضور کے غلام اور غلام زادے تھے کہ زید ابن حارثہ بھی حضور کے غلام تھے، اسامہ اور زید حضور کے بڑے پیارے تھے، حضور کی وفات کے وقت اسامہ بیس سال کے تھے، حضرت عثمان کی شہادت کے بعد آپ وادی قرالی میں رہے وہیں وصال ہوا، بعض نے کہا کہ آپ کی وفات ۵۴ چون میں ہوئی۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، مراۃ المناجیح، ج۸، ص۴۸۷، شبیر برادرز، لاہور)

شرح:

بچے کی وفات پر صبر بہت بڑی فضیلت ہے۔ دو احادیث پیش کرتا ہوں۔

(۱)۔۔۔۔۔۔امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدُ نا موسیٰ بن عمران علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ میں عرض کی: "اے میرے رب عَزَّ وَجَلَّ! جو عورت اپنے بچے کے فوت ہونے پر صبر کرے اس کے لئے کیا جزاء ہے؟" اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: "میں اسے اپنے سایہ رحمت میں اس دن جگہ دوں گا جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔" (الترغیب فی فضائل الاعمال وثواب ذلک لابن شاھین، باب فضل من تبع الجنازۃ مختصرا، الحدیث ۴۰۸، ج۱، ص۴۶۲)

(۲)۔۔۔۔۔۔ایک روایت یوں ہے کہ امیر المؤمنین حضرت سیّدُ نا ابوبکر صدیق اور حضرت سیّدُ نا عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سیّدُ المبلغین، رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں عرض کی: "اے میرے رب عَزَّ وَجَلَّ! جو عورت اپنے بچے کے فوت ہونے پر صبر کرے اس کی جزاء کیا ہے؟" اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ارشاد فرمایا: "میں اسے اپنے عرش کے سائے میں رکھوں گا جس دن اس کے علاوہ کوئی سایہ نہ ہوگا۔" (عمل الیوم و اللیلۃ لابن السنی، باب تعزیۃ اولیاء المیت، الحدیث ۵۸۷، ص ۱۷۹)

صبر کی خیرت انگیز داستان:

(۳۲) وَعَنْ صُهَيْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كَانَ مَلِكٌ فِيْمَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ وَكَانَ لَهُ سَاحِرٌ فَلَمَّا كَبِرَ قَالَ لِلْمَلِكِ: اِنِّيْ قَدْ كَبِرْتُ فَابْعَثْ اِلَيَّ غُلَامًا اُعَلِّمْهُ السِّحْرَ؛ فَبَعَثَ اِلَيْهِ غُلَامًا يُعَلِّمُهُ، وَكَانَ فِيْ طَرِيْقِهِ اِذَا سَلَكَ رَاهِبٌ، فَقَعَدَ اِلَيْهِ وَسَمِعَ كَلَامَهُ فَاَعْجَبَهُ، وَكَانَ اِذَا اَتَى السَّاحِرَ، مَرَّ بِالرَّاهِبِ وَقَعَدَ اِلَيْهِ، فَاِذَا اَتَى السَّاحِرَ ضَرَبَهُ، فَشَكَا ذٰلِكَ اِلَى الرَّاهِبِ، فَقَالَ: اِذَا خَشِيْتَ السَّاحِرَ، فَقُلْ: حَبَسَنِيْ اَهْلِيْ، وَاِذَا خَشِيْتَ اَهْلَكَ، فَقُلْ: حَبَسَنِي السَّاحِرُ فَبَيْنَمَا هُوَ عَلٰى ذٰلِكَ اِذْ اَتٰى عَلٰى دَابَّةٍ عَظِيْمَةٍ قَدْ حَبَسَتِ النَّاسَ، فَقَالَ: اَلْيَوْمَ اَعْلَمُ السَّاحِرُ اَفْضَلُ اَمِ الرَّاهِبُ اَفْضَلُ؟ فَاَخَذَ حَجَرًا، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اِنْ كَانَ اَمْرُ الرَّاهِبِ اَحَبَّ اِلَيْكَ مِنْ اَمْرِ السَّاحِرِ فَاقْتُلْ هٰذِهِ الدَّابَّةَ حَتّٰى يَمْضِيَ النَّاسُ، فَرَمَاهَا فَقَتَلَهَا وَمَضَى النَّاسُ، فَاَتَى الرَّاهِبَ فَاَخْبَرَهُ. فَقَالَ لَهُ الرَّاهِبُ: اَيْ بُنَيَّ اَنْتَ الْيَوْمَ اَفْضَلُ مِنِّيْ قَدْ بَلَغَ مِنْ اَمْرِكَ مَا اَرٰى، وَاِنَّكَ سَتُبْتَلٰى، فَاِنِ ابْتُلِيْتَ فَلَا تَدُلَّ عَلَيَّ؛ وَكَانَ الْغُلَامُ يُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ، وَيُدَاوِي النَّاسَ مِنْ سَائِرِ الْاَدْوَاءِ. فَسَمِعَ جَلِيْسٌ لِلْمَلِكِ كَانَ قَدْ عَمِيَ، فَاَتَاهُ بِهَدَايَا كَثِيْرَةٍ، فَقَالَ: مَا هَا

(۳۲) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۳۳۴۰)

هُنَا لَكَ اَجْمَعُ اِنْ اَنْتَ شَفَيْتَنِيْ، فَقَالَ: اِنِّيْ لَا اَشْفِيْ اَحَدًا اِنَّمَا يَشْفِي اللّٰهُ تَعَالٰى، فَاِنْ اٰمَنْتَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى دَعَوْتُ اللّٰهَ فَشفَاكَ، فَاٰمَنَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى فَشفَاهُ اللّٰهُ تَعَالٰى، فَاَتَى الْمَلِكَ فَجَلَسَ اِلَيْهِ كَمَا كَانَ يَجْلِسُ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ:

مَنْ رَدَّ اِلَيْكَ بَصَرَكَ؟ قَالَ: رَبِّيْ، قَالَ: وَلَكَ رَبٌّ غَيْرِيْ؟ قَالَ: رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ، فَاَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتّٰى دَلَّ عَلَى الْغُلَامِ، فَجِيْءَ بِالغُلَامِ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: اَىْ بُنَيَّ، قَدْ بَلَغَ مِنْ سِحْرِكَ مَا تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وتَفْعَلُ وَتَفْعَلُ ! فَقَالَ: اِنِّيْ لَا اَشْفِيْ اَحَدًا، اِنَّمَا يَشْفِي اللّٰهُ تَعَالٰى . فَاَخَذَهُ فَلَمْ يَزَلْ يُعَذِّبُهُ حَتّٰى دَلَّ عَلَى الرَّاهِبِ ؛ فَجِيْءَ بِالرَّاهِب فَقِيْلَ لَهُ: اِرْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ، فَاَبٰى، فَدَعَا بِالْمِنْشَارِ فَوُضِعَ الْمِنْشَارُ فِيْ مَفْرِقِ رَاَسِهِ، فَشَقَّهُ حَتّٰى وَقَعَ شِقَّاهُ، ثُمَّ جِيْءَ بِجَلِيْسِ الْمَلِكِ فَقِيْلَ لَهُ: اِرْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ، فَاَبٰى، فَوَضِعَ الْمِنْشَارُ فِيْ مَفْرِقِ رَاَسِهِ، فَشَقَّهُ بِهٖ حَتّٰى وَقَعَ شِقَّاهُ، ثُمَّ جِيْءَ بِالْغُلَامِ فَقِيْلَ لَهُ: اِرْجِعْ عَنْ دِيْنِكَ، فَاَبٰى، فَدَفَعَهُ اِلٰى نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ، فَقَالَ: اذْهَبُوْا بِهٖ اِلٰى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا فَاصْعَدُوْا بِهِ الْجَبَلَ، فَاِذَا بَلَغْتُمْ ذِرْوَتَهٗ فَاِنْ رَّجَعَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاِلَّا فَاطْرَحُوْهُ ۔ فَذَهَبُوْا بِهٖ فَصَعِدُوْا بِهِ الْجَبَلَ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ، فَرَجَفَ بِهِمُ الْجَبَلُ فَسَقَطُوْا ، وَجَاءَ يَمْشِيْ اِلَى الْمَلِكِ، فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَا فَعَلَ اَصْحَابُكَ؟ فَقَالَ: كَفَانِيْهِمُ اللّٰهُ تَعَالٰى، فَدَفَعَهُ اِلٰى نَفَرٍ مِّنْ اَصْحَابِهٖ فَقَالَ: اذْهَبُوْا بِهٖ فَاحْمِلُوْهُ فِيْ قُرْقُوْرٍ وَّتَوَسَّطُوْا بِهِ الْبَحْرَ، فَاِنْ رَّجَعَ عَنْ دِيْنِهٖ وَاِلَّا فَاقْذِفُوْهُ ۔ فَذَهَبُوْا بِهٖ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْهِمْ بِمَا شِئْتَ، فَانْكَفَاَتْ بِهِمُ السَّفِيْنَةُ فَغَرِقُوْا، وَجَاءَ يَمْشِيْ اِلَى الْمَلِكِ ۔ فَقَالَ لَهُ الْمَلِكُ: مَا فَعَلَ اَصْحَابُكَ؟ فَقَالَ: كَفَانِيْهِمُ اللّٰهُ تَعَالٰى ۔ فَقَالَ لِلْمَلِكِ: اِنَّكَ لَسْتَ بِقَاتِلِيْ حَتّٰى تَفْعَلَ مَا اٰمُرُكَ بِهٖ ۔ قَالَ: مَا هُوَ؟ قَالَ: تَجْمَعُ النَّاسَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ وَّتَصْلُبُنِيْ عَلٰى جِذْعٍ، ثُمَّ خُذْ سَهْمًا مِّنْ كِنَانَتِيْ، ثُمَّ ضَعِ السَّهْمَ فِيْ كَبِدِ الْقَوْسِ ثُمَّ قُلْ: بِسْمِ اللهِ رَبِّ الْغُلَامِ، ثُمَّ ارْمِنِيْ، فَاِنَّكَ اِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ قَتَلْتَنِيْ، فَجَمَعَ النَّاسَ فِيْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ، وَّصَلَبَهُ عَلٰى جِذْعٍ، ثُمَّ اَخَذَ سَهْمًا مِّنْ كِنَانَتِهٖ، ثُمَّ وَضَعَ السَّهْمَ فِيْ كَبِدِ الْقَوْسِ، ثُمَّ قَالَ: بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّ الْغُلَامِ، ثُمَّ رَمَاهُ فَوَقَعَ فِيْ صُدْغِهٖ، فَوَضَعَ يَدَهُ فِيْ صُدْغِهٖ فَمَاتَ، فَقَالَ النَّاسُ: اٰمَنَّا بِرَبِّ الْغُلَامِ، فَاُتِيَ الْمَلِكُ فَقِيْلَ لَهُ: اَرَاَيْتَ مَا كُنْتَ تَحْذَرُ قَدْ وَاللّٰهِ نَزَلَ بِكَ حَذَرُكَ ۔ قَدْ اٰمَنَ النَّاسُ ۔ فَاَمَرَ بِالْاُخْدُوْدِ بِاَفْوَاهِ السِّكَكِ فَخُدَّتْ وَاُضْرِمَ فِيْهَا النِّيْرَانُ وَقَالَ: مَنْ لَّمْ يَرْجِعْ عَنْ دِيْنِهٖ فَاَقْحِمُوْهُ فِيْهَا، اَوْ قِيْلَ لَهُ: اقْتَحِمْ فَفَعَلُوْا حَتّٰى جَاءَتِ امْرَاَةٌ وَّمَعَهَا صَبِيٌّ لَّهَا، فَتَقَاعَسَتْ اَنْ تَقَعَ فِيْهَا، فَقَالَ لَهَا الْغُلَامُ: يَا اُمَّهْ اصْبِرِيْ فَاِنَّكِ عَلَى الْحَقِّ !" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

"ذِرْوَةُ الْجَبَلِ": اَعْلاهُ، وَهِیَ - بِکَسْرِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَضَمِّهَا - وَ"الْقُرْقُوْرُ": بِضَمِّ الْقَافَیْنِ نَوْعٌ مِنَ السُّفُنِ وَ"الصَّعِیْدُ" هُنَا: الْاَرْضُ الْبَارِزَةُ وَ"الْاُخْدُوْدُ" الشُّقُوْقُ فِی الْاَرْضِ کَالنَّهْرِ الصَّغِیرِ، وَ"اُضْرِمَ": اُوْقِدَ، وَ"انْکَفَاتْ" اَیْ: اِنْقَلَبَتْ، وَ"تَقَاعَسَتْ": تَوَقَّفَتْ وَجُبُنَتْ۔

◀◀ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: پہلے دور کے لوگوں میں ایک بادشاہ گزرا ہے جس کے پاس ایک جادوگر تھا۔ جس وقت وہ بوڑھا ہوگیا تو اس نے بادشاہ سے کہا اس وقت میں عمر رسیدہ ہوگیا ہوں تو میرے پاس کسی نوجوان کو بھیج تاکہ میں اس کو جادو کی تعلیم دوں۔ بادشاہ نے ایک نوجوان کو بھیجا اس کے پاس اس واسطے تاکہ اس کو تعلیم دے۔ وہ نوجوان ابھی راستے ہی میں تھا کہ اس وقت ادھر سے ایک زاہد کا گزر ہوا۔ وہ اس کے قریب بیٹھا اس نے زاہد کی گفتگو کی سماعت کی تو وہ اس کو بڑی اچھی لگی۔ جس وقت وہ جادوگر کے پاس آیا تو جادوگر نے اس کو زدوکوب کیا۔ نوجوان نے اس کی شکایت زاہد سے کی تو زاہد نے کہا جس وقت تجھ کو جادوگر کچھ کہے تو تم یہ بتانا کہ میرے گھر والوں نے مجھے روک لیا تھا اور جس وقت گھر والے تجھے کچھ کہیں تو یہ بتانا کہ جادوگر نے مجھے روک لیا تھا۔ سو اسی طرح معاملہ رہا ایک دفعہ عوام الناس کا راستہ ایک بڑے جانور نے بند کر دیا لڑکے نے محسوس کیا کہ مجھ کو آج معلوم ہو جائے گا کہ جادوگر فضیلت والا ہے یا زاہد فضیلت والا ہے۔ اس نے ایک پتھر لیا اور دعا کی یا اللہ عزوجل! اگر تیری بارگاہ میں جادوگر کے مقابل زاہد کا معاملہ زیادہ پسندیدہ ہے تو اس جانور کو ہلاک کر دے تاکہ عوام الناس گزر سکیں پھر اس نے وہ پتھر اس جانور کو مارا تو وہ ہلاک ہوگیا سو عوام الناس گزرنے لگے وہ لڑکا زاہد کے پاس آیا اور اس کو اس کے متعلق اطلاع دی تو زاہد نے اس سے کہا: اے بیٹے آج کے روز تم مجھ سے فضیلت والے ہو گئے اور تمہاری جو حالت ہوئی ہے مجھے محسوس ہو رہا ہے جلد ہی تمہارے اوپر کوئی مصیبت آنے والی ہے سو اگر تم مصیبت میں مبتلا ہو جاؤ تو میرے متعلق کسی کو اطلاع نہ دینا تو وہ لڑکا مادرزاد نابینوں اور برص کے بیماروں کو شفا دینے لگا اور عوام الناس کے تمام مرضوں کا علاج کر دیا کرتا تھا۔ بادشاہ کے ایک ہم نشین نے جو نابینا تھا اس کے متعلق سنا تو کثیر التعداد تحفوں کے ساتھ اس کے پاس آیا اور کہا اگر تم مجھے ٹھیک کر دو تو یہ تمام تمہارا ہوگا لڑکے نے کہا میں کسی کو تندرست نہیں کرتا تندرست تو اللہ عزوجل کرتا ہے۔ ہاں اگر تم ایمان قبول کر لو تو میں اللہ عزوجل سے التجا کروں گا وہ تجھ کو صحت کاملہ عطا کرے گا سو وہ آدمی اللہ عزوجل پر ایمان لایا تو اس کو اللہ عزوجل نے صحت عطا فرمادی اس کے بعد وہ بادشاہ کے پاس آیا اور حسب معمول اس کی صحبت میں بیٹھا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تمہیں دیکھنے کی طاقت کس نے دی ہے اس کے ہم نشین نے جواب دیا: میرے رب عزوجل نے۔ بادشاہ نے سوال کیا کیا میرے سوا بھی تیرا کوئی رب ہے؟ اس نے کہا: میرا اور تیرا رب اللہ عزوجل ہے۔ بادشاہ نے اس کو قید کر دیا

اور اس کو اس وقت تک تکلیفیں دیتا رہا جس وقت تک اس نے لڑکے کے متعلق نہ بتایا دیا سو اس کے بعد لڑکے کو لایا گیا تو بادشاہ نے اس سے کہا اے بیٹے! تیرا جادو اس مقام تک پہنچ گیا ہے کہ تم مادر زاد اندھے اور برص کے بیمار کو تندرست کر دیتے ہو۔ لڑکے نے کہا میں کسی کو صحت نہیں دیتا۔ تندرست تو اللہ عزوجل کرتا ہے۔ بادشاہ نے اس کو پکڑ لیا اور تب تک تکلیفیں دیتا رہا جس وقت تک اس نے زاہد کے متعلق اطلاع نہ دے دی۔ پھر اس زاہد کو لایا گیا اور اس کو کہا گیا تم اپنے دین کو ترک کر دو۔ اس کے انکار پر ایک دندانے دار اوزار منگوایا گیا جو لکڑی چیرتا ہے اور اس زاہد کو سر پر رکھ کر اس کو چیرا گیا حتیٰ کہ وہ دو ٹکڑوں میں بٹ گیا اب کے بعد بادشاہ کے ہم نشین کو لایا گیا اور اس سے کہا گیا تو اپنا مذہب ترک کر دے اس کے انکار پر وہ دندانے دار اوزار اس کے سر پر رکھ کر اس کو چیرا گیا تو وہ بھی دو ٹکڑوں میں بٹ گیا پھر اس لڑکے کو لایا گیا اور اس کو کہا گیا تو اپنا مذہب ترک کر دے اس لڑکے نے انکار کیا تو بادشاہ نے اس کو اپنے کارندوں کے حوالے کیا اور حکم دیا اس کو فلاں پہاڑ پر لے جاؤ اور جس وقت تم پہاڑ کی چوٹی پر پہنچ جاؤ اگر یہ اپنا مذہب ترک کر دے تو بہتر ہے نہیں تو اس کو اس مقام سے نیچے پھینک دینا وہ افراد اسے لے کر گئے اس لڑکے کو بتائے ہوئے مقام پر اور اس پہاڑ پر چڑھے تو لڑکے نے دعا کی: اللھم اکفینیھم بما شئت (اے اللہ تو چاہے تو مجھے ان کی طرف سے کافی ہو جا) تو پہاڑ میں بھونچال آیا وہ تمام افراد ہلاک ہو گئے وہ لڑکا بادشاہ کے پاس آیا۔ بادشاہ نے پوچھا: کیا تمہارے ساتھ جانے والے کدھر ہیں لڑکے نے جواب دیا اللہ عزوجل نے مجھ کو ان سے محفوظ رکھا ہے بادشاہ نے اس کو اپنے دوسرے کارندوں کے سپرد کیا اور انہیں حکم دیا اس کو ساتھ لے جانا کہ اسے ایک کشتی میں بٹھا کر سمندر کے درمیان میں لے جانا اگر یہ اپنا مذہب ترک کر دے تو بہتر ہے نہیں تو اس کو سمندر میں پھینکنا وہ افراد اس لڑکے کو ساتھ لے کر گئے لڑکے نے دعا کی: اللھم اکفینیھم بما شئت تو وہ کشتی الٹ گئی اور وہ تمام افراد غرق ہو گئے۔ وہ لڑکا بادشاہ کے پاس لوٹا بادشاہ نے اسے پوچھا کیا بنا تمہارے ساتھ جانے والوں کا کیا ہوا؟ اس نے جواب دیا اللہ عزوجل نے مجھے ان سے محفوظ رکھا پھر اس نے بادشاہ سے کہا جس وقت تک تم میرا ایک فرمان نہیں مان لیتے تم مجھ کو ہلاک نہیں کر سکو گے بادشاہ نے پوچھا وہ بات کیا ہے لڑکے نے کہا تم عوام الناس کو ایک میدان میں جمع کرو اور اس کے بعد مجھ کو لٹکاؤ ایک درخت پر اس کے بعد میرے تیر رکھنے والے ڈبے میں سے ایک تیر نکالو اور اس کو کمان پر چڑھا دو اور یہ پڑھو: بسم اللہ رب الغلام اس کے بعد تم مجھے تیر مارنا اگر تم نے اس طرح کیا تو تم مجھے ہلاک کرنے میں کامیابی حاصل کر لو گے۔ بادشاہ نے عوام الناس کو ایک میدان میں اکٹھا کیا اور لٹکایا اس لڑکے کو درخت پر اس کے بعد بادشاہ نے اس کے تیر رکھنے والے بکس میں سے ایک تیر نکالا اور اس کو قوس پر چڑھایا اور پڑھا بسم اللہ رب الغلام پھر اس نے وہ تیر

اس لڑکے کو مارا تو وہ تیر اس کے کان کے قریب جالگا اس لڑکے نے اپنے ہاتھ کو تیر کے لگنے کے مقام پر رکھا اور مر گیا۔ تمام افراد نے کہا ہم ایمان لائے اس لڑکے کے رب عزوجل پر اس کا بادشاہ کو پتہ چلا اس سے کہا گیا کہ تو نے جس سے خوف کیا وہ ہی تجھ پر نازل ہو گیا۔ عوام الناس مسلمان ہو گئے ہیں اس کے بعد بادشاہ کے حکم کے سبب خندقیں کھودی گئیں گلیوں میں اور ان میں آگ جلائی گئی۔ بادشاہ نے یہ حکم دیا جو ترک نہ کرے اپنا دین اس کو ان خندقوں میں دھکیل دو یا عوام الناس سے کہا گیا تم چھلانگیں لگا دو آگ میں تو عوام الناس نے اسی طرح ہی کیا حتیٰ کہ ایک خاتون آئی جس کے ہمراہ ایک بیٹا بھی تھا وہ خاتون جھجک گئی اس میں چھلانگنے سے تو لڑکے نے اس سے کہا: اے میری ماں! تو حق پر ہے صبر کر۔ (مسلم)

حل لغات:

فشکا: از، شکیًا و شکایةً، بمعنی شکایت کرنا۔

فرماھا: از، رمیاً، بمعنی پھینکنا۔

یداوی: از، مدواةً، بمعنی بیمار کا علاج کرنا۔

شفیتنی: از، شفاءً، بمعنی شفاء دینا، کسی مرض کو ختم کرنا۔

بالمنشار: بمعنی آرہ (جس کے ساتھ لکڑی کو کاٹا جاتا ہے)

فاطرحوہ: از، طرحاً، بمعنی پھینکنا۔

فرجف: از، رجفاً، بمعنی زور سے حرکت کرنا۔

قرقور: بمعنی بڑی کشتی، لمبی کشتی۔

ذروة الجبل کا مطلب ہے: اس کا اونچا جز اس میں ذال پر زیر اور پیش دونوں کو پڑھا جا سکتا ہے: "القرقور" اس میں دونوں قافوں پر پیش ہے اس کا مطلب ہے: ایک خاص نوع سفینوں کی "الصعید" اس کا مطلب ہے: بہت بڑا میدان "الاخدود" زمین میں پائے جانے والے گڑھے جو چھوٹی نہر کے مثل ہوں "اضرم" کا مطلب ہے: اس کو آگ لگا دی "انکفات" وہ پھری "تقاعست" وہ رکی اور ضعیف ہوئی۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت صہیب بن سنان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 29 میں ہو چکا ہے۔

تکلیف کے شروع میں صبر کرو:

(۳۳) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: مَرَّ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِاِمْرَاَۃٍ تَبْکِیْ عِنْدَ قَبْرٍ،

فَقَالَ:

"اِتَّقِی اللّٰهَ وَاصْبِرِیْ" فَقَالَتْ: اِلَيْكَ عَنِّیْ ؛ فَاِنَّكَ لَمْ تُصَبْ بِمُصِيبَتِیْ وَلَمْ تَعْرِفْهُ، فَقِيْلَ لَهَا: اِنَّهُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَتَتْ بَابَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ تَجِدْ عِنْدَهُ بَوَّابِيْنَ، فَقَالَتْ: لَمْ اَعْرِفْكَ، فَقَالَ: "اِنَّمَا الصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰی " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ . وَفِیْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: "تَبْكِیْ عَلٰی صَبِیٍّ لَّهَا" .

◀◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک خاتون کے نزدیک سے ہوا جو رو رہی تھی ایک قبر کے نزدیک بیٹھ کر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل سے خوف کرو اور صبر کرو۔ خاتون نے کہا آپ کام کیجئے اپنا آپ کو نہیں پہنچی ہے میری اذیت۔ وہ خاتون آپ کو نہیں پہچانتی تھی۔ اس سے کہا گیا کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو وہ خاتون نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر آئی تو اس نے نہیں پایا دروازے پر دربان کو اس نے التجا کی (یارسول اللہ علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم میں معرفت نہیں رکھتی تھی آپ کے متعلق۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صبر تکلیف کے شروع میں ہوتا ہے۔ (متفق علیہ)

مسلم شریف کی ایک حدیث مبارکہ کے لفظ یہ ہیں: وہ خاتون رو رہی تھی اپنے بچے پر۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر حدیث نمبر: 5 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ عورت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں جانتی تھی اس لیئے اس نے ایسا کلام کیا، اور جب پتہ چلا کہ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو آپ سے معذرت کرنے کے لیے حاضر ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صبر تکلیف کے شروع میں ہوتا ہے یعنی جب تکلیف آئے تو فوراً صبر کرو یہ نہیں کہ بعد میں کہو کہ ہم اب صبر کرتے ہیں بعد میں تو صبر کرنا ہی ہوتا ہے لیکن وہ صبر جس پر اللہ تعالیٰ کا اجر بڑھ جاتا ہے وہ یہ کہ جب مصیبت آئے تو فوراً صبر کرے۔ اللہ تعالیٰ کے بعض بندے ایسے بھی ہیں جن کی کھال کو اُتارا جارہا ہوتا ہے پھر بھی صبر کا پیکر بنے رہتے ہیں چنانچہ:

حضرت سیدنا مالک بن فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت سیدنا حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں: "سابقہ اُمتوں میں "عُقَیب" نامی ایک بزرگ لوگوں سے الگ تھلگ ایک پہاڑی پر اللہ عزوجل کی عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ انہیں خبر ملی کہ قریبی شہر میں ایک ظالم و جابر بادشاہ ہے جو لوگوں پر بہت ظلم کرتا ہے۔ اور بلا وجہ ان کے ہاتھ پاؤں اور ناک، کان وغیرہ کاٹ ڈالتا ہے۔ جب آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ اطلاع ملی تو آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے

۳۴) (بخاری شریف کتاب الجنائز رقم الحدیث ۱۱۹۴) (بخاری شریف کتاب الجنائز رقم الحدیث ۱۲۲۳) (مسند حمیدی رقم الحدیث ۱۲۰۳)

اندر "اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَر" (یعنی نیکی کی دعوت دینے اور برائی سے منع کرنے) کا عظیم جذبہ شدت سے ابھرا اور اپنے آپ سے کہنے لگے: "مجھ پر یہ لازم ہے کہ میں اس ظالم کو اللہ عزوجل سے ڈرنے کی تلقین کروں اور اسے عذابِ الٰہی عزوجل سے ڈراؤں۔" چنانچہ آپ "اَمْرٌ بِالْمَعْرُوْف وَنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَر" کے عظیم جذبہ کے تحت پہاڑ سے اترے اور اس ظالم حکمران کے پاس پہنچ کر اس سے بڑے ہی جرت مندانہ انداز میں فرمایا: "تو اللہ عزوجل سے ڈر۔" وہ بد بخت وظالم بادشاہ آگ بگولا ہو گیا اور بڑے متکبرانہ انداز میں گستاخانہ جملے بکتے ہوئے اس بزرگ سے کہنے لگا: "اے کتے! تیرے جیسا حقیر شخص مجھے اللہ عزوجل سے ڈرنے کا حکم دے رہا ہے، میں تجھے اس گستاخی کی ضرور سزا دوں گا اور تجھے ایسی سزا دوں گا کہ آج تک دنیا میں ایسی سزا کسی کو نہیں دی گئی ہوگی۔"

پھر اس ظالم نے حکم دیا کہ اس کے قدموں سے اس کی کھال اتارنا شروع کرو اور سر تک اس کی کھال اتار لو تا کہ یہ درد ناک عذاب میں مبتلا ہو اور اس کی روح تڑپ تڑپ کر تن سے جدا ہو۔ حکم پاتے ہی جلاد آگے بڑھے۔ اس عظیم مبلغ کو پکڑ کر زمین پر لٹایا اور اس کے قدموں سے کھال اتارنا شروع کر دی۔ وہ صبر و شکر کا پیکر بنے رہے، زبان سے اُف تک نہ کہا۔ لیکن جب ان کی کھال پیٹ تک اُتار لی گئی تو درد کی شدت سے ان کے منہ سے درد بھری آہ نکلی۔ انہیں فوراً حکمِ الٰہی عزوجل پہنچا: "اے عقیب! صبر سے کام لو، ہم تجھے غم وحزن کے گھر سے نکال کر راحت و آرام کے گھر (یعنی جنت) میں داخل کریں گے اور اس تنگ و تاریک دنیا سے نکال کر وسیع و عریض جنت میں داخل کریں گے۔" حکمِ الٰہی عزوجل پا کر وہ عظیم مبلغ خاموش ہو گئے اور اس دردناک تکلیف کو صبر سے برداشت کرتے رہے۔

جب ظالموں نے ان کی کھال چہرے تک اتار لی تو شدتِ درد سے دوبارہ ان کے منہ سے بے اختیار درد بھری آہ نکلی۔ انہیں پھر حکمِ الٰہی عزوجل پہنچا: "اے عقیب! تیری اس مصیبت پر دنیا اور آسمان کی مخلوق رو رہی ہے، تمہاری اس تکلیف نے فرشتوں کی توجہ تمہاری طرف کرا دی ہے۔ اگر تو نے تیسری مرتبہ بھی ایسی ہی پُر درد آہ بھری تو میں اس ظالم قوم پر درد ناک عذاب بھیجوں گا۔ اور انہیں شدید عذاب کا مزا چکھاؤں گا۔

یہ حکمِ الٰہی عزوجل پا کر وہ خاموش ہو گئے۔ اور پھر بالکل بھی منہ سے آواز نہ نکالی، اس خوف سے کہ کہیں میری آہ وزاری سے اللہ عزوجل میری اس قوم کو عذاب میں مبتلا نہ کر دے، میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے کوئی عذاب میں مبتلا ہو، بالآخر اس مردِ مجاہد کی تمام کھال اتار لی گئی لیکن اس نے دوبارہ سسکی تک نہ لی اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔

(عیون الحکایات، امام ابن جوزی علیہ الرحمۃ، ص ۱۶۲)

محبوب چیز کے کھو جانے پر صبر:

(۳۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "یَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى: مَا لِعَبْدِی الْمُؤْمِنِ عِنْدِیْ جَزَاءٌ اِذَا قَبَضْتُ صَفِیَّهٗ مِنْ اَهْلِ الدُّنْیَا ثُمَّ احْتَسَبَهٗ اِلَّا الْجَنَّةَ"

رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے: جس وقت میں اپنے کسی مومن بندے کی دنیا بھی محبوب شے کو اپنے قبضہ میں کرتا ہوں اور وہ اس پر اجر کی آس رکھتا ہے تو میرے نزدیک اس کا اجر فقط جنت ہے۔ (بخاری)

حل لغات:

جزاءً: بمعنی بدلہ دینا۔ اجر دینا۔

قبضت: از، قبضاً، بمعنی کسی چیز کو پکڑنا۔

صفیۃً: بمعنی مخلص دوست، پسندیدہ چیز۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر حدیث نمبر: 8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں پر محبوب شئی سے مراد آنکھیں ہیں جیسا کہ آگے ایک حدیث میں بیان آرہا ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ کسی کی آنکھیں بطور آزمائش لے لیتا ہے تو اس کے بدلے میں اُس کو جنت ملتی ہے۔

طاعون کی بیماری پر صبر:

(۳۵) وَعَنْ عَآئِشَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھَا: اَنَّھَا سَاَلَتْ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الطَّاعُوْنِ، فَاَخْبَرَھَا اَنَّہٗ کَانَ عَذَابًا یَّبْعَثُہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ، فَجَعَلَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی رَحْمَۃً لِّلْمُؤْمِنِیْنَ، فَلَیْسَ مِنْ عَبْدٍ یَّقَعُ فِی الطَّاعُوْنِ فَیَمْکُثُ فِیْ بَلَدِہٖ صَابِرًا مُّحْتَسِبًا یَّعْلَمُ اَنَّہٗ لَا یُصِیْبُہٗ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ اِلَّا کَانَ لَہٗ مِثْلُ اَجْرِ الشَّھِیْدِ ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا طاعون کے متعلق تو حضور ﷺ نے ان کو بتایا یہ عذاب تھا جس کو اللہ عزوجل جس پر اس کی مرضی ہوتی اس پر بھیجتا ہے تو اللہ عزوجل نے اس کو مسلمانوں کے واسطے رحمت بنایا ہے۔ جس آدمی کو طاعون کی بیماری لگ جائے تو وہ اپنے شہر میں صبر کے ساتھ اجر کی آرزو رکھتے ہوئے رکا رہے اس کو علم ہو کہ اس کو وہی بیماری لگ سکتی ہے جو اللہ عزوجل نے لکھی

---

(۳۴) (نسائی شریف، رقم الحدیث ۱۸۷۰)

(۳۵) (بخاری شریف، کتاب الطب، رقم الحدیث ۵۴۰۲) (بخاری شریف کتاب احادیث الانبیاء، رقم الحدیث ۳۲۸۷) (بخاری شریف کتاب الطب، رقم الحدیث ۶۲۴۵) (مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث ۲۴۴۰۳)

ہےاس کے مقدر میں تو اس آدمی کو ثواب ملے گا شہید کی مثل۔(بخاری)

تعارف راوی حدیث:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر حدیث نمبر: 2 میں گزر چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ کوئی بیماری کسی کے پاس رہنے سے نہیں لگتی جب تک اللہ تعالیٰ کا اذن نہ آج کل ہم کہتے ہیں کہ فلاں کے پاس نہ جانا اُس کو فلاں بیماری ہے، تم کو بھی لگ جائے گی، اگر ایسے ہی بیماری لگتی ہے تو بتاؤ اس شخص کو کس سے بیماری لگی ہے؟؟

(۳۶)وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اِنَّ اللّٰـہَ عَزَّوَجَلَّ قَالَ: اِذَا ابْتَلَیْتُ عَبْدِیْ بِحَبِیْبَتَیْہِ فَصَبَرَ عَوَّضْتُہٗ مِنْھُمَا الْجَنَّۃَ" یُرِیْدُ عَیْنَیْہِ، رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ بے شک اللہ عزوجل کا فرمان عالی شان ہے جس وقت میں اپنے کسی بندے کو اس کی دو پسندیدہ اشیاء کے متعلق تکلیف میں ڈالتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے تو میں ان کے بدلے اس کو جنت عطا کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان دونوں سے مطلب انسان کی دونوں آنکھیں ہیں۔(بخاری)

حل لغات:

ابتلیت: از، ابتلی، بمعنی آزمانا،

عوضتہ: از، عوضاً، بمعنی بدلہ دینا۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر حدیث نمبر: 5 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ حدیث ماقبل اپنی ہم معنی حدیث کی شرح ہے۔

بیماری پر صبر کرنا:

(۳۷)وَعَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رَبَاحٍ، قَالَ: قَالَ لِیْ ابْنُ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا: اَلَا اُرِیْکَ امْرَاَۃً مِّنْ

(۳۶)(ترمذی شریف رقم ۲۴۰۸) (۳۷)(بخاری شریف رقم الحدیث ۵۶۵۲)

اَهْلِ الْجَنَّةِ؟ فَقُلْتُ: بَلَى، قَالَ: هٰذِهِ الْمَرْاَةُ السَّوْدَاءُ اَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَتْ: اِنِّيْ أُصْرَعُ ، وَاِنِّيْ اَتَكَشَّفُ، فَادْعُ اللّٰهَ تَعَالٰى لِيْ . قَالَ: "اِنْ شِئْتِ صَبَرْتِ وَلَكِ الْجَنَّةُ، وَاِنْ شِئْتِ دَعَوْتُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنْ يُّعَافِيْكِ" فَقَالَتْ: اَصْبِرُ، فَقَالَتْ: اِنِّيْ اَتَكَشَّفُ فَادْعُ اللّٰهَ اَنْ لَّا اَتَكَشَّفَ، فَدَعَا لَهَا . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄◄ حضرت عطا بن ابی رباح رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے مجھے فرمایا کیا میں تجھ کو جنتی خاتون دکھاؤں' میں عرض گزار ہوا جی ہاں۔ آپ نے فرمایا: یہ سیاہ رنگ والی خاتون رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوئی اور عرض گزار ہوئی مجھ کو دورہ پڑتا ہے مرگی کا میں بے پردہ ہو جاتی ہوں۔ آپ میرے واسطے اللہ عزوجل کی بارگاہ اقدس میں دعا فرمایئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تیری مرضی ہو تو صبر سے کام لے تجھے جنت اور اگر تیری مرضی ہو تو میں اللہ عزوجل سے دعا کرتا ہوں کہ وہ تجھے عافیت عطا کرے۔ وہ خاتون عرض گزار ہوئی میں صبر کروں گی پھر اس نے التجا کی یا رسول اللہ! میں بے پردہ ہو جاتی ہوں۔ آپ اللہ عزوجل کی بارگاہ اقدس میں دعا کیجئے کہ میں بے پردہ نہ ہوں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے واسطے دعا فرمائی۔
(متفق علیہ)

حل لغات:

اصرع: از، صرعاً، بمعنی زمین پر گرا دینا۔
اتکشف: از، کشفاً، بمعنی ظاہر کرنا، کھولنا۔
یعافیك: از، عافیۃً، بمعنی صحت دینا، بلا اور برائی سے بچانا۔

تعارف راوی حدیث:

عطاء ابن ابی رباح: آپ کی کنیت ابو محمد ہے آپ ہاتھ پاؤں سے بے کار ایک آنکھ سے محروم تھے آخر میں نابینا ہو گئے تھے مکہ معظّمہ کے بڑے فقیہ تھے امام اوزاعی کہتے ہیں کہ آپ مقبول ترین لوگوں سے ہیں، امام احمد ابن حنبل فرماتے ہیں کہ علم کا خزانہ اللہ جسے چاہے دے اگر علم نسب سے ملتا ہو تو حضور انور کی صاحبزادی اس کی مستحق ہوتیں دیکھو عطاء ابن ابی رباح حبشی تھے مگر علم کے خزانے انہیں ملے، سلمہ ابن کہیل فرماتے ہیں کہ میں نے تین شخص دیکھے جن کا علم محض رضا الٰہی کے لیے تھا: عطاء، طاؤس، مجاہد حضرت عطاء کی عمر ۸۸ اٹھاسی سال ہوئی اور ۱۱۵، ایک سو پندرہ میں وفات ہوئی بہت صحابہ سے ملاقات کی ابن عباس ابو ہریرہ ابو سعید خدری وغیرہم۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، مراۃ المناجیح، ج ۸، شبیر برادرز، لاہور)

شرح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کیسے سخی ہیں کہ جنت دے فرما رہے ہیں، جنت جس کی ملکیت میں ہوگی وہی دے گا، معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے مالک و مختار بنایا ہے۔ انسان کو صبر کرنے پر جنت مل جانے پر ایک اور حدیث پیش کرتا ہوں۔

یتیم بچیاں جنت کا سبب:

نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسولِ اَکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا: "اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے ہر شخص پر مجھ سے قبل جنت میں داخل ہونا حرام کیا ہے، لیکن میں نے اپنی دائیں جانب دیکھا کہ ایک عورت مجھ سے پہلے جنت میں جارہی ہے۔ میں نے استفسار کیا یہ مجھ سے پہلے (جنت کے) دروازے تک کیسے پہنچی؟ تو مجھ سے کہا گیا: "اے محمد صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم! یہ عورت خوب صورت تھی اور اس کے پاس یتیم بچیاں تھیں اس نے ان پر صبر کیا یہاں تک کہ ان کا معاملہ جہاں تک پہنچنا تھا وہاں تک پہنچا، پس اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے اس کے اس عمل کو پسند فرمایا۔"

(مکارم الاخلاق للخرائطی، باب العطف علی البنات۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۶۰۵، ج ۲، ص ۱۴۵)

اللہ کا نبی اللہ کی رحمت ہے:

(۳۸) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کَاَنِّیْ اَنْظُرُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَحْکِیْ نَبِیًّا مِّنَ الْاَنْبِیَآءِ، صَلَوَاتُ اللہِ وَسَلَامُہٗ عَلَیْہِمْ، ضَرَبَہٗ قَوْمُہٗ فَاَدْمَوْہُ، وَھُوَ یَمْسَحُ الدَّمَ عَنْ وَّجْھِہٖ، یَقُوْلُ: "اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِقَوْمِیْ، فَاِنَّھُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◀◀ حضرت ابو عبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے گویا کہ میں ابھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نظارہ کر رہا ہوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے ایک رسول کی حکایت بیان کر رہے تھے جنہیں زدوکوب کیا ان کی قوم نے اوران کو خون میں لت پت کر دیا وہ اپنے منہ کو خون سے صاف کرتے ہوئے یہ فرما رہے تھے: "اللّٰھم اغفر لقومی" "اے اللہ! میری قوم کو بخش دے" کیونکہ یہ مجھ کو نہیں جانتے۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی حدیث:

عبداللہ ابن مسعود: آپ کی کنیت ابو عبدالرحمٰن ہے، ہزلی ہیں، پرانے مؤمنین سے ہیں، حضرت عمر فاروق سے کچھ پہلے ایمان لائے بلکہ آپ اسلام کے چھٹے صاحب ہیں کہ آپ سے پہلے صرف پانچ آدمی ایمان لائے تھے حضور انور کے خاص

(۳۸) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۴۰۲۵)

خادم تھے حضور کے صاحب اسرار تھے سفر میں حضور انور کی نعلین مسواک وضو کا برتن آپ کے پاس رہتا تھا بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضور انور نے آپ کے جنتی ہونے کی گواہی دی اور فرمایا کہ میں اپنی امت کے لیے وہ چیز پسند کرتا ہوں جو ابن مسعود پسند کریں اور وہ چیز ناپسند کرتا ہوں جو ابن مسعود ناپسند کریں، اخلاق عادات طور طریقہ میں حضور انور سے بہت ملتے جلتے تھے دبلے دراز قدم گندمی رنگ تھے حضرت عمر کے زمانہ بلکہ شروع خلافت عثمانیہ میں بھی کوفہ کے حاکم رہے، پھر بیت المال کے محافظ پھر مدینہ منورہ آگئے وہاں ہی ۳۲ میں وفات ہوئی، ساٹھ سال سے زیادہ عمر پائی خلفاء راشدین نے آپ سے احادیث لیں۔مترجم کہتا ہے کہ صحابہ کرام میں بڑے فقیہ صحابی ہیں حتیٰ کہ امام اعظم ابوحنیفہ آپ کی اتباع کرتے ہیں۔(الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، مراۃ المناجیح، ج۸،ص ۵۲۷،شبیر برادراز، لاہور)

شرح:

یہ ہے اللہ کے نبی علیہ السلام کا صبر کہ خون آلود ہوکر بھی حرف شکایت زبان پرنہیں لایا بلکہ اپنی قوم کے لیے بخشش کی دعا فرمائی۔ایسا ہی واقع نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طائف میں پیش آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی صبر کیا اور اپنی قوم کے لیے بخشش اور ہدایت کے دعا فرمائی، معلوم ہوا کہ اللہ کا نبی رحمت ہی رحمت ہوتا ہے۔

رنج والم گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں:

(۳۹)وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ وَّاَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ”مَا یُصِیْبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَّصَبٍ، وَّلاَ وَصَبٍ، وَّلاَ هَمٍّ، وَّلاَ حَزَنٍ، وَّلاَ اَذًى، وَّلاَ غَمٍّ، حَتّٰی الشَّوْكَةُ یُشَاكُهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ خَطَایَاهُ “ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

وَ”الْوَصَبُ“: الْمَرَضُ .

◀◀ حضرت ابوسعید اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس کسی ایمان والے کو تھکن، مرض، حزن، اذیت یا پریشانی پہنچتی ہے حتیٰ کہ اس کو پاؤں میں کوئی کانٹا بھی لگتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے بدلے میں اس کی خطائیں بخش دیتا ہے۔(متفق علیہ)

حل لغات:

الوصب : کا معنی ہے: مرض۔

ھم: بمعنی غم، دکھ۔

الشوکۃ: بمعنی کانٹا۔

---

(۳۹)(ترمذی رقم الحدیث ۹۶۶)

تعارف راوی حدیث:

حضرت ابوسعید خدری اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا ذکر حدیث نمبر: 22، 8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ اللہ تعالیٰ کا کرم ہے کہ ایمان والا جب بھی کسی قسم کی تکلیف میں گرفتار ہوتا ہے تو اللہ کی رحمت اس کے گناہ بخشنے پر آ جاتی ہے، اور جتنی دیر مصیبت میں رہتا ہے گناہوں کی بخشش ہوتی رہتی ہے۔

(۴۰)وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يُوْعَكُ، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّكَ تُوْعَكُ وَعْكًا شَدِيْدًا، قَالَ: "اَجَلْ، اِنِّيْ اُوْعَكُ كَمَا يُوْعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ" قُلْتُ: ذٰلِكَ اَنَّ لَكَ اَجْرَيْنِ؟ قَالَ: "اَجَلْ، ذٰلِكَ كَذٰلِكَ، مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يُصِيْبُهُ اَذًى، شَوْكَةٌ فَمَا فَوْقَهَا اِلَّا كَفَّرَ اللّٰهُ بِهَا سَيِّئَاتِهٖ، وَحُطَّتْ عَنْهُ ذُنُوْبُهٗ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

وَ"الْوَعْكُ": مَغْثُ الْحُمّٰى، وَقِيْلَ: الْحُمّٰى۔

◀◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہوا۔ آپ پر بخار طاری تھا میں عرض گزار ہوا یارسول اللہ! آپ کو تو سخت بخار ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں مجھے بخار ہوتا ہے اسی کے مثل۔ جس طرح تم میں سے دو آدمیوں کو ہوتا۔ میں عرض گزار ہوا یارسول اللہ! اس کا سبب کیا ہے کہ آپ کو دہرا ثواب ملے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہاں اسی طرح ہی ہے اسی طرح جس بھی صاحب ایمان کو جو بھی تکلیف پہنچتی ہے حتیٰ کہ جو کانٹا لگتا ہے یا اس سے زیادہ جو ہوتا ہے تو اللہ عزوجل اس کے سبب بخش دیتا ہے اس کی خطاؤں کو اور اس کی خطاؤں کو اس طرح مٹاتا ہے جس طرح درخت سے اس کے پتے جھڑتے ہیں۔ (متفق علیہ)۔

حل لغات:

الوعك: کا معنی ہے: بخار کی تپش اور ایک روایت کے مطابق اس کا معنی بخار ہے۔

ورق: درخت کے پتے۔

---

(۴۰)(بخاری شریف کتاب المرضیٰ رقم الحدیث ۵۳۲۳)(بخاری شریف کتاب المرضیٰ رقم الحدیث ۵۳۲۴)(بخاری شریف کتاب المرضیٰ رقم الحدیث ۵۳۳۷)(بخاری شریف کتاب المرضیٰ رقم الحدیث ۵۳۴۳)(مسند طیالسی رقم الحدیث ۳۷۰)(مسند ابو یعلی رقم الحدیث ۵۱۶۴)(سنن الکبریٰ بیہقی رقم الحدیث ۶۳۲۳)(سنن الکبریٰ نسائی رقم الحدیث ۷۴۸۳)(ابن حبان رقم الحدیث ۲۹۳۷)

تعارف راوی حدیث:

حضرت عبد بن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کا تعارف ابھی ابھی حدیث نمبر: 38 میں ہوا ہے۔

(۴۱)وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ یُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَیْرًا یُّصَبْ مِنْهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

وَضَبَطُوا "یُصَبْ" بِفَتْحِ الصَّادِ وَکَسْرِهَا ۔

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل جس کے ساتھ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو کسی پریشانی میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (بخاری)

حل لغات:

"یُصَبْ : کچھ حضرات محدثین علیہم الرضوان نے اس کوص پر زبر اور زیر کے ساتھ بھی پڑھا ہے۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 5 میں ہو چکا ہے۔

(۴۲)وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَا یَتَمَنَّیَنَّ اَحَدُکُمُ الْمَوتَ لِضُرٍّ اَصَابَهُ، فَاِنْ کَانَ لَا بُدَّ فَاعِلًا، فَلْیَقُلْ: اَللّٰهُمَّ اَحْیِنِیْ مَا کَانَتِ الْحَیَاةُ خَیْرًا لِّی، وَتَوَفَّنِیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاةُ خَیْرًا لِّیْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی مرنے کی تمنا ہرگز نہ کرے کسی پہنچنے والی اذیت کے سبب اور اگر لازمی طور پر اس نے اس طرح کرنا ہو تو یہ کہے: اللّٰھم احیینی ما کانت الحیاۃ خیرالی و توفنی اذا کانت الوفاۃ خیرالی ۔(اے اللہ! مجھے زندہ رکھ جب تک میرا زندہ رہنا میرے لیے بہتر ہو اور مجھے موت دے جب مرنا میرے لیے بہتر ہو۔ (متفق علیہ)

آرے سے چیر دیا گیا:

یا اللہ عزوجل اگر میرے لیے زندہ رہنے میں بھلائی ہے تو مجھے زندہ رکھ اگر فوت ہونے میں بہتری ہے تو مجھے موت عطا فرما۔

(۴۳)وَعَنْ اَبِیْ عبد الله خَبَّاب بِنِ الْاَرتِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: شَکَوْنَا اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی

(۴۱)(بخاری شریف کتاب المرضی ۵۳۲۱)(موطا امام مالک رقم الحدیث ۱۶۸۴)(مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۷۲۳۴)(ابن حبان رقم الحدیث ۲۹۰۷)
(السنن الکبری نسائی رقم الحدیث ۷۴۷۸)(مسند الشہاب رقم الحدیث ۳۴۴)

(۴۲)(بخاری شریف کتاب المرضی رقم الحدیث ۵۳۴۷)(بخاری شریف کتاب الدعوات رقم الحدیث ۵۹۹۰)(مسند طیالسی رقم الحدیث رقم الحدیث ۲۰۵۸)
(مسند ابو یعلی رقم الحدیث رقم الحدیث ۳۲۲۷)

اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَۃً لَّہُ فِیْ ظِلِّ الْکَعْبَۃِ، فَقُلْنَا: اَلَا تَسْتَنْصِرُ لَنَا اَلَا تَدْعُوْ لَنَا؟ فَقَالَ: "قَدْ کَانَ مَنْ قَبْلَکُمْ یُؤْخَذُ الرَّجُلُ فَیُحْفَرُ لَہٗ فِی الْاَرْضِ فَیُجْعَلُ فِیْھَا، ثُمَّ یُؤْتٰی بِالْمِنْشَارِ فَیُوضَعُ عَلٰی رَاْسِہٖ فَیُجْعَلُ نِصْفَیْنِ، وَیُمْشَطُ بِاَمْشَاطِ الْحَدِیْدِ مَا دُوْنَ لَحْمِہٖ وَعَظْمِہٖ، مَا یَصُدُّہٗ ذٰلِکَ عَنْ دِیْنِہٖ، وَاللّٰہِ لَیُتِمَّنَّ اللّٰہُ ھٰذَا الْاَمْرَ حَتّٰی یَسِیْرَ الرَّاکِبُ مِنْ صَنْعَاءَ اِلٰی حَضْرَ مَوْتَ لَا یَخَافُ اِلَّا اللّٰہَ وَالذِّئْبَ عَلٰی غَنَمِہٖ، وَلٰکِنَّکُمْ تَسْتَعْجِلُوْنَ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ.

وَفِیْ رِوَایَۃٍ: "وَھُوَ مُتَوَسِّدٌ بُرْدَۃً وَّقَدْ لَقِیْنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ شِدَّۃً".

◀◀ حضرت ابوعبداللہ خباب بن ارت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں شکوہ کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کعبہ کے سائے میں اپنی چادر سے ٹیک لگائے بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم عرض گزار ہوئے کیا آپ ہمارے واسطے استعانت کیوں نہیں فرماتے۔ آپ ہمارے واسطے دعا کیوں نہیں کرتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمہارے سے قبل کسی آدمی کو لایا جاتا تھا اس کے واسطے زمین میں گڑھا کھودا جاتا تھا پھر اس کو اس گڑھے میں پھینکا جاتا تھا پھر لکڑی آرا لاکر اس کے سر پر رکھا جاتا تھا' اور اس کو دو حصوں میں کر دیا جاتا تھا اس کے گوشت اور ہڈیوں پر لوہے کا آرا پھیرا جاتا تھا کو اور یہ بات بھی اس کو اس کے مذہب سے دور نہیں کر سکتی تھی واللہ یہ دین اسلام لازمی طور پر تمام ہوگا حتیٰ کہ ایک آدمی صنعاء سے لے کر حضر موت تک جائے گا' اور اس کو فقط ڈر ہوگا اللہ عزوجل کا یا پھر ڈر ہوگا اس کو بھیڑیئے کا مگر تم عجلت پسند ہو۔ (بخاری)۔

حضرت امام بخاری علیہ الرحمۃ کی ایک حدیث مبارکہ میں ہے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی چادر سے ٹیک لگائی ہوئی تھی اور ہمیں برداشت کرنا پڑ رہا تھا مشرکوں کی اذیتوں کو۔

حل لغات:

متوسد: بمعنی سر کے نیچے تکیہ رکھنا۔

فیحفر: از، حفراً، بمعنی زمین میں گڑھا کھودنا۔

یمشط: از، مشطاً، بمعنی بالوں میں کنگھی کرنا۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت حباب ابن ارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ مشہور صحابی ہیں، پرانے مؤمن ہیں، حضور کے دار ارقم میں تشریف لے جانے سے پہلے اسلام سے مشرف ہوئے، کفار کی ایذا پر بہت صبر کیا، بدر میں شریک ہوئے، کوفہ میں سب سے پہلے وہ

(۴۳) (بخاری شریف رقم الحدیث ۳۶۱۲)

مسلمان ہیں جن کی وفات ہوئی، حضرت علی نے آپ کی نماز جنازہ پڑھی، کوفہ میں ہی آپ کا مزار شریف ہے۔
(اشعہ، الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، مراۃ المناجیح، ج۸، ص۲۶، شبیر برادرز، لاہور)

شرح:

اس کی وضاحت پہلے گزر چکی ہے۔

اللہ و نبی عادل نہیں تو کون عادل ہے؟

(۴۴)وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ حُنَيْنٍ اٰثَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَاسًا فِي الْقِسْمَةِ، فَاَعْطَى الْاَقْرَعَ بْنَ حَابِسٍ مِّئَةً مِّنَ الْاِبِلِ، وَاَعْطٰى عُيَيْنَةَ بْنَ حِصْنٍ مِّثْلَ ذٰلِكَ، وَاَعْطٰى نَاسًا مِّنْ اَشْرَافِ الْعَرَبِ واٰثَرَهُمْ يَوْمَئِذٍ فِي الْقِسْمَةِ ـ فَقَالَ رَجُلٌ: وَاللّٰهِ اِنَّ هٰذِهٖ قِسْمَةٌ مَّا عُدِلَ فِيْهَا، وَمَا اُرِيْدَ فِيْهَا وَجْهُ اللّٰهِ، فَقُلْتُ: وَاللّٰهِ لَاُخْبِرَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَتَيْتُهٗ فَاَخْبَرْتُهٗ بِمَا قَالَ، فَتَغَيَّرَ وَجْهُهٗ حَتّٰى كَانَ كَالصِّرْفِ ـ ثُمَّ قَالَ: "فَمَنْ يَّعْدِلُ اِذَا لَمْ يَعْدِلِ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ؟" ثُمَّ قَالَ: "يَرْحَمُ اللّٰهُ مُوْسٰى قَدْ اُوْذِيَ بِاَكْثَرَ مِنْ هٰذَا فَصَبَرَ" ـ فَقُلْتُ: لَا جَرَمَ لَا اَرْفَعُ اِلَيْهِ بَعْدَهَا حَدِيْثًا ـ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ـ

وَقَوْلُهٗ: "كَالصِّرْفِ" هُوَ بِكَسْرِ الصَّادِ الْمُهْمَلَةِ: وَهُوَ صِبْغٌ اَحْمَرُ ـ

◀◀ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مروی ہے کہ جنگ حنین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غنیمت کا مال بانٹتے ہوئے فوقیت دی کچھ افراد کو۔ حضور مختار کل کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت اقرع بن حابس رضی اللہ عنہ کو عطا کیے سو ابل۔ اسی کے مثل حضرت عیینہ بن حصن رضی اللہ عنہ کو بھی سو ابل عطا کیے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ دوسرے عرب کے بادشاہوں کو بھی اس دن فوقیت دیتے ہوئے عطا کیا۔ غنیمت کا مال زیادہ تو ایک آدمی نے کہا واللہ اس بانٹنے میں عدل سے کام نہیں لیا گیا اور نہ ہی یہ بانٹنے کا عمل کیا گیا ہے۔ اللہ عزوجل کی رضا کو حاصل کرنے کے واسطے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے کہا واللہ میں لازمی طور پر اس کی خبر دوں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس آدمی نے جو کہا تھا آپ کو اس کی خبر دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس بہت زیادہ لال ہوگیا۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس وقت عدل نہ کریں گے اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی پھر عدل کرے گا کون حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اللہ عزوجل رحمت فرمائے ان کو تکلیف دی گئی تھی اس سے کثیر مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے صبر کیا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت نیت

(۴۴)(بخاری شریف کتاب فرض الخمس رقم الحدیث ۲۹۷۸' کتاب رقم الحدیث ۳۳۲۷' کتاب فضائل الصحابہ رقم الحدیث ۳۵۶۷' کتاب فضائل الصحابہ رقم الحدیث ۳۵۸۲' کتاب المغازی رقم الحدیث ۴۰۷۹' کتاب المغازی رقم الحدیث ۴۰۸۲' کتاب الفرائض رقم الحدیث ۶۳۸۱' کتاب التوبہ رقم الحدیث ۷۰۰۳)

کی کہ کبھی بھی اس طرح کا شکوہ اور شکایت نہ بتاؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ کو۔ ''کَالصِّرْفِ'' اس میں پڑھی جائے گی ص پر زیر اور اس سے مراد صبغ احمر ہے۔

حل لغات:

آثر: از، ایثارًا، بمعنی اکرام وعزت کرنا۔

لأخبرنّ: بمعنی کسی کو کسی شئی سے آگاہ کرنا۔

لاجرم: بمعنی ضرور، لازمی، یقینی۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالٰی عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 38 میں ہو گیا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ نبی کی شان اور فضیلت کے دشمن ہر زمانے میں پائے گے ہیں لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی بات سن کر کبھی صبر فرماتے اور اگر کوئی حد پار کر جاتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ کہنے سے پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اُس کا کام تمام کر دیتے۔ جیسا کہ حضرت عمر فاروق اعظم نے کیا تھا۔

جتنی بڑی تکلیف اُتنا بڑا ثواب:

(۴۵) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الْخَيْرَ عَجَّلَ لَهُ الْعُقُوْبَةَ فِي الدُّنْيَا، وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِعَبْدِهِ الشَّرَّ اَمْسَكَ عَنْهُ بِذَنْبِهِ حَتّٰى يُوَافِيَ بِهِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" . وَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ عِظَمَ الْجَزَاءِ مَعَ عِظَمِ الْبَلَاءِ، وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اِذَا اَحَبَّ قَوْمًا ابْتَلَاهُمْ، فَمَنْ رَّضِيَ فَلَهُ الرِّضَا، وَمَنْ سَخِطَ فَلَهُ السُّخْطُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

◀◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ مروی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ جس وقت اللہ عزوجل کسی بندے کے متعلق بہتری کی نیت کرتا ہے تو اس کو تکلیف دیتا ہے دنیا میں اور جس وقت کسی آدمی کے متعلق برائی کی نیت کرتا ہے تو سنبھال لیتا ہے اس کی خطاؤں کو تاکہ یوم محشر اس کو سزا دے۔ حضور مدینے کے سلطان ﷺ کا فرمان عالیشان ہے بہت زیادہ ثواب ملتا ہے بہت زیادہ تکالیف کے بدلے میں اور جس وقت اللہ عزوجل پسند کرتا ہے کسی قوم کو تو اس کو ڈالتا ہے امتحان میں جو آدمی رضامند ہوتا ہے اس کو ملتا ہے ثواب اور جو آدمی ہوتا ہے

(۴۵) (ترمذی شریف کتاب الزہد رقم الحدیث ۲۳۱۹) (ابن ماجہ شریف کتاب الفتن رقم الحدیث ۴۰۳۱)

سخت اس کو ملتی ہے سخت۔ نقل کیا ہے اس حدیث مبارکہ کو حضرت امام ترمذی علیہ الرحمۃ نے وہ فرماتے ہیں یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

عجل: از، **عجلًا**، بمعنی جلدی کرنا۔

العقوبة: بمعنی سزا، برائی کا بدلہ۔

سخط: از، **سخطاً**، بمعنی ناپسند کرنا، کسی پر غضب ناک ہونا۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی عنہ کا تعارف حدیث نمبر:5 میں ہوا ہے۔

شرح:

سیّدنا عیسٰی علیہ السلام ایک مرتبہ لوگوں کے ساتھ تشریف لیے جارہے تھے راستہ میں نہایت لطیف خوشبو آئی تمام لوگوں نے قصداً اُسے سونگھا اور آپ نے ناک بند کرلی۔ آگے چل کر ایک نہایت تیز بدبو آئی سب نے ناک بند کرلی مگر آپ کھولے رہے لوگوں نے سبب پوچھا، ارشاد فرمایا: "وہ نعمت تھی میں نے خوف کیا کہ شاید میں اس کا شکریہ ادا نہ کرسکوں اور یہ بلا تھی اس پر میں نے صبر کیا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص۳۷۴)

صبر پر نعم البدل:

(۴۶) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ ابنٌ لِاَبِي طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يَشْتَكِيْ، فَخَرَجَ اَبُوْ طَلْحَةَ، فَقُبِضَ الصَّبِيُّ، فَلَمَّا رَجَعَ اَبُوْ طَلْحَةَ، قَالَ: مَا فَعَلَ ابْنِيْ؟ قَالَتْ اُمُّ سُلَيْمٍ وَّهِيَ اُمُّ الصَّبِيِّ: هُوَ اَسْكَنُ مَا كَانَ، فَقَرَّبَتْ اِلَيْهِ الْعَشَاءَ فَتَعَشّٰى، ثُمَّ اَصَابَ مِنْهَا، فَلَمَّا فَرَغَ، قَالَتْ: وَارُوا الصَّبِيَّ فَلَمَّا اَصْبَحَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَتٰى رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهُ، فَقَالَ: "اَعَرَّسْتُمُ اللَّيْلَةَ؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَهُمَا"، فَوَلَدَتْ غُلَامًا، فَقَالَ لِيْ اَبُوْ طَلْحَةَ: احْمِلْهُ حَتّٰى تَاْتِيَ بِهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَبَعَثَ مَعَهُ بِتَمَرَاتٍ، فَقَالَ: "اَمَعَهُ شَيْءٌ؟" قَالَ: نَعَمْ، تَمَرَاتٌ، فَاَخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَضَغَهَا، ثُمَّ اَخَذَهَا مِنْ فِيْهِ فَجَعَلَهَا فِيْ فِيِّ الصَّبِيِّ، ثُمَّ حَنَّكَهُ وَسَمَّاهُ عَبْدَ اللّٰهِ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

---

(۴۶) (بخاری شریف کتاب العقیقہ رقم الحدیث ۵۱۵۳ کتاب الجنائز رقم الحدیث ۱۲۳۹) (مسلم شریف کتاب الاداب رقم الحدیث ۵۶۱۲) (طبرانی کبیر رقم الحدیث ۲۸۸) (مسند حمیدی رقم الحدیث ۱۲۴۰) (مسند ابو یعلی رقم الحدیث ۳۸۸۲) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۱۳۰۴۹)

وَفِی رِوَایَةِ الْبُخَارِیِّ: قَالَ ابْنُ عُیَیْنَةَ: فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ: فَرَاَیْتُ تِسْعَةَ اَوْلَادٍ کُلُّهُمْ قَدْ قَرَؤُوا الْقُرْاٰنَ، یَعْنِی: مِنْ اَوْلَادِ عَبْدِ اللّٰهِ الْمَوْلُوْدِ ۔

وَفِی رِوَایَةٍ لِمُسْلِمٍ: مَاتَ ابْنٌ لِاَبِی طَلْحَةَ مِنْ اُمِّ سُلَیْمٍ، فَقَالَتْ لِاَهْلِهَا: لَا تُحَدِّثُوْا اَبَا طَلْحَةَ بِابْنِهٖ حَتّٰی اَکُوْنَ اَنَا اُحَدِّثُهٗ، فَجَآءَ فَقَرَّبَتْ اِلَیْهِ عَشَاءً فَاَکَلَ وَشَرِبَ، ثُمَّ تَصَنَّعَتْ لَهٗ اَحْسَنَ مَا کَانَتْ تَصَنَّعُ قَبْلَ ذٰلِكَ، فَوَقَعَ بِهَا ۔ فَلَمَّا اَنْ رَّاَتْ اَنَّهٗ قَدْ شَبِعَ وَاَصَابَ مِنْهَا، قَالَتْ: یَا اَبَا طَلْحَةَ، اَرَاَیْتَ لَوْ اَنَّ قَوْمًا اَعَارُوْا عَارِیَتَهُمْ اَهْلَ بَیْتٍ فَطَلَبُوْا عَارِیَتَهُمْ، اَلَهُمْ اَنْ یَمْنَعُوهُمْ؟ قَالَ: لَا، فَقَالَتْ: فَاحْتَسِبْ ابْنَكَ، قَالَ: فَغَضِبَ، ثُمَّ قَالَ: تَرَکْتِنِیْ حَتّٰی اِذَا تَلَطَّخْتُ، ثُمَّ اَخْبَرْتِنِی بِابْنِیْ؟! فَانْطَلَقَ حَتّٰی اَتٰی رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَخْبَرَهٗ بِمَا کَانَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "بَارَكَ اللّٰهُ فِیْ لَیْلَتِکُمَا"، قَالَ: فَحَمَلَتْ ۔ قَالَ: وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ سَفَرٍ وَّهِیَ مَعَهٗ، وَکَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَی الْمَدِیْنَةَ مِنْ سَفَرٍ لَا یَطْرُقُهَا طُرُوقًا فَدَنَوا مِنَ الْمَدِیْنَةِ، فَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ، فَاحْتَبَسَ عَلَیْهَا اَبُوْ طَلْحَةَ، وَانْطَلَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔ قَالَ: یَقُوْلُ اَبُوْ طَلْحَةَ: اِنَّكَ لَتَعْلَمُ یَارَبِّ اَنَّهٗ یُعْجِبُنِیْ اَنْ اَخْرُجَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَرَجَ وَاَدْخُلَ مَعَهٗ اِذَا دَخَلَ وَقَدِ احْتَبَسْتُ بِمَا تَرٰی، تَقُوْلُ اُمُّ سُلَیْمٍ: یَا اَبَا طَلْحَةَ، مَا اَجِدُ الَّذِیْ کُنْتُ اَجِدُ انْطَلِقْ، فَانْطَلَقْنَا وَضَرَبَهَا الْمَخَاضُ حِیْنَ قَدِمَا فَوَلَدَتْ غُلَامًا ۔ فَقَالَتْ لِیْ اُمِّیْ: یَا اَنَسُ، لَا یُرْضِعُهٗ اَحَدٌ حَتّٰی تَغْدُوْا بِهٖ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا اَصْبَحَ احْتَمَلْتُهٗ فَانْطَلَقْتُ بِهٖ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔ وَذَکَرَ تَمَامَ الْحَدِیْثِ ۔

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک بیٹا تھا جو بیمار تھا۔حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ باہر گئے تو وہ فوت ہوگیا۔سو جب حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ واپس تشریف لائے تو فرمایا کہ میرے بچے کا کیا حال ہے؟ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا بچے کی ماں نے کہا: اب پہلے سے پرسکون ہے۔سو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے انہیں کھانا پیش کیا۔تو انہوں نے کھانا کھایا اور پھر ان سے مجامعت کی جب فارغ ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہا نے کہا: بچے کو دفن کردو پس جب صبح ہوئی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم نے آج رات ہمبستری کی تھی؟ عرض کیا: جی ہاں! آپ نے دعا فرمائی: اے اللہ! ان دونوں کو برکت عطا فرما پس حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ایک بچے کو جنم دیا تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اسے اٹھاؤ اور حضور نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ۔اور ان کے ساتھ کچھ کھجوریں بھی بھیجیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا: کیا اس کے پاس کوئی شے ہے۔ عرض کیا: جی ہاں حضور کھجوریں ہیں۔ تو حضور نبی کریم ﷺ نے کھجوریں لیں، انہیں چبایا اور پھر انہیں اپنے دہن مبارک سے نکال کر بچے کے منہ میں ڈالا۔ پھر اس کو گھٹی دی اور اس کا نام عبداللہ رکھا۔

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے: ابن عیینہ نے فرمایا: انصار کرام میں سے ایک شخص نے کہا کہ میں نے ان کے بچوں کو دیکھا سب نے قرآن حکیم پڑھا ہوا تھا (یعنی اس مولود مذکور حضرت عبداللہ کی اولاد سے) اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کا حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا سے ایک بچہ فوت ہو گیا تو انہوں نے اپنے اہل خانہ سے کہا: ابوطلحہ کو بچے کے متعلق تم کچھ نہ بتانا حتیٰ کہ میں خود ہی انہیں بتاؤں گی پس حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے انہیں کھانا پیش کیا۔ انہوں نے کھایا پیا۔ پھر حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے ان کے لیے بناؤ سنگھار کیا اتنا کہ جتنا اس سے پہلے کیا کرتی تھیں تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان سے مجامعت کی۔ جب آپ رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ ابوطلحہ سیر بھی ہو گئے ہیں اور مجامعت بھی کر لی ہے تو کہا: اے ابوطلحہ! تمہارا کیا خیال ہے کہ کوئی قوم اپنی کوئی چیز کسی گھرانے کو عاریتاً دے اور پھر وہ اپنی چیز ان سے واپس طلب کریں تو کیا اس کنبہ کے لئے جائز ہے کہ وہ مستعار چیز واپس کرنے سے انکار کر دیں۔ انہوں نے فرمایا: نہیں تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: تو پھر اپنے بیٹے کی موت کی مصیبت پر اللہ تعالیٰ سے ثواب طلب کرو۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ غضبناک ہو گئے پھر فرمایا: تو نے مجھے پہلے نہ بتایا اور جب میں جنبی ہو گیا تو پھر تو نے مجھے بیٹے کی موت کی خبر دی۔ حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ چلے اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو خبر دی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "اللہ تعالیٰ تم دونوں کی رات میں برکت عطا فرمائے۔ راوی کہتے ہیں کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو حمل ٹھہر گیا۔ راوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سفر میں تھے اور وہ آپ کے ہمراہ تھیں اور رسول اللہ ﷺ جب سفر سے واپس مدینہ تشریف لاتے تو رات کو نہ تشریف لاتے تھے۔ جب مدینہ کے قریب پہنچے تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کو دردزہ شروع ہو گیا۔ حضرت ابوطلحہ ان کے پاس رک گئے اور رسول اللہ ﷺ روانہ ہو گئے۔ راوی کہتے ہیں حضرت ابوطلحہ دعا کر رہے تھے: اے اللہ! تجھے معلوم ہے کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ سے باہر تشریف لے جائیں تو میں بھی آپ کے ساتھ جاؤں اور جب آپ مدینہ میں داخل ہوں تو میں بھی آپ کے ساتھ ہی داخل ہوں۔ اے اللہ! تو جانتا ہے کہ مجھے رکنا پڑ گیا ہے۔ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا نے کہا: اے ابوطلحہ! مجھے جو تکلیف تھی اب نہیں ہے۔ اس لیے چلو سو ہم چل پڑے اور جب مدینہ پہنچے تو ان کو پھر دردزہ شروع ہوا اور انہوں نے ایک بچے کو جنم دیا۔ میری والدہ نے مجھ سے کہا: اے انس! اس بچے کو اس وقت تک کوئی دودھ نہ پلائے جب تک کہ تم صبح اس کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش نہ کر دو۔ پس جب صبح ہوئی تو میں نے اس کو اٹھایا اور

اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی طرف چل دیا اور تمام حدیث بیان کی۔

حل لغات:

فقبض: از، قبضاً، بمعنی کسی چیز کو ہاتھ سے پکڑنا۔

العشاء: از، تعیشة، بمعنی شام کا کھانا کھلانا۔

اعرستم: از عرساً، بمعنی محبت کرنا، جماع کرنا۔

فمضغها: از، مضغاً، بمعنی چبانا۔

حنکه: از، حنکاً، بمعنی چبا کر نرم کرنا۔

شبع: از، شبعاً، بمعنی سیر ہونا، پیٹ بھر کر کھانا۔

تلطخت: از، لطخاً، بمعنی الودہ کرنا، لتھیڑنا۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:5 میں ہوا ہے۔

شرح:

سبحان اللہ جب اللہ تعالیٰ لے کر آزماتا ہے کہ میرا بندہ صبر کرتا ہے یا نہیں تو دے کر بھی آزماتا ہے کہ میرا بندہ شکر کرتا ہے یا نہیں اللہ تعالیٰ ہم کو صابر و شاکر بنائے۔

غصے کے وقت صبر کرنا:

(۴۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَیْسَ الشَّدِیْدُ بِالصُّرَعَةِ، اِنَّمَا الشَّدِیْدُ الَّذِیْ یَمْلِكُ نَفْسَهُ عِنْدَ الْغَضَبِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

"وَالصُّرَعَةُ": بِضَمِّ الصَّادِ وَفَتْحِ الرَّاءِ وَاَصْلُهُ عِنْدَ الْعَرَبِ مَنْ یَّصْرَعُ النَّاسَ كَثِیْرًا۔

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: طاقتور وہ نہیں جو دوسرے کو پچھاڑ دے۔ طاقتور تو وہ ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ پر قابو رکھے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

صرعة: صاد کے پیش اور را کے زبر سے ہے۔ اہل عرب کے نزدیک جو اکثر کشتی کرتا رہے اسے کہتے۔

(۴۷) (بخاری شریف کتاب الادب رقم الحدیث)

تعارف راوی حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

غصہ انسان کی عقل اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھاتی ہے، اور اس کے کئی علاج ہیں، جیسے وضو کرنا، پانی پینا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنا، اللہ کا خوف دل میں لانا، وغیرہ کسی پر غصہ نہ کرنے سے آدمی کا مقام کم نہیں ہوتا بلکہ بڑھ جاتا ہے کیونکہ یہ اللہ کے نبیوں کی سنت ہے اور سنت پر علم سے مقام بڑھتا ہے کم نہیں ہوتا، اور نہ ہی غصے میں آ کر فساد برپا کرنے سے مقام بڑھتا ہے، صرف غصے پر قابو اور صبر ہی فلاح و کامیابی اور فضیلت ہے۔

(۴۸) وَعَنْ سُلَیْمَانَ بْنِ صُرَدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ جَالِسًا مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَرَجُلَانِ يَسْتَبَّانِ، وَاَحَدُهُمَا قَدِ احْمَرَّ وَجْهُهٗ، وَانْتَفَخَتْ اَوْدَاجُهٗ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنِّيْ لَاَعْلَمُ كَلِمَةً لَّوْ قَالَهَا لَذَهَبَ عَنْهُ مَا يَجِدُ، لَوْ قَالَ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ، ذَهَبَ مِنْهُ مَا يَجِدُ" ۔ فَقَالُوْا لَهٗ: اِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "تَعَوَّذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀◀ حضرت سلیمان بن صرد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھا کہ دو آدمی ایک دوسرے کو گالیاں دے رہے تھے۔ ان میں ایک آدمی کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا' اور اس کی گردن کی رگیں پھول گئی تھیں تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں ایک کلمہ جانتا ہوں کہ اگر یہ شخص وہ کلمہ پڑھ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے گا۔ اگر یہ کہہ دے: ''اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم'' تو اس کا یہ غصہ جاتا رہے گا۔ لوگوں نے اس شخص سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ تم اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھو۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

انتفخت: از، نفخاً، بمعنی پھونک مارنا۔

اوداجه: بمعنی جانوروں کی گردن کی رگ کاٹنا۔

تعوذ: بمعنی پناہ مانگنا، یہاں مراد شیطان رجیم سے اللہ کی پناہ مانگنا ہے یعنی ''اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم''

---

(۴۸) (بخاری شریف کتاب بدء الخلق رقم الحدیث ۳۱۰۸) (مسلم شریف رقم الحدیث ۲۶۱۰) (ابو داؤد شریف رقم الحدیث ۴۷۸۱) (ابن حبان رقم الحدیث ۵۶۹۲) (مستدرک حاکم رقم الحدیث ۳۶۴۹) (الادب المفرد رقم الحدیث ۱۳۱۹) (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۲۵۳۸۲) (شعب الایمان رقم الحدیث ۸۲۸۳)

تعارف راوی حدیث:

سلیمانؓ ابن صرد: آپ کی کنیت ابو المطرف ہے،خزاعی ہیں،عالم عابد ہیں،کوفہ میں رہے،ترانوے سال عمر ہوئی۔آپ صحابی ہیں،کوفی ہیں،بڑے بزرگ تھے،واقعہ کربلا کے بعد آپ نے یزیدیوں سے بدلہ لینے کے لیے بہت بڑی جماعت جمع کی اس کوشش میں شہید ہوئے۔

(اشعہ،الاکمال فی اسماء الرجال،ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ،،مراۃ المناجیح،ج۸،ص۵۴۱،شبیر برادرز،لاہور)

شرح:

یہ حدیث ماقبل حدیث کی شرح بھی ہے اور اس میں ایک اور چیز یہ ملتی ہے کہ غصے کے وقت اعوذ باللہ (تعوذ) پڑھنا بھی غصے کو زائل کر دیتا ہے۔

صبر سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت:

ایک صاحب کو اَنار کی خواہش میں تیس برس گزر گئے اور نہ کھایا۔اِس کے بعد خواب میں زِیارتِ اَقدس حضورِ اکرم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ فرماتے ہیں: "اِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَيْكَ حَقًّا " تیرے نفس کا بھی کچھ تجھ پر حق ہے۔صبح اٹھے انار کھایا۔اب نفس نے دودھ کی خواہش کی،فرمایا تیس برس خواہش کر پھر شاید حضور صلی اللہ تعالٰی علیہ والہ وسلم تشریف لائیں اور فرمائیں،اس سے یہی بہتر ہے کہ صبر کر۔فوراً خواہش دُور ہوگئی۔(ملفوظات اعلیٰ حضرت،ص۱۵۷)

(۴۹)وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ كَظَمَ غَيْظًا، وَهُوَ قَادِرٌ عَلٰى اَنْ يُّنْفِذَهُ، دَعَاهُ اللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى عَلٰى رُؤُوْسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ مَا شَاءَ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◄◄ حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنا غصہ پی لیا درانحالیکہ وہ اپنا غصہ نکالنے پر قادر تھا تو قیامت کے دن اللہ تعالٰی لوگوں کے سامنے اس کو پکاریں گے کہ حورعین سے جس کو چاہو اختیار کرلو۔

اس حدیث کو ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

کظم: بمعنی غصہ کو پی جانا۔

ینفذہ: از، نفذًا،بمعنی نافذ کرنا،نکالنا۔

---

(۴۹)(ابوداؤد شریف کتاب الادب رقم الحدیث ۴۷۷۷)(ترمذی شریف کتاب البر والصلۃ رقم الحدیث ۲۰۲۱)

(۵۰)وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَوْصِنِیْ ۔ قَالَ: "لَا تَغْضَبْ" فَرَدَّدَ مِرَارًا، قَالَ: "لَا تَغْضَبْ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔

◂◂ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے نصیحت کیجئے۔ حضور ﷺ نے ارشادفرمایا: غصہ نہ کیا کرو۔

اس شخص نے کئی بار اپنا سوال دہرایا تو آپ نے فرمایا: غصہ نہ کیا کر۔ (بخاری)

گناہوں سے پاک:

(۵۱)وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَا یَزَالُ الْبَلَاءُ بِالْمُؤْمِنِ وَالْمُؤْمِنَةِ فِیْ نَفْسِهٖ وَوَلَدِهٖ وَمَالِهٖ حَتّٰی یَلْقَی اللّٰهُ تَعَالٰی وَمَا عَلَیْهِ خَطِیْئَةٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ" ۔

◂◂ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: مومن مرد اور مومن عورت پر اس کی جان، اس کے مال اور اس کی اولاد کی مصیبتیں نازل ہوتی رہتی ہیں۔ یہاں تک کہ جب وہ اللہ کے حضور پیش ہوگا تو اس کا نامہ اعمال گناہوں سے پاک ہوگا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 8 میں دیکھیے۔

شرح:

جب اللہ کی رحمت بخشنے پر آجائے تو کبھی کوئی اور کبھی کوئی سامان مہیا فرما دیتی ہے انہیں میں سے ایک بخشش کا ذریعہ مصائب و تکالیف پر صبر کرنا ہے، اور یہ صبر انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے۔ لیکن صبر کون کرے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان بھی تو سچ ہونا تھا۔

احادیثِ مبارکہ ہیں جن میں نبیِ کریم صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم نے غیب کی خبریں دیتے ہوئے قیامت تک ہونے والے واقعات کے ساتھ ساتھ مستقبل میں پیدا ہونے والے فتنوں سے بھی آگاہ فرمایا اور ہمیں ان سے بچنے کی ترغیب بھی دلائی ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے: "لوگوں پر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ آدمی کو اس بات کی کوئی پروا نہ

(۵۰)(بخاری شریف کتاب الادب رقم الحدیث ۵۷۶۵) (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۲۵۳۸۰) (طبرانی کبیر رقم الحدیث ۲۰۹۳) (طبرانی اوسط رقم الحدیث ۷۴۹۱) (سنن الکبری للبیہقی رقم الحدیث ۲۰۰۶۵) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۲۰۲۰) (مستدرک حاکم رقم الحدیث ۶۵۷۸) (موطا امام مالک رقم الحدیث ۱۶۱۲)(۵۱)(ترمذی شریف کتاب الزہد رقم الحدیث ۲۳۹۹)

ہوگی کہ اس نے مال کہاں سے حاصل کیا حرام سے یا حلال سے۔ اپنے دین پر صبر کرنے والا انگارہ پکڑنے والے کی طرح ہو گا۔ مساجد میں دُنیا کی باتیں ہوں گی، تم ان کے ساتھ نہ بیٹھنا کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کو ان سے کچھ کام نہیں۔''

(بخاری، کتاب البیوع، باب من لم یبالی من حیث ... الخ، ... ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء فی النھی عن سب الریاح، ... شعب الایمان، باب فی الصلوات، فصل المشی الی المساجد،)

(۵۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَدِمَ عُیَیْنَةُ بْنُ حِصْنٍ، فَنَزَلَ عَلٰی ابْنِ اَخِیْهِ الْحُرِّ بْنِ قَیْسٍ، وَّکَانَ مِنَ النَّفَرِ الَّذِیْنَ یُدْنِیْهِمْ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، وَکَانَ الْقُرَّاءُ اَصْحَابَ مَجْلِسِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ وَمُشَاوَرَتِهٖ کُهُوْلًا کَانُوْا اَوْ شُبَّانًا، فَقَالَ عُیَیْنَةُ لِابْنِ اَخِیْهِ: یَا ابْنَ اَخِیْ، لَکَ وَجْهٌ عِنْدَ هٰذَا الْاَمِیْرِ فَاسْتَاْذِنْ لِیْ عَلَیْهِ، فَاسْتَاْذَنَ فَاَذِنَ لَهٗ عُمَرُ. فَلَمَّا دَخَلَ قَالَ: هِیَ یَا ابْنَ الْخَطَّابِ، فَوَاللّٰهِ مَا تُعْطِیْنَا الْجَزْلَ وَلَا تَحْکُمُ فِیْنَا بِالْعَدْلِ. فَغَضِبَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ حَتّٰی هَمَّ اَنْ یُّوْقِعَ بِهٖ. فَقَالَ لَهُ الْحُرُّ: یَا اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ، اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ لِنَبِیِّهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِیْنَ ﴾ (الْاَعراف: 199) وَاِنَّ هٰذَا مِنَ الْجَاهِلِیْنَ، وَاللّٰهِ مَا جَاوَزَهَا عُمَرُ حِیْنَ تَلَاهَا، وَکَانَ وَقَّافًا عِنْدَ کِتَابِ اللّٰهِ تَعَالٰی. رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◄◄ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرمایا کہ حضرت عیینہ بن حصن آیا اور اپنے بھتیجے حضرت حر بن قیس کے پاس ٹھہرا (اور حر ان لوگوں میں سے تھے جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا قرب حاصل تھا' اور قاری لوگ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی مجلس اور مشاورت میں موجود ہوتے خواہ جوان ہوتے یا بوڑھے عیینہ نے اپنے بھتیجے سے کہا: اے بھتیجے! امیر المومنین کے ہاں تمہارا بڑا مرتبہ ہے۔ مجھے ملاقات کی اجازت لے دو۔ حضرت حر نے ان کے لیے اجازت طلب کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اجازت دے دی۔ جب عیینہ داخل ہوا تو کہا: اے ابن خطاب! اللہ کی قسم! نہ تم ہم کو زیادہ مال دیتے ہو' اور نہ ہمارے درمیان عدل سے فیصلہ کرتے ہو۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ غضبناک ہو گئے اور اس کو مارنے کا ارادہ کیا۔ تو حضرت حر نے عرض کیا: اے امیر المومنین! اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا کہ ''درگزر کرو اور نیکی کا حکم دو اور جاہلوں سے روگردانی کرو''۔ اور یہ شخص جاہلوں میں سے ہے۔ اللہ کی قسم! جب انہوں نے یہ آیت تلاوت کی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ذرا بھی تجاوز نہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ قرآن حکیم پر بہت زیادہ عمل کرنے والے تھے۔ (بخاری)

(۵۲) (بخاری شریف کتاب التفسیر' رقم الحدیث ۴۶۵۲)

حل لغات:

یدنیهم: از، دنواً، بمعنی قریب ہونا۔

مشاورتة: از، مشاورة، بمعنی آپس میں مشورہ کرنا۔

کھولاً: بمعنی پکی عمر کا ہونا، ادھیڑ عمر کا ہونا۔

الجزل: بمعنی کسی کو معاف کرنا، بخش دینا۔

تلاها: از، تلاوة، بمعنی پڑھنا۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف حدیث نمبر: 12 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کس قدر قرآن پر عمل کرنے والے تھے کہ جب آیت سنی تو فوراً معاف فرما دیا، لیکن ایک ہم ہیں کہ ہمارے سامنے جو کچھ بھی پڑھا جائے، ہم معاف نہیں کرتے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق کو نہ اپنانا ہی کیا محبت کا معیار ہے؟؟ کیا ہم صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے نعرے ہی لگاتے رہیں گے عمل نہیں کریں گے؟؟

(۵۳)وَعَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّهَا سَتكُوْنُ بَعْدِىْ اَثَرَةٌ وَّاُمُوْرٌ تُنْكِرُوْنَهَا!" قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَمَّا تَاْمُرُنا؟ قَالَ: "تُؤَدُّوْنَ الْحَقَّ الَّذِىْ عَلَيْكُمْ، وَتَسَاَلُوْنَ اللّٰهَ الَّذِىْ لَكُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"وَالْاَثَرَةُ": اَلْاِنْفِرادُ بِالشَّيْءِ عَمَّنَ لَهُ فِيْهِ حَقٌّ۔

◂◂ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''عنقریب میرے بعد کچھ ایسی ترجیحات اور معاملات رو پذیر ہوں گے جنہیں تم پسند نہیں کرو گے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ایسے میں آپ ہمارے لیے کیا حکم فرماتے ہیں؟ ارشاد فرمایا کہ جو حق تمہارے ذمہ واجب ہے وہ ادا کرو اور تم اپنا حق اللہ تعالیٰ سے طلب کرو۔

---

(۵۳) (بخاری شریف کتاب المناقب رقم الحدیث ۳۴۰۸) (مسلم شریف رقم الحدیث ۱۸۴۳) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۲۱۹۰) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۳۶۶۳) (ابن حبان رقم الحدیث ۴۵۸۷) (سنن الکبری ابیہقی رقم الحدیث ۱۶۳۹۲) (مسند ابو یعلی رقم الحدیث ۵۱۵۶) (طبرانی صغیر رقم الحدیث ۹۸۵) (طبرانی اوسط رقم الحدیث ۱۰۰۷۳) (مسند طیالسی رقم الحدیث ۲۹۷)

حل لغات:

"الاثرۃ": سے مراد ہے جس چیز میں کسی اور کا بھی حق ہو اسے حقدار کو حصہ ادا کیے بغیر خود ہی لے لینا۔

تعارف راوی حدیث:

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 38 میں ہو گیا ہے۔

اس کی شرح اگلی حدیث کے سات ہوگی۔

(۵۴) وَعَنْ اَبِیْ یَحْیٰی اُسَیْدِ بْنِ حُضَیْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصارِ، قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰہِ، اَلاَ تَسْتَعْمِلُنِیْ کَمَا اسْتَعْمَلْتَ فُلَانًا، فَقَالَ: "اِنَّکُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِیْ اَثَرَۃً فَاصْبِرُوْا حَتّٰی تَلْقَوْنِیْ عَلَی الْحَوْضِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

"وَاُسَیْدٌ": بِضَمِّ الْھَمْزَۃِ ۔ "وَحُضَیْرٌ": بِحَاءٍ مُّھْمَلَۃٍ مَّضْمُوْمَۃٍ وَّضَادٍ مُّعْجَمَۃٍ مَّفْتُوْحَۃٍ، وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ۔

◄◄ حضرت ابو یحییٰ اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انصار میں سے ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! جس طرح آپ نے فلاں فلاں کو عامل بنایا ہے کیا اسی طرح آپ مجھے بھی عامل نہیں بنائیں گے؟ تو آپ نے فرمایا: بلاشبہ تم میرے بعد ترجیحات دیکھو گے (یعنی حقدار کو حق سے محروم کیا جائے گا) پس ایسے میں تم لوگ صبر کرنا حتیٰ کہ حوض کوثر پر تم مجھ سے آ ملو۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

"اسید"، ہمزہ کے پیش سے ہے، اور "حضیر" حاء کے پیش اور ضاد کے زبر کے ساتھ ہے، اور اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔

تستعملنی: از، عملًا، بمعنی کام کرنا، محنت کرنا۔

تلقونی: از لقاءً، بمعنی ملاقات کرنا۔ ملنا۔

تعارف راوی حدیث:

اسید ابن حضیر انصاری اوسی ہیں، بدر وغیرہ میں شریک ہوئے، ۲۰ھ، بیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی اور عباد ابن بشر بھی انصاری ہیں، بدر وغیرہ میں آپ بھی شریک رہے، کعب ابن اشرف یہودی کے قتل میں آپ بھی شریک تھے، جنگ یمامہ میں شہید ہوئے ۴۵ پینتالیس سال کی عمر ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، مرقات، مراۃ المناجیح، ج۸، ص۲۱۸، اسلامیہ، لاہور)

(۵۴) (بخاری شریف کتاب الفتن، رقم الحدیث ۷۰۵۷) (مسلم شریف کتاب الامارۃ رقم الحدیث ۱۸۴۵)

شرح:

اس حدیث میں ذکر ہے کہ ایسا زمانہ آئے گا جس میں تم کو دوسروں سے مقدم کیا جائے گا، یعنی جلیل القدر اصحاب کے ہوتے ہوئے، یزید بن معاویہ، مروان بن حکم، اور عبدالملک بن مروان کو حکمران بنایا جائے گا جن کے گورنر شراب پیتے رہیں گے، لیکن تم نے اس پر صبر کرنا ہے اور اتنی دیر تک صبر کرنا ہے جب تک یم مجھے حوض کوثر پر نہیں ملتے۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو غیب کی خبریں دیں ہیں ان میں سے ایک ہے۔ (نعمۃ الباری، ج۶،ص۶۵۳،)

(۵۵) وَعَنْ اَبِیْ اِبْرَاهِيْمَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ اَوْفٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِیْ بعْضِ اَيَامِهِ الَّتِیْ لَقِیَ فِيْهَا الْعَدُوَّ، انْتَظَرَ حَتّٰى اِذَا مالَتِ الشَّمْسُ قَامَ فِيْهِمْ، فَقَالَ: "يَا اَيُّهَا النَّاسُ، لَا تَتَمَنَّوا لِقَاءَ الْعَدُوِّ، وَّاسْاَلُوا اللّٰهَ الْعَافِيَةَ، فَاِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاصْبِرُوْا، وَاعْلَمُوْا اَنّ الْجَنَّةَ تَحْتَ ظِلَالِ السُّيُوْفِ".

ثُمَّ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، وَمُجْرِیَ السَّحَابِ، وَهَازِمَ الْاَحْزَابِ، اهْزِمْهُمْ وَانْصُرْنَا عَلَيْهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ.

◄◄ حضرت ابوابراہیم عبداللہ بن ابی اوفی رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوات میں سے کسی غزوہ میں سورج کے ڈھل جانے کا انتظار فرمانے لگے۔ حتیٰ کہ سورج ڈھل گیا تو آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان کھڑے ہوئے اور فرمایا: "اے لوگو! دشمن سے مقابلہ کی تمنا نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کرو اور جب تمہارا دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو صبر کرو اور جان لو کہ جنت تلواروں کے سائے تلے ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے اللہ! کتاب نازل فرمانے والے! اے بادلوں کو چلانے والے! اے لشکروں کو شکست دینے والے! ہمارے دشمنوں کو شکست دے اور ہمیں ان پر فتح عطا فرما۔ (متفق علیہ)

اور توفیق اللہ ہی کی طرف سے ہے۔

حل لغات:

ظلال: جمع ظل، بمعنی سایہ۔

السیوف، جمع السیف، بمعنی تلوار۔

السحاب: بمعنی بادل۔

هازم: از، هزماً، بمعنی دشمن کو شکست دینا۔

الاحزاب: بمعنی گروہ، پارٹی، فوج۔

---

(۵۵) (بخاری شریف کتاب الجہاد رقم الحدیث ۲۸۱۸) (مسلم شریف کتاب الجہاد رقم الحدیث ۱۷۴۲)

تعارف راوی حدیث:

عبداللہ ابن ابی اوفی: آپ کے والد ابی اوفی کا نام علقمہ ابن قیس ہے آپ اسلمی ہیں، صلح حدیبیہ اور غزوہ خیبر اوران کے بعد والے غزوات میں شریک ہوئے حضور انور کی وفات تک مدینہ منورہ میں رہے، پھر کوفہ چلے گئے، آپ کوفہ کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے کوفہ صحابہ سے خالی ہوگیا، ستاسی سال عمر ہوئی امام شعبی وغیرہ نے آپ سے روایات لیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب علیہ الرحمۃ، مراۃ المناجیح، ج ۸، ص ۵۲۴، شبیر برادرز، لاہور)

شرح:

اس حدیث میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک طرف لوگوں کو جہاد کی ترغیب دے رہے ہیں اور دوسری طرف جہاد میں تکالیف و مصائب برداشت کرنے کی تلقین فرمارہے ہیں کہ اگر چہ جہاد سے جنت ملتی ہے مگر اُس کو جو صبر کا مظاہرہ کرئے جب اُسے کوئی زخم پہنچے تو صبر کرے، جب اس کا باپ، یا بھائی، یا بیٹا جہاد میں شہید ہو جائے تو صبر کرئے تو اللہ کی راہ میں تلوار اُٹھانے اور صبر کرنے کا اجر اللہ تعالیٰ اس کو جنت کی شکل میں عطا فرمائے گا۔ایک آدمی جہاد میں بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا تھا اور دشمنوں کی صفوں میں گھس کر ان کو قتل کر رہا تھا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا یہ دوزخ میں جائے گا صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ اس کی کیا وجہ ہے یہ تو اللہ کی راہ میں بہت اچھی طرح جہاد میں مصروف ہے، اچانک اس آدمی کو گہرا زخم پہنچا تو اس نے اس پر صبر نہ کیا بلکہ خودکشی کر لی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سچ ہوا، معلوم ہوا کہ تلواروں کے سایہ کے تلے جنت ہے لیکن صبر کرنے والوں کے لیے۔

صبر پر چند دیگر احادیث

(1) ''إِنَّمَا يُوفَى الصَّابِرُونَ أجرهم بِغَير حِسَاب'' (الزمر)

ترجمہ: بے شک صبر کرنے والوں کو ان کا اجر بغیر حساب (بیشمار) دیا جائے گا۔

(2) ''عَن أبِي هُرَيرَة رَضِي الله عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيهِ وَسلم لكل شَيْء زَكَاة وَزَكَاة الجَسَد الصَّوم وَالصِّيَام نصف الصَّبر'' (رَوَاهُ ابن مَاجَه)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضہ اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر چیز کے زکوٰۃ ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے اور روزہ نصف صبر ہے۔

(3) ''وَعَن عَلقَمَة قَالَ قَالَ عبد الله الصَّبر نصف الإِيمَان وَاليَقِين الإِيمَان كُله''

(رَوَاهُ الطَّبَرَانِيّ فِي الكَبِير)

ترجمہ: حضرت علقمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا صبر نصف ایمان

ہے اور یقین پورا ایمان ہے۔

(4)"وَعَن جَعفَر بن أبی طَالب رَضِی اللّٰہ عَنہُ أَن رَسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ عَلَیہِ وَسلم قَالَ الصَّبر معول المُسلم" (الترغیب و الترھیب)

ترجمہ: حضرت جعفر بن ابو طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبر مسلمان کا مددگار ہے۔

(5)"وَعَن مَحمُود بن لبید أَن رَسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ عَلَیہِ وَسلم قَالَ إِذا أحب اللّٰہ قوما ابتَلَاھُم فَمن صَبر فَلَہُ الصَّبر وَمن جزع فَلَہُ الجزع" (الترغیب و الترھیب)

ترجمہ: حضرت محمود بن لبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ کسی قوم سے محبت فرماتا ہے تو ان کو آزماتا ہے، جس نے صبر کیا اس کے لیے صبر ہے اور جس نے بے صبری کی تو اس کے لیے جزع ہے۔

(6)"وَمن صَبر علی القُوت الشَّدید صبرا جمیلا أسکنہُ اللّٰہ من الفردوس حَیثُ شَاءَ" (الترغیب و الترھیب)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے سخت کھانے (ایسا کھانا جس سے گزر بھی نہ ہو) پر صبر کیا اللہ تعالیٰ اس کو جنت فردوس میں جہاں وہ چاہے گا سکونت دے گا۔

(7)"إِن العَبد إِذا سبقت لَہُ من اللّٰہ منزلَة فَلم یبلغھَا بِعَمَل ابتلاہ اللّٰہ فِی جسدہ أَو مَالہ أَو فِی وَلَدہ ثمَّ صَبر علی ذَلِك حَتّٰی یبلغہُ المنزلَة الَّتِی سبقت لَہُ من اللّٰہ عز وَجل" (الترغیب و الترھیب)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب اللہ کی طرف سے بندے کے لیے کوئی مرتبہ لکھ دیا جاتا ہے تو وہ بندہ اُس تک عمل سے نہیں پہنچ سکتا، تو اللہ تعالیٰ اس کی جسم میں یا مال میں یا اولاد میں آزمائش کرتا ہے پھر بندہ اس پر صبر کرتا ہے، تو وہ اُس مرتبہ کو پالیتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے اُس کے لیے مقرر فرمایا۔

۴-بَابُ الصِّدْقِ

صدق (سچائی) کا بیان

صدق کے لغوی معانی: سچ، راستی، خلوص وغیرہ ہیں۔ (فیروز اللغات)

صدق کی تعریف: **الصدق فی اصطلاح اھل الحقیقة، قول الحق فی مواطن الھلاك .وقیل ان تصدق فی موضع لا ینجیك منه الا الکذب،** (کتاب التعریفات، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

ترجمہ: اہل حقیقت کی اصطلاح میں ہلاکت والی جگہ پر حق بات کرنے کو صدق کہتے ہیں، اور بعض نے کہا ایسی جگہ حق بات کرنا جہاں سے سوائے جھوٹ کے کوئی چیز نجات نہ دے سکے، صدق، کہلاتا ہے۔

امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔

جاننا چاہیے! لفظِ صدق چھ معانی میں استعمال ہوتا ہے: (۱) گفتگو میں صدق (۲) نیت وارادہ میں صدق (۳) عزم میں صدق (۴) عزم کو پورا کرنے میں صدق (۵) علم میں صدق (۶) دین کے تمام مقامات کی تحقیق میں صدق۔

پس ان تمام معانی میں صدق سے متصف ہونے والا صدیق ہے کیونکہ صدق میں مبالغہ ہے اور ان مقامات میں جس قدر ممکن ہے وہ اس نسبت سے صادق کہلاتا ہے۔ (لباب الاحیاء، ص ۱۷۳)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ وَکُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ ۝ ﴾(التوبة: 119)،

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو ۝

اس کی تفسیر میں مفتی نعیم الدین مرادآبادی فرماتے ہیں یہاں سچوں سے مراد وہ ہیں جو صادق الایمان ہیں مخلص ہیں، رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اخلاص کے ساتھ تصدیق کرتے ہیں۔ سعید بن جبیر کا قول ہے کہ صادقین سے حضرت ابوبکر وعمر مراد ہیں رضی اللہ عنہما۔ ابنِ جریر کہتے ہیں کہ مہاجرین۔ حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ وہ لوگ جن کی نیتیں ثابت رہیں اور قلب واعمال مستقیم اور وہ اخلاص کے ساتھ غزوۂ تبوک میں حاضر ہوئے۔

مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ اِجماع حُجت ہے کیونکہ صادقین کے ساتھ رہنے کا حکم فرمایا، اس سے ان کے قول کا قبول کرنا لازم آتا ہے۔ (خزائن العرفان، تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَالصّٰدِقِیْنَ وَالصّٰدِقٰتِ﴾ (الآحزاب: 35)،

اوراللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا: اور سچے مرد اور سچی عورتیں۔

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿فَلَوْ صَدَقُوا اللّٰہَ لَکَانَ خَیْرًا لَّھُمْ﴾ (محمد: 21)

اوراللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا: تو اگر اللہ سے سچے رہتے تو ان کا بھلا تھا۔

وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ فَالْاَوَّلُ:

اس موضوع سے متعلقہ بے شماراحادیث ہیں، پہلی حدیث یہ ہے۔

(۵۶) عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ الصِّدقَ یَھْدِیْ اِلَی الْبِرِّ، وَاِنَّ الْبِرَّ یَھْدِیْ اِلَی الْجَنَّةِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَصْدُقُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ صِدِّیْقًا. وَاِنَّ الْکَذِبَ یَھْدِیْ اِلَی الْفُجُوْرِ، وَاِنَّ الْفُجُوْرَ یَھْدِیْ اِلَی النَّارِ، وَاِنَّ الرَّجُلَ لَیَکْذِبُ حَتّٰی یُکْتَبَ عِنْدَ اللّٰہِ کَذَّابًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ.

◄◄ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: سچائی نیکی کی طرف رہنمائی کرتی ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور بلاشبہ ایک آدمی سچ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ خدا تعالیٰ کے ہاں اسے صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ برائی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور برائی دوزخ کی طرف لے جاتی ہے اور ایک آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے حتیٰ کہ اسے اللہ کے ہاں کذاب (یعنی جھوٹا) لکھ لیا جاتا ہے۔

(متفق علیہ)

حل لغات:

البر: از، براً، بمعنی نیکی، حسن سلوک، طاعت، عطیہ۔

الفجور: بمعنی گناہ کرنا، جھوٹ بولنا۔

تعارف روای:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 38 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

صدق ایک ایسی چیز ہے جس کے ساتھ بندہ صدیق بھی بن جاتا ہے اور شہید بھی چنانچہ:

(۵۶) (بخاری شریف کتاب الادب رقم الحدیث ۶۰۹۴) (مسلم شریف کتاب البر وصلہ رقم الحدیث ۲۶۰۶)

حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو صدق دل سے خداوند تعالیٰ سے شہادت مانگتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کا مرتبہ عطا فرمادیتا ہے خواہ وہ اپنے بستر ہی پر مرے۔ (مسلم، مشکوٰۃ، ج۲، ص۳۳۰)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو ہمیشہ سچے دل اور سچی نیت کے ساتھ خداوند تعالیٰ سے شہادت حاصل ہونے کی دعا مانگتا رہے گا تو وہ خواہ کسی بھی بیماری میں اور کہیں بھی اور کسی حال میں بھی مرے مگر وہ قیامت کے دن شہیدوں کی صف میں کھڑا ہوگا اور اللہ تعالیٰ اس کو شہداء کرام کے مراتب و درجات عطا فرمائے گا۔ سبحان اللہ، سبحان اللہ۔

زندہ جاوید ہیں ملت کے شہیدانِ کرام — نوجوانو! تمہیں معلوم بھی ہے اُن کا مقام

یہ وہ مرحوم ہیں جن کے لیے خود رحمت حق — لے کے آتی ہے حیاتِ ابدی کا پیغام

اُن کی لاشوں پہ فرشتوں کی صفیں ہوتی ہیں — لے کے اترے ہیں خوشنودی رب کا پیغام

زندہ ہے ملت بیضاء شہداء کے دم سے — اُن کی روحوں پہ ہوسوبار درود اور سلام

(۵۷) اَلثَّانِيْ: وَعَنْ اَبِيْ مُحَمَّدٍ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيِّ بْنِ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "دَعْ مَا يُرِيْبُكَ اِلٰى مَا لَا يَرِيْبُكَ ؛ فَاِنَّ الصِّدْقَ طُمَاْنِيْنَةٌ، وَّالْكَذِبَ رِيْبَةٌ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ صَحِيْحٌ" .

قَوْلُهُ: "يُرِيْبُكَ" هُوَ بِفَتْحِ الْيَاءِ وَضَمِّهَا: وَمَعْنَاهُ اتْرُكْ مَا تَشُكُّ فِيْ حِلِّهٖ وَاعْدِلْ اِلٰى مَا لَا تَشُكُّ فِيْهِ .

◀◀ (دوسری) حضرت ابو محمد حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث یاد کی: ''جس چیز میں تمہیں شک ہو اس کو چھوڑ کر وہ چیز اختیار کر جس میں تجھے شک نہ ہو۔ بے شک سچائی اطمینان کا باعث ہے، اور جھوٹ شک پیدا کرتا ہے اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

حل لغات:

حفظت: از، حفظاً، بمعنی زبانی یاد کرنا، ضائع اور تلف ہونے سے بچانا۔

دع: بمعنی ترک کرنا، چھوڑنا۔

یــــریبك: یاء پر زبر اور پیش دونوں صحیح ہیں اور اس کا معنی ہے جس کے متعلق تمہیں شک ہو اس کو چھوڑ کر وہ اختیار کرو جس میں تجھے شک نہ ہو۔

---

(۵۷) (ترمذی شریف کتاب صفۃ القیامۃ رقم الحدیث ۲۵۱۸) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۲۰۰)

طمانینۃ: از، اطمئناناً، بمعنی قرار پکڑنا، آرام لینا۔

تعارف روای:

حسن ابن علی: آپ کی کنیت ابو محمد ہے، سبط رسول اللہ، ریحانہ رسول، سید شباب اہل جنت آپ کے القاب ہیں۔۱۵ رمضان تین ہجری میں آپ کی ولادت ہے، ۵۰ میں وفات، جنت البقیع میں مزار مقدس ہے۔اپنے والد ماجد علی مرتضی کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ ہوئے، چالیس ہزار سے زیادہ لوگوں نے موت پر آپ سے بیعت کی لیکن آپ نے مسلمانوں میں خونریزی دفع کرنے کے لیے امیر معاویہ کے حق میں خلافت سے دست برداری فرمائی، یہ واقعہ ۱۵ جمادی اولی ۴۱اکتالیس کو ہوا قریبًا چھ ماہ خلافت کی، آپ کی وفات زہر دیئے جانے سے ہوئی، ۲۹انتیس صفر یا چار ربیع الاول شنبہ کی شب ہوئی، اس کے متعلق اور بھی قول ہیں مگر چہارم ربیع الاول قوی ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، الخطیب علیہ الرحمۃ، مراۃ المناجیح، ج ۸ تحت حرف الحاء، صحابہ کرام،)

شرح:

سچائی اطمینان بھی ہے اور حفاظت بھی ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔

حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ آقائے مظلوم، سرورِ معصوم، حسنِ اخلاق کے پیکر، نبیوں کے تاجور، مَحبوبِ رَبِّ اکبر صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کی بارگاہ میں ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کیا، "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جنتی عمل کون سا ہے؟" آپ نے ارشاد فرمایا کہ " سچ بولنا، بندہ جب سچ بولتا ہے تو نیکی کرتا ہے اور جب نیکی کرتا ہے محفوظ ہوجاتا ہے اور جب محفوظ ہوجاتا ہے تو جنت میں داخل ہوجاتا ہے" پھر اس شخص نے عرض کیا، "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جہنم میں لے جانے والا عمل کون سا ہے؟" فرمایا کہ " جھوٹ بولنا جب بندہ جھوٹ بولتا ہے تو گناہ کرتا ہے اور جب گناہ کرتا ہے تو ناشکری کرتا ہے اور جب ناشکری کرتا ہے تو جہنم میں داخل ہوجاتا ہے۔

(المسند للامام احمد بن حنبل، مسند عبداللہ ابن عمرو بن العاص، رقم ۶۶۵۲، ج ۲ ص ۵۸۹)

(۵۸)اَلثَّالِثُ: عَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ صَخْرِ بْنِ حَرْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ فِیْ حَدِیْثِہِ الطَّوِیْلِ فِیْ قِصَّۃِ ھِرَقْلَ، قَالَ ھِرَقْلُ: فَمَاذَا یَاْمُرُکُمْ - یَعْنِیْ: النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اَبُوْ سُفْیَانَ: قُلْتُ: یَقُوْلُ: "اعْبُدُوا اللّٰہَ وَحْدَہٗ لَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا، وَّاتْرُکُوْا مَا یَقُوْلُ اٰبَاؤُکُمْ، وَیَاْمُرُنَا بِالصَّلَاۃِ، وَالصِّدْقِ، وَالْعَفَافِ، وَالصِّلَۃِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

◄◄ (تیسری) حضرت ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ سے ان کے ہرقل کے قصہ والی طویل حدیث میں مروی ہے کہ ہرقل نے کہا: وہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں کیا حکم دیتے ہیں؟ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے

(۵۸)(بخاری شریف کتاب بدء الوحی رقم الحدیث ۷)(مسلم شریف کتاب الجہاد رقم الحدیث ۱۷۷۳)

جواب دیا: وہ (نبی کریم ﷺ) کہتے ہیں کہ ایک اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور جو کچھ تمہارے آباؤ اجداد کہتے ہیں اسے چھوڑ دو وہ ہمیں نماز پڑھنے' سچ بولنے' پاکدامنی اختیار کرنے اور صلۂ رحمی کا حکم دیتے ہیں''۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

اعبدوا: از، عبادۃً، بمعنی عبادت کرنا۔

اترکوا: از، ترکاً، بمعنی چھوڑنا، غافل کرنا۔

العفاف: از، عفۃً، بمعنی پاک دامن ہونا۔

تعارف روای:

ابوسفیان: آپ صخر ابن حرب ابن امیہ کے بیٹے ہیں، اموی قرشی ہیں، امیر معاویہ کے والد واقعہ فیل سے دس سال پہلے پیدا ہوئے، قرشی ہیں، زمانہ جاہلیت میں قریش کے سرداران کے علمبردار تھے، فتح مکہ کے دن ایمان لائے، مؤلفۃ القلوب سے تھے، غزوہ حنین میں حضور انور کے ساتھ تھے، حضور نے اس غزوہ میں آپ کو سو اونٹ اور چالیس اوقیہ سونا عطا فرمایا، غزوہ طائف میں آپ کی ایک آنکھ جاتی رہی تھی، غزوہ یرموک یعنی عہد فاروقی میں دوسری آنکھ شہید ہوگئی کہ اس میں پتھر لگا آپ سے حضرت عبداللہ ابن عباس نے احادیث لیں، ۳۴ھ چونتیس میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، جنت البقیع میں دفن ہوئے، ام المؤمنین جناب ام حبیبہ آپ کی دختر ہیں یعنی آپ حضور انور کے خسر ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، الخطیب علیہ الرحمۃ، مراۃ المناجیح، ج۸، تحت حرف السین، صحابہ کرام،)

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سات چیزوں کا حکم دیا۔ جن میں سے ایک سچ ہے اسی طرح نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اور جگہ بھی چھ چیزوں کی ضمانت لیتے ہوئے اس کے اندر سچ کو شامل کیا اور فرمایا اگر ان کی ضمانت دیتے ہو تو میں تم کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں، چنانچہ:

حضرتِ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی مُکَرَّم، نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم، شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلَّم نے فرمایا کہ "تم مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دے دو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں، (۱) جب بولو تو سچ بولو، (۲) جب وعدہ کرو تو اسے پورا کرو، (۳) جب امانت لو تو اسے ادا کرو، (۴) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو، (۵) اپنی نگاہیں نیچی رکھا کرو اور (۶) اپنے ہاتھوں کو روکے رکھو۔

(الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب البر والصلۃ والاحسان..........الخ، باب الصدق الخ، رقم ۲۷۱، ج۱، ص ۲۴۵)

اور ایک اور حدیث ضمانت کی جگہ قبول کے الفاظ استعمال فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا:

حضرتِ سیدنا اَنس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ شہنشاہِ مدینہ، قرارِ قلب وسینہ، صاحبِ معطر پسینہ، باعثِ نُزولِ سکینہ، فیض گنجینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا کہ "تم میری چھ باتیں قبول کرلو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں، (۱) جب تم میں سے کوئی گفتگو کرے تو جھوٹ نہ بولے، (۲) جب وعدہ کرے تو اسے پورا کرے، (۳) جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت نہ کرے، (۴) اپنی نگاہوں کو نیچے رکھو، (۵) اپنے ہاتھوں کو روکو اور (۶) اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔ (مسند ابی یعلی الموصلی، مسند انس بن مالک، رقم ۴۲۴۱، ج ۳، ص ۴۴۳)

(۵۹) اَلرَّابِعُ: عَنْ اَبِیْ ثَابِتٍ، وَقِیْلَ: اَبِیْ سَعِیْدٍ، وَقِیْلَ: اَبِیْ الْوَلِیْدِ، سَهْلِ ابْنِ حُنَیْفٍ وَّهُوَ بَدْرِیٌّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ”مَنْ سَاَلَ اللهَ تَعَالَی الشَّهَادَةَ بِصِدْقٍ بَلَّغَهُ مَنَازِلَ الشُّهَدَاءِ وَاِنْ مَّاتَ عَلٰی فِرَاشِهٖ“ رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ (چوتھی) حضرت ابو ثابت اور بقول بعض حضرت ابو سعید اور بقول بعض ابو الولید سہیل بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بدری صحابی ہیں سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص سچے دل سے شہادت طلب کرے اللہ تعالیٰ اسے شہیدوں کے درجات عطا کر دیتا ہے خواہ وہ اپنے گھر میں بستر پر ہی کیوں نہ مرے۔ (مسلم)

حل لغات:

الشهادة: بمعنی گواہی دینا۔

فراشه: بچھونا، بستر۔

تعارف رواۃ:

سہل ابن حنیف: آپ انصاری اوسی ہیں، بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضور کے بعد حضرت علی کے ساتھ رہے، مدینہ پاک پھر فارس کے حاکم رہے، ۳۸ھ میں کوفہ میں وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ، الخطیب علیہ الرحمۃ، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف السین، صحابہ کرام،)

شرح:

اس حدیث کی شرح گزر چکی ہے۔

(۶۰) اَلْخَامِسُ: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ”غَزَا نَبِیٌّ مِّنَ الْاَنْبِیَاءِ صَلَوَاتُ اللّٰهِ وَسَلَامُهُ عَلَیْهِمْ فَقَالَ لِقَوْمِهٖ: لَا یَتَّبِعْنِیْ رَجُلٌ مَّلَكَ بُضْعَ

۵۹) (مسلم شریف کتاب الامارۃ رقم الحدیث ۱۹۰۹)

۶۰) (بخاری شریف کتاب الفرض الخمس رقم ۳۱۲۴)

امْرَاَةٍ وَّهُوَ يُرِيْدُ اَنْ يَّبْنِيَ بِهَا وَلَمَّا يَبْنِ بِهَا، وَلَا اَحَدٌ بَنٰى بُيُوْتًا لَمْ يَرْفَعْ سُقُوْفَهَا، وَلَا اَحَدٌ اشْتَرٰى غَنَمًا اَوْ خَلِفَاتٍ وَّهُوَ يَنْتَظِرُ اَوْلَادَهَا ۔ فَغَزَا فَدَنَا مِنَ الْقَرْيَةِ صَلَاةَ الْعَصْرِ اَوْ قَرِيْبًا مِّنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ لِلشَّمْسِ: اِنَّكِ مَامُوْرَةٌ وَّاَنَا مَامُوْرٌ، اَللّٰهُمَّ احْبِسْهَا عَلَيْنَا، فَحُبِسَتْ حَتّٰى فَتَحَ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَجَمَعَ الْغَنَائِمَ فَجَاءَتْ - يَعْنِي النَّارَ - لِتَاْكُلَهَا فَلَمْ تَطْعَمْهَا، فَقَالَ: اِنَّ فِيْكُمْ غُلُوْلًا ، فَلْيُبَايِعْنِيْ مِنْ كُلِّ قَبِيْلَةٍ رَّجُلٌ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلٍ بِيَدِهٖ فَقَالَ: فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ فَلْتُبَايِعْنِيْ قَبِيْلَتُكَ، فَلَزِقَتْ يَدُ رَجُلَيْنِ اَوْ ثَلَاثَةٍ بِيَدِهٖ، فَقَالَ: فِيْكُمُ الْغُلُوْلُ، فَجَاؤُوْا بِرَاْسٍ مِّثْلَ رَاْسِ بَقَرَةٍ مِّنَ الذَّهَبِ، فَوَضَعَهَا فَجَاءَتِ النَّارُ فَاَكَلَتْهَا ۔ فَلَمْ تَحِلَّ الْغَنَائِمُ لِاَحَدٍ قَبْلَنَا، ثُمَّ اَحَلَّ اللّٰهُ لَنَا الْغَنَائِمَ لَمَّا رَاٰى ضَعْفَنَا وَعَجْزَنَا فَاَحَلَّهَا لَنَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

"اَلْخَلِفَاتُ" بِفَتْحِ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ وَكَسْرِ اللَّامِ: جَمْعُ خَلِفَةٍ وَّهِيَ النَّاقَةُ الْحَامِلُ ۔

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انبیاء علیہم السلام میں سے ایک نبی علیہ السلام جہاد کے لئے نکلے تو اپنی قوم سے فرمایا: میرے ساتھ ایسا آدمی نہ چلے جس نے کسی عورت سے نکاح کر رکھا ہے اور وہ اسے اپنے پاس لانے کا ارادہ رکھتا ہے لیکن ابھی تک وہ اسے اپنے ہاں نہیں لایا اور نہ ایسا شخص ساتھ چلے جس نے مکان تعمیر کئے ہیں لیکن ان پر چھت نہیں ڈالی اور نہ ایسا شخص جس نے بھیڑیں یا حاملہ اونٹنیاں خریدی ہیں' اور وہ ان کے بچے جننے کا منتظر ہے۔ پھر وہ نبی جہاد کے لئے نکلے۔ نماز عصر یا اس کے قریب اس قصبے کے قریب پہنچ گئے تو انہوں نے سورج سے فرمایا: تو بھی پابند حکم ہے' اور میں بھی پابند حکم ہوں۔

اے اللہ! سورج کو ہمارے اوپر روک دے پس سورج روک دیا گیا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں فتح عطا فرمائی۔ سو مال غنیمت جمع کیا گیا تو آگ آئی تاکہ ان غنیمتوں کو کھائے لیکن اس نے انہیں نہ کھایا۔ ان نبی علیہ السلام نے فرمایا: تم میں کوئی خیانت کرنے والا ہے اس لیے ہر قبیلے میں سے ایک شخص میرے ہاتھ پر بیعت کرے پس ایک آدمی کا ہاتھ ان کے ہاتھ سے چمٹ گیا تو انہوں نے فرمایا کہ تمہارے اندر خیانت ہے اس لیے تمہارا سارا قبیلہ میرے ہاتھ پر بیعت کرے۔ پس دو یا تین آدمیوں کے ہاتھ ان کے ہاتھ سے چمٹ گئے تو انہوں نے فرمایا: تمہارے اندر خیانت ہے۔ پھر وہ بکری کے سر جیسا ایک سونے کا سر لے کر آئے تو اس کو غنیمتوں میں شامل کر دیا گیا۔ پھر آگ آئی اور اس نے ان غنیمتوں کو کھایا۔ ہم سے پہلے کسی کے لئے مال غنیمت حلال نہیں تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو ہمارے لیے حلال فرما دیا جب اللہ تعالیٰ نے ہماری کمزوری اور عاجزی کو دیکھا تو مال غنیمت کو ہمارے لیے حلال کر دیا (متفق علیہ)

حل لغات:

الخلفات: خاء پر زبر اور لام کے زیر کے ساتھ۔ یہ خلفه کی جمع ہے اور اس کا معنی ہے: حاملہ اونٹنی۔

یتبعنی: از، تبعاً، بمعنی پیچھے چلنا۔

اشتریٰ: از، شراءً، بمعنی خریدنا۔

غلولا: بمعنی خیانت کرنا، دغا کرنا۔

فلزقت: از، لزوقاً، بمعنی چمٹنا، چپکنا۔

ضعفنا: از، ضعفاً، بمعنی کمزور ہونا۔

عجزنا: از، عجزاً، بمعنی قادر نہ ہونا، عاجز ہونا۔

تعارف روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں بیان ہوا کہ ایک نبی علیہ السلام کے لیے اللہ تعالیٰ نے سورج کو روک دیا معلوم ہوا کہ اللہ اپنے نبی کے لیے کائنات کا نظام روک سکتا ہے، یہ اُس اللہ کے نبی کا معجزہ تھا، اور یہ اللہ کے نبیوں کی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کی دعا قبول فرماتا ہے، اور یہی معجزہ ہمارے آقا و مولا جناب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ سے بھی ظاہر ہوا۔ اس حدیث میں خیانت کا ذکر ہے اور یہ سچ کے منافی ہے کیونکہ جہاں خیانت ہوگی وہاں سچ نہیں ہوگا، اس لیے اس حدیث کو امام نووی علیہ الرحمۃ نے صدق کے باب میں ذکر کیا، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خیانت جیسی بے جسم اور غیر محسوس چیز کا علم بھی اللہ کے نبیوں کو ہوتا ہے، کہ کس کے دل میں خلوص اور کسے کے دل میں دنیا کی خواہش ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مال غنیمت امت مصطفیٰ کے لیے حلال کیا گیا پہلی امتوں کے لیے حلال نہ تھا، یہ امت مصطفیٰ کی شان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے مال غنیمت حلال فرمایا جیسا کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث مذکورہ میں ارشاد فرمایا۔

(۶۱) اَلسَّادِسُ: عَنْ اَبِیْ خَالِدٍ حَکِیْمِ بْنِ حِزَامٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلْبَیِّعَانِ بِالْخِیَارِ مَا لَمْ یَتَفَرَّقَا، فَاِنْ صَدَقَا وَبَیَّنَا بُوْرِكَ لَهُمَا فِیْ بَیْعِهِمَا، وَاِنْ کَتَمَا وَکَذَبَا مُحِقَتْ بَرَکَةُ بَیْعِهِمَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

(۶۱) (بخاری شریف کتاب البیوع رقم الحدیث ۲۰۷۹) (مسلم شریف کتاب البیوع رقم الحدیث ۱۵۳۲) (طبرانی اوسط رقم الحدیث ۸۳۳۱) (طبرانی کبیر رقم الحدیث ۳۱۱۵) (مسند طیالسی رقم الحدیث ۲۵۶۸) (دارقطنی رقم الحدیث ۱۴) (مسند شافعی رقم الحدیث ۶۵۵) (مستدرک حاکم رقم الحدیث ۲۱۸۲) (ابن حبان رقم الحدیث ۴۹۰۴) (دارمی رقم الحدیث ۲۵۴۷) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۱۵۳۴۹) (نسائی رقم الحدیث ۴۴۸۰)

◀◀ (چھٹی) حضرت ابو خالد حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: خریدنے والا اور بیچنے والا جب تک ایک دوسرے سے علیحدہ نہ ہوں انہیں اختیار ہے سو اگر وہ سچ بولیں اور بات کی وضاحت کر دیں تو اللہ تعالیٰ ان کے سودے میں برکت عطا فرمائے گا' اور اگر وہ جھوٹ بولیں اور بات کو چھپائیں تو ان کے سودے کی برکت ختم کر دی جائے گی۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

البیعان: از، بیعاً، بمعنی بیچنا، خریدنا۔

الخیار: از، خیرۃً، بمعنی ایک شئی کو دوسری شئی پر فضیلت دینا، برتری دینا، یہاں مراد فقہ کی ایک اصطلاح ہے۔

کتما: از، کتماً، بمعنی چھپانا، کسی چیز کو پوشید کرنا۔

محقت: از، محقاً، بمعنی مٹانا، باطل کرنا۔

تعارف روای:

حکیم ابن حزام: آپ کی کنیت ابو خالد ہے، قرشی ہیں، اسدی ہیں، حضرت خدیجہ کے بھتیجے ہیں، کعبہ معظمہ میں ولادت ہوئی واقعہ فیل سے تیرہ سال پہلے، زمانہ جاہلیت اور اسلام میں قریش کے سردار تھے، مکہ کے سال ایمان لائے، ایک سوبیس سال عمر ہوئی، ۵۴ چون میں مدینہ منورہ میں وفات ہوئی، آپ نے جاہلیت میں ساٹھ سال گزارے اور اسلام میں ساٹھ سال پہلے مؤلفۃ القلوب میں سے تھے پھر پختہ مؤمن ہوئے، اسلام سے پہلے آپ نے سو غلام آزاد کیے اور سو اونٹ اللہ کی راہ میں خیرات کیے۔ (الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ، الخطیب علیہ الرحمۃ، مراۃ المناجیح، ج۸ تحت حرف الحاء، صحابہ کرام،)

شرح:

خرید و فروخت میں سچائی برکت اور ثواب کا باعث ہے اور ساتھ ساتھ جنت کی بشارت بھی ایک اور حدیث مبارکہ پیش کرتا ہوں۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ عزوجل وصلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم نے فرمایا کہ سچا اور امانت دار تاجر نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ (قیامت میں) رہے گا۔ مطلب یہ ہے کہ جو مسلمان حلال تجارت کرے اور تجارت میں سچائی اور امانت داری کو ہمیشہ اپنا طریقہ کار بنائے رکھے تو ایسا تاجر جنتی ہے اور قیامت کے دن یہ حضرات انبیاء علیہم السلام اور صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ رہے گا۔ حلال طریقے سے روزی حاصل کرنا یہ بھی عبادت ہے اور سچائی وامانت داری کے ساتھ تجارت کر کے حلال روزی حاصل کرنا یہ حضور خاتم النبیین صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم کا مقدس طریقہ ہے لہٰذا ایسا تاجر بلاشبہ جنتی ہے۔ (مشکاۃ المصابیح، کتاب البیوع، المسلہۃ فی المعاملات، الحدیث: ۲۷۹۶، ج۱، ص۵۱۹)

صدق پر چند دیگر احادیث

(1)"عَن أبی سعید الخُدرِیّ رَضِی اللہ عَنہُ عَن النَّبی صلی اللہ عَلَیہِ وَسلم قَالَ التَّاجِر الصدوق الأمین مَعَ النَّبیین وَالصدیقین وَالشُّھَدَاء"

(ترمذی، کتاب البیوع، باب ماجاء فی التجار وتسمیۃ النبی ایاھم، الرقم:1209)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سچا ایمان دار تاجر (قیامت کے دن) نبیوں، صدیقوں، اور شہداء کے ساتھ ہوگا۔

(2) "عَن أنس رَضِی اللہ عَنہُ قَالَ قَالَ رَسُول اللہ صلی اللہ عَلَیہِ وَسلم التَّاجِر الصدوق تَحت ظلّ العَرش یَوم القِیَامَۃ" (الترغیب والترھیب کتاب البیوع، الترغیب التجار فی الصدق، حدیث نمبر:2، رواہ الأصبہانی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سچا تاجر قیامت کے دن عرش کے سایہ تلے ہوگا۔

(3)"عَن الحسن بن عَلیّ رَضِی اللہ عَنھُمَا قَالَ حفظت من رَسُول اللہ صلی اللہ عَلَیہِ وَسلم دع مَا یریبك إِلَی مَا لَا یریبك فَإِن الصدق طمأنینۃ وَالکذب رِیبَۃ"

(ترمذی، کتاب صفۃ القیامۃ والرقاق والورع، باب ٦٠، الرقم:2518،)

ترجمہ: حضرت سیدنا حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ الفاظ یاد کر لیے ہیں کہ: وہ چیز چھوڑ دے جو تجھے شک میں ڈالے وہ چیز اختیار کر جو تجھے شک میں مبتلاء نہ کرے، بے شک سچ باعث راحت ہے، اور جھوٹ شک میں ڈالنے والا ہے۔

(4)"عَن عبد اللہ بن عَمرو بن العَاصِ رَضِی اللہ عَنھُمَا قَالَ قُلنَا یَا نَبِی اللہ من خیر النَّاس قَالَ ذُو القلب المخموم وَاللِّسَان الصَّادِق" (ابن ماجہ، کتاب الزھد، باب الورع والتقوی، الرقم:4216،)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ ہم نے بارگاہ نبوی میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں بہترین کون ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پاک و پرہیزگار دل، اور سچی زبان والا۔

(5)"عَن ابن مَسعُود رَضِی اللہ عَنہُ قَالَ قَالَ رَسُول اللہ صلی اللہ عَلَیہِ وَسلم عَلَیکُم بِالصّدقِ فَإِن الصدق یھدی إِلَی البر وَالبر یھدی إِلَی الجنَّۃ وَمَا یزَال الرجل یصدق ویتحری الصدق حَتَّی یکتب عِند اللہ صدیقا" (بخاری، کتاب الادب، باب قل اللہ تعالیٰ، یاایھا الذین آمنوا.. الرقم:6094)

ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اپنے اُوپر سچ لازم کرلو کیونکہ سچ نیکی کی ہدایت دیتا ہے اور نیکی جنت کا راستہ دیکھاتی ہے، آدمی ہمیشہ سچ کہتا ہے اور سچ کہنے کی کوشش میں لگا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اسے صدیق لکھ دیا جاتا ہے۔

(6)"عَـن أبـي هُـرَيـرَـة رَضِي الله عَنهُ أَن رَسُول الله صلى الله عَلَيهِ وَسلم قَالَ لَا يجتَمع الكفر وَالإِيـمَـان فِـي قـلـب امرىء وَلَا يجتَمع الصدق وَالكذب جَمِيعًا وَلَا تَجتَمِع الخِيَانَة وَالأَمَانَة جَمِيعًا"(احمد بن حنبل،2/349)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کفر اور ایمان کسی آدمی کے دل میں اکٹھے نہیں ہو سکتے، سچ اور جھوٹ ایک جگہ جمع نہیں ہو سکتے، اور امانت اور خیانت ایک جگہ اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ (یعنی یہ چیزیں ایک دوسرے کی ضدیں ہیں اور اجتماع ضدین محال ہے)

(7)"عَـن الـنـواس بـن سـمعَان رَضِي الله عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيهِ وَسلم كَبرت خِيَانَة أَن تحدث أَخَاك حَدِيثا هُوَ لَك مُصدق وَأَنت لَهُ كَاذِب"(احمد بن حنبل،4/183،)

ترجمہ: حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ بہت بڑی خیانت کہ تو اپنے اس بھائی سے جھوٹی بات کرے جو تجھے سچا سمجھتا ہو، حالانکہ تو اس سے جھوٹ بول رہا ہے۔
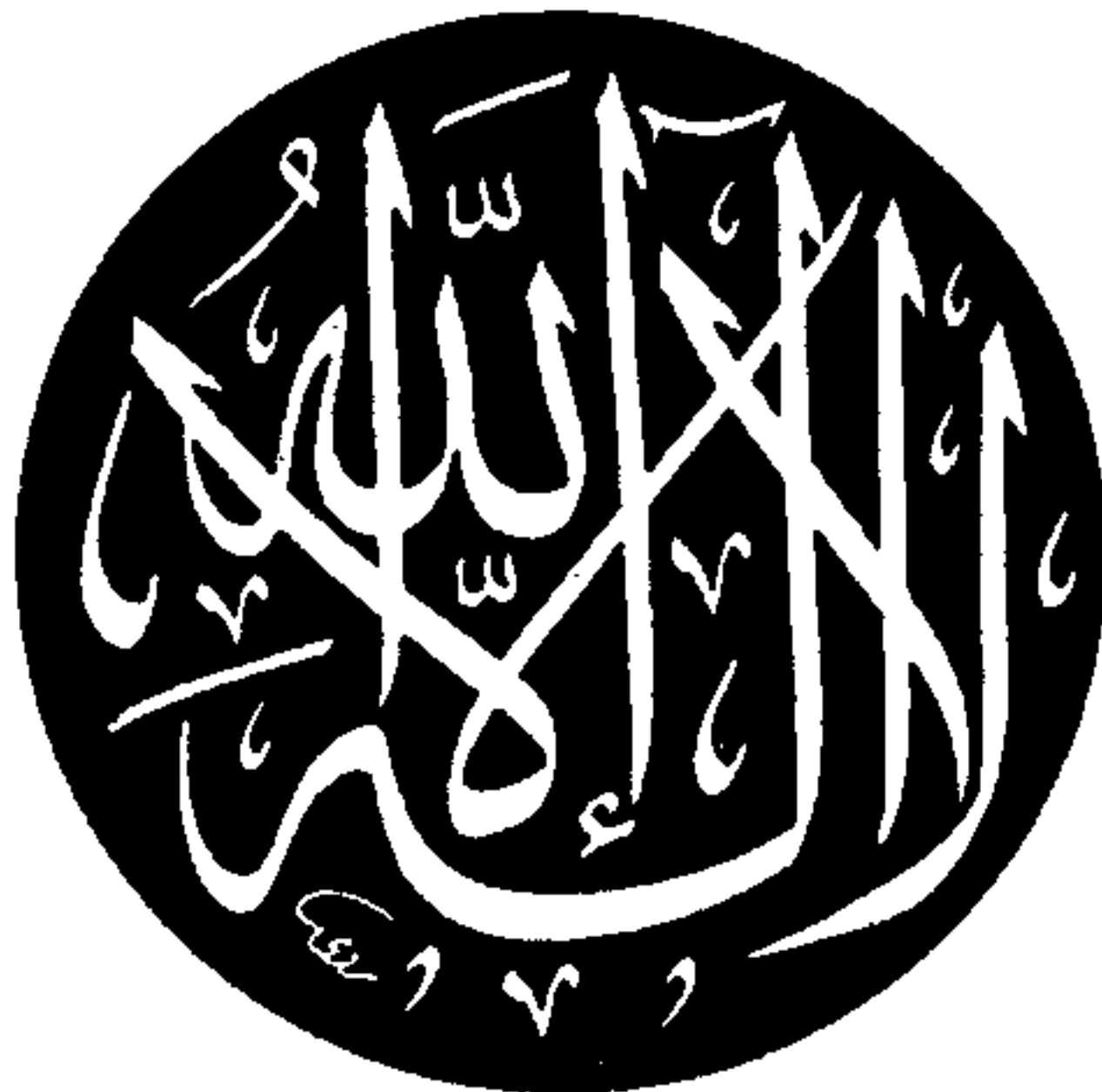
۵-بَابُ الْمُرَاقَبَةِ

مراقبہ کے متعلق بیان

مراقبہ کے لغوی معانی: غور، فکر، سوچ و بچار، دھیان گیان، گردن جھکا کر فکر کرنا، حضوری دل سے خدا کا دھیان کرنا، سب چیزوں کو چھوڑ کر خدا کا دھیان کرنا۔ (فیروز اللغات، ص۱۲۲۴)

مراقبہ کی تعریف: (1) المراقبة: استدامة علم العبد باطلاع الرب عليه في جميع احواله ۔

(کتاب التعریفات للشریف جرجانی، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

ترجمہ: اپنے تمام احوال میں بندے کا اس علم پر ہمیشگی کرنا کہ اس کا رب اس پر مطلع ہے۔

(2): تنہائی میں بیٹھ کر تمام مادی علائق سے رشتہ ختم کر کے یادالٰہی میں مصروف ہو جانے کا نام مراقبہ ہے۔

(کنز التعریفات، ص۳۳۶، والضحیٰ پبلی کیشنز، لاہور)

(3) تفسیرِ نعیمی میں ہے: "مراقبہ کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ ربّ تعالیٰ کو رقیب (نگہبان) سمجھ کر اپنا حساب خود لیتا رہے، خواہ رَقَبہ یعنی گردن جھکا کر ہو یا سوتے وقت جب گردن بستر پر رکھے، خواہ ہر حال میں اپنی نگرانی کرنے کا نام مراقبہ ہے۔ (تفسير نعيمى، پ ٤، النساء تحت الاية: ١، ٤/٤٥٩)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ اَلَّذِیْ یَرٰىكَ حِیْنَ تَقُوْمُ وَتَقَلُّبَكَ فِی السّٰجِدِیْنَ ﴾ (الشعراء: 219 - 220)،

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: جو تمہیں دیکھتا ہے جب تم کھڑے ہوتے ہو، اور نمازیوں میں تمہارے دورے کو۔

اس آیت میں دورے سے کیا مراد ہے علامہ مفتی نعیم الدین مرادآبادی فرماتے ہیں۔

جب تم اپنے تہجّد پڑھنے والے اصحاب کے احوال ملاحظہ فرمانے کے لئے شب کو دورہ کرتے ہو۔ بعض مفسّرین نے کہا معنٰی یہ ہیں کہ جب تم امام ہو کر نماز پڑھاتے ہو اور قیام و رکوع و سجود و قعود میں گزرتے ہو۔ بعض مفسّرین نے کہا معنٰی یہ ہیں کہ وہ آپ کی گردشِ چشم کو دیکھتا ہے نمازوں میں کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پس و پیش یکساں ملاحظہ فرماتے تھے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے بخدا مجھ پر تمہارا خشوع و رکوع مخفی نہیں میں تمہیں اپنے پسِ پشت دیکھتا ہوں۔ بعض مفسّرین نے فرمایا کہ اس آیت میں ساجدین سے مؤمنین مراد ہیں اور معنٰی یہ ہیں کہ زمانۂ حضرت آدم وحوا علیہما

السلام سے لے کر حضرت عبداللہ و آمنہ خاتون تک مؤمنین کی اصلاب وارحام میں آپ کے دورے کو ملاحظہ فرماتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ آپ کے تمام اصول آباؤ اجداد حضرت آدم علیہ السلام تک سب کے سب مؤمن ہیں۔

(تفسیر مدارک التنزیل وجمل وخزائن العرفان، تحت آیت مذکور)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾ (الحدید:4)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم کہیں بھی ہو۔

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَخْفٰى عَلَيْهِ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ ﴾ (آل عمران: 6)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ پر کچھ چھپا نہیں زمین میں نہ آسمان میں۔

آسمان و زمین کی ہر چیز، ہر وقت، تمام تر تفصیلات کے ساتھ بغیر کسی کی تعلیم و خبر کے جاننا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، یہ وصف کسی بندے میں نہیں، کیونکہ مخلوق کو جو علم ہے وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے بتانے سے ہے اور وہ بھی مُتناہی اور قابلِ فنا ہے، یعنی اس کی کوئی نہ کوئی انتہاء ہے اور وہ ختم بھی ہو سکتا ہے، نیز وہ تب سے ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے بتایا اور تب تک ہے جب تک اللہ عَزَّ وَجَلَّ چاہے۔ ایسے علم کو علمِ عطائی کہتے ہیں، جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم عَلٰی نَبِيِّنَا وَعَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَام کے متعلق ارشاد فرمایا:

"وَكَذٰلِكَ نُرِىٓ اِبْرٰهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ" (سورۂ انعام:۷۵)

ترجمہ: اور ہم یونہی ابراہیم کو آسمانوں اور زمین کی بادشاہت دکھاتے ہیں۔

اس آیت میں حضرت ابراہیم عَلَيْهِ السَّلَام کو مشاہدۂ ارض وسماء کے ذریعے علم عطا کئے جانے کا ذکر ہے۔

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ اِنَّ رَبَّكَ لَبِالْمِرْصَادِ ۝﴾ (الفجر: 14)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بے شک تمہارے رب کی طرف سے کچھ غائب نہیں۝

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ يَعْلَمُ خَآئِنَةَ الْاَعْيُنِ وَمَا تُخْفِي الصُّدُوْرُ ۝﴾ (مومن:19)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اللہ جانتا ہے چوری چھپے کی نگاہ اور جو دلوں میں چھپا ہے۝

یعنی نگاہوں کی خیانت اور چوری، نامحرم کو دیکھنا اور ممنوعات پر نظر ڈالنا اور دلوں کے راز، سب چیزیں اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔

(خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

وَالْاٰیَاتُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَۃٌ مَّعْلُوْمَۃٌ ۔وَاَمَا الْاَحَادِیْثُ، فَالْاَوَّلُ:

اس موضوع کے متعلق دیگر آیات مبارکہ بھی مشہور ہیں' اوراحادیث میں پہلی حدیث یہ ہے:

عبادت ایسے کر جیسے تو اللہ کو دیکھ رہا ہے:

(۶۲) عَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: بَیْنَمَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ، اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ، شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ، لَا یُرٰی عَلَیْہِ اَثَرُ السَّفَرِ، وَلَا یَعْرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ، حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ، وَوَضَعَ کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ ، وَقَالَ: یَا مُحَمَّدُ، اَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِسلامِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلْاِسلامُ: اَنْ تَشْھَدَ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ، وَتُقِیْمَ الصَّلٰوۃَ، وَتُؤْتِیَ الزَّکٰوۃَ، وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ، وَتَحُجَّ الْبَیْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا" ۔ قَالَ: صَدَقْتَ ۔ فَعَجِبْنَا لَہٗ یَسْاَلُہٗ وَیُصَدِّقُہٗ! قَالَ: فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِیْمَانِ ۔ قَالَ: "اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰہِ، وَمَلَآئِکَتِہٖ، وَکُتُبِہٖ، وَرُسُلِہٖ، وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ، وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَیْرِہٖ وَشَرِّہٖ" ۔ قَالَ: صَدَقْتَ ۔ قَالَ: فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ الْاِحْسَانِ ۔ قَالَ: "اَنْ تَعْبُدَ اللّٰہَ کَاَنَّکَ تَرَاہُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاہُ فَاِنَّہٗ یَرَاکَ" ۔ قَالَ: فَاَخْبِرْنِیْ عَنِ السَّاعَۃِ ۔ قَالَ: "مَا الْمَسْؤُوْلُ عَنْھَا بِاَعْلَمَ مِنَ السَّائِلِ" ۔ قَالَ: فَاَخْبِرْنِیْ عَنْ اَمَارَاتِھَا ۔ قَالَ: "اَنْ تَلِدَ الْاَمَۃُ رَبَّتَھَا، وَاَنْ تَرَی الْحُفَاۃَ الْعُرَاۃَ الْعَالَۃَ رِعَاءَ الشَّاءِ یَتَطَاوَلُوْنَ فِی الْبُنْیَانِ" ۔ ثُمَّ انْطَلَقَ فَلَبِثْتُ مَلِیًّا، ثُمَّ قَالَ: "یَا عُمَرُ، اَتَدْرِیْ مَنِ السَّائِلُ؟" قُلْتُ: اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ ۔ قَالَ: "فَاِنَّہٗ جِبْرِیْلُ اَتَاکُمْ یُعَلِّمُکُمْ اَمْرَ دِیْنِکُمْ" ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

وَمَعْنٰی "تَلِدُ الْاَمَۃُ رَبَّتَھَا" اَیْ سَیِّدَتَھَا ؛ وَمَعْنَاہُ: اَنْ تَکْثُرَ السَّرَارِیْ حَتّٰی تَلِدَ الْاَمَۃُ السَّرِّیَّۃُ بِنْتًا لِّسَیِّدِھَا وَبِنْتُ السَّیِّدِ فِیْ مَعْنَی السَّیِّدِ وَقِیْلَ غَیْرُ ذٰلِکَ ۔

وَ"الْعَالَۃُ": اَلْفُقَرَاءُ ۔ وَقَوْلُہٗ: "مَلِیًّا" اَیْ زَمَنًا طَوِیْلًا وَّکَانَ ذٰلِکَ ثَلَاثًا ۔

◀◀ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے فرمایا: ایک دن ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک آدمی آیا جس کے کپڑے بہت سفید تھے۔ اس کے بال بہت سیاہ تھے نہ اس پر سفر کے اثرات نظر آتے تھے اور نہ ہم میں سے کوئی اسے پہچانتا تھا۔ وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا اور اپنے گھٹنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کے ساتھ لگا دیئے اور اپنی دونوں ہتھیلیاں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں رانوں پر رکھیں اور کہا: اے محمد! مجھے اسلام کے متعلق بتایئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسلام یہ ہے کہ تو گواہی دے کہ اللہ

(۶۲) (بخاری شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۵۰) (مسلم شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۸)

کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' اور حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' اور تو نماز قائم کرے' اور زکوۃ دے' اور رمضان کے روزے رکھے اور اگر استطاعت ہو تو بیت اللہ کا حج کرے۔ اس شخص نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا: ہم اس پر حیران ہوئے کہ خود ہی سوال کرتا ہے' اور پھر خود ہی تصدیق بھی کرتا ہے پھر اس نے کہا کہ آپ مجھے ایمان کے متعلق بتایئے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو ایمان لائے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر' اس کی کتابوں پر' اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور تو ایمان لائے اچھی اور بری تقدیر پر۔ اس شخص نے کہا کہ: آپ نے سچ فرمایا پھر اس نے کہا کہ: آپ مجھے احسان کے متعلق بتایئے! آپ نے فرمایا: احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت اس طرح کرے گویا کہ تو اسے دیکھ رہا ہے' اور اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ پھر اس نے کہا: مجھے قیامت کے متعلق بتایئے۔ آپ نے فرمایا: اس کے متعلق جس سے سوال کیا جا رہا ہے وہ سوال کرنے والے سے زیادہ نہیں جانتا۔ پھر اس نے کہا: مجھے قیامت کی نشانیاں بتایئے۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: قیامت کی نشانیاں یہ ہیں کہ لونڈی اپنی مالکہ کو جنم دے گی اور تم ننگے' بدن ننگے پاؤں بکریاں چرانے والے مسکینوں کو دیکھو گے کہ وہ بڑی بڑی عمارات (کی تعمیر) پر فخر کریں گے۔ پھر وہ چلا گیا۔ میں کچھ عرصہ رکا رہا پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے عمر! کیا تم جانتے ہو کہ یہ سائل کون تھا؟ میں نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: وہ جبریل علیہ السلام تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔ (مسلم)

حل لغات:

''ان تلد الامة ربها'' کا معنی ہے: وہ اپنی مالکہ کو جنم دے گی۔ مفہوم یہ ہے کہ لونڈیوں کی تعداد زیادہ ہو جائے گی حتیٰ کہ لونڈی اپنے سردار کی بیٹی کو جنم دے گی اور مالک کی بیٹی بھی مالکہ ہی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی مفہوم بیان ہوئے ہیں۔

''العالة'' کا معنی ہے: غریب مسکین۔

'ملیا'' کا معنی ہے: کچھ عرصہ اور یہ تین دن کی مدت تھی۔

تعارف راوی:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 1 میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں یہ الفاظ: ''اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ كَاَنَّكَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ يَرَاكَ'' مراقبہ پر دلالت کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ اگر آدمی نماز صحیح خشوع و خضوع کے ساتھ کرے تو یہ بھی

مراقبہ ہے،

جیسا کہ اعلانِ نبوت سے قبل بھی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غارحرا میں قیام ومراقبہ اور ذکر وفکر کے طور پر خداعز وجل کی عبادت میں مصروف رہتے تھے،نزول وحی کے بعد ہی آپ کونماز کا طریقہ بھی بتادیا گیا، پھر شب معراج میں نماز پنجگانہ فرض ہوئی۔حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز پنجگانہ کے علاوہ نماز اشراق ،نماز چاشت،تحیۃ الوضوء،تحیۃ المسجد،صلوٰۃ الاوابین وغیرہ سنن ونوافل بھی ادافرماتے تھے۔راتوں کو اُٹھ اُٹھ کرنمازیں پڑھا کرتے تھے۔تمام عمرنماز تہجد کے پابندرہے،راتوں کے نوافل کے بارے میں مختلف روایات ہیں۔بعض روایتوں میں یہ آیا ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز عشاء کے بعد کچھ دیر سوتے پھر کچھ دیر تک اٹھ کرنماز پڑھتے پھر سو جاتے پھر اٹھ کرنماز پڑھتے ۔غرض صبح تک یہی حالت قائم رہتی۔کبھی دو تہائی رات گزر جانے کے بعد بیدار ہوتے اور صبح صادق تک نمازوں میں مشغول رہتے۔کبھی نصف رات گزر جانے کے بعد بستر سے اٹھ جاتے اور پھر ساری رات بستر پر پیٹھ نہیں لگاتے تھے اور لمبی لمبی سورتیں نمازوں میں پڑھا کرتے کبھی رکوع وسجود طویل ہوتا کبھی قیام طویل ہوتا۔کبھی چھ رکعت،کبھی آٹھ رکعت،کبھی اس سے کم کبھی اس سے زیادہ۔اخیر عمر شریف میں کچھ رکعتیں کھڑے ہوکر کچھ بیٹھ کرادافرماتے،نمازِ وتر نماز تہجد کے ساتھ ادافرماتے،رمضان شریف خصوصاً آخری عشرہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عبادت بہت زیادہ بڑھ جاتی تھی۔آپ ساری رات بیدار رہتے اور اپنی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن سے بے تعلق ہو جاتے تھے اور گھر والوں کو نمازوں کے لئے جگایا کرتے تھے اور عموماً اعتکاف فرماتے تھے۔ نمازوں کے ساتھ ساتھ کبھی کھڑے ہوکر،کبھی بیٹھ کر،کبھی سر بسجود ہوکر نہایت آہ وزاری اور گریہ وبکا کے ساتھ گڑگڑا گڑگڑا کر راتوں میں دعائیں بھی مانگا کرتے،رمضان شریف میں حضرت جبریل علیہ السلام کے ساتھ قرآن عظیم کا دور بھی فرماتے اور تلاوت قرآن مجید کے ساتھ ساتھ طرح طرح کی مختلف دعاؤں کا ورد بھی فرماتے تھے اور کبھی کبھی ساری رات نمازوں اور دعاؤں میں کھڑے رہتے یہاں تک کہ پائے اقدس میں ورم آجایا کرتا تھا۔ (سیرت مصطفی،نماز)

اللہ سے ڈرتے رہو:

(۶۳) اَلثَّانِي: عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَةَ وَاَبِىْ عَبْدِ الرحْمٰنِ معاذِ بْنِ جبلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اتَّقِ اللهَ حَيْثُمَا كُنْتَ وَاَتْبِعِ السَّيِّئَةَ الْحَسَنَةَ تَمْحُهَا، وَخَالِقِ النَّاسَ بِخُلُقٍ حَسَنٍ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

◀◀ (دوسری) حضرت ابوذر جندب بن جنادہ اور حضرت ابوعبدالرحمٰن معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: تو جہاں کہیں بھی ہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتا رہ۔ برائی سرزد ہو جانے کے بعد نیکی کر وہ اس کو مٹادے گی اور لوگوں کے ساتھ حسن خلق سے پیش آ۔

(۶۳)(ترمذی شریف کتاب البر والصلہ رقم الحدیث ۱۹۸۷)(مسند امام احمد بن حنبل جلد ۵ ص ۱۵۳)

اسے ترمذی نے بیان کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

اتق: از، **اتقاءً**، بمعنی ڈرنا اگر اللہ تعالیٰ کی طرف نسبت ہو تو، اور اگر گناہوں یا کسی اور کی طرف نسبت ہو تو اس کا معنی بچنا آتا ہے۔

تمحھا: از، **محواً**، بمعنی مٹانا۔

تعارف روای:

اس حدیث کے دو راوی ہیں۔

(۱) ابوذر غفاری: آپ کا نام جندب ابن جنادہ ہے، عظیم الشان صحابی ہیں، حضور کی ہجرت سے پہلے مکہ معظمہ آ کر ایمان لائے، آپ پانچویں مؤمن ہیں، پھر اپنی قوم میں واپس گئے، پھر غزوہ خندق کے بعد حضور انور کی خدمت میں مدینہ منورہ حاضر ہوئے، پھر خلافت عثمانیہ میں مقام ربذہ میں رہے وہاں ہی وفات پائی، ۳۲ میں آپ کی وفات ہے، آپ اسلام سے پہلے بھی موحد تھے ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لأبی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸ تحت حرف الذال،)

(2) معاذ ابن جبل بڑے فقیہ ہیں، آپ کی کنیت ابوعبداللہ اور بعض کی نزدیک ابوعبد الرحمٰن ہے، انصاری خزرجی ہیں، آپ ان ستر انصاریوں میں سے ہیں جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت عقبہ کی، بدر اور تمام غزوات میں شامل ہوئے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو یمن کا قاضی بنایا پھر حضرت عمر نے جناب ابوعبیدہ کے بعد آپ کو شام کا حاکم مقرر کیا، اس سال امواس کی طاعون میں آپ کی وفات ہوئی یعنی ۱۸ھ اٹھارہ میں کل اڑتیس سال عمر ہوئی۔

(مرقاۃ، الاکمال فی اسماء الرجال، لأبی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸،)

شرح:

اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں بیٹھا لینا بھی مراقبہ ہے جیسا کہ حدیث مذکورہ میں بیان ہوا۔ اور اللہ کا خوف ظاہری و باطنی دشمنوں سے نجات دیتا ہے۔

چنانچہ حضرتِ سیّدُ نا ابوبَکر دَقّاق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق سے منقول ہے کہ میں نے حضرتِ سیّدُ نا احمد بن عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے سنا کہ "ایک مرتبہ میں صحراء میں جا رہا تھا کہ اچانک چرواہوں کے دس شکاری کتوں پر میری نظر پڑی۔ مجھے دیکھ کر وہ میری جانب لپکے، جب قریب آئے تو میں نے مراقبہ شروع کر دیا (یعنی دل میں خوفِ خداعَزَّ وَجَلَّ کا تصور جمایا)۔ اچانک ان کے درمیان سے ایک سفید رنگ کا کتا نکلا اور ان کتوں پر حملہ کر کے مسلسل میرا دفاع کرتا

رہا۔ جب میں ان کتوں سے کافی دور ہو گیا تو اس سفید کتے کو دیکھنے کے لئے مڑا مگر وہ کہیں نظر نہ آیا، نہ جانے کہاں غائب ہو گیا۔ میں کتوں سے اس لئے محفوظ رہا کیونکہ میرے ایک استاذ مجھے خوف سے متعلق سکھایا کرتے تھے، ایک دن انہوں نے مجھ سے کہا: "آج میں تمہیں ایک ایسے خوف کے بارے میں بتاؤں گا جس سے تمام امورِ خیر تمہارے لئے جمع ہو جائیں گے۔" میں نے پوچھا: "وہ کیا ہے؟" فرمایا: "اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا خوف دل میں بٹھالینا۔ ("عیون الحکایات، لابن جوزی، ج ۲ ص ۲۵،)

تیرے لیے وہ ہے جو اللہ نے لکھ دیا:

(۶۴) اَلثَّالِثُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنْتُ خَلْفَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا، فَقَالَ: "يَا غُلَامُ، اِنِّيْ اُعَلِّمُكَ كَلِمَاتٍ: اِحْفَظِ اللّٰهَ يَحْفَظْكَ، اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ تُجَاهَكَ، اِذَا سَاَلْتَ فَاسْاَلِ اللّٰهَ، وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ، وَاعْلَمْ: اَنَّ الْاُمَّةَ لَوِ اجْتَمَعَتْ عَلٰى اَنْ يَّنْفَعُوْكَ بِشَيْءٍ لَّمْ يَنْفَعُوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ لَكَ، وَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰى اَنْ يَّضُرُّوْكَ بِشَيْءٍ لَّمْ يَضُرُّوْكَ اِلَّا بِشَيْءٍ قَدْ كَتَبَهُ اللّٰهُ عَلَيْكَ، رُفِعَتِ الْاَقْلَامُ وَجَفَّتِ الصُّحُفُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

وَفِيْ رِوَايَةِ غَيْرِ التِّرْمِذِيِّ: "اِحْفَظِ اللّٰهَ تَجِدْهُ اَمَامَكَ، تَعَرَّفْ اِلَى اللّٰهِ فِي الرَّخَاءِ يَعْرِفْكَ فِي الشِّدَّةِ، وَاعْلَمْ: اَنَّ مَا اَخْطَاَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيْبَكَ، وَمَا اَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَاعْلَمْ: اَنَّ النَّصْرَ مَعَ الصَّبْرِ، وَاَنَّ الْفَرَجَ مَعَ الْكَرْبِ، وَاَنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا".

◄◄ (تیسری) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' انہوں نے فرمایا کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سوار تھا کہ آپ نے فرمایا: اے لڑکے! میں تمہیں کچھ کلمات سکھاتا ہوں، تو اللہ کے احکام کی حفاظت کر وہ تیری حفاظت کرے گا۔ اللہ کے حقوق کی پاسداری کر تو اس کو اپنے ساتھ پائے گا۔ اگر تجھے مانگنا ہو تو اللہ سے مانگ اور اگر تو مدد طلب کرے تو اللہ سے طلب کر اور یقین رکھ کہ اگر تمام مخلوق تجھے فائدہ پہنچانے کے لئے جمع ہو جائے تو تجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتی سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے' اور اگر وہ سب تجھے نقصان پہنچانے کے لئے جمع ہو جائیں تو تجھے کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے سوائے اس کے جو اللہ تعالیٰ نے تیرے لیے لکھ دیا ہے قلمیں اٹھالی گئیں اور صحیفے خشک ہو گئے۔

اسے ترمذی نے بیان کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

ایک اور روایت میں ہے جو ترمذی کی نہیں:

اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت کر تو اسے اپنے سامنے پائے گا' خوشحالی کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کر وہ سختی کے

(۶۴) (ترمذی شریف کتاب صفۃ القیامہ رقم ۲۵۱۶) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۳۰۸)

وقت تجھ پر رحم فرمائے گا' اور یقین کر کہ جو چیز تجھ کو نہیں مل سکی وہ تجھے مل ہی نہیں سکتی تھی اور جو تکلیف تجھے پہنچی ہے وہ ٹل ہی نہیں سکتی تھی یا جو کچھ تجھے ملا ہے وہ ملے بغیر رہ ہی نہیں سکتا تھا' اور جان لے کہ مدد صبر کے ساتھ ہے' اور بے شک خوشحالی تکلیف کے بعد آتی ہے' اور بے شک ہر تنگی کے ساتھ فراخی ہے۔

حل لغات:

جفت: از، جفافاً، بمعنی خشک ہونا، سوکھنا۔

الصحف: جمع، الصحیفہ، بمعنی لکھا ہوا کاغذ یا ورق۔

الرخا: بمعنی زندگی کا آسودہ و فراخ ہونا، نرم ہونا۔

الفرج: بمعنی کشادہ کرنا، کھولنا، کشادگی۔

تعارف روای:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف حدیث نمبر:12 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

حدیث میں فرمایا "اِحْفَظِ اللّٰہَ تَجِدْہُ اَمَامَکَ، (اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت کر تو اسے اپنے سامنے پائے گا') اور یہ اللہ تعالیٰ کے احکام کی حفاظت مراقبہ (اللہ تعالیٰ کی طرف دھیان) اور خلوص سے ہوتی ہے۔

اس لیے حضرت حارث محاسبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو بڑے بڑے ائمہ و اولیاء کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہم زمانہ بزرگوں میں سے ہیں فرماتے ہیں۔ " جو شخص اپنے باطن کو مراقبہ اور اخلاص سے صحیح کر لے گا اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو مجاہدہ اور سنت (احکام) کی پیروی سے آراستہ کر دے گا۔" اس سے معلوم ہوا کہ جس آدمی کا ظاہر شریعت کے زیور سے آراستہ نہیں وہ باطن میں بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ اخلاص نہیں رکھتا۔

چھوٹا گناہ بھی ہلاک کرنے والا ہے:

(۶۵) اَلرَّابِعُ: عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: اِنَّکُمْ لَتَعْمَلُوْنَ اَعْمَالًا ھِیَ اَدَقُّ فِیْ اَعْیُنِکُمْ مِنَ الشَّعْرِ، کُنَّا نَعُدُّھَا عَلٰی عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مِنَ الْمُوْبِقَاتِ ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔ وَقَالَ: "اَلْمُوْبِقَاتُ": اَلْمُھْلِکَاتُ ۔

◄◄ (چوتھی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' انہوں نے فرمایا: بے شک تم کچھ ایسے اعمال کرتے ہو جو تمہاری نظروں میں بال سے بھی کمتر ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہم انہیں مہلک شمار کرتے تھے۔ (رواہ بخاری)

(۶۵) (بخاری شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ۶۴۹۲)

حل لغات:

ادق: از، دقۃً، بمعنی باریک ہونا، چھوٹا ہونا۔

"موبقات" کا معنی ہے: ہلاک کردینے والے اعمال۔

تعارف روای:

حضرت انس بن مالک کا تعارف حدیث نمبر:5 میں گزر گیا ہے۔

اللہ کی غیرت:

(٦٦) اَلْخَامِسُ: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی یُغَارُ، وَغَیْرَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی، اَنْ یَّاْتِیَ الْمَرْءُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

وَ"الْغَیْرَةُ": بِفَتْحِ الْغَیْنِ، وَاَصْلُهَا الْاَنَفَةُ۔

◀◀ (پانچویں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آتی ہے، اور اللہ تعالیٰ کی غیرت اس وقت جوش میں آتی ہے جب کوئی شخص ایسے فعل کا ارتکاب کرے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

"غیرۃ" غین کے زبر کے ساتھ ہے اس کا مطلب ہے: خودداری، عزت نفس۔

تعارف روای:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

جب اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ کسی کام کو کیا جائے تو اللہ تعالیٰ کی غیرت جوش میں آتی ہے جیسا کہ حدیث میں فرمایا گیا "وَغَیْرَةُ اللّٰهِ تَعَالٰی، اَنْ یَّاْتِیَ الْمَرْءُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَیْهِ" (اللہ تعالیٰ کی غیرت اس وقت جوش میں آتی ہے جب کوئی شخص ایسے فعل کا ارتکاب کرے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا ہے۔)۔

اسی طرح جب کسی اللہ والے کے پاس کسی حرام کام کا ارتکاب کیا جاتا ہے تو اُس کو بھی پریشانی ہوتی ہے اعلیٰ حضرت ملفوظات میں فرماتے ہیں۔

حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے مزار شریف پر مجلسِ سماع میں قوالی ہو رہی تھی۔ آج کل تو

(٦٦) (بخاری شریف، کتاب النکاح رقم الحدیث ۴۹۲۵) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۹۰۱۶) (مسلم شریف رقم الحدیث ۲۷۶۱)

لوگوں نے بہت اختراع کرلئے ہیں) یعنی نئی باتیں نکال لیں ہیں (، ناچ وغیرہ بھی کراتے ہیں حالانکہ اس وقت بارگاہوں میں مزامیر) یعنی آلاتِ موسیقی (بھی نہ تھے۔ حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جو ہمارے پیران سلسلہ میں سے ہیں باہر مجلسِ سماع کے تشریف فرماتے۔ ایک صاحب صالحین سے آپ کے پاس آئے اور گزارش کی مجلس میں تشریف لے چلئے۔ حضرت سید ابراہیم ایرجی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا: "تم جاننے والے ہو، مواجہ اقدس میں حاضر ہو، اگر حضرت راضی ہوں میں ابھی چلتا ہوں۔" انہوں نے مزارِ اقدس پر مراقبہ کیا، دیکھا کہ حضور قبر شریف میں پریشان خاطر ہیں اور ان قوالوں کی طرف اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔

"ایں بدبختاں وقتِ مارا پریشان کردہ اند" (یعنی ان بدبختوں نے میرے اوقات پریشان کر رکھے ہیں۔)

وہ واپس آئے اور قبل اس کے کہ عرض کریں، فرمایا: "آپ نے دیکھا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۱۵۰، مکتبہ المدینہ)

تین آدمیوں کی آزمائش:

(۶۷) اَلسَّادِسُ: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهٗ سَمِعَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اِنَّ ثَلَاثَةً مِّنْ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ: اَبْرَصَ، وَاَقْرَعَ، وَاَعْمٰی، اَرَادَ اللّٰهُ اَنْ یَّبْتَلِیَهُمْ فَبَعَثَ اِلَیْهِمْ مَلَكًا، فَاَتَی الْاَبْرَصَ، فَقَالَ: اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ: لَوْنٌ حَسَنٌ، وَّجِلْدٌ حَسَنٌ، وَّیَذْهَبُ عَنِّیَ الَّذِیْ قَدْ قَذِرَنِیَ النَّاسُ؛ فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ قَذَرُهٗ؛ وَاُعْطِیَ لَوْنًا حَسَنًا. فَقَالَ: فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ: الْاِبِلُ - اَوْ قَالَ: الْبَقَرُ شكَّ الرَّاوِی - فَاُعْطِیَ نَاقَةً عُشَرَاءَ، فَقَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا.

فَاَتَی الْاَقْرَعَ، فَقَالَ: اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ: شَعْرٌ حَسَنٌ، وَّیَذْهَبُ عَنِّیْ هٰذَا الَّذِیْ قَذِرَنِی النَّاسُ؛ فَمَسَحَهٗ فَذَهَبَ عَنْهُ وَاُعْطِیَ شَعْرًا حَسَنًا. قَالَ: فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ: الْبَقَرُ، فَاُعْطِیَ بَقَرَةً حَامِلًا، وَّقَالَ: بَارَكَ اللّٰهُ لَكَ فِیْهَا.

فَاَتَی الْاَعْمٰی، فَقَالَ: اَیُّ شَیْءٍ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ: اَنْ یَّرُدَّ اللّٰهُ اِلَیَّ بَصَرِیْ فَاُبْصِرُ النَّاسَ؛ فَمَسَحَهٗ فَرَدَّ اللّٰهُ اِلَیْهِ بَصَرَهٗ. قَالَ: فَاَیُّ الْمَالِ اَحَبُّ اِلَیْكَ؟ قَالَ: الْغَنَمُ، فَاُعْطِیَ شَاةً وَّالِدًا، فَاَنْتَجَ هٰذَانِ وَوَلَّدَ هٰذَا، فَكَانَ لِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْاِبِلِ، وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْبَقَرِ، وَلِهٰذَا وَادٍ مِّنَ الْغَنَمِ.

ثُمَّ اِنَّهٗ اَتَی الْاَبْرَصَ فِیْ صُوْرَتِهٖ وَهَیْئَتِهٖ، فَقَالَ: رَجُلٌ مِّسْكِیْنٌ قَدِ انْقَطَعَتْ بِیَ الْحِبَالُ فِیْ سَفَرِیْ فَلَا بَلَاغَ لِیَ الْیَوْمَ اِلَّا بِاللّٰهِ ثُمَّ بِكَ، اَسْاَلُكَ بِالَّذِیْ اَعْطَاكَ اللَّوْنَ الْحَسَنَ، وَالْجِلْدَ الْحَسَنَ، وَالْمَالَ، بَعِیْرًا اَتَبَلَّغُ بِهٖ فِیْ سَفَرِیْ، فَقَالَ: الْحُقُوْقُ كَثِیْرَةٌ. فَقَالَ: كَاَنِّیْ اَعْرِفُكَ، اَلَمْ تَكُنْ

(۶۷) (بخاری شریف کتاب احادیث الانبیاء رقم ۳۴۶۴) (مسلم شریف رقم الحدیث ۲۹۶۴)

اَبْرَصَ یَقْذَرُکَ النَّاسُ فَقِیْرًا فَاَعْطَاکَ اللّٰہُ !؟ فَقَالَ: اِنَّمَا وَرِثْتُ ھٰذَا الْمَالَ کَابِرًا عَنْ کَابِرٍ، فَقَالَ: اِنْ کُنْتَ کَاذِبًا فَصَیَّرَکَ اللّٰہُ اِلٰی مَا کُنْتَ ۔

وَاَتَی الْاَقْرَعَ فِیْ صُوْرَتِہٖ وَھَیْئَتِہٖ، فَقَالَ لَہٗ مِثْلَ مَا قَالَ لِھٰذَا، وَرَدَّ عَلَیْہِ مِثْلَ مَا رَدَّ ھٰذَا، فَقَالَ: اِنْ کُنْتَ کَاذِبًا فَصَیَّرَکَ اللّٰہُ اِلٰی مَا کُنْتَ ۔

وَاَتَی الْاَعْمٰی فِیْ صُوْرَتِہٖ وَھَیْئَتِہٖ، فَقَالَ: رَجُلٌ مِّسْکِیْنٌ وَابْنُ سَبِیْلٍ انْقَطَعتْ بِیَ الْحِبَالُ فِیْ سَفَرِیْ، فَلَا بَلَاغَ لِیَ الْیَوْمَ اِلَّا بِاللّٰہِ ثُمَّ بِکَ، اَسْاَلُکَ بِالَّذِیْ رَدَّ عَلَیْکَ بَصَرَکَ شَاۃً اَتَبَلَّغُ بِھَا فِیْ سَفَرِیْ؟ فَقَالَ: قَدْ کُنْتُ اَعْمٰی فَرَدَّ اللّٰہُ اِلَیَّ بَصَرِیْ فَخُذْ مَا شِئْتَ وَدَعْ مَا شِئْتَ فَوَاللّٰہِ مَا اَجْھَدُکَ الْیَوْمَ بِشَیْءٍ اَخَذْتَہٗ لِلّٰہِ - عَزَّوَجَلَّ - ۔ فَقَالَ: اَمْسِکْ مَالَکَ فَاِنَّمَا ابْتُلِیْتُمْ ۔ فَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْکَ، وَسَخِطَ عَلٰی صَاحِبَیْکَ'' مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

وَ''النَّاقَۃُ الْعُشَرَاءُ'' بِضَمِّ الْعَیْنِ وَفَتْحِ الشِّیْنِ وَبِالْمَدِّ: ھِیَ الْحَامِلُ ۔ قَوْلُہٗ: ''اَنْتَجَ'' وَفِیْ رِوَایَۃٍ: ''فَنَتَجَ'' مَعْنَاہُ: تَوَلّٰی نِتَاجَھَا، وَالنَّاتِجُ لِلنَّاقَۃِ کَالْقَابِلَۃِ لِلْمَرْاَۃِ ۔ وَقَوْلُہٗ: ''وَلَّدَ ھٰذَا'' ھُوَ بِتَشْدِیْدِ اللَّامِ: اَیْ تَوَلّٰی وِلَادَتَھَا، وَھُوَ بِمَعْنٰی اَنْتَجَ فِی النَّاقَۃِ، فَالْمُوَلِّدُ، وَالنَّاتِجُ، وَالْقَابِلَۃُ بِمَعْنًی ؛ لٰکِنْ ھٰذَا لِلْحَیَوَانِ وَذَاکَ لِغَیْرِہٖ ۔ وَقَوْلُہٗ: ''انْقَطَعَتْ بِیَ الْحِبَالُ'' ھُوَ بِالْحَاءِ الْمُھْمَلَۃِ وَالْبَاءِ الْمُوَحَّدَۃِ: اَیِ الْاَسْبَابُ ۔ وَقَوْلُہٗ: ''لَا اَجْھَدُکَ'' مَعْنَاہُ: لَا اَشُقُّ عَلَیْکَ فِیْ رَدِّ شَیْءٍ تَاْخُذُہٗ اَوْ تَطْلُبُہٗ مِنْ مَّالِیْ ۔

وَفِیْ رِوَایَۃِ الْبُخَارِیِّ: ''لَا اَحْمَدُکَ'' بِالْحَاءِ الْمُھْمَلَۃِ وَالْمِیْمِ وَمَعْنَاہُ: لَا اَحْمَدُکَ بِتَرْکِ شَیْءٍ تَحْتَاجُ اِلَیْہِ، کَمَا قَالُوْا: لَیْسَ عَلٰی طُوْلِ الْحَیَاۃِ نَدَمٌ: اَیْ عَلٰی فَوَاتِ طُوْلِھَا ۔

◄◄ (چھٹی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: بنی اسرائیل میں تین شخص تھے۔ ایک برص والا' ایک گنجا اور ایک اندھا۔ اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا کہ ان کو آزمائے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا۔ وہ فرشتہ برص والے کے پاس آیا اور اس سے کہا: تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے' اس نے کہا: خوبصورت رنگ اور خوبصورت جلد اور یہ کہ مجھ سے یہ تکلیف دور ہو جائے۔ کیونکہ لوگ (اس وجہ سے) مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ سو فرشتے نے اس کے جسم پر ہاتھ پھیرا تو اس کا مرض جاتا رہا اور اس کو خوبصورت رنگ عطا ہوا۔ پھر فرشتے نے کہا تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے جواب دیا اونٹ یا کہا گائے۔ راوی کو شک ہے: تو اس کو حاملہ اونٹنی عطا کی گئی۔ فرشتے نے کہا: اللہ تعالیٰ اس میں تجھے برکت عطا فرمائے۔ پھر وہ فرشتہ گنجے شخص کے پاس گیا اور اس سے کہا: تجھے کون سی چیز زیادہ پسند ہے؟ اس نے

کہا: خوبصورت بال اور یہ کہ میری یہ تکلیف دور ہو جائے جس نے لوگوں کو مجھ سے متنفر کر دیا ہے۔ فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اس کی تکلیف دور ہوگئی اور اس کو خوبصورت بال عطا ہوئے۔ فرشتے نے کہا: تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: گائے تو اس کو حاملہ گائے عطا کی گئی۔ اور فرشتے نے کہا: اللہ تعالیٰ تجھے اس میں برکت عطا فرمائے۔ پھر فرشتہ اندھے کے پاس آیا اور اس سے کہا: تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: یہ کہ اللہ تعالیٰ میری بینائی لوٹا دے' اور میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ سو فرشتے نے اس پر ہاتھ پھیرا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی بینائی لوٹا دی۔ فرشتے نے کہا: تجھے کون سا مال زیادہ پسند ہے؟ اس نے کہا: بکریاں' تو اسے بچہ جننے والی ایک بکری عطا کر دی گئی۔ چنانچہ ان دونوں (یعنی اونٹنی اور گائے) نے بھی بچے جنے اور بکری نے بھی بچہ جنا۔ چنانچہ اس (برص زدہ) کے پاس اونٹوں سے بھری ہوئی ایک وادی تھی اور اس (گنجے) کی ملکیت میں ایک وادی تھی جو گائے کی نسل سے بھری ہوئی تھی اور اس (یعنی اندھے) کے پاس بکریوں سے بھری ہوئی ایک وادی تھی۔ پھر وہ فرشتہ برص والے کے پاس آیا اسی مخصوص شکل وصورت میں اور کہا: میں ایک مسکین آدمی ہوں۔ سفر کے وسائل ختم ہو چکے ہیں۔ آج میرے لیے اللہ کے سوا اور تیرے سوا کوئی سہارا نہیں۔ میں تجھ کو اس ہستی کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جس نے تجھے اتنا خوبصورت رنگ اور اتنی خوبصورت جلد عطا کی ہے' اور جس نے تجھے اونٹوں کی دولت سے مالا مال کر دیا ہے مجھے ایک اونٹ دے دے تا کہ میں اپنا سفر جاری رکھ سکوں۔ اس نے کہا: حقوق بہت زیادہ ہیں۔ فرشتے نے کہا: مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ میں تجھے جانتا ہوں کیا تو برص کا مریض نہیں تھا' اور لوگ غربت کی وجہ سے تجھ سے نفرت کرتے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے تجھے مال عطا کیا۔ اس نے کہا: مجھے تو یہ مال پشت در پشت سے وراثتاً ملا ہے۔ فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ نے تجھے اسی حال پر کر دے جس پر تو پہلے تھا۔ پھر وہ فرشتہ گنجے کے پاس اپنی مخصوص شکل وصورت میں آیا اور اس سے بھی وہی کچھ کہا جو برص والے سے کہا تھا تو اس نے بھی وہی جواب دیا جو برص والے نے دیا تھا۔ فرشتے نے کہا: اگر تو جھوٹا ہو تو اللہ تعالیٰ تجھے پہلی حالت کی طرف لوٹا دے۔ پھر وہ فرشتہ اندھے کے پاس آیا اپنی مخصوص شکل وصورت کے ساتھ اور اس سے کہا مسکین اور مسافر شخص ہوں۔ میرے سفر کے وسائل ختم ہو چکے ہیں آج میرے لیے اللہ تعالیٰ کے سوا اور تیرے سوا کوئی سہارا نہیں ہے میں اس ہستی کا نام لے کر جس نے تجھے تیری بینائی لوٹائی تھی سوال کرتا ہوں کہ تو مجھے ایک بکری دے دے تا کہ اس کے ذریعے میں اپنا سفر پورا کر سکوں۔ تو اس نے کہا: بلاشبہ میں اندھا تھا' اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بینائی لوٹا دی تھی تو جو چاہتا ہے لے لے اور جو چاہتا ہے چھوڑ دے۔ اللہ کی قسم! آج جو کچھ بھی تو اللہ عزوجل کے نام پر لے گا میں تیری راہ میں رکاوٹ نہیں بنوں گا۔ فرشتے نے کہا: تم اپنا مال اپنے پاس رکھو۔ بے شک تمہیں آزمایا گیا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہو گیا اور

تیرے دونوں ساتھیوں سے ناراض ہو گیا ہے۔(متفق علیہ)

حل لغات:

"الناقة العشراء" عین کے پیش، ش کے زبر اور مد کے ساتھ، مراد ہے حاملہ اونٹنی

"انتج" اور ایک روایت میں ہے فنتج .اس نے بچہ جنا۔

"ناتج" وہ آدمی جو اونٹنی کا بچہ جنواتا ہے جس طرح دایہ عورت کے لئے۔

ولد: لام کی شد کے ساتھ یعنی پیدائش کا والی بنا۔، ولد، بکری کے لئے اس طرح ہے جس طرح انتج اونٹنی کے لئے مولد، ناتج اور قابلہ ہم معنی ہیں فرق یہ ہے کہ وہ حیوان کے لئے ہے، اور یہ غیر حیوان کے لیے۔

"انقطعت بی الحبال" حاءِ مہملہ اور بائے موحدہ کے ساتھ اس کا معنی ہے: اسباب

"لا اجھدك" اس کا معنیٰ ہے: میرے مال سے جو تو لے یا رہنے دے میں رکاوٹ نہیں بنوں گا،

:"لاأحـمـدك" حائے مہملہ اور میم کے ساتھ۔اس کا معنی ہے: جس چیز کی تجھے ضرورت ہے وہ چھوڑ جانے پر میں تیری تعریف نہیں کروں گا جس طرح کہتے ہیں لمبی زندگی پر کوئی ندامت نہیں یعنی لمبی زندگی کے نہ ہونے پر کوئی ندامت نہیں۔

اقرع: از، قرعاً، بمعنی سر کے بالوں کا گر جانا۔(گجا)

اعمٰی: بمعنی اندھا۔

قذرنی: از، قذراً، بمعنی کسی چیز سے گھن کرنا۔

فصیرك: از،صیراً،بمعنی واپس ہونا،منتقل ہونا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

ان مذکورہ اشخاص میں سے دو شخصوں نے اپنے قول میں کذب اور خیانت سے کام لیا تو ان کا سارا مال واپس لے لیا گیا مگر جس نے اپنے نفس میں خیانت اور کذب کو جگہ نہ دی اس کا مال بھی باقی رہا اور اللہ بھی راضی ہو گیا، اسی علماء کرام فرماتے ہیں۔

جب نفس خیانت کرنے والے شریک کی طرح ہو تو اسے ایک لمحہ کے لئے بھی ڈھیل نہیں دی جا سکتی تا کہ وہ خیانت نہ کرے، ورنہ نفع حاصل ہونے کے بجائے اصل مال ہی ضائع ہو جائے گا، لہٰذا حرکات وسکنات اور لحظات میں ہمیشہ کے لئے

مراقبہ ہونا ضروری ہے۔ نبی اکرم،نورِ مجسم صلَّی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلَّم نے ارشاد فرمایا:

"وَعْبُدْ رَبَّكَ كَانَّكَ تَرَاه، فَانْ لَمْ تكُنْ تَرَاه، فَانَّه، يَرَاكَ"

ترجمہ: اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی عبادت اس طرح کرو گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے نہیں دیکھتے ہو وہ تو تمہیں دیکھ رہا ہے۔(صحیح مسلم، کتاب الایمان، باب بیان الایمان والاحسان۔۔۔۔۔۔الخ، الحدیث ۳۹،ص۱۸۶)

اللہ عَزَّ وَجَلَّ کا فرمانِ عالیشان ہے: "اِنَّ اللّٰہَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا"

ترجمۂ کنزالایمان: بے شک اللہ ہر وقت تمہیں دیکھ رہا ہے۔(پ4،النساء)

حضرت سَیِّدُنا عبداللہ بن محمد نیشاپوری مرتعش رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ فرماتے ہیں: "مراقبہ یہ ہے کہ ہر لمحہ اور ہر لفظ کے ساتھ غیب کو ملاحظہ کرتے ہوئے باطن کا خیال رکھنا۔(لباب الاحیاء، ص ۳۷۳،)

اسی طرح اُس مردِ خدا نے بھی باطن کی بات فرشتہ کو بتائی جس سے اللہ کی رضا اور مال دونوں حاصل ہوئے۔

عقل مند انسان:

(۶۸) اَلسَّابِعُ: عَنْ اَبِیْ یَعْلٰی شَدَّادِ بْنِ اَوْسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَہٗ، وَعَمِلَ لِمَا بعدَ الْمَوتِ، وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَہٗ ھَوَاھَا وَتَمَنّٰی عَلَی اللّٰہِ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ" .قَالَ التِّرْمِذِیُّ وَغَیْرُھَا مِنَ الْعُلَمَآءِ: مَعْنٰی "دَانَ نَفْسَہٗ": حَاسَبَھَا .

◄◄ (ساتویں) حضرت ابویعلیٰ شداد بن اوس رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: عقل مند وہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے' اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے عمل کرے' اور عاجز وہ ہے جو نفس کی خواہشات کی پیروی کرتا رہے' اور اللہ تعالٰی سے اپنی آرزوؤں کی تکمیل کا خواہش مند رہے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔ ترمذی وغیرہ علماء فرماتے ہیں:

حل لغات:

الکیس: از، کیساً، بمعنی عقلمند ہونا، ذہین ہونا۔

'دان نفسہ'' کا معنی ہے: نفس کا محاسبہ کرتا رہے۔

ھواھا: از، ھویً، بمعنی خواہش، محبوب، معشوق محمود ہو یا مذموم۔

الأمانی: جمع الامنیۃ، بمعنی آرزو۔

(۶۸)(ترمذی شریف کتاب صفۃ القیامۃ رقم ۲۴۵۹)

تعارف رِوای:

شداد ابن اوس: آپ کی کنیت ابو یعلیٰ ہے انصاری ہیں، حضرت حسان بن ثابت کے چچازاد بھائی ہیں، آخر میں بیت المقدس میں رہے پچھتر سال عمر ہوئی، ۸۵ پچاسی میں وفات پائی، شام میں مزار ہے، عبادہ ابن صامت اور ابوالدرداء فرماتے ہیں کہ انہیں علم وحکمت عطا ہوئی۔ (مرقات، الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸ تحت حرف الشین،)

شرح:

اس حدیث میں فرمایا:

"اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ، وَعَمِلَ لِمَا بعدَ الْموتِ، وَالْعَاجِزُ مَنْ اَتْبَعَ نَفْسَهٗ هَوَاهَا وَتَمنّٰى عَلَى اللّٰهِ"

ترجمہ: عقل مندوہ ہے جو اپنے نفس کا محاسبہ کرتا رہے اور موت کے بعد کی زندگی کے لئے عمل کرے اور عاجز وہ ہے جو نفس کی خواہشات کی پیروی کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی آرزوؤں کی تکمیل کا خواہش مند رہے۔

اس دینا میں ایسے بھی لوگ ہوتے ہیں جو پہلے اپنی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے دنیا کے پیچھے لگے رہتے ہیں لیکن جب اللہ کی بارگاہ میں آتے ہیں تو ان کی دنیا بدل جاتی ہے۔

حکایت:

حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو ایک بہروپیے نے دھوکا دینا چاہا۔ بادشاہ نے فرمایا: "اگر دھوکا دے، یا تو جو مانگے پائے گا۔" اس نے بہت کوشش کی لیکن حضرت عالمگیر رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے جب دیکھا پہچان لیا۔ آخر مُدَّتِ مَدِید (یعنی طویل عرصے) کا بُھلا وا دے کر صوفی زاہد عابد بن کر ایک پہاڑ کی کُھو میں جا بیٹھا۔ رات دن عبادتِ الٰہی (عَزَّ وَجَلَّ) میں مشغول رہتا۔ پہلے دہاتیوں کا ہجوم ہوا، پھر شہریوں، پھر اُمرا، وُزَراسب آتے اور یہ کسی طرف اِلتفات (یعنی توجہ) نہ کرتا۔ شُدَہ شُدَہ (یعنی آہستہ آہستہ) بادشاہ تک خبر پہنچی۔ سلطان کو اہل اللہ سے خاص محبت تھی، خود تشریف لے گئے۔ بہروپیے نے دُور سے دیکھا کہ بادشاہ کی سواری آرہی ہے، گردن جھکالی اور مراقبہ میں مشغول ہو گیا۔ سلطان منتظر رہے۔ دیر کے بعد نظر اٹھائی اور بیٹھنے کا اشارہ کیا، سلطان مؤدّب بیٹھ گیا۔ اُن کا مؤدّب بیٹھنا تھا کہ بہروپیا اٹھا اور جھک کر سلام کیا کہ جہاں پناہ! میں فلاں بہروپیا ہوں۔ بادشاہ خَجِل (یعنی شرمندہ) ہوئے اور فرمایا: "واقعی اِس بار میں نے نہ پہچانا۔ اب مانگ جو مانگتا ہے۔" اُس نے کہا: "اب میں آپ سے کیا مانگوں! میں نے اُس (یعنی ربّ عَزَّ وَجَلَّ) کا نام جھوٹے طور پر لیا، اُس کا تو یہ اثر ہوا کہ آپ جیسا جلیلُ القدر بادشاہ میرے دروازے پر باادب حاضر ہوا۔ اب سچے طور پر اس کا نام لے دیکھوں۔" یہ کہا اور کپڑے پھاڑ کر جنگل کو چلا گیا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۲۵۷، مکتبۃ المدینہ،)

(۶۹) اَلثَّامِنُ: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مِنْ

حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهُ مَا لَا يَعْنِيهِ" حَدِيثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ وَغَيْرُهُ .

◀◀ (آٹھویں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وہ لایعنی کاموں کو چھوڑ دے'' یہ حدیث حسن ہے۔ اسے ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

حل لغات:

لا یعنیہ: بمعنی مفید ہونا، اور، لا، کے آنے کی وجہ سے معنی ہوگا غیر مفید ہونا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

لایعنی کام سے مراد وہ کام ہیں جو انسان کوئی فائدہ نہیں دیتے بلکہ نقصان دیتے ہیں، جیسے بیہودہ رسومات، مہندی (مایوں) شادی سے پہلے ڈھول رکھنا، عورتوں اور مردوں کا اختلاط، مزارات پر بت چڑھانا، یا غیر شرعی منتیں ماننا، وغیرہ، یہ ایسے کام ہیں جو انسان کے لیے کار گناہ میں شمار ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ایسے بیہودہ کاموں سے اپنی پناہ میں رکھے۔

عورت کو تادیب:

(۷۰) اَلتَّاسِعُ: عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يُسْأَلُ الرَّجُلُ فِيمَ ضَرَبَ امْرَأَتَهُ" رَوَاهُ أَبُوْ دَاوُدَ وَغَيْرُهُ .

◀◀ (نویں) حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: کسی آدمی سے یہ نہ پوچھا جائے گا کہ اس نے اپنی بیوی کو کیوں مارا۔ اسے ابو داؤد وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

تعارف راوی:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 1 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں سے مراد یہ ہے کہ عورت کو اللہ کے احکام کی بجا آوری پر مار سکتا ہے کہ نماز، روزہ، کی پابند ہو جائے، یعنی احکام شرعیہ پر عمل کروانے کے لیے اُن کی ڈانٹ ڈپٹ کر سکتا ہے، لیکن اگر وہ عورت صرف بت سے ہی مان جاتی ہے تو اُس کو مارنا جائز نہیں، اور احکام غیر شرعیہ پر عمل کروانے کے لیے بھی اُس کو مارنا جائز نہیں جیسے کفار کرتے تھے، آج کل دیکھا گیا ہے کہ مرد عورت کو غیر شرعی راستے سے استعمال کرنے، میک اپ کرنے، پردہ نہ کرنے، چست کپڑے نہ پہننے، اور دیگر غیر

(۶۹) (ترمذی شریف کتاب الزہد رقم الحدیث ۲۳۱۷)   (۷۰) (ابوداؤد شریف کتاب النکاح رقم الحدیث ۲۱۴۷)

شرعی کاموں پر مجبور کرتا ہے، اور جب عورت اُس کا کہنا نہیں مانتی تو اس کو طلاق یا تشدد کی دھمکی دیتا ہے تو ایسے کاموں کے لیے نہ عورت کو مارنا جائز ہے اور نہ طلاق کی دھمکی دینا جائز ہے، اور نہ ہی ایسے کاموں کے لیے مارنے پر شریعت اجازت دیتی ہے، اگر کوئی شخص غیر شرعی کاموں کے کرنے کے لیے عورت کی پٹائی کرتا ہے تو اس کا اللہ کے دربار میں بھی مواخذہ ہوگا، اور اس دنیا میں بھی قانوناً اس کے خلاف کاروائی ہونی چاہیے۔ لیکن شرعی کاموں پر ہلکی پٹائی پر شرع میں اجازت دی گئی ہے، اور ہم شرع شریف کا انکار نہیں کر سکتے۔

مراقبہ پر چند دیگر احادیث

(1)" عَن أبي هُرَيرَة رَضِي الله عَنهُ قَالَ سَمِعت رَسُول الله صلى الله عَلَيهِ وَسلم يَقُول سَبعَة يظلهم الله فِي ظله يَوم لَا ظلّ إِلَّا ظله فَذكرهم إِلَى أَن قَالَ وَرجل دَعَتهُ امرَأَة ذَات منصب وجمال فَقَالَ إِنِّي أَخَاف الله" (بخاری، کتاب الاذان، باب من جلس فی مسجد ینتظر الصلوٰۃ وفضل المساجد، الرقم: 660،)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ سات شخصوں کو اپنے سائے قیامت کے دن جگہ دے گا جس اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا، اس کے بعد سات اشخاص کا ذکر کیا یہاں تک کہ فرمایا، ایک وہ مرد ہوگا جسے جاہ جلال اور حسن و جمال والی عورت نے گناہ کی دعوت دی تو اس نے کہا میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ (اور عورت کی دعوت کو ٹھکرادیا)

(2)"عَن أنس رَضِي الله عَنهُ قَالَ قَالَ النَّبِي صلى الله عَلَيهِ وَسلم يَقُول الله عز وَجل أخرجُوا من النَّار من ذكرنِي يَومًا أَو خافني فِي مقَام" (جامع ترمذی، کتاب صفۃ جہنم، باب: ان للنار نفسین۔ الرقم 2594،)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائے گا، اے فرشتوں اس آدمی کو دوزخ سے نکال کر (جنت میں داخل کردو) جس نے کسی دن مجھے یاد کیا ہو یا میرے سامنے کھڑا ہونے سے ڈر گیا (مراقبہ کیا) ہو۔

(3)"عَن أبي هُرَيرَة رَضِي الله عَنهُ قَالَ سَمِعت رَسُول الله صلى الله عَلَيهِ وَسلم يَقُول من خَاف أدلج وَمن أدلج بلغ الْمنزل أَلا إِن سلعَة الله غَالِيَة أَلا إِن سلعَة الله الْجنَّة"

(ترمذی، کتاب القیامۃ، باب: 18، الرقم: 2450،)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا، جو خوف رکھتا ہے وہ منہ اندھیرے ہی سفر شروع کر دیتا ہے اور جو منہ اندھیرے سفر شروع کرتا وہ منزل کو پہنچ جاتا ہے، خبردار اللہ کا مال ومتاع بہت قیمتی ہے یاد رکھو کہ اللہ کا مال ومتاع جنت ہے۔

(4)"عَن أبِي هُرَيرَة رَضِي الله عَنهُ أَن رَسُول الله صلى الله عَلَيهِ وَسلم قَالَ لَو يعلم المُؤمن مَا عِند الله من العقُوبَة مَا طمع بجنته أحد وَلَو يعلم الكَافِر مَا عِند الله من الرَّحمَة مَا قنط من رَحمته" (مسلم، کتاب التوبۃ، باب فی سعۃ رحمۃ اللہ وانہا سبقت غضبہ، الرقم:6913،)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سرول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر مؤمن جان لے کہ اللہ کا عذاب کس قدر ہے تو کوئی جنت کی طمع نہ کرے، اور اگر کافر کو معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کتنی وسیع ہے تو وہ اس کی رحمت سے کبھی ناامید نہ ہو۔

(5)"عَن أبِي الدَّردَاء رَضِي الله عَنهُ عَن النَّبِي صلى الله عَلَيهِ وَسلم قَالَ لَو تعلمُونَ مَا أعلم لبكيتم كثيرا ولضحكتم قَلِيلا ولخرجتم إِلَى الصعدات تجأرون إِلَى الله لَا تَدرُونَ تنجون أَو لَا تنجون" (المستدرك للحاكم، الرقم:320/4،)

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم وہ جان لو جو میں جانتا ہوں، تو تم بہت زیادہ روتے رہو، اور بہت کم ہنسنا تمہیں نصیب ہو تم یقیناً پہاڑوں کے رستوں کی طرف نکل جاؤ، اور اللہ کی بارگاہ میں گریہ زاری کرتے رہو تم نہیں جانتے کہ تمہاری بخشش ہوگی یا نہیں۔

(6)"عَن العَبَّاس بن عبد المطلب رَضِي الله عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيهِ وَسلم إِذا اقشعر جلد العَبد من خشيَة الله تحاتت عَنهُ ذنُوبه كَمَا يتحات عَن الشَّجَرَة اليَابِسَة ورقهَا"

(شعب الایمان، الرقم:803،)

حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی خوف سے جب بندے کی کھال پر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس کے گناہ یوں جھڑتے ہیں جیسے خشک درخت کے پتے۔

(7)"وَرُوِيَ عَن وَاثِلَة بن الأَسقَع رَضِي الله عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيهِ وَسلم من خَافَ الله عز وَجل خوف الله مِنهُ كل شَيء وَمن لم يخف الله خَوفه الله من كل شَيء"

(الترغیب والترھیب، کتاب الزھد والتوبۃ، باب الترغیب فی الخوف وفضلہ، الرقم:22،)

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ سے ڈرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ہر چیز کو اس سے خوف زدہ رکھتا ہے، اور جو اللہ سے نہیں ڈرتا تو اللہ تعالیٰ ہر چیز سے اسے ڈراتا ہے۔

٦-بَابٌ فِي التَّقْوٰی

تقویٰ کے متعلق بیان

تقویٰ کے لغوی معانی: خدا کا خوف، پرہیزگاری، پارسائی، اپنے آپ کو گناہوں سے بچانا۔ (فیروز اللغات)

تقویٰ کی تعریف: التقویٰ هو الاحتراز بطاعة الله عن عقوبته، وهو صيانة النفس عمّا تستحق به العقوبة من فعل او ترك، والتقویٰ في الطاعة: يراد بها الخلوص و في المعصية: يراد بها الترك و الحذر، (كتاب التعريفات، للشريف جرجاني، مكتبه رحمانيه لاهور،)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کے طاعت کے ساتھ اُس کے عقاب سے بچنے کا نام تقویٰ ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ بندہ نفس کو اس چیز سے بچائے جس کے کرنے یا ترک کرنے سے وہ عقاب کا مستحق ہوتا ہے۔ اور طاعت میں تقویٰ سے مراد خلوص ہے اور معصیت میں تقویٰ سے مراد (معصیت کو) چھوڑنا اور (اس سے) بچنا ہے۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقَاتِهٖ ﴾ (آل عمران: 102]

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے۔

قاعدہ: تقویٰ کے معانی اور ان کی پہچان

الف: جب " تقویٰ" کی نسبت رب کی طرف ہو تو اس سے مراد ڈرنا ہوگا۔

ب: جب " تقویٰ" کی نسبت آگ یا کفر یا گناہ کی طرف ہو تو اس سے مراد بچنا ہوگا۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

1: يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم"

اے لوگو! ڈرو اپنے اس رب سے جس نے تمہیں پیدا کیا۔ (پ4، النسآء)

2: فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِي وَقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ"

اور بچو اس آگ سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ (پ1، البقرة:۲۴)

پہلے "اِتَّقُوْا" کے معنی ڈرنا ہے کیونکہ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے اور دوسرے "اِتَّقُوْا" کے معنی بچنا ہے کیونکہ اس کے بعد آگ کا ذکر ہے۔

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ فَاتَّقُوا اللّٰہَ مَا اسْتَطَعْتُمْ ﴾ (التغابن:16]

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تو اللہ سے ڈرو جہاں تک ہو سکے۔

وَھٰذِہِ الْاٰیَۃُ مُبَیِّنَۃٌ لِلْمُرَادِ مِنَ الْاُوْلٰی ۔

اور یہ آیت مبارکہ پہلے والی آیت مبارکہ کی وضاحت کرتی ہے۔

قاعدہ: ایمان وتقویٰ کے معانی اوران کی پہچان۔

جب مومن کو ایمان کا حکم دیا جائے یا نبی کو تقویٰ کا حکم ہو تو اس سے مراد ایمان اور تقویٰ پر قائم رہنا ہوگا کیونکہ وہاں ایمان وتقویٰ تو پہلے ہی موجود ہے اور تحصیل حاصل محال ہے۔ اس کی مثال یہ ہے:

(1) یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اٰمِنُوا"

اے ایمان والو! ایمان لاؤ یعنی ایمان پر قائم رہو۔ (پ5، النسآء)

(2) یٰاَیُّھَا النَّبِیُّ اتَّقِ اللہَ"

اے نبی اللہ سے ڈرو یعنی اللہ سے ڈرے جاؤ۔ (پ21، الاحزاب:۱)

(3) اٰمِنُوا بِاللہِ وَ رَسُوْلِہٖ"

اے مومنو! اللہ ورسول پر ایمان لاؤ یعنی ایمان پر قائم رہو۔ (پ27، الحدید:۷)

ان جیسی تمام آیات میں ایمان وتقویٰ پر استقامت مراد ہے تاکہ ترجمہ درست ہو، نیز مسلمانوں کو احکام عمل کرنے کے لئے دیئے جاتے ہیں اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو احکام اس لئے دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ عمل کرائیں۔ جیسے جہاز کے مسافر پار اترنے کے لئے جہاز میں سوار ہوتے ہیں اور کپتان پار اتارنے کے لئے وہاں بیٹھتا ہے اسی لئے مسافر کرایہ دے کر اور کپتان تنخواہ لے کر سوار ہوتے ہیں۔

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ○ ﴾ (الاحزاب:70)،

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سیدھی بات کہو○

یعنی سچی اور درست حق وانصاف کی بات کرو اور اپنی زبان اور کلام کی حفاظت رکھو یہ بھلائیوں کی اصل ہے ایسا کرو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر کرم فرمائے گا (خزائن العرفان)

وَالْاٰيَاتُ فِي الْاَمْرِ بِالتَّقْوٰى كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ،

تقویٰ کے حکم کے متعلق کثیر آیاتِ مبارکہ موجود ہیں۔

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ (الطلاق: 3-2)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور جو اللہ سے ڈرے اللہ اس کے لئے نجات کی راہ نکال دے گا' اور اسے وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان بھی نہ ہو۔

آیت نمبر: 5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنْ تَتَّقُوا اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّكُمْ فُرْقَانًا وَّيُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ٥﴾ (الانفال: 29)

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اگر اللہ سے ڈرو گے تو تمہیں وہ دے گا جس سے حق کو باطل سے جدا کر لو اور تمہاری برائیاں اتار دے گا' اور تمہیں بخش دے گا' اور اللہ بڑے فضل والا ہے ٥

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ.

اور اس باب سے متعلق کثیر آیات موجود ہیں:

فقیہ اسلام:

(٧١) وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ: فَالْاَوَّلُ:

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَنْ اَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: "اَتْقَاهُمْ". فَقَالُوْا: لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ، قَالَ: "فَيُوْسُفُ نَبِيُّ اللّٰهِ بْنُ نَبِيِّ اللّٰهِ ابْنِ نَبِيِّ اللّٰهِ بْنِ خَلِيْلِ اللّٰهِ" قَالُوْا: لَيْسَ عَنْ هٰذَا نَسْاَلُكَ، قَالَ: "فَعَنْ مَّعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْاَلُوْنِيْ؟ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي الْاِسْلَامِ اِذَا فَقُهُوْا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَ"فَقُهُوْا" بِضَمِّ الْقَافِ عَلَى الْمَشْهُوْرِ وَحُكِيَ كَسْرُهَا: اَيْ عَلِمُوْا اَحْكَامَ الشَّرْعِ.

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! لوگوں میں سب سے زیادہ معزز کون ہے فرمایا: جو ان میں سب سے زیادہ متقی ہو۔ صحابہ نے عرض کیا: ہم اس کے متعلق نہیں پوچھ رہے۔ فرمایا: یوسف اللہ کے نبی ہیں۔ ان کے والد بھی اللہ کے نبی اور دادا بھی اللہ کے نبی ہیں' اور ان کے پردادا

(٧١) (بخاری شریف کتاب احادیث الانبیآء رقم ٣١٧٥' کتاب احادیث الانبیآء رقم الحدیث ٣١٩٤) (مسلم شریف رقم الحدیث ٢٣٧٨) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ٩٥٦٤) (سنن الکبری نسائی رقم الحدیث ١١٢٤٩) (مسند ابویعلی رقم الحدیث ٦٤٧١) (الادب المفرد رقم الحدیث ١٢٩) (دارمی رقم الحدیث ٢٢٣)

اللہ کے خلیل ہیں۔ صحابہ نے عرض کیا: ہم اس کے متعلق تو نہیں پوچھ رہے فرمایا: تو تم عرب کے خاندانوں کے متعلق مجھ سے پوچھ رہے ہو؟ ان میں سے اسلام میں بھی وہی معزز ہیں جو زمانہ جاہلیت میں معزز تھے بشرطیکہ احکام اسلام کا علم رکھتے ہوں۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

معادن جمع معدن، بمعنی سونے کی کان، ہر چیز کا منبع۔

فقھوا: قاف کے پیش سے مشہور ہے اور بعض کے نزدیک قاف کے زیر کے ساتھ ہے اور اس کا معنی ہے: احکام شرع کا علم رکھتے ہوں۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸ میں ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث اور قرآن مجید کی آیت کا ایک ہی مطلب ہے کہ جو تم میں سے زیادہ تقویٰ والا ہے وہی افضل اور معزز ہے۔ جب وہ احکام شرع کا علم رکھتا ہو۔ اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

سب سے بڑی عبادت فقہ یعنی دین میں غور وفکر کرنا اور دین کی سب سے افضل چیز تقویٰ یعنی پرہیز گاری ہے۔"

(مجمع الزوائد، کتاب العلم، باب فی فضل العلم، الحدیث: ۹۷۴، ج۱، ص۵۲۳)

دنیا اور عورتوں سے بچو:

(۷۲) اَلثَّانِیْ: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ الدُّنْیَا حُلْوَةٌ خَضِرَةٌ، وَّاِنَّ اللّٰهَ مُسْتَخْلِفُكُمْ فِیْهَا فَیَنْظُرَ كَیْفَ تَعْمَلُوْنَ، فَاتَّقُوا الدُّنْیَا وَاتَّقُوا النِّسَآءَ؛ فَاِنَّ اَوَّلَ فِتْنَةِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ كَانَتْ فِی النِّسَآءِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◀◀ (دوسری) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: دنیا میٹھی اور سرسبز و شاداب ہے اور اللہ تعالیٰ نے دنیا میں تمہیں خلیفہ بنایا ہے اور وہ دیکھ رہا ہے کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو۔ پس دنیا سے اور عورتوں سے بچ کے رہو کیونکہ بنی اسرائیل کی پہلی آزمائش عورتوں ہی کے ذریعے ہوئی تھی۔ (مسلم)

حل لغات:

حلوة : از، **حلاوة**، بمعنی میٹھا ہونا۔

(۷۲) (مسلم شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ۲۷۴۲)

خضرة: از، خضرواً، بمعنی سبز ہونا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۲۲ میں ہو چکا ہے۔

شرح:

عورتوں سے بچنا بھی تقویٰ کی ایک قسم ہے، کیونکہ شیطان کا سب سے بڑا ہتھیار جس سے وہ متقین کو گمراہ کرتا ہے وہ عورت ہی ہے اس لیے فرمایا کہ ان سے بچو۔ اور عورتوں میں گھس جانا جیسا کہ آج کل کے دونمبر پیروں کا طرز عمل ہے بہت ہی فسق و فجور کا م ہے، اس سے بھی اللہ کی پناہ، کیونکہ اس کے دست قدرت میں ہر چیز کی کنجی ہے، حتیٰ کہ تقویٰ کی بھی ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"فَاَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَ تَقْوٰهَا"

ترجمۂ کنز الایمان: پھر اس کی بدکاری اور اس کی پرہیز گاری دل میں ڈالی۔ (پ30، الشمس:8)

الہام کہتے ہیں دل میں کوئی بات ڈالنے کو اور چونکہ اللہ عزوجل ہی دل میں فجور اور تقویٰ الہام فرماتا ہے لہٰذا اللہ عزوجل ان دونوں کا خالق ہوا۔ اسی لئے حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس آیتِ کریمہ کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: "اللہ عزوجل نے اس پر نافرمانی اور پرہیز گاری کو لازم کیا۔" حضرت سیدنا ابن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔ نے اس کی تفسیر میں ارشاد فرمایا: "اسے اپنی توفیق سے تقویٰ کا اہل بنایا یا اسے اپنی جانب سے رسوا کرتے ہوئے فجور کا اہل بنایا۔"

تقویٰ کا سوال:

(۷۳) اَلثَّالِثُ: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْاَلُكَ الْهُدٰی، وَالتُّقٰی، وَالْعَفَافَ، وَالْغِنٰی " رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀◀ (تیسری) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے: اے اللہ! میں تجھ سے ہدایت کا' تقویٰ کا' پاکدامنی اور غنا کا سوال کرتا ہوں (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۳۸ میں ہو چکا ہے۔

شرح:

تقویٰ کس قدر اعلیٰ چیز ہے کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس پر قائم رہنے کی دعا فرمار ہے ہیں، (نبی تو پہلے ہی متقی و

(۷۳) مسلم شریف کتاب الذکر والدعاء رقم الحدیث ۲۷۲۱

پرہیز گار ہوتا ہے تو پھر سوال کیوں فرمایا تو اس کا جواب ہم دوسرے قاعدہ میں دے چکے ہیں)، اور آپ کی امت کے علماء اور اولیاء بھی اسی پر کاربند رہے۔

حضرت سیّدنا امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے تقویٰ کی ایک حکایت پیش کرتا ہوں ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں ایک بکری چوری ہوگئی تو اندازاً جتنا عرصہ وہ بکری زندہ رہ سکتی تھی اس مُدّت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کسی بکری کا گوشت نہ کھایا۔

منقول ہے کہ خلیفۂ وقت (ابوجعفر منصور) نے حضرت سیّدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیّدنا ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی طرف کچھ مال بھیجا تو حضرت سیّدنا ابن ابی ذئب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ارشاد فرمایا: "میں خلیفہ کے لئے اس مال پر راضی نہیں تو اپنے لئے کیسے راضی ہو جاؤں؟" اور امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ارشاد فرمایا: "اگر مجھے مارا جائے کہ ان میں سے ایک درہم کو صرف ہاتھ لگادو پھر بھی مَیں اسے نہ چھوؤں گا۔"

(مناقب الامام الاعظم للامام البزازی الکردری، الفصل الخامس، جمع المنصور مالکاوابن ابی ذئب والامام ومقالتھم لہ، ج۲، ص۱۶)

قسم میں تقویٰ:

(۷۴) **اَلرَّابِعُ: عَنْ اَبِیْ طَرِیْفٍ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمِ الطَّائِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "مَنْ حَلَفَ عَلٰی یَمِیْنٍ ثُمَّ رَاٰی اَتْقٰی لِلّٰہِ مِنْہَا فَلْیَاْتِ التَّقْوٰی" رَوَاہُ مُسْلِمٌ.**

◀◀ (چوتھی) حضرت ابوطریف عدی بن حاتم الطائی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: جو شخص کسی چیز پر قسم کھائے اور پھر کوئی ایسی چیز دیکھے جس میں تقویٰ کا پہلو اس سے زیادہ ہو تو تقویٰ پر عمل کرے۔ (مسلم)

حل لغات:

حلف: از، حلفاً، بمعنی قسم کھانا۔

یمین: بمعنی قسم۔

تعارف راوی:

عدی ابن حاتم: آپ حاتم طائی (مشہور سخی) کے بیٹے ہیں، آپ کا نسب نامہ یہ ہے عدی ابن حاتم ابن عبد ابن سعد طائی ہے سخی ابن سخی ہیں، شعبان ۷ سات میں حضور انور کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے کوفہ میں قیام رہا، جنگِ جمل میں حضرت علی کے ساتھ تھے، اسی جنگ میں آپ کی ایک آنکھ جاتی رہی، صفین اور نہروان میں شریک ہوئے، ایک سو بیس سال

(۷۴) (مسلم شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۱۶۵۱)

عمر ہوئی ۶۷ سرسٹھ میں کوفہ میں وفات پائی بعض نے فرمایا کہ مقام فرقیسا میں وفات ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸ تحت حرف العین، صحابہ کرام،)

شرح:

یعنی اگر قسم ایسی کھائی جس کا کرنا شرعاً جائز ہے تو تقویٰ اس بات میں ہے کہ وہ کام کرے اور اگر شرعاً جائز نہیں تو تقویٰ یہ ہے کہ وہ نہ کرے اور قسم کا کفارا ادا کرے ،معلوم ہوا ہر چیز میں تقویٰ کا پہلو ہونا چاہے عبادت وریاضت، دین وغیرہ سب میں، یعنی بہترین دین وہ ہے جو تقویٰ سے بھرا ہو جیسا کہ حدیث مبارکہ میں آیا ہے۔

نبی کریم، رؤف رحیم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کا فرمانِ عظیم ہے: "علم کی فضیلت عبادت کی فضیلت سے بڑھ کر ہے اور تمہارا بہترین دین تقویٰ ہے۔"

(المستدرک، کتاب العلم، باب فضل العلم احب من فضل العبادۃ وخیر الدین الورع، الحدیث: ۳۲۰، ج۱، ص۲۸۳)

(۷۵) اَلْخَامِسُ: عَنْ اَبِیْ اُمَامَةَ صُدَیِّ بْنِ عَجْلانَ الْبَاهِلِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ فِیْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، فَقَالَ: "اتَّقُوا اللهَ وَصَلُّوْا خَمْسَکُمْ، وَصُوْمُوْا شَهْرَکُمْ، وَاَدُّوا زَکَاةَ اَمْوَالِکُمْ، وَاَطِیْعُوْا اُمَرَائَکُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّکُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، فِیْ اٰخِرِ کِتَابِ الصَّلَاةِ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀◀ (پانچویں) حضرت ابوامامہ صدی بن عجلان الباہلی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃ الوداع میں خطبہ دیتے سنا آپ نے فرمایا: تم اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور اپنی پانچوں نمازیں ادا کرو اور

ماہ رمضان کے روزے رکھو اپنے مالوں کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے امیروں کی اطاعت کرو۔ اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

ترمذی نے اسے کتاب الصلوٰۃ کے آخر میں بیان کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حل لغات:

یخطب: از، خطبة، بمعنی وعظ کرنا، تقریر کرنا، خطبہ پڑھنا۔

ادّوا: از، ادیاً، بمعنی ادا کرنا، پہنچانا۔

امراء: بمعنی امیر (جمع)

---

(۷۵) (ترمذی شریف کتاب الجمعہ رقم الحدیث ۶۱۶)

تعارف راوی:

ابوامامہ باہلی: آپ ابوامامہ صدی ابن عجلان باہلی ہیں، اولاً مصر میں حمص میں رہے وہاں ہی وفات پائی، آپ شام کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے زمین شام صحابہ سے خالی ہوئی، ۹۱ھ اکیانوے میں آپ کی وفات ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸ تحت حرف الف، صحابہ کرام،)

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں فرمایا کہ "وَاَطِيْعُوْا اُمَرَائكُمْ تَدْخُلُوْا جَنَّةَ رَبِّكُمْ"(اوراپنے امیروں کی اطاعت کرو۔ اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔) یہاں امیروں سے مراد امیر لشکر، قائد ہیں نہ کہ مالدار لوگ۔ اور جب امیر لشکر متقی اور پرہیزگار ہوگا تو فتح تمہارا مقدر ہوگی۔

جنگ بدر میں مسلمانوں کی تعداد اور سامانِ جنگ کی قلت کے باوجود فتح مبین نے مسلمانوں کے قدموں کا بوسہ لیا۔ اس سے یہ سبق ملتا ہے کہ فتح کثرتِ تعداد اور سامانِ جنگ کی فراوانی پر موقوف نہیں۔ بلکہ فتح کا دارومدار نصرتِ خداوندی پر ہے کہ وہ جب چاہتا ہے تو فرشتوں کی فوج آسمان سے میدانِ جنگ میں اتار کر مسلمانوں کی امداد و نصرت فرما دیتا ہے اور مسلمان قلتِ تعداد اور سامانِ جنگ نہ ہونے کے باوجود فتح مند ہو کر کفار کے لشکروں کو تہس نہس کر کے فنا کے گھاٹ اتار دیتا ہے، مگر اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے دو شرطیں رکھی ہیں، ایک صبر اور دوسرا تقویٰ۔ اگر مسلمان صبر وتقویٰ کے دامن کو تھامے ہوئے خدا کی مدد پر بھروسہ کر کے جنگ میں اڑ جائیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ اور ہر محاذ پر فتح مبین مسلمانوں کے قدم چومے گی اور کفار شکست کھا کر راہ فرار اختیار کریں گے یا مسلمانوں کی مار سے فنا ہو کر فی النار ہو جائیں گے۔ بس ضرورت ہے کہ مسلمان صبر وتقویٰ کے ہتھیاروں سے لیس ہو کر خدا کی مدد کا بھروسہ کر کے کفار کے حملوں کا مقابلہ کرنے کے لئے میدانِ جنگ میں استقامت کا پہاڑ بن کر کھڑے رہیں اور ہرگز ہرگز تعداد کی کمی اور سامانِ جنگ کی قلت و کثرت کی پرواہ نہ کریں کیونکہ فرمانِ خداوندی ہے کہ

"وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللهِ" کہ مدد فرمانے والا تو بس اللہ ہی ہے۔

سچ کہا ہے کہنے والے نے:

کافر ہو تو تلوار پہ کرتا ہے بھروسا　　　مومن ہو تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

تقویٰ پر چند دیگر احادیث

(1) "عَنِ الحَسَنِ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ: الكَرَمُ التَّقوٰى"

(الزھد، لمعافی بن عمران الموصلی، باب فی التفاخر فی الاحساب، ج۱، ص۲۶۱،)

ترجمہ: حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کرم تقویٰ ہے۔

(2)" كُلُّ الْمُسلِمِ عَلَى الْمُسلِمِ حَرَامٌ عِرضُهُ وَمَالُهُ وَدَمُهُ التَّقوَى هَاهُنَا"

(جامع ترمذی، باب ماجاء فی شفقۃ المسلم علی المسلم، ج۴،ص۳۲۵،)

ترجمہ: (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) ہر مسلمان کی عزت، مال، خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے (اور پھر اپنے سینہ مبارک کی طرف اشارہ فرماتے ہوئے فرمایا) تقویٰ یہاں ہے۔

(3)"سُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مَا أَكثَرُ مَا يُدخِلُ الجَنَّةَ قَالَ: التَّقوَى وَحُسنُ الخُلُقِ"

(سنن ابن ماجہ، باب ذکر الذنوب، ج۲،ص۱۴۱۸،)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ کسی چیز کی کثرت سے آدمی جنت میں جاتا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تقویٰ اور حسن خُلق کے ساتھ۔

(4)"قَالَ أَبُو الدَّردَاءِ: تَمَامُ التَّقوَى أَن يَتَّقِيَ اللَّهَ العَبدُ حَتَّى يَتَّقِيَهُ فِي مِثقَالِ ذَرَّةٍ حَتَّى يَترُكَ بَعضَ مَا يَرَى أَنَّهُ حَلَالٌ"(الزهد والرقاق،لابن مبارك، باب القوىٰ، ج٢،ص ١٩،)

ترجمہ: حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں تمام تقوی یہ ہے کہ بندہ اللہ سے ایک رائی کے دانہ میں بھی ڈرے یہاں تک کہ بعض حلال چیزوں کو بھی ترک کردے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کا اتنا خوف اس کے دل میں ہو کہ وہ بعض حلال چیزوں میں حرام کے تھوڑے سے (رائی کے دانہ برابر) شبہ کی وجہ سے حلال چیز کو چھوڑ دے)

(5) "عَن عَبدِ اللَّهِ أَنَّهُ كَانَ يَدعُو: اللَّهُمَّ أَلبِسنَا لِبَاسَ التَّقوَى وَأَلزِمنَا كَلِمَةَ التَّقوَى"

(مصنف ابن ابی شیبہ، باب ماجاء عن عبداللہ بن مسعود، ج٦،ص٦٩،)

ترجمہ: حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ دعا مانگا کرتے تھے اے اللہ ہم کو تقویٰ کا لباس پہنا اور ہم کو تقویٰ کے کلمہ پر لازم فرما۔

(6)"عَنِ ابنِ مُنَبِّهٍ قَالَ: الإِيمَانُ عُريَانٌ، وَلِبَاسُهُ التَّقوَى، وَمَالُهُ الفِقهُ، وَزِينَتُهُ الحَيَاءُ"

(مصنف ابن ابی شیبہ، کلام الحسن البصری، ج۷،ص۱۹۱،)

ترجمہ: حضرت وھب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایمان بے لباس ہے اور اس کا لباس تقویٰ ہے اور اس کا مال فقہ اور اس کی زینت حیاء ہے۔

(7)"عَن مُعَاذِ بنِ جَبَلٍ قَالَ: لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ إِلَى اليَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يُوصِيهِ وَمُعَاذٌ رَاكِبٌ وَرَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَمشِي تَحتَ رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ: يَا مُعَاذُ إِنَّكَ عَسَى أَن لَا تَلقَانِي بَعدَ عَامِي هَذَا وَلَعَلَّكَ أَن تَمُرَّ

بِـمَسـجِدِی هٰذَا وَقَبرِی ۔ فَبَکٰی مُعَاذٌ جَشَعًا لِفِرَاقِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ التَفَتَ فَأَقبَلَ بِوَجهِهِ نَحوَ المَدِینَةِ فَقَالَ: إِنَّ أَولَی النَّاسِ بِی المُتَّقُونَ مَن کَانُوا وَحَیثُ کَانُوا"

(مسند امام احمد بن حنبل، حدیث معاذ بن جبل، ج۳۶،ص۳۷۶،)

ترجمہ: حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے یمن کی طرف بھیجا تو میرے سات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (مجھے رخصت فرمانے) اور وصیت فرمانے کے لیے نکلے، میں سواری پر تھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سواری کے ساتھ چل رہے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم وصیت سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے معاذ تم مجھے اس سال کے بعد نہیں ملو گے، یقیناً تم میری اس مسجد اور میری قبر کے پاس گزرو، تو حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں رونے لگے پھر مدینہ طیبہ کی طرف چہرا کیا اور فرمایا متقین میرے سب سے زیادہ قریب ہیں وہ جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں، (یعنی اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو متقین کے سردار ہیں اور متقین میرے بہت قریب ہوتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے سب سے قریب رہیں گے)
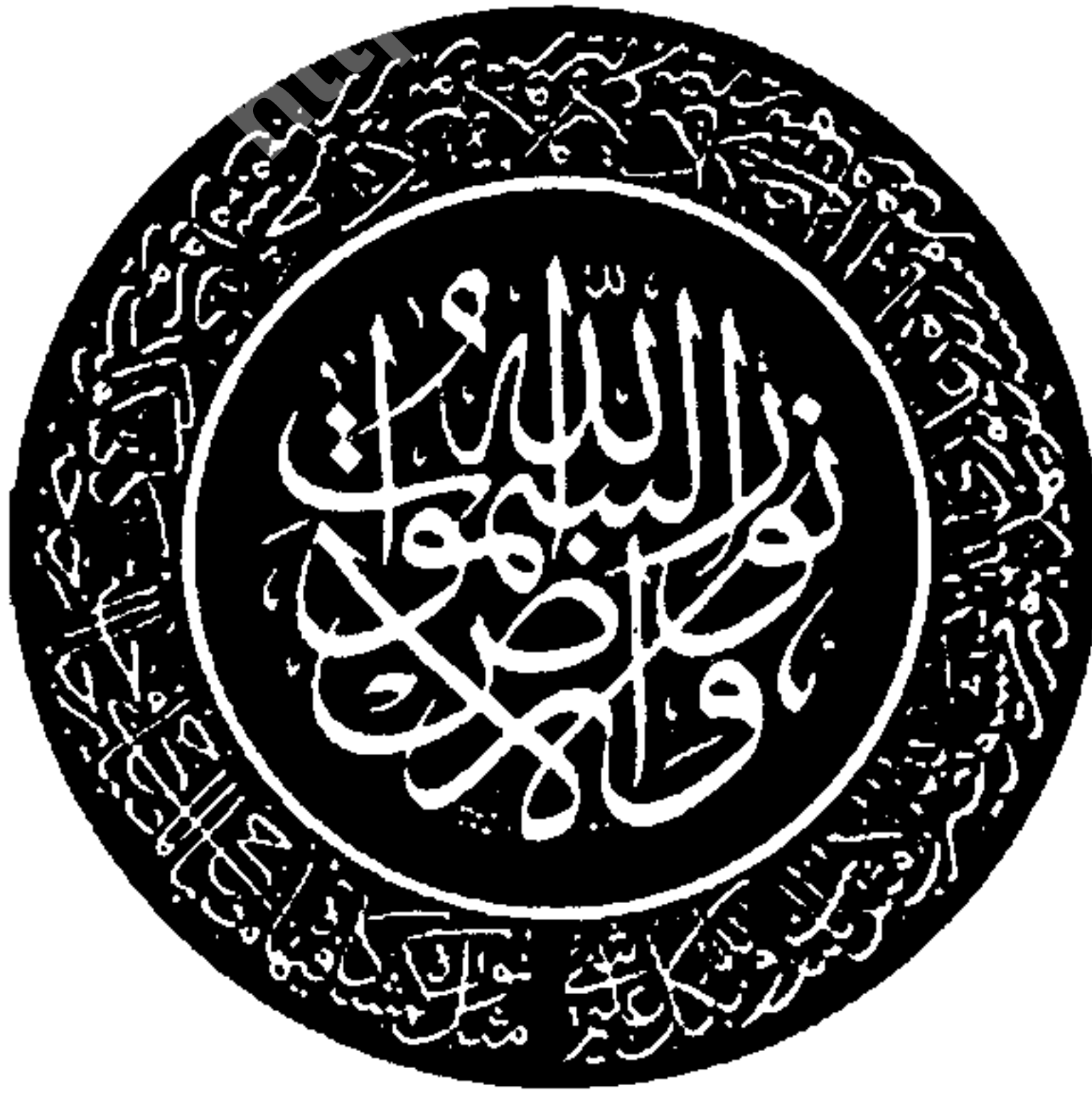
۷-بَابُ فِی الْیَقِیْنِ وَالتَّوَکُّلِ

یقین اور توکل کے متعلق بیان

توکل کے لغوی معانی: بھروسہ، اپنے کام کو کسی کے حوالے کرنا۔ (فیروز اللغات)

توکل کی تعریف: (1) اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرنا اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے اس سے نا امید ہو جانا۔

(کتاب التعریفات للشریف جرجانی، مکتبہ رحمانیہ، لاہور)

(2) اپنے اسباب کو باروئے کار لا کر کام کا نتیجہ اللہ کے سپرد کر دینا۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَمَّا رَاَی الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا ھٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَصَدَقَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَمَا زَادَھُمْ اِلَّا اِیْمَانًا وَّتَسْلِیْمًا ○ ﴾ (الأحزاب:22)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور جب مسلمانوں نے کافروں کے لشکر دیکھے بولے یہ ہے وہ جو ہمیں وعدہ دیا تھا اللہ اور اس کے رسول نے اور سچ فرمایا اللہ اور اس کے رسول نے' اور اس سے ان کا نہ بڑھا مگر ایمان اور اللہ کی رضا پر راضی ہونا ثر

اس آیت کے تحت مفتی نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں۔

کہ تم سے وعدہ فرمایا تھا اللہ اور اس کے رسول نے کہ تمہیں شدّت و بَلا پہنچے گی اور تم آزمائش میں ڈالے جاؤ گے اور پہلوں کی طرح تم پر سختیاں آئیں گی اور لشکر جمع ہو ہو کر تم پر ٹوٹیں گے اور انجام کار تم غالب ہو گے اور تمہاری مدد فرمائی جائے گی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے" اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّۃَ وَ لَمَّا یَاْتِکُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِکُمْ "الآیَۃَ اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ سیدِ عالَم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ پچھلی نو یا دس راتوں میں لشکر تمہاری طرف آنے والے ہیں، جب انہوں نے دیکھا کہ اس میعاد پر لشکر آ گئے تو کہا یہ ہے وہ جو ہمیں اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ دیا تھا۔

(خزائن العرفان)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ اَلَّذِیْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ، فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰہِ وَفَضْلٍ لَّمْ یَمْسَسْھُمْ سُوْءٌ وَّاتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰہِ وَاللّٰہُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِیْمٍ ۝ ﴾ (آل عمران:174-173)،

اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا: وہ جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگوں نے تمہارے لیے جتھا جوڑا تو ان سے ڈروتو ان کا ایمان اور زائد ہوا اور بولے: اللہ ہم کو بس ہے' اور کیا ہی اچھا کارساز' تو پلٹے اللہ کے احسان اور فضل سے کہ انہیں کوئی برائی نہ پہنچی اور اللہ کی خوشی پر چلے اور اللہ بڑے فضل والا ہے۝

شانِ نزول:

شانِ نزول: جنگ اُحد سے واپس ہوتے ہوئے ابوسفیان نے سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پکار کر کہہ دیا تھا کہ اگلے سال ہماری آپ کی مقام بدر میں جنگ ہوگی۔ حضور نے انکے جواب میں فرمایا ان شاءاللہ جب وہ وقت آیا اور ابوسفیان اہل مکہ کو لے کر جنگ کے لئے روانہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں خوف ڈالا اور انہوں نے واپس ہوجانے کا ارادہ کیا اس موقع پر ابوسفیان کی نُعَی ؟م بن مسعود اشجعی سے ملاقات ہوئی جو عمرہ کرنے آیا تھا ابوسفیان نے اس سے کہا کہ اے نعیم اس زمانہ میں میری لڑائی مقام بدر میں محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ طے ہوچکی ہے اور اس وقت مجھے مناسب یہ معلوم ہوتا ہے کہ میں جنگ میں نہ جاؤں واپس جاؤں تو مدینہ جا اور تدبیر کے ساتھ مسلمانوں کو میدان جنگ میں جانے سے روک دے اس کے عوض میں تجھ کو دس اونٹ دوں گا نعیم نے مدینہ پہنچ کر دیکھا کہ مسلمان جنگ کی تیاری کررہے ہیں ان سے کہنے لگا کہ تم جنگ کے لئے جانا چاہتے ہو اہل مکہ نے تمہارے لئے بڑے لشکر جمع کئے ہیں خدا کی قسم تم میں سے ایک بھی پھر کر نہ آئے گا سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا کی قسم میں ضرور جاؤں گا چاہے میرے ساتھ کوئی بھی نہ ہو پس حضور ستر سواروں کو ہمراہ لے کر "حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ" پڑھتے ہوئے روانہ ہوئے بدر میں پہنچے وہاں آٹھ شب قیام کیا مال تجارت ساتھ تھا اس کو فروخت کیا خوب نفع ہوا اور سالم غانم مدینہ طیبہ واپس ہوئے جنگ نہیں ہوئی چونکہ ابوسفیان اور اہل مکہ خوف زدہ ہوکر مکہ شریف کو واپس ہوگئے تھے اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی۔ (خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَتَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ ﴾ (الفرقان:58)

اللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا: اور بھروسہ کرو اس زندہ پر جو کبھی نہ مرے گا۔

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَعَلَی اللّٰہِ فَلْیَتَوَکَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ ﴾ (ابراہیم:11)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور مسلمانوں کو اللہ ہی پر بھروسہ چاہیے ○

آیت نمبر: 5

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ ﴾ (آل عمران:159)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اور جو کسی بات کا ارادہ پکا کرلو تو اللہ پر بھروسہ کرو۔

وَالْاٰیَاتُ فِی الْاَمْرِ بِالتَّوَکُّلِ کَثِیْرَۃٌ مَّعْلُوْمَۃٌ ۔

اور توکل کا حکم دینے والی کثیر آیاتِ مبارکہ مشہور ہیں۔

آیت نمبر: 6

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ ﴾ (الطلاق:3): اَیْ کَافِیْہِ ۔

اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو وہ اسے کافی ہے۔

آیت نمبر: 7

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ وَاِذَا تُلِیَتْ عَلَیْھِمْ اٰیٰتُہٗ زَادَتْھُمْ اِیْمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ ○ ﴾ (الانفال: 2)،

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے تو ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھی جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور وہ اپنے رب ہی پر بھروسہ کرتے ہیں ○

توکل کا حقیقی معنی اور فضیلت:

امام فخر الدین رازی علیہ الرحمۃ اللہ فرماتے ہیں "توکل کا یہ معنی نہیں کہ انسان اپنے آپ کو اور اپنی کوششوں کو مُہمل چھوڑ دے جیسا کہ بعض جاہل کہتے ہیں بلکہ توکل یہ ہے کہ انسان ظاہری اسباب کو اختیار کرے لیکن دل سے ان اَسباب پر بھروسہ نہ کرے بلکہ تعالیٰ کی نصرت، اس کی تائید اور اس کی حمایت پر بھروسہ کرے۔ اس کی تائید اس حدیث پاک سے بھی ہوتی ہے۔ (تفسیر کبیر، آل عمران تحت آیت ۱۵۹،)

چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے اونٹ کو باندھ کر توکل کروں یا اسے کھلا چھوڑ کر توکل کروں؟ ارشاد فرمایا" تم اسے باندھو پھر توکل کرو۔ ترمذی کتاب صفۃ یوالقیامۃ)

(اور توکل کی فضیلت کے بارے میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا" میری امت میں سے ستر ہزار بغیر حساب جنت میں جائیں گے اور یہ وہ لوگ ہوں گے جو منتر جنتر نہیں کرتے، فال کے لیے چڑیاں نہیں اڑاتے اور اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں۔

(بخاری، کتاب الرقاق، باب من توکل علی اللہ فھو حسبہ)

وَالْاٰیَاتُ فِیْ فَضْلِ التَّوَکُّلِ کَثِیْرَۃٌ مَّعْرُوْفَۃٌ ۔ وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ: فَالْاَوَّلُ:

توکل کی فضیلت کے متعلق بھی کثیر آیاتِ مبارکہ مشہور ہیں۔ رہیں اس عنوان کی احادیث تو ان میں پہلی حدیث یہ ہے:

ستر ہزار بغیر حساب کے جنت میں:

(۷۶) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ”عُرِضَتْ عَلَیَّ الْاُمَمُ، فَرَاَیْتُ النَّبِیَّ وَمَعَہُ الرُّھَیْطُ، وَالنَّبِیَّ وَمَعَہُ الرَّجُلُ وَالرَّجُلَانِ، وَالنَّبِیَّ لَیْسَ مَعَہُ اَحَدٌ اِذْ رُفِعَ لِیْ سَوَادٌ عَظِیْمٌ فَظَنَنْتُ اَنَّھُمْ اُمَّتِیْ فَقِیْلَ لِیْ: ھٰذَا مُوْسٰی وَقَوْمُہُ، وَلٰکِنِ انْظُرْ اِلَی الْاُفُقِ، فَنَظَرْتُ فَاِذَا سَوَادٌ عَظِیْمٌ، فَقِیْلَ لِیْ: انْظُرْ اِلَی الْاُفُقِ الْاٰخَرِ، فَاِذَا سَوَادٌ عَظِیْمٌ، فَقِیْلَ لِیْ: ھٰذِہٖ اُمَّتُکَ وَمَعَھُمْ سَبْعُوْنَ اَلْفًا یَّدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ“، ثُمَّ نَھَضَ فَدَخَلَ مَنْزِلَہٗ فَخَاضَ النَّاسُ فِیْ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّۃَ بِغَیْرِ حِسَابٍ وَّلَا عَذَابٍ، فَقَالَ بَعْضُھُمْ: فَلَعَلَّھُمُ الَّذِیْنَ صَحِبُوْا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، وَقَالَ بَعْضُھُمْ: فَلَعَلَّھُمُ الَّذِیْنَ وُلِدُوْا فِی الْاِسْلَامِ فَلَمْ یُشْرِکُوْا بِاللّٰہِ شَیْئًا - وَذَکَرُوْا اَشْیَاءَ - فَخَرَجَ عَلَیْھِمْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ”مَا الَّذِیْ تَخُوْضُوْنَ فِیْہِ؟“ فَاَخْبَرُوْہُ فَقَالَ: ”ھُمُ الَّذِیْنَ لَا یَرْقُوْنَ، وَلَا یَسْتَرْقُوْنَ، وَلَا یَتَطَیَّرُوْنَ ؛ وَعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُوْنَ“ فَقَامَ عُکَّاشَۃُ بْنُ مُحْصِنٍ، فَقَالَ: ادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ، فَقَالَ: ”اَنْتَ مِنْھُمْ“ ثُمَّ قَامَ رَجُلٌ اٰخَرُ، فَقَالَ: ادْعُ اللّٰہَ اَنْ یَّجْعَلَنِیْ مِنْھُمْ، فَقَالَ: ”سَبَقَکَ بِھَا عُکَّاشَۃُ“ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

”اَلرُّھَیْطُ“ بِضَمِّ الرَّاءِ تَصْغِیْرُ رَھْطٍ: وَّھُمْ دُوْنَ عَشَرَۃِ اَنْفُسٍ، وَ”الْاُفُقُ“ اَلنَّاحِیَۃُ وَالْجَانِبُ ۔ وَ”عُکَّاشَۃُ“ بِضَمِّ الْعَیْنِ وَتَشْدِیْدِ الْکَافِ وَبِتَخْفِیْفِھَا، وَالتَّشْدِیْدُ اَفْصَحُ ۔

◀◀ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر امتیں پیش کی گئیں تو میں نے دیکھا کسی نبی کے ساتھ چھوٹی سی جماعت ہے اور کسی نبی کے ساتھ ایک آدمی تو کسی نبی کے ساتھ دو اور بعض نبی ایسے تھے جن کے ساتھ کوئی آدمی بھی نہیں تھا۔ اسی اثناء میں میرے سامنے ایک انبوہ کثیر پیش کیا گیا۔ میں نے گمان کیا کہ یہ میری امت ہے تو مجھ سے کہا گیا کہ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی امت ہے لیکن تم ذرا افق کی طرف دیکھو میں نے دیکھا تو ایک انبوہ کثیر تھا پھر مجھ سے کہا گیا دوسرے افق کی طرف دیکھو۔

---

(۷۶) (بخاری شریف کتاب الطب رقم الحدیث ۵۳۷۸)

مجھے وہاں بھی انبوہ کثیر نظر آیا تو مجھ سے کہا گیا: یہ آپ کی امت ہے' اور ان کے ساتھ ستر ہزار آدمی ایسے ہیں جو بغیر حساب اور بغیر عذاب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ پھر آپ ﷺ اٹھے اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔ پس لوگ ان لوگوں کے بارے میں بحث کرنے لگے جو حساب اور عذاب کے بغیر جنت میں داخل ہوں گے۔ کسی نے کہا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام ہیں۔ کسی نے کہا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو حالت اسلام پر پیدا ہوئے اور انہوں نے کسی کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہرایا اور اسی قسم کی کئی چیزوں کا ذکر کیا۔ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس باہر تشریف لائے تو فرمایا: تم کس چیز کے متعلق بحث کر رہے ہو؟ صحابہ کرام نے آپ کو بتایا تو آپ نے فرمایا: یہ وہ لوگ ہیں جو نہ منتر کرتے ہیں' اور نہ کراتے ہیں' اور نہ شگون لیتے ہیں' اور اپنے رب پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں تو حضرت عکاشہ بن محصن اٹھے اور عرض کیا: حضور اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ مجھے ان لوگوں میں سے کردے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم ان میں سے ہو۔ پھر ایک آدمی اٹھا اور عرض کیا حضور! میرے لیے بھی دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان لوگوں میں سے کردے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اس معاملہ میں عکاشہ تم پر سبقت لے گئے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

الرھیط: را پر پیش کے ساتھ' رھط کی تصغیر ہے' اور یہ لفظ دس سے کم آدمیوں کی جماعت کے لئے بولا جاتا ہے۔

الافق: کنارے اور جانب کو کہتے ہیں۔

عکاشة: عین پر پیش اور کاف پر تشدید اور تخفیف دونوں طرح سے پڑھا جاتا ہے' اور کاف پر تشدید زیادہ فصیح ہے۔

نھض: از، نھضاً، بمعنی کھڑا ہونا۔

خاض: از، خوضاً، بمعنی پانی میں گھسنا، گفتگو میں مشغول ہونا۔

یرقون: از، رقیاً، بمعنی نقصان یا نفع کے لیے منتر کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 12 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں بغیر حساب و کتاب کے جنت میں داخل ہونے والوں کی یہ خوبی بیان کی گئی ہے کہ وہ بدفالی نہیں لیتے، بدفالی کے بارے ایک اور حدیث مبارکہ سنیے:

حضرت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سیِّدُ المبلغین، رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "بدفالی لینا شرک ہے، بدفالی لینا شرک ہے اور ہر شخص کے دل میں اس کا خیال بھی آتا ہے مگر اللہ عزوجل توکل

کے ذریعے اسے دور فرما دیتا ہے۔" (سنن ابی داؤد، کتاب الکھانۃ والطیر، باب فی الطیرۃ، الحدیث ۳۹۱۰، ص ۱۵۱۰)

حافظ ابوالقاسم اصفہانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ ارشاد فرماتے ہیں: "اس حدیثِ پاک کا مطلب یہ ہے کہ میری اُمت کے ہر شخص کے دل میں ان میں سے کچھ نہ کچھ خیال آتا ہے مگر اللہ عزوجل ہر اس شخص کے دل سے یہ خیال نکال دیتا ہے جو اللہ عزوجل پر توکل کرتا ہے اور اس بدفالی پر ثابت قائم نہیں رہتا۔"

اللہ پر توکل:

(۷۷) اَلثَّانِیْ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَیْضًا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ یَقُوْلُ: "اَللّٰھُمَّ لَکَ اَسْلَمْتُ، وَبِکَ اٰمَنْتُ، وَعَلَیْکَ تَوَکَّلْتُ، وَاِلَیْکَ اَنَبْتُ، وَبِکَ خَاصَمْتُ۔ اَللّٰھُمَّ اَعُوْذُ بِعِزَّتِکَ؛ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَنْ تُضِلَّنِیْ، اَنْتَ الْحَیُّ الَّذِیْ لَا تَمُوْتُ، وَالْجِنُّ وَالْاِنْسُ یَمُوْتُوْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ،

وَھٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ وَّاخْتَصَرَہُ الْبُخَارِیّ۔

◀◀ (دوسری) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دعا کیا کرتے تھے: اے اللہ! میں تیرے حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرتا ہوں، تجھی پر ایمان رکھتا ہوں، تجھی پر بھروسہ کرتا ہوں، تیری طرف ہی رجوع کرتا ہوں اور تیری ہی مدد کے سہارے (دین کے دشمنوں سے) جھگڑتا ہوں۔ اے اللہ! میں تیری عزت وجلال کی پناہ مانگتا ہوں تیرے سوا کوئی معبود نہیں کہ تو مجھے گمراہ کردے، تو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے تجھے موت نہیں آئے گی اور تمام انسانوں اور جنوں کو موت آنے والی ہے۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ حدیث مسلم کے ہیں، اور بخاری نے اسے مختصر بیان کیا ہے۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 12 میں ہو چکا ہے۔

(۷۸) اَلثَّالِثُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا اَیْضًا، قَالَ: حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ، قَالَھَا اِبْرَاھِیْمُ عَلَیْہِ السَّلَامُ حِیْنَ اُلْقِیَ فِی النَّارِ، وَقَالَھَا مُحَمَّدٌ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حِیْنَ قَالُوْا: اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ فَزَادَھُمْ اِیْمَانًا وَّقَالُوْا: حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔ رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّہُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: کَانَ اٰخِرَ قَوْلِ اِبْرَاھِیْمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ حِیْنَ

---

(۷۷) (بخاری شریف کتاب التوبۃ، رقم الحدیث ۷۳۸۳) (مسلم شریف کتاب الذکر والدعاء، رقم الحدیث ۲۷۱۷)

(۷۸) بخاری شریف، کتاب التفسیر، رقم الحدیث ۴۵۶۳)

اُلْقِیَ فِی النَّارِ: حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ.

◀◀ (تیسری) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا: حسبنا اللہ ونعم الوکیل یہ وہ کلمات ہیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہے جب انہیں آگ میں ڈالا گیا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کلمات تب ادا کیے جب آپ سے لوگوں نے کہا: بے شک لوگ تمہارے خلاف جمع ہو گئے ہیں سو ان سے ڈرو تو اس سے ان کے ایمان میں اضافہ ہوا اور انہوں نے کہا: ہمیں اللہ کافی ہے' اور وہ بہت اچھا کارساز ہے۔ (بخاری)

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو آپ نے یہ الفاظ کہے: حَسْبِیَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ۔

حل لغات:

فاخشوھم: از، خشیاً، بمعنی ڈرنا، مرعوب ہونا۔

الوکیل: بمعنی وہ آدمی جس پر بھروسہ کیا جائے۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 12 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

ان احادیث میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صرف اللہ پر بھروسہ کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ مجھے اللہ کافی ہے، اور ایک دوسری حدیث میں فرمایا کہ توکل علی اللہ، اللہ تعالیٰ اپنے محبوب بندوں کو عطاء فرماتا ہے چنانچہ روایت ہے۔

"چار چیزیں اللہ عزوجل اپنے محبوب بندہ ہی کو عطا فرماتا ہے:)۱(خاموشی اور یہی عبادت کی ابتداء ہے) ۲(توکل) ۳(تواضع) ۴(اور دنیا سے بے رغبتی۔ ("اتحاف السادۃ المتقین، کتاب ذم الکبر، ج۱۰ ص۲۵۳)

نرم دل والے: (متوکل)

(۷۹) اَلرَّابِعُ: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "یَدْخُلُ الْجَنَّةَ اَقْوَامٌ اَفْئِدَتُهُمْ مِّثْلُ اَفْئِدَةِ الطَّیْرِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قِیْلَ: مَعْنَاهُ مُتَوَکِّلُوْنَ، وَقِیْلَ: قُلُوْبُهُمْ رَقِیْقَةٌ.

◀◀ (چوتھی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: جنت میں کچھ ایسے

(۷۹) (مسلم شریف کتاب الجنۃ وصفہ رقم الحدیث ۲۸۴۰)

گروہ داخل ہوں گے جن کے دل پرندوں کے دلوں کی طرح ہوں گے۔(مسلم) کہا گیا ہے کہ اس حدیث کا معنی ہے: وہ گروہ اللہ تعالیٰ پرتوکل کرنے والے ہوں گے اور بعض نے کہا ہے کہ ان کے دل نرم ہوں گے۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ پرندوں کے دل بہت نرم ہوتے ہیں، کہ ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں یا یہ کہ وہ اللہ پرتوکل کرتے ہیں کبھی کھانا جمع نہیں کرتے روزانہ صبح کو اللہ پر بھروسہ کر کے نکلتے ہیں اور اللہ پر بھروسہ کے ساتھ ہی اُن کی واپسی ہوتی ہے اور اگر یہ صفت کسی آدمی میں پائی جائے تو ان کے لیے جنت ہے۔ایسے ہی ایک مردصالح کا واقعہ پیش کرتا ہوں۔

واقعہ:

حضرت سیِّدُ نا ابو عامر واعظ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں ایک پہاڑ میں چل رہا تھا کہ میں نے ایک زخمی دل والے کی چیخ وپکار سنی جو کہہ رہا تھا: "اے بیابانوں میں حیرت زدوں کی رہنمائی فرمانے والے! اے خلوتوں میں وحشت محسوس کرنے والوں کی وحشت دور کرنے والے! جب بہادروں کو توانائی کی تلاش ہوتی ہے میں تجھ سے توانائی کا سوال کرتا ہوں اور جب جاہل فخر و ناز کرتے ہیں تو میں تجھ سے فخر طلب کرتا ہوں۔" آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں جلدی سے اس طرف بڑھا اور اس شخص کو جا کر سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا اور پوچھا: "اس رات کی تاریکی میں آپ کہاں سے آئے ہیں اور کہاں جانا چاہتے ہیں؟" میں نے کہا: "سیدھی راہ سے بھٹکا ہوا ہوں، میں نے آپ سے ایسا کلام سنا ہے کہ جس نے میرے دل کے زخموں کو تازہ کر دیا ہے اور وجد وغم کو حرکت دے دی ہے۔" یہ سن کر اس نے ایک زوردار چیخ ماری اور بے ہوش ہوکر گر پڑا۔ ہوش آنے کے بعد رونے لگا۔ میں نے اس سے رونے کا سبب پوچھا تو اس نے جواب دیا: "میں تمناؤں اور فانی زندگی میں وقت ضائع کرنے کو ناپسند کرتا ہوں۔" پھر وہ منہ پھیر کر چل دیا۔ میں بھی اس کے پیچھے ہولیا۔ ایک وادی میں جھک کر بیٹھنے کے بعد وہ دوبارہ رونے لگا تو میں نے کہا: "اللہ عَزَّ وَجَلَّ آپ پر رحم فرمائے، مجھے بھی راستہ دکھایئے۔" تو اس کی آہ وبُکا میں زیادتی ہوگئی اور کہنے لگا: "افسوس ہے تجھ پر! کہاں ہے راستہ؟ کہاں ہیں دائیں طرف والے اور کہاں ہیں اعلیٰ علیین کے مراتب؟" پھر اس نے میرے ہاتھ پر ضرب لگائی اور آگے لے گیا تو اچانک ہم ایک وادی کے کنارے پر پہنچ گئے۔

میں نے کہا: "فجر طلوع ہوگئی ہے اور ہمیں وضو کرنا ہے۔" تو اس نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا جس سے میٹھے پانی کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا اور مجھے کہا: "لیجئے، وضو کر لیجئے۔" ہم دونوں نے وضو کیا پھر اس نے اذان واقامت کہی اور ہم نے نماز پڑھی، جب سلام پھیرا تو اس نے کہا: "اے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے بندے! تم سلامت رہو، اب جدائی کا وقت آ گیا ہے۔" میں

نے کہا:"اس ذات کی قسم جس نے آپ کے لئے اپنی بارگاہ تک رسائی آسان فرمادی ہے! میرے لئے دعافرمائیں۔" پھر میں نے اپنے توشہ دان کی طرف اشارہ کیا تو اس نے پوچھا:" کیا آپ بھوک سے ہیں؟"میں نے کہا:"جی ہاں۔" تو اس نے کہا:"غذا طلب کر کے آپ نے اپنے دل کو کائنات میں غوروفکر سے غافل کر دیا ہے،اگر آپ یقین کا ذائقہ چکھ لیتے اور متقین کے لئے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی تیار کی گئی نعمتیں ملاحظہ کر لیتے تو آپ کا خشوع ہمیشہ رہتااور آپ کی بھوک ختم ہو جاتی۔" پھر اس نے اپنا ہاتھ زمین پر مارا تویکا یک گرم گرم روٹی برآمد ہوئی گویا کہ آگ سے نکلی ہواور اس نے مجھ سے کہا:" کھائیے۔"میں نے حیران ہوکر اسے کھایا اور دل میں اس کے متعلق پوچھنے کا ارادہ ہی کیا تھا کہ وہ خود ہی کہنے لگا:"اے نوجوان! بے شک اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ایسے بندے بھی ہیں جنہوں نے سچے دل سے خواہشات نفسانیہ کوترک کیا تواب پوری کائنات زندگی وموت میں ان کی خدمت کرتی ہے۔"اس کے بعد اچانک وہ میرے پاس سے غائب ہو گیا پھر میں اس کو نہ دیکھ سکا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا توکل علی اللہ:

(۸۰) اَلْخَامِسُ: عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّہٗ غَزَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قِبَلَ نَجْدٍ، فَلَمَّا قَفَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَفَلَ معھُمْ، فَاَدْرَکَتْھُمُ الْقَائِلَۃُ فِیْ وَادٍ کَثِیْرِ الْعِضَاہ، فَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَتفرَّقَ النَّاسُ یَسْتَظِلُّوْنَ بِالشَّجَرِ، وَنَزَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَحتَ سَمُرَۃٍ فَعَلَّقَ بِھَا سَیْفَہٗ وَنِمْنَا نَوْمَۃً، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَدْعُوْنَا وَاِذَا عِنْدَہٗ اَعْرَابِیٌّ، فَقَالَ: "اِنَّ ھٰذَا اخْتَرَطَ عَلَیَّ سَیْفِیْ وَاَنَا نَائِمٌ فَاسْتَیقَظْتُ وَھُوَ فِیْ یَدِہٖ صَلْتًا، قَالَ: مَنْ یَّمنَعُكَ مِنِّیْ؟ قُلْتُ: اَللّٰہُ - ثَلَاثًا-" وَّلَمْ یُعَاقِبْہُ وَجَلَسَ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ قَالَ جَابِرٌ: کُنَّا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بذَاتِ الرِّقَاعِ، فَاِذَا اَتَیْنَا عَلٰی شَجَرَۃٍ ظَلِیْلَۃٍ تَرَکْنَاھَا لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَجَاءَ رَجُلٌ مِّنَ الْمُشْرِکِیْنَ وَسَیْفُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ معَلَّقٌ بِالشَّجَرَۃِ فَاخْتَرطَہٗ، فَقَالَ: تَخَافُنِیْ؟ قَالَ: "لَا" فَقَالَ: فَمَنْ یَّمْنَعُكَ مِنِّیْ؟ قَالَ: "اَللّٰہُ" .

وَفِیْ رِوَایَۃِ اَبِیْ بَکْرِ الْاِسْمَاعِیْلِیِّ فِیْ 'صَحِیْحِہٖ'، قَالَ: مَنْ یَّمْنَعُكَ مِنِّیْ؟قَالَ: "اَللّٰہُ" ۔ قَالَ: فَسَقَطَ السَّیْفُ مِنْ یَّدِہٖ، فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ السَّیْفَ، فَقَالَ: "مَنْ یَّمْنَعُكَ مِنِّیْ؟" ۔ فَقَالَ: کُنْ خَیْرَ اٰخِذٍ ۔ فَقَالَ: "تَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰـہَ اِلَّا اللہ وَاَنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰہ؟" قَالَ: لَا، وَلٰکِنِّیْ اُعَاھِدُكَ اَنْ لَّا اُقَاتِلَكَ، وَلَا اَکُوْنَ مَعَ قَوْمٍ یُقَاتِلُوْنَكَ، فَخَلّٰی سَبِیْلَہٗ، فَاَتٰی اَصْحَابَہٗ، فَقَالَ:

(۸۰)(بخاری شریف کتاب الجہاد رقم الحدیث ۲۹۱۰)

جِئْتُكُمْ مِّنْ عِنْدِ خَيْرِ النَّاسِ ۔

قَوْلُهٗ: "قَفَلَ" اَیْ رَجَعَ، وَ"الْعِضَاهُ" الشَّجَرُ الَّذِیْ لَهٗ شَوْكٌ، وَ"السَّمُرَةُ" بِفَتْحِ السِّیْنِ وَضَمِّ الْمِیْمِ: اَلشَّجَرَةُ مِنَ الطَّلْحِ، وَهِیَ الْعِظَامُ مِنْ شَجَرِ الْعِضَاهِ، وَ"اخْتَرَطَ السَّیْفَ" اَیْ سَلَّهٗ وَهُوَ فِیْ یَدِهٖ ۔ "صَلْتًا" اَیْ مَسْلُوْلًا، وَّهُوَ بِفَتْحِ الصَّادِ وَضَمِّهَا ۔

◄◄ (پانچویں) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ نجد کی طرف ایک غزوہ میں شریک ہوئے۔ پس جب رسول اللہ ﷺ مراجعت فرما ہوئے تو وہ بھی ساتھ لوٹے۔ سوانہوں نے ایک خاردار درختوں بھری وادی میں پڑاؤ کیا۔ پس رسول اللہ ﷺ نے پڑاؤ کیا اور لوگ درختوں کے سایوں کی تلاش میں منتشر ہو گئے رسول اللہ ﷺ کیکر کے ایک درخت کے نیچے تشریف لے گئے۔ سو آپ نے اپنی تلوار اس کے ساتھ لٹکائی اور ہم سب سو گئے۔ اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں آواز دی (جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے) تو دیکھا کہ آپ کے پاس ایک اعرابی کھڑا ہے۔ آپ نے فرمایا: میں سو رہا تھا کہ اس اعرابی نے میری تلوار نیام سے نکال لی۔ جب میں بیدار ہوا تو وہ تلوار سونتے کھڑا تھا۔ کہنے لگا: اب کون ہے جو آپ کو مجھ سے بچائے؟ تو میں نے کہا: اللہ۔ تین بار اور حضور ﷺ نے اس اعرابی کو کوئی سزا نہ دی اور بیٹھ گئے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ہم غزوہ ذات الرقاع میں رسول اللہ ﷺ کے ہمراہ تھے۔ جب ہم ایک سایہ دار درخت کے پاس پہنچے تو ہم نے وہ درخت رسول اللہ ﷺ کے آرام کے لئے چھوڑ دیا۔ تو مشرکین میں سے ایک شخص آیا' اور رسول اللہ ﷺ کی تلوار درخت سے لٹک رہی تھی۔ اس شخص نے وہ تلوار بے نیام کر لی اور کہا: آپ مجھ سے ڈرتے ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا: نہیں' اس نے کہا: پھر کون ہے جو آپ کو مجھ سے بچائے گا؟ آپ نے فرمایا: اللہ۔ اور ابو بکر اسماعیلی نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے کہ اس شخص نے کہا: آپ کو کون مجھ سے بچائے گا؟ تو آپ نے فرمایا: اللہ تو تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ رسول اللہ ﷺ نے تلوار پکڑ لی اور فرمایا: اب تجھے کون مجھ سے بچا سکتا ہے؟ اس شخص نے کہا: آپ بہتر مواخذہ کرنے والے بنئے۔ آپ نے فرمایا: کیا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا: نہیں! لیکن میں آپ کے ساتھ وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ سے جنگ نہ کروں گا' اور نہ ان لوگوں کا ساتھ دوں گا جو آپ سے جنگ کریں گے تو آپ نے اس کو چھوڑ دیا۔ سو وہ شخص اپنے ساتھیوں کے پاس گیا تو ان سے کہا: میں انسانوں میں سے سب سے بہترین انسانوں کے پاس سے تمہارے ہاں آیا ہوں۔

حل لغات:

قفل: کا معنی ہے: وہ لوٹا۔

العصاۃ: خاردار درخت۔ السمرۃ: سین پر زبر اور میم پر پیش کے ساتھ بڑے خاردار درخت کیکر کو کہتے ہیں۔

سمرۃ: بمعنی ببول کا درخت۔

اخترط السیف: یعنی تلوار کو بے نیام کر کے ہاتھ میں پکڑ لیا۔

صلتا: یعنی سونتی ہوئی۔ صاد پر زبر اور پیش دونوں طرح صحیح ہے۔

تعارف راوی:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:4 میں ہو چکا ہے۔

پرندوں کا توکل:

(٧٩) اَلسَّادِسُ: عَنْ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "لَوْ اَنَّكُمْ تَتَوَكَّلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرَزَقَكُمْ كَمَا يَرْزُقُ الطَّيْرَ، تَغْدُوْا خِمَاصاً وَتَرُوْحُ بِطَانًا" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

مَعْنَاهُ: تَذْهَبُ اَوَّلَ النَّهَارِ خِمَاصًا: اَیْ ضَامِرَةَ الْبُطُوْنِ مِنَ الْجُوْعِ، وَتَرْجِعُ اٰخِرَ النَّهَارِ بِطَانًا. اَیْ مُمْتَلِئَةَ الْبُطُوْنِ.

◄◄ (چھٹی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: اگر تم اللہ تعالیٰ پر ایسا بھروسہ کرو جیسا کہ بھروسہ کرنے کا حق ہے تو وہ تمہیں اس طرح رزق عطا کرے گا جس طرح وہ پرندوں کو عطا کرتا ہے کہ وہ صبح کو خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس لوٹتے ہیں۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

اس کا معنی یہ ہے کہ صبح کو جاتے ہیں تو ان کے پیٹ بھوک کی وجہ سے خالی ہوتے ہیں اور جب شام کو لوٹتے ہیں تو ان کے پیٹ بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔

حل لغات:

تغدو: از، غدواً، بمعنی صبح کو جانا۔

خماصا: بمعنی پیٹ کا خالی ہونا۔

تروح: از، الرواح، بمعنی سورج ڈھلنے کا وقت۔

بطاناً: از، بطن، بمعنی پیٹ۔

---

(٧٩) (ترمذی شریف کتاب الزہد رقم الحدیث ٢٣٤٤)

تعارف راوی:

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 1 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ پرندوں کے دل بہت نرم ہوتے ہیں، کہ ایک دوسرے کا خیال رکھتے ہیں یا یہ کہ وہ اللہ پر توکل کرتے ہیں کبھی کھانا جمع نہیں کرتے روزانہ صبح کو اللہ پر بھروسہ کر کے نکلتے ہیں اور اللہ پر بھروسہ کے ساتھ ہی اُن کی واپسی ہوتی ہے، اس حال میں کہ ان کا پیٹ بھرا ہوتا ہے مطلب یہ کہ جو اللہ پر توکل کرتا ہے تو اللہ اس کو روزی دیتا ہے لیکن توکل سے مراد حقیقی توکل ہے جس کا تعارف باب کے شروع میں ہو چکا ہے۔

تَوَکُّل کے متعلق اسلاف کے اقوال:

حضرت سَیِّدُ نا ابو موسیٰ دَبِیلی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں، میں نے حضرت سَیِّدُ نا ابو یزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پوچھا: "توکل کیا ہے؟" انہوں نے مجھ سے استفسار فرمایا: "تم کیا کہتے ہو؟" میں نے کہا: "ہمارے اصحاب تو فرماتے ہیں کہ اگر درندے اور سانپ تمہارے دائیں بائیں ہوں تو بھی تمہارے باطن میں کوئی حرکت نہ ہو۔" تو حضرت سَیِّدُ نا ابو یزید رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرمانے لگے: "ہاں! یہ توکل کے قریب ہے لیکن اگر اہلِ جنت، جنت میں نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہوں اور جہنمیوں کو جہنم میں عذاب دیا جا رہا ہو، پھر تم ان دونوں کے درمیان تمیز کرنے لگو، تو توکل سے نکل جاؤ گے۔"

حضرت سَیِّدُ نا ابو عبداللہ قرشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے توکل کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: "ہر حال میں اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے تعلق قائم رکھنا۔" سائل نے عرض کی: "مزید کچھ فرمایئے۔" فرمایا: "ہر اس سبب کو چھوڑ دینا جو اللہ عَزَّ وَجَلَّ تک پہنچنے میں روکاٹ ہو۔"

تَوَکُّل کے درجات:

توکل کے تین درجے ہیں:

(۱) پہلا درجہ یہ ہے کہ انسان کا اللہ عَزَّ وَجَلَّ پر اعتماد اس طرح ہو جس طرح اس کا اعتماد اس وکیل پر ہوتا ہے جسکی سچائی، امانت، عنایت، ہدایت اور شفقت اسے معلوم ہوتی ہے۔

(۲) دوسرا درجہ یہ ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے ساتھ اس کا حال ایسا ہو جیسے بچے کا حال اپنی ماں کے ساتھ ہوتا ہے کہ اس کے سوا کسی کو نہیں پہچانتا اور تمام امور میں اسی کی پناہ لیتا ہے اور یہی اس کا پہلا خیال ہوتا ہے جو اس کے دل میں پیدا ہوتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جو اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے رحم و کرم پر بھروسہ کرتے ہوئے اس کے سوا کسی سے سوال نہ کیا جائے۔

(۳) تیسرا درجہ بیمار کی زردی کی طرح ہے کبھی ہمیشہ رہتی ہے اور کبھی زائل ہو جاتی ہے۔

اگر تم سوال کرو، کہ کیا ان احوال میں بندے کے ساتھ تدبیر اور اسباب کا تعلق باقی رہتا ہے؟ تو جان لیجئے! تیسرا درجہ تو تدبیر کی بالکل نفی کرتا ہے جب تک یہ حالت باقی رہے اور دوسرا مقام بھی ہر تدبیر کی نفی کرتا ہے، ہاں! اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے فریاد کرنا اور سوال کرنا باقی رہتا ہے جیسے بچہ صرف اپنی ماں کو پکارتا ہے۔

(۸۰) اَلسَّابِعُ: عَنْ اَبِیْ عُمَارَۃَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "یَا فُلَانُ، اِذَا اَوَیْتَ اِلٰی فِرَاشِكَ، فَقُلِ: اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ، وَوَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْكَ، وَفَوَّضْتُ اَمْرِیْ اِلَیْكَ، وَاَلْجَاْتُ ظَھْرِیْ اِلَیْكَ رَغْبَةً وَّرَھْبَةً اِلَیْكَ، لَا مَلْجَاَ وَلَا مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَیْكَ، اٰمَنْتُ بِکِتَابِكَ الَّذِیْ اَنْزَلْتَ ؛ وَنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ ۔ فَاِنَّكَ اِنْ مِتَّ مِنْ لَّیْلَتِكَ مِتَّ عَلَی الْفِطْرَۃِ، وَاِنْ اَصْبَحْتَ اَصَبْتَ خَیْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ فِی الصَّحِیْحَیْنِ، عَنِ الْبَرَاءِ، قَالَ: قَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِذَا اَتَیْتَ مَضْجَعَكَ فَتَوَضَّاْ وُضُوْءَ كَ لِلصَّلٰوۃِ، ثُمَّ اضْطَجِعْ عَلٰی شِقِّكَ الْاَیْمَنِ، وَقُلْ وذَکَرَ نَحْوَہٗ ثُمَّ قَالَ: وَاجْعَلْھُنَّ اٰخِرَ مَا تَقُوْلُ"۔

◄◄ (ساتویں) حضرت ابوعمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے فلاں! جب تو سونے کے لئے بستر پر لیٹے تو یہ کلمات پڑھ: اَللّٰھُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِیْ اِلَیْكَ، وَوَجَّھْتُ وَجْھِیْ اِلَیْكَ اے اللہ! میں نے اپنے آپ کو تیرے سپرد کر دیا اور میں نے اپنے چہرے کو تیری طرف متوجہ کر دیا اور اپنا معاملہ تیرے سپرد کر دیا اور میں نے اپنی پشت کو تیری پناہ میں دے دیا۔ تیرے ثواب کی امید پر اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہوئے' تیرے بغیر نہ کوئی پناہ گاہ ہے' اور نہ جائے نجات۔ میں ایمان لایا اس کتاب پر جو تو نے نازل فرمائی اور تیرے اس نبی پر جس کو تو نے مبعوث فرمایا۔ آپ نے فرمایا: اگر تو اس رات فوت ہو جائے تو تیری موت فطرت پر ہوگی اور اگر تو صحیح سلامت صبح کو اٹھا تو تجھے بھلائی نصیب ہوگی۔

(متفق علیہ)

اور صحیحین کی ایک روایت میں حضرت براء بن عازب سے مروی ہے فرمایا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تو بستر پر جانے لگے تو وضو کر جس طرح نماز کے لئے کیا جاتا ہے۔ پھر دائیں پہلو پر لیٹ اور یہ کلمات پڑھ۔ اس کے بعد آپ نے مندرجہ بالا کلمات بیان فرمائے۔ پھر آپ نے فرمایا: یہ کلمات سونے سے پہلے تیرے آخری کلمات ہونے چاہئیں۔

(۸۰) (بخاری شریف کتاب الدعوات رقم الحدیث ۶۳۱۱)

حل لغات:

فوضت: از تفویضاً بمعنی سپرد کرنا۔

رھبة: بمعنی خوف کھانا۔

ملجاء: بمعنی پناہ گاہ۔

منجاء: از، نجاءً، بمعنی خلاصی پانا، نجات پانا۔

اضطجع: از، ضجعاً، بمعنی پہلو کے بل لیٹنا۔

تعارف راوی:

براء ابن عازب: آپ کی کنیت ابوعمارہ ہے، انصاری حارثی ہیں، ۲۴ھ چوبیس میں کوفہ پہنچے اور حضرت علی کے ساتھ جنگ جمل، صفین اور غزوہ نہروان میں شریک ہوئے، مصعب ابن زبیر کے زمانہ میں کوفہ میں وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸ تحت حرف الباء، صحابہ کرام،)

شرح:

حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بیان ہے کہ مجھ سے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آیئے ہم اور آپ یہ عہد کریں کہ ہم دونوں میں سے جو بھی پہلے وصال کرے وہ خواب میں آ کر اپنا حال دوسرے کو بتادے۔ میں نے کہا کہ کیا ایسا ہوسکتا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ ہاں مؤمن کی روح آزاد رہتی ہے۔ روئے زمین میں جہاں چاہے جاسکتی ہے۔ اس کے بعد حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وصال ہوگیا۔

پھر میں ایک دن قیلولہ کر رہا تھا تو بالکل ہی اچانک حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے سامنے آ گئے اور بلند آواز سے انہوں نے کہا: اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه، میں نے جواب میں: وَعَلَیْکُمُ السَّلَامُ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُه، کہا اور ان سے دریافت کیا کہ کہیے وصال کے بعد آپ پر کیا گزری؟ اور آپ کس مرتبہ پر ہیں؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں بہت ہی اچھے حال میں ہوں اور میں آپ کو یہ نصیحت کرتا ہوں کہ آپ ہمیشہ خدا پر توکل کرتے رہیں کیونکہ توکل بہترین چیز ہے، توکل بہترین چیز ہے، توکل بہترین چیز ہے۔ اس جملہ کو انہوں نے تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔

(شواھد النبوۃ، رکن سادس دربیان شواھد ودلائلی..............الخ، سلمان فارسی..............الخ، ص ۲۸۷)

پریشانی میں اللہ پر توکل:

(۸۱) اَلثَّامِنُ: عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُثْمَانَ بْنِ عَامِرِ بْنِ عُمَرِ ابْنِ

(۸۱) (بخاری شریف کتاب فضائل الصحابہ رقم الحدیث ۳۴۵۳' کتاب فضائل الصحابہ رقم الحدیث ۳۷۰۷) (مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۳۱۹۲۹) (مسند ابو یعلی رقم الحدیث ٦٦) (ابن حبان رقم الحدیث ٦٢٧٨) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۱۱) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۳۰۹٦)

كَعْبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ تَيْمِ بْنِ مُرَّةَ بْنِ كَعْبِ بْنِ لُؤَيِّ بْنِ غَالِبِ الْقُرَشِيِّ التَّيْمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ - وَهُوَ وَاَبُوْهُ وَاُمُّهُ صَحَابَةٌ - رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ - قَالَ: نَظَرْتُ اِلٰى اَقْدَامِ الْمُشْرِكِيْنَ وَنَحْنُ فِي الْغَارِ وَهُمْ عَلٰى رُؤُوْسِنَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، لَوْ اَنَّ اَحَدَهُمْ نَظَرَ تَحْتَ قَدَمَيْهِ لَاَبْصَرَنَا ۔ فَقَالَ: "مَا ظَنُّكَ يَا اَبَا بَكْرٍ بِاثْنَيْنِ اللّٰهُ ثَالِثُهُمَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◄◄ (آٹھویں) حضرت ابوبکر صدیق عبداللہ بن عثمان بن عامر بن عمر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب قرشی تیمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ آپ اور آپ کے والد ماجد اور والدہ ماجدہ سب صحابی ہیں۔ رضی اللہ عنہم۔ فرمایا: ہم غار ثور میں تھے میں نے مشرکین کے قدموں کو دیکھا وہ بالکل ہمارے سروں کے اوپر تھے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر ان میں سے کوئی شخص اپنے قدموں کے نیچے نگاہ دوڑائے تو ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! ان دو کے بارے میں تیرا کیا گمان ہے جن کے ساتھ تیسرا اللہ تعالیٰ ہو۔

(متفق علیہ)

تعارف راوی:

بوبکر الصدیق: آپ کا نام شریف عبداللہ ابن عثمان (ابوقحافہ) ابن عامر ابن عمرو ابن کعب ابن سعد ابن تیم ابن مرہ ہے یعنی ساتویں والد مرہ میں حضور سے ملتے ہیں، آپ کا لقب صدیق بھی ہے عتیق بھی، حضور نے فرمایا کہ جسے آگ دوزخ سے عتیق دیکھنا ہو وہ ابوبکر کو دیکھے۔ حضور انور کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہوئے، زمانہ جاہلیت اور اسلام میں کبھی بھی حضور انور سے الگ نہ ہوئے، آپ سب سے پہلے مؤمن ہیں قدرت خدا ہے کہ آپ کی کنیت ابوبکر ہے یعنی اولیت والے، ابومعنی والے، بکر معنی اولیت "سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا" آپ ایمان، ہجرت، بعد رسول وفات وغیرہ سب میں اول ہی رہے۔ (مترجم) آپ سفید رنگ دبلا بدن ہلکے رخسارے چہرہ پر رگیں ظاہر آنکھیں کچھ دھنسی ہوئی پیشانی ادبھری ہوئی مہندی اور وسمہ کا خضاب لگاتے تھے، آپ خود صحابی ہیں، والدین صحابی ہیں، ساری اولاد صحابی پوتی پوتے نواسی نواسے صحابی کسی صحابی کو یہ شرف حاصل نہیں جیسے یوسف علیہ السلام چار پشت کے نبی ہیں۔ گروہ انبیاء میں صرف آپ کو یہ شرف حاصل ہے، یوں ہی جماعت صحابہ میں آپ ہی ہیں جو چار پشت کے صحابی ہیں، آپ کی ولادت مکہ معظمہ میں واقعہ فیل کے دو سال چار ماہ بعد ہوئی، مدینہ منورہ میں بائیس جمادی آخر ۱۳ھ تیرہ منگل کی رات مغرب وعشا کے درمیان آپ کی وفات ہوئی، تریسٹھ سال عمر ہوئی، آپ کی وصیت کے مطابق آپ کو غسل آپ کی بیوی اسماء بنت عمیس نے دیا اور نماز حضرت عمر نے پڑھائی، آپ کی خلافت دو سال چار ماہ ہے، آپ سے بہت تھوڑی احادیث مروی ہیں کیونکہ آپ کی حیوٰۃ شریف حضور کے بعد بہت تھوڑی ہے، روضہ رسول میں دفن ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸ تحت حرف الباء، صحابہ کرام،)

(شرح:

معلوم ہوا جو اللہ پرتوکل کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو کبھی تنہا نہیں چھوڑتا،

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم بن مُہَلَّب علیہ رحمۃ اللہ الرَّب فرماتے ہیں:" دورانِ سفر میں ایک ویران جنگل سے گزرا تو ایک لڑکے کو نماز میں مشغول پایا۔ جب اس نے نماز مکمل کر لی تو میں نے کہا:" اس ویران جنگل میں تمہارا کوئی مونس وغمخوار بھی ہے؟" کہا:" کیوں نہیں! بالکل ہے۔" میں نے کہا:" کہاں ہے؟" کہا:" میرے دائیں، بائیں، اوپر، نیچے، آگے پیچھے ہر طرف۔"

میں سمجھ گیا کہ یہ لڑکا اہلِ معرفت میں سے ہے۔ میں نے کہا:" کیا تمہارے پاس زادِ راہ بھی ہے؟" کہا:" کیوں نہیں۔" میں نے کہا:" تمہارا زادِ راہ کیا ہے؟" کہا:" اخلاص، توحید، حضورِ پاک صاحبِ لَوْ لاک، سیاحِ افلاک صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم کی نبوت کا اِقرار، ایمانِ صادق، اور پختہ تَوَکُّل میرا زادِ راہ ہے۔" میں نے کہا:" میرے بیٹے! کیا تم میرے ساتھ رہنا پسند کرو گے؟" کہا:" جب کسی کو کوئی رفیق مل جائے تو وہ اسے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی یاد سے غافل کر دیتا ہے اور میں کسی بھی ایسے شخص کی رفاقت نہیں چاہتا جس کی وجہ سے لمحہ بھر کے لئے بھی اپنے پاک پروردگار عَزَّ وَجَلَّ کی یاد سے غافل ہو کر عبادت کی اس لذّت سے محروم ہو جاؤں جسے میں اب محسوس کر رہا ہوں۔" میں نے کہا:" اس خطرناک ویران جنگل میں اکیلے رہتے ہوئے تمہیں وحشت نہیں ہوتی؟" کہا:" اللہ عَزَّ وَجَلَّ سے محبت کی دولت ایسی دولت ہے کہ اس نے مجھ سے ہر وحشت دور کر دی ہے۔ اور اب یہ حال ہے کہ درندوں کے درمیان بھی خوف و وَحْشَت محسوس نہیں ہوتی۔" میں نے کہا:" تم کھاتے کہاں سے ہو؟" کہا:" جس پاک پروردگار عَزَّ وَجَلَّ نے مجھے ماں کے پیٹ کی تاریکیوں میں رزق دیا، وہی پروردگار عَزَّ وَجَلَّ اب بھی ہے جسے میں پورا کروں؟" کہا:" ہاں! ایک حاجت ہے اور وہ یہ کہ اگر دوبارہ مجھے دیکھو تو مجھ سے گفتگو نہ کرنا اور نہ ہی میرے بارے میں کسی کو بتانا۔" میں نے کہا:" جیسے تمہاری مرضی، اس کے علاوہ کوئی اور حاجت ہو تو بتاؤ؟" کہا:" ہاں! اگر ہو سکے تو دعاؤں میں یاد رکھنا، جب بھی غمگین و پریشان ہو کر دعا کرو تو میرے لئے بھی دعا ضرور کرنا۔"

میں نے کہا:" میرے بیٹے! میں تمہارے لئے کس طرح دعا کروں جبکہ تم مجھ سے افضل ہو کیونکہ خوفِ خدا عَزَّ وَجَلَّ اور توکل تم میں مجھ سے بہت زیادہ ہے۔" کہا:" اس طرح نہ کہیے، کیونکہ آپ عمر میں مجھ سے بڑے ہیں، آپ کو دولتِ ایمان مجھ سے پہلے نصیب ہوئی، آپ کی نمازیں اور روزے مجھ سے زیادہ ہونگے۔" میں نے کہا:" مجھے بھی تم سے کام ہے۔" اس نے کہا بتائیے! کیا کام ہے؟" میں نے کہا:" میرے لیے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کرو۔" اس نے یہ دعا کی:" اللہ عزَّ وَجلَّ آپ کو ہر لمحہ گناہوں سے محفوظ رکھے، ایسا غم عطا فرمائے جس میں اس کی رضا پوشیدہ ہو۔ اور اس کے علاوہ کوئی اور غم نہ ہو۔" میں نے کہا:" اے میرے لختِ جگر! اب دوبارہ ملاقات کب ہوگی؟ میں تجھے کہاں تلاش کروں؟"

کہا:" دنیا میں مجھ سے ملاقات کی امید نہ رکھنا، اور آخرت میں مجھ سے ملنا چاہو تو ہر اس کام سے بچنا جس سے اللہ عَزَّ وَجَلَّ نے منع فرمایا ہے۔ اور کسی بھی ایسے کام میں اس کی نافرمانی نہ کرنا جس کا اس نے حکم دیا۔ آخرت متقین کے جمع ہونے کی جگہ ہے۔ اگر وہاں مجھ سے ملنا چاہو تو ان لوگوں میں تلاش کرنا، جو دیدارِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کر رہے ہوں میں آپ کو انہیں لوگوں میں ملوں گا۔"

میں نے کہا:" تجھے کیسے معلوم کہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں تجھے یہ مرتبہ ملے گا؟" کہا:" اس لئے کہ میں اس کی حرام کردہ اشیاء سے بغض رکھتا ہوں، ہر گناہ اور ہر اس کام سے بچتا ہوں جس سے بچنے کا اس نے حکم دیا ہے۔ اور میں نے اپنے پروردگار عَزَّ وَجَلَّ سے یہ دعا کی ہے کہ مجھے جنت میں اپنے دیدار کی دولتِ لازوال عطا فرمائے۔" اتنا کہنے کے بعد اس لڑکے نے چیخ مار کر ایک طرف دوڑ لگا دی اور نظروں سے اوجھل ہو گیا۔ (عیون الحکایات، لابن جوزی، ص ١٠٦، ١٠٥)

(٨٢) اَلتَّاسِعُ: عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اُمِّ سَلَمَةَ وَاِسْمُهَا هِنْدُ بِنْتُ اَبِیْ اُمَیَّةَ حُذَیْفَةَ الْمَخْزُوْمِیَّةُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ کَانَ اِذَا خَرَجَ مِنْ بَیْتِهٖ، قَالَ: "بِسْمِ اللّٰهِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ، اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ، اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ، اَوْ اَجْهَلَ اَوْ یُجْهَلَ عَلَیَّ" حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ، رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَغَیْرُهُمَا بِاَسَانِیْدَ صَحِیْحَةٍ. قَالَ التِّرْمِذِیُّ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ" وَهٰذَا لَفْظُ اَبِیْ دَاوُدَ.

◀◀ (نویں) ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا جن کا نام نامی ہند بنت ابی امیہ حذیفہ المخزومیہ رضی اللہ عنہا ہے سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ جب گھر سے نکلتے تو دعا کرتے: بِسْمِ اللّٰهِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ، اَوْ اَزِلَّ اَوْ اُزَلَّ، اَوْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ، اَوْ اَجْهَلَ اَوْ یُجْهَلَ عَلَیَّ اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں۔ میں نے اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کیا۔ اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا مجھے گمراہ کر دیا جائے یا مجھے پھسل جاؤں یا پھسلا دیا جائے یا میں ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے میں جہالت کا ارتکاب کروں یا مجھ سے جہالت کا ارتکاب کیا جائے۔ یہ حدیث صحیح ہے اسے ابوداؤد اور ترمذی وغیرہ نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔ امام ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن صحیح ہے اور یہ الفاظ ابوداؤد کے ہیں۔

تعارف راویہ:

ام سلمہ: آپ کا نام ہند بنت ابی امیہ ہے، پہلے حضرت ابوسلمہ کے نکاح میں تھیں، ۴ھ میں جب ابوسلمہ کا انتقال ہو گیا تو حضور انور کے نکاح میں آئیں۔ اسی سال شوال کے مہینہ میں نکاح ہوا آپ کی عمر چوراسی سال ہوئی ٥٩، انسٹھ میں وفات

(٨٢) (ابوداؤد شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث ٥٠٩٤) (ترمذی شریف کتاب الدعوات رقم الحدیث ٣٤٢٧)

ہوئی۔آپ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی زینب اور زوجہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما، وغیرہما نے روایات لیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸ تحت حرف السین، صحابیات،)

شرح:

معلوم ہوا ہر کام اللہ پر توکل کر کے شروع کرنا چاہیے، وہ سفر ہو یا کاروبار یا کوئی اور کام حتیٰ کہ علم دین بھی اللہ پر توکل کیے بغیر صحیح معنوں میں حاصل نہیں ہوتا۔

ایک طالب علم کو تحصیل علم کے دوران توکل علی اللہ اختیار کرنا بہت ضروری ہے۔ اسے رزق کے معاملہ میں فکروغم سے بالکل کام نہیں لینا چاہیے اور نہ ہی دلی طور پر اس کے متعلق سوچ بچار کرنا چاہیے۔

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ صحابی رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم حضرت عبداللہ بن حسن زبیدی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ تَفَقَّهَ فِي دِيْنِ اللهِ كَفَاهُ اللهُ تَعَالىٰ هَمَّه، وَرَزَقَه، مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ"

(تاریخ بغداد، محمد بن عمر بن الحسین بن الخطاب، ج۳، ص۲۴۲)

ترجمہ: جو اللہ عزوجل کے دین کے لیے فقہ سیکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات کا کفیل ہو جاتا ہے اور اس کو ایسی جگہ سے رزق فراہم کرتا ہے جس کا یہ گمان تک نہیں رکھتا۔

وہ شخص کہ جس کا دل ہر وقت رزق، خوراک اور لباس کی فکر ہی میں لگا رہتا ہے ایسا شخص مکارم اخلاق اور بلند پایہ امور کے لیے بہت ہی کم وقت نکال سکتا ہے۔ایک شاعر ایسے شخص کے بارے میں تنقید کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

"دَعِ الْمَكَارِمَ لَاتَرْحَلْ لِبُغْيَتِهَا" "وَاقْعُدْفَاِنَّكَ اَنْتَ الطَّاعِمُ الْكَاسِي"

ترجمہ: مکارم الاخلاق کو چھوڑ کہ ان کے لیے سفر کرنے کی کیا ضرورت ہے بس! بیٹھ جا کہ تیرا کام تو صرف کھانا اور پہننا ہے۔

ایک مرتبہ ایک شخص نے منصور حلاج سے کہا کہ مجھے کوئی وصیت کیجئے تو انہوں نے فرمایا کہ یاد رکھو کہ تمہارا نفس ایک ایسی چیز ہے کہ اگر تم نے اسے نیک کاموں میں مشغول نہ رکھا تو یہ تمہیں اپنی خواہشات کے حصول میں مشغول کر دے گا۔لہٰذا ہر کسی کو چاہیے کہ اپنے نفس کو کار خیر میں مصروف رکھے تاکہ وہ اسے خواہشات نفسانیہ میں نہ پھنسا سکے۔ پس ایک عقل مند کو دنیا کے بارے میں فکر مند نہیں ہونا چاہیے کیونکہ فکروغم نہ تو کسی مصیبت کو ٹال سکتے ہیں اور نہ ہی کوئی نفع پہنچا سکتے ہیں بلکہ فکر وغم کرنا دل ودماغ اور بدن کے لیے بہت نقصان دہ اور نیک اعمال میں خلل پیدا کرنے والا ہے۔ بندے کو چاہیے کہ دنیا کا فکروغم کرنے کے بجائے اپنی آخرت کی فکر کرے کہ یہ فکر بہت فائدہ مند ہے۔اور جہاں تک اس حدیث پاک کا تعلق ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اِنَّ مِنَ الذُّنُوْبِ ذُنُوْبًا لَا یُکَفِّرُ هَا اِلَّا هَمُّ الْمَعِیْشَةِ" (حلیۃ الاولیاء، الحدیث ۸۹۵۹، ج۶، ص۳۶۶)

ترجمہ: بے شک کچھ گناہ ایسے ہوتے ہیں کہ جن کا کفارہ صرف فکر معاش ہی ہے۔

تو اس حدیث میں وہ فکر معاش مراد ہے جو کہ اعمال خیر میں مخل نہ ہو نہ ہی ایسی فکر ہو جو دل کو اتنا مشغول کردے کہ نماز میں حضور قلب نہ ہو سکے، لہٰذا ایسی فکر معاش یقیناً فکر آخرت ہے۔

نیز ایک طالب علم کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ جتنا ممکن ہو دنیاوی معاملات سے دور رہے کہ اسی وجہ سے پہلے کے علماء تحصیل علم کے لیے سفر اختیار کیا کرتے تھے۔

جب ایک طالب علم راہ علم میں سفر اختیار کرے تو پھر اس راہ میں آنے والی ہر تکلیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا چاہیے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سفرِ علم ہی کی تکالیف کے بارے میں فرماتے ہیں:

"لَقَدْ لَقِیْنَا مِنْ سَفَرِنَا هٰذَا نَصَبًا"

ترجمہ کنزالایمان: بے شک ہمیں اپنے اس سفر میں بڑی مشقت کا سامنا ہوا۔ (پ15، الکہف:62)

آپ علیہ السلام نے اپنی زندگی میں اور بہت سے سفر کیے مگر آپ نے کسی سفر کے متعلق اظہار مشقت نہیں فرمایا بلکہ سفر علم ہی کے متعلق اظہار مشقت ہوا کہ معلوم ہو جائے راہ علم تکالیف سے خالی نہیں۔ چونکہ علم ایک عظیم چیز ہے اور اکثر علماء کے نزدیک جہاد کرنے سے بھی افضل ہے اور اجر و ثواب کا قاعدہ بھی تو یہی ہے کہ جو کام جتنا زیادہ مشکل ہوگا اس کا ثواب اسی قدر زیادہ ہوگا۔ جو شخص راہ علم دین میں پہنچنے والی تکالیف کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتا ہے تو پھر وہ ایک ایسی لذت پالیتا ہے جو دنیا بھر کی لذتوں سے زیادہ لذیذ ہوتی ہے۔

امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ جب ساری رات جاگتے اور کسی مشکل مسئلہ کو حل کرنے میں کامیاب ہو جاتے تو فرماتے شہزادوں کو بھلا یہ لذت کہاں محسوس ہو سکتی ہے۔

ایک طالب علم کے لیے نہایت ضروری ہے کہ وہ طلب علم کے سواء دیگر اشیاء کی طرف بالکل توجہ نہ دے اور علم فقہ سیکھنے سے اعراض نہ کرے۔ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ تحصیلِ علم کا زمانہ تو مہد سے لے کر لحد تک ہے۔ اگر کوئی بد نصیب علم سے گھڑی بھر کیلئے دور رہنا چاہتا ہے تو اسے ڈرنا چاہیے کہ کہیں وقت اس سے منہ نہ موڑ لے کیونکہ طلب علم میں کچا ارادہ ثمر خیز نہیں ہوتا۔

ایک فقیہ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی موت کے وقت ان کی عیادت کے لئے حاضر ہوئے درآں حالیکہ آپ پر جان کنی کی کیفیت طاری تھی۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اہمیت علم جتانے کیلئے ان سے پوچھا کہ رمی جمار کرنا سوار ہو کر افضل ہے یا پیدل؟ جب ان سے کوئی جواب نہ بن پڑا تو امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے خود ہی اس کا جواب دیا۔ لہٰذا ایک فقیہ کیلئے ضروری ہے کہ وہ تمام وقت تحصیل فقہ میں مشغول رہے، تب ہی کہیں جا کر اس کو لذت علم محسوس ہوگی۔

کسی نے امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کوخواب میں دیکھ کر پوچھا کَیْفَ کُنْتَ فِی حَالِ النَّزْعِ آپ نے حالت نزع کو کیسا پایا؟ آپ رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے ارشادفرمایا کہ میں اس وقت مُکاتَب غلام کے متعلق فکر میں کھویا ہوا تھا مجھے تو پتا ہی نہیں چلا کہ میری روح کب نکلی۔

کہا جاتا ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی عمر کے آخری وقت میں فرمایا کہ مجھے مکاتب غلام کے مسائل نے اس قدر مشغول رکھا کہ مجھ سے اس دن کیلئے کوئی تیاری نہیں ہوسکی۔ بہرحال یہ تو امام محمد رحمۃ اللہ تعالٰی علیہ کی عاجزی تھی مگر ان واقعات سے آپ کی علمی مصروفیات کا اندازہ بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔(تعلیم المتعلم،ص ۸۰)

توکل پر پختگی:

(۸۳) اَلْعَاشِرُ: عن اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ قَالَ - یَعْنِیْ: اِذَا خَرَجَ مِنْ بَیْتِہٖ -: بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ، یُقَالُ لَہٗ: ھُدِیْتَ وَکُفِیْتَ وَوُقِیْتَ، وَتَنَحّٰی عَنْہُ الشَّیْطٰنُ" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَغَیْرِھِمْ . وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"، زَادَ اَبُوْ دَاوٗدَ: "فَیَقُوْلُ - یَعْنِیْ: الشَّیْطَانَ - لِشَّیْطَانٍ اٰخَرَ: کَیْفَ لَکَ بِرَجُلٍ قَدْ ھُدِیَ وَکُفِیَ وَوُقِیَ؟" .

◀◀ (دسویں) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: جس نے کہا: یعنی جب وہ گھر سے نکلا۔ بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ، وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ، شروع اللہ کے نام سے میں نے بھروسہ کیا اللہ تعالٰی پر،اور اللہ تعالٰی کے سوا کسی کے پاس نہ توفیق ہے نہ طاقت۔تو اس سے کہا جاتا ہے تجھے ہدایت عطا کی گئی تیری کفایت کی گئی اور تجھے بچالیا گیا'اور شیطان اس سے دور بھاگتا ہے۔ اسے ابوداؤد'ترمذی اور نسائی وغیرہ نے بیان کیا ہے'اور ترمذی نے کہا: یہ حدیث حسن ہے۔ابوداؤد نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے۔پس وہ کہتا ہے یعنی شیطان دوسرے شیطان سے'اس شخص کے بارے میں اب تیرا کیا چارۂ کار ہے جسے ہدایت دی گئی جو کفایت کیا گیا اور جسے بچالیا گیا۔

تعارف راوی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالٰی تعارف حدیث نمبر:5 میں گزر گیا ہے۔

شرح:

حضرتِ سیِّدُنا حامد اَسْوَد علیہ رحمۃ اللہ الاحد نقل فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سیِّدُنا ابراہیم خوّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق کو یہ فرماتے ہوئے سنا:"تَوَکُّل کے بارے میں میرے یقین کی پختگی کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ میں جنگلوں

(۸۳)(ابوداؤدشریف کتاب الادب رقم الحدیث ۵۰۹۵)(ترمذی شریف کتاب الدعوات رقم الحدیث ۳۴۲۶)

اور صحراؤں میں سفر کرتا اور اپنے توکل کو پختہ کرتا۔ مجھے ویران اور غیر آباد علاقوں سے محبت ہوگئی۔ ایک دن میں ایک ویران جنگل کی طرف گیا اور اس جنگل میں تین دن تین رات قیام کیا۔ جب چوتھی صبح ہوئی تو بھوک و پیاس کی وجہ سے کمزوری محسوس ہونے لگی۔ بتقاضائے بشریت مجھے رزق کے معاملے میں کچھ تردّد ہونے لگا۔ میں بڑا دِل گیر) غمگین (ہوا۔ اچانک میرے سامنے چار بڑے بڑے اژدھے نمودار ہوئے۔ وہ اپنے منہ سے سیٹی کی سی آواز نکالنے لگے پھر بھنبھناہٹ سی سنائی دینے لگی۔ ان کی اس آواز میں ایسا غم وسوز تھا کہ ایسی غمگین آواز میں نے آج تک نہ سنی تھی۔ میری آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ وہ چاروں میری طرف آئے، ان میں سے ایک نے اپنا سر بلند کیا اور بڑا فصیح وبلیغ کلام کرتا ہوا مجھ سے یوں گویا ہوا: "اے ابراہیم) رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ (! کیا تو اپنے خالق کے بارے میں شک میں مبتلا ہے؟"

میں نے کہا: "نہیں! اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَزَّوَجَلَّ میں بالکل مطمئن ہوں۔" اس نے کہا: "پھر تو رزق کے بارے میں شک میں کیوں مبتلا ہوا؟" وہ اژدھا میری حالت سے واقف ہوگیا تھا۔ میں نے متعجب ہوکر پوچھا: "تم میرے حال سے کیسے واقف ہوئے؟" اس نے کہا: "مجھے اس پاک پروردگار عَزَّ وَجَلَّ نے آگاہ کیا جو ہر وقت میرے ساتھ ہے۔ سنو! ہم چار اژدھے مختلف مقامات کے رہنے والے ہیں اور ہم توکل جمع کرنے آئے ہیں۔"

میں نے کہا: "یہ تو بہت ضروری ہے۔ بے شک میں نے بھی کھانے پینے کے متعلق توکل کیا۔ اس دوران اکثر اوقات بھوک و پیاس کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟" اس نے کہا: "اے ابراہیم! پوشیدہ باتوں کی ٹوہ میں نہ پڑو۔ بے شک اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے کچھ ایسے بندے بھی ہوتے ہیں جنہیں اس کا ذکر سیراب کرتا ہے اور اس سے ان کی بھوک جاتی رہتی ہے۔ پھر وہ کسی ایسی چیز کی پرواہ نہیں کرتے جس کے ذریعے دوسرے لوگ اپنی زندگی گزارتے ہیں اور ان لوگوں کے دلوں میں ایسی چیزوں کے متعلق کبھی پریشانی نہیں ہوتی جس کے نہ ملنے پر دوسروں کو پریشانی لاحق ہوتی ہے۔ ہاں! وہ تو صرف فتنہ وفساد سے ڈرتے ہیں۔" اس اژدھے کا ایسا فصیح وبلیغ کلام سن کر میں نے اپنے دل میں کہا: "سُبْحَانَ اللہ عَزَّ وَجَلَّ! یہ اژدھا کتنا پیارا کلام کررہا ہے اور میں اس کی بات کو کتنی اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔"

پھر میں رونے لگا۔ میں یہ باتیں سوچ ہی رہا تھا کہ وہ اژدھا پھر بولا: "اے ابراہیم! پوشیدہ باتوں کی ٹوہ میں نہ رہو، کیا تم اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی مخلوق میں کسی کو حقیر سمجھتے ہو؟ بے شک مجھے قوتِ گویائی اسی پاک پروردگار عَزَّ وَجَلَّ نے عطا فرمائی ہے جس نے تمہارے باپ آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو مٹی سے پیدا فرمایا۔ تم میرے بولنے سے متعجب ہورہے ہو! حالانکہ زیادہ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ ہم ایک ایسی وادی سے تیرے پاس آئے ہیں جو یہاں سے ایک ماہ کی مسافت پر ہے۔ ہمیں ہمارے پاک پروردگار عَزَّ وَجَلَّ نے یہاں بھیجا ہے۔"

یہ سن کر میں بہت حیران ہوا اور اس اژدھے سے پوچھا: "کیا وجہ ہے کہ ان چاروں اژدھوں میں سے صرف تم ہی کلام کررہے ہو اور باقی سب خاموش ہیں؟" اس نے کہا: "اے ابو اِسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزاق! بے شک! اللہ عَزَّ وَجَلَّ اور اس

کی مخلوق کے درمیان حجاب ہے۔ مخلوق میں کچھ لوگ ایک دوسرے کے گہرے دوست ہیں۔ کچھ وزراء اور کچھ لوگ بعض کے شاگرد و مرید ہیں۔ ان چاروں اژدھوں نے مجھے اپنا امیر مان لیا اور اپنے آپ کو میرے حوالے کر دیا ہے۔ اب میں ہی ان کی نمائندگی و رہبری کر رہا ہوں۔ میری ایک بات توجہ سے سن لیجئے! اگر آپ کسی کے امیر بنو اور تمہارے رفقاء آدابِ سفر ملحوظ رکھیں تو عنقریب تم اور تمہارے تمام رفقاء صدق و اِخلاص کی اعلیٰ منازل تک رسائی حاصل کرلو گے۔ لیکن جب امیرِ قافلہ ہی راہ سے بھٹک جائے اور اس کے رفقاء اس پر برتری چاہیں تو سمجھو کہ وہ قافلہ ناکام ہو گیا۔ ناکامی کی سب سے بڑی نشانی یہ ہے کہ ماتحت اپنے امیر پر غالب آ جائیں اور اس کی طرف توجہ نہ دیں۔ جب تم دیکھو کہ ماتحت اپنے امیر و نگران کے سامنے بڑی بے باکی سے بول رہا ہے اور امیر و نگران خوش ہے تو سمجھ لو کہ اب برکت اُٹھا لی گئی۔"

حضرتِ سیِّدُنا ابراہیم خَوَّاص علیہ رحمۃ اللہ الرزاق فرماتے ہیں: "اتنا کہنے کے بعد اچانک وہ چاروں اژدھے میری نظروں سے غائب ہو گئے۔ پھر میں چالیس روز اسی ویران و غیر آباد وادی میں رہا اور جو منظر میں نے دیکھا اس کے بارے میں سوچ سوچ کر حیران ہوتا رہا۔ یہ چالیس دن ایسے گزرے کہ نہ تو مجھے کھانے پینے کی فکر رہی اور نہ ہی کسی اور قسم کی حاجت درپیش آئی۔ میں چالیس دن تک بالکل نہ سویا اور کئی دن تک ایک ہی وضو سے نماز پڑھتا رہا۔ یہ وادی بہت زیادہ غیر آباد اور ویران تھی۔ کوئی چیز اس میں ایسی نہ تھی جس سے اُنسیت حاصل کی جاتی۔ بہر حال چالیس دن بعد ایک صبح وہ چاروں اژدھے پھر میرے سامنے ظاہر ہوئے۔ انہوں نے مجھے سلام کیا۔ میں نے سلام کا جواب دیا۔ ان میں سے وہی اژدھا جو پہلے مجھ سے مخاطب ہوا تھا، کہنے لگا:

"اے ابو اسحاق علیہ رحمۃ اللہ الرزّاق! میرا گمان تھا کہ ان چالیس دنوں میں کسی نہ کسی دن تو منتخب کر لیا جائے گا میں نے اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی بارگاہ میں دعا کی تھی کہ وہ تجھے صادقین کی بعض غذا کا ذائقہ چکھا دے اور اب میں تیرا حال اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے حوالے کرتا ہوں۔"

پھر اس اژدھے نے اپنے منہ سے نرگس کے کچھ پھول میری طرف پھینکے۔ میں نے انہیں اٹھا لیا۔ جب سامنے دیکھا تو وہ تمام اژدھے غائب ہو چکے تھے۔ میں ان کی جدائی سے بڑا غمگین ہوا۔ پھر چالیس دن تک میں کیف و سرور کے عالم میں رہا نہ تو مجھے بھوک لگی نہ پیاس۔ اور میرے جسم سے ایسی خوشبو آتی تھی جیسے میں نے پورے جسم پر عطر لگایا ہوا ہو۔ اسی طرح وہ پوری وادی خوشبو سے معطر اور معنبر رہی۔ یہ وہ پہلا واقعہ تھا جو اللہ ربُّ العزَّت نے میرے لئے ظاہر فرمایا اور مجھے عجیب و غریب چیزیں دکھائیں۔ (عیون الحکایات، لابن جوزی، ص ٦٠)

اولاد کو توکل کا درس دو:

(۸۴) اَلْحَادِیْ عَشَرَ: وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کَانَ اَخَوَانِ عَلٰی عَھْدِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ

(۸۴) (ترمذی شریف کتاب الزہد رقم الحدیث ۲۳۴۵)

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ اَحَدُهُمَا يَاتِي النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْاٰخَرُ يَحْتَرِفُ، فَشَكَا الْمُحْتَرِفُ اَخَاهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "لَعَلَّكَ تُرْزَقُ بِهٖ" . رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ عَلٰى شَرْطِ مُسْلِمٍ .

"يَحْتَرِفُ": يَكْتَسِبُ وَيَتَسَبَّبُ .

◀◀ (گیارہویں) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں دو بھائی تھے ان میں سے ایک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتا اور دوسرا (حصول معاش کے لئے) کوئی کام کرتا۔ایک دن کام کرنے والے نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر اپنے بھائی کی شکایت کی آپ نے فرمایا: شاید اسی کی وجہ سے تجھے رزق ملتا ہے۔اسے ترمذی نے صحیح اسناد سے مسلم کی شرط پر بیان کیا ہے۔

حل لغات:

یحترف: کا معنی ہے: ذریعہ معاش تلاش کرنا' کام کرنا' یا کمائی کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ تعارف حدیث نمبر:5 میں گزر گیا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے بھائی کوتوکل کا درس دیتے ہوئے فرمایا کہ شاید اسی کی وجہ سے تمہیں رزق ملتا ہے ہمیں بھی اپنی اولاد کوتوکل کی صفتِ عظیمہ سے متصف کرنے کے لئے ان کا ذہن بنانا چاہیے کہ ہماری نظر اسباب پرنہیں خالق اسباب یعنی رب عزوجل پر ہونی چاہیے۔رب تعالیٰ چاہے گا تو یہ روٹی ہماری بھوک مٹائے گی، وہ چاہے گا تو یہ دوا ہمارے مرض کو دور کرے گی۔

مروی ہے کہ حضرت احمد بن حرب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے کم عمر صاحبزادے کوتوکل کی تعلیم دینا چاہی، تو ایک دیوار میں سوراخ کر کے فرمایا: "بیٹا! جب کھانے کا وقت ہو، اس سوراخ کے پاس آ کر طلب کرلیا کرنا، اللہ تعالیٰ عطا فرمادیا کریگا۔" دوسری طرف اپنی زوجہ کوارشادفرمادیا کہ "جب مقررہ وقت ہو، تم چپکے سے دوسری جانب کھانا رکھ دیا کرنا۔"

حسبِ نصیحت بچہ، سوراخ کے پاس آ کر کھانا طلب کرتا، والدہ دوسری جانب سے رکھ دیا کرتیں۔طلب کے تھوڑی دیر بعد بچہ سوراخ میں ہاتھ ڈالتا، تو کھانا موجود پا کر، اسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تصور کرتا۔ایک دن ان کی والدہ کھانا رکھنا بھول گئیں۔حتیٰ کہ کھانے کا وقت نکل گیا۔جب انہیں خیال آیا، تو جلدی سے بچے کے پاس پہنچیں، دیکھا کہ اس کے سامنے نہایت نفیس کھانا رکھا ہوا ہے اور وہ بہت رغبت سے اسے کھا رہا ہے۔والدہ نے حیرانی سے پوچھا: "بیٹا! یہ کھانا کہاں سے آیا؟" عرض کی: "جہاں سے روزانہ اللہ تعالیٰ عطا فرماتا ہے۔" والدہ نے یہ سارا واقعہ حضرت کی خدمت میں عرض کیا، آپ

ـنے خوش ہو کر ارشاد فرمایا: "اب تمہیں کھانا رکھنے کی ضرورت نہیں، اللہ تعالیٰ بلا واسطہ ہی پہنچاتا رہے گا۔"

(تذکرۃ الاولیاء، ذکر احمد بن حرب، ج۱، ص۲۱۹)

مسئلہ: احمد نے بروایت حضرت علی مرفوعًا روایت کیا کہ ہر مرض کی دواء ہے اور گناہ کی دواء توبہ رہے۔ خیال ہے کہ دفع مرض کے لیے دواء کرنا مستحب ہے مگر دفع بھوک کے لیے کھانا اور دفع پیاس کے لیے پانی پینا فرض ہے لہٰذا اگر کوئی بیمار بغیر دواء کیے مرجائے تو گنہگار نہیں لیکن اگر کوئی بھوکا پیاسا بغیر کھائے پیئے مرجائے، مرن برت یا بھوک ہڑتال کر کے مرے تو حرام موت مرے گا کیونکہ دواء سے شفا میں یقین نہیں مگر کھانے سے دفع بھوک میں اور پانی سے دفع پیاس میں یقین یا گمان اغلب ہے دواء کرنا توکل کے خلاف نہیں بلکہ توکل کی قسم ہے۔ (کیونکہ توکل کا معنی ہے اسباب کو استعمال کر کے نتیجہ اللہ پر چھوڑنا، ابو الاحمد غفرلہ،،)(مراۃ المناجیح، ج۶، ح:۳۵۶)

توکل پر چند دیگر احادیث:

(1)"عَن عُمَرَ بنِ الخَطَّابِ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: لَو أَنَّكُم كُنتُم تَوَكَّلُونَ عَلَى اللّٰهِ حَقَّ تَوَكُّلِهِ لَرُزِقتُم كَمَا يُرزَقُ الطَّيرُ تَغدُو خِمَاصًا وَتَرُوحُ بِطَانًا"

(ترمذی، باب فی التوکل علی اللہ، ج۴، ص۵۷۳،)

ترجمہ: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم اللہ پر توکل (بھروسہ) کرو جیسا کہ اس پر توکل کا حق ہے تو تم کو ایسے رزق دیا جائے جیسے پرندوں کو دیا جاتا ہے صبح خالی پیٹ جاتے ہیں اور شام کو پیٹ بھر کر واپس آتے ہیں۔

(2)"عَن جَابِرٍ قَالَ: سَمِعتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَا يَمُوتَنَّ أَحَدٌ مِنكُم إِلَّا وَهُوَ يُحسِنُ الظَّنَّ بِاللّٰهِ"(ابن ماجه، باب التوكل واليقين، ج٨، ص ١٣٩٤،)

ترجمہ: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم میں سے کوئی نہ مرے مگر اس حال میں کہ وہ اللہ تعالیٰ پر حسن ظن رکھتا ہو۔ (یعنی تم کو موت اس حال میں آئے کہ تم اللہ کے بارے اچھا گمان کرتے ہو)

(3)"عَن سَعِيدِ بنِ جُبَيرٍ قَالَ: التَّوَكُّلُ عَلَى اللّٰهِ جِمَاعُ الإِيمَانِ"

(مصنف ابن ابی شیبہ، باب مایقول اذا وقع الامر العظیم، ج۶، ص۷۶،)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ پر توکل (بھروسہ) کامل ایمان ہے۔

(4)"عَن سَعِيدِ بنِ جُبَيرٍ أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ: اللّٰهُمَّ إِنِّي أَسأَلُكَ صِدقَ التَّوَكُّلِ عَلَيكَ وَحُسنَ الظَّنِّ بِكَ"(مصنف ابن ابی شیبہ، سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج۷، ص۲۰۲،)

ترجمہ: حضرت بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمایا کرتے تھے ''اے اللہ میں تجھ سے تجھ پر سچے توکل اور حسن ظن کا سوال کرتا ہوں۔

(5) ''سُئِلَ الحَسَنُ عَنِ التَّوَکُّلِ فَقَالَ: الرِّضَا عَنِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ''

(الفوائد والزھد والرقاق، باب من معانی التوکل علی اللہ، ج۱، ص۳۲،)

ترجمہ: حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے توکل کے بارے پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ سے راضی ہونا (یعنی اللہ کی رضا پر راضی ہونا توکل ہے)

(6) ''قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: مَن تَوَكَّلَ لِي مَا بَينَ رِجلَيهِ وَمَا بَينَ لَحيَيهِ تَوَكَّلتُ لَهُ بِالجَنَّةِ''(بخاری شریف، باب فضل من ترك الفواحش، ج۸، ص ١٦٤، الرقم: ٦٨٠٧)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مجھے اپنی دونوں کے درمیان والی چیز اور زبان کی ضمانت دے میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔(یعنی اس بات کی یقین دہانی کرادے کہ میں ان دونوں سے کوئی گناہ نہیں کروں گا تو میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں)

(7) ''أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِن بَيتِهِ قَالَ: بِاسمِ اللّٰهِ تَوَكَّلتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَيُقَالُ لَهُ: حَسبُكَ هُدِيتَ وَوُقِيتَ وَكُفِيتَ''

(سنن الکبریٰ للنسائی، نوع آخر، ج۹، ص۳۴،)

ترجمہ: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب آدمی اپنے گھر سے نکلتا اور ''بِاسمِ اللّٰهِ تَوَكَّلتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَولَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ'' کہتا تو اس کو کہا جاتا ہے، تجھے (اللہ) کافی ہے تو ہدایت دیا گیا، حفاظت کیا گیا اور کفایت کیا گیا۔

٨-بَابٌ فِي الْاِسْتِقَامَةِ

استقامت کا بیان

استقامت کے لغوی معانی: استقلال، قیام، راست کرداری، مستقیم ہونا، کسی امر پر مظبوط رہنا، سیدھا ہونا، پائیداری، مظبوطی۔ (فیروز اللغات)

استقامت کی تعریف:الاستقامة: هی الوفاء بالعهود كلها، ملازمة الصراط المستقيم برعاية حد التوسط فی کل امور"

ترجمہ: تمام عہدوں کو پورا کرنا اور تمام امور میں میانہ روی اختیار کرتے ہوئے صراط مستقیم پر ہیشگی اختیار کرنے کا نام استقامت ہے۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ ﴾ (هود: 112)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:تو قائم رہو جیسا تمہیں حکم ہے۔

تشریح: یعنی اے حبیب! صلی اللہ علیہ وسلم، آپ اپنے رب کے دین پر عمل کرنے اور اس کے دین کی دعوت دینے پر ایسے ثابت قدم رہیں جیسے آپ کے رب نے آپ کو حکم دیا ہے اور آپ کی امت میں سے جو آپ پر ایمان لایا ہے اسے بھی چاہئے کہ وہ تعالیٰ کے دین اور اس کے اَحکام کی بجا آوری پر ثابت قدم رہے۔ (خازن تحت آیت مذکورہ)

حضرت سفیان بن عبداللہ ثقفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی '' مجھے دین میں ایک ایسی بات بتا دیجئے کہ پھر کسی سے دریافت کرنے کی حاجت نہ رہے۔ ارشاد فرمایا '' کہو'' آمنت باللہ''(میں اللہ پر ایمان لایا) کہہ اور اس پر قائم رہ۔ (مسلم، کتاب الایمان، باب جامع اوصاف الاسلام،)

آیت نمبر:2:وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ إِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ أَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَأَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ○ نَحْنُ أَوْلِيَاؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَشْتَهِيْ أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيْهَا مَا تَدَّعُوْنَ ○ نُزُلًا مِّنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ○ ﴾
(حم السجدة:-3230)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے ان پر فرشتے اترتے ہیں کہ نہ ڈرو اور نہ غم کرو اور خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا ہم تمہارے دوست ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور تمہارے لیے ہے اس میں جو تمہارا جی چاہے اور تمہارے لیے ہے اس میں جو مانگو مہمانی ہے بخشنے والے مہربان کی طرف سے ○ (السجدۃ ۳۰ تا ۳۲)

تشریح:

حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا استقامت کیا ہے؟ فرمایا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا استقامت یہ ہے کہ امر و نہی پر قائم رہے۔ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا استقامت یہ ہے کہ عمل میں اخلاص کرے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا استقامت یہ ہے کہ فرائض ادا کرے۔ اور استقامت کے معنی میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے امر کو بجالائے اور معاصی سے بچے۔

(خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

ان لوگوں پر موت کے وقت یا وہ جب قبروں سے اٹھیں گے۔ فرشتے اتریں گے، اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مومن کو تین بار بشارت دی جاتی ہے ایک وقتِ موت، دوسرے قبر میں، تیسرے قبروں سے اٹھنے کے وقت۔ اور ان کو کہا جاتا ہے کہ تم موت سے اور آخرت میں پیش آنے والے حالات سے نہ ڈرو۔ اور نہ اہلِ اولاد کے چھوٹنے کا یا گناہوں کا غم کرو۔ اور فرشتے کہیں گے۔ خوش ہو اس جنت پر جس کا تمہیں وعدہ دیا جاتا تھا۔

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ ○ اُوْلٰٓئِکَ اَصْحٰبُ الْجَنَّۃِ خٰلِدِیْنَ فِیْھَا جَزَآءً ۢ بِمَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ○﴾ (الاحقاف: 14-13)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے نہ ان پر خوف نہ ان کو غم ○ وہ جنت والے ہیں ہمیشہ اس میں رہیں گے ان کے اعمال کا یہ انعام ہے ○

اللہ پر ایمان میں ثابت قدمی:

(۸۵) وَعَنْ اَبِیْ عَمْرٍو، وَقِیْلَ: اَبِیْ عَمْرَۃَ سُفْیَانَ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، قُلْ لِّیْ فِی الْاِسْلَامِ قَوْلًا لَّا اَسْاَلُ عَنْہُ اَحَدًا غَیْرَکَ. قَالَ: "قُلْ: اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ، ثُمَّ اسْتَقِمْ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

◄◄ حضرت ابو عمرو اور بقول بعض حضرت ابو عمرہ سفیان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔ انہوں نے فرمایا: میں

(۸۵) (مسلم شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۳۸)

نے عرض کیا: یارسول اللہ! مجھے اسلام کے متعلق ایک ایسی بات بتا دیجئے کہ پھر مجھے اس کے متعلق آپ کے بغیر کسی دوسرے سے کچھ پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے تو آپ نے فرمایا: کہو۔ میں اللہ کی ذات پر ایمان لایا' اور اس پر ثابت قدم رہو۔ (مسلم)

تعارف راوی:

سفیان ابن عبداللہ: آپ عبداللہ ابن ربیعہ کے بیٹے ہیں، کنیت ابوعمرو ہے، ثقفی ہیں، طائف والوں میں سے ہیں، حضرت عمر فاروق کی طرف سے طائف کے حاکم رہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، جلد ۸، تحت حرف السین صحابہ کرام،)

شرح:

اللہ پر ایمان لا کر ثابت قدم رہنے سے مراد دین پر استقامت ہے اور جب بندہ دین اسلام پر ڈٹ جاتا ہے تو پھر اس کو ولایت کا درجہ مل جاتا ہے کیونکہ شرعی لحاظ سے ولی وہ شخص ہوتا ہے جو کامل مسلمان، خلوت وجلوت میں اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار، خوف الٰہی اور سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیکر اور ہر قسم کے گندے عقیدے اور گناہ سے اجتناب کرے۔ ولی کے لیے یہ شرط بالکل نہیں کہ اس سے کرامت کا ظہور ہو۔ بلکہ دین اسلام پر استقامت اس کی کرامت ہوتی ہے۔

,,ولذلك قالت الصوفية الاستقامة فوق الكرامة،، حوالہ: (تفسیر مظہری، تحت سورۃ ھود آیت ۱۱۲، ج ۵، ص ۱۲۲،)

ترجمہ: اسی لیے صوفیہ کرام فرماتے ہیں (دین اسلام پر) ثابت قدم رہنا کرامت سے بھی بڑھ کر ہے۔

ایک اور جگہ یوں بیان ہوا کہ۔

,,الاستقامة خير من الف كرامة،، (مرقاۃ فی شرح مشکوۃ المصابیح، کتاب الایمان، ج ۱، ص ۸۴،)

ترجمہ: دین پر مظبوطی سے کار بند رہنا ہزار کرامت سے بہتر ہے۔

لہٰذا جس شخص میں یہ صفت یعنی دین پر ثابت قدمی پائی جائے وہ اللہ تعالیٰ کا ولی ہے چاہے کوئی کرامت دیکھائے یا نہ دیکھائے آپ اس کی بیعت کر سکتے ہیں۔

(۸۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "قَارِبُوْا وَسَدِّدُوا، وَاعْلَمُوْا اَنَّهُ لَنْ يَّنْجُوَ اَحَدٌ مِّنْكُمْ بِعَمَلِهٖ" قَالُوْا: وَلَا اَنْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "وَلَا اَنَا اِلَّا اَنْ يَّتَغَمَّدَنِیَ اللّٰهُ بِرَحْمَةٍ مِّنْهُ وَفَضْلٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَ"الْمُقَارَبَةُ": اَلْقَصْدُ الَّذِیْ لَا غُلُوَّ فِيْهِ وَلَا تَقْصِيْرَ، وَ"السَّدَادُ": اَلْاِسْتِقَامَةُ وَالْاِصَابَةُ . وَ"يَتَغَمَّدُنِیْ": يُلْبِسُنِیْ وَيَسْتُرُنِیْ .

---

(۸۶) (بخاری شریف کتاب المرضی رقم الحدیث ۵۳۴۹)

قَالَ الْعُلَمَاءُ: مَعنَى الْاِسْتِقَامَةِ لُزُوْمُ طَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى، قَالُوْا: وَهِيَ مِنْ جَوَامِعِ الْكَلِمِ، وَهِيَ نِظَامُ الْاُمُوْرِ ؛ وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْقُ ۔

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صحیح اور پختہ عزم کرو اور پھر اس پر ثابت قدم رہو اور جان لو کہ تم میں سے کوئی بھی اپنے عمل کے بل بوتے پر نجات نہیں پائے گا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ بھی نہیں، فرمایا: میں بھی نہیں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت اور فضل سے ڈھانپ لے"۔ (مسلم)

علماء نے کہا: استقامت کا معنی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو لازم پکڑا جائے اور علماء محدثین کہتے ہیں کہ یہ جوامع الکلم سے ہے، اور تمام امور کی تنظیم کا دارومدار اسی پر ہے، اور توفیق اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے ہے۔

حل لغات:

المقاربة: ایسا قصد اور ارادہ جس میں نہ بے جا زیادتی ہو اور نہ کمی۔

السداد: استقامت اور مضبوطی۔

یتغمدنی: مجھے ڈھانپ لے، مجھے چھپا لے۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "صحیح اور پختہ عزم کرو" (یعنی اچھے عقائد اپناؤ پھر ان پر ڈٹ جاؤ) معلوم ہوا کہ عمل اتنی دیر تک کام نہیں دے گا جب تک ایمان نہ ہوگا ایمان کے ساتھ عمل ہوگا تو اللہ تعالیٰ اجر عطا فرمائے گا اور پھر عمل پر بھی استقامت ہونی چاہیے، ہم یہاں پر سب سے بڑے فرض نماز پر استقامت کے مطلق کچھ بیان کر دیتے ہیں کہ نماز پر استقامت کس قدر ضروری ہے۔

نماز پر استقامت کا ثواب:

قرآن عظیم میں کئی مقامات پر فرض نمازوں کا ثواب بیان کیا گیا ہے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے،

(1) وَالْمُقِيمِينَ الصَّلٰوةَ وَالْمُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَالْمُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اُولٰٓئِكَ سَنُؤْتِيهِمْ اَجْرًا عَظِيمًا" (پ6، النساء:162)

ترجمہ کنزالایمان: اور نماز قائم رکھنے والے اور زکوۃ دینے والے اور اللہ اور قیامت پر ایمان لانے والے ایسوں

کوعنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔

(2) اِنِّی مَعَکُمْ لَئِنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَیْتُمُ الزَّکٰوۃَ وَاٰمَنْتُم بِرُسُلِی وَعَزَّرْتُمُوھُمْ وَ اَقْرَضْتُمُ اللہَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُکَفِّرَنَّ عَنکُمْ سَیِّاٰتِکُمْ وَلَاُدْخِلَنَّکُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِی مِن تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ "

ترجمہ کنزالایمان: بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں ضرور اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور انکی تعظیم کرو اور اللہ کو قرض حسن دو بے شک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا اور ضرور تمہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں۔(پ6، المائدہ:12)

(3) اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِینَ اِذَا ذُکِرَ اللہُ وَجِلَتْ قُلُوبُھُمْ وَ اِذَا تُلِیَتْ عَلَیھِمْ اٰیٰتُه زَادَتْھُمْ اِیمَانًا وَّعَلٰی رَبِّھِمْ یَتَوَکَّلُونَ،الَّذِینَ یُقِیمُونَ الصَّلٰوۃَ وَمِمَّا رَزَقْنٰھُمْ یُنفِقُونَ،اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا لَھُمْ دَرَجٰتٌ عِندَ رَبِّھِمْ وَمَغْفِرَۃٌ وَّرِزْقٌ کَرِیمٌ "(پ9،الانفال:2،3،4)

ترجمہ کنزالایمان: ایمان والے وہی ہیں کہ جب اللہ یاد کیا جائے ان کے دل ڈر جائیں اور جب ان پر اس کی آیتیں پڑھیں جائیں ان کا ایمان ترقی پائے اور اپنے رب ہی پر بھروسہ کریں وہ جو نماز قائم رکھیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کریں یہی سچے مسلمان ہیں ان کے لئے درجے ہیں ان کے رب کے پاس اور بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

(4) وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیلِ اِنَّ الْحَسَنٰتِ یُذْھِبْنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِکَ ذِکْرٰی لِلذّٰکِرِینَ "

ترجمہ کنزالایمان: اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو۔(پ12،ھود:114)

(5 وَالَّذِینَ صَبَرُوا ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّھِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ وَ اَنفَقُوا مِمَّا رَزَقْنٰھُمْ سِرًّا وَّعَلَانِیَۃً وَّیَدْرَئُونَ بِالْحَسَنَۃِ السَّیِّئَۃَ اُولٰٓئِکَ لَھُمْ عُقْبَی الدَّارِ، جَنّٰتُ عَدْنٍ یَّدْخُلُونَھَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِھِمْ وَاَزْوَاجِھِمْ وَذُرِّیّٰتِھِمْ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ یَدْخُلُونَ عَلَیھِم مِّن کُلِّ بَابٍ، سَلٰمٌ عَلَیکُم بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَی الدَّارِ "

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جنہوں نے صبر کیا اپنے رب کی رضا چاہنے کو اور نماز قائم رکھی اور ہمارے دیئے سے ہماری راہ میں چھپے اور ظاہر کچھ خرچ کیا اور برائی کے بدلہ بھلائی کر کے ٹالتے ہیں انہیں کے لئے پچھلے گھر کا نفع ہے بسنے کے باغ جن میں وہ داخل ہوں گے اور جو لائق ہوں ان کے باپ دادا اور بی بیوں اور اولاد میں اور فرشتے ہر دروازے سے ان پر یہ کہتے آئیں گے سلامتی ہو تم پر تمہارے صبر کا بدلہ تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ملا۔"

(پ13،الرعد:22،23،24

(6)قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُونَ،الَّذِینَ هُمْ فِی صَلَاتِهِمْ خَاشِعُونَ، وَالَّذِینَ هُمْ عَلٰی صَلَوٰتِهِمْ یُحَافِظُونَ،اُولٰٓئِکَ هُمُ الْوَارِثُونَ،الَّذِینَ یَرِثُونَ الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِیهَا خٰلِدُونَ ''

ترجمہ کنزالایمان: بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں۔اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں یہی لوگ وارث ہیں کہ فردوس کی میراث پائیں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

(پ18،المومنون:1،2،9،10،11)

(7) وَ اَقِیمُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوةَ وَ اَطِیعُوا الرَّسُولَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُونَ''

ترجمہ کنزالایمان: اور نماز برپا رکھو اور زکوۃ دو اور رسول کی فرمانبرداری کرو اس امید پر کہ تم پر رحم ہو۔

(پ18،النور:56)

(8) اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ ''

ترجمہ کنزالایمان: بے شک نماز منع کرتی ہے بے حیائی اور بری بات سے۔(پ21،العنکبوت:45)

(9) وَ الَّذِینَ هُمْ عَلٰی صَلَاتِهِمْ یُحَافِظُونَ،اُولٰٓئِکَ فِی جَنّٰتٍ مُّکْرَمُونَ''

ترجمہ کنزالایمان: اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں یہ ہیں جن کا باغوں میں اعزاز ہوگا۔

(پ29،المعارج:34۔35)

نماز پر استقامت پر احادیثِ مبارکہ:

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک اعرابی نے نبی مُکَرَّم،نُورِ مُجَسَّم، رسول اکرم،شہنشاہِ بنی آدم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر عرض کیا،"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے ایسے عمل کے بارے میں بتایئے جسے کرنے کے بعد میں جنت میں داخل ہوجاؤں؟"فرمایا،"اللہ عزوجل کی اس طرح عبادت کروکہ کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہراؤ اور فرض نمازیں ادا کرو اور زکوۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو۔" تو اس نے عرض کیا" مجھے اس ذات کی قسم!جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے میں اس پر زیادتی نہ کروں گا۔"جب وہ لوٹ گیا تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،"جو کسی جنتی کو دیکھنا چاہے وہ اس شخص کو دیکھ لے۔"

(صحیح بخاری،کتاب الزکاۃ،باب وجوب الزکاۃ،رقم ۱۳۹۷،ج ا،ص ۴۷۲)

☆حضرتِ سیدنا عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے شہنشاہِ مدینہ صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ واٰلہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا"اللہ عزّوجل نے بندوں پر پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں تو جو انہیں ادا کریگا اور ان کے حق کو ہلکا جانتے ہوئے انہیں ضائع نہ کریگا تو اللہ عزوجل کا اس سے عہد ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور جو انہیں ادا نہیں کریگا اس کا اللہ عزوجل کے پاس کوئی عہد نہیں اگر اللہ عزوجل چاہے تو اسے عذاب دے چاہے تو اسے جنت میں داخل فرمائے۔"ابو داؤد شریف کی روایت کے الفاظ یوں ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ "اللہ عزوجل نے

پانچ نمازیں فرض فرمائی ہیں، جو ان کے لئے بہتر طریقہ سے وضو کرے اور انہیں ان کے وقت میں ادا کرے اور ان کے رکوع وسجود، خشوع کے ساتھ پورے کرے تو اللہ عزوجل کے ذمہ کرم پر ہے کہ اس کی مغفرت فرمادے اور جو انہیں ادا نہیں کریگا تو اللہ عزوجل کے ذمہ اس کے لئے کچھ نہیں چاہے تو اسے معاف فرمادے اور چاہے تو اسے عذاب دے۔"

(سنن ابوداود، کتاب الصلوۃ، باب المحافظۃ علی وقت الصلوات، رقم ۴۲۵، ج۱،ص۱۷۶)

☆ حضرتِ سیدنا عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے نبی اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کی بارگاہ میں حاضر ہوکر سب سے افضل عمل کے بارے میں سوال کیا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا"نماز۔" اس نے پوچھا،"اس کے بعد؟"فرمایا"نماز۔"اس نے عرض کیا"اس کے بعد؟"فرمایا"نماز۔"اس نے عرض کیا"اس کے بعد؟"فرمایا"اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرنا۔" (مسند احمد،مسند عبداللہ بن عمرو بن العاص،رقم ۶۶۱۶، ج۲،ص۵۸۰)

☆ حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت سیدنا ابوسَعِید رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں، حضورِ پاک، صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے ایک دن ہمیں خطبہ دیتے ہوئے تین مرتبہ ارشاد فرمایا،"قسم ہے اس ذات کی جس کے دست قدرت میں میری جان ہے!"یہ فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے زمین پر نگاہیں جمادیں تو ہم میں سے ہر شخص روتے ہوئے زمین کی طرف متوجہ ہوا حالانکہ ہم نہیں جانتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے قسم کیوں اٹھائی ہے؟ پھر آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سر اٹھایا تو آپ کے چہرے پر ایسی مسرت تھی جو ہمیں سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند تھی۔ پھر فرمایا"جو شخص پانچ نمازیں ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے اور اپنے مال سے زکوٰۃ نکالے اور سات کبیرہ گناہوں سے بچتا رہے اس کے لئے جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور اس سے کہا جاتا ہے کہ سلامتی کے ساتھ داخل ہو جاؤ۔" (سنن نسائی، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ، ج۵،ص ۸)

☆ حضرتِ سیدنا ابوعثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرتِ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس درخت کی ایک خشک ٹہنی کو پکڑا اور اسے ہلایا یہاں تک کہ اس کے پتے جھڑ گئے پھر فرمایا،"اے ابوعثمان! کیا تم مجھ سے نہیں پوچھو گے کہ میں نے ایسا کیوں کیا؟"میں نے پوچھا کہ "آپ نے ایسا کیوں کیا؟"تو فرمایا،"ایک مرتبہ میں رحمتِ عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک درخت کے نیچے کھڑا تھا تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح کیا اور اس درخت کی ایک خشک ٹہنی کو پکڑ کر ہلایا یہاں تک کہ اس کے پتے جھڑ گئے پھر فرمایا،"اے سلمان! کیا تم مجھ سے نہیں پوچھو گے کہ میں نے یہ عمل کیوں کیا؟" میں نے عرض کیا،" آپ نے ایسا کیوں کیا؟"ارشاد فرمایا"بیشک جب مسلمان اچھی طرح وضو کرتا ہے اور پانچ نمازیں ادا کرتا ہے تو اس کے گناہ اس طرح جھڑتے ہیں جس طرح یہ پتے جھڑ جاتے ہیں۔" پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت مبارکہ پڑھی، وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ طَرَفَیِ النَّھَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّیۡلِ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ یُذۡھِبۡنَ السَّیِّاٰتِ ذٰلِکَ ذِکۡرٰی لِلذّٰکِرِیۡنَ" (ترجمہ

کنزالایمان):اور نماز قائم رکھو دن کے دونوں کناروں اور کچھ رات کے حصوں میں بیشک نیکیاں برائیوں کو مٹا دیتی ہیں یہ نصیحت ہے نصیحت ماننے والوں کو۔ (پ12،ھود:114)(مسند احمد، حدیث سلمان فارسی، رقم ۲۳۷۶۸، ج۹ص ۱۷۸)

☆ حضرتِ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رَحْمَۃٌ لِّلْعٰلَمِیْن صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم نے فرمایا،" مسلمان جب نماز پڑھتا ہے تو اس کے گناہ اس کے سر پر رکھ دیئے جاتے ہیں جب بھی وہ سجدہ کرتا ہے اس کے گناہ جھڑ نے لگتے ہیں لہٰذا جب وہ اپنی نماز سے فارغ ہوتا ہے تو اس کے تمام گناہ جھڑ چکے ہوتے ہیں۔" (طبرانی کبیر، رقم ۶۱۲۵، ج۶ ص ۲۵۰)

☆ حضرتِ سیدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ دو بھائی تھے، ان میں سے ایک بھائی کا دوسرے بھائی کی وفات سے چالیس راتیں پہلے انتقال ہوگیا۔ ان میں سے پہلے مرنے والے کا ذکر سرورِ عالم، نورِ مجسّم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کی بارگاہ میں کیا گیا اور اس کی فضیلت بیان کی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" کیا دوسرا بھائی مسلمان نہیں تھا؟" تو صحابہ کرام علیھم الرضوان نے عرض کیا،" کیوں نہیں اور اس میں کوئی بُرائی نہیں تھی۔" تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا" تمہیں کیا معلوم کہ اس کی نماز نے اسے کہاں پہنچادیا؟ نماز کی مثال ایسی ہے کہ تم میں سے کسی کے دروازے پر میٹھے پانی کی بڑی نہر ہو جس میں وہ روزانہ پانچ مرتبہ غوطے لگائے تو تمہارا کیا خیال ہے اس کے بدن پر کوئی میل باقی رہے گی؟ تمہیں کیا معلوم کہ اس کی نماز نے اسے کہاں تک پہنچادیا؟"

(مسند احمد، مسند ابی اسحاق سعد بن ابی وقاص، رقم ۱۵۳۴، ج۱، ص ۳۷۵)

☆ حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں قُضاعہ کے قبیلے بَلِیّ کے دو بھائی نبی اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم پر ایمان لائے۔ ان میں سے ایک شہید ہوگیا اور دوسرا ایک سال تک زندہ رہا۔ حضرتِ سیدنا طلحہ بن عبید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ" میں نے خواب میں دیکھا کہ بعد میں فوت ہونے والے بھائی کو اپنے شہید بھائی سے پہلے جنت میں داخل کردیا گیا ہے۔" مجھے اس پر بڑا تعجب ہوا صبح ہوئی تو یہ بات سرورِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی گئی تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا،" کیا اس نے شہید) بھائی(کے بعد رمضان کے روزے نہیں رکھے؟ اور پھر چھ ہزار رکعتیں نہیں پڑھیں؟ اور سال میں اتنی اتنی رکعتیں ادا نہیں کیں؟" ابن حبان کی روایت میں یہ بھی ہے کہ " تو پھر ان دونوں کے درمیان زمین وآسمان کی دوری کیوں نہ ہو۔" (مسند احمد، مسند ابی اسحاق ابی محمد طلحہ بن عبداللہ، رقم ۱۴۰۳، ج۱، ص ۳۴۴)

☆ حضرتِ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے شہنشاہِ خوش خِصال، بی بی آمنہ کے لال صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلّم کو فرماتے ہوئے سنا کہ،" تمہارا کیا خیال ہے اگر تم میں سے کسی کے دروازے پر نہر ہو اور وہ روزانہ پانچ مرتبہ اس میں غسل کرے تو کیا اس کے جسم پر میل بچے گا؟" صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے عرض کیا کہ "اس کے بدن پر کچھ میل نہ بچے گا۔" تو ارشاد فرمایا،" یہی مثال ان پانچ نمازوں کی ہے کہ اللہ عزوجل ان کے سبب گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔"

(صحیح بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ، باب الصلوٰۃ الخمس کفارۃ، رقم ۵۲۸، ج۱، ص ۱۹۶)

استقامت پر چند دیگر احادیث

(1)عَن أَنَسٍ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ قَرَأَ "إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ استَقَامُوا" قَالَ: قَد قَالَهَا النَّاسُ ثُمَّ كَفَرُوا فَمَن مَاتَ عَلَيهَا فَهُوَ مِن أَهلِ الاستِقَامَةِ"

(السنن الکبریٰ للنسائی، باب قولہ تعالیٰ ان الذین قالوا.. ،ج۱۰،ص۲۴۷)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ استَقَامُوا" (بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ڈٹے رہے) آیت کریمہ پڑھی پھر فرمایا یہ کلمات لوگوں نے کہے پھر انہوں نے انکار کردیا، جو ان کلمات پر ڈٹا رہا وہی استقامت والا ہے۔

(2)قَالَ: مَا مِن إِنسَانٍ إِلَّا قَلبُهُ بَينَ أُصبُعَينِ مِن أَصَابِعِ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ فَإِن استَقَامَ أَقَامَهُ وَإِن أَزَاغَ أَزَاغَهُ"(عمل اليوم و الليلة لابن السني، باب مايقول بعد الصلاة المغرب، ج۱،ص۶۰۹،)

ترجمہ: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر انسان کا دل اللہ تعالیٰ کے دست قدرت کی دو انگلیوں کے درمیان ہے اگر اُس نے استقامت اختیار کی اللہ اُس کو قائم رکھے گا اور اگر اس نے کجی کی تو اللہ اس کو ٹیڑھا کردے گا۔

(3)عَن سَعِيدِ بنِ جُبَيرٍ فِي قَولِهِ تَعَالَى: وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهتَدَى: قَالَ: ثُمَّ استَقَامَ "(شرح اصول اعتقاد اهل السنة، سياق ما فسّر من كتاب الله، ج۱،ص۷۸،)

ترجمہ: حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس آیت کریمہ "وَإِنِّي لَغَفَّارٌ لِمَن تَابَ وَآمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا ثُمَّ اهتَدَى" (بے شک میں اُس کو بخشنے والا ہوں جو ایمان لایا اور نیک عمل کیے پھر ہدایت پا گیا۔) کا مطلب ہے کہ پھر وہ ایمان نیک عمل پر قائم رہا۔ (یعنی جب وہ ایمان لایا تھا تو ہدایت تو اُسی وقت پا گیا تھا لہٰذا اس کا مطلب ایمان اور عمل صالح پر استقامت ہوگا)

(4)عَنِ ابنِ نِمرَانَ البَجَلِيِّ قَالَ: قَرَأتُ عِندَ أَبِي بَكرٍ: إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ استَقَامُوا" قَالَ: هُمُ الَّذِينَ لَم يُشرِكُوا بِاللَّهِ شَيئًا" (الزھد لابی داؤد، من کلام ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، ج۱،ص۶۰،)

ترجمہ: حضرت عمران بن بجلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں یہ آیت "إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللهُ ثُمَّ استَقَامُوا" (بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ڈٹے رہے) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پڑھی تو آپ نے فرمایا (اہل استقامت وہ ہیں) جنہوں نے اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کیا۔

(5)عَن عِكرِمَةَ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ استَقَامُوا " قَالَ: عَلَى شَهَادَةِ أَن لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ"

(الدعاء للطبراني، تاويل قول اللّٰه تعالىٰ ان الذين..،ج ١،ص ٤٥٨،)

ترجمہ: حضرت عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ استَقَامُوا " (بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ڈٹے رہے) کا مطلب ہے (کہ وہ لوگ اہل استقامت میں سے ہیں) جو اس بات پر ڈٹے رہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

(6) كَانَ قَتَادَةُ إِذَا تَلَا: " إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ استَقَامُوا " قَالَ: إِنَّكُم قَد قُلتُم رَبُّنَا اللَّهُ فَاستَقِيمُوا عَلَى أَمرِ اللَّهِ وَطَاعَتِهِ وَسُنَّةِ نَبِيِّكُم"

(الابانة الكبرىٰ لابن بطة،باب ما امر به من المتمسك بالسنة،ج ١ ص ٣١٧،)

ترجمہ: حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب یہ آیت مبارکہ "إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ استَقَامُوا " (بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ڈٹے رہے) پڑھتے تو فرماتے کہ تم نے کہا کہ ہمارا رب اللہ پس اب اللہ کے حکم، اُس کی طاعت اور اپنے نبی کی سنت پر استقامت اختیار کرو۔

(7)عَن أَبِي العَالِيَةِ فِي قَولِهِ: إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ استَقَامُوا : قَالَ: الَّذِينَ أَخلَصُوا الدِّينَ وَالعَمَلَ وَالدَّعوَةَ"

(الابانة الكبرىٰ لابن بطة،باب ما امر به من المتمسك بالسنة،ج ١ ص ٣٣٤،)

ترجمہ: حضرت ابو عالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اس آیت "إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ استَقَامُوا "(بے شک وہ لوگ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر اس پر ڈٹے رہے) سے مطلب وہ لوگ ہیں جو دین، عمل، اور دعوت میں مخلص ہیں۔

٩-بَابٌ فِي التَّفَكُّرِ فِيْ عَظِيْمِ مَخْلُوْقَاتِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَفَنَاءِ الدُّنْيَا وَاَهْوَالِ الْاٰخِرَةِ وَسَائِرِ اَمُوْرِهِمَا وَتَقْصِيْرِ النَّفْسِ وَتَهْذِيْبِهَا وَحَمْلِهَا عَلَى الْاِسْتِقَامَةِ

اللہ تعالیٰ کی عظیم مخلوقات میں غور وفکر کرنے، دنیا کے فنا ہونے، آخرت کی ہولناکیوں اور دنیا وآخرت کے تمام امور اور نفس کی کوتاہی اور اس کی اصلاح اور اسے استقامت پر آمادہ کرنے کا بیان

تفکر کا لغوی معنی: سوچ بچار، اندیشہ۔ (فیروز اللغات)

تفکر کی تعریف: اصطلاح شرع میں اللہ تعالیٰ کی آیات احادیث نبویہ، اور مخلوقات خدا وغیرہ میں غور وفکر، (سوچ و بچار) کرنا۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّمَا اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا﴾ (سبأ:46)،

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں ایک نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ کے لئے کھڑے رہو دو دو اور اکیلے اکیلے پھر سوچو۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ ۝ الَّذِيْنَ يَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِيَامًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُوْنَ فِيْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝﴾ الْاٰيَاتِ

(آل عمران: 191-190)،

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: بے شک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی باہم بدلیوں میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے ۝ جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں۔ اے رب ہمارے! تونے یہ بیکار نہ بنایا' پاکی ہے تجھے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا۝

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ اَفَلَا یَنْظُرُوْنَ اِلَی الْاِبِلِ کَیْفَ خُلِقَتْ ○ وَاِلَی السَّمَآءِ کَیْفَ رُفِعَتْ ○ وَاِلَی الْجِبَالِ کَیْفَ نُصِبَتْ ○ وَاِلَی الْاَرْضِ کَیْفَ سُطِحَتْ ○ فَذَکِّرْ اِنَّمَا اَنْتَ مُذَکِّرٌ ○﴾

(الغاشیۃ:21-17)،

اوراللہ تعالیٰ نے ارشادفرمایا:تو کیا اونٹ کونہیں دیکھتے کیسا بنایا گیا○اورآسمان کوکیسا اونچا کیا گیا○اور پہاڑوں کو کیسے قائم کئے گئے○اورزمین کیسے سجائی گئی○تو تم نصیحت سناؤتم تو یہی نصیحت سنانے والے ہو○

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ اَفَلَمْ یَسِیْرُوْا فِی الْاَرْضِ فَیَنْظُرُوْا ﴾ اَلْاٰیَةَ(محمد: 10) .

اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:تو کیاانہوں نے زمین میں سفر نہ کیا کہ دیکھتے۔

وَالْاٰیَاتُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَۃٌ . وَمِنَ الْاَحَادِیْثِ الْحَدِیْثُ السَّابِقُ: "اَلْکَیِّسُ مَنْ دَانَ نَفْسَهٗ" .

اوراس باب میں کثیرآیات ہیں اوراس کے متعلق احادیث میں سے ایک حدیث وہ بھی ہے جو پہلے گزرچکی کہ سمجھداروہ شخص ہے جواپنی ذات کامحاسبہ کرے۔

مذکورہ بالاآیات کی تشریح:

حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھررات میں ٹھہرااوراس دن سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی اُن کے ہاں آرام فرماتھے، جب رات کا تہائی حصہ گزراتو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیدار ہوئے پھرآسمان کی طرف نظراٹھاکران آیاتِ مبارکہ کی تلاوت فرمائی۔(بخاری، کتاب الادب باب رفع البصر الی السماء،)

سائنسی علوم حاصل کرنا کب باعثِ ثواب ہے:

اس آیت سے معلوم ہواکہ علمِ جغرافیہ اورسائنس حاصل کرنا بھی ثواب ہے جبکہ اچھی نیت ہوجیسے اسلام اورمسلمانوں کی خدمت یااللہ تعالیٰ کی عظمت کاعلم حاصل کرنے کیلئے،لیکن یہ شرط ہے کہ اسلامی عقائد کے خلاف نہ ہو۔اِس آیت مبارکہ میں آسمان وزمین کی تخلیق میں قدرتِ الٰہی کی نشانیوں کا فرمایا گیا ہے لہٰذا اسی کے پیش نظراِس تفکر کی ایک جھلک آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں: امام غزالی رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں "قدرتِ الٰہی کی چھٹی نشانی آسمانوں،ستاروں کی مملکت اور ان کے عجائب میں ہے، کیونکہ جو کچھ زمین کے اندر اور روئے زمین پر ہے وہ سب کچھ اس کے مقابلے میں کم ہے۔آسمان اورستاروں کے عجائب میں تفکر کرنے کے لئے قرآنِ پاک میں تنبیہ فرمائی گئی ہے،چنانچہ ارشادفرمایا:

- "وَ جَعَلْنَا السَّمَآءَ سَقْفًا مَّحْفُوْظًا وَّ هُمْ عَنْ اٰیٰتِهَا مُعْرِضُوْنَ"(الانبیاء:۳۲)

ترجمہ:اورہم نے آسمان کوایک محفوظ چھت بنایااوروہ لوگ اس کی نشانیوں سے منہ پھیرے ہوئے ہیں۔

دوسری جگہ ارشادفرمایا:

"لَخَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ اَكْبَرُ مِنْ خَلْقِ النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ "(المؤمن:۵۷)

ترجمہ: بیشک آسمانوں اورزمین کی پیدائش آدمیوں کی پیدائش سے بہت بڑی ہے لیکن بہت لوگ نہیں جانتے۔

تو تمہیں حکم دیا گیا ہے کہ زمین و آسمان کی تخلیق میں غور وفکر کرو۔ آسمان کی نیلاہٹ اور ستاروں کی ٹمٹماہٹ کو دیکھ لینا غور نہیں کہ یہ تو جانور بھی کر لیتے ہیں بلکہ مقامِ افسوس تو یہ ہے کہ تو اپنے عجائب اور اپنی ذات کو جو تیرے پاس ہیں اور وہ زمین و آسمان کے عجائب کی بہ نسبت ایک ذرہ بھی نہیں جس کو تو پہچان سکتا تو پھر زمین و آسمان کے عجائب کو کیسے پہچان سکے گا۔ تجھے بتدریج معرفت کے درجات پر ترقی کرنی چاہئے۔ تجھے پہلے اپنی ذات کو پہچاننا چاہئے، پھر زمین اور اس کی تمام اَشیاء کا عرفان حاصل کرنا چاہئے، پھر ہوا، بادل وغیرہ کے عجائب کی پہچان کرنی چاہئے، پھر آسمان اور ستاروں کی معرفت حاصل کرنی چاہئے، پھر کرسی اور عرش کو پہچاننا چاہئے، پھر عالَمِ اَجسام سے نکل کر عالَمِ ارواح کی سیر کرنی چاہئے، پھر فرشتوں، جنوں اور شیطانوں کو جاننا چاہئے، پھر فرشتوں کے درجات اور مقامات کا عرفان حاصل کرنا چاہئے، آسمان اور ستاروں کی گردش، ان کی حرکت اور ان کے مَشارق ومَغارب کو دیکھنا چاہئے کہ ان کی حقیقت کیا ہے۔ ستاروں کی کثرت پر غور وفکر کرنا چاہئے۔ انہیں کوئی بھی شمار نہیں کرسکتا، ان میں ہر ستارے کا رنگ مختلف ہے، کچھ چھوٹے ہیں اور کچھ بڑے ہیں۔ پھر ان میں سے ہر ایک کی شکل مختلف ہے مثلاً کچھ بیل کی شکل کے ہیں اور کچھ بچھو کی شکل کے۔ پھر انسان ان کی مختلف حرکات پر غور کرے، کئی ایک ماہ میں سارے آسمان کو طے کر جاتے ہیں۔ کچھ سال بھر لگاتے ہیں، کئی انہیں طے کرنے میں بارہ سال لگاتے ہیں، کئی ستارے تیس سالوں میں سارے آسمانوں کی گردش پوری کرتے ہیں، اکثر ستارے 30,000 سال میں سارے آسمانوں کی مسافت طے کرتے ہیں۔ جب تو نے زمین کے کچھ عجائبات کو جان لیا تو یہ بھی سمجھ لے کہ عجائبات کا فرق ہر ایک چیز کی شکل کے اختلاف کے مطابق ہوتا ہے، کیونکہ زمین اگرچہ اتنی وسیع ہے کہ کوئی اس کی حد کو نہیں چھو سکتا مگر سورج زمین سے بڑا ہے۔ اس سے معلوم ہو جانا چاہئے کہ آفتاب کتنا دور ہے جو اتنا چھوٹا نظر آتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ کتنی تیزی سے حرکت کرتا ہے کہ آدھی ساعت میں آفتاب کا تمام گھیرا زمین سے نکلتا ہے۔۔۔۔۔ یونہی آسمان پر ایک ستارہ ہے جو زمین سے سو گُنا بڑا ہے۔ وہ بلندی کی وجہ سے چھوٹا نظر آتا ہے، ایک ستارہ اگر اتنا بڑا ہے تو سارے آسمان کا اندازہ لگائیں کہ وہ کتنا بڑا ہوگا۔ ان سب کی عظمت و بزرگی کے باوجود تیری نگاہوں میں چھوٹا کر دیا گیا تا کہ تو اس سے مالکِ حقیقی کی عظمت وفضیلت سے آگاہی حاصل کر سکے۔ (کیمیائے سعادت، رکن چہارم، اصل ہفتم)

عقلمند لوگ:

...(1) عقلمند لوگ کھڑے، بیٹھے اور بستروں پر لیٹے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں۔ مولیٰ کریم کی یاد ہر وقت ان کے دلوں پر چھائی رہتی ہے۔

...(2) عقلمند لوگ کائنات میں غور وفکر کرتے ہیں، آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور کائنات کے دیگر عجائبات میں غور

کرتے ہیں اور ان کا مقصد اللہ تعالٰی کی عظمت وقدرت کا زیادہ سے زیادہ علم حاصل کرنا ہے۔

...(3) کائنات میں غور وفکر کے بعد اللہ تعالٰی کی عظمت ان پر آشکار ہوتی ہے اور ان کے دل اللہ تعالٰی کی عظمت کے سامنے جھک جاتے ہیں اور ان کی زبانیں اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی عظمت کے ترانے پڑھتی ہیں۔

...(4) اللہ تعالٰی کی بارگاہ میں دوزخ کے عذاب سے پناہ مانگتے ہیں۔

مذکورہ بالا تمام چیزیں کاملُ الایمان لوگوں کے اوصاف ہیں، ان کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ ہمارے اَسلاف اللہ کی یاد میں بہت رَغبت رکھتے تھے، چنانچہ حضرت سری سقطی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں: میں نے حضرت جرجانی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کے پاس ستو دیکھے جس سے وہ بھوک مٹا لیتے تھے۔ میں نے کہا: آپ کھانا اور دوسری اشیاء کیوں نہیں کھاتے؟ آپ رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ نے فرمایا: میں نے چبانے اور یہ ستو کھا کر گزارہ کرنے میں نوے تسبیحات کا فرق پایا ہے، لہٰذا چالیس سال سے میں نے روٹی نہیں چبائی تا کہ ان تسبیحات کا وقت ضائع نہ ہو۔

حضرت جنید بغدادی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ کا معمول یہ تھا کہ آپ بازار جاتے اور اپنی دکان کھول کر اس کے آگے پردہ ڈال دیتے اور چار سو رکعت نفل ادا کر کے دکان بند کر کے گھر واپس آ جاتے۔

(مکاشفۃ القلوب، باب حادی عشر، فی طاعۃ اللہ ومحبۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم)

کائنات میں غور وفکر کی ضرورت:

جس طرح کسی کی عظمت، قدرت، حکمت اور علم کی معرفت حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ اس کی بنائی ہوئی چیز ہوتی ہے کہ اس میں غور وفکر کرنے سے یہ سب چیزیں آشکار ہو جاتی ہیں اسی طرح اللہ تعالٰی کی عظمت، قدرت، حکمت، وحدانیت اور اس کے علم کی پہچان حاصل کرنے کا بہت بڑا ذریعہ اس کی پیدا کی ہوئی یہ کائنات ہے، اس میں موجود تمام چیزیں اپنے خالق کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی اور اس کے جلال وکبریائی کی مُظہر ہیں اور ان میں تفکر اور تدَبُّر کرنے سے خالقِ کائنات کی معرفت حاصل ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن مجید میں بکثرت مقامات پر اس کائنات میں موجود مختلف چیزوں جیسے انسانوں کی تخلیق، زمین وآسمان کی بناوٹ، زمین کی پیداوار، ہوا اور بارش، سمندر میں کشتیوں کی روانی، زبانوں اور رنگوں کا اختلاف وغیرہ بے شمار اَشیاء میں غور وفکر کرنے کی دعوت اور ترغیب دی گئی تا کہ انسان ان میں غور وفکر کے ذریعے اپنے حقیقی رب عَزَّ وَجَلَّ کو پہچانے، صرف اسی کی عبادت بجالائے اور اس کے تمام احکام پر عمل کرے۔ امام محمد غزالی رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہِ فرماتے ہیں "آسمان اپنے ستاروں، سورج، چاند، ان کی حرکت اور طلوع وغروب میں ان کی گردش کے ساتھ دیکھا جاتا ہے۔ زمین کا مشاہدہ اس کے پہاڑوں، نہروں، دریاؤں، حیوانات، نَباتات اور ان چیزوں کے ساتھ ہوتا ہے اور جو آسمان اور زمین کے درمیان ہیں جیسے بادل، بارش، برف، گرج چمک، ٹوٹنے والے ستارے اور تیز ہوائیں۔ یہ وہ اَجناس ہیں جو آسمانوں، زمینوں اور ان کے درمیان دیکھی جاتی ہیں، پھر ان میں سے ہر جنس کی کئی اَنواع ہیں، ہر نوع کی کئی

اقسام ہیں، ہر قسم کی کئی شاخیں ہیں اور صفات، ہیئت اور ظاہری و باطنی معانی کے اختلاف کی وجہ سے اس کی تقسیم کا سلسلہ کہیں رکتا نہیں۔ زمین و آسمان کے جمادات، نباتات، حیوانات، فلک اور ستاروں میں سے ایک ذرہ بھی اللہ تعالیٰ کے حرکت دیئے بغیر حرکت نہیں کرسکتا اور ان کی حرکت میں ایک حکمت ہو یا دو، دس ہوں یا ہزار، یہ سب اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی گواہی دیتی ہیں اور اس کے جلال و کبریائی پر دلالت کرتی ہیں اور یہی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر دلالت کرنے والی نشانیاں اور علامات ہیں۔ (احیاء العلوم، کتاب التفکر، بیاب کیفة التفکر فی خلق اللّٰہ)

آج مسلمان اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی اس کائنات میں غور وفکر کرنے اور اس کے ذریعے اپنے رب تعالیٰ کے کمال و جمال اور جلال کی معرفت حاصل کرنے اور اس کے احکام کی بجا آوری کرنے سے انتہائی غفلت کا شکار ہیں اور ان کے علم کی حد صرف یہ رہ گئی ہے جب بھوک لگی تو کھانا کھالیا، جب پیاس لگی تو پانی پی لیا، جب کام کاج سے تھک گئے تو سو کر آرام کرلیا، جب شہوت نے بے تاب کیا تو حلال یا حرام ذریعے سے اس کی بے تابی کو دور کرلیا اور جب کسی پر غصہ آیا تو اس سے جھگڑا کر کے غصے کو ٹھنڈا کرلیا الغرض ہر کوئی اپنے تن کی آسانی میں مست نظر آرہا ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "اندھا وہ ہی ہے جو اللہ تعالیٰ کی تمام صنعتوں کو دیکھے لیکن انہیں پیدا کرنے والے خالق کی عظمت سے مدہوش نہ ہو اور اس کے جلال و جمال پر عاشق نہ ہو۔ ایسا بے عقل انسان حیوانوں کی طرح ہے جو فطرت کے عجائبات اور اپنے جسم میں غور وفکر نہ کرے، اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عقل جو تمام نعمتوں سے بڑھ کر ہے اسے ضائع کردے اور اس سے زیادہ علم نہ رکھے کہ جب بھوک لگے تو کھانا کھالیا، کسی پر غصہ آئے تو جھگڑا کرلیا۔ (کیمیائے سعادت الرجع السابق)

١٠-بَابٌ فِی الْمُبَادِرَۃِ اِلَی الْخَیْرَاتِ وَحَثِّ مَنْ تَوَجَّہَ لِخَیْرٍ عَلَی الْاِقْبَالِ عَلَیْہِ بِالْجِدِّ مِنْ غَیْرِ تَرَدُّدٍ

نیک کاموں میں جلدی کرنا اور بھلائی کے طالب کو اس بات پر آمادہ کرنا کہ وہ نیکی کو بغیر کسی تردد کے محنت کے ساتھ اختیار کرے

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ ۝﴾ (البقرة: 148)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو یہ چاہو کہ نیکیوں میں اوروں سے آگے نکل جائیں۝

تشریح:

یہاں آیتِ مبارکہ میں ایک بڑی ہی پیاری بات سمجھائی گئی ہے کہ مال و دولت، عہدہ ومنصب، شہرت، مقبولیت اور دنیاداری ایسی چیز نہیں کہ اس میں ایک دوسرے سے مقابلہ کیا جائے بلکہ یہ سب تو آزمائش اور محض دنیاوی زندگی کی زینت، دھوکے کا سامان اور فنا ہونے والی کمائی ہے، جبکہ باقی رہنے والی اور مقابلے کے قابل چیز تو اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کی اطاعت، جنت اور اس کی رضا ہے جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے بار بار بلایا ہے۔ صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم کی سیرت میں نیکیوں میں مقابلے اور سبقت لے جانے کے بکثرت نظارے دیکھے جا سکتے ہیں جیسے حضرت عمر فاروق رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ غزوہ تبوک میں گھر کا آدھا مال خیرات کرنے کیلئے لائے تو حضرت سیدنا صدیقِ اکبر رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ گھر کا سارا سامان لے آئے۔ (شرح الزرقانی، کتاب المغازی، ثم غزوة تبوك، ٤/٩٤)

صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم میں باپ بیٹے میں جہاد میں شرکت کیلئے بحث ہوتی، ہر کوئی کہتا کہ میں شرکت کروں گا تم گھر پر رہو، حتیٰ کہ معذور صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُم بھی راہِ خدا میں شہادت کیلئے بے قرار رہتے،

(مدارج النبوہ، کارزارہائے صحابہ در جنگ احد، الجزء الثانی، ص۱۲۴)

غربت و بے کسی کی وجہ سے راہِ خدا میں سفر نہ کرسکنے والے روتے تھے۔ (سورہ توبہ: ۹۲) ایک صحابی رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ اگر آدھی رات عبادت کرتا تو دوسرا پوری رات، ایک اگر تہائی قرآن کی تلاوت کرتا تو دوسرا آدھے قرآن کی۔ اللہ تعالیٰ

ہمیں بھی نیکیوں میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی توفیق اور جذبہ عطا فرمائے۔ آمین،

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ o﴾ (آل عمران: 133)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان وزمین آ جائیں پرہیزگاروں کے لئے تیار رکھی ہےo

تشریح:

اس آیت میں فرمایا گیا کہ گناہوں سے توبہ کرکے، اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے فرائض کو ادا کرکے، نیکیوں پر عمل پیرا ہوکر اور تمام اعمال میں اخلاص پیدا کرکے اپنے رب عَزَّ وَجَلَّ کی بخشش اور جنت کی طرف جلدی کرو۔ پھر جنت کی وسعت اس طرح بیان فرمائی کہ لوگ سمجھ سکیں کیونکہ لوگ جو سب سے وسیع چیز دیکھتے ہیں وہ آسمان وزمین ہی ہے، اس سے وہ اندازہ کرسکتے ہیں کہ اگر تمام آسمانوں اور زمینوں کو ترتیب سے ایک لائن میں رکھ کر جوڑ دیا جائے تو جو وسعت بنے گی اُس سے جنت کی چوڑائی کا اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ جنت کتنی وسیع ہے۔ حضرت انس بن مالک رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ سے دریافت کیا گیا کہ جنت آسمان میں ہے یا زمین میں؟ فرمایا: کون سی زمین اور کون سا آسمان ایسا ہے جس میں جنت سما سکے۔ عرض کیا گیا: پھر کہاں ہے؟ فرمایا: آسمانوں کے اوپر، عرش کے نیچے۔ (خازن تحت آیت مذکورہ)

جنت نہایت عظیمُ الشان جگہ ہے، اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کے دیدار کا مقام ہے۔ قرآنِ پاک میں جنت کی عظمت کو بکثرت بیان کیا گیا ہے، اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَالٰہٖ وَسَلَّمَ کے صدقے ہمیں جنت الفردوس میں اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کا پڑوس نصیب فرمائے۔ یہ بات بھی سامنے رکھیں کہ اس آیت اور اس سے اوپر کی آیت " وَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ " سے ثابت ہوا کہ جنت ودوزخ پیدا ہوچکی ہیں اور دونوں موجود ہیں کیونکہ دونوں آیتوں میں ماضی کے زمانے میں جنت ودوزخ کے تیار ہونے کا ذکر فرمایا گیا ہے۔

نیک اعمال میں جلدی کرو:

(۸۷) وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ: فَالْاَوَّلُ:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَۃِ فَسَتَکُوْنُ فِتَنٌ کَقِطَعِ اللَّیْلِ الْمُظْلِمِ، یُصْبِحُ الرَّجُلُ مُؤْمِنًا وَّیُمْسِیْ کَافِرًا، وَّیُمْسِیْ مُؤْمِنًا وَّیُصْبِحُ کَافِرًا، یَبِیْعُ دِیْنَہٗ بِعَرَضٍ مِّنَ الدُّنْیَا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

(۸۷) (مسلم شریف کتاب الایمان رقم الحدیث ۱۱۸)

◀◀ (اور احادیث میں پہلی حدیث یہ ہے:) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: نیک اعمال کرنے میں جلدی کرو۔ کیونکہ عنقریب ایسے فتنے رونما ہوں گے جو تاریک رات کے ٹکڑے کی مانند ہوں گے۔ ایک آدمی صبح کو مومن ہوگا تو شام کو کافر ہوگا' اور شام کو مومن ہوگا تو صبح کو کافر ہوگا۔ اپنے دین کو دنیاوی سازوسامان کے عوض فروخت کردے گا۔ (مسلم)

حل لغات:

بادروا: از، مبادرۃً، بمعنی کسی چیز کی طرف لپکنا، جلدی کرنا۔

بعرض: بمعنی اسباب، سامان۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم آئندہ آنے والے حالات کی خبر دے رہے ہیں، کہ وہ زمانہ جلد آنے والا ہے جس میں لوگوں پر رات کی تاریکی جیسے فتنے آئیں گے کہ جس طرح اندھیری رات میں انسان کو پتا نہیں چلتا کہ وہ کس طرف جائے ایسے ہی وہ ان فتنوں میں اپنے دین کا سودا کر دے گا لیکن اُس کو خبر تک نہ ہوگی لہٰذا وہ زمانہ آنے سے پہلے "بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ" نیک اعمال میں جلد کرو، اور ویسے بھی نیکی میں جلدی کرنی چاہیے کیونکہ نیکی میں انسان کی بھلائی ہی بھلائی ہے۔

(۸۸) اَلثَّانِیْ: عَنْ اَبِیْ سِرْوَعَةَ - بِکَسْرِ السِّیْنِ الْمُهْمَلَةِ وَفَتْحِهَا - عُقْبَةَ بْنِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّیْتُ وَرَاءَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِالْمَدِیْنَةِ الْعَصْرَ، فَسَلَّمَ ثُمَّ قَامَ مُسْرِعًا، فَتَخَطَّى رِقَابَ النَّاسِ اِلٰى بَعْضِ حُجَرِ نِسَآئِهٖ، فَفَزِعَ النَّاسُ مِنْ سُرْعَتِهٖ، فَخَرَجَ عَلَیْهِمْ، فَرَاٰى اَنَّهُمْ قَدْ عَجِبُوْا مِنْ سُرْعَتِهٖ، قَالَ: "ذَکَرْتُ شَیْئًا مِّنْ تِبْرٍ عِنْدَنَا فَکَرِهْتُ اَنْ یَّحْبِسَنِیْ فَاَمَرْتُ بِقِسْمَتِهٖ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهٗ: "کُنْتُ خَلَّفْتُ فِی الْبَیْتِ تِبْرًا مِّنَ الصَّدَقَةِ فَکَرِهْتُ اَنْ اُبَیِّتَهٗ"۔

"اَلتِّبْرُ": قِطَعُ ذَهَبٍ اَوْ فِضَّةٍ۔

◀◀ (دوسری) حضرت ابوسروعہ سین کے زبر اور زیر دونوں کے ساتھ عقبہ بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز عصر ادا کی۔ آپ نے سلام پھیرا اور بڑی تیزی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ پس لوگوں کی گردنیں پھلانگتے ہوئے اپنی کسی زوجہ مطہرہ کے حجرے کی طرف

(۸۸) (بخاری شریف کتاب الاذان رقم الحدیث ۸۵۱)

تشریف لے گئے۔لوگ آپ ﷺ کی سرعت دیکھ کر پریشان ہو گئے۔پس آپ ﷺ صحابہ کرام کے پاس باہر تشریف لائے تو آپ نے دیکھا کہ صحابہ کرام آپ کی عجلت کے سبب حیران تھے۔آپ نے فرمایا: مجھے یاد آ گیا تھا کہ ہمارے ہاں سونے یا چاندی کی ایک ڈلی ہے۔سو مجھے یہ ناپسند تھا کہ وہ ہمارے پاس رکی رہے۔سو میں نے اس کو تقسیم کرنے کا حکم دے دیا ہے۔(بخاری)

اور بخاری کی ہی ایک روایت ہے۔میں گھر میں صدقے کے مال سے سونے کا ایک ٹکڑا چھوڑ آیا تھا۔سو مجھے یہ بات ناپسند تھی کہ وہ رات بھر ہمارے پاس رہے۔

حل لغات:

وراء: بمعنی آگے یا پیچھے،اور کبھی سوا کے معنی میں بھی آتا۔

تخطی: از تخطیاً، بمعنی آگے گزر جانا،سبت لے جانا۔

فزع: از، فزعاً، بمعنی خائف ہونا،ڈر جانا۔

سرعتہ: از، سرعۃ، بمعنی جلدی کرنا۔

التّبر: سونے یا چاندی کا ٹکڑا۔

تعارف راوی:

عقبہ ابن حارث: آپ قرشی ہیں،فتح مکہ کے دن ایمان لائے آپ کا شمار اہلِ مکہ میں ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال،لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب،مراۃ المناجیح،جلد ۸،تحت حرف العین صحابہ کرام،)

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ سخاوت فرمانے والے تھے،اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بات اچھی نہ لگتی تھی کہ میرے پاس کچھ سخاوت کرنے کے لیے ہو اور میں اس میں دیر کروں،جب پاس ہوتا تو فوراً سخاوت فرما دیتے اور اگر پاس نہ ہوتا تو بھی سائل کو خالی نہ بھیجتے بلکہ ادھار لے کر دے دیتے یا پھر اللہ تعالیٰ کوئی اور سبب پیدا فرما دیتا تھا۔

تیرا ٹھکانہ جنت ہے:

(۸۹) اَلثَّالِثُ: عن جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَجُلٌ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمَ اُحُدٍ: اَرَاَيْتَ اِنْ قُتِلْتُ فَاَيْنَ اَنَا؟ قَالَ: "فِي الْجَنَّةِ" فَاَلْقٰى تَمَرَاتٍ كُنَّ فِيْ يَدِهٖ، ثُمَّ قَاتَلَ حَتّٰى قُتِلَ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

(۸۹) (بخاری شریف کتاب المغازی رقم الحدیث ۴۰۴۶) (مسلم شریف کتاب الامارۃ رقم الحدیث ۱۸۹۹)

◀◀ (تیسری) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ احد کی جنگ میں ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: کیا آپ کو معلوم ہے کہ اگر میں شہید ہو جاؤں تو میرا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ آپ نے فرمایا: جنت میں۔ اس شخص نے وہ کھجوریں جو اس کے ہاتھ میں تھیں پھینک دیں پھر مصروف جہاد ہو گیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:4 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے کہ کون جنت میں جائے گا اور کون دوزخ میں جائے گا، حالانکہ یہ فیصلہ تو قیامت کے دن ہوگا لیکن اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو جنت کی بشارت دے کر بتا دیا کہ جو کچھ قیامت کو ہوگا میں اُس سے بھی واقف ہوں۔

حالت صحت کا صدقہ:

(۹۰) اَلرَّابِعُ: عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جاءَ رَجُلٌ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَیُّ الصَّدَقَةِ اَعْظَمُ اَجْرًا؟ قَالَ: "اَنْ تَصَدَّقَ وَاَنْتَ صَحِيْحٌ شَحِيْحٌ، تَخشَی الْفَقْرَ وَتَاْمُلُ الْغِنٰی، وَلاَ تُمْهِلُ حَتّٰی اِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُوْمَ قُلْتَ لِفُلاَنٍ كَذَا وَلِفُلاَنٍ كَذَا، وَقَدْ كَانَ لِفُلاَنٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"اَلْحُلْقُوْمُ": مَجْرَی النَّفَسِ ۔ وَ"الْمَرِیْءُ": مَجْرَی الطَّعَامِ وَالشَّرَابِ ۔

◀◀ (چوتھی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! کس صدقہ کا اجر سب سے زیادہ ہے۔ آپ نے فرمایا: وہ صدقہ جو تو حالت صحت، مال کے کم ہونے اور خوف فقر اور امید غنا کی حالت میں کرے، اور سستی نہ کر یہاں تک کہ جب سانس حلق کی طرف آ جائے تو کہنا شروع کر دے کہ فلاں چیز فلاں کے لیے اور فلاں چیز فلاں کے لیے حالانکہ اس وقت سارا مال دوسروں کا ہو چکا ہوتا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

شحیح: بمعنی کنجوس، بخیل۔

حلقوم: سانس چلنے کی نالی۔

(۹۰) (بخاری شریف کتاب الزکوۃ رقم الحدیث ۱۴۱۹)

مری: کھانے اور پینے کی نالی۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی نیکی میں جلدی کرو اپنے مال میں فقر کے خوف کی فکر میں پڑ کر نیکی کرنے میں دیر مت کرو اور نیکی کرنے میں اتنی جلدی کرو جتنی جلدی ایک سانس کے بعد دوسری سانس آتی ہے۔

تلوار کا حق ادا کون کرے گا:

(۹۱) اَلْخَامِسُ: عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخذ سیفًا یَّوْمَ اُحُدٍ، فَقَالَ: "مَنْ یَّاْخُذُ مِنِّیْ هٰذَا؟" فَبَسَطُوْا اَیْدِیَهُمْ کُلُّ اِنسَانٍ مِّنْهُمْ یَقُوْلُ: اَنَا اَنَا ۔ قَالَ: "فَمَنْ یَّاْخُذُهُ بِحَقِّهٖ؟" فَاَحْجَمَ الْقَوْمُ فَقَالَ اَبُوْ دُجَانَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَا اٰخُذُهُ بِحَقِّهٖ، فَاَخَذَهُ فَفَلَقَ بِهٖ هَامَ الْمُشْرِکِیْنَ ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

اِسْمُ اَبِیْ دُجَانَةَ: سِمَاكُ بْنِ خَرَشَةَ ۔ قَوْلُهٗ: "اَحْجَمَ الْقَوْمُ": اَیْ تَوَقَّفُوْا ۔ وَ"فَلَقَ بِهٖ": اَیْ شَقَّ ۔ "هَامَ الْمُشْرِکِیْنَ": اَیْ رُؤُوْسَهُمْ ۔

33 (پانچویں) حضرت انس t سے مروی ہے کہ احد کے دن رسول اللہ e نے تلوار پکڑی اور فرمایا: کون شخص مجھ سے یہ تلوار لے گا؟ سب نے ہاتھ پھیلا دیئے ہر ایک کہتا میں لوں گا۔ آپ نے فرمایا: کون شخص اس تلوار کو اس کا حق ادا کرنے کی شرط پر لے گا؟ تو لوگ رک گئے پس حضرت ابو دجانہ t نے عرض کیا: میں اس کو اس کے حق کے ساتھ لوں گا چنانچہ انہوں نے اس تلوار کو لیا اور اس کے ساتھ مشرکوں کی گردنیں کاٹ ڈالیں۔ (مسلم)

ابو دجانہ کا نام: اسماک بن خرشہ ہے۔

حل لغات:

احجم القوم: کا معنی ہے: لوگوں نے توقف کیا' رک گئے۔

فلق به: اسے کاٹ دیا۔ هام المشرکین: مشرکوں کے سر۔

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 5 میں ہو چکا ہے۔

(۹۱) (مسلم شریف فضائل الصحابۃ رقم الحدیث ۲۴۷۰)

شرح:

اس حدیث کواس باب میں لانے کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ تم کواللہ تعالیٰ نے ایمان کی دولت سے نوازا ہے لہٰذا اب اس کا حق اداء کرواور وہ یہ ہے کہ ایمان پرعمل کرنے میں جلدی کرو، یا اس کا مطلب یہ ہے کہ جب جہاد کے لیے نکل آئے ہوتو اب دیر نہ کرو کفار کی صفوں میں گھس کر جہاد کرواور نیکیوں کو حاصل کرو۔

صبر کرو:

(۹۲) اَلسَّادِسُ: عَنِ الزُّبَیْرِ بْنِ عَدِیٍّ، قَالَ: اَتَیْنَا اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فَشَكَوْنَا اِلَیْهِ مَا نَلْقٰی مِنَ الْحَجَّاجِ ۔ فَقَالَ: "اِصْبِرُوْا ؛ فَاِنَّهٗ لَا یَاْتِیْ زَمَانٌ اِلَّا وَالَّذِیْ بَعْدَهٗ شَرٌّ مِّنْهُ حَتّٰی تَلْقَوْا رَبَّكُمْ" سَمِعْتُهٗ مِنْ نَّبِیِّكُمْ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔

◀◀ (چھٹی) حضرت زبیر بن عدی سے مروی ہے انہوں نے کہا کہ ہم حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے سو ہم نے آپ سے حجاج کے مظالم کا شکوہ کیا۔ تو انہوں نے فرمایا: صبر کرو کیونکہ ہر زمانے کے بعد آنے والا زمانہ اس سے برا ہوگا' یہاں تک کہ تم اپنے رب سے جا ملو۔ میں نے یہ بات تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہے۔ (بخاری)

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں ایمان پر استقامت کا بیان ہے کہ اگر تم پر ظالم و جابر بادشاہ مسلط کر دیا جائے تو صبر سے کام لو اور اتنا صبر کرو کہ اپنے رب سے جا ملو، پھر اس کی بارگاہ میں اپنا مقدمہ پیش کرو، اور ایک دوسری حدیث میں فرمایا کہ جابر و ظالم بادشاہ کے سامنے کلمۂ حق کہنا سب سے بڑا جہاد ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر اللہ نے تم کو طاقت دی ہے تو اپنے حق کے لیے ظالم کے سامنے ڈٹ جاؤ اور اگر نہیں تو پھر صبر کرو۔

بڑھاپے سے پہلے نیکی کرو:

(۹۳) اَلسَّابِعُ: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَادِرُوْا بِالْاَعْمَالِ سَبْعًا، هَلْ تَنْتَظِرُوْنَ اِلَّا فَقْرًا مُّنْسِیًا، اَوْ غِنًی مُّطْغِیًا، اَوْ مَرَضًا مُّفْسِدًا، اَوْ هَرَمًا مُّفْنِدًا، اَوْ مَوْتًا مُّجْهِزًا، اَوِ الدَّجَّالَ فَشَرُّ غَائِبٍ یُّنْتَظَرُ، اَوِ السَّاعَةَ فَالسَّاعَةُ اَدْهٰی وَاَمَرُّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ" ۔

◀◀ (ساتویں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات چیزوں کے

(۹۲) (بخاری شریف کتاب الفتن رقم ۷۰۶۸) (۹۳) (ترمذی شریف کتاب الزہد رقم الحدیث ۲۳۰۶)

وقوع پذیر ہونے سے پہلے نیک اعمال کے لئے جلدی کرو۔ کیا تم انتظار کر رہے ہو ایسی تنگدستی کا جو اللہ کی یاد بھلا دے یا ایسی امارت کو جو سرکش بنا دے یا ایسے مرض کا جو مزاج کو بگاڑ دے یا ایسے بڑھاپے کا جو عقلی قوتوں کو ناکارہ کر دے یا ایسی موت کا جو اچانک آ جائے یا دجال کا (یاد رکھو) نظر نہ آنیوالی چیزیں جن کا انتظار کیا جاتا ہے ان میں سے دجال سب سے برا ہے یا قیامت کا اور قیامت سخت ہولناک اور تلخ ہے۔ اسے ترمذی نے بیان کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

منسیاً: بمعنی بھولنا،

مطغیاً: بمعنی سرکشی پر اکسانا، سرکش کرنا۔

ہرماً: بمعنی بوڑھا ہونا، کمزور ہونا۔

مفنداً: از، فنداً، بمعنی کم عقل ہونا، سٹھیا جانا۔

مجھزا: بمعنی اچانک موت کا آنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 8 میں ہو چکا ہے۔

(۹۴) اَلثَّامِنُ: عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: "لَاُعْطِيَنَّ هٰذِهِ الرَّايَةَ رَجُلًا يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ يَفْتَحُ اللّٰهُ عَلٰى يَدَيْهِ" قَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: مَا اَحْبَبْتُ الْاِمَارَةَ اِلَّا يَوْمَئِذٍ، فَتَسَاوَرْتُ لَهَا رَجَآءَ اَنْ اُدْعٰى لَهَا، فَدَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِيَّ بْنَ اَبِيْ طَالِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَاَعْطَاهُ اِيَّاهَا، وَقَالَ: "امْشِ وَلَا تَلْتَفِتْ حَتّٰى يَفْتَحَ اللّٰهُ عَلَيْكَ" فَسَارَ عَلِيٌّ شَيْئًا ثُمَّ وَقَفَ وَلَمْ يَلْتَفِتْ فَصَرَخَ: يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، عَلٰى مَاذَا اُقَاتِلُ النَّاسَ؟ قَالَ: "قَاتِلْهُمْ حَتّٰى يَشْهَدُوْا اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ، فَاِذَا فَعَلُوْا فَقَدْ مَنَعُوْا مِنْكَ دِمَائَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ اِلَّا بِحَقِّهَا، وَحِسَابُهُمْ عَلَى اللّٰهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"فَتَسَاوَرْتُ" هُوَ بِالسِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ: اَيْ وَثَبْتُ مُتَطَلِّعًا .

◀◀ (آٹھویں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن فرمایا: میں یہ جھنڈا اس شخص کو دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں پر فتح عطا فرمائے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں نے اس دن کے علاوہ کبھی امارت کی خواہش نہیں کی مگر اس روز میں نے اپنے

(۹۴) (مسلم شریف فضائل صحابہ رقم الحدیث ۲۴۰۵)

آپ کوامارت کے لئے پوری طرح تیار کرلیا اس امید پر کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اس کے لئے بلالیں۔ پس رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بلایا اور جھنڈا انہیں عطا کیا اور فرمایا: چلو اور اس وقت ادھر ادھر متوجہ نہ ہونا جب تک کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ہاتھ پر فتح نہ عطا فرمادے۔

سوحضرت علی رضی اللہ عنہ چل پڑے تھوڑی دور جا کر رکے اور بغیر پیچھے کی طرف منہ موڑے عرض کیا: یارسول اللہ! میں کس بات پر لوگوں سے جنگ کروں۔ فرمایا: ان سے لڑو یہاں تک کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں' اور یہ کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں' اور جب وہ یہ گواہی دے دیں تو انہوں نے تم سے اپنے خون اور مال محفوظ کر لیے سوائے حق کے اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

الرایة: بمعنی جھنڈا، پرچم۔

امارة: حاکم ہونا، امیر ہونا۔

فتساورت: سین مہملہ کے ساتھ کا معنیٰ ہے: میں جھانکتے ہوئے اچھلا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ واقعہ فتح خیبر کا ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کو جھنڈا عطاء کیا اور پھر آپ اس بہادری اور شجاعت کے ساتھ میدان میں اترے کہ بڑے بڑے سورماؤں کو روند ڈالا اور خیبر پر اسلام کا جھنڈا بلند کیا، اسی لیے حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کو خیبر شکن کہا جاتا ہے۔

۱۱-بَابٌ فِی الْمُجَاهِدَةِ

مجاہدہ کا بیان

مجاہدہ کا لغوی معنیٰ: کوشش، سعی، جدوجہد، جاں فشانی، نفس کشی، ریاضت۔ (فیروز اللغات)

مجاہدہ کی تعریف: ''فی شرع محاربة النفس الامارة بالسوئبتحمیلها ما یشق علیها بما هو مطلوب في الشرع'' (کتاب التعریفات للشریف جرجانی، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

ترجمہ: برائی کا حکم دینے والے نفس سے جنگ کرنے کو شرع میں مجاہدہ کہتے ہیں تاکہ اس کو مشقت کا متحمل بنایا جائے جو شرع کو مطلوب ہے۔

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِیْنَ ۝﴾ (العنکبوت:69)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۝

تشریح:

اس آیت کے تحت علامہ مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ معنیٰ یہ ہیں کہ جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم انہیں ثواب کی راہ دیں گے۔ حضرت جنید نے فرمایا جو توبہ میں کوشش کریں گے انہیں اخلاص کی راہ دیں گے۔ حضرت فضیل بن عیاض نے فرمایا جو طلبِ علم میں کوشش کریں گے انہیں ہم عمل کی راہ دیں گے۔ حضرت سعد بن عبداللہ نے فرمایا جو اقامتِ سنّت میں کوشش کریں گے ہم انہیں جنّت کی راہ دکھا دیں گے۔ (خزائن العرفان تحت آیت مذکور)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰی یَاْتِیَكَ الْیَقِیْنُ ۝﴾ (الحجر: 99)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو۝

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ۝﴾ (المزمل: 8): اَیْ اِنْقَطِعْ اِلَیْہِ،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنے رب کا نام یاد کرو اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو ۝

تشریح:

یعنی اپنے رب کا نام رات و دن کے جملہ اوقات میں تسبیح، تہلیل، نماز، تلاوتِ قرآن شریف، درسِ علم وغیرہ کے ساتھ یاد کرو اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس کے معنٰی یہ ہیں کہ اپنی قرآت کی ابتداء میں بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھو۔ اور سب سے ٹوٹ کر اسی کے ہو رہو مطلب یہ کہ عبادت میں انقطاع کی صفت ہو کہ دل اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی طرف مشغول نہ ہو، سب علاقہ قطع ہو جائیں، اسی کی طرف توجہ رہے۔

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ ۝﴾ (الزلزلۃ: 7)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا ۝

تشریح:

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہر مومن و کافر کو روزِ قیامت اس کے نیک و بد اعمال دکھائے جائیں گے مومن کو اس کی نیکیاں اور بدیاں دکھا کر اللہ تعالیٰ بدیاں بخش دے گا اور نیکیوں پر ثواب عطا فرمائے گا اور کافر کی نیکیاں رد کر دی جائیں گی کیونکہ کفر کے سبب اکارت ہو چکیں اور بدیوں پر اس کو عذاب کیا جائے گا۔ محمد بن کعب قرظی نے فرمایا کہ کافر نے ذرّہ بھر نیکی کی ہو گی تو وہ اس کی جزا دنیا ہی میں دیکھ لے گا یہاں تک کہ جب دنیا سے نکلے گا تو اس کے پاس کوئی نیکی نہ ہو گی اور مومن اپنی بدیوں کی سزا دنیا میں پائے گا تو آخرت میں اس کے ساتھ کوئی بدی نہ ہو گی۔ اس آیت میں ترغیب ہے کہ نیکی تھوڑی سی بھی کارآمد ہے اور ترہیب ہے کہ گناہ چھوٹا سا بھی وبال ہے۔ بعض مفسّرین نے فرمایا ہے کہ پہلی آیت مومنین کے حق میں ہے اور پچھلی کفار کے۔ (خزائن العرفان تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَمَا تُقَدِّمُوْا لِاَنْفُسِكُمْ مِّنْ خَيْرٍ تَجِدُوْهُ عِنْدَ اللّٰهِ هُوَ خَيْرًا وَّاَعْظَمَ اَجْرًا ﴾

(المزمل:20)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنے لیے جو بھلائی آگے بھیجو گے اسے اللہ کے پاس بہتر اور بڑے ثواب کی پاؤ گے۔

آیت نمبر:6

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ ۝﴾ (البقرۃ:273)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم جو خیرات کرو اللہ اسے جانتا ہے۔

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ ۔

اور اس باب کے بارے میں بے شمار آیات ہیں۔

اللہ کے ولیوں کی شان:

(۹۵) وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ: فَالْاَوَّلُ:

اور احادیث میں پہلی یہ ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى قَالَ: مَنْ عَادٰى لِيْ وَلِيًّا فَقَدْ اٰذَنْتُهٗ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ اِلَيَّ عَبْدِيْ بِشَيْءٍ اَحَبَّ اِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِيْ يَتَقَرَّبُ اِلَيَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰى اُحِبَّهٗ، فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِيْ يَسْمَعُ بِهٖ، وَبَصَرَهُ الَّذِيْ يُبْصِرُ بِهٖ، وَيَدَهُ الَّتِيْ يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِيْ يَمْشِيْ بِهَا، وَاِنْ سَاَلَنِيْ اَعْطَيْتُهٗ، وَلَئِنِ اسْتَعَاذَنِيْ لَاُعِيْذَنَّهٗ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

"اٰذَنْتُهٗ": اَعْلَمْتُهٗ بِاَنِّيْ مُحَارِبٌ لَّهٗ ۔ "اِسْتَعَاذَنِيْ" رُوِيَ بِالنُّوْنِ وَبِالْبَاءِ ۔

◄ ◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھتا ہے میں اس کے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں اور بندہ جن چیزوں کے ذریعے میرا تقرب حاصل کرتا ہے ان میں سے کوئی چیز فرائض سے زیادہ مجھے محبوب نہیں ہے۔ اور بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں سو جب میں اپنے بندے سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کے کان بن جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے' اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے' اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے' اور اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں اسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ طلب کرے تو میں ضرور اسے پناہ دیتا ہوں۔

(بخاری)

حل لغات:

اذنته: کا معنی ہے کہ میں اسے بتا دیتا ہوں کہ میں اس کے خلاف جنگ کرنے والا ہوں۔

استعاذنی: نون اور باء دونوں کے ساتھ مروی ہے۔

(۹۵) (بخاری شریف' کتاب الرقاق' رقم الحدیث ۶۵۰۲)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں فرمایا گیا جو کسی ولی کے ساتھ دشمنی رکھتا ہے تو میں اس کے ساتھ اعلان جنگ کرتا ہوں معلوم ہوا کہ اللہ کے ولیوں کے ساتھ دشمنی اللہ کے ساتھ دشمنی ہے اور اللہ تعالیٰ سے دشمنی کا مطلب دنیا و آخرت میں ذلت و رسوائی ہے اللہ تعالیٰ اپنے ولیوں کیدشمنوں کی صحبت سے بھی دور رکھے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نوافل اللہ تعالیٰ کا قرب بہت آسان ذریعہ ہیں اور جب بندہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا نور اس کو گھیر لیتا ہے اور پھر اس کی برکت سے اس شخص سے ایسی چیزیں ظاہر ہوتی ہیں جو خلاف عادت (کرامات) ہوتی ہیں تو اس وقت اس کے فعل کو اللہ تعالیٰ اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ (حجۃ اللہ البالغہ)

(۹۶) اَلثَّانِیْ: عن اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْمَا یَرْوِیْہِ عَنْ رَّبِّہٖ - عَزَّوَجَلَّ -، قَالَ: "اِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ اِلَیْہِ ذِرَاعًا، وَّاِذَا تَقَرَّبَ اِلَیَّ ذِرَاعًا تَقَرَّبْتُ مِنْہُ بَاعًا، وِاِذَا اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُہٗ ھَرْوَلَۃً" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ .

◀◀ (دوسری) حضرت انس رضی اللہ عنہ ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں جو آپ اپنے رب عزوجل سے روایت کرتے ہیں کہ جب بندہ بالشت میرے قریب آتا ہے تو میں ہاتھ بھر اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور جب وہ ہاتھ بھر میرے قریب آتا ہے تو میں دونوں ہاتھوں کے پھیلاؤ کی مقدار میں اس کے قریب ہو جاتا ہوں اور اگر وہ چل کر میری طرف آئے تو میں دوڑ کر اس کی طرف آتا ہوں۔ (بخاری)

حل لغات:

شبراً: بمعنی بالشت۔

باعاً: دونوں بازوؤں کو پھیلانے کی مقدار۔

ھرولۃ: بمعنی جلدی چلنا، تیز چلنا۔

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:5 میں ہو چکا ہے۔

---

(۹۶) (بخاری شریف کتاب التوحید رقم الحدیث ۷۵۳۶)

شرح:

اس حدیث میں اللہ تعالیٰ اپنے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے اپنے بندوں کو یہ بشارت دے رہے ہیں کہ اگر تم میرے قرب کے لیے مجاہدہ کرو تو یہ نہ سمجھنا کہ میں تمہاری مدد نہ کروں گا بلکہ جتنا تم میرے قرب کے لیے مجاہدہ کرو گے میں اس سے تین گناہ تمہارے قریب ہو جاوں گا۔ وہ اس طرح کہ ایک گناہ بندہ کی جانب سے قرب حاصل ہوگا اور دو گناہ اللہ کی جانب سے تو کل تین گناہ ہوا۔ جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا، مجاہدہ کیا ہے اسی کے بارے میں اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا۔

عرض: مجاہدے کے کیا معنی ہیں؟

ارشاد: سارا مجاہدہ اس آیہ کریمہ میں جمع فرمادیا ہے:

"وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى،فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى "

جواپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرے اور نفس کو خواہشوں سے روکے بے شک تو جنت ہی ٹھکانہ ہے۔

(پ۳۰،النزعٰت:۴۰،۴۱)

یہی جہادِ اکبر ہے۔ حدیث میں ہے: جہادِ کفار سے واپس آتے ہوئے فرمایا:

"رَجَعْنَا مِنَ الْجِهَادِ الْاَصْغَرِ اِلَى الْجِهَادِ الْاَكْبَرِ"

ہم اپنے چھوٹے جہاد سے بڑے جہاد کی طرف پھرے۔

(کشف الخفاء، حرف الراء المھملۃ، الحدیث ۱۳۶۰، ج ۱، ص ۳۷۵، ملفوظات اعلیٰ حضرت، ص ۱۵۷)

(۹۷) اَلثَّالِثُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "نِعْمَتَانِ مَغْبُوْنٌ فِيْهِمَا كَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ: الصِّحَّةُ، وَالْفَرَاغُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀◀ (تیسری) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دو نعمتیں ایسی ہیں جن میں اکثر لوگ خسارے میں رہتے ہیں' (وہ ہیں) صحت اور فراغت۔ (بخاری)

حل لغات:

مغبون: از، غبناً، بمعنی دھوکہ۔

الفراغ: بمعنی فارغ ہونا، کام پورا کرنا۔

(۹۷) (بخاری شریف کتاب الرقاق رقم الحدیث ۶۴۱۲) (ترمذی شریف رقم الحدیث ۲۳۰۴) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۴۱۷۰) (دارمی رقم الحدیث ۲۷۰۷) (مستدرک حاکم رقم الحدیث ۷۸۴۵) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۳۲۰۷) (سنن الکبری بیہقی رقم الحدیث ۶۳۱۵) (طبرانی کبیر رقم الحدیث ۱۰۷۸۶) (مسند الشھاب رقم الحدیث ۲۹۵)

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:12 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں بیان ہوا کہ صحت اور فراغت دو ایسی نعمتیں ہیں جن کے ساتھ لوگ خسارے میں رہتے ہیں جب تک آدمی صحت مند ہوتا ہے تو اللہ کی یاد سے اکثر غافل رہتا ہے اور اللہ کی یاد سے غفلت بہت بڑا نقصان ہے اسی طرح جب آدمی فارغ ہوتا ہے تو بھی اللہ کا ذکر نہیں کرتا حالانکہ اس کو اس وقت اللہ کی عبادت زیادہ کرنی چاہیے تھی، مطلب صحت اور فراغت میں اللہ تعالیٰ کی یاد نہیں آتی، بیماری اور مصروفیت میں اللہ کی یاد آتی ہے۔ الحاصل انسان نہ وقت کی قدر کرتا ہے اور نہ ہی صحت کی یہ دو نعمتیں اس کے پاس کب تک رہیں گی جن پر وہ فخر کر کے اللہ تعالیٰ کے احکام کی تعمیل نہیں کرتا؟؟؟

میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں:

(۹۸) اَلرَّابِعُ: عن عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَقُوْمُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ فَقُلْتُ لَهٗ: لِمَ تَصنَعُ هٰذَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَقدْ غَفَرَ اللهُ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ؟ قَالَ: "اَفَلَا اُحِبُّ اَنْ اَكُوْنَ عَبْدًا شَكُوْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ،

هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِيِّ .وَنَحْوُهٗ فِي الصَّحِيْحَيْنِ مِنْ رِوَايَةِ الْمُغِيْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ .

◄◄ (چوتھی) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو قیام فرماتے حتیٰ کہ آپ کے پاؤں پھٹنے لگتے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ ایسا کیوں کرتے ہیں جبکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے بہ سبب آپ کی امت کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا: کیا میں یہ بات پسند نہ کروں کہ میں اللہ تعالیٰ کا شکر گزار بندہ بن جاؤں۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ بخاری کے ہیں، اور صحیحین میں اسی کی مثل روایت حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر:2 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قیام کرنا، رکوع و سجود کرنا بہت محبوب تھا اور یہ قیام رکوع آپ کا اپنی امت کے لیے بخشش کا ذریعہ ہوگا کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر کرنے والا بندہ

(۹۸) (بخاری شریف کتاب التفسیر رقم الحدیث ۴۸۳۷) (مسلم شریف صفات المنافقین رقم الحدیث ۲۸۲۰)

نہ بنوں مطلب یہ میری امت کو جب اللہ تعالیٰ میرے صدقے بخش دے گا تو میں اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کیوں نہ ادا کروں، یا اس لیے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ سے اپنی بخشش کے لیے نوافل ادا نہیں کرتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر کرنے کے لیے ادا کرتا ہو تو کیا میں اللہ تعالیٰ کا شکر نہ کروں؟؟ الحاصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ مجاہدہ فرماتے تھے۔لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مجاہدہ یا تو اللہ کی نعمتوں پر شکر کے لیے ہوتا یا پھر ہم گناہگاروں کی بخشش کے لیے۔

رمضان کا آخری عشرہ:

(۹۹) اَلْخَامِسُ: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، اَنَّهَا قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ اَحْيَا اللَّيْلَ، وَاَيْقَظَ اَهْلَهُ، وَجَدَّ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَالْمُرَادُ: الْعَشْرُ الْاَوَاخِرُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ . و"الْمِئْزَرُ": الْاَزَارُ، وَهُوَ كِنَايَةٌ عَنِ اعْتِزَالِ النِّسَآءِ . وَقِيْلَ: الْمُرَادُ تَشْمِيْرُهُ لِلْعِبَادَةِ، يُقَالُ: شَدَدْتُ لِهٰذَا الْاَمْرِ مِئْزَرِيْ: اَيْ تَشَمَّرْتُ وَتَفَرَّغْتُ لَهُ .

◄◄ (پانچویں) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' آپ نے فرمایا: جب رمضان کا آخری عشرہ آ جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم راتوں کو جاگتے اور اپنے اہل وعیال کو جگاتے اور خوب کمر بستہ ہو جاتے۔(متفق علیہ)

حل لغات:

العشر: سے مراد رمضان المبارک کا آخری عشرہ ہے۔

المئزر: چادر' ازار کو کہتے ہیں عورتوں سے کنارہ کشی سے کنایہ ہے' اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ہے عبادت کے لئے کمر بستہ ہو جانا' جیسے کہتے ہیں میں نے اس کام کے لئے اپنا ازار باندھا۔یعنی میں سب کچھ چھوڑ کر اس کام کے لئے آمادہ اور فارغ ہو گیا۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر:2 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ ماہ اللہ تعالیٰ کی خاص برکتوں اور رحمتوں والا مہینہ ہے، اس لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس میں خود بھی جاگ کر اللہ کی عبادت کرتے اور اہل بیت کو بھی جگاتے اور عبادت خدا کا حکم دیتے۔اور اس لیے بھی کہ وہ رات بھی اسی عشرہ مبارکہ میں آتی ہے جس کے بارے اللہ تعالیٰ فرمایا ہے کہ وہ رات ہزار مہینوں سے افضل ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تو اس رات کے

(۹۹) (بخاری شریف فضل لیلۃ القدر رقم الحدیث ۲۰۲۴)

بارے علم تھا ہی لیکن آپ نے اپنی امت کی بھلائی کے لیے اس کو مخفی رکھا تا کہ میری امت عبادت زیادہ کرے اور اس کو آخری عشرہ میں تلاش کرتے کرتے سارا آخری عشرہ عبادت میں گزار دے۔

طاقتور مؤمن:

(۱۰۰) اَلسَّادِسُ: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اَلْمُؤْمِنُ الْقَوِیُّ خَیْرٌ وَّاَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ مِنَ الْمُؤْمِنِ الضَّعِیْفِ وَفِیْ کُلٍّ خَیْرٌ ۔ احْرِصْ عَلٰی مَا یَنْفَعُکَ، وَاسْتَعِنْ بِاللّٰہِ وَلَا تَعْجَزْ ۔ وَاِنْ اَصَابَکَ شَیْءٌ فَلَا تَقُلْ لَوْ اَنِّیْ فَعَلْتُ کَانَ کَذَا وَکَذَا، وَلٰکِنْ قُلْ: قَدرُ اللّٰہِ، وَمَا شَاءَ فَعَلَ ؛ فَاِنَّ لَوْ تَفْتَحُ عَمَلَ الشَّیْطٰنِ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

◂◂ (چھٹی) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: طاقتور مومن کمزور مومن سے اچھا اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے' اور بھلائی دونوں میں ہوتی ہے۔ ایسی چیز کی خواہش کرو جو تمہیں نفع پہنچائے اور اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کرو اور عاجزی کا مظاہرہ نہ کرو اور اگر تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو یہ نہ کہو' اگر میں یوں کرتا تو یوں ہو جاتا' بلکہ کہو کہ اللہ تعالیٰ نے یہی مقدر کیا تھا' اور اللہ کو جو منظور تھا اس نے کر دیا۔ اس لئے کہ "لو" (یعنی اگر) کا لفظ شیطانی عمل کا راستہ کھول دیتا ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

حرص: از، حرصاً، بمعنی لالچ کرنا۔

تعجز: از، عجزاً، بمعنی عاجز آنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں فرمایا گیا کہ نیکوں کو اگر طاقت (جوانی میں) کرو تو زیادہ بہتر ہے، اگر ایسا کرو گے تو پھر زیادہ مسافت کم وقت میں طے کر لو گے جیسا کہ اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ سے سوال کیا گیا۔

عرض: حضور! مجاہدے میں عمر کی قید ہے؟

ارشاد: مجاہدے کے لئے کم از کم اَسّی برس درکار ہوتے ہیں۔ باقی طلب ضرور کی جائے۔

عرض: ایک شخص اَسّی برس کی عمر سے مجاہدات کرے یا اَسّی برس مجاہدہ کرے؟

(۱۰۰) (مسلم شریف کتاب القدر رقم الحدیث ۲۶۶۴)

ارشاد: مقصود یہ ہے کہ جس طرح اِس عالَم میں مُسبَّبات (مُ سَبَّ بات) کو اَسباب سے مَربُوط فرمایا (یعنی جوڑا) گیا ہے اُسی طریقہ پر اگر چھوڑیں اور جذب وعنایتِ ربّانی 'بعید (یعنی دُور نظر آنے والی منزل) کو قریب نہ کردے تو اِس راہ کی قطع (یعنی طے کرنے) کو اسّی برس درکار ہیں اور رحمت توجُّہ فرمائے تو ایک آن میں نصرانی (یعنی عیسائی) سے اَبدال کر دیا جاتا ہے اور صدقِ نیت (یعنی سچّی نیّت) کے ساتھ یہ مشغولِ مجاہدہ ہو تو امدادِ الٰہی (عَزَّ وَجَلَّ) ضرور کارفرما ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا"

وہ جو ہماری راہ میں مجاہدہ کریں ہم ضرور انہیں اپنے راستے دکھادیں گے۔ (پ۲۱، العنکبوت:۶۹)

جنت ودوزخ

(۱۰۱) اَلسَّابِعُ: عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "حُجِبَتِ النَّارُ بِالشَّهَوَاتِ، وَحُجِبَتِ الْجَنَّةُ بِالْمَكَارِهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِي رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "حُفَّتْ" بَدَلَ "حُجِبَتْ" وَهُوَ بِمَعْنَاهُ: اَیْ بَيْنَهُ وَبَيْنَهَا هٰذَا الْحِجَابُ فَإِذَا فَعَلَهُ دَخَلَهَا .

◀◀ (ساتویں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دوزخ کو شہوات نے اور جنت کو مشکلات نے ڈھانپ رکھا ہے۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے "حجبت" کی جگہ "حفت" کا لفظ آیا ہے اور وہ اس کے ہم معنی ہے یعنی جنت اور انسان کے درمیان یہی مشکلات حائل ہیں اگر ان کا مرتکب ہوا تو اس میں داخل ہو جائے گا۔

حل لغات:

حجبت: از، حجباً، بمعنی پردہ کرنا، چھپانا۔

المکارۃ: ناپسند، مکروہ۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 8 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ انسان اور جہنم کے درمیان شہوات اور لذتوں کی رکاوٹیں ہیں اگر انسان ان میں پھنس

(۱۰۱) (بخاری شریف کتاب الرقاق، رقم الحدیث ۶۴۸۷)

جاتا ہے تو سمجھ لو اس نے اپنے درمیان اور جہنم کے درمیان سے رکاوٹ ہٹا دی، اسی طرح جنت اور انسان کے درمیان مشکلات کی رکاوٹیں ہیں جب انسان ان مشکلات کو برداشت کر لے گا تو اس نے اپنے اور جنت کے درمیان سے راستہ صاف کرلیا، اللہ کی راہ میں مشکلات کو برداشت کرنا بھی مجاہدہ ہے، اس لیے اعلیٰ حضرت دین کی خدمت کرنے والوں کے متعلق فرماتے ہیں۔

عرض: یہ (یعنی مجاہدہ) تو حضور اِسی کا ہو رہے (جو سب کچھ چھوڑ کر اللہ کی عبادت کرتا ہے) تو ہوسکتا ہے۔ دنیوی ذرائعِ معاش (یعنی روزی کمانے کے دُنیوی ذریعے) اگر چھوڑ دیئے جائیں تو یہ بھی نہایت دِقّت طلب (یعنی مشکل) ہے اور یہ دینی خدمت جو اپنے ذمہ لی ہے اُسے بھی چھوڑنا پڑے گا۔

ارشاد: اُس کے لئے یہی خدمات مجاہدات ہیں بلکہ اگر نیت صالحہ ہے تو ان مجاہدوں سے اعلیٰ۔ امام ابو اسحٰق اسفرائنی (علیہ رحمۃ اللہ الغنی) جب انہیں مُبْتَدِعین (یعنی گمراہوں) کی بِدعات کی اِطّلاع ہوئی پہاڑوں پر اُن اَکابر علماء کے پاس تشریف لے گئے جو ترکِ دنیا و مَا فِیْھَا (یعنی دنیا اور اس کا سازوسامان چھوڑ) کر کے مجاہدات میں مصروف تھے، ان سے فرمایا:

"یَا اَکَلَةَ الْحَشِیْشِ اَنْتُمْ ھٰھُنَا وَ اُمَّةُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِی الْفِتَنِ"

اے سوکھی گھاس کھانے والو! تم یہاں ہو اور اُمتِ محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فتنوں میں ہے۔

انہوں نے جواب دیا کہ اِمام یہ آپ ہی کا کام ہے ہم سے نہیں ہوسکتا۔ وہاں سے واپس آئے اور مُبْتَدِعین کے رد میں نہریں بہائیں (یعنی شدید و کثیر رَدّ کیا)۔ (ملفوظات، ص۵۹)

کثیر مجاہدہ:

(۱۰۲) اَلثَّامِنُ: عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ حُذَیْفَةَ بْنِ الْیَمَانِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ لَیْلَةٍ فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ، فَقُلْتُ: یَرْکَعُ عِنْدَ الْمِئَةِ، ثُمَّ مَضٰی. فَقُلْتُ: یُصَلِّیْ بِھَا فِیْ رَکْعَةٍ فَمَضٰی، فَقُلْتُ: یَرْکَعُ بِھَا، ثُمَّ افْتَتَحَ النِّسَآءَ فَقَرَاَھَا، ثُمَّ افْتَتَحَ اٰلَ عِمْرَانَ فَقَرَاَھَا، یَقْرَاُ مُتَرَسِّلًا: اِذَا مَرَّ بِاٰیَةٍ فِیْھَا تَسْبِیْحٌ سَبَّحَ، وَاِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَاَلَ، وَاِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ، ثُمَّ رَکَعَ، فَجَعَلَ یَقُوْلُ: "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ" فَکَانَ رُکُوْعُہٗ نَحْوًا مِّنْ قِیَامِہٖ، ثُمَّ قَالَ: "سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ، رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ" ثُمَّ قَامَ طَوِیْلًا قَرِیْبًا مِّمَّا رَکَعَ، ثُمَّ سَجَدَ، فَقَالَ: "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" فَکَانَ سُجُوْدُہٗ قَرِیْبًا مِّنْ قِیَامِہٖ. رَوَاہُ مُسْلِمٌ.

◄◄ (آٹھویں) حضرت ابو عبداللہ حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نے

(۱۰۲) مسلم شریف کتاب صلاۃ رقم الحدیث ۱۷۷۲

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز ادا کی۔ سو آپ نے سورۃ فاتحہ شروع کی میں نے سوچا کہ سو آیتیں پڑھ کر آپ رکوع کریں گے لیکن آپ پڑھتے رہے۔ میں نے سوچا کہ آپ پوری سورۃ بقرہ پڑھ کر رکوع کریں گے آپ پھر بھی پڑھتے رہے۔ سورۃ بقرہ کے اختتام پر میں نے سوچا رکوع کریں گے لیکن آپ نے سورۃ النساء شروع کردی وہ سورۃ پڑھی اور پھر سورۃ آل عمران شروع کردی اور ساری سورۃ پڑھی۔ آپ آہستہ آہستہ تلاوت فرماتے رہے۔ جب آپ کوئی آیت تسبیح پڑھتے تو سبحان اللہ کہتے اور جب کوئی ایسی آیت پڑھتے جس میں سوال ہوتا تو سوال کرتے جب تعوذ کی آیت پڑھتے تو اعوذ باللہ کہتے۔ پھر آپ نے رکوع کیا۔ اس میں آپ **سبحان ربی العظیم** پڑھتے رہے۔ آپ کا رکوع بھی قیام جتنا لمبا تھا پھر آپ نے کہا: **سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لك الحمد** پھر آپ نے طویل قیام کیا اور آپ کا قومہ بھی آپ کے رکوع کی مثل تھا۔ پھر آپ نے سجدہ کیا اور پڑھا: **سبحان ربی الاعلیٰ** ۔ سو آپ کا سجدہ بھی آپ کے قیام جتنا تھا۔ (مسلم)

حل لغات:

یرکع: از، رکوعاً، بمعنی سر جھکانا، بدن خم کرنا، رکوع کرنا۔

مترسلاً: بمعنی نرمی، آہستگی کرنا۔

تعارف راوی:

حذیفہ ابن یمان: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے، عبسی ہیں، آپ کے والد کا نام حسیل ہے، یمان لقب ہے، حضرت حذیفہ حضور انور کے صاحب اسرار راز دار ہیں، حضرت عثمان کی شہادت کے چالیس دن بعد آپ کی وفات مدائن میں ہوئی وہاں ہی آپ کی قبر شریف ہے، ۳۵ھ میں وفات ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، جلد ۸، تحت حرف الحاء صحابہ کرام،)

شرح:

معلوم ہوا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ مجاہدہ فرماتے تھے آپ کی امت کے ایک ولی کا بھی واقعہ سنیے۔

حضرتِ سیِّدُنا صالح مُرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُنا عَطَا سُلَمی علیہ رحمۃ اللہ الولی بہت زیادہ مجاہدہ کرنے والے بزرگ تھے، کثرتِ عبادت وروزہ اور مجاہدات کی وجہ سے ان کا جسم کافی کمزور ہوگیا تھا۔ میں نے ان سے کہا: "آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے نفس کو بہت زیادہ تکلیف میں ڈال رکھا ہے، میں آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے لئے کچھ چیزیں بھجواؤں گا اگر آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی نظروں میں میری کچھ قدر و منزلت ہے تو انہیں واپس نہ کرنا۔" فرمایا: "ٹھیک

(۱۰۳) (بخاری شریف کتاب التہجد رقم الحدیث ۱۰۸۴) (مسند ابو یعلی رقم الحدیث ۵۱۶۵) (سنن الکبری بیہقی رقم الحدیث ۴۴۶۰) (ابن خزیمہ رقم الحدیث ۱۱۵۴) (ابن حبان رقم الحدیث ۲۴۱۴) (مسند امام احمد بن حنبل رقم الحدیث ۳۶۴۶) (ابن ماجہ شریف رقم الحدیث ۱۴۱۸) (مسلم شریف رقم الحدیث ۷۷۳)

ہے۔"چنانچہ، میں نے گھی اور سَتُّو کا بنا ہوا تھوڑا سا شربت اپنے بیٹے کو دیتے ہوئے کہا:"یہ حضرتِ سیِّدُ نا عَطَا سُلَمِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کے پاس لے جاؤ، جب تک وہ یہ شربت پی نہ لیں واپس نہ آنا۔'' میرا بیٹا شربت لے کر گیا اور واپس آ کر بتایا کہ "حضرتِ سیِّدُ نا عَطَا سُلَمِی علیہ رحمۃ اللہ القوی نے شربت پی لیا ہے۔ دوسرے دن میں نے پھر شربت بھجوایا تو انہوں نے نہ پیا۔"

میں نے ان سے کہا:"آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے شربت کیوں نہیں پیا؟ اس کے استعمال سے آپ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے جسم کو تقویت ملتی، نماز و روزہ اور دیگر عبادات پر قدرت حاصل ہوتی۔" فرمایا:"اے ابوبشر! اللہ عَزَّ وَجَلَّ تمہارا بھلا کرے، جب پہلے دن تم نے شربت بھجوایا تو میں نے پی لیا، دوسرے دن بھی وہی عمدہ و خوشگوار شربت آیا تو میرے نفس نے اس کی طرف رغبت کی، جب میں اسے پینے لگا تو مجھے یہ آیتِ کریمہ یاد آ گئی:

"يَتَجَرَّعُهُ وَلَا يَكَادُ يُسِيغُهُ وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَمِنْ وَّرَآئِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ"

ترجمہ: بمشکل اس کا تھوڑا تھوڑا گھونٹ لے گا اور گلے سے نیچے اتارنے کی امید نہ ہوگی اور اسے ہر طرف سے موت آئے گی اور مرے گا نہیں اور اس کے پیچھے ایک گاڑھا عذاب۔(پ13، ابراہیم:17)

اس آیت کے یاد آتے ہی مجھ سے وہ شربت نہ پیا گیا۔"حضرتِ سیِّدُ نا صالح مُرِّی علیہ رحمۃ اللہ القوی فرماتے ہیں: حضرتِ سیِّدُ نا عَطَا سُلَمِی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی یہ بات سن کر میں نے روتے ہوئے کہا:"اے عَطَا سُلَمِی علیہ رحمۃ اللہ القوی! تم کسی اور وادی میں ہو اور میں کسی اور وادی میں۔("عیون الحکایات، ج۲، ص۳۰۹،)

مسئلہ: مجاہدہ کے لیے غذا کو اتنا کم کر دینا کہ احکام شرعیہ بھی اس کمزوری کی وجہ سے ادا نہ ہوں جائز نہیں کم از کم اتنا کھانا ضرور کھائے جس کے ساتھ احکام شرعیہ احسن طریقہ سے ادا ہو جائیں، مثلاً نماز کھڑا ہو کر پڑھ سکتا تھا بطور مجاہد کھانا اتنا کم کر دیا کہ اب نماز بھی کھڑا ہو کر نہیں پڑھ سکتا تو ایسا مجاہدہ نہ چاہیے۔(ابوالاحمد غفرلہ)

(١٠٣) اَلتَّاسِعُ: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً، فَاَطَالَ الْقِيَامَ حَتّٰى هَمَمْتُ بِاَمْرِ سُوْءٍ! قِيْلَ: وَمَا هَمَمْتَ بِهٖ؟ قَالَ: هَمَمْتُ اَنْ اَجْلِسَ وَاَدَعَهٗ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀◀ (نویں) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک رات میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ تو آپ نے قیام کو اتنا طویل کیا کہ میں نے ایک برے کام کا ارادہ کر لیا۔ عرض کیا گیا کہ آپ نے کیا ارادہ کیا تھا؟ آپ نے فرمایا: میں نے ارادہ کیا کہ بیٹھ جاؤں اور آپ کا ساتھ چھوڑ دوں''۔

(متفق علیہ)

حل لغات:

همت: از هماً، بمعنی ارادہ کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:38 میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یہ حدیث مذکورہ حدیث کے ہم معنی ہے۔

(۱۰۴) اَلْعَاشِرُ: عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "یَتْبَعُ الْمَیِّتَ ثَلَاثَةٌ: اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ وَعَمَلُهٗ، فَیَرْجِعُ اِثْنَانِ وَیَبْقٰی وَاحِدٌ: یَرجِعُ اَهْلُهٗ وَمَالُهٗ، وَیَبقٰی عَملُهٗ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

◄◄ (دسویں) حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: میت کے پیچھے تین چیزیں جاتی ہیں: اس کے اہل وعیال' اس کا مال اور اس کے اعمال پس دو چیزیں لوٹ آتی ہیں' اور ایک ساتھ رہتی ہے۔ میت کے اہل وعیال اور مال لوٹ آتے ہیں' اور اس کا عمل (اس کے ساتھ) باقی رہتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:5 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی انسان کے ساتھ قبر میں اس کے اعمال ہی جائیں گے اچھے ہوں یا برے تو انسان کو چاہیے کہ اپنی قبر کا ساتھی اچھا تلاش کرے نہ کہ برا، اور اچھے اعمال میں ہر وقت لگا رہے۔

(۱۰۵) اَلْحَادِیْ عَشَرَ: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْجَنَّةُ اَقْرَبُ اِلٰی اَحَدِکُمْ مِنْ شِرَاكِ نَعْلِهٖ، وَالنَّارُ مِثْلُ ذٰلِكَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◄◄ (گیارہویں) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جنت

(۱۰۴) (بخاری شریف کتاب الرقاق' رقم الحدیث ۶۵۱۴)

(۱۰۵) (بخاری شریف کتاب الرقاق' رقم الحدیث ۶۴۸۸)

تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تمہارے نزدیک ہے' اور اسی طرح آگ بھی (تمہارے نزدیک ہے)۔(بخاری)

حل لغات:

شراك: جوتے کا تسمہ۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:38 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یعنی اگر تم جنت حاصل کرنا چاہتے ہوں تو اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہو جاو جنت کو جلد پا لو گے،اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کے کئی طریقے ہیں نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وعمرہ، والدین سے حسن سلوک ،وغیرہ،اسی طرح اللہ کی رضا کے لیے کھانا کم کر دینا اور مجاہدہ میں مشغول ہوجانا بھی اللہ تعالیٰ کے قرب کا بہت اعلیٰ طریقہ ہے، امام غزالی علیہ الرحمہ نے کھانے کی مقدار کے اعتبار سے درجات کی نشاندہی فرامائی ہے۔آپ فرماتے ہیں۔

پہلا درجہ:صدیقین کا ہے کہ انہوں نے کھانے میں اتنی مقدار پر قناعت کی،کہ جس سے زندگی اور عقل قائم رہ سکے اوراللہ کے محبوب، دانائے غُیوب ،مُنَزَّہٌ عَنِ الْعُیوب عَزَّ وَجَلَّ وصَلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے فرمان میں اسی طرف اشارہ فرمایا:

"حَسِبَ ابْنُ اٰدَمَ لُقَيْمَاتٌ يُقِمْنَ صُلْبَهُ"

،ترجمہ:بندے کے لئے چند لقمے کافی ہیں جو اس کی پیٹھ کو سیدھا رکھ سکیں۔"

(سنن ابن ماجۃ،ابواب الاطعمۃ،باب اقتصاد فی الکل وکراھۃ الشبع،)

دوسرا درجہ:یہ ہے کہ بندہ اپنے نفس کو دن رات میں نصف مُد (یعنی آدھا کلو) کا عادی بنالے اور یہ روٹی کا وہ حصہ ہے، جو چار مد (یعنی چار کلو) میں سے ہوتا ہے اور امیر المؤمنین حضرت سیّدُنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عادتِ مبارکہ اسی کے قریب تھی، آپ سات یا نو لقمے تناول فرماتے تھے۔

تیسرا درجہ:یہ ہے کہ وہ ریاضت کے ذریعے نفس کو دن رات میں مُد کا عادی بنائے ،اس کی اڑھائی روٹیاں بنتی ہیں، اور یہ پیٹ کے تہائی سے زیادہ ہے۔

چوتھا درجہ:یہ ہے کہ وہ کھانے کی مقدار مُد سے ایک کلو تک لے جائے اور یہ انتہائی مقدار ہے،اس سے زیادہ کھانا اسراف ہے،قریب ہے کہ وہ اللہ عَزَّ وَجَلَّ کے اس فرمان کے تحت داخل ہو جائے:

"وَّکُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا"

ترجمہ: اور کھاؤ اور پیؤ اور حد سے نہ بڑھو۔ (پ8، الاعراف:31)

اس کا ایک طریقہ اور بھی ہے کہ بھوک لگنے کے بعد کھانا کھایا جائے اور سیر ہونے سے پہلے ہاتھ کھینچ لیا جائے۔ اس سے آگے نہ بڑھے لیکن اس میں خطرہ ہے، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ وہ سچی بھوک پر آگاہ نہ ہوسکے اور اس پر معاملہ مشتبہ ہوجائے۔ کہتے ہیں کہ: "سچی بھوک کی علامت یہ ہے کہ وہ سالن کا مطالبہ نہ کرے" اور ایک قول یہ بھی ہے کہ: "وہ روٹیوں کے درمیان فرق نہ کرے (یعنی ایک روٹی کو دوسری پر ترجیح نہ دے)

جان لو! یہ حالت اشخاص کے مختلف ہونے سے بدلتی رہتی ہے اس لئے کھانے کی مقدار کا تعین ممکن نہیں، للہذا ہر شخص اپنے نفس میں غور وفکر کرے۔

حضرت سیِّدُ نا سہل تستری علیہ رحمۃ اللہ القوی ارشاد فرماتے ہیں: "اگر دنیا موٹے تازے جانور کا خون ہوتی، تو بھی مؤمن کی روزی حلال ہی ہوتی، کیونکہ مؤمن ضرورت کے وقت کھاتا ہے اور صرف اتنا کھاتا ہے جس سے اسے قوت حاصل ہوجائے۔"

مریدین میں سے بعض کھانے کی مقدار کی بجائے فاقے کے ذریعے ریاضت کرتے ہیں۔ ان میں سے بعض تین دن، بعض تیس دن جبکہ بعض چالیس دن تک کچھ نہ کھاتے اور بہت سے علماؤ صلحاء اور صوفیاء اس مدت تک پہنچے، حضرت سیِّدُ نا سلیمان خواص، حضرت سیِّدُ نا سہل بن عبداللہ اور حضرت سیِّدُ نا ابراہیم خواص رحمہم اللہ تعالیٰ انہی میں سے ہیں۔

بعض علماء کرام رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم ارشاد فرماتے ہیں: "جو شخص چالیس دن تک (رضا الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کے لئے) کھانا چھوڑ دیتا ہے، اس پر ملکوت سے قدرت کے اسرار ظاہر ہوجاتے ہیں، یعنی اس پر بعض اسرارِ الٰہی عَزَّ وَجَلَّ کھول دیئے جاتے ہیں۔"

اسی گروہ کے ایک صوفی بزرگ کا گزر ایک راہب کے پاس سے ہوا، تو اس نے اس کی حالت کے بارے میں گفتگو کی اور اسے اسلام کی طرف مائل کیا، راہب نے کہا: "حضرت سیِّدُ نا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام چالیس دن تک کچھ نہ کھاتے تھے اور یہ معجزہ ہے، جو صرف سچے نبی ہی کو حاصل ہوتا ہے۔" صوفی بزرگ نے اس سے کہا: "اگر میں پچاس دن تک کچھ نہ کھاؤں، تو تم اپنے دین کو چھوڑ کر دینِ اسلام میں داخل ہوجاؤ گے؟" اس نے کہا: "ہاں۔" چنانچہ وہ صوفی بزرگ اس کے سامنے بیٹھ گئے، حتیٰ کہ پچاس دن تک کچھ نہ کھایا، پھر راہب سے کہنے لگے: "میں ساٹھ دن تک اضافہ کرتا ہوں۔" اور ساٹھ دن تک کچھ نہ کھایا۔ اس پر راہب کو تعجب ہوا اور کہنے لگا: "میں نہیں سمجھتا تھا کہ کوئی شخص حضرت سیِّدُ نا عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی زیادہ دن بھوکا رہ سکتا ہے۔" پس یہی واقعہ اس کے اسلام لانے کا سبب بنا۔

یہ بہت بڑا درجہ ہے اور اس تک صرف وہی لوگ پہنچتے ہیں، جو کشف ومجاہدہ میں مشغول ہوکر بھوک اور حاجت سے

مستغنی ہوجاتے ہیں اوران کانفس اس لذّت میں پوراحق وصول کرتا ہے،اس کو بھوک اورحاجت بُھلا دیتا ہے، چنانچہ عالَمِ غیب سے انہیں روحانی قوت حاصل ہوجاتی ہے۔ نبی اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے اپنے فرمان میں اسی طرف اشارہ فرمایا:

"اَبِیْتُ عِنْدَ رَبِّیْ یُطْعِمُنِیْ وَیَسْقِیْنِیْ"

ترجمہ: میں اپنے رب کے ہاں رات گزارتا ہوں، میرارب مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے۔

(صحیح البخاری، کتاب الصوم، باب التنکیل لمن کثرالوصال،)

دوسرادرجہ: یہ ہے کہ وہ دو سے تین دن تک کچھ نہ کھائے اور یہ عادت ہے۔

تیسرادرجہ: یہ ہے کہ دن رات میں صرف ایک بار کھانے پراکتفاء کرے اور یہ سب سے کم درجہ ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبیء اکرم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم جب صبح کھانا کھاتے،تو شام کونہ کھاتے اورشام کوتناول فرماتے توصبح نہ کھاتے۔

(شعب الایمان للبیہقی ،باب فی المطاعم والمشارب،فصل فی ذم کثرۃ الکل،)

حضور نبی کریم،رءُوف رحیم صلَّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلَّم نے ام المؤمنین حضرت سیِّدَتُنا عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ارشادفرمایا:

"اِیَّاکِ وَالْاِسْرَافَ فَاِنَّ اَکْلَتَیْنِ فِیْ یَوْمٍ مِنَ السَّرْفِ"

ترجمہ:اسراف سے بچو،دن میں دوبار کھانا اسراف ہے۔(شعب الایمان للبیہقی ،باب فی المطاعم والمشارب،فصل فی ذم کثرۃ الکل،)

جان لو!وہ بھوک قابلِ تعریف ہے، جواللہ عَزَّ وَجَلَّ کی یاد سے غافل نہ کرے، کیونکہ جب یہ حد سے تجاوز کرتی ہے،تو اللہ عَزَّ وَجَلَّ کی یاد سے غافل کردیتی ہے،مگرجس شخص پرشہوت کا بہت زیادہ غلبہ ہو،تو وہ ان شہوتوں کوختم کرنے کے لئے ایسا کرسکتاہے،لیکن اگرایسا نہ ہوتواعتدال کی راہ سب سے بہتر ہے۔

پھراس خواہش کوچھوڑنے میں دوآفتیں ہیں،جن سے بچنا بہت ضروری ہے:

(۱)بعض اوقات انسان اکیلے میں تو کھاتا ہے،لیکن لوگوں کے مجمع میں نہیں کھاتا،تو یہ شرک خفی ہےاوراکثر یہ انسان کو نِفاق تک لے جاتا ہے۔

(۲)انسان پسند کرتا ہے کہ اسے کم کھانا کھانے والا اور پاک دامن سمجھا جائے،تو اس صورت میں وہ چھوٹی آفت کو چھوڑکراس سے بڑی چیز،یعنی جاہ وشہرت کی خواہش کامرتکب ہوجاتا ہے۔

حضرت سیِّدُنا ابوسلیمان علیہ رحمۃ اللہ المنّان فرماتے ہیں کہ:"جب تمہیں کوئی خواہش ہواورتم اسے چھوڑنا چاہتے ہو،تو اس میں سے تھوڑا سا لے لو،نفس کی مرضی کے مطابق نہ کھاؤ،تو گویا تم نے اپنے آپ کوخواہش سے دور کردیا اورنفس کی

خواہش کو پورا نہ کر کے اسے بھی ٹھیس پہنچائی، پس یہ نفس کی شہوت کو ترک کرنا اور نفس کی اطاعت نہ کرنا ہے۔ حضرت سیّدُنا امام جعفر بن محمد صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں:" جب مجھے کوئی خواہش ہوتی ہے، تو میں اپنے نفس پر نگاہ ڈالتا ہوں، اگر ظاہر میں اس کی تمنا پاتا ہوں، تو اسے کِھلا دیتا ہوں، کیونکہ اس کے روکنے سے یہ افضل ہے اور اگر خواہش پوشیدہ ہو اور ظاہر میں ترک کرنا چاہتا ہے، تو اسے چھوڑنے کے ذریعے سزا دیتا ہوں اور اس میں سے کچھ نہیں کھاتا، تو اس پوشیدہ خواہش پر نفس کو سزا دینے کا یہ طریقہ ہے۔

جان لو! جو کھانے کی خواہش ترک کر دیتا ہے، لیکن ریاکاری میں پڑتا ہے، تو وہ اس شخص کی طرح ہے جو بچھو سے بھاگ کر سانپ کے پاس چلا جائے۔ (خلاصه احیاء العلوم بنام لباب الحیاء، ۲۲۵)

(۱۰۶) اَلثَّانِیْ عَشَرَ: عَنْ اَبِیْ فِراسٍ رَبِیْعَةَ بْنِ كَعْبِ الْاَسْلَمِیِّ خادِمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَمِنْ اَهْلِ الصُّفَّةِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنْتُ اَبِيْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاٰتِيْهِ بِوَضُوْئِهٖ وَحَاجَتِهٖ، فَقَالَ: "سَلْنِیْ" فَقُلْتُ: اَسْاَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ . فَقَالَ: "اَوَ غَيْرَ ذٰلِكَ"؟ قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ، قَالَ: "فَاَعِنِّیْ عَلٰى نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀◀ (بارہویں) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم حضرت ابوفراس ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ جو اہل صفہ سے ہیں ان سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رات بسر کرتا تھا' اور آپ کی خدمت میں وضو کے لئے پانی اور دیگر ضروریات پیش کرتا تھا۔ آپ نے فرمایا: مانگو! میں نے عرض کیا: حضور! میں جنت میں آپ کی معیت کا سوال کرتا ہوں۔ تو آپ نے فرمایا: کچھ اور بھی؟ تو انہوں نے عرض کیا: حضور! یہی خواہش ہے۔ فرمایا: اپنی ذات کے لئے سجدوں کی کثرت سے میری مدد کرو۔ (مسلم)

تعارف راوی:

ربیعہ ابن کعب: آپ کی کنیت ابوافراس ہے، اسلمی ہیں، اہل مدینہ میں آپ کا شمار ہے، اہل صفہ سے تھے، حضور کے خاص خادم ہیں، سفر وحضر میں حضور کے ساتھ رہے، ۶۳ تریسٹھ میں وفات پائی، آپ نے ہی حضور سے جنت مانگی اور حضور نے عطا کی۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، جلد ۸، تحت حرف الراء صحابہ کرام)

(۱۰۷) اَلثَّالِثُ عَشَرَ: عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ، وَيُقَالُ: اَبُوْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَوْبَانَ -مَوْلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "عَلَيْكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ ؛ فَاِنَّكَ لَنْ تَسْجُدَ لِلّٰهِ سَجْدَةً اِلَّا رَفَعَكَ اللّٰهُ بِهَا دَرَجَةً، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا

(۱۰۶) (مسلم شریف کتاب الصلاۃ رقم الحدیث ۴۸۹)

(۱۰۷) (مسلم شریف کتاب الصلاۃ رقم الحدیث ۴۸۸)

خَطِيْئَةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◄◄ (تیرھویں) حضرت ابوعبداللہ اور بقول بعض حضرت ابوعبدالرحمٰن ثوبان رضی اللہ عنہ خادم رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے' انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: کثرت سے سجدے کیا کرو کیونکہ تم جو بھی سجدہ اللہ تعالیٰ کے حضور کرو گے اس کے ذریعہ تمہارے درجات میں ایک درجہ کا اضافہ کر دے گا' اور اس کے ذریعہ تمہارا ایک گناہ معاف کر دے گا۔ (مسلم)

تعارف راوی:

ثوبان: آپ ثوبان ابن بجدہ ہیں، کنیت ابوعبداللہ ہے، آپ کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید کر آزاد کر دیا، آپ حضور انور کی وفات تک سفر و حضر میں حضور کے ساتھ رہے، پھر شام کی بستی رملہ میں قیام رہا وہاں سے حمص چلے گئے، ۵۴ھ چون میں وہاں ہی وفات پائی آپ سے بہت لوگوں نے احادیث لیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، جلد ۸، تحت حرف الثاء صحابہ کرام،)

شرح:

ان احادیث میں نماز کے بارے فرمایا گیا جو ہم ماقبل باب میں نماز پر استقامت کے عنوان سے کافی تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں (ابوالاحمد غفرلہ)

بہترین شخص کون:

(۱۰۸) اَلرَّابِعُ عَشَرَ: عَنْ اَبِیْ صَفْوَانَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ بُسْرٍ الْاَسْلَمِيِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "خَيْرُ النَّاسِ مَنْ طَالَ عُمُرُهُ، وَحَسُنَ عَمَلُهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" ۔

"بُسْرٌ" بِضَمِّ الْبَاءِ وَبِالسِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ ۔

◄◄ (چودھویں) حضرت ابوصفوان عبداللہ بن بسر الاسلمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے بہتر آدمی وہ ہے جس کی عمر لمبی ہو' اور اعمال اچھے ہوں۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

حل لغات:

بسر: باء پر پیش اور سین مہملہ کے ساتھ ہے۔

(۱۰۸) (ترمذی شریف کتاب الزہد رقم الحدیث ۲۳۲۹)

تعارف راوی:

عبداللہ ابن بسر: آپ اسلمی مازنی ہیں، آپ کے ماں باپ بھائی عطیہ بہن صماء سب صحابی ہیں، شام میں رہے مقام حمص میں وفات پائی آپ کی موت اچانک وضو کرتے ہوئے ہوئی آپ شام کے آخری صحابی ہیں کہ آپ کی وفات سے شام صحابہ سے خالی ہوگیا بعض نے فرمایا کہ وہاں کے آخری صحابی ابوامامہ ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، جلد۸، تحت حرف العین صحابہ کرام،)

شرح:

جس کی عمر لمبی ہو اور نیک ہو تو وہ اچھا اس لیے ہے کہ اس کی عمر کے لمبا ہونے کی وجہ سے اس کی نیکیاں زیادہ ہوں گی اور جتنی نیکیاں زیادہ ہوں گی اس کے لیے بہتر ہوگا،

کسی نے کیا خوب کہا کہ۔

کرلے نیکی یہاں آئے گا دوبارہ کون

حشر میں ہوگا فیصلہ کہ جیتا کون ہارا کون

جنت کی خوشبو:

(۱۰۹) اَلْخَامِسُ عَشَرَ: عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: غَابَ عَمِّیْ اَنَسُ بْنُ النَّضْرِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ عن قِتَالِ بَدْرٍ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، غِبْتُ عَنْ اَوّلِ قِتالٍ قَاتَلْتَ الْمُشْرِکِیْنَ، لَئِن اللّٰہُ اَشْھَدَنِیْ قِتَالَ الْمُشرِکِیْنَ لَیَرِیَنَّ اللّٰہُ مَا اَصْنَعُ ۔ فَلَمَّا کَانَ یَوْمُ اُحُدٍ انْکَشَفَ الْمُسْلِمُوْنَ، فَقَالَ: اَللّٰھُمَّ اَعْتَذِرُ اِلَیْکَ مِمَّا صَنَعَ ھٰؤُلَآءِ - یَعْنِیْ: اَصْحَابَہُ - وَاَبْرَاُ اِلَیْکَ مِمَّا صَنَعَ ھٰؤُلَآءِ -- یَعْنِیْ: الْمُشْرِکِیْنَ - ثُمَّ تَقَدَّمَ فَاسْتَقْبَلَہُ سَعْدُ بْنُ مُعَاذٍ، فَقَالَ: یَا سَعْدَ بْنَ معاذٍ، الْجَنَّۃُ وَرَبِّ الْکَعْبَۃِ اِنِّیْ اَجِدُ رِیْحَھَا مِنْ دُوْنِ اُحُدٍ ۔ قَالَ سَعْدٌ: فَمَا اسْتَطَعْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ مَا صَنَعَ ! قَالَ اَنَسٌ: فَوَجَدْنَا بِہٖ بِضْعًا وَّثَمَانِیْنَ ضَرْبَۃً بِالسَّیْفِ، اَوْ طَعْنَۃً بِرُمْحٍ، اَوْ رَمْیَۃً بِسَھْمٍ، وَّوَجَدْنَاہُ قَدْ قُتِلَ وَمَثَّلَ بِہِ الْمُشْرِکُوْنَ فمَا عَرَفَہُ اَحَدٌ اِلَّا اُخْتُہُ بِبَنَانِہٖ ۔ قَالَ اَنَسٌ: کُنَّا نَرٰی اَوْ نَظُنُّ اَن ھٰذِہِ الْاٰیَۃُ نَزَلَتْ فِیْہِ وَفِیْ اَشْبَاھِہٖ: ﴿ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاھَدُوا اللّٰہَ عَلَیْہِ فَمِنْھُمْ مَنْ قَضٰی نَحْبَہٗ وَمِنْھُمْ مَّنْ یَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِیْلًا﴾ (الاحزاب: 23) ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

قَوْلُہٗ: "لَیُرِیَنَّ اللّٰہُ" رُوِیَ بِضَمِّ الْیَاءِ وَکَسْرِ الرَّاءِ: اَیْ لَیُظْھِرَنَّ اللّٰہُ ذٰلِکَ لِلنَّاسِ، وَرُوِیَ بِفَتْحِھِمَا وَمَعْنَاہُ ظَاھِرٌ، وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ۔

(۱۰۹) (بخاری شریف کتاب الجہاد رقم الحدیث ۲۸۰۵)

◀◀ (پندرھویں) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے چچا حضرت انس بن نضر رضی اللہ عنہ جنگ بدر سے غیر حاضر رہے۔ انہوں نے عرض کیا: یارسول اللہ! آپ نے مشرکین سے جو پہلی جنگ لڑی میں اس سے غیر حاضر رہا۔ اگر اللہ نے مجھے مشرکین کے ساتھ جنگ کا موقع عطا فرمایا تو میرا پروردگار دیکھ لے گا کہ میں کیسے (جنگ) کرتا ہوں۔ پس جب احد کا معرکہ پیش آیا اور مسلمان بکھر گئے تو انہوں نے کہا: اے اللہ! جو کچھ انہوں یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا میں اس کے لئے تجھ سے معذرت کرتا ہوں اور جو کچھ انہوں نے یعنی مشرکین نے کیا میں اس سے بری الذمہ ہوں۔ پھر وہ آگے بڑھے راستے میں انہیں حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ ملے تو انہوں نے کہا: اے سعد بن معاذ! جنت! رب کعبہ کی قسم! مجھے احد پہاڑ کے نیچے سے اس کی خوشبو آ رہی ہے۔ حضرت سعد نے عرض کیا: یارسول اللہ! جو کچھ انس بن نضر کر گئے میں وہ نہ کر سکا۔

حضرت انس کہتے ہیں ہم نے ان کے جسم پر تلواروں' نیزے اور تیروں کے اسی سے زیادہ زخم پائے ہم نے انہیں شہید پایا اور مشرکین نے ان کا مثلہ کر دیا تھا۔ انہیں کسی نے نہ پہچانا صرف ان کی بہن نے انہیں ان کی انگلیوں کے پوروں سے پہچان لیا۔ ہمارا خیال تھا کہ یہ آیت انہیں کے متعلق نازل ہوئی: مومنوں میں سے کچھ وہ ہیں جنہوں نے سچ کر دکھایا وہ وعدہ جو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیا تھا۔ بعض ان میں سے وہ ہیں تو ان میں سے کوئی اپنی منت پوری کر چکا اور کوئی راہ دیکھ رہا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

لیرین: یا پر پیش اور را کی زیر کے ساتھ یعنی اللہ تعالیٰ اس بات کو لوگوں میں ظاہر فرما دے گا' اور ایک روایت میں یا اور را دونوں پر فتح ہے' اور اس کا معنی ظاہر ہے' اور اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

انکشف: از، کشفاً بمعنی کھولنا، ظاہر کرنا۔

طعنة: از، طعناً، بمعنی نیزہ مارنا۔

ببنانه: انگلیوں کے پورے۔

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:5 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یہاں مجاہدہ بطور جہاد کیا گیا تو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہی بتا دیا کہ جو ہماری راہ میں آتا ہے تو ہم اس کو راستہ دیتے ہیں اور دنیا میں ہی جنت کا پروانہ لے کر اُس کی روح پرواز کرتی ہے۔ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد مجاہدہ ہی ہے کیونکہ

اس میں بھی انسان اپنے قرب کے قرب کے لیے کوشش کرتا ہے۔

انتہائی ضروری بات:

اس حدیث میں مثلہ کا بیان ہوا مثلہ کہتے ہیں شکل وصورت کو بگاڑ دینا اور یہ جائز نہیں اسی کے اندر پورسٹ مارٹم آتا ہے اور جو لوگ مرد ہو کر عورتوں کا روپ بنا کر لوگوں کو خوش کرتے ہیں وہ بھی اسی فعل ناجائز میں آتے ہیں۔ یا عورتیں مردوں کی طرح بنتی ہیں سب ناجائز اور فعل حرام ہے۔

حسن ظن:

(۱۱۰) اَلسَّادِسُ عَشَرَ: عَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرو الْاَنْصَارِیِّ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ اٰیَةُ الصَّدَقَةِ کُنَّا نُحَامِلُ عَلٰی ظُهُوْرِنَا، فَجَآءَ رَجُلٌ فَتَصَدَّقَ بِشَیْءٍ کَثِیْرٍ، فَقَالُوْا: مُرَاءٍ، وَّجَآءَ رَجُلٌ اٰخَرُ فَتَصَدَّقَ بِصَاعٍ، فَقَالُوْا: اِنَّ اللّٰہَ لَغَنِیٌّ عَنْ صَاعِ هٰذَا! فَنَزَلَتْ: ﴿ اَلَّذِیْنَ یَلْمِزُوْنَ الْمُطَّوِّعِیْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقَاتِ وَالَّذِیْنَ لَا یَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ ﴾ (التوبة: 79) ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ، هٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ ۔

وَ"نُحَامِلُ" بِضَمِّ النُّوْنِ وَبِالْحَاءِ الْمُهْمَلَةِ: اَیْ یَحْمِلُ اَحَدُنَا عَلٰی ظَهْرِهٖ بِالْاُجْرَةِ وَیَتَصَدَّقُ بِهَا ۔

◂◂ (سولھویں) حضرت ابومسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ جب آیت صدقہ نازل ہوئی تو ہم اپنی پیٹھوں پر بوجھ اٹھاتے اور صدقہ کرتے سوایک آدمی آیا' اس نے بہت سارا مال صدقہ کیا تو لوگوں نے کہا: یہ شخص ریاکار ہے۔ ایک اور شخص آیا اور اس نے ایک صاع (چار سیر) صدقہ کیا تو لوگوں نے کہا: بے شک اللہ تعالیٰ ایک صاع سے بے نیاز ہے تو یہ آیت نازل ہوئی: ''وہ لوگ جو مومنین میں سے نفلی صدقات دینے والوں پر عیب لگاتے ہیں' اور ان لوگوں پر بھی جو اپنی طاقت کے مطابق مال خرچ کرتے ہیں''۔ (متفق علیہ) یہ الفاظ حدیث بخاری کے ہیں۔

حل لغات:

نحامل: نون پر پیش اور حاء مہملہ کے ساتھ' یعنی ہم اجرت پر مال اپنی پیٹھوں پر اٹھاتے اور اسے صدقہ کرتے۔

یلمزون: از، لمزاً، بمعنی عیب لگانا، آنکھ سے اشارہ کرنا۔

تعارف راوی:

ابومسعود: آپ کا نام عقبہ ابن عمرو ہے، انصاری بدری ہیں، دوسری بیعت عقبہ میں شریک ہوئے، اکثر مؤرخین کہتے ہیں

(۱۱۰) (بخاری شریف کتاب الزکوۃ رقم الحدیث ۱۴۱۵)

کہ آپ بدر میں شریک نہیں ہوئے، آپ ایک بار بدر کے کنویں پر اترے تھے اس لیے آپ کو بدری کہا جاتا ہے، آخر میں کوفہ میں رہے خلافت علی میں یا ۴۲ھ میں وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، جلد ۸، تحت حرف المیم صحابہ کرام،)

شرح:

کسی نیت کے بارے میں برا گمان نہیں رکھنا چاہیے اگر وہ سب کے سامنے صدقہ کر رہا ہے تو ہوسکتا ہے کہ اس ارادہ یہ ہو کہ مجھے دیکھ کر لوگ بھی راہ خدا میں خرچ کریں گے تو اس پر اُس کو ریا کا نہیں کہا جائے گا بلکہ اس پر اس کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے صدقہ کا علیحدہ اور صدقے پر ترغیب کا علیحدہ ثواب ملے گا۔

(۱۱۱) اَلسَّابِعُ عَشَرَ: عَنْ سَعِيْدِ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ، عَنْ رَّبِيْعَةَ بْنِ يَزِيْدَ، عَنْ اَبِىْ اِدْرِيْسَ الْخُوْلاَنِيِّ، عَنْ اَبِىْ ذَرٍّ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْمَا يَرْوِىْ، عَنِ اللّٰهِ تَبَارَكَ وَتَعَالٰى، اَنَّهُ قَالَ: "يَا عِبَادِىْ، اِنِّىْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِىْ وَجَعَلْتُهُ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا ـ يَا عِبَادِىْ، كُلُّكُمْ ضَالٌّ اِلَّا مَنْ هَدَيْتُهُ فَاسْتَهْدُوْنِىْ اَهْدِكُمْ ـ يَا عِبَادِىْ، كُلُّكُمْ جَائِعٌ اِلَّا مَنْ اَطْعَمْتُهُ فَاسْتَطْعِمُوْنِىْ اُطْعِمْكُمْ ـ يَا عِبَادِىْ، كُلُّكُمْ عَارٍ اِلَّا مَنْ كَسَوْتُهُ فَاسْتَكْسُوْنِىْ اَكْسُكُمْ ـ يَا عِبَادِىْ، اِنَّكُمْ تُخْطِئُوْنَ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَاَنَا اَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعًا فَاسْتَغْفِرُوْنِىْ اَغْفِرْ لَكُمْ ـ يَا عِبَادِىْ، اِنَّكُمْ لَنْ تَبْلُغُوْا ضَرِّىْ فَتَضُرُّوْنِىْ، وَلَنْ تَبْلُغُوْا نَفْعِىْ فَتَنْفَعُوْنِىْ ـ يَا عِبَادِىْ، لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَتْقٰى قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا زَادَ ذٰلِكَ فِىْ مُلْكِىْ شَيْئًا ـ يَا عِبَادِىْ، لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوْا عَلٰى اَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَّاحِدٍ مِّنْكُمْ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِنْ مُّلْكِىْ شَيْئًا ـ يَا عِبَادِىْ، لَوْ اَنَّ اَوَّلَكُمْ وَاٰخِرَكُمْ وَاِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ قَامُوْا فِىْ صَعِيْدٍ وَّاحِدٍ فَسَاَلُوْنِىْ فَاَعْطَيْتُ كُلَّ اِنْسَانٍ مَسْاَلَتَهُ مَا نَقَصَ ذٰلِكَ مِمَّا عِنْدِىْ اِلَّا كَمَا يَنْقُصُ الْمِخْيَطُ اِذَا اُدْخِلَ الْبَحْرَ ـ يَا عِبَادِىْ، اِنَّمَا هِىَ اَعْمَالُكُمْ اُحْصِيْهَا لَكُمْ ثُمَّ اُوَفِّيْكُمْ اِيَّاهَا، فَمَنْ وَّجَدَ خَيْرًا فَلْيَحْمَدِ اللهَ وَمَنْ وَّجَدَ غَيْرَ ذٰلِكَ فَلَا يَلُوْمَنَّ اِلَّا نَفْسَهُ" ـ

قَالَ سَعِيْدٌ: كَانَ اَبُوْ اِدْرِيْسَ اِذَا حَدَّثَ بِهٰذَا الْحَدِيْثِ جَثَا عَلٰى رُكْبَتَيْهِ ـ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ـ

وَرَوَيْنَا عَنِ الْاِمَامِ اَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ رَحِمَهُ اللّٰهُ، قَالَ: لَيْسَ لِاَهْلِ الشَّامِ حَدِيْثٌ اَشْرَفَ مِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ

(۱۱۱) (مسلم شریف البر والصلۃ رقم الحدیث ۲۵۷۷)

◄◄ (سترہویں) حضرت سعید بن عبدالعزیز حضرت ربیعہ بن یزید سے وہ حضرت ابوادریس خولانی سے اور وہ حضرت جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے اور وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب تبارک وتعالیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے میرے بندو! میں نے ظلم کو اپنی ذات پر حرام کر دیا ہے' اور اس کو میں نے تمہارے درمیان بھی حرام قرار دے دیا ہے' سو تم ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم میں سے ہر کوئی گمراہ ہے مگر وہ جس کو میں ہدایت دے دوں۔ پس تم مجھ سے ہدایت طلب کرو میں تمہیں ہدایت عطا کروں گا۔ اے میرے بندو! تم میں سے ہر کوئی بھوکا ہے مگر جسے میں کھانا عطا کروں تم مجھ سے کھانا طلب کرو میں تمہیں کھانا عطا کروں گا۔ اے میرے بندو! تم میں سے ہر کوئی ننگا ہے مگر جسے میں لباس عطا کروں سو تم مجھ سے لباس طلب کرو میں تمہیں لباس عطا کروں گا۔ اے میرے بندو! تم دن رات گناہ کرتے ہو' اور میں تمام گناہ معاف کر دیتا ہوں پس تم مجھ سے مغفرت طلب کرو میں تمہیں بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! بے شک تم مجھے نقصان نہیں پہنچا سکتے کہ مجھے نقصان پہنچاؤ اور نہ ہی تم مجھے نفع پہنچانے کی استطاعت رکھتے ہو کہ مجھے نفع دو۔ اے میرے بندو! اگر تم سب اگلے اور پچھلے' جن اور انسان تم میں سے سب سے زیادہ متقی آدمی کے دل کی طرح (پاکباز) ہو جاؤ تو یہ سب کچھ میری ملک میں ذرّہ برابر اضافہ نہیں کر سکتا۔ اے میرے بندو! اگر تم سب اگلے اور پچھلے' جن اور انسان تم میں سب سے زیادہ بدکار شخص کے دل کی طرح بدکار ہو جاؤ تو یہ سب کچھ میری ملک میں ذرہ برابر کمی نہیں کر سکتا۔ اے میرے بندو! اگر تم سب اگلے اور پچھلے' جن اور انسان کسی ایک میدان میں کھڑے ہو جائے اور سب مجھ سے سوال کرو میں ہر انسان کو اس کے سوال کے مطابق عطا کروں گا تو اس سے میرے خزانوں میں کچھ کمی واقع نہ ہوگی مگر اتنی کمی کہ جتنی سوئی دریا میں ڈالنے سے واقع ہوتی ہے۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال ہیں میں تمہارے لیے ان کو شمار کر رہا ہوں میں تمہیں ان کا بدلہ پورا پورا دوں گا۔ سو جس شخص کو کوئی اچھائی پہنچے تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرے' اور جس کو اس کے علاوہ کچھ پہنچے (مصیبت یا تکلیف وغیرہ) تو وہ اپنی ذات کے علاوہ کسی کو ملامت نہ کرے۔

سعید راوی کہتے ہیں کہ ادریس جب اس روایت کو بیان کرتے تو گھٹنوں کے بل بیٹھ جاتے۔ (مسلم)

اور ہم نے حضرت امام احمد بن حنبل سے روایت ہے کہ اہل شام کے پاس اس سے بہتر کوئی حدیث نہیں ہے۔

حلِ لغات:

جائع: از، جوعاً، بمعنی بھوکا ہونا۔

عارٍ: از، عریاً، بمعنی ننگا ہونا، بے لباس ہونا۔

کسوۃ: بمعنی لباس۔

المنخیط: از، خیطاً، بمعنی کپڑے سینا۔

جثا: از، جثیاً، بمعنی دوزانوں ہو کر بیٹھنا۔

تعارف راوی:

حضرت جندب بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:63 میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ حدیث قدسی ہے اور اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے اللہ تعالیٰ اپنی صفات بیان فرما رہا ہے کہ میں تم پر ظلم نہیں کرتا، میں ہی ہدایت دیتا ہوں، میں ہی رزق دیتا ہوں، میں گناہوں کو بخشنے والا ہوں، میں ہر انسان کو اس کے سوال سے بھی زیادہ دے دوں تو بھی میرے خزانے بھرے کے بھرے رہیں، اور پھر آخر میں فرمایا جو بھلائی نہ کرئے اس کو مجھے رب میں عیب نکالنے کی بجائے اپنے آپ کو ملامت کرنا چاہیے کیونکہ اپنے جان پر اس نے خود ظلم کیا۔ اور جو آدمی مجاہدے کا اہل نہ ہو وہ بھی اپنی جان پر ظلم ہی کرتا ہے۔

یہاں پر میں مجاہدہ کے اہل حضرات کے بارے عرض کرنا چاہتا ہوں،

اولیائے کرام فرماتے ہیں صوفی جاہل شیطان کا مسخرہ ہے۔ اسی لئے حدیث میں آیا حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"فقیہ واحد اشد علی الشیطان من الف عابد، رواہ الترمذی وابن ماجۃ عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما"

ایک فقیہ شیطان پر ہزاروں عابدوں سے زیادہ بھاری ہے اسے ترمذی اور ابن ماجہ نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا۔

بے علم مجاہدہ کرنے والوں کو شیطان انگلیوں پر نچاتا ہے منہ میں لگام، ناک میں نکیل ڈال کر جدھر چاہے کھینچے پھرتا ہے" **وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا** "اور وہ اپنے جی میں سمجھتے ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے ہیں۔

(جامع الترمذی ابواب العلم، باب ماجاء فی فضل الفقہ علی العبادۃ امین کمپنی دہلی ۲/ ۳۹، سنن ابن ماجہ باب فضل العلماء والحث علی طلب العلم ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ص ۲۰، فتاویٰ رضویہ، ج ۲۱ ص ۵۲۸)

حضرت سیدنا حارث محاسبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہ اکابر ائمہ اولیاء معاصرین حضرت سری سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہیں فرماتے ہیں: "**من صحح باطنہ بالمراقبۃ والاخلاص زین اللہ ظاھرہ بالمجاھدۃ واتباع السنۃ** ۔ جو اپنے باطن کو مراقبہ اور اخلاص سے صحیح کر لے گا۔ لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ظاہر کو مجاہدہ و پیروی سنت سے آراستہ فرمادے۔

(الرسالۃ القشیریۃ، ذکر حارث محاسبی مصطفیٰ البابی مصر)

مجاہدہ پر چند دیگر احادیث:

(1)عَـن مـعـقـل بن يسَار رَضِي الله عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيهِ وَسلم يقُول ربكُم يَا ابـن آدم تفرغ لعبادتي أملأ قَلبك غنى وَأَملَأ يدك رزقا يَا ابن آدم لَا تبَاعد مني أملأ قَلبك فقرا وَأَملَأ يدك شغلا" (المستدرك للحاكم: 326/4)

ترجمہ: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارا رب فرماتا ہے اے آدم (علیہ السلام) کی اولاد میری عبادت کے لیے وقت نکالو میں تمہارے دلوں کو قناعت سے بھر دوں گا، اور تمہارے ہاتھ رزق سے بھرپور فرماؤں گا، اے اولاد آدم مجھ سے دور مت بھاگو ورنہ میں تمہارے دلوں کو فقیری سے بھر دوں گا، اور تمہارے ہاتھوں کو بے کام مصروفیات میں ڈال دوں گا۔

(2)وَعَـن زيـد بـن ثَـابت رَضِي الله عَنهُ قَالَ سَمِعت رَسُول الله صلى الله عَلَيهِ وَسلم يقُول من كَـانَـت الـدُّنيَا همه فرق الله عَلَيهِ أمره وَجعل فقره بَين عَينَيهِ وَلم يَأْته من الدُّنيَا إِلَّا مَا كتب لَهُ وَمن كَانَت الآخِرَة نِيَّته جمع الله لَهُ أمره وَجعل غناهُ فِي قلبه وأتته الدُّنيَا وَهِي راغمة"

(ابن ماجہ کتاب الزھد، باب الھم بالدنیا، الرقم: 4105،)

ترجمہ: حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کو صرف دنیا ہی مطلوب ہو اللہ تعالیٰ اس کے کام پراگندہ کر دے گا اور اس کی تنگدستی اور بدحالی اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان لکھ دے گا، اور اس کو دنیا بھی اتنی دے گا جتنی اس کے مقدر میں لکھی گئی اور جس بندے کی نیت آخرت کمانا ہو گی اللہ تعالیٰ اس کے کام درست فرمائے گا، اور اس کے دل میں مال داری (قناعت) ڈال دے گا اور یہ دنیا ذلیل وخوار ہو کر اس کے پاس حاضر ہو گی۔

(3)وَعَـن عـمرَان بن حُصَين رَضِي الله عَنهُ قَالَ قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيهِ وَسلم من انقَطع إِلَـى الله عـز وَجـل كَفاهُ الله كل مُؤنَة ورزقه من حَيثُ لَا يحتَسب وَمن انقَطع إِلَى الدُّنيَا وَكله الله إِلَيهَا" (المعجم الصغير للطبراني، الرقم: 321، مجمع الزوائد، حديث: 303/10،)

ترجمہ: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ تعالیٰ کے لیے الگ تھلگ ہو جاتا ہے تو اللہ ہر مشکل میں اس کے لیے کافی ہوتا ہے اور اس کو وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے ملنے کو گمان تک نہیں ہوتا، اور جو دنیا کے کاموں کے لیے الگ تھلگ ہو جاتا ہے تو اللہ اسے دنیا کے حوالے کر دیتا ہے۔

(4)وَعَـن ابـن عـمـر رَضِـي الله عَـنهُمَا عَن النَّبِي صلى الله عَلَيهِ وَسلم قَالَ من جعل الْهم هما

وَاحِدًا كَفَاهُ اللهُ هم دُنيَاهُ وَمن تشعبته الهموم لم يبال الله فِي أَى أَودية الدُّنيَا هلك"

(ابن ماجہ کتاب الزھد، باب الھم بالدنیا، الرقم:4106،)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنی تمام مصروفیات کو ایک ہی مصروفیت (رضائے الٰہی) میں تبدیل کر لیتا ہے تو اللہ اسے اس دنیا کے غموں کے لیے خود کافی ہو جاتا ہے اور جس کی مصروفیات بہت پھیل جائیں (یعنی اللہ تعالیٰ کے لیے نہ ہوں) تو اللہ کو اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کہ دنیا کی کون سی وادی میں وہ ہلاک ہو۔
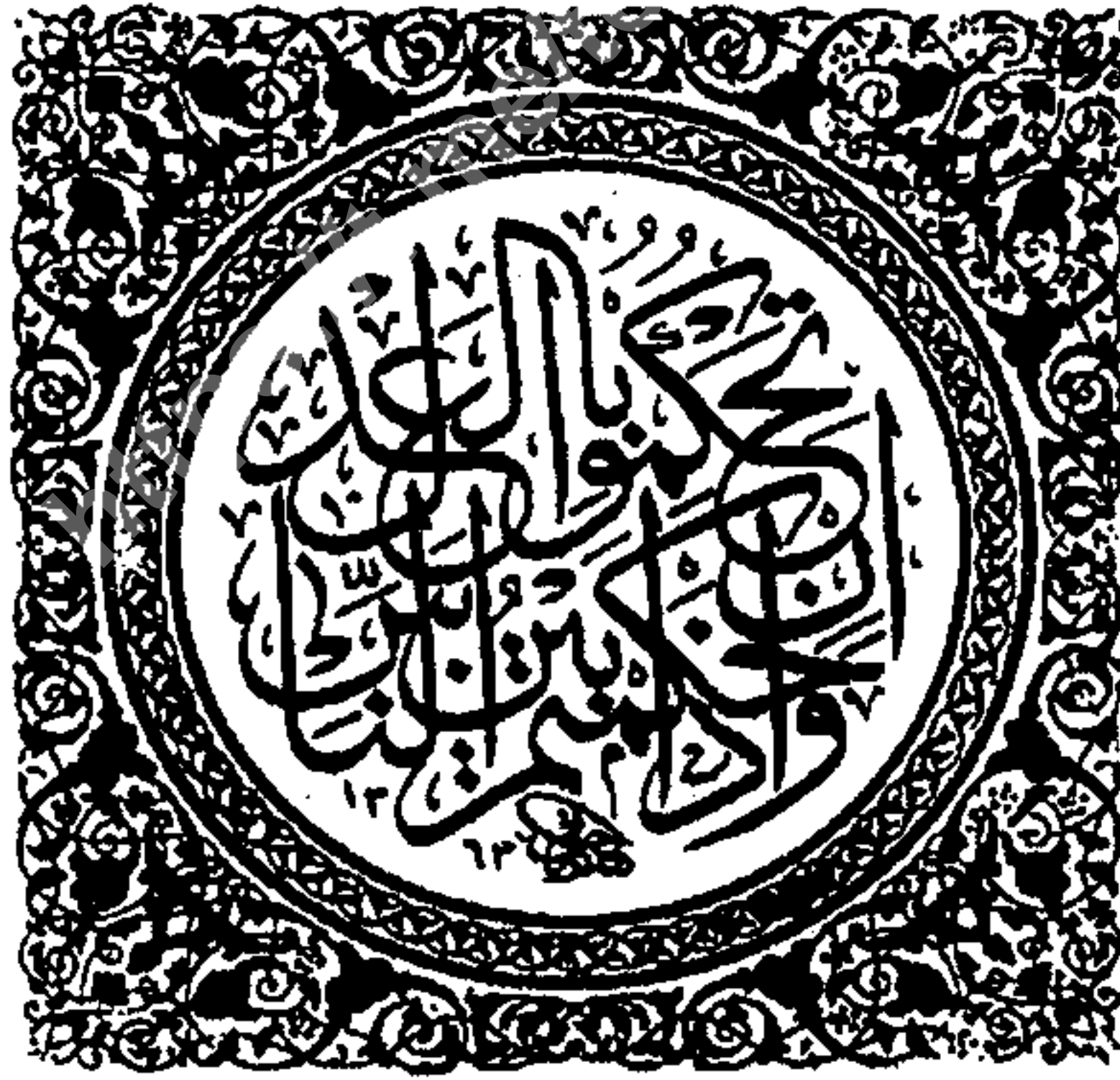
۱۲-بَابُ الْحثِّ عَلَى الْإِزْدِيَادِ مِنَ الْخَيْرِ فِي اَوَاخِرِ الْعُمُرِ

آخری عمروں میں زیادہ بھلائی کرنے پر ابھارنے کا بیان

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ اَوَلَمْ نُعَمِّرْكُمْ مَا يَتَذَكَّرُ فِيْهِ مَنْ تَذَكَّرَ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ﴾ (فاطر:37)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور کیا ہم نے تمہیں وہ عمر نہ دی تھی جس میں سمجھ لینا سمجھنا ہوتا اور ڈر سنانے والا تمہارے پاس تشریف لایا تھا۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَالْمُحَقِّقُوْنَ: مَعْنَاهُ اَوَ لَمْ نُعَمِّرْكُمْ سِتِّيْنَ سَنَةً؟ وَيُؤَيِّدُهُ الْحَدِيْثُ الَّذِیْ سنذْكُرُهُ اِنْ شاء اللّٰهُ تَعَالٰى، وَقِيْلَ: مَعْنَاهُ ثَمَانِيْ عَشْرَةَ سَنَةً، وَّقِيْلَ: اَرْبَعِيْنَ سَنَةً، قَالَهُ الْحَسَنُ وَالْكَلْبِيُّ وَمَسْرُوْق وَنُقِلَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَيْضًا ـ وَنَقَلُوْا اَنَّ اَهْلَ الْمَدِيْنَةِ كَانُوْا اِذَا بَلَغَ اَحَدُهُمْ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً تَفَرَّغَ لِلْعِبَادَةِ، وَقِيْلَ: هُوَ الْبُلُوْغُ .

وَقَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿ وَجَآءَكُمُ النَّذِيْرُ ﴾ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ وَّالْجَمْهُوْر: هُوَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَقِيْلَ: الشَّيْبُ، قَاله عِكْرِمَةُ وَابْنُ عُيَيْنَةَ وَغَيْرَهُمَا ـ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

تشریح:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور دیگر محققین فرماتے ہیں کہ اس کا معنیٰ ہے: کیا ہم نے تمہیں ساٹھ سال کی عمر نہیں دی تھی؟ اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے جس کا ذکر ہم عنقریب انشاءاللہ تعالیٰ کریں گے اور کہا گیا کہ اس سے مراد ہے اسی سال' اور یہ بھی کہا گیا کہ چالیس سال' اسے حضرات حسن اور کلبی اور مسروق بیان کرتے ہیں' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہی منقول ہے' اور اہل مدینہ نقل کرتے ہیں کہ ان میں سے جب کوئی چالیس سال کی عمر کو پہنچ جاتا تو اپنے آپ کو عبادت کے لئے وقف کر دیتا اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد بلوغت ہے، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد: ''تمہارے پاس تشریف لایا ڈرانے والا''۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جمہور علماء فرماتے ہیں کہ اس سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں' اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس سے مراد بڑھاپا ہے، یہ قول عکرمہ اور ابن عیینہ وغیرہ کا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔

(۱۱۲) وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَالْاَوَّلُ:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَعْذَرَ اللّٰهُ اِلَى امْرِءٍ اَخَّرَ اَجَلَهُ

حَتّٰى بَلَغَ سِتِّيْنَ سَنَةً" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ.

◂◂ اوراس موضوع کی احادیث میں پہلی حدیث یہ ہے:

◂◂ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: اللہ تعالیٰ اس آدمی کا عذر نہیں رہنے دیتا جس کی عمر ساٹھ سال تک مؤخر کردیتا ہے۔(بخاری)

قَالَ الْعُلَمَآءُ: مَعْنَاهُ لَمْ يَتْرُكْ لَهُ عُذْرًا اِذْ اَمْهَلَهُ هٰذِهِ الْمُدَّةَ. يُقَالُ: اَعْذَرَ الرَّجُلَ اِذَا بَلَغَ الْغَايَةَ فِی الْعُذْرِ.

علماء کہتے ہیں کہ اس کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ اتنی لمبی مدت مہلت دے کر اس آدمی کے لئے کوئی عذر باقی نہیں چھوڑتا' جب کوئی شخص عذر میں انتہا کو پہنچ جائے تو کہا جاتا ہے: اعذر الرجل

حل لغات:

اعذر: از، اعذاراً، بمعنی کسی کو مجبور سمجھنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:8 میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یہ اس لیے فرمایا کہ اکثر امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کی عمریں ساٹھ ستر سال کے درمیان ہوتی ہے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمایا۔(جامع ترمذی)

اور جب آدمی ساٹھ سال کو پہنچ گیا تو گویا اُس نے اپنی عمر پوری کر لی، اور موت کے آثار دیکھنے کے باوجود وہ گناہوں میں لگا رہا تو اس نے اپنے اوپر ظلم کیا۔

(۱۱۳) اَلثَّانِیْ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ يُدْخِلُنِیْ مَعَ اَشْيَاخِ بَدْرٍ فَكَاَنَّ بَعْضَهُمْ وَجَدَ فِیْ نَفْسِهٖ، فَقَالَ: لِمَ يَدْخُلُ هٰذَا مَعَنَا وَلَنَا اَبْنَاءٌ مِّثْلُهُ؟! فَقَالَ عُمَرُ: اِنَّهُ مَنْ حَيْثُ عَلِمْتُمْ! فَدَعَانِیْ ذَاتَ يَوْمٍ فَاَدْخَلَنِیْ مَعَهُمْ فَمَا رَاَيْتُ اَنَّهُ دَعَانِیْ يَوْمَئِذٍ اِلَّا

112: بخاری شریف، کتاب الرقاق، رقم الحدیث:6056، مستدرک حاکم، رقم الحدیث:3600، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:7699 ، سنن الکبری بیہقی، رقم الحدیث:6309)

113: بخاری شریف، کتاب التفسیر، رقم الحدیث:4970)

لِيُرِيَهُمْ، قَالَ: مَا تَقُوْلُوْن فِيْ قَوْلِ اللّٰهِ: ﴿ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴾؟ (الفتح: 1) فَقَالَ بَعْضُهُمْ: اُمِرْنَا نَحْمَدُ اللّٰهَ وَنَسْتَغْفِرُهُ اِذَا نَصَرنَا وَفَتَحَ عَلَيْنَا، وَسَكَتَ بَعْضُهُمْ فَلَمْ يَقُلْ شَيْئًا ۔ فَقَالَ لِيْ: اَكَذٰلِكَ تَقُوْلُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ؟ فَقُلْتُ: لَا ۔ قَالَ: فَمَا تَقُوْلُ؟ قُلْتُ: هُوَ اَجَلُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعلَمَهُ لَهُ، قَالَ: ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ﴾ وَذٰلِكَ عَلَامَةُ اَجَلِكَ ﴿ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهُ كَانَ تَوَّابًا ﴾ (الفتح:۳) فَقَالَ عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: مَا اَعْلَمُ مِنهَا اِلَّا مَا تَقُوْلُ ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

◄◄ (دوسری) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے اکابرین غزوہ بدر کے ساتھ جگہ عطا فرماتے تھے۔ ان میں سے کسی نے اس بات کو محسوس کیا اور کہا: یہ ہمارے ساتھ کیوں داخل ہوتا ہے جب کہ اس کی عمر کے تو ہمارے بچے ہیں، تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: وہ شخص ایسا ہے جیسا کہ تمہیں علم ہے۔ سوایک دن حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے انہی اصحاب کے ساتھ داخل کیا۔ میرا خیال ہے کہ اس روز ان کا مجھے بلانے کا مقصد یہ تھا کہ آپ انہیں (کچھ) دکھانا چاہتے تھے۔ فرمایا: تم اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد: "اذا جـــاء نـصـر اللّٰه والفتح" کے متعلق کیا کہتے ہو؟ ان میں سے بعض نے کہا: اس میں ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ ہماری مدد فرمائے اور ہمیں کامیابی عطا فرمائے تو ہم اس کی حمد کریں اور اس سے مغفرت طلب کریں اور ان میں سے بعض خاموش رہے' اور کچھ بھی نہ کہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا: اے ابن عباس! کیا تم بھی یہی کہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: نہیں، فرمایا: پھر تم کیا کہتے ہو؟ میں نے عرض کیا: یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا وقت وفات ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتادیا ہے۔ ارشادفرمایا: (جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے نصرت اور فتح آجائے) تو یہ آپ کی وفات کی علامت ہوگی (سواپنے رب کی حمد کرو، اور اس سے مغفرت طلب کرو بے شک وہ بہت زیادہ توبہ قبول کرنے والا ہے) تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو کچھ آپ نے کہا اس سلسلہ میں میں بھی اسے سے زیادہ کچھ نہیں جانتا۔ (بخاری)

حل لغات:

اشیاخ: جمع، سیخ کی، بمعنی بزرگ، بوڑھا۔

ابناء: جمع، ابن کی، بمعنی لڑکا، بیٹا۔

تعارف راوی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف حدیث نمبر:۱۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

بعض اصحاب اس بات کو اچھا نہ جانتے کہ حضرت ابن عباس کو ہمارے ساتھ مقام دیا جاتا ہے حالانکہ یہ تو ہم سے عمر میں چھوٹے ہیں، لیکن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کو علم کی وجہ سے فضیلت دیتے تھے عمر (زندگی) کی وجہ سے نہیں، معلوم ہوا کہ آدمی کی عزت اور مرتبت عمر سے نہیں بلکہ اس کی عقل اور فہم سے ہوتی ہے۔

(۱۱۴) اَلثَّالِثُ: عن عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا، قَالَتْ: مَا صلى رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم صَلَاةً بَعْدَ اَنْ نَزَلَتْ عَلَيْهِ: ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ اِلَّا يَقُوْلُ فِيْهَا: "سُبْحَانَكَ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحَيْنِ عَنْهَا: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ فِيْ رُكُوْعِهٖ وَسُجُوْدِهٖ: "سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ"، يَتَاَوَّلُ الْقُرْاٰنَ ۔ مَعْنٰى: "يَتَاَوَّلُ الْقُرْاٰنَ" اَيْ يَعْمَلُ مَا اُمِرَ بِهٖ فِي الْقُرْاٰنِ فِيْ قَوْلِهٖ تَعَالٰى: ﴿فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ﴾ ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ اَنْ يَّقُوْلَ قَبْلَ اَنْ يَّمُوْتَ: "سُبْحَانَكَ اَللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوْبُ اِلَيْكَ" ۔ قَالَتْ عَائِشَةَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا هٰذِهِ الْكَلِمَاتُ الَّتِيْ اَرَاكَ اَحْدَثْتَهَا تَقُوْلُهَا؟ قَالَ: "جُعِلَتْ لِيْ عَلَامَةٌ فِيْ اُمَّتِيْ اِذَا رَاَيْتُهَا قُلْتُهَا ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ ... اِلٰى اٰخِرِ السُّوْرَةِ" ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهٗ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ: "سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ" ۔ قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَرَاكَ تُكْثِرُ مِنْ قَوْلِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ؟ فَقَالَ: "اَخْبَرَنِيْ رَبِّيْ اَنِّيْ سَاَرٰى عَلَامَةً فِيْ اُمَّتِيْ فَاِذَا رَاَيْتُهَا اَكْثَرْتُ مِنْ قَوْلِ: سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ فَقَدْ رَاَيْتُهَا: ﴿اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ﴾ فَتْحُ مَكَّةَ، ﴿وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا، فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا﴾"

◀◀ (تیسری) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر سورۃ اِذَا جَآءَ

114: بخاری شریف، کتاب صفۃ الصلوٰۃ:761، بخاری شریف، کتاب صفۃ الصلوٰۃ:784، بخاری شریف، کتاب المغازی:4042، بخاری شریف، کتاب التفسیر:4683، مسلم شریف، رقم الحدیث:877، نسائی شریف، رقم الحدیث:1047، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث:889، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:24209، ابن حبان، رقم الحدیث:1929)

نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ نازل ہوئی تو اس کے بعد آپ نے کوئی نماز نہیں پڑھی جس میں یہ الفاظ نہ کہے ہوں: سبحانك ربنا و بحمدك اللهم اغفرلي ۔(متفق علیہ)

اور بخاری و مسلم کی ایک روایت میں: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ رکوع و سجود میں بکثرت یہ الفاظ پڑھتے: سبحانك اللهم ربنا و بحمدك اللهم اغفرلي ۔ آپ قرآن پاک کی تعمیل کرتے یعنی قرآن حکیم میں فسبح بحمد ربك و استغفره سے جو حکم دیا گیا ہے اس کی تعمیل کرتے۔

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ انتقال سے قبل بکثرت یہ کلمات پڑھا کرتے: سبحانك اللهم و بحمدك استغفرك و اتوب اليك ۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ کلمات کیسے ہیں جو میں دیکھ رہی ہوں کہ آپ نے اب ہی پڑھنے شروع کیے ہیں۔ فرمایا: میرے لئے اپنی امت میں ایک نشانی رکھ دی گئی ہے میں جب وہ نشانی دیکھتا ہوں تو یہ کلمات پڑھتا ہوں اور وہ نشانی ہے: اذا جاء نصر الله و الفتح سورۃ کے آخر تک۔

اور انہی کی ایک روایت میں ہے: رسول اللہ ﷺ یہ کلمات بکثرت پڑھا کرتے: سبحان الله و بحمده استغفر الله و اتوب اليه (حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں دیکھتی ہوں کہ آپ سبحان الله و بحمده استغفر الله و اتوب اليه بکثرت پڑھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے میرے رب نے یہ خبر دی ہے کہ میں اپنی امت میں ایک نشانی دیکھوں گا سو جب وہ نشانی دیکھ لی تو میں نے کثرت سے سبحان الله و بحمده استغفر الله و اتوب اليه سو میں نے وہ دیکھ لی ہے، اور وہ ہے: اذا جاء نصر الله و الفتح آخر سورت تک "جب اللہ کی مدد آن پہنچی اور مکہ فتح ہو چکا ہے اور آپ دیکھ رہے ہیں کہ لوگ جوق در جوق اللہ کے دین میں داخل ہو رہے ہیں۔ پس پاکی بیان کیجئے، اپنے رب کی حمد کے ساتھ اور اس سے مغفرت طلب کیجئے بے شک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے"۔

حل لغات:

علامة: بمعنی نشان، نشانی، راہ کا نشان۔

افواجاً: واحد، فوج، بمعنی فوج، جماعت، مسلح عسکری۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر: ۲، میں گزر چکا ہے۔

(۱۱۵) اَلرَّابِعُ: عن اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اِنَّ اللّٰهَ - عَزَّوَجَلَّ - تَابَعَ الْوَحْيَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبْلَ وَفَاتِهِ حَتّٰى تُوُفِّيَ اَكْثَرَ مَا كَانَ الْوَحْيَ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀◀ (چوتھی) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے انتقال سے قبل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر مسلسل وحی نازل فرمائی حتیٰ کہ آپ کی وفات بھی اسی حالت میں ہوئی کہ پہلے کی نسبت آپ پر زیادہ وحی نازل ہوئی تھی۔ (متفق علیہ)

(۱۱۶) اَلْخَامِسُ: عن جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يُبْعَثُ كُلُّ عَبْدٍ عَلٰى مَا مَاتَ عَلَيْهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ

◀◀ (پانچویں) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر بندہ اسی حالت پر اُٹھایا جائے گا جس پر وہ فوت ہوا۔ (مسلم)

شرح:

اس حدیث میں ہمارے لیے درس ترھیب ہے کہ آدمی جس حال میں مرے گا اسی حال میں اُٹھایا جائے گا تو ہم کو نیک عمل میں مصروف رہنا چاہیے کہ کبھی کسی وقت بھی موت آسکتی ہے یہ نہ ہو کہ ہم خدانہ کرے کسی گناہ میں مشغول ہوں اور ہماری موت آجائے اور پھر حشر کے دن بھی ہم اسی گناہ میں اٹھائے جائیں۔لہٰذا گناہ کو ہمیشہ کے لیے ترک کر کے ہمیں نیکی میں مشغول رہنے کی عادت ڈالنی چاہیئے کیونکہ کسی وقت بھی موت آسکتی ہے۔ہم کہتے ہیں کہ ابھی ہم جوان ہیں ہم پر موت ابھی نہیں آئے گی کیا ہم نے اپنی آنکھوں سے جوانوں کے جنازوں کو نہیں دیکھا؟؟ ارے جوان تو جوان بچے جو ابھی جوانی کی دہلیز کو نہیں پہنچتے وہ بھی فوت ہو جاتے ہیں، موت ضرور آئے گی اور ہر کسی پر آئے گی یہ نہ جوانی دیکھتی ہے نہ بچپن اور بڑھاپے میں تو ویسے ہی لوگ موت کو یاد کرتے ہیں۔

115: بخاری شریف، فضائل القرآن، رقم الحدیث: 4697، مسلم شریف، رقم الحدیث: 3016، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 13504، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث: 7983)

116: مسلم شریف، کتاب الجنۃ وصفۃ، رقم الحدیث: 2878

۱۳-بَابٌ فِيْ بَيَانِ كَثْرَةِ طُرُقِ الْخَيْرِ

بھلائی کے کثیر راستوں کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ۝﴾ (البقرۃ:215)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم جو بھلائی کرو بے شک اللہ اسے جانتا ہے۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ يَّعْلَمْهُ اللّٰهُ﴾ (البقرۃ:197)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم جو بھلائی کرو اللہ اسے جانتا ہے ۔

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ۝﴾ (الزلزلۃ:7)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو جو ایک ذرہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا۔

تشریح:

سعید بن جبیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں: جب آیت "وَيُطْعِمُوْنَ الطَّعَامَ عَلٰى حُبِّهٖ مِسْكِيْنًا وَّيَتِيْمًا وَّاَسِيْرًا" (76-الانسان:8) نازل ہوئی یعنی مال کی محبت کے باوجود مسکین، یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں تو لوگ یہ سمجھ گئے کہ اگر ہم تھوڑی سی چیز راہ اللہ دیں گے تو کوئی ثواب نہ ملے گا مسکین ان کے دروازے پر آتا لیکن ایک آدھ کھجور یا روٹی کا ٹکڑا وغیرہ دینے کو حقارت خیال کر کے یونہی لوٹا دیتے تھے کہ اگر دیں تو کوئی اچھی محبوب و مرغوب چیز دیں ادھر تو ایک جماعت یہ تھی، دوسری جماعت وہ تھی جنہیں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ چھوٹے چھوٹے گناہوں پر ہماری پکڑ نہ ہو گی مثلاً کبھی کوئی جھوٹ بات کہہ دی کبھی ادھر ادھر نظریں ڈال لیں، کبھی غیبت کر لی وغیرہ جہنم کی وعید تو کبیرہ گناہوں پر ہے تو یہ آیت "فَمَنْ يَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَّرَهٗ" (99-الزلزلۃ:۷) نازل ہوئی۔ اور انہیں بتایا گیا کہ چھوٹی سی نیکی کو حقیر نہ سمجھو یہ بڑی ہو کر ملے گی اور تھوڑے سے گناہ کو بھی بے جان نہ سمجھو کہیں تھوڑا تھوڑا مل کر بہت نہ بن جائے "ذرہ" کے معنی چھوٹی چیونٹی کے ہیں، یعنی نیکیوں اور برائیوں کو چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی اپنے نامہ اعمال میں دیکھ لے گا بدی تو ایک ہی لکھی جاتی ہے نیکی

ایک کے بدلے دس بلکہ جس کے لیے اللہ چاہے اس سے بھی بہت زیادہ بلکہ ان نیکیوں کے بدلے برائیاں بھی معاف ہو جاتی ہیں ایک ایک کے بدلے دس دس بدیاں معاف ہو جاتی ہیں پھر یہ بھی ہے کہ جس کی نیکی برائی سے ایک ذرے کے برابر بڑھ گئی وہ جنتی ہو گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: ” گناہوں کو ہلکا نہ سمجھا کرو یہ سب جمع ہو کر آدمی کو ہلاک کر ڈالتے ہیں“۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان برائیوں کی مثال بیان کی کہ جیسے کچھ لوگ کسی جگہ اترے پھر ایک ایک دو دو لکڑیاں چن لائے تو لکڑیوں کا ڈھیر لگ جائے گا پھر اگر انہیں سلگایا جائے تو اس وقت اس آگ پر جو چاہیں پکا سکتے ہیں) اسی طرح تھوڑے تھوڑے گناہ بہت زیادہ ہو کر آگ کا کام کرتے ہیں اور انسان کو جلا دیتے ہیں۔

(مسند احمد: 402، ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿مَنْ عَمِلَ صَالِحًا فَلِنَفْسِهٖ﴾ (الجاثیۃ: 15)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو بھلا کام کرے تو اپنے لئے۔

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ .

اس موضوع کی بے شمار آیات کریمہ موجود ہیں۔

واَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَكَثِيْرَةٌ جِدًّا وَّهِيَ غَيْرُ مُنْحَصِرَةٍ فَنَذْكُرُ طَرَفًا مِّنْهَا:

اور احادیث بہت زیادہ اور بے شمار ہیں ہم ان میں سے کچھ یہاں بیان کریں گے۔

(۱۱۷) اَلْاَوَّلُ: عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ جُنْدُبِ بْنِ جُنَادَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَيُّ الْاَعْمَالِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ”اَلْاِيْمَانُ بِاللّٰهِ وَالْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِهٖ“ . قُلْتُ: اَيُّ الرِّقَابِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: ”اَنْفَسُهَا عِنْدَ اَهْلِهَا وَاَكْثَرُهَا ثَمَنًا“ . قُلْتُ: فَاِنْ لَّمْ اَفْعَلْ؟ قَالَ: ”تُعِيْنُ صَانِعًا اَوْ تَصْنَعُ لِاَخْرَقَ“ . قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَرَاَيْتَ اِنْ ضَعُفْتُ عَنْ بَعْضِ الْعَمَلِ؟ قَالَ: ”تَكُفُّ شَرَّكَ عَنِ النَّاسِ؛ فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ مِّنْكَ عَلٰى نَفْسِكَ“ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

”اَلصَّانِعُ“ بِالصَّادِ الْمُهْمَلَةِ هٰذَا هُوَ الْمَشْهُوْرُ، وَرُوِيَ ”ضَائِعًا“ بِالْمُعْجَمَةِ: اَيْ ذَا ضِيَاعٍ مِنْ فَقْرٍ اَوْ عِيَالٍ وَنَحْوِ ذٰلِكَ، ”وَالْاَخْرَقُ“: الَّذِيْ لَا يُتْقِنُ مَا يُحَاوِلُ فِعْلَهٗ .

◄◄ (پہلی) حضرت ابوذر جندب بن جنادہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کون سا عمل افضل ہے، آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ میں نے عرض کیا: کون سا غلام (آزاد

117: بخاری شریف، کتاب العتق، رقم الحدیث: 2382، مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 84، موطا امام مالک، رقم الحدیث: 1475، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 21539، الادب المفرد، رقم الحدیث: 220، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 7871، طبرانی اوسط، رقم الحدیث: 8723، سنن الکبریٰ البیہقی، رقم الحدیث: 12375۔

کرنا) بہتر ہے؟ فرمایا: جو اپنے اہل کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہو اور جس کی قیمت بھی زیادہ ہو۔ میں نے عرض کیا: اگر میں یہ نہ کر سکوں تو؟ فرمایا: کسی (محتاج) کام کرنے والے کی مدد کر یا کسی مجبور کی مدد کر۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! اگر میں کوئی کام کرنے سے بے بس ہو جاؤں تو؟ آپ نے فرمایا: تو پھر اپنے شر کو لوگوں سے روک لے کیونکہ یہ بھی تیری جان کے لئے تیری طرف سے صدقہ ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

الصانع: صاد مہملہ کے ساتھ۔ (کام کرنے والا) ہی زیادہ مشہور ہے اور بعض روایات میں اس کی جگہ، ضائعًا آیا ہے صاد معجمہ کے ساتھ اس کا معنی ہے: غربت اور عیال داری کی وجہ سے پریشان حال۔

الاخرق: جو جس کام کا ارادہ کرے اسے صحیح طور پر سرانجام نہ دے سکتا ہو۔

تعارف راوی:

حضرت جندب بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۶۳، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ پر ایمان سب سے بڑا عمل ہے اور اس کا ثواب بھی سب سے زیادہ ہے اور یہی فضیلت اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کی ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ قیمتی اور پسندیدہ چیز اللہ کی راہ مین دینا کامل نیکی اور اجر عظیم کا باعث ہے (اس کی تفصیل آگے آئے گی انشاءاللہ،)

(۱۱۸) اَلثَّانِيْ: عَنْ اَبِيْ ذَرٍّ اَيْضًا رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "يُصْبِحُ عَلٰى كُلِّ سُلَامٰى مِنْ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ: فَكُلُّ تَسْبِيْحَةٍ صَدَقَةٌ، وَّكُلُّ تَحْمِيْدَةٍ صَدَقَةٌ، وَّكُلُّ تَهْلِيْلَةٍ صَدَقَةٌ، وَّكُلُّ تَكْبِيْرَةٍ صَدَقَةٌ، وَّاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ، وَنَهْيٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَّيُجْزِیءُ مِنْ ذٰلِكَ رَكْعَتَانِ يَرْكَعُهُمَا مِنَ الضُّحٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"اَلسُّلَامٰى" بِضَمِّ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَتَخْفِيْفِ اللَّامِ وَفَتْحِ الْمِيْمِ: اَلْمُفَصَّلُ .

◂◂ (دوسری) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر شخص کے ہر جوڑ پر صدقہ ہے سو ہر تسبیح صدقہ ہے اور الحمدللہ کہنا صدقہ ہے اور اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے اور ہر نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے اور برائی سے روکنا صدقہ ہے اور چاشت کی دو رکعتیں ان سب کی طرف سے کافی ہیں۔ (مسلم)

118: مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین رقم الحدیث: 720

حل لغات:

السّلامیٰ: سین کے پیش، لام کی تخفیف اور میم کے زبر کے ساتھ، اس کا معنی ہے: جوڑ

تعارف راوی:

حضرت جندب بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۶۳، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر آدمی اسلام پر عمل کرے تو اس کا ہر کام نیکی بن جاتا ہے، کیونکہ امر بالمعروف اور نہی عن منکر، اور نوافل وغیرہ پڑھنا اسلام پر ہی عمل کرنا ہے۔ اور یہ چیزیں صدقات بھی ہیں اور بھلائیاں بھی ہیں۔

(۱۱۹) اَلثَّالِثُ: عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عُرِضَتْ عَلَيَّ اَعْمَالُ اُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُّ فِي مَحَاسِنِ اَعْمَالِهَا الْاَذَى يُمَاطُ عَنِ الطَّرِيْقِ، وَوَجَدْتُّ فِي مَسَاوِئِ اَعْمَالِهَا النُّخَاعَةُ تَكُوْنُ فِي الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◂◂ (تیسری) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مجھ پر میری امت کے اچھے برے اعمال پیش کیے گئے تو میں نے اس کے اچھے اعمال میں راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹا دینے کے عمل کو بھی دیکھا اور میں نے اس کے برے اعمال میں یہ بھی دیکھا کہ مسجد میں پڑے ہوئے ناک کے فضلے کو دفن نہ کیا گیا۔ (مسلم)

شرح:

معلوم ہوا جو کچھ بھی ہم کرتے ہیں اس کی خبر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے اعمال کو دیکھ رہے ہیں، اور حدیث میں تو یہ بھی آیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری حیات اور میری وفات دونوں تمہارے لیے بہتر ہیں حیات اس لیے کہ تم مجھ سے باتیں کرتے ہو (مسائل دریافت کرتے ہو) میں تم سے باتیں کرتا ہوں (مسائل سمجھاتا ہوں) اور وفات اس لیے بہتر ہیں کہ تمہارے اعمال مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں تو جو میں اچھے اعمال دیکھتا ہوں تو اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر کرتا ہوں اور اگر برے اعمال دیکھتا ہوں تو اس آدمی کے لیے بخشش کی دعا کرتا ہوں جس نے برا عمل کیا ہے۔ (مجمع الزوائد)

(۱۲۰) اَلرَّابِعُ: عَنْهُ: اَنَّ نَاسًا قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، ذَهَبَ اَهْلُ الدُّثُوْرِ بِالْاُجُوْرِ، يُصَلُّوْنَ كَمَا

119: مسلم شریف، باب النھی ،رقم الحدیث:553

120: مسلم شریف، کتاب الزکوۃ، رقم:1006

نُصَلِّیْ، وَیَصُوْمُوْنَ كَمَا نَصُوْمُ، وَیَتَصَدَّقُوْنَ بِفُضُوْلِ اَمْوَالِهِمْ، قَالَ: "اَوَلَیْسَ قَدْ جَعَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مَا تَصَدَّقُوْنَ بِهٖ: اِنَّ بِكُلِّ تَسْبِیْحَةٍ صَدَقَةً، وَّكُلِّ تَكْبِیْرَةٍ صَدَقَةً، وَّكُلِّ تَحْمِیْدَةٍ صَدَقَةً، وَّكُلِّ تَهْلِیْلَةٍ صَدَقَةً، وَّاَمْرٌ بِالْمَعْرُوْفِ صَدَقَةٌ، وَّنَهْیٌ عَنِ الْمُنْكَرِ صَدَقَةٌ، وَفِیْ بُضْعِ اَحَدِكُمْ صَدَقَةٌ" قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَیَاْتِیْ اَحَدُنَا شَهْوَتَهٗ وَیَكُوْنُ لَهٗ فِیْهَا اَجْرٌ؟ قَالَ: "اَرَاَیْتُمْ لَوْ وَضَعَهَا فِیْ حَرَامٍ اَكَانَ عَلَیْهِ وِزْرٌ؟ فَكَذٰلِكَ اِذَا وَضَعَهَا فِی الْحَلَالِ كَانَ لَهٗ اَجْرٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

"اَلدُّثُوْرُ" بِالثَّاءِ الْمُثَلَّثَةِ: اَلْاَمْوَالُ وَاحِدُهَا: دَثْرٌ.

◄◄ (چوتھی) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! مالدار لوگ تو ہم سے زیادہ اجر لے گئے۔ وہ ہماری طرح نماز پڑھتے ہیں' اور ہماری طرح روزہ رکھتے ہیں' اور اپنی ضرورت سے زائد مال صدقہ کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: کیا اللہ تعالیٰ نے تمہیں وہ چیز عطا نہیں فرمائی جو تم صدقہ کرو۔ ہر تسبیح صدقہ ہے اور ہر تکبیر صدقہ ہے' اور ہر تحمید (الحمدللّٰہ) صدقہ ہے۔ ہر تہلیل (لا الٰہ الا اللّٰہ) صدقہ ہے' اور نیکی کا حکم صدقہ ہے' اور برائی سے روکنا صدقہ ہے' اور تمہارا جماع کرنا بھی صدقہ ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم میں سے کوئی اگر اپنی فطری شہوت پوری کرتا ہے تو اس پر بھی اسے اجر ملے گا۔ آپ نے فرمایا: غور کرو یہ کام اگر وہ حرام طریقے سے کرتا تو کیا اس کے لئے گناہ نہ ہوتا؟ سو اسی طرح اگر وہ یہ کام حلال طریقے سے کرے تو اس کے لئے ثواب ہوگا۔ (مسلم)

حل لغات:

الدثور: ثاء مثلثہ کے ساتھ۔ (اس کا معنیٰ ہے) اموال۔ اس کا واحد دثر ہے۔

وزر: از، وزراً، بمعنیٰ گناہ گار۔

تعارف راوی:

حضرت جندب بن جنادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۶۳، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یعنی مال دار مال کو اللہ کی راہ میں خرچ بھی کرتے ہیں اور نماز روزہ بھی ادا کرتے ہیں اور ہم صرف نماز روزہ وغیرہ ہی ادا کرتے ہیں تو کیا اے اللہ کے رسول اللہ کا عمل ہم سے زیادہ ہوگا؟ تو آپ نے فرمایا کہ تم اللہ تعالیٰ کی تسبیح کیا کرو اور نیکی کا حکم دیا کرو اور برائی سے روکا کرو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اجر بھی بڑھا دے گا۔ یعنی اگر مال دار مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی وجہ سے نیکیوں میں کثرت کتے ہیں تو تم نیک اعمال کے ساتھ نیکیوں میں کثرت کرو۔

(۱۲۱) اَلْخَامِسُ: عَنْهُ، قَالَ: قَالَ لِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "لَا تَحْقِرَنَّ مِنَ الْمَعْرُوْفِ شَیْئًا وَّلَوْ اَنْ تَلْقٰی اَخَاكَ بِوَجْهٍ طَلِیْقٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◄◄ (پانچویں) حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے ارشاد فرمایا: کسی نیکی کو حقیر نہ سمجھو خواہ وہ تمہارا خندہ پیشانی کے ساتھ اپنے بھائی سے ملاقات کرنا ہی کیوں نہ ہو۔ (مسلم)

(۱۲۲) اَلسَّادِسُ: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "كُلُّ سُلَامٰی مِنَ النَّاسِ عَلَیْهِ صَدَقَةٌ، كُلَّ یَوْمٍ تَطْلُعُ فِیْهِ الشَّمْسُ: تَعْدِلُ بَیْنَ الْاِثْنَیْنِ صَدَقَةٌ، وَّتُعِیْنُ الرَّجُلَ فِیْ دَابَّتِهٖ، فَتَحْمِلُهٗ عَلَیْهَا اَوْ تَرْفَعُ لَهٗ عَلَیْهَا مَتَاعَهٗ صَدَقَةٌ، وَّالْكَلِمَةُ الطَّیِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَبِكُلِّ خَطْوَةٍ تَمْشِیْهَا اِلَی الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ، وَّتُمِیْطُ الْاَذٰی عَنِ الطَّرِیْقِ صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ اَیْضًا مِنْ رِّوَایَةِ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنَّهٗ خُلِقَ كُلُّ اِنْسَانٍ مِّنْ بَنِیْ اٰدَمَ عَلٰی سِتِّیْنَ وَثَلَاثِ مِائَةِ مَفْصِلٍ، فَمَنْ كَبَّرَ اللّٰهَ، وَحَمِدَ اللّٰهَ، وَهَلَّلَ اللّٰهَ، وَسَبَّحَ اللّٰهَ، وَاسْتَغْفَرَ اللّٰهَ، وَعَزَلَ حَجَرًا عَنْ طَرِیْقِ النَّاسِ، اَوْ شَوْكَةً، اَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِیْقِ النَّاسِ، اَوْ اَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ، اَوْ نَهٰی عَنْ مُّنْكَرٍ، عَدَدَ السِّتِّیْنَ وَالثَّلَاثِ مِائَةِ فَاِنَّهٗ یُمْسِیْ یَوْمَئِذٍ وَقَدْ زَحْزَحَ نَفْسَهٗ عَنِ النَّارِ" ۔

◄◄ (چھٹی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کے ہر جوڑ پر ہر اس دن کا صدقہ ہے جس میں سورج طلوع ہو۔ دو آدمیوں کے درمیان انصاف کرنا صدقہ ہے، کسی شخص کو سواری پر بیٹھنے میں مدد دینا صدقہ ہے۔ کسی شخص کی سواری پر بوجھ لادنے میں مدد کرنا صدقہ ہے۔ اچھی بات کرنا صدقہ ہے اور نماز کی طرف چلنے کے لئے ہر قدم پر صدقہ ہے۔ اور راستے سے تکلیف دہ چیز کا ہٹانا بھی صدقہ ہے۔ (متفق علیہ)

مسلم نے بھی اس کو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی روایت سے بیان کیا ہے کہ آپ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ہر انسان کی تخلیق تین سو ساٹھ جوڑوں پر ہوئی ہے۔ تو جس نے اللہ اکبر کہا، الحمد للہ کہا، لا الہ الا اللہ کہا، اور سبحان اللہ کہا، اور استغفر اللہ کہا یا لوگوں کے راستے سے پتھر، کانٹا یا ہڈی ہٹادی یا نیکی کا حکم دیا یا برائی سے روکا اور ان کاموں کی تعداد تین سو ساٹھ تک پہنچ گئی تو گویا اس روز وہ زمین پر اس طرح چل رہا ہے کہ اس نے اپنے آپ کو دوزخ کے

121: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 2626

122: بخاری شریف، کتاب الجہاد، رقم الحدیث: 2989

عذاب سے بچالیا ہے۔

حل لغات:

خطوۃ: بمعنی چلنے کے وقت دوقدموں کے درمیان کا راستہ۔

مفصل: بمعنی بدن کے اعضاء کا جوڑ۔

زحزح: از، زحزحۃ، بمعنی دور کرنا، ہٹانا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

(۱۲۳) اَلسَّابِعُ: عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ غَدَا اِلَى الْمَسْجِدِ اَوْ رَاحَ، اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُ فِي الْجَنَّةِ نُزُلًا كُلَّمَا غَدَا اَوْ رَاحَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

"اَلنُّزُلُ": اَلْقُوْتَ وَالرِّزْقِ وَمَا يُهَيَّأُ لِلضَّيْفِ ۔

◀◀ (ساتویں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جو شخص صبح کو یا شام کو مسجد کی طرف جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ صبح و شام جب بھی وہ مسجد کی طرف جاتا ہے اس کے لئے جنت میں مہمانی تیار کرتے ہیں۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

النزل: خوراک اور رزق اور جو کچھ مہمان کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔

(۱۲۴) اَلثَّامِنُ: عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا نِسَآءَ الْمُسْلِمَاتِ، لاَ تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

قَالَ الْجَوْهَرِيُّ: اَلْفِرْسِنُ مِنَ الْبَعِيْرِ كَالْحَافِرِمِنَ الدَّابَّةِ قَالَ: وَرُبَّمَا اسْتُعِيْرَ فِي الشَّاةِ ۔

◀◀ (آٹھویں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے مسلمان بیبیو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کو ہدیہ دینے میں حقیر نہ سمجھے خواہ وہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔ (متفق علیہ)

جوہری نے کہا: جس طرح چوپاؤں کے کھر کو "حافر" کہتے ہیں اسی طرح اونٹ کے پاؤں کو "الفرسن" کہتے ہیں اور یہ لفظ بکری کے کھر کے لئے بھی استعارۃً استعمال ہوتا ہے۔

(۱۲۵) اَلتَّاسِعُ: عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْاِيْمَانُ بِضْعٌ وَّسَبْعُوْنَ اَوْ بِضْعٌ

123: بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث: 661   124: بخاری شریف، کتاب الھبۃ، رقم الحدیث: 2566

وَسِتُّوْنَ شُعْبَةً: فَاَفْضَلُهَا قَوْلُ: لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَدْنَاهَا اِمَاطَةُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ، وَالْحَيَاءُ شُعْبَةٌ مِّنَ الْاِيْمَانِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"اَلْبِضْعُ" مِنْ ثَلَاثَةٍ اِلٰى تِسْعَةٍ بِكَسْرِ الْبَاءِ وَقَدْ تُفْتَحُ ۔ وَ"الشُّعْبَةُ": الْقِطْعَةُ ۔

◄◄ (نویں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کے ساٹھ یا ستر سے کچھ زیادہ شعبے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ افضل لا الٰہ الا اللہ کہنا ہے اور ان میں سے کمتر، راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹانا ہے اور حیا بھی ایمان کا ایک شعبہ ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

البضع: "با" کی زیر سے اور کبھی زبر سے بھی پڑھا جاتا ہے۔ اس کا معنی ہے: تین سے نو تک عدد۔

الشعبة: قطعہ، ٹکڑا، حصہ۔

(۱۲۶) اَلْعَاشِرُ: عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "بَيْنَمَا رَجُلٌ يَّمْشِيْ بِطَرِيْقٍ اشْتَدَّ عَلَيْهِ الْعَطَشُ، فَوَجَدَ بِئْرًا فَنَزَلَ فِيْهَا فَشرِبَ، ثُمَّ خَرَجَ فَاِذَا كَلْبٌ يَّلْهَثُ يَاكُلُ الثَّرٰى مِنَ الْعَطَشِ، فَقَالَ الرَّجُلُ: لَقَدْ بَلَغَ هٰذَا الْكَلْبُ مِنَ الْعَطَشِ مِثْلُ الَّذِيْ كَانَ قَدْ بَلَغَ مِنِّيْ فَنَزَلَ الْبِئْرَ فَمَلَاَ خُفَّهُ مَاءً ثُمَّ اَمْسَكَهُ بِفِيْهِ حَتّٰى رَقِيَ، فَسَقَى الْكَلْبَ، فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ" قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ لَنَا فِي الْبَهَائِمِ اَجْرًا؟ فَقَالَ: "فِيْ كُلِّ كَبِدٍ رَطْبَةٍ اَجْرٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ: "فَشَكَرَ اللّٰهُ لَهُ، فَغَفَرَ لَهُ، فَاَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ"

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُمَا: "بَيْنَمَا كَلْبٌ يُّطِيْفُ بِرَكِيَّةٍ قَدْ كَادَ يَقْتُلُهُ الْعَطَشُ اِذْ رَاَتْهُ بَغِيٌّ مِّنْ بَغَايَا بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ، فَنَزَعَتْ مُوْقَهَا فَاسْتَقَتْ لَهُ بِهٖ فَسَقَتْهُ فَغُفِرَ لَهَا بِهٖ" ۔

"اَلْمُوْقُ": اَلْخُفُّ ۔ وَ"يُطِيْفُ": يَدُوْرُ حَوْلَ "رَكِيَّةٍ": وَهِيَ الْبِئْرُ ۔

◄◄ (دسویں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک شخص راستے پر چل رہا تھا کہ اسے شدید پیاس محسوس ہوئی۔ سوا سے ایک کنواں ملا۔ اس نے اس میں اتر کر پانی پیا جب باہر نکلا تو دیکھا کہ ایک کتا پیاس کی وجہ سے زبان باہر نکال رہا ہے اور مٹی چاٹ رہا ہے۔ اس شخص نے (جی میں) کہا کہ اس کتے کا بھی پیاس سے وہی حال ہے جو میرا ہو گیا تھا۔ سو وہ کنویں میں اترا اس نے اپنا موزہ پانی سے بھرا اور اس کو اپنے منہ میں پکڑ کر کنویں سے باہر نکلا۔ پس کتے کو پانی پلایا تو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی قدر

125: بخاری شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:9، نسائی شریف، رقم الحدیث:5005

126: بخاری شریف، کتاب المساقاۃ، رقم الحدیث:2363

فرمائی اور اس کو بخش دیا۔ صحابہ کرام ﷡ نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہمارے لئے جانوروں (سے نیکی کرنے) میں بھی اجر ہے۔ فرمایا: ہاں! ہرتر جگروالے سے ہمدردی کرنے میں اجر ہے۔ (متفق علیہ)

اور بخاری کی ایک حدیث میں یہ الفاظ ہیں: اللہ تعالیٰ نے اس کے اس عمل کی قدر فرمائی اور اسے بخش دیا اور جنت میں داخل کر دیا۔

اور بخاری و مسلم دونوں کی ایک روایت میں یہ ہے کہ ایک کتا کنویں کے گرد چکر لگا رہا تھا قریب تھا کہ پیاس کی وجہ سے ہلاک ہو جائے۔ اسی اثناء میں بنی اسرائیل کی بدکار عورتوں میں سے ایک بدکار عورت نے اسے دیکھ لیا۔ سو اس نے اپنا موزہ اتارا اور اس کے ذریعے کتے کے لئے کنویں سے پانی نکالا اور اسے پلایا تو اس کے اس عمل کے طفیل اس کو بخش دیا گیا۔

حل لغات:

الموق : بمعنی، موزہ

یطیف: بمعنی، اردگرد چکر لگا رہا تھا۔

رکیۃ: بمعنی، کنویں کو کہتے ہیں۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

جیسا کہ بیان کیا گیا یہ واقعہ کسی آدمی کا ہے یا عورت کا دونون طرح کی روایات آتی ہیں لیکن غرض اس بات سے ہے کہ جانوروں سے نیکی کرنے میں بھی اللہ تعالیٰ اجر دیتا ہے تو کیا انسان کے ساتھ نیکی میں اللہ تعالیٰ اجر نہیں دے گا؟؟؟ ضرور دے گا، اور اس کا دوسرا رخ یہ کہ اگر جانور یا انسان کے ساتھ نیک کرنے سے اجر ملتا ہے تو ان کو ضرر اور تکلیف دینے سے گناہ بھی ملتا ہے، اور مزے کی بات تو یہ کہ اگر ایک کتے کے ساتھ نیکی کرنے سے گناہوں کی بخشش ہوتی ہے تو اشرف المخلوقات انسان کے ساتھ نیکی کرنے کا کتنا اجر ہوگا؟؟ لہٰذا ہمیں اپنے اردگرد مسلمان لوگوں کی مدد کرنی چاہیے۔

(۱۲۷) اَلْحَادِیْ عَشَرَ: عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَقَدْ رَاَيْتُ رَجُلًا يَّتَقَلَّبُ فِي الْجَنَّةِ فِيْ شَجَرَةٍ قَطَعَهَا مِنْ ظَهْرِ الطَّرِيْقِ كَانَتْ تُؤْذِى الْمُسْلِمِيْنَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "مَرَّ رَجُلٌ بِغُصْنِ شَجَرَةٍ عَلٰى ظَهْرِ طَرِيْقٍ، فَقَالَ: وَاللّٰهِ لَاُنَحِّيَنَّ هٰذَا عَنِ الْمُسْلِمِيْنَ لَا يُؤْذِيهِمْ، فَاُدْخِلَ الْجَنَّةَ".

127: بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث:652

وَفِیْ رِوَایَةٍ لھما: "بَیْنَمَا رَجُلٌ یَمْشِی بِطرِیقٍ وَّجَدَ غُصْنَ شَوْكٍ عَلَی الطریقِ فَاَخَّرَہ فَشَکَرَ اللّٰہُ لَہٗ، فَغَفَرَ لَہٗ" ۔

◄◄ (گیارہویں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نے ایک شخص کو اس عمل کے طفیل جنت میں ٹہلتے دیکھا کہ اس نے راستے سے ایک ایسے درخت کو کاٹ دیا تھا جو مسلمانوں کو تکلیف پہنچاتا تھا۔ (مسلم)

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک شخص راستے پر ایک درخت کی ٹہنی کے پاس سے گزرا تو اس نے کہا: اللہ کی قسم! میں اس ٹہنی کو دور کر دوں گا تا کہ مسلمانوں کو تکلیف نہ پہنچائے۔ سو (اس عمل پر) اسے جنت میں داخل کر دیا گیا۔

اور بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے: ایک شخص راستے سے گزر رہا تھا کہ اس نے ایک خاردار ٹہنی راستے میں دیکھی تو اسے دور کر دیا سو اللہ تعالیٰ نے اس کے اس فعل کی قدر فرمائی اور اس کو بخش دیا۔

حل لغات:

غصن: بمعنی، شاخ، ٹہنی۔

لانحین: از، نحیاً، بمعنی، دور کرنا، زائل کرنا،

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ راستے سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا ایسی نیکی ہے جس کی وجہ سے جنت مل سکتی ہے۔ اور راسے میں تکلیف دہ چیز کو دور کرنے سے مراد یہ ہے کہ وہ چیز راستے سے ہٹا دی جائے جس سے لوگوں کو گزرنے میں دشواری ہوتی ہے، چاہے کوئی پتھر ہو یا کوئی کانٹے وغیرہ یا کوئی اور چیز۔

(۱۲۸) اَلثَّانِیْ عَشَرَ: عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ تَوَضَّاَ فَاَحْسَنَ الْوُضُوْءَ، ثُمَّ اَتَی الْجُمُعَةَ فَاسْتَمَعَ وَاَنْصَتَ غُفِرَ لَہٗ مَا بَیْنَہٗ وَبَیْنَ الْجُمُعَةِ وَزِیَادَةُ ثَلَاثَةِ اَیَّامٍ، وَّمَنْ مَسَّ الْحَصَا فَقَدْ لَغَا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

◄◄ (بارہویں) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے خوب اچھی طرح وضو کیا پھر جمعہ کے لئے مسجد میں آیا اور خاموشی سے خطبہ سنا تو اس کے اس جمعہ اور

128: مسلم شریف، کتاب الجمعہ، رقم الحدیث: 857

دوسرے جمعہ کے درمیان کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں۔ بلکہ مزید تین دن کے گناہ معاف کردیئے جاتے ہیں، اور جس نے کنکریوں کو چھوا اس نے بے فائدہ کام کیا۔ (مسلم)

شرح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد میں کنکریاں تھیں تو اپ نے فرمایا جس نے کنکریوں کو چھوا اس نے لغو (بے فائدہ) کام کیا مطلب یہ کہ جو آدمی مسجد میں آیا او پھر جمعہ کے دن خطبہ سننے کی بجائے کنکریوں کے ساتھ کھیلنے لگا تو اس کا یہ کام لغو ہے معلوم ہوا کہ خطبہ بہت ہی خشوع وخضوع کے ساتھ سننا چاہیے۔ (دلیل الفالحین، تحت حدیث مذکورہ)

(۱۲۹) اَلثَّالِثُ عَشَرَ: عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا تَوَضَّاَ الْعَبْدُ الْمُسْلِمُ، اَوِ الْمُؤمِنُ فَغَسَلَ وَجْهَهُ خَرَجَ مِنْ وَّجْهِهٖ كُلُّ خَطِيْئَةٍ نَظَرَ اِلَيْهَا بِعَيْنَيْهِ مَعَ الْمَاءِ، اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَاِذَا غَسَلَ يَدَيْهِ خَرَجَ مِنْ يَّدَيْهِ كُلُّ خَطِيْئَةٍ كَانَ بَطَشَتْهَا يَدَاهُ مَعَ الْمَآءِ، اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ، فَاِذَا غَسَلَ رِجْلَيْهِ خَرَجَتْ كُلُّ خَطِيْئَةٍ مَّشَتْهَا رِجْلَاهُ مَعَ الْمَاءِ اَوْ مَعَ اٰخِرِ قَطْرِ الْمَاءِ حَتّٰى يَخْرُجَ نَقِيًّا مِّنَ الذُّنُوْبِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ (تیرہویں) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب ایک مسلمان یا مومن بندہ وضو کرتا ہے سو اپنا منہ دھوتا ہے تو وہ تمام گناہ جن کی طرف اس نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہوتا ہے وہ پانی کے ساتھ یا فرمایا کہ پانی کے آخری قطرے کے ساتھ اس کے چہرے سے دور ہوجاتے ہیں، اور جب وہ اپنا ہاتھ دھوتا ہے تو وہ تمام گناہ جو اس کے ہاتھ کی پکڑ کے ذریعے سرزد ہوئے وہ اس کے ہاتھوں سے پانی کے ساتھ یا فرمایا کہ پانی کے آخری قطرے کے ساتھ دور ہوجاتے ہیں اور جب وہ اپنے پاؤں دھوتا ہے تو وہ گناہ جو پاؤں کے ذریعہ اس سے سرزد ہوئے وہ پانی یا فرمایا کہ پانی کے آخری قطرے کے ساتھ نکل جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ گناہوں سے بالکل پاک ہوجاتا ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

بطشتھا: از، بطشاً، بمعنی، پکڑنا، گرفت کرنا۔

نقیاً: از، نقاء، بمعنی، صاف ستھرا ہونا، خالص ہونا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

129: مسلم شریف، کتاب الطہارت، رقم الحدیث:244

شرح:

وضو کی برکت سے انسان نے جو گناہ کیا اس کا اثر ختم ہو جاتا ہے جیسا کہ علامہ عبد الوہاب الشعرانی علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ بات نقل کی گئی ہے کہ ایک آدمی غسل کر رہا تھا تو آپ نے اس کے غسل کے پانی کو دیکھا اور فرمایا کہ زنا نہ کیا کرو۔ اس حدیث میں جو بیان ہوا کہ گناہ دور ہو جاتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہ بخش دیتا ہے جیسا کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کی رحمت سے بعید نہیں یا اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر انسان گناہ کے بعض اللہ کی بارگاہ میں توبہ کے لیے آئے تو اس کی بارگاہ میں توبہ کرنے کے لیے جو غسل یا وضو کرتا ہے تو اس کے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ گناہوں پر ندامت بھی توبہ ہی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ وہ نادم ہو کر ہی اللہ کی بارگاہ میں آیا ہے۔

(۱۳۰) اَلرَّابِعُ عَشَرَ: عَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلصَّلَوَاتُ الْخَمْسُ، وَالْجُمُعَةُ اِلَى الْجُمُعَةِ، وَرَمَضَانُ اِلٰى رَمَضَانَ مُكَفِّرَاتٌ لِّمَا بَيْنَهُنَّ اِذَا اجْتُنِبَتِ الْكَبَائِرُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀◀ (چودھویں) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: پانچ نمازیں، ایک جمعہ دوسرے جمعہ تک اور ایک رمضان دوسرے رمضان تک ان گناہوں کا کفارہ ہوتے ہیں جو ان کے درمیان سرزد ہوں بشرطیکہ کبیرہ گناہوں سے اجتناب کیا جائے۔ (مسلم)

(۱۳۱) اَلْخَامِسُ عَشَرَ: عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلَا اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَا يَمْحُو اللّٰهُ بِهِ الْخَطَايَا وَيَرْفَعُ بِهِ الدَّرَجَاتِ؟" قَالُوْا: بَلٰى، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ عَلَى الْمَكَارِهِ، وَكَثْرَةُ الْخُطَا اِلَى الْمَسَاجِدِ، وَانْتِظَارُ الصَّلٰوةِ بَعْدَ الصَّلٰوةِ فَذٰلِكُمُ الرِّبَاطُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀◀ (پندرہویں) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہاری اس چیز کی طرف راہنمائی نہ کروں جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ گناہوں کو معاف فرما دیتا ہے اور جس کے ساتھ درجات بلند کر دیتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ضرور بتائیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وضو تکلیف دہ (سخت سردی وغیرہ کی) صورت میں کرنا اور مسجد کی طرف زیادہ چلنا اور ایک نماز کے بعد دوسری نماز کا انتظار کرنا۔ یہ تمہارے لیے رباط ہے۔ (مسلم)

130: مسلم شریف، کتاب الطہارۃ، رقم الحدیث: 233

131: مسلم شریف، الطہارت، رقم الحدیث: 251

حل لغات:

یمحو: از، محیاً، بمعنی مٹانا۔

الرباط: جس سے کوئی چیز باندھی جائے،

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

نماز کا انتظار کرنے سے مراد یہ ہے کہ آدمی نماز پڑھ کر اپنی جگہ بیٹھا رہے تاکہ دوسری نماز ادا کرے یا مطلب یہ کہ اس کا دل نماز کے انتظار میں لگا رہے۔ کہ کب اذان ہوتی ہے اور میں نماز کے لیے دوبارہ مسجد میں جاتا ہوں۔

(۱۳۲) اَلسَّادِسُ عَشَرَ: عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صَلَّی الْبَرْدَیْنِ دَخَلَ الْجَنَّۃَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

"اَلْبَرْدَانِ": الصُّبْحُ وَالْعَصْرُ ۔

◄◄ (سولہویں) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے دوٹھنڈی (صبح وعصر کی) نمازیں ادا کیں وہ جنت میں داخل ہوگیا۔ (متفق علیہ)

البروان: صبح اور عصر (کی نمازیں)۔

(۱۳۳) اَلسَّابِعُ عَشَرَ: عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِذَا مَرِضَ الْعَبْدُ اَوْ سَافَرَ کُتِبَ لَہٗ مِثْلُ مَا کَانَ یَعْمَلُ مُقِیْمًا صَحِیْحًا" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔

◄◄ (سترہویں) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ جب کوئی بندہ بیمار ہوجاتا ہے یا سفر پر جاتا ہے تو اس کے نامۂ اعمال میں وہی اعمال درج کئے جاتے ہیں جو وہ قیام اور صحت کی حالت میں کرتا تھا۔ (بخاری)

(۱۳۴) اَلثَّامِنُ عَشَرَ: عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "کُلُّ مَعْرُوْفٍ صَدَقَۃٌ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ، وَرَوَاہُ مُسْلِمٌ مِنْ رِّوَایَۃِ حُذَیْفَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ ۔

◄◄ (اٹھارہویں) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: ہر نیک کام

132: بخاری شریف، مواقیت الصلاۃ رقم الحدیث: 574

133: بخاری شریف، الجہاد، رقم الحدیث: 2996

134: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 6021

صدقہ ہے۔(بخاری)

اور امام مسلم نے اس حدیث کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

(۱۳۵) اَلتَّاسِعُ عَشَرَ: عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْ مُّسْلِمٍ يَّغْرِسُ غَرْسًا اِلَّا كَانَ مَا اُكِلَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةً، وَّمَا سُرِقَ مِنْهُ لَهُ صَدَقَةً، وَّلَا يَرْزَؤُهُ اَحَدٌ اِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ: "فَلَا يَغْرِسُ الْمُسْلِمُ غَرْسًا فَيَاْكُلُ مِنْهُ اِنْسَانٌ وَّلَا دَابَّةٌ وَّلَا طَيْرٌ اِلَّا كَانَ لَهُ صَدَقَةً اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ" ۔ وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ: "لَا يَغْرِسُ مُسْلِمٌ غَرْسًا، وَّلَا يَزْرَعُ زَرْعًا، فَيَاْكُلَ مِنْهُ اِنْسَانٌ وَّلَا دَابَّةٌ وَّلَا شَيْءٌ، اِلَّا كَانَتْ لَهُ صَدَقَةً" ۔

وَرَوَيَاهُ جَمِيْعًا مِّنْ رِّوَايَةِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

قَوْلُهُ: "يَرْزَؤُهُ" اَيْ يَنْقُصُهُ ۔

◄◄ (انیسویں) اور انہی (یعنی حضرت جابر رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے: فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو انسان پودا لگاتا ہے تو اس کا جو پھل کھایا جائے وہ اس کے لئے صدقہ ہے اور جو اس سے چوری ہو وہ بھی اس کے لیے صدقہ ہے اور جو کوئی اس میں کمی کرے وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔(مسلم)

اور مسلم کی ہی ایک روایت میں ہے: ایک مسلمان جو پودا لگاتا ہے اس پودے سے انسان، چوپائے یا پرندے جو بھی کھائیں وہ اس مسلمان کے لئے قیامت تک صدقہ ہوتا ہے اور مسلم کی ہی ایک اور روایت میں ہے: ایک مسلمان جو پودا لگاتا ہے یا فصل کاشت کرتا ہے اس سے انسان، چوپائے یا جو چیز بھی کھائے وہ اس مسلمان کے لئے صدقہ ہے۔ بخاری و مسلم دونوں نے اس حدیث کو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔

حل لغات:

یغرس: از، غرساً، بمعنی درخت لگانا۔

یرزؤہ: یعنی کم کرتا ہے۔

یزرع: از، زرعاً، بمعنی کھیتی باڑی کرنا، بیج بونا، زمین جوتنا۔

تعارف راوی:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر۴، میں گزر چکا ہے۔

135: بخاری شریف، کتاب المزارعۃ، رقم الحدیث: 232

شرح:

یعنی انسان کے لیے وہ درخت صدقہ جاریہ بن جاتا ہے جو بھی کھائے گا تو اس کا ثواب لگانے والے کو ہوگا، یہی مثال ای ایسے آدمی کی ہے جو اپنے پیچھے نیک اور دین کی خدمت کرنے والی اولاد چھوڑ جاتا ہے، کہ جو بھی اس سے علم دین حاصل کرے گا اس کا ثواب اس آدمی کو ملتا رہے گا۔اور اس کی بہت زیادہ مثالیں ہیں۔

(۱۳۶) اَلْعِشْرُوْنَ: عَنْهُ، قَالَ: اَرَادَ بَنُوْ سَلِمَةَ اَن يَّنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ فَبَلَغَ ذٰلِكَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لَهُمْ: "اِنَّهُ قَدْ بَلَغَنِيْ اَنَّكُمْ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَنْتَقِلُوْا قُرْبَ الْمَسْجِدِ؟" فَقَالُوْا: نَعَمْ، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَدْ اَرَدْنَا ذٰلِكَ ۔ فَقَالَ: "يَنِيْ سَلِمَةَ، دِيَارَكُمْ، تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ، دِيَارَكُمْ تُكْتَبْ اٰثَارُكُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "اِنَّ بِكُلِّ خَطْوَةٍ دَرَجَةً" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ اَيْضًا بِمَعْنَاهُ مِنْ رِّوَايَةِ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ ۔

وَ"بَنُوْ سَلِمَةَ" بِكَسْرِ اللَّامِ: قَبِيْلَةٌ مَّعْرُوْفَةٌ مِنَ الْاَنْصَارِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، وَ"اٰثَارُهُمْ": خَطَاهُمْ ۔

◂◂ (بیسویں) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ بنوسلمہ نے ارادہ کیا کہ مسجد کے قریب منتقل ہو جائیں۔ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی تو آپ نے انہیں فرمایا: مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم مسجد کے قریب منتقل ہونے کا ارادہ رکھتے ہو۔انہوں نے عرض کیا: جی ہاں۔یارسول اللہ! ہم نے یہ ارادہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا: اے بنوسلمہ! اپنے گھروں میں ہی مقیم رہو۔تمہارے قدموں کے نشانات کو لکھا جائے گا۔تمہارے قدموں کے نشانوں کو لکھا جائے گا۔ (مسلم) ایک اور روایت میں ہے: ہر قدم کے عوض ایک درجہ ملے گا۔ امام بخاری نے اسی کے ہم معنی حدیث حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کی ہے۔

حل لغات:

بنو سلمہ: لام کی زیر کے ساتھ، انصار کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا مشہور قبیلہ۔

اثار ھم: ان کے قدم، انکے قدموں کے نشان۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸ میں گزر چکا ہے۔

136: مسلم شریف، کتاب المساجد، رقم الحدیث:665

شرح:

یعنی مسجد میں آنے کے لیے جتنے زیادہ چلو گے اتنا ہی زیادہ اجر ملے گا، معلوم ہوا کہ نیک کرنے میں جتنی زیادہ کوشش اور دقت ہوگی اس کا اجر بھی زیادہ ہوتا جائے گا، جس طرح سردیوں کے روزوں سے گرمیوں کے روزے زیادہ ثواب کا باعث ہیں کیونکہ اس میں آدمی کو پیاس اور بھوک سردیوں کے روزوں کی نسبت زیادہ لگتی ہے۔

(۱۳۷) اَلْحَادِیْ وَالْعِشْرُوْنَ: عَنْ اَبِی الْمُنْذِرِ اُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: کَانَ رَجُلٌ لَّا اَعْلَمُ رَجُلًا اَبْعَدَ مِنَ الْمَسْجِدِ مِنْہُ، وَکَانَ لَا تُخْطِئُہُ صَلَاۃٌ، فَقِیْلَ لَہٗ اَوْ فَقُلْتُ لَہٗ: لَوِ اشْتَرَیْتَ حِمَارًا تَرْکَبُہٗ فِی الظَّلْمَاءِ وَفِی الرَّمْضَاءِ؟ فَقَالَ: مَا یَسُرُّنِیْ اَنَّ مَنْزِلِیْ اِلٰی جَنْبِ الْمَسْجِدِ اِنِّیْ اُرِیْدُ اَنْ یُّکْتَبَ لِیْ مَمْشَایَ اِلَی الْمَسْجِدِ وَرُجُوْعِیْ اِذَا رَجَعْتُ اِلٰی اَھْلِیْ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "قَدْ جَمَعَ اللّٰہُ لَکَ ذٰلِکَ کُلَّہٗ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ: "اِنَّ لَکَ مَا احْتَسَبْتَ"۔

"اَلرَّمْضَاءُ": اَلْاَرْضُ الَّتِیْ اَصَابَھَا الْحَرُّ الشَّدِیْدُ۔

◄◄ (اکیسویں) حضرت ابومنذر اُبی بن کعب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی تھا، میں نہیں جانتا کہ کوئی آدمی اس سے زیادہ مسجد سے دور ہو لیکن اس کی کوئی نماز قضا نہیں ہوتی تھی۔ اس سے کہا گیا راوی کہتے ہیں یا میں نے اس سے کہا: اگر آپ ایک گدھا خرید لیں اور اندھیرے اور گرمی کی شدت میں اس پر سوار ہو کر مسجد آیا کریں تو بہتر ہو۔ اس نے کہا: مجھے یہ بات پسند نہیں کہ میرا گھر مسجد کے نزدیک ہو، میں چاہتا ہوں کہ جب میں مسجد کی طرف آؤں تو میرا چلنا لکھا جائے اور جب مسجد سے واپس اپنے گھر لوٹوں تو میرے وہ قدم بھی لکھے جائیں۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (اس کے لیے) ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے یہ سب کچھ تیرے لئے جمع فرمادیا ہے۔ (مسلم)

اور ایک روایت میں ہے تجھے وہی کچھ ملے گا جس کا تو نے گمان کیا۔

حل لغات:

الظلما: بمعنی تاریکی، رات کا پہلا حصہ۔

الرمضا: وہ زمین جہاں شدید گرمی پڑتی ہو۔

تعارف راوی:

اُبی ابن کعب: آپ انصاری خزرجی ہیں، کاتب وحی تھے آپ ان چھ صحابہ میں سے ہیں جنھوں نے زمانہ نبوی میں

137: مسلم شریف، باب المساجد، رقم الحدیث: 663

قرآن مجید حفظ کیا اوران فقہاء صحابہ میں سے ہیں جو زمانہ نبوی میں فتویٰ دیتے تھے صحابہ میں بڑے قاری تھے۔حضورانور نے آپ کی کنیت ابوالمنذ ر رکھی تھی اور عمر فاروق نے ابوالطفیل ،حضورانور نے آپ کوخطاب دیا سید انصار،عمر فاروق نے خطاب دیا سیدالمسلمین کا،آپ نے مدینہ منورہ میں ۱۹ھ انیس ہجری میں وفات پائی یعنی خلافت فاروقی میں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال،لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب ،مراۃ المناجیح ،ج۸،تحت حرف الباء،)

شرح:

اس کی شرح ابھی ہی ماقبل حدیث میں گزری ہے،ابوالاحمد غفرلہ،،

(۱۳۸) اَلثَّانِیْ وَالْعِشْرُوْنَ: عَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَرْبَعُوْنَ خَصْلَةً: اَعْلاهَا مَنِيْحَةُ الْعَنْزِ، مَا مِنْ عَامِلٍ يَعْمَلُ بِخَصْلَةٍ مِنْهَا ؛ رَجَاءَ ثَوَابِهَا وَتَصْدِيْقَ مَوْعُوْدِهَا، اِلَّا اَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهَا الْجَنَّةَ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

"اَلْمَنِيْحَةُ": اَنْ يُعْطِيَهُ اِيَّاهَا لِيَاْكُلَ لَبَنَهَا ثُمَّ يَرُدَّهَا اِلَيْهِ .

◀◀ (بائیسویں) حضرت ابومحمد عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے،فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: چالیس خصلتیں ہیں، جن میں سے سب سے اعلیٰ کسی کو دودھ دینے والی بکری عاریۃً دے دینا ہے۔ سو جو شخص بھی ان میں سے کسی ایک خصلت پر ثواب کی امید پر،اوراس خصلت پر جس اجر کا وعدہ کیا گیا ہے اس پر یقین کرتے ہوئے عمل کرے۔تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کردیتا ہے۔(بخاری)

حل لغات:

خصلة: بمعنی عادت،اچھی،بری دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

المنیحة: کامعنی ہے: وہ کسی کواس طرح بکری دے کہ وہ اس کا دودھ پئے اور پھر اس کوواپس کردے۔

العنز: بمعنی بکری، مادہ، ہرن۔

تعارف راوی:

عبداللہ ابن عمروابن عاص: آپ سہمی قریشی ہیں،آپ اپنے والد سے پہلے ایمان لائے آپ کے والد آپ سے تیرہ سال بڑے تھے،آپ بڑے عالم حافظ تھے،آپ نے حضورانور سے احادیث لکھنے کی اجازت حاصل کی،آپ کی وفات میں بڑا اختلاف ہے آپ کی وفات ۶۳ھ حرہ کے واقعہ میں ہوئی یا ۷۳ تہتر میں یا ۶۷ سرسٹھ میں مکہ معظمہ میں یا ۵۵ میں طائف میں یا ۶۵ میں مصر میں، یعلیٰ ابن عطاء اپنی والدہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حضرت ابن عمرو کے لیے سرمہ تیار رکھتی تھی تاکہ لگا کر سوئیں مگر آپ چراغ گل کردیتے تھے پھر خوفِ خدا سے رویا کرتے تھے حتیٰ کہ آپ کی آنکھیں ابھر گئی تھیں یعنی

138: بخاری شریف،کتاب الھبة،رقم الحدیث:2631

خراب ہوگئیں تھیں۔(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸، تحت حرف العین،)

شرح:

معلوم ہوا کہ انسان کی اندر جتنی زیادہ نیک اور اچھی عادات اور خصلتیں ہوں گی اللہ تعالیٰ اس کا اجر بھی بڑھا دے گا بشرطیکہ وہ نیک خصائل کا استعمال بھی کرے۔ چند نیک خصلتیں یہ ہیں۔

کام کرنے والے کی مدد کرنا۔ جوتے کا تسمہ دینا۔ مسلمانوں کے عیوب پر پردہ ڈالنا۔ بھلائی کی طرف راہنمائی کرنا۔ سلام کا جواب دینا۔ راستہ سے تکلیف دہ چیز کو دور کرنا وغیرہ۔

(۱۳۹) اَلثَّالِثُ وَالْعِشْرُوْنَ: عَنْ عَدِیِّ بْنِ حَاتِمٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُمَا عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَا مِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّا سَیُکَلِّمُهُ رَبُّهُ لَیْسَ بَیْنَهُ وَبَیْنَهُ تَرْجُمَانٌ، فَیَنْظُرُ اَیْمَنَ مِنْهُ فَلَا یَرٰی اِلَّا مَا قَدَّمَ، وَیَنْظُرُ اَشْاَمَ مِنْهُ فَلَا یَرٰی اِلَّا مَا قَدَّمَ، وَیَنْظُرُ بَیْنَ یَدَیْهِ فَلَا یَرٰی اِلَّا النَّارَ تِلْقَاءَ وَجْهِهٖ، فَاتَّقُوا النَّارَ وَلَوْ بِشِقِّ تَمْرَةٍ، فَمَنْ لَّمْ یَجِدْ فَبِکَلِمَةٍ طَیِّبَةٍ" ۔

◂◂ (تیئیسویں) حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا: آگ سے بچو! خواہ ایک کھجور ہی کے ذریعہ ہو۔ (متفق علیہ)

اور بخاری و مسلم ہی کی ایک روایت میں حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

تم میں سے ہر ایک کے ساتھ اللہ تعالیٰ بغیر ترجمان کے کلام فرمائے گا۔ سو وہ اپنے دائیں جانب نظر کرے گا تو اسے اپنے اعمال نظر آئیں گے اور وہ اپنی بائیں جانب دیکھے گا تو بھی اسے اپنے اعمال نظر آئیں گے۔ اور وہ اپنے سامنے دیکھے گا تو اسے اپنے سامنے آگ نظر آئے گی۔ پس آگ سے بچو خواہ نصف کھجور ہی کے ذریعے اور جو شخص کھجور بھی نہ پائے تو وہ عمدہ بات ہی کے ذریعہ آگ سے بچنے کی کوشش کرے۔

حل لغات:

بشق: آدھا، جانب، کنارہ۔

ترجمان: از، ترجمہ، بمعنی کلام، ترجمہ کرنا، صفت ترجمان۔

اشام: بمعنی، بایاں پہلو، بے برکتی۔

139: بخاری شریف، رقم الحدیث: 2631

تعارف راوی:

حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۴۷، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں صدقہ کرنے کی ترغیب دی گئی ہے کہ صدقہ کی وجہ سے جہنم نجات مل سکتی ہے، چاہے صدقہ کسی کم قیمت چیز کا ہی کیوں نہ ہو، لیکن اس میں بھی اس بات کو ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ صدقہ کر کے احسان نہ جتایا جائے ورنہ اس کا ثواب نہ ملے گا اور اللہ تعالیٰ بھی قرآن کریم کے اندر اس بات سے بچنے کا حکم دیتا ہے کہ صدقہ کے بعد احسان جتایا جائے۔

(۱۴۰) اَلرَّابِعُ وَالْعِشْرُوْنَ: عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰہَ لَیَرْضٰی عَنِ الْعَبْدِ اَنْ یَّاْکُلَ الْاَکْلَةَ، فَیَحْمَدَہٗ عَلَیْھَا، اَوْ یَشْرَبَ الشَّرْبَةَ، فَیَحْمَدَہٗ عَلَیْھَا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔وَ"الْاَکْلَةُ" بِفَتْحِ الْھَمْزَةِ: وَھِیَ الْغَدْوَةُ اَوِ الْعَشْوَةُ ۔

◄◄ (چوبیسویں) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ اپنے اس بندے سے راضی ہو جاتے ہیں جو کھانا کھائے تو "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہے اور پانی پیئے تو بھی "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ" کہے۔ (مسلم)

الاکلة: ہمزہ کے زبر کے ساتھ۔ صبح یا شام کے کھانے کو کہتے ہیں۔

شرح:

کھانا پینا یہ انسان کی فطری ضرورت ہے انسان کا اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی رحمت کاملہ تو دیکھیے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کھلایا بھی پلایا بھی پھر اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے یہ بھی فرمایا کہ اس پر میرے شکر ادا کرو تو میں تم کو اس کا بھی ثواب دوں گا، سبحان اللہ، اللہ تعالیٰ ایک طرف تو انسان کا پیٹ بھرتا ہے اور دوسری طرف اس کو ثواب بھی دیتا ہے۔ کیا کبھی کسی نے ایسا کریم دیکھا ہے؟۔ ایک حدیث میں آتا ہے کہ فرمایا کھانا کھا کر شکر کرنے والا ایسا ہی ہے جیسا کہ روزہ رکھ کر صبر کرنے والا ہوتا ہے۔ (حاکم فی المستدرك)

اور علامہ ابن بطال فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کھانا کھا کر شکر کرنے والے کو روزہ رکھ کر صبر کرنے والے کی مثل ثواب سے نوازتا ہے۔

(۱۴۱) اَلْخَامِسُ وَالْعِشْرُوْنَ: عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ صَدَقَةٌ" قَالَ: اَرَاَیْتَ اِنْ لَّمْ یَجِدْ؟ قَالَ: "یَعْمَلُ بِیَدَیْہِ فَیَنْفَعُ نَفْسَہٗ وَیَتَصَدَّقُ" قَالَ: اَرَاَیْتَ اِنْ لَمْ یَسْتَطِعْ؟ قَالَ: "یُعِیْنُ ذَا الْحَاجَةِ الْمَلْھُوْفَ" قَالَ: اَرَاَیْتَ اِنْ لَّمْ

140: مسلم شریف، کتاب الذکر، رقم الحدیث: 2734

يَسْتَطِعْ، قَالَ: "يَأمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ اَوِ الْخَيْرِ" قَالَ: اَرَاَيْتَ اِنْ لَّمْ يَفْعَلْ؟ قَالَ: "يُمْسِكُ عَنِ الشَّرِّ، فَاِنَّهَا صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

(پچیسویں) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: ہرمسلمان کے ذمہ صدقہ ہے۔عرض کیا: اگراسے استطاعت نہ ہوتو؟ فرمایا: اپنے ہاتھوں سے کام کرے جس کا فائدہ اس کی اپنی ذات کو پہنچے تو یہ (اس کے لیے) بھی صدقہ ہے،عرض کیا گیا: اگر یہ بھی نہ کر سکے تو؟ فرمایا: مصیبت زدہ اورضرورت مند کی مدد کرے،عرض کیا گیا: اگر یہ بھی نہ کر سکے تو؟ فرمایا: نیکی اور بھلائی کا حکم دے۔ عرض کیا گیا: اگر یہ بھی نہ کر سکے تو۔فرمایا: برائی سے رک جائے یہ بھی (اس کے لیے) صدقہ ہے۔(بخاری)

حل لغات:

الملهوف: بمعنی غمگین جو مال کھو بیٹھا ہو، وہ شخص جس کو کوئی قریبی داغ فراق دے گیا ہو۔

تعارف راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۹، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں صدقہ کی مختلف صورتیں بیان کی گئی ہیں،مثلاً اپنے ہاتھ سے کسم کرئے جس سے خود بھی نفع لے اور صدقہ بھی کرئے،امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ پہلے لوگ اس بات کو اچھا نہ سمجھتے تھے کہ کوئی دن صدقہ سے خالی جائے کیونکہ آدمی قیامت کے دن اپنے صدقہ کے سایہ میں ہوگا،(احیاء العلوم از امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ)
اسی طرح مظلوم اور عاجز کی مدد،نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا،الغرض ہر فعل نیک اس کے لیے صدقہ بن جاتا ہے۔

141: بخاری شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث:1376، مسلم شریف، رقم الحدیث:1008، نسائی شریف، رقم الحدیث:2538، دارمی شریف، رقم الحدیث:2747،مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:195449،سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث:2318،سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث:7610،مسند ابوداؤد طیالسی، رقم الحدیث:495،مسند اسحاق، رقم الحدیث:245، الادب المفرد، رقم الحدیث:225،مسند حمیدی، رقم الحدیث:561،مسند ابن الجعد، رقم الحدیث:535

۱۴-بَابٌ فِي الْاِقْتِصَادِ فِي الْعِبَادَةِ

عبادت میں میانہ روی اختیار کرنے کا بیان

میانہ روی کی تعریف: ایسا کام جو اوسط درجہ کا ہو، ایسا کام کرنا میں جو صفت ہوتی ہے اس کے (اقتصاد) میانہ روی کہتے ہیں۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ طٰهٰ مَا اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰی ﴾ (طه: 1]

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے محبوب! ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو

تشریح:

کہتے ہیں کہ جب قرآن پر عمل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم نے شروع کر دیا تو مشرکین کہنے لگے کہ یہ لوگ تو اچھی خاصی مصیبت میں پڑ گئے، اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری کہ یہ پاک قرآن تمہیں مشقت میں ڈالنے کو نہیں اترا بلکہ یہ نیکوں کے لیے عبرت ہے، یہ الہامی علم ہے۔ جسے یہ ملا اسے بہت بڑی دولت مل گئی۔ چنانچہ بخاری و مسلم میں ہے کہ جس کے ساتھ اللہ کا ارادہ بھلائی کا ہو جاتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔ (صحیح بخاری: 71)

حافظ ابو القاسم طبرانی رحمتہ اللہ علیہ ایک مرفوع صحیح حدیث لائے ہیں کہ قیامت کے دن جب کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے فیصلے فرمائے گا تو علماء سے فرمائے گا کہ میں نے اپنا علم اور اپنی حکمت تمہیں اسی لیے عطا فرمائی تھی کہ تمہارے تمام گناہوں کو بخش دوں اور کچھ پرواہ نہ کروں کہ تم نے کیا کیا ہے؟ (طبرانی کبیر: 1381)

پہلے لوگ اللہ کی عبادت کے وقت اپنے آپ کو رسیوں میں لٹکا لیا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ مشقت اپنے اس کلام پاک کے ذریعہ آسان کر دی اور فرما دیا کہ یہ قرآن تمہیں مشقت میں ڈالنا نہیں چاہتا جیسے فرمان ہے، »فَاقْرَءُوْا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ« (73-المزمل: 20)، جس قدر آسانی سے پڑھا جائے پڑھ لیا کرو۔ (تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ﴾ (البقرة: 185)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اللہ تم پر آسانی چاہتا ہے اور تم پر دشواری نہیں چاہتا۔

تشریح:

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بہتر دین وہی ہے جو آسانی والا ہو، بہتر دین وہی ہے جو آسانی والا ہو۔ (مسند احمد: 3/479)

مسند ہی میں ایک اور حدیث میں ہے، ابوعروہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ہم ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کر رہے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے سر سے پانی کے قطرے ٹپک رہے تھے معلوم ہوتا تھا کہ وضو یا غسل کر کے تشریف لا رہے ہیں جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرنے شروع کر دیے کہ یا رسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم کیا فلاں کام میں کوئی حرج ہے؟ فلاں کام میں کوئی حرج ہے؟ آخر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ کا دین آسانیوں والا ہے تین مرتبہ یہی فرمایا۔ (مسند احمد: 5/69)

مسند ہی کی ایک اور حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لوگو آسانی کرو سختی نہ کرو تسکین دو نفرت نہ دلاؤ۔ (صحیح بخاری: 6125)

بخاری و مسلم کی حدیث میں بھی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ کو جب یمن کی طرف بھیجا تو فرمایا تم دونوں خوشخبریاں دینا، نفرت نہ دلانا، آسانیاں کرنا سختیاں نہ کرنا، آپس میں اتفاق سے رہنا اختلاف نہ کرنا...... (صحیح بخاری: 6124)

سنن اور مسانید میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں یکطرفہ نرمی اور آسانی والے دین کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ (مسند احمد: 5/266)

سیدنا مجن بن ادرع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا غور سے آپ اسے دیکھتے رہے پھر فرمایا کیا تم اسے سچائی کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھ رہے ہو لوگوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تمام اہل مدینہ سے زیادہ نماز پڑھنے والا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اسے نہ سناؤ کہیں یہ اس کی ہلاکت کا باعث نہ ہو سنو اللہ تعالیٰ کا ارادہ اس امت کے ساتھ آسانی کا ہے سختی کا نہیں۔ (مسند احمد: 5/32: تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

طاقت کے مطابق عمل کرو:

(۱۴۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا وَعِنْدَهَا امْرَاَةٌ،

142: بخاری شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث، مسلم شریف، کتاب صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث: 785، نسائی شریف، رقم الحدیث: 1642، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 24290، ابن حبان، رقم الحدیث: 359، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 1282، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث: 1307، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث: 4514، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 4651، مسند اسحاق، رقم الحدیث: 625، مسند حمیدی، رقم الحدیث: 1485

قَـالَ: "مَنْ هٰذِهٖ؟" قَالَتْ: هٰذِهٖ فُلَانَةٌ تَذْكُرُ مِنْ صَلَاتِهَا ۔ قَالَ: "مَهْ، عَلَيْكُمْ بِمَا تُطِيْقُوْنَ، فَوَاللّٰهِ لَا يَمَلُّ اللّٰهُ حَتّٰى تَمَلُّوْا" وَكَانَ اَحَبُّ الدِّيْنِ اِلَيْهِ مَا دَاوَمَ صَاحِبُهُ عَلَيْهِ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

وَ"مَهْ": كَلِمَةُ نَهْيٍ وَزَجْرٍ ۔ وَمَعْنٰى

"لَا يَـمَـلُّ الـلّٰـهُ": لَا يَقْطَعُ ثَوَابَهُ عَنْكُمْ وَجَزَاءَ اَعْمَالِكُمْ وَيُعَامِلُكُمْ مُعَامَلَةَ الْمَالِّ حَتّٰى تَمَلُّوْا فَتَتْرُكُوْا، فَيَنْبَغِيْ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مَا تُطِيْقُوْنَ الدَّوَامَ عَلَيْهِ لِيَدُوْمَ ثَوَابُهُ لَكُمْ وَفَضْلُهُ عَلَيْكُمْ ۔

◀◀ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے اور ان کے پاس ایک عورت بیٹھی تھی۔ آپ نے فرمایا: یہ کون ہے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: یہ فلاں عورت ہے جس کی نماز کے چرچے ہیں۔ فرمایا: رہنے دو۔ تم اتنی عبادت کرو جس کی تم طاقت رکھتے ہو۔ اللہ کی قسم! اللہ تعالیٰ تو ثواب دینے سے نہیں اکتاتا، حتیٰ کہ تم اکتا جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عمل زیادہ محبوب تھا جس پر عامل ہمیشگی اختیار کرے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

مہ: زجر وممانعت کا کلمہ ہے۔

لایمل اللّٰہ: کا معنی ہے: وہ تمہارا ثواب منقطع نہیں کرتا ہے' اور نہ تمہارے اعمال کی جزا روکتا ہے' اور نہ تمہارے ساتھ ایسا سلوک کرتا ہے جیسا ایک اکتا جانے والا کرتا ہے۔ حتیٰ کہ تم خود ہی تھک جاؤ اور عمل چھوڑ دو۔ اس لئے مناسب ہے کہ تم ایسا کام کرو جس پر تم ہمیشگی اختیار کر سکو تا کہ اس کا ثواب اور فضل ہمیشہ تمہارے لئے برقرار رہے۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر:۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

آدمی کو اتنی ہی عبادت کرنی چاہیے جس پر مداومت کر سکتا ہے یہ نہیں کہ ایک دن تو سو رکعت نفل پڑھ لیے اور دوسرے دن ایک بھی نہ پڑھا اس سے بہتر ہے کہ آدمی ہر روز تھوڑی تھوڑی یعنی اپنی طاقت کے مطابق عبادت کرے، قاضی عیاض علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں احتمال ہے کہ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تنبیہ فرمائی ہے وہ تہجد کے لیے ہو، اور یہ بھی احتمال ہے کہ تمام اعمال کے لیے ہو اور یہی دوسرا مفہوم زیادہ واضح ہے، (روضۃ المتقین تحت حدیث مذکورہ)

اور جو فرمایا کہ اللہ کو تھکاوٹ نہیں ہوتی تم تھک جاؤ گے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تم کو ثواب دیتے ہوئے نہیں تھکے گا لیکن تم عبادت کرتے کرتے تھک جاؤ گے، لہٰذا اللہ کی عبادت میں اعتدال کرو تا کہ ہمیشہ عبادت کا سلسلہ جاری رہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے مسلسل ثواب ملتا رہے۔ (مرقاۃ، فی الشرح المشکوٰۃ، از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ)

تین صحابہ کرام کا واقعہ:

(١٤٣) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَآءَ ثَلَاثَةُ رَهْطٍ اِلٰى بُيُوْتِ اَزْوَاجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَسْاَلُوْنَ عَنْ عِبَادَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا اُخْبِرُوْا كَاَنَّهُمْ تَقَالُّوْهَا وَقَالُوْا: اَيْنَ نَحْنُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ وَمَا تَاَخَّرَ. قَالَ اَحَدُهُمْ: اَمَّا اَنَا فَاُصَلِّي اللَّيْلَ اَبَدًا. وَقَالَ الْاٰخَرُ: وَاَنَا اَصُوْمُ الدَّهْرَ اَبَدًا وَّلَا اُفْطِرُ. وَقَالَ الْاٰخَرُ: وَاَنَا اَعْتَزِلُ النِّسَآءَ فَلَا اَتَزَوَّجُ اَبَدًا. فَجَاءَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَيْهِمْ، فَقَالَ: "اَنْتُمُ الَّذِيْنَ قُلْتُمْ كَذَا وَكَذَا؟ اَمَا وَاللّٰهِ اِنِّيْ لَاَخْشَاكُمْ لِلّٰهِ، وَاَتْقَاكُمْ لَهٗ، لٰكِنِّيْ اَصُوْمُ وَاُفْطِرُ، وَاُصَلِّيْ وَاَرْقُدُ، وَاَتَزَوَّجُ النِّسَآءَ، فَمَنْ رَّغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ تین آدمی رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے گھروں کی طرف آئے وہ حضور نبی کریم ﷺ کی عبادت کے متعلق پوچھ رہے تھے۔ جب ان کو حضور نبی کریم ﷺ کی عبادت کے متعلق بتایا گیا تو گویا انہوں نے اس عبادت کو کم سمجھا۔ کہنے لگے: ہمیں کہاں نبی کریم ﷺ سے نسبت۔ آپ سے تو تمام الزامات جو آپ پر ہجرت سے پہلے لگائے گئے یا ہجرت کے بعد لگائے گئے دور کردیئے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا: میں ہمیشہ رات نماز میں گزارا کروں گا۔ دوسرے نے کہا: میں ہمیشہ روزہ رکھوں گا' اور افطار نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا: میں عورتوں سے دور رہوں گا' اور کبھی شادی نہ کروں گا۔ پس رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تشریف لائے اور فرمایا: تم نے یہ یہ باتیں کہی ہیں؟ اللہ کی قسم! میں تم سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا اور متقی ہوں لیکن میں کبھی روزہ رکھتا ہوں اور کبھی افطار کرتا ہوں' میں نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں' اور میں عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں۔ پس جس نے میرے طریقے سے روگردانی کی وہ مجھ سے نہیں۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

رھط: بمعنی آدمی کی قوم وقبیلہ۔ یا تین سے دس تک کا گروہ جس میں عورت نہ ہو۔

اعتزل: از، عزلاً، بمعنی جدا کردینا، جدا ہونا۔

ارقد: از، رقداً، بمعنی۔ سونا

تعارف راوی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۵، میں گزر چکا ہے۔

143: بخاری شریف، کتاب النکاح، رقم الحدیث: 4776، ابن حبان، رقم الحدیث: 317، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث: 13226

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں بھی وہی بات ہے عبادت کروں لیکن اعتدال کے ساتھ تم مجھ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم) سے زیادہ عابد و زاہد تو نہیں لیکن پھر بھی میں کبھی روزہ رکھتا ہوں اور کبھی نہیں رکھتا، رات کے ایک حصہ میں نماز پڑھتا ہوں اور پھر آرام بھی کرتا ہوں، یعنی اعتدال اختیار کرو۔

(۱۴۴) وَ عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُوْنَ" قَالَهَا ثَلَاثًا ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

"اَلْمُتَنَطِّعُوْنَ": اَلْمُتَعَمِّقُوْنَ الْمُتَشَدِّدُوْنَ فِيْ غَيْرِ مَوْضِعِ التَّشْدِيْدِ ۔

◄◄ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: (بلاوجہ اور بلاموقعہ ومحل) تشدد کرنے والے ہلاک ہو گئے۔ آپ نے یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا۔ (مسلم)

المتنطعون: تشدد کے موقع ومحل کے بغیر تشدد کرنے والے۔ غلو کرنے والے۔

(۱۴۵) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ الدِّيْنَ يُسْرٌ، وَّلَنْ يُّشَادَّ الدِّيْنَ اِلَّا غَلَبَهُ، فَسَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا وَاَبْشِرُوْا، وَاسْتَعِيْنُوْا بِالْغَدْوَةِ وَالرَّوْحَةِ وَشَيْءٍ مِّنَ الدُّلْجَةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّـهُ: "سَدِّدُوْا وَقَارِبُوْا، وَاغْدُوْا وَرُوْحُوْا، وَشَيْءٌ مِّنَ الدُّلْجَةِ، الْقَصْدَ الْقَصْدَ تَبْلُغُوْا" ۔

قَوْلُهُ: "اَلدِّيْنُ": هُوَ مَرْفُوْعٌ عَلٰى مَا لَمْ يُسَمَّ فَاعِلُهُ ۔ وَرُوِيَ مَنْصُوْبًا وَّرُوِيَ "لَنْ يُّشَادَّ الدِّيْنَ اَحَدٌ" ۔ وَقَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِلَّا غَلَبَهُ": اَيْ غَلَبَهُ الدِّيْنُ وَعَجَزَ ذٰلِكَ الْمُشَادُّ عَنْ مُقَاوَمَةِ الدِّيْنِ لِكَثْرَةِ طُرُقِهٖ ۔ وَ"الْغَدْوَةُ": سَيْرُ اَوَّلِ النَّهَارِ ۔ وَ"الرَّوْحَةُ": اٰخِرِ النَّهَارِ ۔ وَ"اَلدُّلْجَةُ": اٰخِرُ اللَّيْلِ ۔

وَهٰذَا اِسْتِعَارَةٌ وَّتَمْثِيْلٌ، وَّمَعْنَاهُ: اسْتَعِيْنُوْا عَلٰى طَاعَةِ اللّٰهِ - عَزَّوَجَلَّ - بِالْاَعْمَالِ فِيْ وَقْتِ نَشَاطِكُمْ وَفَرَاغِ قُلُوْبِكُمْ بِحَيْثُ تَسْتَلِذُّوْنَ الْعِبَادَةَ وَلَا تَسْاَمُوْنَ وَتَبْلُغُوْنَ مَقْصُوْدَكُمْ، كَمَا اَنَّ الْمُسَافِرَ الْحَاذِقَ يَسِيْرُ فِيْ هٰذِهِ الْاَوْقَاتِ وَيَسْتَرِيْحُ هُوَ وَدَابَّتُهٗ فِيْ غَيْرِهَا فَيَصِلُ الْمَقْصُوْدَ بِغَيْرِ

144: مسلم شریف، کتاب العلم، رقم الحدیث: 2670

145: بخاری شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 39، نسائی شریف، رقم الحدیث: 5034، ابن حبان، رقم الحدیث: 351، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث: 11765، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث: 4518، مسند الشہاب، رقم الحدیث: 976

تَعَبٍ، وَاللّٰہُ اَعْلَمُ ۔

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: دین آسان ہے جو بھی دین میں سختی اختیار کرے گا دین اس پر غالب آ جائے گا۔اس لئے راہ راست پر چلو، میانہ روی اختیار کرو اور خوش رہو'اور صبح وشام اور رات کے پچھلے پہر سے (عبادت میں) مددطلب کرو۔(بخاری)

اور بخاری ہی میں ایک روایت میں ہے۔راہ راست اختیار کرو' میانہ روی اختیار کرو، صبح اور شام کو اور رات کے کچھ حصے میں عبادت کرو' میانہ روی اختیار کرو، میانہ روی اختیار کرو، اپنے مقصد کو پہنچ جاؤ گے۔

الدین: نائب الفاعل ہونے کی وجہ سے مرفوع ہے منصوب بھی مروی ہے۔

اور ایک روایت میں اس طرح مروی ہے۔

لَنْ یُّشَادَّالدِّیْنَ اَحَدٌ: اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اِلَّا غَلَبَہٗ کا معنی ہے: دین غالب آ جائے گا' اور یہ دین میں سختی اختیار کرنے والا دین پر کار بند رہنے سے اس لئے عاجز آ جائے گا کیونکہ دین کے بہت سارے شعبے ہیں۔

الغدوۃ: کا معنی ہے: دن کے پہلے پہر چلنا' الروحۃ کا مطلب ہے: دن کے آخری حصہ میں چلنا۔ الدلجہ کا مطلب ہے: رات کے آخری حصہ میں چلنا۔ یہ استعارہ اور تمثیل ہے' اور اس کا معنی ہے تم ان اوقات میں عبادت کرکے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے لئے مددطلب کرو' جو سکون اور نشاط کے اوقات ہیں۔ جب تمہارے دل فارغ ہوں اور تم مقصد عبادت کو پہنچ جاؤ' جس طرح کہ عقل مند مسافر ان اوقات میں سواری کو بھی آرام دیتا ہے' اور بغیر تھکاوٹ کے اپنی منزل تک پہنچ جاتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

حل لغات:

یشاد: از، شدۃ، بمعنی کسی پر تنگی ڈالنا۔

الغدوۃ: کا معنی ہے: دن کے پہلے پہر چلنا'

الروحۃ کا مطلب ہے: دن کے آخری حصہ میں چلنا۔

الدلجہ کا مطلب ہے: رات کے آخری حصہ میں چلنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا کہ عبادت میں میانہ روی اور اعتدال اختیار کرو، علماء کرام فرماتے ہیں

کہ میانہ روی اس لیے بھی ضرور ہے کہ جب بندہ کسی چیز کو مسلسل کرتا ہی رہتا ہے تو وہ چیز اس کے لیے لازم ہو جاتی ہے تو پہلے اس کے ترک پر اس کو کوئی ضرر نہ تھا لیکن اب اس کے ترک پر اس کو عتاب کیا جاتا ہے، اور یہی معنی دین کو مشکل بنانے کے ہیں۔

عبادت میں تھکاوٹ کے سبب آرام کرنا:

(۱۴۶)وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: دَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْجِدَ فَاِذَا حَبْلٌ مَّمْدُوْدٌ بَيْنَ السَّارِيَتَيْنِ، فَقَالَ: "مَا هٰذَا الْحَبْلُ؟" قَالُوْا: هٰذَا حَبْلٌ لِّزَيْنَبَ، فَاِذَا فَتَرَتْ تَعَلَّقَتْ بِه ۔ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "حُلُّوْهُ، لِيُصَلِّ اَحَدُكُمْ نَشَاطَهُ فَاِذَا فَتَرَ فَلْيَرْقُدْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو آپ نے دو ستونوں کے درمیان رسی بندھی دیکھی، فرمایا: یہ رسی کیسی ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یہ رسی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے لئے ہے جب نماز پڑھتے پڑھتے وہ تھک جاتی ہیں تو اس کے ساتھ لٹک جاتی ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس کو کھول دو، جب تک طبیعت پر سکون رہے نماز پڑھو اور جب تھک جاؤ تو سو جاؤ۔ (متفق علیہ)

(۱۴۷)وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا نَعَسَ اَحَدُكُمْ وَهُوَ يُصَلِّیْ فَلْيَرْقُدْ حَتّٰى يَذْهَبَ عَنْهُ النَّوْمُ، فَاِنَّ اَحدكم اِذَا صَلّٰى وَهُوَ نَاعِسٌ لَّا يَدْرِیْ لَعَلَّهُ يَذْهَبُ يَسْتَغْفِرُ فَيَسُبُّ نَفْسَهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کسی کو نماز پڑھتے پڑھتے اونگھ آ جائے تو اسے چاہیے کہ سو جائے حتیٰ کہ اس کی نیند دور ہو جائے۔ کیونکہ اگر وہ اونگھتے ہوئے نماز پڑھے گا تو ہوسکتا ہے کہ وہ استغفار کرتے کرتے اپنے آپ کو گالیاں دینے لگے۔ (یعنی اپنے لئے بددعا کرنے لگے) (متفق علیہ)

حل لغات:

نعس: از، نعساً، بمعنی اونگھنا۔

146: بخاری شریف، ابواب التہجد، رقم الحدیث:1099، مسلم شریف، رقم الحدیث:784، ابوداؤد، رقم الحدیث:1312، نسائی، رقم الحدیث:1643، ابن ماجہ، رقم الحدیث:1371، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:12005، ابن حبان، رقم الحدیث:2492، ابن خزیمہ، رقم الحدیث:1180، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث:1306، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث:4516، مسند حمیدی، رقم الحدیث:1404

147: بخاری شریف، کتاب الوضوء، رقم الحدیث:209، مسلم رقم الحدیث:786، ابوداؤد، رقم الحدیث:1310، ترمذی، رقم الحدیث:355، نسائی، رقم الحدیث:162، ابن ماجہ، رقم الحدیث:1370، موطا امام مالک، رقم الحدیث:257، دارمی، رقم الحدیث:1383، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:24332، ابن حبان، رقم الحدیث:2583، ابن خزیمہ، رقم الحدیث:907، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث:154، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث:4504، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:2800، مسند حمیدی، رقم الحدیث:185

فیسبّ: از، سبّاً، بمعنی گالی دینا، برا بھلا کہنا۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

جب انسان کے حواس قائم نہ ہوں تو اس کو نماز سے روکا جاتا ہے، کیونکہ کہیں یہ نہ ہو کہ وہ ایسا کلمہ اپنا منہ سے نکال دے جس سے وہ کفر کی نجاست میں چلا جائے تو ان میں سے ایک نیند بھی ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اور یہی بات اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بھی فرمائی ہے''کہ تم نماز کے قریب نہ جاؤ اس حال کہ تم نشہ کے حالت میں ہو'' الغرض اس حدیث میں بھی میانہ روی اور اعتدال کا حکم ہے کہ نماز بھی پڑھو لیکن جب نیند آئے تو آرام بھی کر لیا کرو یہ تمہارے لیے بھی بہتر ہے اور تمہارے ایمان کے لیے بھی۔

خطبہ اور نماز میں اعتدال:

(۱۴۸)وَعَنْ اَبِیْ عَبْدَ اللہ جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: کُنْتُ اُصَلِّیْ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الصَّلَوَاتِ، فَکَانَتْ صَلَاتُہٗ قَصْدًا وَّ خُطْبَتُہٗ قَصْدًا ۔ رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

قَوْلُہٗ: ''قَصْدًا'': اَیْ بَیْنَ الطُّوْلِ وَالْقَصْرِ ۔

◀◀ حضرت ابوعبداللہ جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نمازیں ادا کیا کرتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز بھی درمیانی ہوتی اور خطبہ بھی درمیانہ ہوتا تھا۔ (مسلم)

حل لغات:

قصدا: طوالت اور اختصار کے درمیان۔

(۱۴۹)وَعَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ وَھْبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: اٰخَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَیْنَ سَلْمَانَ وَاَبِی الدَّرْدَاءِ، فَزَارَ سَلْمَانُ اَبَا الدَّرْدَاءِ فَرَاٰی اُمَّ الدَّرْدَاءِ مُتَبَذِّلَةً ، فَقَالَ: مَا شَاْنُكِ؟ قَالَتْ: اَخُوكَ اَبُو الدَّرْدَاءِ لَیْسَ لَہٗ حَاجَةٌ فِی الدُّنْیَا، فَجَاءَ اَبُو الدَّرْدَاءِ فَصَنَعَ لَہٗ طَعَامًا، فَقَالَ لَہٗ: کُلْ فَاِنِّیْ صَائِمٌ، قَالَ: مَا اَنَا بِاٰکِلٍ حَتّٰی تَاْکُلَ فَاَکَلَ، فَلَمَّا کَانَ اللَّیْلُ ذَھَبَ اَبُو الدَّرْدَاءِ یَقُوْمُ فَقَالَ لَہٗ: نَمْ، فَنَامَ، ثُمَّ ذَھَبَ یَقُوْمُ فَقَالَ لَہٗ: نَمْ ۔ فَلَمَّا کَانَ من اٰخِرِ اللَّیْلِ قَالَ سَلْمَانُ: قُمِ

148: مسلم شریف، کتاب الجمعۃ، رقم الحدیث:866

149: بخاری شریف، کتاب الصوم، رقم الحدیث:1968

اَلْاٰنَ، فَصَلَّیَا جَمِیْعًا فَقَالَ لَهٗ سَلْمَانُ: اِنَّ لِرَبِّكَ عَلَیْكَ حَقًّا، وَّاِنَّ لِنَفْسِكَ عَلَیْكَ حَقًّا، وَّلِاَهْلِكَ عَلَیْكَ حَقًّا، فَاَعْطِ كُلَّ ذِیْ حَقٍّ حَقَّهٗ، فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهٗ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "صَدَقَ سَلْمَانُ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

◄◄ حضرت ابوجحیفہ وہب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان اور حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہما کے درمیان مواخات قائم کی۔ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضرت اُمّ الدرداء رضی اللہ عنہا نے بوسیدہ لباس پہن رکھا ہے۔ پوچھا کیا بات ہے؟ کہنے لگیں۔ آپ کے بھائی ابوالدرداء کی دنیا کی طرف کوئی رغبت نہیں۔ سو جب حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ آئے تو انہوں نے ان کے لئے کھانا تیار کیا اور انہیں کہا: کھاؤ کیوں کہ میں تو روزے سے ہوں۔ (حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: میں تو نہیں کھاؤں گا جب تک تم نہ کھاؤ۔ سو انہوں نے کھایا۔ پس جب رات ہوئی تو حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ اُٹھ کر جانے لگے تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا: سو جاؤ۔ وہ سو گئے۔ پھر وہ اٹھنے لگے تو انہوں نے فرمایا: سو جاؤ۔ پس جب رات کا آخری حصہ آیا تو حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا اب اُٹھو! پھر دونوں نے نماز پڑھی حضرت سلمان نے ان سے فرمایا: بے شک تمہارے رب کا بھی تمہارے اوپر حق ہے اور تمہاری جان کا بھی تمہارے اوپر حق ہے اور تمہارے اہل خانہ کا بھی تمہارے اوپر حق ہے اس لئے ہر حق دار کا حق ادا کرو پھر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ ماجرا عرض کیا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سلمان نے سچ کہا۔ (بخاری)

حل لغات:

اٰخی: از، مواخاۃ، بمعنی بھائی چارہ کرنا۔
متبذلۃ: از، تبذلاً، بمعنی، روزانہ پہننے کے کپڑے استعمال کرنا۔

تعارف راوی:

بوجحیفہ: آپ کا نام وہب ابن عبداللہ ہے، عامری ہیں، کوفہ میں رہے، نوعمر صحابہ میں سے ہیں، آپ کے بلوغ سے پہلے حضور انور کی وفات ہوئی، ۷۴ھ چوہتر میں کوفہ میں وفات ہوئی، صحابی ہیں کیونکہ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالت تمیز و ہوش دیکھا ہے۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸، تحت حرف الجیم)

شرح:

اس حدیث میں بیان ہوا کہ انسان کو صرف ایک طرف ہی توجہ نہیں دینی چاہیے بلکہ اس کے ذمہ جتنے حقوق ہیں ان سب کو ادا کرنا چاہیے، یہ نہیں کہ صرف اللہ اللہ ہی کرتا رہے اور اپنے ماں باپ، بھائی بہن، بیوی بچوں کے حقوق کو پامال کرتا چلا

جائے نہیں ان کے حقوق کوادا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کا ہی حکم ہے جس کی یہ انسان عبادت میں مشغول رہنا چاہتا ہے۔لہٰذا تمام کاموں کوان کی حیثیت کے مطابق وقت دینا چاہیے۔اوراس کا نام میانہ روی اوراعتدال ہے۔

طاقت کے مطابق عمل کرو:

(١٥٠)وَعَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: اُخْبِرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِّیْ اَقُوْلُ: وَاللّٰهِ لَاَصُوْمَنَّ النَّهَارَ، وَلَاَقُوْمَنَّ اللَّيْلَ مَا عِشْتُ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَنْتَ الَّذِیْ تَقُوْلُ ذٰلِكَ؟" فَقُلْتُ لَهٗ: قَدْ قُلْتُهٗ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ . قَالَ: "فَاِنَّكَ لَا تَسْتَطِيْعُ ذٰلِكَ فَصُمْ وَاَفْطِرْ، وَنَمْ وَقُمْ، وَصُمْ مِنَ الشَّهْرِ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ، فَاِنَّ الْحَسَنَةَ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا وَذٰلِكَ مِثْلُ صِيَامِ الدَّهْرِ" قُلْتُ: فَاِنِّیْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: "فَصُمْ يَوْمًا وَّاَفْطِرْ يَوْمَيْنِ" قُلْتُ: فَاِنِّیْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، قَالَ: "فَصُمْ يَوْمًا وَّاَفْطِرْ يَوْمًا فَذٰلِكَ صِيَامُ دَاوٗدَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَهُوَ اَعْدَلُ الصِّيَامِ" .

وَفِیْ رِوَايَةٍ: "هُوَ اَفْضَلُ الصِّيَامِ" فَقُلْتُ: فَاِنِّیْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ"، وَلَاَنْ اَكُوْنَ قَبِلْتُ الثَّلَاثَةَ الْاَيَّامِ الَّتِیْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَهْلِیْ وَمَالِیْ .

وَفِیْ رِوَايَةٍ: "اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ النَّهَارَ وَتَقُوْمُ اللَّيْلَ؟" قُلْتُ: بَلٰی، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، قَالَ: "فَلَا تَفْعَلْ: صُمْ وَاَفْطِرْ، وَنَمْ وَقُمْ ؛ فَاِنَّ لِجَسَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَّاِنَّ لِعَيْنَيْكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَّاِنَّ لِزَوْجِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَّاِنَّ لِزَوْرِكَ عَلَيْكَ حَقًّا، وَّاِنَّ بِحَسْبِكَ اَنْ تَصُوْمَ فِیْ كُلِّ شَهْرٍ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ، فَاِنَّ لَكَ بِكُلِّ حَسَنَةٍ عَشْرَ اَمْثَالِهَا، فَاِنَّ ذٰلِكَ صِيَامُ الدَّهْرِ" فَشَدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَیَّ، قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّیْ اَجِدُ قُوَّةً، قَالَ: "صُمْ صِيَامَ نَبِیِّ اللّٰهِ دَاوٗدَ وَلَا تَزِدْ عَلَيْهِ" قُلْتُ: وَمَا كَانَ صِيَامُ دَاوٗدَ؟ قَالَ: "نِصْفُ الدَّهْرِ" فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ يَقُوْلُ بَعْدَمَا كَبِرَ: يَا لَيْتَنِیْ قَبِلْتُ رُخْصَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

وَفِیْ رِوَايَةٍ: "اَلَمْ اُخْبَرْ اَنَّكَ تَصُوْمُ الدَّهْرَ، وَتَقْرَاُ الْقُرْاٰنَ كُلَّ لَيْلَةٍ؟" فَقُلْتُ: بَلٰی، يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَلَمْ اُرِدْ بِذٰلِكَ اِلَّا الْخَيْرَ، قَالَ: "فَصُمْ صَوْمَ نَبِیِّ اللّٰهِ دَاوٗدَ، فَاِنَّهٗ كَانَ اَعْبَدَ النَّاسِ، وَاقْرَاِ الْقُرْاٰنَ فِیْ كُلِّ شَهْرٍ" قُلْتُ: يَا نَبِیَّ اللّٰهِ، اِنِّیْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ: "فَاقْرَاْهُ فِیْ كُلِّ عِشْرِيْنَ" قُلْتُ:

150: مسلم شریف، کتاب الصیام، رقم الحدیث: 1159

يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، اِنِّيْ اَطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ: "فَاقْرَاَهُ فِيْ كُلِّ عَشْرٍ" قُلْتُ: يَا نَبِيَّ اللّٰهِ، اِنِّيْ اُطِيْقُ اَفْضَلَ مِنْ ذٰلِكَ؟ قَالَ: "فاقْرَاَهُ فِيْ كُلِّ سَبْعٍ وَّلَا تَزِدْ عَلٰى ذٰلِكَ" فشدَّدْتُ فَشُدِّدَ عَلَيَّ وَقَالَ لِيَ النَّبِيّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّكَ لَا تَدرِيْ لَعَلَّكَ يَطُوْلُ بِكَ عُمُرٌ" قَالَ: فَصِرْتُ اِلَى الَّذِيْ قَالَ لِيْ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . فَلَمَّا كَبِرْتُ وَدِدْتُ اَنِّيْ كُنْتُ قَبِلتُ رُخْصَةَ نَبِيّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "وَاِنَّ لِوَلَدِكَ عَلَيْكَ حَقًّا" .

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "لَا صَامَ مَنْ صَامَ الْاَبَدَ" ثَلَاثًا .

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "اَحَبُّ الصِّيَامِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى صِيَامُ دَاوُدَ، وَاَحَبُّ الصَّلٰوةِ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى صَلَاةُ دَاوُدَ: كَانَ يَنَامُ نِصْفُ اللَّيْلِ، وَيَقُوْمُ ثُلُثَهُ، وَيَنَامُ سُدُسَهُ، وَكَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيَفْطُرُ يَوْمًا، وَّلَا يَفِرُّ اِذَا لَاقٰى" .

وَفِيْ رِوَايَةٍ قَالَ: "اَنْكَحَنِيْ اَبِيْ امْرَاَةً ذَاتَ حَسَبٍ وَّكَانَ يَتَعَاهَدُ كِنَّتَهُ - - اَيْ: امْرَاَةَ وَلَدِهٖ - فَيَسْاَلُهَا عَنْ بَعْلِهَا . فَتَقُوْلُ لَهُ: نِعْمَ الرَّجُلُ مِنْ رَّجُلٍ لَّمْ يَطَاْ لَنَا فِرَاشًا، وَّلَمْ يُفَتِّشْ لَنَا كَنَفًا مُّنْذُ اَتَيْنَاهُ . فَلَمَّا طَالَ ذٰلِكَ عَلَيْهِ ذَكَرَ ذٰلِكَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "اَلْقِنِيْ بِهٖ" فَلَقِيْتُهُ بَعْدَ ذٰلِكَ، فَقَالَ: "كَيْفَ تَصُوْمُ؟" قُلْتُ: كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ: "وَكَيْفَ تَخْتِمُ؟" قُلْتُ: كُلَّ لَيْلَةٍ، وَّذَكَرَ نَحْوَ مَا سَبَقَ، وَكَانَ يَقْرَاُ عَلٰى بَعْضِ اَهْلِهِ السُّبُعَ الَّذِيْ يَقْرَؤُهُ، يَعْرِضُهُ مِنَ النَّهَارِ لِيَكُوْنَ اَخَفَّ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ، وَاِذَا اَرَادَ اَنْ يَّتَقَوّٰى اَفْطَرَ اَيَّامًا وَّاَحْصٰى وَصَامَ مِثْلَهُنَّ كَرَاهِيَةَ اَنْ يَّتْرُكَ شَيْئًا فَارَقَ عَلَيْهِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

كُلُّ هٰذِهِ الرِّوَايَاتِ صَحِيْحَةٌ، مُّعْظَمُهَا فِي الصَّحِيْحَيْنِ، وَقَلِيْلٌ مِّنْهَا فِيْ اَحَدِهِمَا .

◄◄ ابومحمد حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بتایا گیا کہ میں کہتا ہوں کہ اللہ کی قسم! میں عمر بھر دن کو روزہ رکھوں گا' اور رات کو قیام کروں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم نے یہ بات کی ہے؟ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں میں نے یہ بات کہی ہے۔ آپ نے فرمایا: تم یہ نہیں کر سکو گے۔ روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو، سوؤ بھی اور قیام بھی کرو۔ ہر مہینے تین روزے رکھو کیونکہ ایک نیکی کا اجر دس گنا ملتا ہے تو اس طرح یہ عمر بھر کا روزہ ہو جائے گا۔ میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی طاقت رکھتا ہوں۔ فرمایا: تو پھر ایک دن روزہ رکھو اور ایک دن افطار کرو۔ یہ حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ ہے: اور یہ تمام روزوں سے بہتر ہے۔

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ تمام روزوں سے افضل ہے۔ میں نے عرض کیا: میں اس سے زیادہ کی استطاعت رکھتا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس سے افضل کوئی (روزہ) نہیں ہے۔ (حضرت عبداللہ فرماتے ہیں:) اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے مطابق تین دن کے روزوں کو قبول کرلیا ہوتو تو یہ مجھے اپنے اہل و عیال اور مال سے زیادہ محبوب ہوتا۔

اور ایک روایت میں ہے: کیا مجھے یہ خبر نہیں ملی کہ تم دن کو روزہ رکھتے ہو اور رات کو قیام کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں! یارسول اللہ! آپ نے فرمایا: ایسا نہ کیا کرو روزہ بھی رکھو اور افطار بھی کرو سوؤ بھی اور قیام بھی کرو۔ کیونکہ تمہارے جسم کا بھی تم پر حق ہے اور تمہاری آنکھوں کا بھی تمہارے اوپر حق ہے تمہاری بیوی کا بھی تمہارے اوپر حق ہے اور تمہارے مہمان کا بھی تم پر حق ہے۔ سو تمہارے لئے کافی ہے کہ تم ہر ماہ تین روزے رکھو کیونکہ ہر نیکی کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب ملے گا اور اس طرح یہ تمہارے ہمیشہ کے روزے ہو جائیں گے۔ (فرماتے ہیں کہ) پھر میں نے سختی کی تو مجھ پر معاملہ سخت کر دیا گیا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں اپنے اندر طاقت پاتا ہوں۔ فرمایا: تو پھر اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ رکھو اور اس پر زیادتی نہ کرو۔ میں نے عرض کیا: حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ کیا تھا۔ فرمایا: آدھا زمانہ۔ جب حضرت عبداللہ بوڑھے ہوگئے تو فرمایا کرتے۔ کاش میں نے رسول اللہ ﷺ کی رخصت کو قبول کرلیا ہوتا۔

ایک اور روایت میں ہے: کیا مجھے یہ خبر نہیں ملی کہ تم ہمیشہ روزے رکھتے ہو اور ہر رات پورا قرآن حکیم پڑھتے ہو۔ میں نے عرض کیا: جی ہاں: یارسول اللہ! اس سے میرا ارادہ سوائے بھلائی کے کچھ نہیں ہے۔ فرمایا: اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کا سا روزہ رکھو کیونکہ وہ تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گزار تھے اور پورے ماہ میں قرآن ختم کیا کرو۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھ میں اس سے بہتر کی طاقت ہے۔ آپ نے فرمایا: تو پھر بیس دن میں قرآن حکیم ختم کیا کرو۔ میں نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! مجھ میں اس سے بہتر کی طاقت ہے: فرمایا: پھر سات دن میں قرآن حکیم ختم کیا کرو اور اس سے زیادہ نہ پڑھا کرو۔ میں نے سختی کی تو مجھ پر معاملہ سخت کر دیا گیا اور نبی کریم ﷺ نے مجھے فرمایا: تمہیں معلوم نہیں کہ شاید تمہاری عمر لمبی ہو جائے سو پھر اسی طرح ہو گیا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا۔ پس جب میں بوڑھا ہو گیا تو مجھے یہ بات بہت بھلی لگی کہ کاش میں نے رسول اللہ ﷺ کی رخصت کو قبول کرلیا ہوتا۔

اور ایک روایت میں ہے تمہارے بچوں کا بھی تم پر حق ہے: ایک روایت میں ہے اس کا روزہ نہیں جس نے ہمیشہ روزہ رکھا۔ یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا۔

اور ایک روایت میں ہے: اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ روزے حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے ہیں اور اللہ

تعالیٰ کے نزدیک سب سے پسندیدہ نماز حضرت داؤد علیہ السلام کی نماز ہے۔ آپ آدھی رات سوتے رات کا تیسرا حصہ عبادت کرتے اور رات کا چھٹا حصہ سو جاتے۔ آپ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے اور جب دشمن کے مدمقابل آتے تو فرار اختیار نہ کرتے۔

اور ایک روایت میں ہے: میرے والد نے میرا نکاح ایک حسب ونسب والی عورت سے کر دیا وہ اپنی بہو کے پاس تشریف لاتے اور اس سے اس کے شوہر یعنی میرے متعلق پوچھتے، وہ کہتی: بہت اچھے آدمی ہیں۔ جب سے ہم ان کے پاس آئے ہیں نہ تو وہ ہمارے بستر پر لیٹے ہیں' اور نہ انہوں نے ہماری جانب سے پردہ سرکایا ہے۔ (مراد جماع ہے) جب کافی عرصہ گزر گیا تو میرے والد نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بات کا ذکر کر دیا۔ آپ نے فرمایا: اسے مجھ سے ملواؤ۔ سو میں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے فرمایا: روزے کیسے رکھتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہر روز۔ فرمایا: قرآن کیسے ختم کرتے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہر رات۔ اس کے بعد سابقہ حدیث بیان کی۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما نے رات کو قرآن حکیم کی جو منزلیں تلاوت کرنا ہوتیں وہ دن کے وقت اہل خانہ میں سے کسی کو سناتے تا کہ رات کو ان کی تلاوت آسان ہو' اور جب طاقت حاصل کرنا چاہتے تو کچھ دن افطار کرتے اور وہ دن گنتے رہتے اور اتنے ہی دن پھر روزہ رکھ لیتے۔ اس خوف سے کہ کہیں وہ عمل ترک نہ ہو جائے جس پر وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جدا ہوئے تھے۔

یہ تمام روایات صحیح ہیں۔ ان میں سے اکثر تو بخاری و مسلم دونوں میں ہیں' اور چند ان میں صرف ایک میں مروی ہیں۔

حل لغات:

ماعشت: از، عیشاً، بمعنی زندگی گزارنا۔

لزورك: از، زیارة، بمعنی ملاقات کرنا۔

فشدّدت: از، شدة، بمعنی سختی کرنا۔

یفتش: از، فتشاً، بمعنی سوال کرنا، بحث کرنا، ڈھونڈنا۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳۸ میں ہو چکا ہے۔

شرح:

ان تمام روایات کی شرح ہو چکی ہے، کہ ہر چیز میں میانہ روی اور اعتدال کرنا چاہیے چاہیے وہ تلاوت قرآن ہو یا

روزے، نماز وغیرہ تاکہ دوسروں کے حقوق تلف نہ ہوں۔

(۱۵۱)وَعَنْ اَبِیْ رِبْعِیْ حَنْظَلَةَ بْنِ الرَّبِیْعِ الْاُسَیِّدِیِّ الْکَاتِبِ اَحَدِ کُتَّابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: لَقِیَنِیْ اَبُوْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، فَقَالَ: کَیْفَ اَنْتَ یَا حَنْظَلَةُ؟ قُلْتُ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ! قَالَ: سُبْحَانَ اللّٰهِ مَا تَقُوْلُ؟! قُلْتُ: نَکُوْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُذَکِّرُنَا بِالْجَنَّةِ وَالنَّارِ کَاَنَّا رَاْیَ عَیْنٍ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّیْعَاتِ نَسِیْنَا کَثِیْرًا، قَالَ اَبُوْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: فَوَاللّٰهِ اِنَّا لَنَلْقٰی مِثْلَ هٰذَا، فَانْطَلَقْتُ اَنَا وَاَبُوْ بَکْرٍ حَتّٰی دَخَلْنَا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ. فَقُلْتُ: نَافَقَ حَنْظَلَةُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "وَمَا ذَاکَ؟" قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، نَکُوْنُ عِنْدَکَ تُذَکِّرُنَا بِالنَّارِ وَالْجَنَّةِ کَاَنَّا رَاْیَ الْعَیْنِ فَاِذَا خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِکَ عَافَسْنَا الْاَزْوَاجَ وَالْاَوْلَادَ وَالضَّیْعَاتِ نَسِیْنَا کَثِیْرًا. فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ، اَنْ لَّوْ تَدُوْمُوْنَ عَلٰی مَا تَکُوْنُوْنَ عِنْدِیْ، وَفِی الذِّکْرِ، لَصَافَحَتْکُمُ الْمَلَائِکَةُ عَلٰی فُرُشِکُمْ وَفِیْ طُرُقِکُمْ، لٰکِنْ یَّا حَنْظَلَةُ سَاعَةً وَّسَاعَةً" ثَلَاثَ مَرَّاتٍ. رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهٗ: "رِبْعِیٌّ" بِکَسْرِ الرَّاءِ. وَ"الْاُسَیِّدِیُّ" بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَفَتْحِ السِّیْنِ وَبَعْدَهَا یَاءٌ مُّشَدَّدَةٌ مَکْسُوْرَةٌ. وَقَوْلُهٗ: "عَافَسْنَا" هُوَ بِالْعَیْنِ وَالسِّیْنِ الْمُهْمَلَتَیْنِ اَیْ: عَالَجْنَا وَلَاعَبْنَا. وَ"الضَّیْعَاتُ": الْمَعَایِشُ.

◄◄ حضرت ابوربعی حنظلہ بن الربیع اسیدی رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے کاتبوں میں سے ایک کاتب ہیں، ان سے مروی ہے فرماتے ہیں: مجھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ملے اور فرمایا: اے حنظلہ! تمہارا کیا حال ہے۔ میں نے عرض کیا: حنظلہ تو منافق ہوگیا ہے۔ فرمایا: سبحان اللہ! تم کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا: ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں آپ ہمیں جنت اور دوزخ کے متعلق بتاتے ہیں' تو گویا ہم ان چیزوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں' اور جب ہم رسول اللہ ﷺ کی مجلس سے نکلتے ہیں' تو ہم بیویوں، اولاد اور کاروبار وغیرہ میں مشغول ہوجاتے ہیں' اور بہت سی چیزیں بھول جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! ہمارے ساتھ بھی یہی معاملہ پیش آتا ہے سو میں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ چلے حتیٰ کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! حنظلہ منافق ہوگیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ کیا کہہ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ! ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں'

151: مسلم شریف، کتاب التوبہ، رقم الحدیث: 2750

اور آپ ہمیں جنت و دوزخ کے متعلق بتاتے ہیں' تو گویا ہم ان چیزوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہوتے ہیں' اور جب ہم آپ کے یہاں سے نکلتے ہیں' تو اپنی بیویوں، بچوں اور کام کاج میں کھو جاتے ہیں' اور بہت کچھ بھول جاتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے' اگر تمہاری حالت ہمیشہ ایسی رہے جیسی اس وقت ہوتی ہے جب تم میرے پاس ہوتے ہو' یا جب تم ذکر میں مشغول ہوتے ہو تو فرشتے بستروں اور راستوں پر تم سے مصافحہ کیا کریں، لیکن اے حنظلہ! وقت وقت کی بات ہوتی ہے' یہ تین مرتبہ آپ نے فرمایا۔ (مسلم)

حل لغات:

ربعی: را پر زیر کے ساتھ۔

الاسیدی: ہمزہ کے پیش، سین پر زبر کے ساتھ۔ اس کے بعد یا مشدد ہے' اور اُس پر زیر ہے۔

عافسا: عین اور سین کے ساتھ۔ یعنی ہم مشغول ہو جاتے ہیں' اور کھیل کود میں لگ جاتے ہیں۔

الضیعات: معاش کے ذریعے۔

تعارف راوی:

حنظلہ ابن ربیع: آپ تمیمی ہیں، آپ کو کاتب کہا جاتا تھا کیونکہ آپ کاتبِ وحی رہے ہیں، حضور انور کے بعد آپ مکہ معظمہ چلے گئے وہاں سے مقام قرقس گئے وہاں ہی رہے، امیر معاویہ کے زمانہ میں وفات ہوئی آپ سے ابو عثمان اور یزید ابن شخیر نے احادیث لیں۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸، تحت حرف الحاء،)

شرح:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ کبھی عبادت کا وقت ہوتا ہے کہ اس میں کیفیت اور ہوتی ہے اور کبھی معاش کا وقت ہوتا ہے اور اس میں کیفیت اور ہوتی ہے، اور جب بال بچوں کے پاس ہوتے ہیں تو کیفیت اور ہوتی ہے، یعنی ہر کام اور ہر جگہ کی الگ کیفیت ہوتی ہے تو اس میں کوئی خرج نہیں، کیونکہ وقت وقت کی بات ہے۔

غیر شرعی نذر:

(۱۵۲) وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْهُمَا، قَالَ: بَیْنَمَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَخْطُبُ اِذَا هُوَ بِرَجُلٍ قَائِمٍ فَسَاَلَ عَنْهُ، فَقَالُوْا: اَبُوْ اِسْرَائِیْلَ نَذَرَ اَنْ یَقُوْمَ فِی الشَّمْسِ وَلَا یَقْعُدَ، وَلَا یَسْتَظِلَّ، وَلَا یَتَکَلَّمَ، وَیَصُوْمَ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مُرُوْهُ، فَلْیَتَکَلَّمْ، وَلْیَسْتَظِلَّ،

152: بخاری شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 6704

وَلْيَقْعُدْ، وَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◄◄ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ اس دوران نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دے رہے تھے کہ آپ نے ایک شخص کو کھڑے دیکھا۔ آپ نے اس کے متعلق پوچھا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یہ ابواسرائیل ہے۔ اس نے نذر مان رکھی ہے کہ دھوپ میں کھڑا رہے گا۔ نہ بیٹھے گا نہ سائے میں جائے گا' اور نہ بات کرے گا' اور روزہ رکھے گا۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے حکم دو کہ بات کرے' سائے میں جائے اور بیٹھے' اور اپنا روزہ پورا کرے۔

(بخاری)

حل لغات:

نذز: از، نذراً، بمعنی، نذر ماننا۔ (منت ماننا)

یقعد: از، قعوداً، بمعنی بیٹھنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

ابواسرائیل یہ ان کی کنیت ہے لیکن ان کے نام میں اختلاف ہے بعض کہتے ہیں کہ قثیر ہے اور بعض کہتے ہیں کہ قیصر ہے
(دلیل الفالحین، تحت حدیث مذکورہ)

ملاعلی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جس نذر کو پورا کرنا ممکن نہ ہو اس کو پورا نہیں کیا جائے گا، جیسے یہاں پر بعض جگہ پر بولنا ضروری ہوتا ہے جیسے سلام کا جواب دینے میں، نماز مین قرأت کرنے میں، اس طرح آدمی بلکہ نہ بیٹھے یہ بھی ممکن نہیں کیونکہ نماز میں قعدہ تو کرنا ہی ہے۔ (مرقاة فی الشرح المشكوة، از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ)

اس حدیث سے یہ بھی سبق ملا کہ نذر (منت) وہ ماننی چاہیے جو شریعت کے مطابق ہو آج کل لوگ مزاروں پر جا کر کبھی بت چڑھاتے ہیں، کبھی ڈھول کے ساتھ دھمال ڈالتے ہیں اور کبھی کچھ اور غیر شرعی کام کرتے ہیں۔ ایسی بیہودہ اور غیر شرعی رسوم اور نذروں کو ختم کر کے شرعی نذر (منت) مان لیں تو بہت بہتر ہے مثلاً کہے کہ میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اتنے نفل ادا کروں گا، یا روزہ رکھوں گا، یا کسی قریب کی مدد کروں گا، وغیرہ وغیرہ۔

(۱۵)بَابٌ فِی الْمُحَافَظَةِ عَلَی الْاَعْمَالِ

اعمال پر ہمیشگی اختیار کرنے کے متعلق بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ﴾ (الحدید:16)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کیا ایمان والوں کو ابھی وہ وقت نہ آیا کہ ان کے دل جھک جائیں اللہ کی یاد اور اس کے حق کے لئے جو اترا اور ان جیسے نہ ہوں جن کو پہلے کتاب دی گئی پھر ان پر مدت دراز ہوئی تو ان کے دل سخت ہو گئے۔

تشریح:

پروردگار عالم فرماتا ہے کیا مومنوں کے لیے اب تک وہ وقت نہیں آیا کہ ذکر اللہ، وعظ نصیحت، آیات قرآنی اور احادیث نبوی سن کر ان کے دل موم ہو جائیں؟ سنیں اور مانیں احکام بجالائیں ممنوعات سے پرہیز کریں۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں قرآن نازل ہوتے ہی تیرہ سال کا عرصہ نہ گزرا تھا کہ مسلمانوں کے دلوں کو اس طرف نہ جھکنے کی شکایت کی گئی۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں چار ہی سال گزرے تھے جو ہمیں یہ عتاب ہوا۔ (صحیح مسلم:3028)

اصحاب رسول پر ملال ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہتے ہیں کچھ بات تو بیان فرمایئے پس یہ آیت اترتی ہے: نَحنُ نَقُصُّ عَلَيكَ أَحسَنَ القَصَصِ بِمَا أَوحَينَا إِلَيكَ هَذَا القُرآنَ وَإِن كُنتَ مِن قَبلِهِ لَمِنَ الغَافِلِينَ،،

(12-یوسف:3)

ایک مرتبہ کچھ دنوں بعد یہی عرض کرتے ہیں تو آیت اترتی ہے۔» اللّٰهُ نَزَّلَ أَحسَنَ الحَدِيثِ كِتَابًا مُتَشَابِهًا مَثَانِيَ تَقشَعِرُّ مِنهُ جُلُودُ الَّذِينَ يَخشَونَ رَبَّهُم ثُمَّ تَلِينُ جُلُودُهُم وَقُلُوبُهُم إِلَى ذِكرِ اللَّهِ ذَلِكَ هُدَى اللَّهِ يَهدِي بِهِ مَن يَشَاءُ وَمَن يُضلِلِ اللَّهُ فَمَا لَهُ مِن هَادٍ " (39-الزمر:23)

پھر ایک عرصہ بعد یہی کہتے ہیں تو یہ آیت "أَلَم يَأنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخشَعَ قُلُوبُهُم لِذِكرِ اللَّهِ (57-الحدید:16) اترتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سب سے پہلے خیر جو میری امت سے اٹھ جائے گی وہ خشوع ہوگا۔

(تفسیر ابن جریر الطبری: 11/681)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَقَفَّیْنَا بِعِیْسَی ابْنِ مَرْیَمَ وَاٰتَیْنَاہُ الْاِنْجِیلَ وَجَعَلْنَا فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْہُ رَاْفَةً وَّرَحْمَةً وَّرَھْبَانِیَّةَ نِ ابْتَدَعُوْھَا مَا کَتَبْنَاھَا عَلَیْھِمْ اِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللّٰہِ فَمَا رَعَوْھَا حَقَّ رِعَایَتِھَا ﴾ (الحدید: 27)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان کے پیچھے عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور اسے انجیل عطا فرمائی اور اس کے پیروؤں کے دل میں نرمی اور رحمت رکھی اور راہب بننا تو یہ بات انہوں نے دین میں اپنی طرف سے نکالی ہم نے ان پر مقرر نہ کی تھی ہاں یہ بدعت انہوں نے اللہ کی رضا چاہنے کو پیدا کی پھر اسے نہ نبھایا جیسا اس کے نبھانے کا حق تھا۔

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَلَا تَکُوْنُوْا کَالَّتِیْ نَقَضَتْ غَزْلَھَا مِنْ بَعْدِ قُوَّةٍ اَنْکَاثًا ﴾ (النحل: 92)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اس عورت کی طرح نہ ہو جس نے اپنا سوت مضبوطی کے بعد ریزہ کر کے توڑ دیا۔

تشریح:

مکہ میں ایک عورت تھی جس کی عقل میں فتور تھا سوت کاتنے کے بعد، ٹھیک ٹھاک اور مضبوط ہو جانے کے بعد بیوجہ توڑ تاڑ کر پھر ٹکڑے کر دیتی۔ یہ تو اس کی مثال ہے جو عہد کو مضبوط کر کے پھر توڑ دے۔ یہی بات ٹھیک ہے اب اسے جانے دیجئے کہ واقعہ میں کوئی ایسی عورت تھی بھی یا نہیں جو یہ کرتی ہو نہ کرتی ہو یہاں تو صرف مثال مقصود ہے۔ (تفسیر ابن کثیر

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ ○ ﴾ (الحجر: 99)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور مرتے دم تک اپنے رب کی عبادت میں رہو○

(۱۵۳) وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ فَمِنْھَا: حَدِیْثُ عَائِشَةَ: وَکَانَ اَحَبُّ الدِّیْنِ اِلَیْہِ مَا دَاوَمَ صَاحِبُہُ عَلَیْہِ. وَقَدْ سَبَقَ فِی الْبَابِ قَبْلَہُ.

◄◄ اور احادیث میں سے: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ عمل زیادہ پسندیدہ تھا جس پر اس کا عامل ہمیشگی اختیار کرے۔ اس سے پہلے باب میں بھی یہ حدیث گذر چکی ہے۔

153: مسلم شریف، کتاب الصلاۃ المسافرین، رقم الحدیث: 747

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالٰی عنہا کا تعارف حدیث نمبر:۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آدمی جب بھی کسی نیک کام کو شروع کرے تو موت تک اس کو کرتے ہی رہنا چاہیے، اگر چہ مقدار کے لحاظ سے کم ہی ہو کیونکہ جب وہ ہیشگی کی صفت کے ساتھ مزین ہوگا تو قطرہ قطرہ سے دریا بن جائے گا اور ویسے بھی اہل تصوف کہتے ہیں کہ استقامت کرامت سے بڑھ کر ہے۔

مزید یہ کہ اس حدیث میں دین پر استقامت کا بیان ہے اس پر ہم باب الاستقامۃ میں بہت کچھ بیان کر چکے ہیں وہاں سے مطالعہ فرمائیں۔ ابوالاحمد غفرلہ،،

(۱۵۴) وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ نَّامَ عَنْ حِزْبِهِ مِنَ اللَّيْلِ، اَوْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ، فَقَرَاَهُ مَا بَيْنَ صَلَاةِ الْفَجْرِ وَصَلَاةِ الظُّهْرِ، كُتِبَ لَهُ كَاَنَّمَا قَرَاَهُ مِنَ اللَّيْلِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◂◂ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اپنا رات کا وظیفہ یا اس کا کچھ حصہ ادا کئے بغیر سو گیا اور اسے فجر اور ظہر کے درمیان ادا کر لیا تو اس کے لئے یہ لکھا جائے گا کہ اس نے یہ وظیفہ رات ہی کو پڑھا۔ (مسلم)

حل لغات:

حزبه: از، حزباً، بمعنی غم ومصیبت کا پہنچنا۔

تعارف راوی:

حضرت عمر رضی اللہ تعالٰی عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۱، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں وظیفے کا ذکر ہے اس لیے کہ اس میں مداومت اور ہیشگی بہت ضروری ہے۔ الغرض کام کو کرنا کرنا ضرور چاہیے اور اگر بھولے سے وہ کام وقت پر نہ بھی ہو سکا تو جب یاد آئے کر لے اللہ تعالٰی اس کو وقت پر ہی کرنا کرا جر دے گا۔

(۱۵۵) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ

154: بخاری شریف، کتاب التہجد، رقم الحدیث:1152

155: مسلم شریف، صلاۃ المسافرین، رقم الحدیث:140

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا عَبْدَ اللّٰهِ، لا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ، كَانَ يَقُوْمُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◂◂ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عبداللہ! فلاں شخص کی طرح نہ ہوجانا کہ وہ رات کو قیام کرتا تھا اور پھر اس نے رات کا قیام چھوڑ دیا۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کے دو مطالب ہیں ایک یہ کہ آپ نے اس میں عمل، مجاہدہ، اور ریاضت، کرنے میں میانہ روی کی تعلیم دی ہے، اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ نیک کام کو شروع کر کے چھوڑنا نہیں چاہیے۔

(۱۵۶) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ

مِنَ اللَّيْلِ مِنْ وَّجَعٍ أَوْ غَيْرِهٖ، صَلّٰى مِنَ النَّهَارِ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◂◂ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی درد وغیرہ کی وجہ سے اگر رات کی نماز (تہجد) فوت ہوجاتی تو آپ دن کو بارہ رکعت پڑھا کرتے تھے۔ (مسلم)

156: بخاری شریف، الاعتصام بالکتاب، رقم الحدیث: 7288

۱۶-بَابٌ فِي الْاَمْرِ بِالْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ وَاٰدَابِهَا

سنت اور اس کے آداب پر ہمیشگی اختیار کرنے کے متعلق بیان

سنت کا لغوی معنیٰ:

طریقہ، عادت، ہے۔ (کتاب التعریفات)

سنت کی تعریف:

جس چیز کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا اور جس چیز سے منع فرمایا اور جس چیز کو قبول فرمایا اور فعل سے پسندیدہ اقرار دیا بشرطیکہ ان امور کا ذکر قرآن میں نہ ہو اس کو سنت کہتے ہیں۔ (شرح صحیح مسلم، ج۱،ص۹۷، نہایہ، ج۱،ص۴۰۹)

سنت مؤکدہ:

جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہو البتہ بیان جواز کے لیے کبھی ترک بھی فرمایا ہو یعنی اس کے کرنے کی تاکید فرمائی مگر جانب ترک بالکل مسدود نہ فرمائی ہو، اس کا ترک اسائت اور کرنا ثواب اور نادراً ترک پر عتاب اور اس کے ترک کی عادت پر استحقاق ہے، (بہار شریعت ج۱،ص۲۸۳، بحوالہ خزائن التعریفات، ص۱۹۶)

سنت غیر مؤکدہ:

وہ کہ نظر شرع میں ایسی مطلوب ہو کہ اس کے ترک کو ناپسند رکھے مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید، عذاب فرمائے، عام ازیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر مداوت فرمائی کہ نہیں اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا اگرچہ عادتاً ہو موجب عذاب نہیں ہے۔ (بہار شریعت ج۱،ص۲۸۳، بحوالہ خزائن التعریفات، ص۱۹۶)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَمَا اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ﴾ (الحشر: 7)،

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جو کچھ تمہیں رسول عطا فرمائیں وہ لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز رہو۔

تشریح:

مسند احمد اور بخاری و مسلم میں ہے کہ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ لعنت بھیجتا ہے اس عورت پر جو

گدوائے اور جو گودے اور جو اپنی پیشانی کے بال لے اور جو خوبصورتی کے لیے اپنے سامنے کے دانتوں کی کشادگی کرے اور اللہ تعالیٰ کی بنائی ہوئی پیدائش کو بدلنا چاہے، یہ سن کر بنو اسد کی ایک عورت جن کا نام ام یعقوب تھا آپ کے پاس آئیں اور پوچھا کہ کیا آپ نے اس طرح فرمایا ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ ہاں میں اس پر لعنت کیوں نہ کروں جس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی ہے؟ اور جو قرآن میں موجود ہے، اس نے کہا میں نے پورا قرآن جتنا بھی دونوں پٹھوں کے درمیان ہے اول سے آخر تک پڑھا ہے لیکن میں نے تو یہ حکم کہیں نہیں پایا۔ آپ نے فرمایا: اگر تم سوچ سمجھ کر پڑھتیں تو ضرور پاتیں کیا تم نے آیت »وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانتَهُوا وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ“(59-الحشر:7) نہیں پڑھی؟ اس نے کہا: ہاں یہ تو پڑھی ہے پھر آپ نے وہ حدیث سنائی، اس نے آپ کے گھر والوں کی نسبت کہا پھر دیکھ کر آئیں اور عذر خواہی کی اس وقت آپ نے فرمایا: اگر میری گھر والی ایسا کرتی تو میں اس سے ملنا چھوڑ دیتا۔ (صحیح بخاری:4886)

بخاری و مسلم میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جب میں تمہیں کوئی حکم دوں تو جہاں تک تم سے ہو سکے اسے بجالاؤ اور جب میں تمہیں کسی چیز سے روکوں تو رک جاؤ۔"

(صحیح بخاری:7288)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ يُّوْحٰى ۝﴾ (النجم:4-3)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے ۝ وہ تو نہیں مگر وحی جو انہیں کی جاتی ہے ۝

تشریح:

مسند کی ایک اور حدیث میں ہے حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جو کچھ سنتا تھا، اسے حفظ کرنے کے لیے لکھ لیا کرتا تھا پس بعض قریشیوں نے مجھے اس سے روکا اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک انسان ہیں، کبھی کبھی غصے اور غضب میں بھی کچھ فرما دیا کرتے ہیں، چنانچہ میں لکھنے سے رک گیا پھر میں نے اس کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لکھ لیا کرو، اللہ کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میری زبان سے سوائے حق بات کے اور کوئی کلمہ نہیں نکلتا۔" (مسند احمد:192/2،) یہ حدیث ابوداؤد اور ابن ابی شیبہ میں بھی ہے۔

بزار میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہیں جس امر کی خبر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دوں اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہوتا۔" (مسند بزار:121)

مسند احمد میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں سوائے حق کے اور کچھ نہیں کہتا" اس پر بعض صحابہ رضی اللہ

عنہم نے کہا: یارسول اللہ! کبھی کبھی آپ ہم سے خوش طبعی بھی کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اس وقت بھی میری زبان سے ناحق نہیں نکلتا۔" (مسند احمد:2/340:)

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ﴾

(آل عمران:31)

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے محبوب! تم فرمادو کہ لوگو! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہوجاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا' اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِیْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ یَرْجُو اللّٰهَ وَالْیَوْمَ الْاٰخِرَ ﴾ (الاحزاب:21)

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک تمہیں رسول اللہ کی پیروی بہتر ہے اس کے لئے جو اللہ اور پچھلے دن کی امید رکھتا ہے۔

تشریح:

یہ آیت بہت بڑی دلیل ہے اس امر پر کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اقوال افعال احوال اقتداء پیروی اور تابعداری کے لائق ہیں۔ جنگ احزاب میں جو صبر وتحمل اور عدیم المثال شجاعت کی مثال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم کی، مثلاً راہ الہ کی تیاری شوق جہاد اور سختی کے وقت بھی رب سے آسانی کی امید اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دکھائی یقیناً یہ تمام چیزیں اس قابل ہیں کہ مسلمان انہیں اپنی زندگی کا جزوِ اعظم بنالیں اور اپنے پیارے پیغمبر اللہ کے حبیب احمد مجتبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے لیے بہترین نمونہ بنالیں اور ان اوصاف سے اپنے تئیں بھی موصوف کریں۔

(ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ فَلَا وَرَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ﴾ (النساء: 65)،

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو اے محبوب! تمہارے رب کی قسم! وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم حکم فرمادو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

آیت نمبر:6

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ (النساء: 59)

قَالَ الْعُلَمَآءُ: مَعْنَاهُ اِلَی الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ،

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو۔

علماء محدثین نے فرمایا کہ اس سے مراد ہے: کتاب وسنت۔

تشریح:

فرمایا کہ اگر تم میں کسی بارے میں جھگڑ پڑے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ یعنی کتاب اللہ اور سنت رسول کی طرف جیسے کہ مجاہد رحمہ اللہ کی تفسیر ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری:8/504)

پس یہاں صریح اور صاف لفظوں میں اللہ عزوجل کا حکم ہو رہا ہے کہ لوگ جس مسئلہ میں اختلاف کریں خواہ وہ مسئلہ اصول دین سے متعلق ہو خواہ فروغ دین سے متعلق اس کے تصفیہ کی صرف یہی صورت ہے کہ کتاب وسنت کو حاکم مان لیا جائے جو اس میں ہو وہ قبول کیا جائے، جیسے اور آیت قرآنی میں ہے »وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ ذَلِكُمُ اللَّهُ رَبِّي عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ ''(42-الشوریٰ:10) یعنی "اگر کسی چیز میں تمہارا اختلاف ہو جائے اس کا فیصلہ اللہ کی طرف ہے"

پس کتاب وسنت جو حکم دے اور جس مسئلہ کی صحت کی شہادت دے وہی حق ہے باقی سب باطل ہے، قرآن فرماتا ہے کہ حق کے بعد جو ہے ضلالت و گمراہی ہے، اسی لیے یہاں بھی اس حکم کے ساتھ ہی ارشاد ہوتا ہے اگر تم اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر ایمان رکھتے ہو، یعنی اگر تم ایمان کے دعوے میں سچے ہو تو جس مسئلہ کا تمہیں علم نہ ہو یعنی جس مسئلہ میں اختلاف ہو، جس امر میں جدا جدا آراء ہوں ان سب کا فیصلہ کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا کرو جو ان دونوں میں ہو مان لیا کرو۔

پس ثابت ہوا کہ جو شخص اختلافی مسائل کا تصفیہ کتاب وسنت کی طرف سے نہ لے جائے وہ اللہ پر اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتا۔ پھر ارشاد ہوتا ہے کہ جھگڑوں میں اور اختلافات میں کتاب اللہ وسنت رسول کی طرف فیصلہ لانا اور ان کی طرف رجوع کرنا ہی بہتر ہے، اور یہی نیک انجام خوش آئند ہے اور یہی اچھے بدلے دلانے والا کام ہے، بہت اچھی جزا اسی کا ثمر ہے۔ (تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:7

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾ (النساء:80)،

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا تابعدار صحیح معنیٰ میں میرا ہی اطاعت گزار ہے آپ کا نافرمان میرا نافرمان ہے، اس لیے کہ آپ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے جو فرماتے ہیں وہ وہی ہوتا ہے جو میری طرف سے وحی کیا جاتا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں " کہ میری ماننے والا اللہ تعالیٰ کی ماننے والا ہے اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی بات نہ مانی جس نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی " یہ حدیث بخاری ومسلم میں ثابت ہے۔(صحیح بخاری:7137)

آیت نمبر:8

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَاِنَّکَ لَتَھْدِیْٓ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ صِرَاطِ اللّٰہِ...... ﴾ (الشوریٰ: 53-52)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بیشک تم ضرور سیدھی راہ بتاتے ہو۔

آیت نمبر:9

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی:﴿ فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖٓ اَنْ تُصِیْبَھُمْ فِتْنَۃٌ اَوْ یُصِیْبَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○ (النور:63)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو ڈریں جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے۔

آیت نمبر:10

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَاذْکُرْنَ مَا یُتْلٰی فِیْ بُیُوْتِکُنَّ مِنْ اٰیٰتِ اللّٰہِ وَالْحِکْمَۃِ ﴾ (الاحزاب: 34)

وَالْاٰیَاتُ فِی الْبَابِ کَثِیْرَۃٌ .

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں اللہ کی آیتیں اور حکمت۔

اور آیات اس باب کے متعلق بہت زیادہ ہیں

(۱۵۷) وَاَمَّا الْاَحَادِیْثُ:

اور احادیث یہ ہیں:

فَالْاَوَّلُ: عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "دَعُوْنِیْ مَا تَرَکْتُکُمْ، اِنَّمَا اَھْلَکَ مَنْ کَانَ قَبْلَکُمْ کَثْرَۃُ سُؤَالِھِمْ وَاخْتِلَافُھُمْ عَلٰی اَنْبِیَائِھِمْ، فَاِذَا نَھَیْتُکُمْ عَنْ شَیْءٍ فَاجْتَنِبُوْہُ، وَاِذَا اَمَرْتُکُمْ بِاَمْرٍ فَاْتُوْا مِنْہُ مَا اسْتَطَعْتُمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ

157: ابوداؤد شریف، کتاب السنہ، رقم الحدیث:4607

◀◀ (پہلی) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جس چیز کے متعلق میں تمہیں کوئی حکم نہ دوں اس کے متعلق تم مجھ سے کچھ نہ پوچھا کرو۔ کیونکہ تم سے پہلی امتوں کو سوالات کی کثرت اور انبیاء علیہم السلام کے بارے میں اختلافات نے تباہ کر دیا۔ جب میں تمہیں کسی چیز سے منع کروں تو اس سے باز آ جاؤ اور جب میں تمہیں کسی کام کا حکم دوں تو حسب استطاعت اسے سرانجام دو۔ (متفق علیہ)

(۱۵۸) اَلثَّانِیْ: عَنْ اَبِیْ نَجِیْحٍ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِیَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: وَعَظَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَوعظةً بَلِيغَةً وَّجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوْبُ، وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُوْنُ، فَقُلْنَا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَاَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ فَاَوْصِنَا، قَالَ: "اُوْصِيْكُمْ بِتَقْوَى اللّٰهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَاِنْ تَاَمَّرَ عَلَيْكُمْ عَبْدٌ حَبَشِيٌّ، وَّاِنَّهُ مَنْ يَّعِشْ مِنْكُمْ فَسَيَرٰى اخْتِلافًا كَثِيْرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِيْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِيْنَ الْمَهْدِيِّيْنَ عَضُّوْا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَاِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْاُمُوْرِ ؛ فَاِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

"اَلنَّوَاجِذُ" بِالذَّالِ الْمُعْجَمَةِ: اَلْاَنْيَابُ، وَقِيْلَ: الْاَضْرَاسُ.

◀◀ (دوسری) حضرت ابونجیح عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک وعظ فرمایا جس سے ہمارے دل کانپنے لگے۔ ہماری آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگے ہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! یہ وعظ الوداعی محسوس ہوتا ہے۔ اس لئے ہمیں وصیت فرمایئے۔ آپ نے فرمایا: میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ تقویٰ اختیار کرو' سنو اور اطاعت کرو' اگرچہ تمہارے اوپر حبشی غلام کو ہی امیر کیوں نہ بنا دیا جائے۔ کیونکہ جو تم میں سے زندہ رہا وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھے گا۔ پس تم میری سنت پر سختی سے کاربند رہنا اور میرے ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کی سنت پر بھی اور اس کو اپنے دانتوں سے مضبوط پکڑنا' اور اپنے آپ کو نئے نئے کاموں سے روک رکھنا۔ کیونکہ ہر بدعت (سیئہ) گمراہی ہے۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

النواجذ: ذال معجمہ کے ساتھ۔ داڑھوں کو کہتے ہیں' اور ''اضراس'' بھی کہا گیا ہے۔

حل لغات:

وجلت: از، وجلاً بمعنی ڈرنا، ڈر میں بڑھ جانا۔

ذرفت: از، ذرفاً بمعنی آنسو بہانا، رونا۔

عضوا: از، عضاً بمعنی دانت سے پکڑنا، لازم ہونا۔

158: بخاری شریف، الاعتصام بالکتاب والسنہ، رقم الحدیث: 7280

النواجذ: داڑھیں۔

تعارف راوی:

عرباض ابن ساریہ: آپ کی کنیت ابونجیح ہے، سلمی ہیں، صفہ والوں میں سے تھے شام میں رہے وہاں ہی ۷۵ پچھتر میں وفات ہوئی۔ مشہور صحابی ہیں، صفہ والے صحابہ میں سے ہیں، آپ بہت گریہ زاری کرنے والوں سے تھے، آپ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے متعلق آیت کریمہ "وَّلَا عَلَی الَّذِینَ اِذَا مَا اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ" الخ نازل ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸، تحت حرف العین،)

شرح:

غلام کو خلیفہ بنانا جائز نہیں لیکن کسی علاقہ کا گورنر بنانا جائز ہے اور حدیث کا یہی مطلب ہے، یا یہ حدیث بطور مبالغہ فرمائی جارہی ہے کہ اس تم پر بالفرض غلام بھی حاکم بن جائے تو بھی اس کی اطاعت تم پر لازم ہے،

(مرقاۃ فی الشرح المشکوۃ از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ)

یہاں جس بدعت سے منع کیا گیا وہ یہ ہے کہ جو دین اسلام کے مخالف ہو یا جس کی اصل اسلام میں نہ ہو، امام شافعی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں جونئی بات دین میں پیدا کی جائے اگر وہ کتاب اللہ کے مخالف، حدیث وصحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال کے منافی، یا اجماع کے منافی ہو تو وہ ضلالت و گمراہی ہے اور جو ایسی نہیں اس میں کوئی خرج نہیں۔

(مرقاۃ فی الشرح المشکوۃ از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ)

(۱۵۹) اَلثَّالِثُ: عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "كُلُّ اُمَّتِیْ یَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ اَبٰی" ۔قِیْلَ: وَمَنْ یَّاْبٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "مَنْ اَطَاعَنِیْ دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِیْ فَقَدْ اَبٰی" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔

◀◀ (تیسری) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میرے سب امتی جنت میں داخل ہوں گے مگر جس نے انکار کر دیا۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! انکار کون کرے گا۔ فرمایا: جس نے میری اطاعت کی جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی تو اس نے انکار کیا۔ (بخاری)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا جنت میں جانے کے لیے کتنا بڑا عمل دخل ہے، بعض

159: مسلم شریف، کتاب الاشربہ، رقم الحدیث: 2021

لوگ ایسے بھی ہیں جو حدیث مبارکہ کا انکار کرتے ہیں تو ان کے لیے یہ حدیث سبق ہے، اور یہ بھی یاد رہے کہ یہاں پر امت سے مراد امت اجابت ہے باقی کفار اور مشرکین تو نصوص قرآنیہ اور اجماع سے پکے جہنمی ہیں، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا، یہ فرمان امت اجابت پر ہی صادق آتا ہے کیونکہ کفار تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت نہیں کرتے۔

(۱۶۰) اَلرَّابِعُ: عَنْ اَبِیْ مُسْلِم، وَقِیْلَ: اَبِیْ اِیَاسِ سَلْمَةَ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْاَكْوَعِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا اَكَلَ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِشِمَالِهٖ، فَقَالَ: "كُلْ بِيَمِيْنِكَ" قَالَ: لَا اَسْتَطِيْعُ ۔ قَالَ: "لَا اسْتَطَعْتَ" مَا مَنَعَهٗ اِلَّا الْكِبْرُ فَمَا رَفَعَهَا اِلٰى فِيْهِ ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀◀ (چوتھی) ابومسلم اور بقول بعض حضرت ابوایاس سلمہ بن عمرو بن اکوع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے بائیں ہاتھ سے کھانا کھایا۔ آپ نے فرمایا: دائیں ہاتھ سے کھاؤ اس نے کہا: میں دائیں ہاتھ سے نہیں کھاسکتا۔ آپ نے فرمایا: تجھے طاقت ہی نہ ہو یعنی تو نہ کھاسکے۔ اس نے یہ سب کچھ غرور کی وجہ سے کیا تھا۔ سو اس کے بعد اس کا دایاں ہاتھ منہ تک نہ اُٹھ سکا۔ (مسلم)

حل لغات:

بشماله: بائیں ہاتھ کے ساتھ۔

الکبر: بمعنی تکبر۔

تعارف راوی:

سلمہ ابن اکوع: آپ کی کنیت ابومسلم ہے، اسلمی ہیں، مدنی ہیں، بیعت الرضوان میں شامل ہوئے، بڑے بہادر تھے، پیدل کی لڑائی میں مشہور تھے، اسی برس عمر پائی، مدینہ منورہ میں ۷۴ چوہتر میں وفات ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مرآۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف السین،)

شرح:

قَالَ: "لَا اسْتَطَعْتَ" نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو دائیں ہاتھ سے کھا ہی نہ سکے یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک معجزہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے بات نکلی اور پوری ہوگئی، اعلیٰ حضرت نے کیا خوب کہا کہ۔

وہ زبان جس کو سب کن کی کنجی کہیں　　　اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام

اس شخص کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل نہ کرنے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات نہ ماننے کی وجہ سے یہ سزا ملی کہ پھر دوبارہ پوری زندگی اس کا ہاتھ اُٹھا ہی نہ سکا۔ اس سے یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر

160: بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث: 717

عمل کرنے سے ہم کو ہی فائدہ ہوگا اور اگر عمل نہ کیا تو اس کا نقصان بھی ہم کو ہی ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارکہ پر دیگر معجزات پر مزید تفصیل کے لیے ہماری کتاب ''النبی المعطر صلی اللہ علیہ وسلم'' (اکبر بک سیلرز) کا مطالعہ فرمائیں۔

(۱۶۱) اَلْخَامِسُ: عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ النُّعْمَان بْنِ بَشِیْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: ''لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَکُمْ، اَوْ لَیُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَیْنَ وُجُوْهِکُمْ'' مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔
وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ: کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُسَوِّیْ صُفُوْفَنَا حَتّٰی کَاَنَّمَا یُسَوِّیْ بِهَا الْقِدَاحَ حَتّٰی اِذَا رَاٰی اَنَّا قَدْ عَقَلْنَا عَنْهُ ۔ ثُمَّ خَرَجَ یَوْمًا فقامَ حَتّٰی کَادَ اَنْ یُّکَبِّرَ فرایٰ رَجُلًا بَادِیًا صَدْرُهٗ، فَقَالَ: ''عِبَادَ اللّٰهِ، لَتُسَوُّنَّ صُفُوْفَکُمْ اَوْ لَیُخَالِفَنَّ اللّٰهُ بَیْنَ وُجُوْهِکُمْ'' ۔

◀◀ (پانچویں) حضرت ابوعبداللہ نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: اپنی صفوں کو سیدھا رکھو ورنہ اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف پیدا فرمادے گا۔ (متفق علیہ)
اور مسلم کی ایک روایت میں ہے: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری صفوں کو سیدھا فرمایا کرتے۔ صفیں اتنی سیدھی ہوتیں گویا ان کے ذریعہ تیر سیدھا کیا جاسکے، حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاحظہ فرمایا کہ ہم اس حکم کو سمجھ گئے ہیں پھر ایک روز آپ باہر تشریف لائے۔ آپ کھڑے ہوکر تکبیر کہنے ہی والے تھے کہ ایک آدمی کو دیکھا جس نے اپنا سینہ آگے نکالا ہوا تھا۔ فرمایا: اللہ کے بندو! اپنی صفوں کو سیدھا رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے درمیان اختلاف پیدا فرمادے گا۔

حل لغات:

لتسونّ: از، تسویة، بمعنی برابر کرنا، ہموار کرنا۔

لیخالفنّ: از، خلافاً، بمعنی مخالفت کرنا۔

القداح: بمعنی نوک اور پر کے بغیر تیر، جوئے کا تیر۔

تعارف راوی:

نعمان ابن بشیر: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے انصاری ہیں، آپ پہلے وہ ہیں جو انصار میں بعد اسلام پیدا ہوئے، حضور کی ہجرت کے بعد جب آپ آٹھ سال سات مہینہ کے تھے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی آپ خود اور آپ کے والدین صحابی ہیں کوفہ میں رہے امیر معاویہ کے زمانہ میں کوفہ کے حاکم رہے، پھر حمص کے پھر آپ نے لوگوں کو عبداللہ ابن زبیر کے بیعت پر رغبت دی اس پر آپ کو ۶۴ھ چونسٹھ میں قتل کردیا گیا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف النون،)

161: بخاری شریف، کتاب التسند ان رقم الحدیث: 6294

شرح:

صفوں کے ٹیڑھا ہونے سے اختلاف اس طرح پیدا گا کہ جب ایک آدمی دوسرے سے کچھ آگے ہوگا تو پیچھے والے کے دل میں اس کے لیے نفرت پیدا ہوگی اور جب نفرت پیدا ہوگئی تو اختلاف ہی اختلاف ہوگا۔ یا آگے والا اپنے آپ کو متکبر سمجھنے لگے گا تو پھر وہ دوسروں سے اکڑ کر بات کرے گا جس سے اختلاف پیدا ہوگا، ھٰذا ما عندی ۔

(۱۶۲) اَلسَّادِسُ: عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: احْتَرَقَ بَیْتٌ بِالْمَدِیْنَةِ عَلٰی اَهْلِهٖ مِنَ اللَّیْلِ، فَلَمَّا حُدِّثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِشَاْنِهِمْ، قَالَ: ”اِنَّ هٰذِهِ النَّارَ عَدُوٌّ لَّكُمْ، فَاِذَا نِمْتُمْ، فَاَطْفِئُوْهَا عَنْكُمْ“ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◀◀ (چھٹی) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ مدینہ منورہ میں ایک گھر رات کو اہل خانہ سمیت جل گیا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ان لوگوں کے بارے میں عرض کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: یہ آگ تمہاری دشمن ہے۔ جب سونے لگو تو اسے بجھا دیا کرو۔ (متفق علیہ)

شرح:

سبحان اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی فراست پر قربان جاؤں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے تقریباً ساڑھے چودہ سو سال پہلے اس بات کو واضح کر دیا تھا کہ آگ تمہاری دشمن ہے اس کو بجا کر سونا، آج ہم دیکھتے ہیں کہ کئی لوگ اس طرح بھی اپنی جان کھو بیٹھتے ہیں کہ وہ رات کو ہیٹر، چولہا، گیس، وغیرہ بند کرنا بھول جاتے ہیں، جس کی وجہ سے ان کی وفات ہو جاتی ہے، کیونکہ سائنس کی روح سے دیکھا جائے تو یہ آگ ہائیڈروجن کو ختم کر دیتی ہے جس پر انسان کی زندگی چلتی ہے، یا دوسرا سبب یہ بنتا ہے کہ آگ جلنے کی وجہ سے کمرے یا مکان میں آگ لگ جاتی ہے اور لوگ آگ میں جل کر مر جاتے ہیں جیسا کہ مذکورہ حدیث میں بھی ایک گھر کے جلنے کی خبر دی گئی ہے۔

(۱۶۳) اَلسَّابِعُ: عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ”اِنَّ مَثَلَ مَا بَعَثَنِی اللّٰهُ بِهٖ مِنَ الْهُدٰی وَالْعِلْمِ كَمَثَلِ غَیْثٍ اَصَابَ اَرْضًا فَكَانَتْ مِنْهَا طَائِفَةٌ طَیِّبَةٌ، قَبِلَتِ الْمَاءَ فَاَنْبَتَتِ الْكَلَاَ وَالْعُشْبَ الْكَثِیْرَ، وَكَانَ مِنْهَا اَجَادِبُ اَمْسَكَتِ الْمَاءَ فَنَفَعَ اللّٰهُ بِهَا النَّاسَ فَشَرِبُوْا مِنْهَا وَسَقَوْا وَزَرَعُوْا، وَاَصَابَ طَائِفَةً مِّنْهَا اُخْرٰی اِنَّمَا هِیَ قِیْعَانٌ لَّا تُمْسِكُ مَاءً وَّلَا تُنْبِتُ كَلَاً، فَذٰلِكَ مَثَلُ مَنْ فَقُهَ فِیْ دِیْنِ اللّٰهِ وَنَفَعَهٗ بِمَا بَعَثَنِیَ اللّٰهُ بِهٖ فَعَلِمَ وَعَلَّمَ، وَمَثَلُ مَنْ لَّمْ یَرْفَعْ بِذٰلِكَ رَاْسًا وَّلَمْ

162: بخاری شریف، کتاب العلم، رقم الحدیث: 79، مسلم شریف، رقم الحدیث: 2282، ابن حبان، رقم الحدیث: 4، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث: 5843، مسند ابو یعلی، رقم الحدیث: 7311

163: مسلم شریف، کتاب الفضائل، رقم الحدیث: 2285

يَقْبَلْ هُدَى اللّٰهِ الَّذِیْ اُرْسِلْتُ بِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

"فَقُهَ" بِضَمِّ الْقَافِ عَلَى الْمَشْهُوْرِ وَقِيْلَ بِكَسْرِهَا: اَیْ صَارَ فَقِيْهًا ۔

◀◀ (ساتویں) حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے مجھے جس علم اور ہدایت کے ساتھ مبعوث فرمایا اس کی مثال بارش کی سی ہے۔ بارش زمین پر نازل ہوتی ہے تو زمین کے کچھ عمدہ قطعات پانی کو قبول کرتے ہیں' اور گھاس اور بہت سا سبزہ اگاتے ہیں' اور زمین کے کچھ قطعات سخت ہوتے ہیں۔ وہ پانی کو روک لیتے ہیں' اور اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے لوگوں کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ وہ ان سے پانی پیتے، پلاتے اور کھیتوں کو سیراب کرتے ہیں' اور زمین کے کچھ قطعات پر بارش ہوتی ہے جو چٹیل ہوتے ہیں' نہ پانی کو روکتے ہیں' اور نہ چارہ اگاتے ہیں۔ یہی مثال ہے اس شخص کی جو اللہ تعالیٰ کے دین کی سمجھ پیدا کرلے اور اسے وہ چیز نفع پہنچاتی ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے مجھے مبعوث فرمایا ہے' اور دوسرے اس شخص کی جو اس ہدایت کی طرف سر اُٹھا کر نہیں دیکھتا اور نہ ہی اللہ تعالیٰ کی اس ہدایت کو قبول کرتا ہے جس کے ساتھ مجھے مبعوث کیا گیا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

فقہ: مشہور یہ ہے کہ اس کے قاف پر پیش ہے' اور بعض کے نزدیک قاف کے زیر کے ساتھ ہے۔ اس کا معنی ہے: وہ فقیہ بن گیا، یعنی اس نے علم فقہ حاصل کیا۔

غیث: بمعنی بادل، بارش کا زمین پر برسنا۔

فانتبت: نباتاً، بمعنی اُگنا، سبزی کا زمین سے پھوٹنا۔

الکلاء: بمعنی گاس۔

العشب: از، عشباً، بمعنی سبز گاس والا ہونا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۹، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس سے چند مسائل اخذ ہوتے ہیں کہ علم دین ہر کسی کو نہیں ملتا بلکہ اُسی کے نصیب میں آتا ہے جس کا دل نرم اور حق کو قبول کرنے والا ہے یا جس سے اللہ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے جیسا کہ حدیث میں بھی آتا ہے کہ "اللہ جس سے بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کو دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے" اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرکے دوسروں کو بھی نیکی

کی دعوت دینی چاہیے، کسی نے کیا خوب کہا کہ۔

خودسراپا نور بن جانے سے کب بنتا ہے کام — تجھ کواس ظلمت کدے میں نور پھیلانا بھی ہے

حق نے کردیں دہری دہری خدمتیں تیرے سپرد — خود چمکنا ہی نہیں اور کو چمکانا بھی ہے

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مثال زمین کے ساتھ دی ہے اس لحاظ سے لوگوں کی تین اقسام بنتی ہیں

(۱) وہ لوگ جنہوں نے علم وحکمت کو جذب (حاصل) کیا اور اس سے خود بھی فائدہ اٹھایا اور دوسروں کو بھی سیراب کیا جیسے فقہاامت امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم وغیرہ،

(۲) وہ لوگ جنہوں نے علم دین تو حاصل کیا، جیسے بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو قرآن وحدیث خوب یاد ہوتا ہے مگران میں اجتہاد واستنباط کی صلاحیت نہ تھی ان لوگوں نے دوسروں کو فائدہ دیا جیسے محدثین کرام، (لیکن ان لوگوں نے بھی کچھ نہ کچھ فائدہ ضرور حاصل کیا)

(۳) وہ لوگ جنہوں نے علم دین حاصل ہی نہیں کیا اور نہ ان سے کسی کو کوئی فائدہ پہنچا جیسے کفار ومشرکین وغیرہ۔

(عمدۃ القاری، ج۱، ص۴۶۹، شرح مسلم للنووی،)

(۱۶۴) اَلثَّامِنُ: عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَثَلِیْ وَمَثَلُكُمْ كَمَثَلِ رَجُلٍ اَوْقَدَ نَارًا فَجَعَلَ الْجَنَادِبُ وَالْفَرَاشُ يَقَعْنَ فِيْهَا وَهُوَ يَذُبُّهُنَّ عَنْهَا، وَاَنَا اٰخِذٌ بِحُجَزِكُمْ عَنِ النَّارِ، وَاَنْتُمْ تَفَلَّتُوْنَ مِنْ يَدِیْ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

"اَلْجَنَادِبُ": نَحْوُ الْجَرَادِ وَالْفَرَاشِ، هٰذَا هُوَ الْمَعْرُوْفُ الَّذِیْ يَقَعُ فِی النَّارِ . وَ"الْحُجَزُ": جَمْعُ حُجْزَةٍ وَهِیَ مَعْقَدُ الْاِزَارِ وَالسَّرَاوِيْلِ .

◀◀ (آٹھویں) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میری اور تمہاری مثال اس آدمی کی سی ہے جس نے آگ جلائی تو مکڑیاں اور پروانے اس میں گرنا شروع ہوگئے اور وہ انہیں آگ میں گرنے سے روکتا ہے۔ میں تمہاری کمریں پکڑ پکڑ کر تمہیں آگ سے دور رکھنے کی کوشش کرتا ہوں اور تم میرے ہاتھوں سے چھوٹ چھوٹ جاتے ہو۔ (مسلم)

حل لغات:

الجنادب: مکڑی کی قسم کا کیڑا۔

الفراش: آگ میں گرنے کا عادی مشہور کیڑا پروانہ۔

الحجز: حجزہ کی جمع ہے چادر اور شلوار باندھنے کی جگہ۔

164: مسلم شریف، کتاب الاشربۃ، رقم الحدیث: 2033

تعارف راوی:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۴، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرما رہے ہیں کہ میں تم کو بدی سے روکتا ہوں کہ بدی نہ کرو یہ جہنم میں لے جائے گی لیکن تم میری بات پر دھیان ہی نہیں دیتے اور اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنا رہے ہو یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سچ ہوتا ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں کہ ہم نے جب سے اس پاک وطن میں بے حیائی اور برے کاموں کو فروغ دیا ہے تک سے نہ ہم اللہ کو منہ دیکھانے کے قابل ہیں اور یہ دنیا والے تو ویسے ہی ہم (پاکستانیوں) کو چور، ڈاکو، اور زانی جیسے برے القاب سے یاد کرتے ہیں کیا ملا ہم کو بے حیائی اپنا کر کیا ہمارے گھر نہیں اُجڑ گئے کیا ہماری نسلیں نہیں تباہ ہو گئیں، کیا ہماری ماؤں بہنوں کی عزت داؤ پر نہیں لگ گئی اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی کا تو ہم احساس تک نہیں کسی نے کیا خوب کہا تھا کہ،

نہ ادھر کے رہے نہ اُدھر کے رہے نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم

ہم کو نہ تو دنیا میں عزت ملی نہ خدا کی بارگاہ میں اور یہ صرف ہماری بداعمالیوں اور سنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ترک کرنے کی وجہ سے ہے آج بھی اگر ہم اپنے آپ کو سنوار لیں تو ہم پر وہ دن دور نہیں کہ پوری دنیا میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا دین راج کرے اور اہل اسلام کو وہ عزت پھر مل جائے جو حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں تھی۔

گرے ہوئے کھانے کو اٹھانے کی سنت:

(۱۶۵) اَلتَّاسِعُ: عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمَرَ بِلَعْقِ الْاَصَابِعِ وَالصَّحْفَةِ، وَقَالَ: "اِنَّكُمْ لَا تَدْرُونَ فِيْ اَيِّهَا الْبَرَكَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ: "اِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ اَحَدِكُمْ فَلْيَاْخُذْهَا، فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى، وَّلْيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطٰنِ، وَلَا يَمْسَحْ يَدَهُ بِالْمِنْدِيْلِ حَتّٰى يَلْعَقَ اَصَابِعَهُ فَاِنَّهُ لَا يَدْرِيْ فِيْ اَيِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ" .

وَفِيْ رِوَايَةٍ لَّهُ: "اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَحْضُرُ اَحَدَكُمْ عِنْدَ كُلِّ شَيْءٍ مِّنْ شَاْنِهِ، حَتّٰى يَحْضُرَهُ عِنْدَ طَعَامِهِ، فَاِذَا سَقَطَتْ مِنْ اَحَدِكُمُ اللُّقْمَةُ فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ اَذًى، فَلْيَاْكُلْهَا وَلَا يَدَعْهَا لِلشَّيْطٰنِ" .

◄◄ (نویں) حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگلیوں اور کھانے کے برتن کو چاٹنے کا حکم دیا اور فرمایا: تمہیں نہیں معلوم کہ ان میں سے کس میں برکت ہے۔ (مسلم)

165: بخاری شریف، احادیث الانبیاء، رقم الحدیث: 3349

اور مسلم کی ہی ایک روایت میں ہے: جب تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اس لقمے کو اُٹھائے۔اس کے ساتھ جو چیز لگ گئی ہو اسے دور کر کے وہ لقمہ کھالے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑ دے اور اپنے ہاتھ کو رومال سے نہ پونچھے جب تک کہ اپنی انگلیوں کو چاٹ نہ لے۔کیونکہ اسے معلوم نہیں کہ کھانے کے کون سے حصہ میں برکت ہے۔

اور مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے: شیطان تم میں سے ہر ایک کے کھانے میں موجود ہوتا ہے'اور اگر تم میں سے کسی کا لقمہ گر جائے تو اسے چاہیے کہ اس کے ساتھ جو کوئی چیز لگ گئی ہو اسے دور کرے'اور وہ لقمہ کھالے اور اسے شیطان کے لئے نہ چھوڑ دے۔

حل لغات:

یلعق: از، لعقاً، بمعنی زبان سے چاٹنا۔

الصحفة: بڑا پیالہ جو 5 آدمیوں کو کفایت کر جائے۔

تعارف راوی:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۴، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گرے ہوئے کھانے کو اٹھا کر کھانے کا حکم اس لیے دیا کہ کہیں اس میں برکت نہ ہو اور انگلیوں کو چاٹنے کی بھی یہی وجہ ہے،اس طرح کرنے میں تواضع وانکساری کا اظہار بھی ہے،اور اس طرح کرنے سے متکبرین کے عمل سے اجتناب بھی ہو جاتا ہے،اللہ کی نعمت کی قدردانی ہوتی ہے،اور شیطان کی تذلیل بھی ہوتی ہے۔

(دلیل الفالحین،روضۃ المتقین،تحت حدیث مذکورہ)

ایک بار حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ سے لقمہ گر گیا تو نہوں نے فوراً اٹھایا صاف کیا،تو کچھ لوگوں نے کہا کہ یہاں پر غیر مسلموں کے سردار بھی موجود ہیں یہ کیا کہیں گے (یعنی آپ ایسا نہ کریں) تو حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کیا میں بے وقوفوں کی وجہ سے اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ترک کر دوں؟؟

جنتی لباس:

(۱۶۶) اَلْعَاشِرُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَ: قَامَ فِیْنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِمَوْعِظَۃٍ، فَقَالَ: "یَا اَیُّھَا النَّاسُ، اِنَّکُمْ مَحْشُوْرُوْنَ اِلَی اللّٰہِ تَعَالٰی حُفَاۃً عُرَاۃً غُرْلًا ﴿ کَمَا بَدَاْنَا اَوَّلَ خَلْقٍ نُعِیْدُہٗ وَعْدًا عَلَیْنَا اِنَّا کُنَّا فَاعِلِیْنَ ﴾ (لأنبیاء:103) اَلَا وَاِنَّ اَوَّلَ الْخَلَائِقِ یُکْسٰی

166: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث:6220

يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِبْرَاهِيْمُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَلَا وَاِنَّهُ سَيُجَاءُ بِرِجَالٍ مِّنْ اُمَّتِي فَيُؤْخَذُ بِهِمْ ذَاتَ الشِّمَالِ، فَاَقُوْلُ: يَا رَبِّ اَصْحَابِيْ . فَيُقَالُ: اِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا اَحْدَثُوْا بَعْدَكَ . فَاَقُوْلُ كَمَا قَالَ الْعَبْدُ الصَّالِحُ: ﴿وَكُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ﴾ اِلٰى قَوْلِهِ: ﴿الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ﴾ (المائدة: 117-118) فَيُقَالُ لِيْ: اِنَّهُمْ لَمْ يَزَالُوْا مُرْتَدِّيْنَ عَلٰى اَعْقَابِهِمْ مُنْذُ فَارَقْتَهُمْ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"غُرْلًا": اَيْ غَيْرَ مَخْتُوْنِيْنَ .

◀◀ (دسویں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں وعظ فرمانے کے لئے ہمارے درمیان کھڑے ہوئے پس ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ کی طرف ننگے پاؤں، ننگے جسم اور بغیر ختنہ کئے اُٹھائے جاؤ گے۔ ''جیسا کہ ہم نے آغاز کیا تھا ابتدائے آفرینش کا اسی طرح ہم اسے لوٹائیں گے۔ یہ وعدہ پورا کرنا ہم پر لازم ہے۔ یقیناً ہم ایسا کرنے والے ہیں'۔ خبردار! قیامت کے دن مخلوقات میں سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو لباس پہنایا جائے گا۔ سنو! اور میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے اور انہیں پکڑ کر بائیں جانب (یعنی آگ کی طرف) لے جایا جائے گا۔ میں عرض کروں گا؟ اے میرے پروردگار! یہ میرے امتی ہیں' تو ارشاد ہوگا: آپ کو معلوم نہیں کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا نئی نئی باتیں ایجاد کیں۔ تو میں ایک پاکباز بندے کی طرح عرض کروں گا: ''اور تھا میں ان پر گواہ جب تک میں رہا ان میں پھر جب تو نے مجھے اُٹھالیا تو تو ہی نگران تھا ان پر○ اور تو ہر چیز کا مشاہدہ کرنے والا ہے○ اگر تو عذاب دے انہیں' تو وہ بندے ہیں تیرے اور اگر تو بخش دے ان کو تو بلاشبہ تو ہی سب پر غالب ہے' اور بڑا دانا ہے○''۔
تو فرمایا جائے گا: جب آپ ان سے جدا ہوئے تو اس کے بعد وہ مسلسل اپنی ایڑیوں پر پلٹتے رہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

حفاۃ: از، حفاً، بمعنی ننگے پاؤں چلنا،

عراۃ: از، عریاً، بمعنی ننگا ہونا۔

غرلا: کا معنی ہے: بغیر ختنہ کئے ہوئے، غیر مختون۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۱۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

قیامت کے دن سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے لباس پہنانے کی فضلیت سے خاص کیوں کیا گیا

ہے اس کے متعلق علماء کرام کے چند اقوال ہیں، یا تو اس لیے کہ وہ دنیا میں فقراء اور مساکین کو بہت زیادہ لباس دیتے تھے، یا اس لیے کہ جب نمرود نے آپ علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا قصد کیا تو آپ علیہ السلام کے کپڑے اتار لیے تھے، یا پھر اس لیے کہ آپ علیہ السلام دنیا میں بھی بہت زیادہ ستر چھپانے والے تھے، واللہ اعلم۔

(مرقاۃ فی شرح المشکوۃ، از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ، دلیل الفالحین تحت حدیث مذکورہ)

لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت ابرھیم علیہ السلام سے بھی پہلے جنتی لباس زیب تن کروایا جائے گا جیسا کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دوسری حدیث میں فرمایا۔

انا اوّل من ینشق عنہ الارض فاکسی الحلۃ من حُلَل الجنۃ ثم اقوم عن یمین العرش لیس احد من الخلائق یقوم ذلک المقام غیری

(محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی، امام، جامع ترمذی، مکتبہ رحمانیہ لاہور، ابواب المناقب باب من فضائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم (غیر موسوم باب)، ص ۶۷۹)

میں ہی وہ ہوں جس سے سب سے پہلے زمین چیری جائے گی (یعنی میری قبر سب سے پہلے کھلے گی) تو مجھے جنت کے ملبوسات میں سے ایک لباس زیب تن کروایا جائے گا پھر میں عرش کی دائیں جانب کھڑا ہوں گا اور یہ وہ جگہ ہے جہاں میرے علاوہ مخلوقات میں سے کوئی بھی کھڑا نہ ہوگا۔

علماء کرام فرماتے ہیں یہی وہ جگہ ہے جس کو مقامِ محمود کہتے ہیں جس کا اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرما رکھا ہے۔

پیش حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ کی دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ کی

جن کو جہنم میں ڈالا جائے گا ان سے وہ بدعتی مراد ہیں جنہوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے مخالف نئی باتیں نکالیں اور پر ہم پہلے بیان کر چکے ہیں۔ ابو الاحمد غفرلہ،،

(۱۶۷) اَلْحَادِیْ عَشَرَ: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مُغَفَّلٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: نَھٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَنِ الْخَذْفِ، وقَالَ: "اِنَّہُ لَا یَقْتُلُ الصَّیْدَ، وَلَا یَنْکَأُ الْعَدُوَّ، وَاِنَّہُ یَفْقَأُ الْعَیْنَ، وَیَکْسِرُ السِّنَّ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ: اَنَّ قَرِیْبًا لِّابْنِ مُغَفَّلٍ خَذَفَ فَنَھَاہُ، وَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنِ الْخَذْفِ، وَقَالَ: "اِنَّھَا لَا تَصِیْدُ صَیْدًا" ثُمَّ عَادَ، فَقَالَ: اُحَدِّثُکَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَھٰی عَنْہُ، ثُمَّ عُدْتَّ تَخْذِفُ!؟ لَا اُکَلِّمُکَ اَبَدًا۔

◄◄ (گیارھویں) حضرت ابو سعید عبداللہ بن مغفل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

167: بخاری شریف، کتاب الحج، رقم الحدیث: 1597

انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان رکھ کر پتھر پھینکنے سے منع کیا اور فرمایا: یہ نہ شکار مارتا ہے' اور نہ دشمن کو قتل کرتا ہے البتہ یہ آنکھ نکال دیتا ہے' اور دانت توڑ دیتا ہے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ حضرت مغفل کے کسی عزیز نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان رکھ کر پتھر پھینکا تو آپ نے اسے منع کیا اور فرمایا: بے شک رسول اللہ ﷺ نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے درمیان پتھر رکھ کر پھینکنے سے منع کیا ہے' اور آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ بے شک یہ شکار کو نہیں مارتا ہے۔ اس شخص نے دوبارہ ایسے ہی کیا تو (حضرت مغفل رضی اللہ عنہ نے) فرمایا: میں نے تجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے' اور پھر تو اس طرح پتھر پھینکنے لگ گیا ہے۔ سو میں تیرے ساتھ کبھی کلام نہیں کروں گا۔

حل لغات:

الخذف: از، خذفاً، بمعنی انگلیوں سے کنکری مارنا۔

ینکا: از، نکاءً، بمعنی خونریزی کرنا۔

یفقا: از، فقاءً، بمعنی آنکھ پھوڑنا۔

تعارف راوی:

عبداللہ ابن مغفل: آپ مزنی ہیں، بیعت رضوان میں شریک ہوئے اولاً مدینہ منورہ میں پھر بصرہ میں رہے آپ ان گیارہ میں سے ہیں جنہیں حضرت عمر نے بصرہ بھیجا لوگوں کو علم فقہ سکھانے کے لیے، آپ نے بصرہ میں ۶۰ھ ساٹھ میں وفات پائی، آپ سے خواجہ حسن بصری وغیرہ نے روایات لیں حسن بصری فرماتے ہیں کہ بصرہ میں ان سے افضل کوئی نہ ہوا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف العین،)

شرح:

"لَا اُكَلِّمُكَ اَبَدًا" میں تم سے کبھی کلام نہیں کروں گا اسی حدیث کے تحت علامہ نووی علیہ الرحمۃ شرح مسلم میں فرماتے ہیں کہ معلوم ہوا کہ اہل بدعت اور فاسق و فاجر سے قطع تعلق کرنا جائز ہے۔ (شرح مسلم للنووی)

ویسے کسی سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی جائز نہیں جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں کہ تین دن سے زیادہ اپنے مسلمان بھائی سے قطع تعلق رہے"۔

(ابوداؤد شریف، کتاب الادب، باب ہجر الرجل اخاہ)

(۱۶۸) وَعَنْ عَابِسِ بْنِ رَبِيعَةَ، قَالَ: رَأَيْتُ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ يُقَبِّلُ الْحَجَرَ - يَعْنِي: الْاَسْوَدَ - وَيَقُولُ: اِنِّي اَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ مَّا تَنْفَعُ وَلَا تَضُرُّ، وَلَوْلَا اَنِّي رَاَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ

168: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 125

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ ـ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀◀ حضرت عابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ حجر اسود کو بوسہ دے رہے ہیں' اور فرمار ہے ہیں: میں جانتا ہوں کہ تو پتھر ہے۔ نہ نفع پہنچا سکتا ہے' اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔

(متفق علیہ)

شرح:

یعنی اے حجر اسود میں تجھے صرف اس لیے بوسہ دے رہا ہوں کہ تجھے میرے نبی نے بوسی دیا ہے، یعنی حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجر اسود کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سمجھ کر ہی بوسہ دیتے تھے، اس سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں حکمت کو تلاش نہیں کرنا چاہیے کیونکہ کبھی حکمت نظر آتی ہے اور کبھی نہیں آتی، جیسے حجر اسود کو بوسہ دینے میں حکمت نظر نہیں آتا مگر اصل مقصد اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، (دلیل الفالحین تحت حدیث مذکورہ)

اس طرح علماء کرام فرماتے ہیں کہ حجر اسود کے علاوہ کسی اور پتھر کو بوسی دینا جائز نہیں، کیونکہ اس کا حکم نبی اکرم نے دیا ہے کسی اور پتھر کا نہیں دیا، (فتاوٰی عالمگیری)

۱۷-بَابٌ فِیْ وُجُوْبِ الْاِنْقِیَادِ لِحُکْمِ اللّٰہِ وَمَا یَقُوْلُ مَنْ دُعِیَ اِلٰی ذٰلِکَ وَاُمِرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نُھِیَ عَنِ الْمُنْکَرِ

اللہ تعالیٰ کے حکم کے ماننے کے واجب ہونے اور جو اس کی طرف بلایا جائے اور جسے نیکی کا حکم دیا جائے اور برائی سے منع کیا جائے اس کے متعلق بیان

واجب کی تعریف:

جس کا ہونا ایسی دلیل سے ثابت ہو جس میں شبہ ہو، جیسے خبر واحد، اور اس کے کرنے پر ثواب دیا جاتا ہے اور اس کے ترک پر عتاب کیا جاتا ہے، اور اس کے انکار کرنے والے کو گمراہ کہا جائے گا مگر تکفیر نہیں کی جائے گی۔

(کتاب التعریفات للشریف جرجانی، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ فَلَا وَرَبِّکَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰی یُحَکِّمُوْکَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَھُمْ ثُمَّ لَا یَجِدُوْا فِیْٓ اَنْفُسِھِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَیْتَ وَیُسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا ۝ ﴾ (النساء: 65)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم! وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں پھر جو کچھ تم فرما دو اپنے دلوں میں اس سے رکاوٹ نہ پائیں اور جی سے مان لیں۔

تشریح:

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کا کسی شخص سے نالیوں سے باغ میں پانی لینے کے بارے میں جھگڑا ہو پڑا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زبیر (رضی اللہ عنہ) تم پانی پلا لو اس کے بعد پانی کو انصاری کے باغ میں جانے دو اس پر انصاری نے کہا ہاں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تو آپ کے پھوپھی کے لڑکے ہیں یہ سن کر آپ کا چہرہ متغیر ہو گیا ہے فرمایا زبیر (رضی اللہ عنہ) تم پانی پلا لو پھر پانی کو روکے رکھو یہاں تک کہ باغ کی دیواروں تک پہنچ جائے پھر اپنے پڑوسی کی طرف چھوڑ دو۔

پہلے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی صورت نکالی تھی کہ جس میں سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو تکلیف نہ ہو اور انصاری کشادگی ہو جائے لیکن جب انصاری نے اسے اپنے حق میں بہتر نہ سمجھا تو آپ نے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کو ان کا پورا حق دلوایا سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جہاں تک میرا خیال ہے یہ آیت "فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا "(4۔النساء:65)اسی بارے میں نازل ہوئی ہے،

مسند احمد کی ایک مرسل حدیث میں ہے کہ یہ انصاری رضی اللہ عنہ بدری تھے۔(صحیح بخاری:2708)

اور ایک روایت میں ہے دونوں میں جھگڑا یہ تھا کہ پانی کی نہر سے پہلے سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ کا کھجوروں کا باغ پڑتا تھا پھر اس انصاری کا انصاری کہتے تھے کہ پانی روکو مت یونہی پانی دونوں باغوں میں ایک ساتھ آئے۔(صحیح بخاری:2359)

ابن ابی حاتم میں ہے کہ یہ دونوں دعویدار سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ اور سیدنا حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ تھے آپ کا فیصلہ ان میں یہ ہوا کہ پہلے اونچے والا پانی پلا لے پھر نیچے والا۔(تفسیر ابن ابی حاتم:3/5559)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۝﴾ (النور: 51)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مسلمانوں کی بات تو یہی ہے جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائیں کہ عرض کریں ہم نے سنا اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو پہنچے۝

وَفِيْهِ مِنَ الْاَحَادِيْثُ: حَدِيْثُ اَبِيْ هُرَيْرَةَ الْمَذْكُوْرُ فِيْ اَوَّلِ الْبَابِ قَبْلَهٗ وَغَيْرُهٗ مِنَ الْاَحَادِيْثُ فِيْهِ.

اس بارے میں متعدد حدیثیں ہیں۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث اس سے پہلے باب میں گزر چکی ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی احادیث ہیں۔

(۱۶۹) عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ﴾ الْاٰيَةَ (البقرۃ:283) اشْتَدَّ ذٰلِكَ عَلٰى اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَتَوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ بَرَكُوْا عَلَى الرُّكَبِ، فَقَالُوْا: اَيْ رَسُوْلَ اللّٰهِ، كُلِّفْنَا مِنَ الْاَعْمَالِ مَا نُطِيْقُ: الصَّلٰوةَ وَالْجِهَادَ وَالصِّيَامَ وَالصَّدَقَةَ، وَقَدْ اُنْزِلَتْ عَلَيْكَ هٰذِهِ الْاٰيَةُ وَلَا نُطِيْقُهَا. قَالَ

169: بخاری شریف، کتاب الصلح، رقم الحدیث:2697

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَقُوْلُوْا كَمَا قَالَ اَهْلُ الْكِتَابَيْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ: سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا؟ بَلْ قُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ" فَلَمَّا اقْتَرَاَهَا الْقَوْمُ، وَذَلَّتْ بِهَا اَلْسِنَتُهُمْ اَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ اِثْرِهَا: ﴿ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ﴾ (البقرة:285) فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِكَ نَسَخَهَا اللّٰهُ تَعَالٰى، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ - عَزَّوَجَلَّ -: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا ﴾ (البقرة:286) قَالَ: نَعَمْ ﴿ رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَا اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا ﴾ قَالَ: نَعَمْ ﴿ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ﴾ قَالَ: نَعَمْ ﴿ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴾ قَالَ: نَعَمْ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◂◂ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا: جب رسول اللہ ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی: (لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ) "اللہ ہی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے' اگر تم ظاہر کرو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے یا پوشیدہ رکھو اللہ تعالیٰ اس پر تمہارا محاسبہ کرے گا"۔ تو رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر یہ شاق گزرا ہوا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے پھر گھٹنوں کے بل بیٹھے اور عرض کیا: یارسول اللہ! پہلے تو ہمیں ان اعمال کا مکلّف بنایا گیا تھا جن کی ہم طاقت رکھتے تھے۔ مثلاً نماز، جہاد، روزہ اور صدقہ وغیرہ اور اب آپ پر یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ اس کی تو ہم طاقت نہیں رکھتے۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: کیا تم وہی بات کہنا چاہتے ہو جو تم سے پہلے اہل کتاب یہود و نصاریٰ نے کہی تھی کہ ہم نے سنا اور نافرمانی کی بلکہ تم کہو: ہم نے سنا اور اطاعت کی۔ اے ہمارے رب! ہم تیری مغفرت چاہتے ہیں' اور تیری طرف ہی لوٹ کر جانا ہے۔ پس جب لوگوں نے اسے پڑھا اور اس سے ان کی زبانیں نرم ہوگئیں تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَا اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (البقرة:285) ایمان لایا یہ رسول اس کتاب پر جو اتاری گئی ہے اس کی طرف اس کے رب کی طرف سے اور ایمان لائے مومن یہ سب دل سے مانتے ہیں اللہ کو اور اس کے فرشتوں کو اور اس کی کتابوں کو اور اس کے رسولوں کو نیز کہتے ہیں ہم فرق نہیں کرتے کسی میں بھی اس کے رسولوں سے اور انہوں نے کہا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی۔ اے ہمارے رب! ہماری مغفرت فرما! اور تیری ہی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پس جب انہوں نے یہ کرلیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے منسوخ کردیا اور اللہ عزوجل نے یہ

آیت نازل فرمائی: لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا لَھَا مَا کَسَبَتْ وَعَلَیْھَا مَا اکْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِیْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا (البقرۃ:286) ''اللہ تعالیٰ کسی جان کو اسی کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا' اسی کے لیے ہے اس کا اچھا عمل اور اسی پر اس کی برائی کا وبال ہے' اے ہمارے رب! ہماری بھول اور خطا پر ہماری گرفت نہ فرمانا''۔فرمایا کہ ہاں! ''رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَہٗ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِنَا '' ''اے ہمارے رب! اور ہم پر بوجھ نہ ڈالنا ایسا کہ جیسا ہم سے پہلوں پر ڈالا گیا۔فرمایا: ہاں! وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ اور ہمیں معاف فرمادے' اور ہماری بخشش کردے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مولا ہے سو ہماری کافروں کی قوم کے خلاف مدد فرما''۔

حل لغات:

کلفنا: از، تکلیفاً، بمعنی مشکل کام کا حکم دینا، مکلّف بنانا۔

نسخھا: از، نسخا، بمعنی ختم کرنا، زائل کرنا، باطل کرنا۔

السنتھم: از، لساناً، بمعنی زبان۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

وہ وسوسے اور خیالات جو انسان کے دل میں بغیر قصد اور ارادہ کے آجاتے ہیں معاف ہیں، مگر جس کا ذکر قرآن میں آیا ہے وہ ایسے خیالات ہیں جن کو انسان اپنے قصد اور ارادہ کے ساتھ اپنے دل میں جماتا ہے اور پھر اس پر عمل کرنے کی بھی کوشش کرتا ہے مگر کسی وجہ سے اس پر عمل نہیں کرسکتا ان پر قیامت کے محاسبہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اللہ کسی کو اس کی جان کی حیثیت سے مکلّف بناتا ہے'' تو غیر ارادی برے خیالات میں انسان مجبور ہے مگر اردتاً ایسا کرے تو اس میں انسان کا اپنا قصور ہے۔اللہ تعالیٰ ہمیں قلب و ظاہر کی طہارت عطا فرمائے اور ہمارے ظاہر و باطن کو ایک جیسا کردے۔

۱۸-بَابٌ فِي النَّهْيِ عَنِ الْبِدْعِ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُوْرِ

بدعتوں اور نئے امور کی ممانعت کے متعلق بیان

بدعت حسنہ کی تعریف:

ہر وہ نیا کام جو کسی سنت کے خلاف نہ ہو جیسے دینی مدارس، محفل میلاد وغیرہ۔ (جاء الحق، ۲۰۸)

بدعت سیّیہ کی تعریف:

وہ نئی چیز جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے خلاف ہو، خواہ وہ علم ہو یا حال ہو، اور اس کی بنیاد کسی شبہ یا قیاس خفی پر ہو اور اس چیز کو دین قویم اور صراط مستقیم بنا لیا جائے۔ (شرح صحیح مسلم، ج۲، ۵۵۱،)

آیت نمبر: 1 :قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلَالُ ﴾ (یونس: 32)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر حق کے بعد کیا ہے مگر گمراہی۔

آیت نمبر: 2 : وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ مَا فَرَّطْنَا فِي الْكِتَابِ مِنْ شَيْءٍ ﴾ (الانعام: 38)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ہم نے اس کتاب میں کچھ اُٹھا نہ رکھا۔

آیت نمبر: 3 :

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ﴾ (النساء: 59)

اَيِ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ .

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اُٹھے تو اسے اللہ اور رسول کے حضور رجوع کرو۔ یعنی قرآن کریم اور سنت کی طرف۔

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهِ ﴾ (الانعام: 153)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور یہ کہ یہ ہے میرا راستہ تو اس پر چلو اور اور راہیں نہ چلو کہ تمہیں اس کی راہ سے جدا کر دیں گی۔

تشریح:

یہ اور ان جیسی آیتوں کی تفسیر میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول تو یہ ہے کہ "اللہ تعالیٰ مومنوں کو باہم اعتماد کا حکم دیتا ہے اور اختلاف وفرقہ بندی سے روکتا ہے اس لیے کہ اگلے لوگ اللہ کے دین میں پھوٹ ڈالنے ہی سے تباہ ہوئے تھے"۔

مسند میں ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور فرمایا: اللہ کی سیدھی راہ یہی ہے پھر اس کے دائیں بائیں اور لکیریں کھینچ کر فرمایا: ان تمام راہوں پر شیطان ہے جو اپنی طرف بلا رہا ہے پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کا ابتدائی حصہ تلاوت فرمایا۔ (مسند احمد:1/465)

اسی حدیث کی شاہد وہ حدیث ہے جو مسند وغیرہ میں سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے سامنے ایک سیدھی لکیر کھینچی اور فرمایا: یہ شیطانی راہیں ہیں اور بیچ کی لکیر پر انگلی رکھ کر اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ (سنن ابن ماجہ:11) ابن ماجہ میں اور بزار میں بھی یہ حدیث ہے۔

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا صراط مستقیم کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "جس پر ہم نے اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑا اسی کا دوسرا سرا جنت میں جا ملتا ہے اس کے دائیں بائیں بہت سی اور راہیں ہیں جن پر لوگ چل رہے ہیں اور دوسروں کو بھی اپنی طرف بلا رہے ہیں جو ان راہوں میں سے کسی راہ ہو لیا وہ جہنم میں پہنچا" پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت فرمائی۔ (تفسیر ابن جریر الطبری:14170/1)

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی مثال بیان فرمائی، اس راستے کے دونوں طرف دو دیواریں ہیں جن میں بہت سے دروازے ہیں اور سب چوپٹ کھلے پڑے ہیں اور ان پر پردے لٹکے ہوئے ہیں اس سیدھی راہ کے سرے پر ایک پکارنے والا ہے پکارتا رہتا ہے کہ لوگو! تم سب اس صراط مستقیم پر آ جاؤ راستے میں بکھر نہ جاؤ، بیچ راہ کے بھی ایک شخص ہے، جب کوئی شخص ان دروازوں میں سے کسی کو کھولنا چاہتا ہے تو وہ کہتا ہے خبردار اسے نہ کھول، کھولو گے تو سیدھی راہ سے دور نکل جاؤ گے۔پس سیدھی راہ اسلام ہے دونوں دیواریں اللہ کی حدود ہیں کھلے ہوئے دروازے اللہ کی حرام کردہ چیزیں ہیں نمایاں شخص اللہ کی کتاب ہے اوپر سے پکارنے والا اللہ کی طرف کا نصیحت کرنے والا ہے جو ہر مومن کے دل میں ہے۔ (سنن ترمذی:2859)

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِىْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ﴾

(آل عمران:31)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا' اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

تشریح:

اس آیت نے فیصلہ کر دیا جو شخص اللہ کی محبت کا دعویٰ کرے اور اس کے اعمال افعال عقائد فرمان نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نہ ہوں، طریقہ محمدیہ پر وہ کاربند نہ ہو تو وہ اپنے اس دعوے میں جھوٹا ہے۔
حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص کوئی ایسا عمل کرے جس پر ہمارا حکم نہ ہو وہ مردود ہے (یعنی جس کی اصل قرآن و حدیث میں نہ ہو، ابوالاحمد غفرلہ)، اسی لیے یہاں بھی ارشاد ہوتا ہے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھنے کے دعوے میں سچے ہو تو میری سنتوں پر عمل کرو اس وقت تمہاری چاہت سے زیادہ اللہ تمہیں دے گا یعنی وہ خود تمہارا چاہنے والا بن جائے گا۔ جیسے کہ بعض حکیم علماء نے کہا ہے کہ تیرا چاہنا کوئی چیز نہیں لطف تو اس وقت ہے کہ اللہ تجھے چاہنے لگ جائے۔ غرض اللہ کی محبت کی نشانی یہی ہے کہ ہر کام میں اتباع سنت مدنظر ہو۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دین صرف اللہ کے لیے محبت اور اسی کے لیے دشمنی کا نام ہے، پھر آپ نے اسی آیت کی تلاوت کی۔ (تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعلُوْمَةٌ .

اس باب سے متعلق آیات بہت زیادہ مشہور ہیں۔

اور احادیث بھی اس باب میں بے شمار ہیں، ہم ان میں سے چند ایک بیان کریں گے۔

(۱۷۰) عن عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ اَحْدَثَ فِيْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: "مَنْ عَمِلَ عَمَلًا لَّيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنا فَهُوَ رَدٌّ" .

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے ہمارے اس معاملہ (دین) میں نئی بات ایجاد کی تو وہ مردود ہے۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت میں ہے۔ جس نے وہ کام کیا جس پر ہمارا فرمان نہیں، تو وہ مردود ہے۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر: ۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی شرح ہم پہلے کر چکے ہیں (یعنی وہ نئی بات مردود ہے، جس کی اصل دین میں نہ ہو یا جو دین سلام کے مخالف ہو، واللہ اعلم)

(۱۷۱) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا خَطَبَ

170: مسلم شریف، کتاب الجمعہ، رقم الحدیث: 867

احْمَرَّتْ عَيْنَاهُ، وَعَلَا صَوْتُهُ، وَاشْتَدَّ غَضَبُهُ، حَتّٰى كَاَنَّهٗ مُنْذِرُ جَيْشٍ، يَقُوْلُ: "صَبَّحَكُمْ وَمَسَّاكُمْ" وَيَقُوْلُ: "بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ" وَيَقْرِنُ بَيْنَ اِصْبَعَيْهِ السَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى، وَيَقُوْلُ: "اَمَّا بَعْدُ، فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ، وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ" ثُمَّ يَقُوْلُ: "اَنَا اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَّفْسِهٖ، مَنْ تَرَكَ مَالًا فَلِاَهْلِهٖ، وَمَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضِيَاعًا فَاِلَيَّ وَعَلَيَّ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◄◄ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب خطبہ ارشاد فرماتے تو آپ کی آنکھیں سرخ ہو جاتیں اور آپ کی آواز بلند ہو جاتی اور غصہ میں اضافہ ہو جاتا گویا کہ آپ کسی لشکر سے ڈرا رہے ہیں' اور فرماتے کہ وہ تم پر صبح کو آ جائے گا یا شام کو آئے گا' اور فرماتے: میری بعثت اور قیامت ان دو کی طرح ہیں' اور آپ اپنی درمیانی انگلی اور شہادت کی انگلی کو ملاتے اور فرماتے: اما بعد! بیشک بہترین بات اللہ کی کتاب ہے' اور بہترین ہدایت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت ہے۔
اور سب سے بُرے کام وہ ہیں جو نئے ایجاد کیے جائیں (دین میں) اور ہر بدعت (سیئہ) گمراہی ہے۔ پھر فرماتے: میں مومن پر اس کی جان سے بھی زیادہ حق رکھتا ہوں' جو شخص مال ترکہ کے طور پر چھوڑے تو وہ اس کے وارثوں کے لئے ہے' اور جو قرض اور اہل و عیال چھوڑ کر مرے تو ان کی ذمہ داری مجھ پر ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

احمرت: از، احمراراً، بمعنی سرخ ہونا۔
جیش: بمعنی لشکر۔

تعارف راوی:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۴ میں ہو چکا ہے۔

شرح:

سبحان اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت پر صد جان سے قربان جاؤں "فرمایا کہ میں مسلمانوں کا ان کی جانوں سے بھی زیادہ والی ہوں، اور آگے تو سخاوت کی انتہا فرما دی کہ مال و ترکہ میں نہیں لیتا لیکن اگر کسی پر قرض ہو تو میں اُس کو ادا کروں گا" معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لیتے نہیں صرف دیتے ہیں۔

وَعَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ حَدِيْثُهُ السَّابِقُ فِيْ بَابِ الْمُحَافَظَةِ عَلَى السُّنَّةِ۔

◄◄ اور حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے حدیث مروی ہے' جو باب "سنت پر محافظت" میں گزر چکی ہے۔

171: مسلم شریف، کتاب الزکاۃ، رقم الحدیث: 1017

۱۹-بُابٌ فِیْمَنْ سَنَّ سُنَّۃً حَسَنَۃً اَوْ سَیِّئَۃً

جس نے اچھا یا برا طریقہ شروع کیا اس کے متعلق بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَالَّذِیْنَ یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا ھَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعْیُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِیْنَ اِمَامًا۝﴾ (الفرقان:74)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور وہ جو عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں دے ہماری بیبیوں اور ہماری اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا بنا۝

تشریح:

اس دعا سے ان کی غرض خوبصورتی اور جمال نہیں بلکہ نیکی اور خوش خلقی کی ہے۔ مسلمان کی سچی خوشی اسی میں ہے کہ وہ اپنے اہل وعیال کو، دوست احباب کو اللہ کا فرماں بردار دیکھے۔ وہ ظالم نہ ہوں، بدکار نہ ہوں۔ سچے مسلمان ہوں۔

سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر ایک صاحب فرمانے لگے: ان کی آنکھوں کو مبارک باد ہو جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے۔ کاش کہ ہم بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے اور تمہاری طرح فیض صحبت حاصل کرتے۔ اس پر سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ ناراض ہوئے تو نفیر کہتے ہیں: مجھے تعجب معلوم ہوا کہ اس بات میں کوئی برائی نہیں، پھر یہ کیوں خفا ہو رہے ہیں؟ اتنے میں سیدنا مقداد رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ کہ اس چیز کی آرزو کرتے ہیں کہ جو قدرت نے انہیں نہیں دی۔ اللہ ہی کو علم ہے کہ یہ اگر اس وقت ہوتے تو ان کا کیا حال ہوتا؟ واللہ وہ لوگ بھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں تھے جنہوں نے نہ آپ کی تصدیق کی، نہ تابعداری کی اور اوندھے منہ جہنم میں گئے۔ تم اللہ کا یہ احسان نہیں مانتے کہ اللہ نے تمہیں اسلام میں اور مسلمان گھروں میں پیدا کیا؟ پیدا ہوتے ہی تمہارے کانوں میں اللہ کی توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پڑی اور ان بلاؤں سے تم بچا لئے گئے جو تم سے اگلے لوگوں پر آئی تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تو ایسے زمانے میں مبعوث ہوئے تھے جس وقت دنیا کی اندھیر نگری اپنی انتہا پر تھی۔ اس وقت دنیا والوں کے نزدیک بت پرستی سے بہتر کوئی مذہب نہ تھا۔ آپ فرقان لے کر آئے، حق و باطل میں تمیز کی۔ باپ بیٹے جدا ہو گئے۔ مسلمان اپنے باپ دادوں، بیٹوں، پوتوں، دوست احباب کو کفر پر دیکھتے، ان سے انہیں کوئی محبت پیار نہیں ہوتا تھا بلکہ کڑھتے

تھے کہ یہ جہنمی ہیں اسی لیے ان کی دعائیں ہوتی تھیں کہ ہمیں ہماری اولاد اور بیویوں سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما کیونکہ کفار کو دیکھ کر ان کی آنکھیں ٹھنڈی نہیں ہوتی تھیں۔ (مسند احمد:6/3)

اس دعا کا آخر یہ ہے کہ ہمیں لوگوں کا رہبر بنا دے کہ ہم انہیں نیکی کی تعلیم دیں، لوگ بھلائی میں ہماری اقتداء کریں۔ ہماری اولاد ہماری راہ چلے تاکہ ثواب بڑھ جائے اور ان کی نیکیوں کا باعث بھی ہم بن جائیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ انسان کے مرتے ہی اس کے اعمال ختم ہو جاتے ہیں مگر تین چیزیں؛ نیک اولاد جو اس کے لیے دعا کرے یا علم جس سے اس کے بعد نفع اٹھایا جائے یا صدقہ جاریہ۔

(صحیح مسلم:3084تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَجَعَلْنَاهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا ﴾ (الْاَنبياء: 73)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ہم نے انہیں امام کیا کہ ہمارے حکم سے بلاتے ہیں۔

(۱۷۲) عَنْ اَبِیْ عَمرو جَرِيْرِ بْن عَبْدِ الله رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كنا فِیْ صَدْرِ النَّهَارِ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَجَائَهُ قَوْمٌ عُرَاةٌ مُّجْتَابِی النِّمَارِ اَوِ الْعَبَاءِ، مُتَقَلِّدِی السُّيُوْفِ، عَامَّتُهُمْ مِنْ مُّضَرَ بَلْ كُلُّهُمْ مِنْ مُّضَرَ، فَتَمَعَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا رَاٰی بِهِمْ مِنَ الْفَاقَةِ ، فَدَخَلَ ثُمَّ خَرَجَ، فَاَمَرَ بِلاَلًا فَاَذَّنَ وَاَقَامَ، فَصَلّٰى ثُمَّ خَطَبَ، فَقَالَ: "﴿ يَا اَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ ﴾ اِلٰى اٰخِرِ الْاٰيَةِ: ﴿ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾، وَالْاٰيَةَ الْاُخْرَى الَّتِیْ فِیْ اٰخِرِ الْحَشْرِ: ﴿ يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اتَّقُوا اللّٰهَ وَلْتَنْظُرْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ لِغَدٍ ﴾ تَصَدَّقَ رَجُلٌ مِّنْ دِيْنَارِهٖ، مِنْ دِرْهَمِهٖ، مِنْ ثَوْبِهٖ، مِنْ صَاعِ بُرِّهٖ، مِنْ صَاعِ تَمْرِهٖ - حَتّٰى قَالَ - وَلَوْ بِشِقِّ تَمرَةٍ" فَجَآءَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِصُرَّةٍ كَادَتْ كَفُّهٗ تَعْجَزُ عَنْهَا، بَلْ قَدْ عَجَزَتْ، ثُمَّ تَتَابَعَ النَّاسُ حَتّٰى رَاَيْتُ كَوْمَيْنِ مِنْ طَعَامٍ وَّثِيَابٍ، حَتّٰى رَاَيْتُ وَجْهَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَهَلَّلُ كَاَنَّهٗ مُذْهَبَةٌ ـ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهٗ اَجْرُهَا، وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا بَعْدَهٗ، مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْءٌ، وَمَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا، وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ، مِنْ غَيْرِ اَنْ يَّنْقُصَ مِنْ اَوْزَارِهِمْ شَیْءٌ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ـ

قَوْلُهٗ: "مُجْتَابِی النِّمَارِ" هُوَ بِالْجِيْمِ وَبَعْدَ الْاَلِفِ بَاءٌ مُّوَحَّدَةٌ، وَّالنِّمَارِ جَمْعُ نَمِرَةٍ وَّهِیَ كِسَاءٌ

172: مسلم شریف، کتاب الزکاۃ، رقم الحدیث:1017

مِّنْ صُوْفٍ مُّخَطَّطٌ ۔ وَمَعْنَى "مُجْتَابِيْهَا"، اَىْ: لَابِسِيْهَا قَدْ خَرَقُوْهَا فِيْ رُؤُوْسِهِمْ ۔ وَ"الْجَوْبُ" الْقَطْعُ، وِمِنْهُ قَوْلُهُ تَعَالٰى: ﴿ وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُوا الصَّخْرَ بِالْوَادِ ﴾ اَىْ نَحتُوْهُ وَقَطَعُوْهُ ۔ وَقَوْلُهُ: "تَمَعَّرَ" هُوَ بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ: اَىْ تَغَيَّرَ ۔ وَقَوْلُهُ: "رَاَيْتُ كَوْمَيْنِ" بِفَتْحِ الْكَافِ وَضَمِّهَا: اَىْ صُبْرَتَيْنِ ۔ وَقَوْلُهُ: "كَاَنَّهُ مُذْهَبَةٌ" هُوَ بِالذَّالِ الْمُعْجَمَةِ وَفَتْحِ الْهَاءِ وَالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ قَالَهُ الْقَاضِيْ عَيَاضٌ وَّغَيْرُهُ وَصَحَّحَهُ بَعْضُهُمْ، فَقَالَ: "مُدْهُنَةٌ" بِدَالٍ مُّهْمَلَةٍ وَضَمِّ الْهَاءِ وَبِالنُّوْنِ وَكَذَا ضَبَطَهُ الْحُمَيْدِيُّ ۔ وَالصَّحِيْحُ الْمَشْهُوْرُ هُوَ الْاَوَّلُ ۔ وَالْمُرَادُ بِهِ عَلَى الْوَجْهَيْنِ: الصَّفَاءُ وَالْاِسْتِنَارَةُ ۔

◄◄ حضرت ابوعمرو جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ دن کے پہلے پہر ہم رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر تھے۔ آپ کے پاس کچھ لوگ آئے جو ننگے تھے' اور انہوں نے اون کے دھاری دار پھٹے ہوئے لباس یا عبائیں جسم پر لٹکا رکھی تھیں اور وہ تلواریں گردنوں میں لٹکائے ہوئے تھے۔ ان میں سے اکثر بلکہ وہ سب قبیلہ مضر سے تھے۔ سو جب رسول اللہ ﷺ نے ان کی فاقہ زدہ حالت دیکھی تو آپ کا چہرہ متغیر ہوگیا۔ سو آپ گھر تشریف لے گئے' پھر باہر تشریف لائے تو حضرت بلال کو اذان کا حکم دیا۔ انہوں نے اذان دی اور اقامت کہی تو آپ نے نماز پڑھائی اور پھر خطبہ دیا اور (اس آیت کو) پڑھا: ''اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے جس نے پیدا کیا تمہیں ایک ہی نفس سے۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر نگہبان ہے۔ آیت کے آخر تک اور دوسری آیت پڑھی جو سورۃ حشر کے آخر میں ہے: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو' اور ہر شخص کو دیکھنا چاہیے کہ اس نے کیا آگے بھیجا ہے کل کے لئے''۔ آدمی نے صدقہ کیا اپنے درہم، دینار، کپڑا، صاع بھر گیہوں یا صاع بھر کھجوریں، حتیٰ کہ فرمایا: صدقہ کرو خواہ کھجور کا ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو۔ پس انصار میں سے ایک شخص آیا اس کے ہاتھ میں ایک تھیلی تھی جس سے اس کا ہاتھ عاجز آرہا تھا، بلکہ عاجز آ گیا تھا۔ پھر لوگ آنا شروع ہوئے حتیٰ کہ میں نے کھانے اور کپڑوں کے دو ڈھیر دیکھے۔ پھر میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ خوشی سے چمک رہا ہے گویا کہ سونا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کرے تو اس کو اجر ملے گا' اور جو اس پر عمل کرے گا اس کا اجر بھی اسے ملے گا' اور ان عمل کرنے والوں کے اجر میں کمی نہیں ہوگی' اور جس نے اسلام میں برا طریقہ رائج کیا اس پر اس کا گناہ ہوگا' اور اس کے بعد اس طریقہ پر جس نے عمل کیا اس کا گناہ بھی اس پر ہوگا' اور ان عمل کرنے والے کے گناہوں میں بھی کمی نہیں ہوگی۔ (مسلم)

حل لغات:

مجتابی النمار: یہ جیم کے ساتھ ہے' اور الف کے بعد باء موحدہ ہے۔

نمار: نمرہ کی جمع ہے اس سے مراد ہے اون کا لباس جس پر دھاریاں ہوں۔

مجتابيها: کا معنی ہے: انہوں نے پہن رکھا تھا' اور اسے اوپر سے پھاڑ رکھا ہے۔

الجوب: کاٹنا اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے: وَثَمُوْدَ الَّذِيْنَ جَابُو الصَّخْرَ بِالْوَادِ: اور ثمود وہ ہیں جنہوں نے اسے کھودا اور کاٹا۔

تَصَعَّرَ: عین کے ساتھ۔ یعنی بدل گیا۔

رأيت كومين: کاف کے پیش اور زبر دونوں طرح سے پڑھا گیا ہے۔ اس کا معنی ہے۔ دو ڈھیر۔

كانه مذهبة: ذال معجمہ اور ہاء اور باء موحدہ کے زبر کے ساتھ ہے۔ اسی طرح قاضی عیاض وغیرہ نے پڑھا ہے' اور بعض علماء نے اس میں تصحیح کی ہے' اور کہا ہے کہ یہ لفظ مدهنة یعنی دال مہملہ ھاء کے پیش اور نون کے ساتھ ہے۔ حمیدی نے اسے یونہی ضبط کیا ہے۔ صحیح اور مشہور وہی ہے جو پہلے مذکور ہوا اور دونوں صورتوں میں اس سے مراد صفائی اور چمک ہے۔

تعارف راوی:

جریر ابن عبداللہ: آپ کی کنیت ابو عمرو ہے، حضور انور کی وفات کے سال آپ ایمان لائے، خود فرماتے ہیں کہ میں وفات سے چالیس دن پہلے ایمان لایا، آخر میں کوفہ میں رہے، پھر بستی قرقیس میں وفات پائی، ۵۱ھ اکیاون میں وفات ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف الجیم،)

شرح:

معلوم ہوا کہ جب کوئی اہم معاملہ ہو تو خطیب کو چاہیے کہ لوگوں کو اس سے آگاہ کرے جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ تھی۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر بدعت گمراہی نہیں ہوتی بلکہ وہ بدعت گمراہی ہے جو دین اسلام کے خلاف ہے اور جو دین اسلام کے خلاف نہیں بلکہ اس کی اصل دین میں موجود ہے تو اس کو بھی علماء کرام سنت ہی کہتے ہیں۔ یہ حدیث اس بات کی دلیل بھی ہے کہ بدعت کے اچھی اور بری اقسام میں منقسم ہوتی ہے ہر بدعت بری نہیں ہوتی۔

(۱۷۴) وَعَنِ ابنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَيْسَ مِنْ نَفْسٍ تُقْتَلُ ظُلْمًا اِلَّا كَانَ عَلَى ابْنِ اٰدَمَ الْاَوَّلِ كِفْلٌ مِنْ دَمِهَا، لِاَنَّهُ كَانَ اَوَّلَ مَنْ سَنَّ الْقَتْلَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

174: بخاری شریف، احادیث الانبیاء، رقم الحدیث:3158، مسلم شریف، رقم الحدیث:1677، ترمذی شریف، رقم الحدیث:2573، نسائی شریف، رقم الحدیث:3985، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث:2616، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:3630، ابن حبان، رقم الحدیث:5983، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث:3447، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث:15602، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:5179، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:10429، مسند حمیدی، رقم الحدیث:118

◀◀ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو جان بھی ناحق قتل ہوتی ہے اس کا گناہ حضرت آدم علیہ السلام کے پہلے بیٹے قابیل پر ہوتا ہے۔ کیونکہ وہی سب سے پہلا شخص تھا' جس نے قتل کا طریقہ ایجاد کیا۔ (متفق علیہ)

شرح:

اس بری بدعت (قتل) کا گناہ اس لیے قابیل کو ہوتا ہے کہ اس نے ہی سب سے پہلے قتل کیا تھا، اس حدیث میں ہمارے لیے یہ سبق ہے کہ ہم کو نیک کام کی ترویج کرنی چاہیے بر کام خود بھی بچنا چاہیے اور دوسرے کو بھی روکنا چاہیے۔
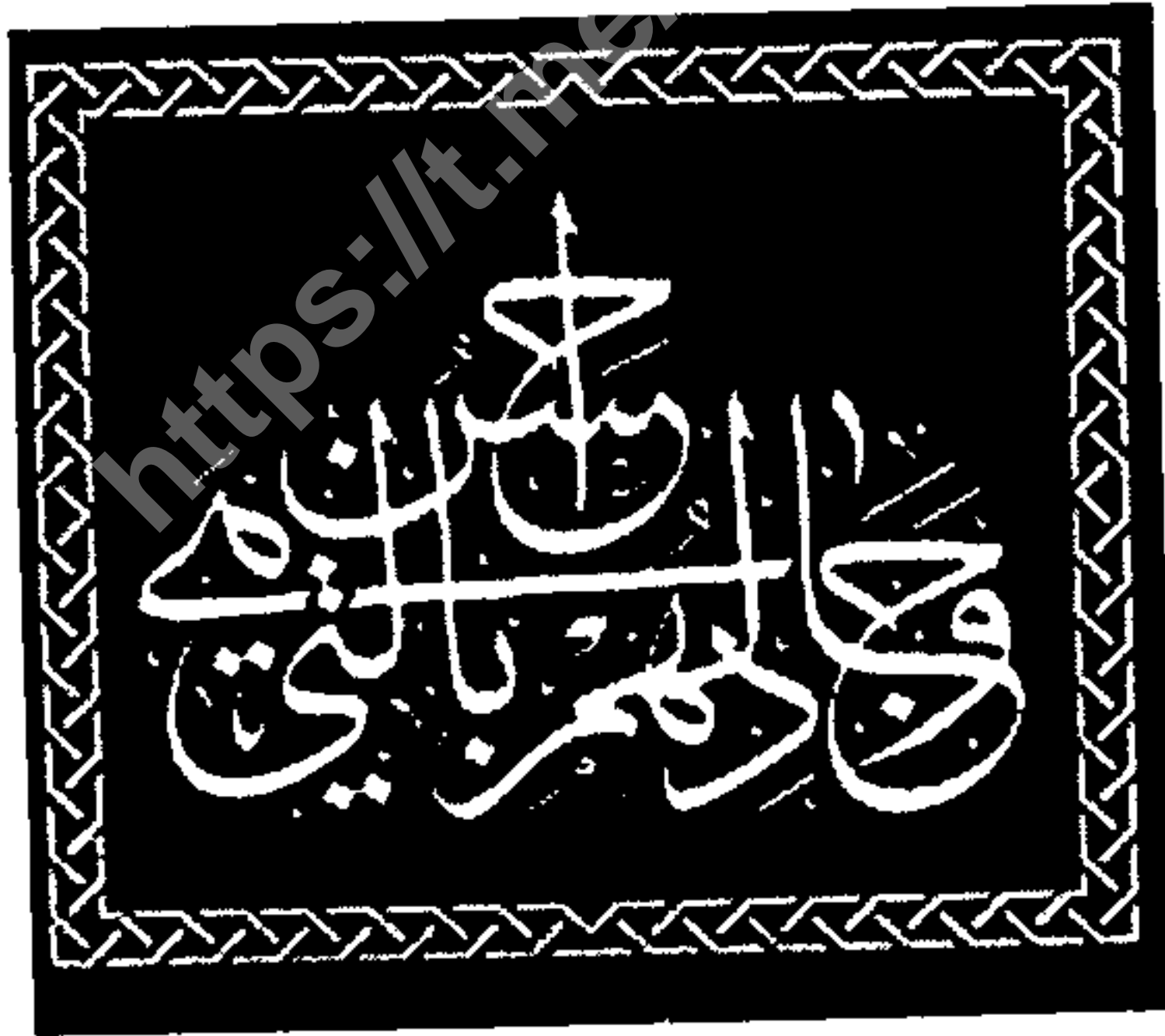
٢٠- بَابٌ فِي الدَّلَالَةِ عَلٰى خَيْرٍ وَّالدُّعَاءِ اِلٰى هُدًى اَوْ ضَلَالَةٍ

نیکی کی طرف رہنمائی اور ہدایت یا گمراہی کی طرف بلانے کے متعلق بیان

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ اُدْعُ اِلٰى رَبِّكَ ﴾ (القصص:87)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنے رب کی طرف بلاؤ۔

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ ﴾ (النحل:125)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اپنے رب کی راہ کی طرف بلاؤ پکی تدبیر اور اچھی نصیحت سے۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ رب العالمین اپنے رسول محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم فرماتا ہے کہ "آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی مخلوق کو اس کی طرف بلائیں"۔ حکمت سے مراد بقول امام ابن جریر رحمہ اللہ " کلام اللہ اور حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے، اور اچھے وعظ سے مراد جس میں ڈر ہو کہ لوگ اس سے نصیحت حاصل کریں، اور اللہ کے عذابوں سے بچاؤ طلب کریں"۔ ہاں یہ بھی خیال رہے کہ اگر کسی سے مناظرے کی ضرورت پڑ جائے تو وہ نرمی اور خوش لفظی سے ہو۔

جیسے فرمان ہے آیت" وَلَا تُجَادِلُوا أَهلَ الكِتَابِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحسَنُ إِلَّا الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنهُم وَقُولُوا آمَنَّا بِالَّذِي أُنزِلَ إِلَينَا وَأُنزِلَ إِلَيكُم وَإِلَهُنَا وَإِلَهُكُم وَاحِدٌ وَنَحنُ لَهُ مُسلِمُونَ "(29-العنکبوت:46) "اہل کتاب سے مناظرے مجادلے کا بہترین طریقہ ہی برتا کرو"، الخ۔

اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کو بھی نرمی کا حکم ہوا تھا۔ دونوں بھائیوں کو یہ کہہ کر فرعون کی طرف بھیجا گیا تھا کہ" فَقُولَا لَهُ قَوْلًا لَيِّنًا لَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُ أَوْ يَخشَى "(20-طہٰ:44) اسے نرم بات کہنا تا کہ عبرت حاصل کرے اور ہوشیار ہو جائے"۔ گمراہ اور ہدایت یاب سب اللہ کے علم میں ہیں۔ (ابن کثیر تحت آیہ مذکورہ)

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ﴾ (المائدۃ:2)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور نیکی اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ ﴾ (آل عمران: 104)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے کہ بھلائی کی طرف بلائیں۔

تشریح:

سیدنا ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس جماعت سے مراد خاص صحابہ رضی اللہ عنہم اور خاص راویان حدیث ہیں یعنی مجاہدین اور علماء۔ (تفسیر ابن جریر الطبری: 7/92)

امام ابو جعفر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کی پھر فرمایا صبر سے مراد قرآن و حدیث کی اتباع ہے، یاد رہے کہ ہر متنفس پر تبلیغ حق فرض ہے لیکن تاہم ایک جماعت تو خاص اسی کام میں مشغول رہنی چاہیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم میں سے جو کوئی کسی برائی کو دیکھے اسے ہاتھ سے دفع کر دے اگر اس کی طاقت نہ ہو تو زبان سے روکے اگر یہ بھی نہ کر سکتا ہو تو اپنے دل سے نفرت کرے یہ ضعیف ایمان ہے۔ (صحیح مسلم: 49)

ایک اور روایت میں اس کے بعد یہ بھی ہے کہ اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں۔ (صحیح مسلم: 49)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے تم اچھائی کا حکم اور برائیوں سے مخالفت کرتے رہو ورنہ عنقریب اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب نازل فرما دے گا پھر تم دعائیں کرو گے لیکن قبول نہ ہوں گی۔ (سنن ترمذی: 2169)

(۱۷۵) وَعَنْ اَبِيْ مَسْعُوْدٍ عُقْبَةَ بْنِ عَمْرٍو الْاَنْصَارِيِّ الْبَدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ دَلَّ عَلٰى خَيْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِهٖ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀◀ حضرت ابو مسعود عقبہ بن عمرو انصاری بدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو نیکی کی طرف رہنمائی کرے اس کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا کہ نیکی کرنے والے کو (ملتا ہے)۔ (مسلم)

حل لغات:

دَلَّ: از، دلالة، بمعنی، راہنمائی کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت عقبہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۱۰، میں گزر چکا ہے۔

175: مسلم شریف، کتاب الامارۃ، رقم الحدیث: 1893 176: مسلم شریف، کتاب العلم، رقم الحدیث: 2674

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں یہ الفاظ "مَنْ دَلَّ عَلٰی خَیْرٍ فَلَهٗ مِثْلُ اَجْرِ فَاعِلِه" استعمال ہوئے کہ جس نے نیک کی طرف راہنمائی کی تو اس کے لیے بھی نیکی کرنے والے کی مثل اجر ہے، لیکن ایک اور حدیث میں فرمایا "نیکی کی طرف بلانے والا نیکی کرنے والے کی مثل ہے" دونوں حدیثوں کا مفہوم ایک ہی ہے لیکن ایک میں علماء اور خطیب حضرات کی بابت فرمایا گیا کیونکہ ہی وہ لوگ ہیں جو نیکی کی طرف بلاتے ہیں، اور دوسری میں علماء اور عوام دونوں سے شامل ہیں کیونکہ دونوں طبقات ہی نیکی کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ اسی طرح برائی کی طرف بلانے والے کے لیے وعید ہے کہ وہ بھی گویا ایسا ہی ہے جیسے اس نے خود برائی کی ہے، (ابن ماجہ) اللہ تعالیٰ ہم کو نیک کاموں کا حکم دینے اور برے کاموں سے بچنے کے توفیق عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی کریم الامین۔

(۱۷۶)وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ دَعَا اِلٰی هُدًی، کَانَ لَهٗ مِنَ الْاَجْرِ مِثْلُ اُجُوْرِ مَنْ تَبِعَه، لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اُجُوْرِهِمْ شَیْئًا، وَمَنْ دَعَا اِلٰی ضَلَالَةٍ، کَانَ عَلَیْهِ مِنَ الْاِثْمِ مِثْلُ اٰثَامِ مَنْ تَبِعَهٗ، لَا یَنْقُصُ ذٰلِكَ مِنْ اٰثَامِهِمْ شَیْئًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو ہدایت کی طرف بلائے گا اس کو اتنا ہی اجر ملے گا جتنا اس راہ ہدایت پر چلنے والے کو ملے گا' اور ان کے اجر میں کوئی کمی نہیں ہوگی' اور جو شخص گمراہی کی طرف دعوت دے گا اس کو اتنا ہی گناہ ہوگا جتنا کہ اس گمراہی کی راہ پر چلنے والے کو ہوگا' اور ان کے گناہوں میں بھی کوئی کمی نہیں ہوگی۔ (مسلم)

حل لغات:

تبعه: از، تبعاً، بمعنی، پیروی کرنا، پیچھے چلنا۔

ضلالة: بمعنی گمراہی، دین سے پھرنا، حق راستہ سے بہک جانا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کا بھی وہ مفہوم ہے جو اوپر گزری ہے۔

(۱۷۷)وَعَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ نِ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ يَوْمَ خَيْبَرَ: "لأُعْطِيَنَّ الرَّايَةَ غَدًا رَّجُلًا يَّفْتَحُ اللهُ عَلٰى يَدَيْهِ، يُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ، وَيُحِبُّهُ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ"، فَبَاتَ النَّاسُ يَدُوْكُوْنَ لَيْلَتَهُمْ اَيُّهُمْ يُعْطَاهَا . فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّاسُ غَدَوْا عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّهُمْ يَرْجُوْ اَنْ يُّعْطَاهَا . فَقَالَ: "اَيْنَ عَلِيُّ ابْنُ اَبِيْ طَالِبَ؟" فَقِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هُوَ يَشْتَكِيْ عَيْنَيْهِ . قَالَ: "فَاَرْسِلُوْا اِلَيْهِ" فَاُتِيَ بِهٖ فَبَصَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عَيْنَيْهِ، وَدَعَا لَهٗ فَبَرِئَ حَتّٰى كَاَنْ لَّمْ يكُنْ بِهٖ وَجَعٌ، فَاَعْطَاهُ الرَّايَةَ . فَقَالَ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اُقَاتِلُهُمْ حَتّٰى يَكُوْنُوْا مِثْلَنَا؟ فَقَالَ: "اُنْفُذْ عَلٰى رِسْلِكَ حَتّٰى تَنْزِلَ بِسَاحَتِهِمْ، ثُمَّ ادْعُهُمْ اِلَى الْاِسْلَامِ، وَاَخْبِرْهُمْ بِمَا يَجِبُ عَلَيْهِمْ مِنْ حَقِّ اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْهِ، فَوَاللّٰهِ لَاَنْ يَّهْدِيَ اللّٰهُ بِكَ رَجُلًا وَّاحِدًا خَيْرٌ لَّكَ مِنْ حُمْرِ النَّعَمِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

قَوْلُهٗ: "يَدُوْكُوْنَ": اَيْ يَخُوْضُوْنَ وَيَتَحَدَّثُوْنَ . وَقَوْلُهٗ: "رِسْلِكَ" بِكَسْرِ الرَّاءِ وَبِفَتْحِهَا لغتان، وَالْكَسْر اَفْصَحُ .

◄◄ حضرت ابوالعباس سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن ارشادفرمایا: کل میں یہ جھنڈا اس شخص کوعطا کروں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا' اور وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے' اور اللہ اور اس کا رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ پس لوگوں نے اپنی رات سوچتے گزاری کہ جھنڈا کسے عطا کیا جاتا ہے۔ سو جب صبح ہوئی تو تمام صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر ایک کو امید تھی کہ یہ جھنڈا اسے عطا کیا جائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: علی بن ابی طالب کہاں ہیں؟ عرض کیا گیا: یارسول اللہ! اِن کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ فرمایا:

انہیں میرے پاس بھیجو، پس حضرت علی رضی اللہ عنہ کو لایا گیا' تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن ان کی آنکھوں پر لگایا اور ان کے لئے دعا کی تو وہ صحت یاب ہو گئے گویا کہ انہیں کوئی تکلیف تھی ہی نہیں۔ پھر آپ نے انہیں جھنڈا عطا فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں ان سے اس وقت تک لڑوں گا جب تک کہ وہ ہماری طرح مسلمان نہیں ہو جاتے۔ آپ نے فرمایا: معمول کے مطابق چلتے رہو حتیٰ کہ ان کے علاقے میں داخل ہو جاؤ تو انہیں اسلام کی طرف بلاؤ اور انہیں بتاؤ کہ ان کے ذمہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے کیا حقوق واجب ہیں۔ اللہ کی قسم! اگر تمہارے ذریعہ اللہ تبارک تعالیٰ کسی ایک شخص کو بھی ہدایت دے دے تو یہ تمہارے لئے سرخ اونٹوں سے بہتر ہے۔ (متفق علیہ)

177: بخاری شریف، کتاب الجہاد، رقم الحدیث: 3009

حل لغات:

یدو کون: غوروفکر کرتے رہے اور باتیں کرتے رہے۔

بصق: از بصقاً، بمعنی تھوکنا۔

رسلك: را پر زبر اور زیر دونوں طرح پڑھا گیا اور زیر زیادہ فصیح ہے۔

تعارف راوی:

سہل ابن سعد: آپ ساعدی انصاری ہیں، آپ کی کنیت ابو العباس ہے، آپ کا نام پہلے حزن تھا حضور انور نے سہل رکھا، حضور انور کی وفات کے وقت آپ پندرہ سال کے تھے، آپ کی وفات ۹۱ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی، مدینہ منورہ میں آخری صحابی آپ ہی فوت ہوئے کہ آپ کی وفات سے مدینہ صحابہ سے خالی ہو گیا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف السین،)

شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزید اس بات پر مزید ترغیب دی ہے کہ ہدایت کا حکم دو اگر تمہارے سبب کوئی ایک بھی ہدایت پا گیا تو اس کے ثواب سے قیامت کے دن تم کو اتنی خوشی ہو گی جتنی سو سرخ رنگ والے اونٹ ملنے پر ہوتی ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ۔

(۱۷۸)وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَن فتیً مِّنْ اَسلم، قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنِّیْ اُرِیْدُ الْغَزْوَ وَلَیْسَ مَعِیَ مَا اَتَجَهَّزُ بِهٖ، قَالَ: "اِئْتِ فُلَانًا فَاِنَّهٗ قَدْ کَانَ تَجَهَّزَ فَمَرِضَ" فَاَتَاهُ، فَقَالَ: اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقْرِئُكَ السَّلَامَ، وَیَقُوْلُ: اَعْطنی الَّذِیْ تَجَهَّزْتَ بِهٖ، فَقَالَ: یَا فُلَانَةُ، اَعْطِیْهِ الَّذِیْ تَجَهَّزْتُ بِهٖ، وَلَا تَحْبِسی مِنْهُ شَیْئًا، فَوَاللّٰهِ لَا تَحْبِسِیْنَ مِنْهُ شَیْئًا فَیُبَارِكَ لَكِ فِیْهِ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قبیلہ بنو اسلم کے ایک نوجوان نے عرض کیا: یارسول اللہ! میں جہاد کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس کچھ نہیں کہ میں اس کے ساتھ جہاد کی تیاری کروں۔ آپ نے فرمایا: فلاں شخص کے پاس جاؤ اس نے جہاد کی تیاری کی تھی تو بیمار ہو گیا۔ سو وہ نوجوان اس شخص کے پاس گیا پس کہا: بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تجھے سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ جو سامان جنگ تو نے تیار کیا تھا مجھے دے دے تو اس نے اپنی بیوی سے کہا: جو کچھ میں نے تیار کیا تھا اس نوجوان کو دے دے اور کوئی چیز اپنے پاس نہ رکھ۔ اللہ کی قسم! اس سے کوئی چیز اگر تو نے روک لی تو اس میں ہمارے لئے برکت نہیں ہو گی۔ (مسلم)

178: مسلم شریف، کتاب الامارۃ، رقم الحدیث: 1894

حل لغات:

اتجھّز : از ، تجھُّزاً، بمعنی تیار کرنا، مہیا کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۵، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یہاں پر ایک شخص نے جہاد کا سامان دے کر اپنے دوسرے مسلمان بھائی کو نیکی (جہاد) کی طرف بھیجا تو ثواب اس بھی کو اللہ تعالیٰ اتنا ہی دے گا جتنا جہاد کرنے والے کو عطا فرمائے گا۔ اور یہ بھی کہ یہ آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہ میں جہاد تو کرنا چاہتا ہوں لیکن میرے پاس کچھ نہیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ہدایت کی طرف راہنمائی فرمائی۔

مرا ز پیرِ طریقت نصیحتے یادا
کہ غیرِ یادِ خدا ہر چہ ہست بربادا

۲۱-بَابٌ فِي التَّعَاوُنِ عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى

نیکی اور تقوٰی کے کاموں میں تعاون کے متعلق بیان

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى﴾ (المائدۃ:2)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ○ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ○﴾ (العصر:2-1)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور زمانۂ محبوب کی قسم ○ بے شک آدمی ضرور نقصان میں ہے ○ مگر جو ایمان لائے اور جنہوں نے اچھے کام کئے اور ایک دوسرے کو حق کی تاکید کی اور ایک دوسرے کو صبر کی وصیّت کی ○

قَالَ الْإِمَامُ الشَّافِعِي - رَحِمَهُ الله - كَلَامًا مَعْنَاهُ: اِنَّ النَّاسَ اَوْ اَكْثَرَهم فِيْ غَفْلَةٍ عَنْ تدبر هٰذِهِ السُّوْرَةِ

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ اکثر لوگ اس سورۃ میں غور وفکر کرنے سے غافل ہیں۔

تشریح:

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نیند کے اثرات طاری ہو گئے، اور پھر دفعتہً سر اٹھا کر مسکرائے پھر یا تو خود آپ نے فرمایا، یا لوگوں کے اس سوال پر کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کس لیے مسکرائے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "مجھ پر اس وقت ایک سورت اتری" پھر آپ نے »بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ« پڑھ کر اس پوری سورت "اِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ، فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَر، اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ" (108-الکوثر:1-2-3) کی تلاوت کی اور فرمایا: "جانتے ہو کہ کوثر کیا ہے؟" لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول ہی زیادہ جانتے ہیں فرمایا: "وہ ایک جنت کی نہر ہے جس پر بہت بھلائی ہے جو میرے رب نے مجھے عطا فرمائی ہے جس پر میری امت قیامت والے دن آئے گی اس کے برتن آسمان

کے ستاروں کی گنتی کے برابر ہیں بعض لوگ اس سے ہٹائے جائیں گے تو میں کہوں گا، اے میرے رب یہ بھی میرے امتی ہیں تو کہا جائے گا آپ کو نہیں معلوم کہ ان لوگوں نے آپ کے بعد کیا کیا بدعتیں نکالی تھیں"۔ (صحیح مسلم:400)

☆اور حدیث میں وارد ہوا ہے کہ اس میں دو پرنالے آسمان سے گرتے ہوں گے۔ (صحیح مسلم:2301)نسائی کی

☆ حدیث میں ہے یہ واقعہ مسجد میں گزرا۔ (سنن نسائی:905)

☆مسند کی اور حدیث میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کی تلاوت کر کے فرمایا کہ "مجھے کوثر عنایت کی گئی ہے جو ایک جاری نہر ہے لیکن گڑھا نہیں ہے اس کے دونوں جانب موتی کے خیمے ہیں اس کی مٹی خالص مشک ہے اس کے کنکر بھی سچے موتی ہیں"۔ (مسند احمد:3/152)

☆اور روایت میں ہے کہ معراج والی رات آپ نے آسمان پر جنت میں اس نہر کو دیکھا اور جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون سی نہر ہے تو جبرائیل علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ کوثر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دے رکھی ہے۔
(صحیح بخاری:4964)

اور اس قسم کی بہت سی حدیثیں ہیں اور بہت سی ہم نے سورۃ اسراء کی تفسیر میں بیان بھی کر دی ہیں۔

☆ایک اور حدیث میں ہے کہ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے جس کے کنارے دراز گردن والے پرندے بیٹھے ہوئے ہیں۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سن کر فرمایا: وہ پرندے تو بہت ہی خوبصورت ہوں گے، آپ نے فرمایا: " کھانے میں بھی وہ بہت ہی لذیذ ہیں"۔ (تفسیر ابن جریر الطبری:38174)

☆اور روایت میں ہے کہ سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کوثر کیا ہے؟ اس پر آپ نے یہ حدیث بیان کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے ان پرندوں کی نسبت یہ فرمایا۔ (مسند احمد:3/221)

☆سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں یہ نہر جنت کے درمیان میں ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری:30/321)

صحیح بخاری میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ کوثر سے مراد وہ بھلائی اور خیر ہے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو عطا فرمائی ہے۔ ابوبشر کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے یہ سن کر کہا کہ لوگ تو کہتے ہیں کہ یہ جنت کی ایک نہر ہے تو سعید نے فرمایا: وہ بھی ان بھلائیوں اور خیر میں سے ہے جو آپ کو اللہ کی طرف سے عنایت ہوئی ہیں۔ اور بھی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اس سے مراد بہت سی خیر ہے تو یہ تفسیر شامل ہے حوض کوثر وغیرہ سب کو۔

» کوثر « ماخوذ ہے کثرت سے جس سے مراد خیر کثیر ہے اور اسی خیر کثیر میں حوض جنت بھی ہے جیسے کہ بہت سے مفسرین سے مروی ہے۔ مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں دنیا اور آخرت کی بہت بہت بھلائیاں مراد ہے۔ عکرمہ فرماتے ہیں نبوت، قرآن، ثواب، آخرت کوثر ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کوثر کی تفسیر نہر کوثر سے بھی مروی ہے جیسے کہ ابن جریر میں سنداً مروی ہے کہ آپ نے فرمایا: کوثر جنت کی ایک نہر ہے جس کے دونوں کنارے سونا چاندی ہے

جو یاقوت اور موتیوں پر بہہ رہی ہے جس کا پانی برف سے زیادہ سفید ہے اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بھی یہ تفسیر مروی ہے ابن جریر ترمذی اور ابن ماجہ وغیرہ میں یہ روایت مرفوع بھی آئی ہے۔ (مسند احمد: 2/87: صحیح) امام ترمذی رحمہ اللہ اسے حسن صحیح بتاتے ہیں۔

☆ ابن جریر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے گئے آپ اس وقت گھر پر نہ تھے آپ کی زوجہ صاحبہ (نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی) جو قبیلہ بنونجار سے تھیں انہوں نے کہا کہ یا نبی اللہ! وہ تو ابھی ابھی آپ ہی کی طرف گئے ہیں شاید بنونجار میں رک گئے ہوں آپ تشریف لائیے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی صاحبہ نے آپ کے سامنے مالیدہ رکھا جو آپ نے تناول فرمایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی چچی صاحبہ خوش ہو کر فرمانے لگیں اللہ تعالیٰ اسے جزو جسم بنائے، اچھا ہوا خود تشریف لے آئے میں تو حاضر دربار ہونے کا ارادہ کر چکی تھی کہ آپ کو حوض کوثر ملنے کی مبارک باد دوں مجھ سے ابھی ابھی ابوعمارہ نے کہا تھا، آپ نے فرمایا: "ہاں اس حوض کی زمین یاقوت مرجان زبرجد اور موتیوں کی ہے"۔ (تفسیر ابن جریر الطبری: 38183)

پھر ارشاد ہے کہ جیسے ہم نے تمہیں خیر کثیر عنایت فرمائی اور ایسی پرشوکت نہر دی تو تم بھی صرف میری ہی عبادت کرو خصوصاً نفل فرض نماز اور قربانی اسی »وحدہ لا شریك له« کے نام کی کرتے رہو۔

جیسے فرمایا "قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا أَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ" (6-الانعام: 162-163) مراد قربانی سے اونٹوں کا نحر کرنا وغیرہ ہے۔ مشرکین سجدے اور قربانیاں اللہ کے سوا اوروں کے نام کی کرتے تھے تو یہاں حکم ہوا کہ تم صرف اللہ ہی کے نام کی مخلصانہ عبادتیں کیا کرو۔

اور جگہ ہے "وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ وَإِنَّهُ لَفِسْقٌ وَإِنَّ الشَّيَاطِينَ لَيُوحُونَ إِلَى أَوْلِيَائِهِمْ لِيُجَادِلُوكُمْ وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ" (6-الانعام: 121) یعنی "جس جانور پر بوقت ذبح اللہ کا نام نہ لیا جائے اسے نہ کھاؤ یہ تو» فسق «ہے"

اور کہا گیا ہے کہ مراد »وانحر« سے دائیں ہاتھ کا بائیں ہاتھ پر نماز میں سینے پر رکھنا ہے یہی سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے غیر صحیح سند کے ساتھ مروی ہے، شعبی رحمہ اللہ اس لفظ کی یہی تفسیر کرتے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ مطلب یہ ہے کہ اپنے سینے سے قبلہ کی طرف متوجہ ہو یہ تینوں قول ابن جریر میں منقول ہیں۔

☆، ابوبردہ بن نیار رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر کہا کہ یارسول اللہ! میں نے نماز عید سے پہلے ہی قربانی کر لی یہ سمجھ کر کہ آج کے دن گوشت کی چاہت ہوگی، آپ نے فرمایا: "بس وہ تو کھانے کا گوشت ہو گیا" صحابی نے کہا: اچھا، یارسول اللہ! اب میرے پاس ایک بکری کا بچہ ہے جو مجھے دو بکریوں سے بھی زیادہ محبوب ہے کیا یہ کافی ہوگا آپ نے فرمایا: "ہاں تجھے تو کافی ہے لیکن تیرے بعد چھ مہینے کا بکری کا بچہ کوئی اور قربانی نہیں دے سکتا"۔ (صحیح بخاری: 955)

امام ابوجعفر بن جریر رحمہ اللہ فرماتے ہیں ٹھیک قول اس کا ہے جو کہتا ہے کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ اپنی تمام نمازیں خالص اللہ ہی کے لیے ادا کر، اس کے سوا کسی اور کے لیے نہ کر، اسی طرح اسی کی راہ میں خون بہا کسی اور کے نام پر قربانی نہ کر، اس کا شکر بجالا جس نے تجھے یہ بزرگی دی اور وہ نعمت دی جس جیسی کوئی اور نعمت نہیں تجھی کو اس کے ساتھ خاص کیا یہی قول بہت اچھا ہے۔ محمد بن کعب قرظی اور عطا کا بھی یہی فرمان ہے۔

پھر ارشاد ہوتا ہے کہ اے نبی! تجھ سے اور تیری طرف اتری ہوئی وحی سے دشمنی رکھنے والا ہی قلت و ذلت والا بے برکتا اور دم بریدہ ہے یہ آیت عاص بن وائل کے بارے میں اتری ہے یہ پاجی جہاں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر سنتا تو کہتا اسے چھوڑ و وہ دم کٹا ہے، اس کے پیچھے اس کی نرینہ اولاد نہیں اس کے انتقال کرتے ہی اس کا نام دنیا سے اٹھ جائے گا۔ اس پر یہ مبارک سورت نازل ہوئی ہے شمر بن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ عقبہ بن ابومعیط کے حق میں یہ آیت اتری ہے۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ فرماتے ہیں کعب بن اشرف اور جماعت قریش کے بارے میں یہ نازل ہوئی ہے۔

بزار میں ہے کہ جب کعب بن اشرف مکے میں آیا تو قریشیوں نے اس سے کہا کہ آپ تو ان کے سردار ہیں آپ اس بچہ کی طرف نہیں دیکھتے جو اپنی ساری قوم سے الگ تھلگ ہے اور خیال کرتا ہے کہ وہ افضل ہے حالانکہ ہم حاجیوں کے اہل میں سے ہیں بیت اللہ ہمارے ہاتھوں میں ہے زمزم پر ہمارا قبضہ ہے، تو یہ خبیث کہنے لگا بیشک تم اس سے بہتر ہو اس پر یہ آیت اتری اس کی سند صحیح ہے۔

عطا فرماتے ہیں ابولہب کے بارے میں یہ آیت اتری ہے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے انتقال ہوا تو یہ بدنصیب مشرکین سے کہنے لگا کہ آج کی رات محمد کی نسل کٹ گئی (صلی اللہ علیہ وسلم) اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی یہ منقول ہے آپ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر دشمن ہے جن جن کے نام لیے گئے وہ بھی اور جن کا ذکر نہیں ہوا وہ بھی »ابتـــر« کے معنی ہیں، تنہا عرب کا یہ بھی محاورہ ہے کہ جب کسی کی نرینہ اولاد مر جاتے تو کہتے ہیں »ابتـــر« نبی علیہ السلام کے صاحبزادہ کے انتقال پر بھی انہوں نے دشمنی کی وجہ سے یہی کہا جس پر یہ آیت اتری تو مطلب یہ ہوا کہ »ابتر« وہ ہے جس کے مرنے کے بعد اس کا نام مٹ جائے ان مشرکین نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت بھی یہی خیال کیا تھا کہ ان کے لڑکے تو انتقال کر گئے وہ نہ رہے جن کی وجہ سے ان کے انتقال کے بعد بھی ان کا نام رہتا» حـــاشـــا و کلا «اللہ تعالیٰ آپ کا نام رہتی دنیا تک رکھے گا آپ کی شریعت ابدالآباد تک باقی رہے گی آپ کی اطاعت ہر ایک پر فرض کر دی گئی ہے، آپ کا پیارا اور پاک نام ہر ایک مسلم کے دل و زبان پر ہے اور قیام تک فضائے آسمانی میں عروج و اقبال کے ساتھ گونجتا رہے گا، بحر و بر میں ہر وقت اس کی منادی ہوتی رہے گی، اللہ تعالیٰ آپ پر اور آپ کی آل و اولاد پر اور ازواج و اصحاب پر قیامت تک درود و سلام بے حد و بکثرت بھیجتا رہے۔ ''آمین''

(۱۷۹)وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ زَیْدِ بْنِ خَالِدِ الْجُھَنِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "مَنْ جَھَّزَ غَازِیًا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَقَدْ غَزَا، وَمَنْ خَلَفَ غَازِیًا فِیْ اَھْلِہٖ بِخَیْرٍ فَقَدْ غَزَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ .

◄◄ حضرت ابوعبدالرحمٰن زید بن خالد الجہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کے لئے سامان جنگ تیار کیا تو بلاشبہ اس نے جہاد کیا اور جس نے کسی مجاہد کی عدم موجودگی میں اس کے اہل خانہ کی اچھے طریقے سے خبر گیری کی تو بلاشبہ اس نے بھی جہاد کیا۔ (متفق علیہ)

شرح:

اس حدیث میں ترغیب دی گئی ہے، کہ جن لوگوں کے پاس وسائل ہیں وہ خود جہاد پر نہیں جاسکتے تو ان لوگوں کی مدد کریں جو جہاد پر جاسکتے ہیں لیکن ان کے پاس وسائل نہیں، تو اس صورت میں سب کو ثواب ملے گا، اسی طرح جو جہاد پر جانے والوں کے اہل وعیال کی مدد کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بھی جہاد کرنے والے کی مثل ثواب عطا فرماتا ہے۔

(مسلم شریف، مرقاۃ فی شرح المشکوٰۃ، از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ.)

(۱۸۰)وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعَثَ بَعْثًا اِلٰی بَنِیْ لِحْیَانَ مِنْ ھُذَیْلٍ، فَقَالَ: "لِیَنْبَعِثْ مِنْ کُلِّ رَجُلَیْنِ اَحَدُھُمَا وَالْاَجْرُ بَیْنَھُمَا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ

◄◄ حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ ہذیل کے بنولحیان کی طرف ایک لشکر بھیجا اور فرمایا: ہر دو آدمیوں میں سے ایک شخص لشکر میں شریک ہو اور ثواب دونوں کو ملے گا۔ (مسلم)

(۱۸۱) وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَقِیَ رَکْبًا بِالرَّوْحَاءِ، فَقَالَ: "مَنِ الْقَوْمُ؟" قَالُوْا: الْمُسْلِمُوْنَ، فَقَالُوْا: مَنْ اَنْتَ؟ قَالَ: "رَسُوْلُ اللّٰہ"، فَرَفَعَتْ اِلَیْہِ امْرَاَۃٌ صَبِیًّا، فَقَالَتْ: اَلِھٰذَا حَجٌّ؟ قَالَ: "نَعَمْ، وَلَکِ اَجْرٌ" (رَوَاہُ مُسْلِمٌ)

◄◄ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مقام روحاء پر ایک قافلہ ملا تو آپ نے پوچھا: یہ لوگ کون ہیں؟ انہوں نے عرض کیا: مسلمان ہیں۔ پھر انہوں نے پوچھا: آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ کا رسول! تو ایک عورت نے ایک بچہ اُٹھا کر آپ کی طرف بڑھایا اور پوچھا: کیا اس کے لئے حج ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اور تجھے اجر ملے گا۔ (مسلم)

179: بخاری شریف، کتاب الجہاد، رقم الحدیث:2843

180: مسلم شریف، کتاب الامارۃ، رقم الحدیث:1896

181: مسلم شریف، کتاب الحج، رقم الحدیث:1336

تعارف راوی:

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۱۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس بات پر اتفاق ہے کہ اگر بچہ حج کرے تو اس کو ثواب اس کے ولی کو ہوگا اور اس بات پر بھی تمام ائمہ کرام متفق ہیں کہ اگر بالغ ہونے کے بعض بچہ صاحب نصاب ہوگیا تو اس پر دوبارہ حج لازم ہوگا سوائے امام داؤد ظاہری کے ان کے نزدیک بچہ کا بچپن والا حج فرض کے ساقط ہونے میں کافی ہوگا۔

(عمدۃ القاری، باب حج الصبیان ج۱۰،ص۲۱۶،)

(۱۸۲)وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهُ قَالَ: "اَلْخَازِنُ الْمُسْلِمُ الْاَمِيْنُ الَّذِیْ يُنفِذُ مَا اُمِرَ بِهٖ فَيُعْطِيْهِ كَامِلًا مُّوَفَّرًا طَيِّبَةً بِهٖ نَفْسُهُ فَيَدْفَعُهُ اِلَى الَّذِیْ اُمِرَ لَهٗ بِهٖ، اَحَدُ الْمُتَصَدِّقِيْنَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ: "اَلَّذِیْ يُعْطِیْ مَا اُمِرَ بِهٖ" وَضَبَطُوْا "الْمُتَصَدِّقَيْنِ" بِفَتْحِ الْقَافِ مَعَ كَسْرِ النُّوْنِ عَلَى التَّثْنِيَةِ، وَعَكْسِهٖ عَلَى الْجَمْعِ وَكِلَاهُمَا صَحِيْحٌ ۔

◀◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ 'رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: مسلمان اور امانت دار خزانچی جوان تمام احکام کی تعمیل کرتا ہے جن کا اسے حکم دیا جاتا ہے' اور صحیح اور پورا مال بڑی خندہ پیشانی سے ادا کرتا ہے' اور اس شخص کو دیتا ہے جس کو دینے کا اسے حکم دیا گیا ہے تو اس خزانچی کا نام بھی صدقہ کرنے والوں میں شامل ہوتا ہے۔

اور ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں: وہ دیتا ہے جس کا اسے حکم دیا جائے خوش دلی سے مکمل اور پوری مقدار میں تو وہ بھی اس کا صدقہ دینے والوں میں شمار ہوتا ہے۔

حل لغات:

موفّراً: وافر اور پوری مقدار میں۔

متصدقین: تثنیہ کے طور پر قاف کے زبر اور نون کے زیر سے پڑھا گیا ہے' اور اس کے برعکس جمع کے طور پر بھی اور

182: بخاری شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث:1371، بخاری شریف، کتاب الاجارۃ، رقم الحدیث:2141، بخاری شریف، کتاب الوکالۃ، رقم الحدیث:2194، مسلم شریف، رقم الحدیث:1023، ابن حبان، رقم الحدیث:3359، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث:1684، نسائی شریف، رقم الحدیث:2560، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:19530، مصنف ابن ابی شیبہ، رقم الحدیث:10717، شعب الایمان، رقم الحدیث:7659، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث:7336

دونوں صحیح ہیں۔

تعارف راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۹، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

علامہ ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اس حدیث میں چار شرائط مذکور ہیں (۱) مالک کی اجازت کے ساتھ ہو (۲) جتنا مالک نے دینے کا حکم دیا اس میں کمی نہ کرے (۳) خندہ پیشانی اور خوش دلی سے دے (۴) اور مالک نے جس کو دینے کا حکم دیا اسی کو ہی دے کسی اور مسکین وفقیر کو نہ دے تو ایسا مسلمان خازن جو کچھ دیتا ہے وہ اس کے لیے بھی صدقہ ہے۔ (مرقاۃ فی شرح المشکوۃ از ملا علی القاری حنفی علیہ الرحمۃ)

۲۲-بَابٌ فِي النَّصِيْحَةِ
خیر خواہی کے متعلق بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ تَعَالٰی: ﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ ﴾ (الحجرات:10)

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: مسلمان مسلمان بھائی ہیں۔

تشریح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اسے اس پر ظلم وستم نہ کرنا چاہیئے"۔ (صحیح بخاری:2442)

صحیح حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ بندے کی مدد کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہے۔

اور صحیح حدیث میں ہے جب کوئی مسلمان اپنے غیر حاضر بھائی مسلمان کے لیے اس کی پس پشت دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے آمین۔ اور تجھے بھی اللہ ایسا ہی دے۔ (صحیح مسلم:87)

اس بارے میں اور بھی بہت سی حدیثیں ہیں صحیح حدیث میں ہے مسلمان سارے کے سارے اپنی محبت رحم دلی اور میل جول میں مثل ایک جسم کے ہیں جب کسی عضو کو تکلیف ہو تو سارا جسم تڑپ اٹھتا ہے کبھی بخار چڑھ آتا ہے کبھی شب بیداری کی تکلیف ہوتی ہے۔ (صحیح بخاری:6011)

ایک اور حدیث میں ہے مومن مومن کے لیے مثل دیوار کے ہے، جس کا ایک حصہ دوسرے حصے کو تقویت پہنچاتا اور مضبوط کرتا ہے، پھر آپ نے اپنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر بتایا۔ (صحیح بخاری:2446)

مسند احمد میں ہے مومن کا تعلق اور اہل ایمان سے ایسا ہے جیسے سر کا تعلق جسم سے ہے، مومن اہل ایمان کے لیے وہی دردمندی کرتا ہے جو دردمندی جسم کو سر کے ساتھ ہے۔ (مسند احمد:5/340)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: اِخبارًا عَنْ نُوْحٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿وَاَنْصَحُ لَكُمْ﴾ (الأعراف:62) وَعَنْ هُوْدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝﴾ (الأعراف:68)

اللہ تعالیٰ کا ارشادفرمایا: حضرت نوح علیہ السلام کا واقعہ یہاں بیان کرتے ہوئے ''میں تمہارا خیر خواہ ہوں'' اور حضرت ہود علیہ السلام کا واقعہ بیان کرتے ہوئے: اور میں تمہارا معتمد خیر خواہ ہوں o

(۱۸۳) وَاَمَا الْاَحَادِیْثُ: فَالْاَوَّلُ:

اور احادیث یہ ہیں:

عَنْ اَبِیْ رُقَیَّةَ تَمِیْمِ بْنِ اَوْسِ الدَّارِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلدِّیْنُ النَّصِیْحَةُ" قُلْنَا: لِمَنْ؟ قَالَ: "لِلّٰهِ وَلِکِتَابِهٖ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِاَئِمَّةِ الْمُسْلِمِیْنَ وَعَامَّتِهِمْ " رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◂◂ (پہلی) حضرت ابورقیہ تمیم بن اوس الداری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: دین خیر خواہی کا نام ہے۔ ہم نے عرض کیا کس کے لئے (خیر خواہی ہے)؟ فرمایا: اللہ کے لئے اور اس کی کتاب کے لئے اور اس کے رسول کے لئے اور ائمہ مسلمین کے لئے اور عام مسلمانوں کے لئے۔ (مسلم)

(۱۸۴) اَلثَّانِیْ: عَنْ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی اِقَامِ الصَّلٰوةِ، وَاِیْتَاءِ الزَّکٰوةِ، وَالنُّصْحِ لِکُلِّ مُسْلِمٍ . مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◂◂ (دوسری) حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی میں نے اس بات پر بیعت کی کہ نماز قائم کروں گا۔ زکوٰۃ ادا کروں گا اور عام مسلمانوں کی خیر خواہی کروں گا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

بایعت: از، بیعة، بمعنی بیعت کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۱۷۴، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

صحیح حدیث میں ہے جب کوئی مسلمان اپنے غیر حاضر بھائی مسلمان کے لیے اس کی پس پشت دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے آمین۔ اور تجھے بھی اللہ ایسا ہی دے۔ (صحیح مسلم:87)

(۱۸۵) اَلثَّالِثُ: عن اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا یُؤْمِنُ

183: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:55

184: بخاری شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:57، ترمذی شریف، رقم الحدیث:1925، دارمی شریف، رقم الحدیث:2540، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:19185، ابن حبان، رقم الحدیث:4545، ابن خزیمہ، رقم الحدیث:2259، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث:321، طبرانی اوسط، رقم الحدیث:585، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:2244

اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لِاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

◄◄ (تیسری) حضرت انس رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے کوئی بھی اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ وہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی چیز پسند نہ کرے جو وہ اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۵، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یعنی دنیاوی اور اُخروی دونوں لحاظ سے اپنے بھائی کے خیر خواہی چاہے دنیا میں جس طرح اپنے لیے عزت توقیر کا طالب ہے اسی طرح اپنے بھائی کی بھی عزت کا خیال رکھے، اور جس طرح یہ چاہتا ہے کہ مجھے جنت ملے اور دوزخ سے نجات حاصل ہو تو اپنے بھائی کے لیے بھی یہی دعا کرے اور اہل جنت کے کاموں میں اس کی راہنمائی اور مدد کرے، خیال رہے کہ یہاں بھائی سے مراد مسلمان بھائی ہے چاہے وہ سگا بھائی ہو یا کوئی اور، اور اس حدیث میں جو فرمایا کہ کوئی بندہ اُس وقت تک مومن نہیں ہوسکتا جب تک وہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند نہ کرے جو اس نے اپنے لیے پسند کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ مومن کامل نہیں ہوسکتا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ وہ سرے سے ہی ایمان والا نہیں یہاں ایمان سے مراد کامل ایمان ہے۔

185: بخاری شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:13، مسلم شریف، رقم الحدیث:2515، ترمذی شریف، رقم الحدیث:5016، نسائی شریف، رقم الحدیث:66، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:2740، دارمی شریف، رقم الحدیث:12824، ابن حبان، رقم الحدیث:234، سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث:11747، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:2959، طبرانی صغیر، رقم الحدیث:700، مسند طیالسی، رقم الحدیث:2004، مسند الشہاب، رقم الحدیث:888، الادب المفرد، رقم الحدیث:1174

۲۳-بَابٌ فِي الْاَمْرِ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيِ عَنِ الْمُنْكَرِ

نیکی کا حکم دینے اور برائی سے روکنے کے متعلق بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝﴾ (آل عمران: 104)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم میں ایک گروہ ایسا ہونا چاہیے جو بھلائی کی طرف بلائیں اور اچھی بات کا حکم دیں اور بری سے منع کریں اور یہی لوگ مراد کو پہنچے ۝

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ﴾ (آل عمران: 110)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم بہتر ہو ان سب امتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے منع کرتے ہو۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ خبر دے رہا ہے کہ امت محمدیہ تمام امتوں پر بہتر ہے صحیح بخاری شریف میں ہے سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں تم اوروں کے حق میں سب سے بہتر ہو تو لوگوں کی گردنیں پکڑ پکڑ کر اسلام کی طرف جھکاتے ہو، (صحیح بخاری: 4557)

اور مفسرین بھی یہی فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ تم تمام امتوں سے بہتر ہو اور سب سے زیادہ لوگوں کو نفع پہنچانے والے ہو، ابولہب کی بیٹی سیدہ درہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ایک مرتبہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا آپ اس وقت منبر پر تھے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کون سا شخص بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا سب لوگوں سے بہتر وہ شخص ہے جو سب سے زیادہ قاری قرآن ہو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو، سب سے زیادہ اچھائیوں کا حکم کرنے والا سب سے زیادہ برائیوں

سے روکنے والا سب سے زیادہ رشتے ناتے ملانے والا ہو۔ (مسند احمد:6/431)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں یہ وہ صحابہ ہیں جنہوں نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی، صحیح بات یہ ہے کہ یہ آیت ساری امت پر مشتمل ہے، بیشک یہ حدیث میں بھی ہے کہ سب سے بہتر میرا زمانہ ہے پھر اس کے بعد اس سے ملا ہوا زمانہ پھر اس کے بعد والا، (صحیح بخاری:3605)

ایک اور روایت میں ہے آیت " وَكَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا " (2-البقرہ:143)

ہم نے تمہیں بہتر امت بنایا ہے تا کہ تم لوگوں پر گواہ بنو، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم نے اگلی امتوں کی تعداد ستر تک پہنچا دی ہے، اللہ کے نزدیک تم ان سب سے بہتر اور زیادہ بزرگ ہو، (سنن ترمذی:3001)

یہ مشہور حدیث ہے امام ترمذی نے اسے حسن کہا ہے، اس امت کی افضیلت کی ایک بڑی دلیل اس امت کے نبی کی افضیلت ہے، آپ تمام مخلوق کے سردار تمام رسولوں سے زیادہ اکرام وعزت والے ہیں، آپ کی شرع اتنی کامل اور اتنی پوری ہے کہ ایسی شریعت کسی نبی کو نہیں تو ظاہر بات ہے کہ ان فضائل کو سمیٹتے والی امت بھی سب سے اعلیٰ وافضل ہے، اس شریعت کا تھوڑا سا عمل بھی اور امتوں کے زیادہ عمل سے بہتر وافضل ہے۔

سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہ نعمتیں دیا گیا ہوں جو مجھ سے پہلے کوئی نہیں دیا گیا لوگوں نے پوچھا وہ کیا باتیں ہیں، آپ نے فرمایا میری مدد رعب سے کی گئی ہے میں زمین کی کنجیاں دیا گیا ہوں، میرا نام احمد رکھا گیا ہے، میرے لیے مٹی پاک کی گئی ہے، میری امت سب امتوں سے بہتر بنائی گئی ہے۔

(مسند احمد:1/98)

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ ۝﴾ (الأعراف:199)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے محبوب! معاف کرنا اختیار کرو اور بھلائی کا حکم دو اور جاہلوں سے منہ پھیر لو۝

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ﴾ (التوبۃ:71)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے منع کرتے ہیں۔

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْٓ اِسْرَائِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ۝﴾ (المائدۃ:78)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: لعنت کئے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل میں داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر یہ بدلہ ہے ان کی نافرمانی اور سرکشی کا جو بری بات کرتے آپس میں ایک دوسرے کو نہ روکتے' ضرور بہت ہی بُرے کام کرتے تھے۔

تشریح:

ارشاد ہے کہ بنو اسرائیل کے کافر پرانے ملعون ہیں، حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی انہی کے زمانہ میں ملعون قرار پا چکے ہیں۔ کیونکہ وہ اللہ کے نافرمان تھے اور مخلوق پر ظالم تھے، توراۃ، انجیل، زبور اور قرآن سب کتابیں ان پر لعنت برساتی آئیں۔ یہ اپنے زمانہ میں بھی ایک دوسرے کو برے کاموں دیکھتے تھے لیکن چپ چاپ بیٹھے رہتے تھے، حرام کاریاں اور گناہ کھلے عام ہوتے تھے اور کوئی کسی کو روکتا نہ تھا۔ یہ تھا ان کا بدترین فعل۔

مسند احمد میں فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ بنو اسرائیل میں پہلے پہل جب گناہوں کا سلسلہ چلا تو ان کے علماء نے انہیں روکا۔ لیکن جب دیکھا کہ باز نہیں آتے تو انہوں نے انہیں الگ نہیں کیا بلکہ انہی کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے کھاتے پیتے رہے، جس کی وجہ سے دونوں گروہوں کے دلوں میں آپس میں ٹکرا دیا اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کے دل بھڑا دیئے اور حضرت داؤد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زبانی ان پر اپنی لعنت نازل فرمائی۔ کیونکہ وہ نافرمان اور ظالم تھے۔ اس کے بیان کے وقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ٹیک لگائے ہوئے تھے لیکن اب ٹھیک ہو کر بیٹھ گئے اور فرمایا نہیں نہیں اللہ کی قسم تم پر ضروری ہے کہ لوگوں کو خلاف شرع باتوں سے روکو اور انہیں شریعت کی پابندی پر لاؤ۔ (مسند احمد: 1/391)

ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے برائی بنی اسرائیل میں داخل ہوئی تھی کہ ایک شخص دوسرے کو خلاف شرع کوئی کام کرتے دیکھتا تو اسے روکتا، اسے کہتا کہ اللہ سے ڈر اور اس برے کام کو چھوڑ دے یہ حرام ہے۔ لیکن دوسرے روز جب وہ نہ چھوڑتا تو یہ اس سے کنارہ کشی نہ کرتا بلکہ اس کا ہم نوالہ ہم پیالہ رہتا اور میل جول باقی رکھتا، اس وجہ سے سب میں ہی سنگدلی آ گئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پوری آیت کی تلاوت کر کے فرمایا: واللہ تم پر فرض ہے کہ بھلی باتوں کا ہر ایک کو حکم کرو، برائیوں سے روکو، ظالم کو اس کے ظلم سے باز رکھو اور اسے تنگ کرو کہ حق پر آ جائے۔ (سنن ابوداود: 4336، ترمذی اور ابن ماجہ میں بھی یہ حدیث موجود ہے۔ (سنن ترمذی: 3047، تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 6

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ﴾ (الکہف: 29)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور فرما دو کہ حق تمہارے رب کی طرف سے ہے تو جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر کرے۔

آیت نمبر:7

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ ﴾ (الحجر:94)

اوراللہ تعالیٰ کاارشاد ہے:تو علانیہ کہہ دوجس بات کا تمہیں حکم ہے۔

آیت نمبر:8

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ فَاَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا بِعَذَابٍ بَئِيْسٍ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ○﴾ (الأعراف:165)

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:ہم نے بچالئے وہ جو برائی سے منع کرتے تھے'اور ظالموں کو بُرے عذاب میں پکڑا یہ بدلہ ہے ان کی نافرمانی کا○

وَالْاٰيَاتُ فِي الْبَابِ كَثِيْرَةٌ مَّعْلُوْمَةٌ .

اورآیاتِ کریمہ اس باب سے متعلق بہت زیادہ مشہور ہیں۔

(۱۸۶) وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ:

◀◀ اوراحادیث یہ ہیں:

فَالْاَوَّلُ: عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَنْ رَّاٰى مِنْكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهٖ، فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهٖ، فَاِنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهٖ، وَذٰلِكَ اَضْعَفُ الْاِيْمَانِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀◀ (پہلی) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: تم میں سے کوئی شخص کوئی برائی دیکھے تو اسے ہاتھ سے روکے۔سواگر ہاتھ سے روکنے کی قدرت نہ رکھتا ہو تو زبان سے روکے،اوراس کی بھی قدرت نہ رکھتا ہو تو دل سے برا سمجھے'اور یہ ایمان کا کمزورترین درجہ ہے۔(مسلم)

حل لغات:

فلیغیرہ: از تغییر اً، بمعنی بدلنا،تبدیل کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۲۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین درجات بنائے ہیں پہلا درجہ ان لوگوں کا ہے جو برائی کو ہاتھ سے

روکتے ہیں دوسرا دوجہ ان لوگوں کا ہے جو زبان سے روکتے ہیں اور تیسرا درجہ ان کا جو دل میں برا محسوس کرتے ہیں اور جیسا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیسرا درجہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ سب سے زیادہ ثواب پہلے درجہ والوں کا ہے اور پھر دوسرے اور پھر تیسرے درجہ کا۔

(۱۸۷) اَلثَّانِیْ: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا مِنْ نَّبِیٍّ بَعَثَهُ اللّٰهُ فِیْ اُمَّةٍ قَبْلِیْ اِلَّا کَانَ لَهٗ مِنْ اُمَّتِهٖ حَوَارِیُّوْنَ وَاَصْحَابٌ یَّاْخُذُوْنَ بِسُنَّتِهٖ وَیَقْتَدُوْنَ بِاَمْرِهٖ، ثُمَّ اِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوْفٌ یَقُوْلُوْنَ مَا لَا یَفْعَلُوْنَ وَیَفْعَلُوْنَ مَا لَا یُؤْمَرُوْنَ، فَمَنْ جَاهَدَهُمْ بِیَدِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَّمَنْ جَاهَدَهُمْ بِقَلْبِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَّمَنْ جَاهَدَهُمْ بِلِسَانِهٖ فَهُوَ مُؤْمِنٌ، وَّلَیْسَ وَرَاءَ ذٰلِكَ مِنَ الْاِیْمَانِ حَبَّةُ خَرْدَلٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ (دوسری) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: مجھ سے پہلے جس نبی کو بھی اللہ تعالیٰ نے کسی امت کی طرف مبعوث فرمایا اس کو اپنی امت میں مخلص دوست اور احباب مل گئے‘ وہ اس کی سنت پر عمل کرتے اور اس کے حکم کی تعمیل کرتے تھے۔ پھر ان کے بعد ایسے لوگ آئے جو ایسی باتیں کہتے تھے جو کرتے نہیں تھے‘ اور ایسے کام کرتے تھے جن کا انہیں حکم نہیں دیا جاتا تھا۔ پس جو کوئی ایسے لوگوں کے ساتھ ہاتھ سے جہاد کرے تو وہ مومن ہے‘ اور جو ان کے ساتھ دل سے جہاد کرے تو وہ بھی مومن ہے‘ اور جو ان کے ساتھ زبان سے جہاد کرے وہ بھی مومن ہے، اور اس کے بعد رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان کا درجہ نہیں ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

الحواریون: جمع ہے، **الحواری**، کی بمعنی مددگار، انصار، جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواری تھے۔

خلوف: قائم مقام ہونا، ایک کے بعد دوسرے کا آنا۔

خردل: بمعنی رائی۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۳۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

تین درجات تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ماقبل والی حدیث سے معلوم ہوئے اور چوتھا درجہ اس حدیث سے معلوم ہوا

187: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 50

کہ جو آدمی دل میں بھی برائی کو برا نہ جانے تو اس کے لیے ثواب بالکل نہیں بلکہ اس کے لیے یہ وعید فرمائی کہ اس میں تو رائی کے دانہ برابر بھی ایمان نہیں، اللہ تعالیٰ ہم کو پہلے درجہ پر عمل کی توفیق دے نہیں تو کم از کم دوسرے یا تیسرے درجہ میں رکھے چوتھے درجہ سے اللہ تعالیٰ ہم کو اپنی پناہ میں رکھے۔

امیر کا حکم اور اس کی اطاعت:

(۱۸۸) اَلثَّالِثُ: عَنْ اَبِی الْوَلِیْدِ عِبَادَة بْنِ الصَّامِت رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَایَعْنَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَی السَّمْعِ وَالطَّاعَةِ فِی الْعُسْرِ وَالْیُسْرِ، وَالْمَنْشَطِ وَالْمَكْرَهِ، وَعَلٰی اَثَرَةٍ عَلَیْنَا، وَعَلٰی اَنْ لَّا نُنَازِعَ الْاَمْرَ اَهْلَهٗ اِلَّا اَنْ تَرَوْا كُفْرًا بَوَاحًا عِنْدَكُمْ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی فِیْهِ بُرْهَانٌ، وَّعَلٰی اَنْ نَّقُوْلَ بِالْحَقِّ اَیْنَمَا كُنَّا لَا نَخَافُ فِی اللّٰهِ لَوْمَةَ لَائِمٍ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

"اَلْمَنْشَطُ وَالْمَكْرَهُ" بِفَتْحِ مِیْمَیْهِمَا: اَیْ فِی السَّهْلِ وَالصَّعْبِ ۔ وَ"الْاَثَرَةُ": اَلْاِخْتِصَاص بِالْمُشْتَرَكِ وَقَدْ سَبَقَ بَیَانُهَا ۔ "بَوَاحًا" بِفَتْحِ الْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَبَعْدَهَا وَاوٌ ثُمَّ اَلِفٌ ثُمَّ حَاءٌ مُهْمَلَةٌ: اَیْ ظَاهِرًا لَا یَحْتَمِلُ تَاْوِیْلًا ۔

◄◄ (تیسری) حضرت ابوالولید عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہم نے اس بات پر بیعت کی کہ ہم (آپ کا ارشاد) سنیں گے اور اطاعت کریں گے، تنگی کی حالت میں بھی اور آسانی کی حالت میں بھی، خوشی کے عالم میں بھی اور ناپسندیدگی کی حالت میں بھی اور اس صورت میں بھی کہ کسی کو ہم پر ترجیح دی جائے اور اس بات طرف سے دلیل موجود ہو اور اس بات پر (بیعت کی) کہ ہم جہاں بھی ہوں گے حق بات کہیں گے، خدا کے معاملہ میں کسی کی ملالت کرنے والے کی ملالت سے خوفزدہ نہیں ہوں گے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

بایعنا: ہم نے معاہدہ کیا، ہم نے بیعت کی۔

المنشط و المکرہ: دونوں میموں پر زبر ہے، یعنی آسانی اور تکلیف کی حالت میں۔

الاثرة: مشترکین میں سے کسی کو مخصوص کر لینا۔ ترجیح دینا۔ اور اس کا بیان پہلے گزر چکا ہے۔

بواحاً: باء موحدہ کے زبر کے ساتھ۔ اس کے بعد واؤ ہے۔ پھر الف، پھر حاء مہملہ یعنی ظاہر اور واضح جس میں تاویل کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔

تعارف راوی:

عبادہ ابن صامت: آپ کی کنیت ابوالولید ہے انصاری سالمی ہیں، نقیب انصار تھے، عقبہ کی دونوں بیعتوں میں شریک

188: بخاری شریف، کتاب الاحکام، رقم الحدیث: 7199

ہوئے، پھر بدر وغیرہ تمام غزوات میں شریک ہوئے، حضرت عمر نے آپ کو شام کا قاضی اور معلم بنا کر بھیجا آپ حمص میں مقیم رہے پھر وہاں سے فلسطین چلے گئے رملہ یا بیت المقدس میں وفات پائی، بہتر سال عمر پائی ۳۴ھ چونتیس میں وفات ہوئی، مشہور صحابی ہیں۔(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف العین،)

شرح:

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں سوچ و بچار نہ کرتے تھے بلکہ ادھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے الفاظ نکلتے اُدھر اس پر عمل ہوتا جاتا جیسا کہ حضرت عمر کے بارے حدیث گزری ہے کہ آپ نے فرمایا اے حجر اسود میں تجھے صرف نبی اکرم کی سنت اور آپ کے فرمان کی وجہ سے بوسہ دیتا ہوں اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تجھے نہ چوما ہوتا تو میں تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا، لیکن یہ صرف نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خاصہ ہے کہ آپ کی اتباع میں سوچنا نہیں چاہیے لیکن دوسے امیروں کی اتباع میں سوچ و بچار ضرور ہونی چاہیے تا کہ کہیں وہ آپ کو برائی کا حکم نہ دے دیں۔

ظالم کا محاسبہ ہونا چاہیے:

(۱۸۹) اَلرَّابِعُ: عَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَثَلُ الْقَائِمِ فِيْ حُدُوْدِ اللّٰهِ وَالْوَاقِعِ فِيْهَا، كَمَثَلِ قَوْمٍ اسْتَهَمُوْا عَلٰى سَفِيْنَةٍ فَصَارَ بَعْضُهُمْ اَعْلَاهَا وَبَعْضُهُمْ اَسْفَلَهَا، وَكَانَ الَّذِيْنَ فِيْ اَسْفَلِهَا اِذَا اسْتَقَوْا مِنَ الْمَاءِ مَرُّوْا عَلٰى مَنْ فَوْقَهُمْ، فَقَالُوْا: لَوْ اَنَّا خَرَقْنَا فِيْ نَصِيْبِنَا خَرْقًا وَّلَمْ نُؤْذِ مَنْ فَوْقَنَا، فَاِنْ تَرَكُوْهُمْ وَمَا اَرَادُوْا هَلَكُوْا جَمِيْعًا، وَّاِنْ اَخَذُوْا عَلٰى اَيْدِيْهِمْ نَجَوْا وَنَجَوْا جَمِيْعًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

"اَلْقَائِمُ فِيْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰى" مَعْنَاهُ: الْمُنْكِر لَهَا، الْقَائِم فِيْ دَفْعِهَا وَاِزَالَتِهَا، وَالْمُرَادُ بِالْحُدُوْدِ: مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ . "اِسْتَهَمُوْا": اِقْتَرَعُوْا .

◂◂ (چوتھی) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی حدود کی پابندی کرنے والے اور ان حدود کے انکار کرنے والے کی مثال ایسی ہے جیسے کشتی پر سوار ایک جماعت نے قرعہ اندازی کی تو ان میں سے بعض کو کشتی کے اوپر والے حصے میں جگہ ملی اور بعض کو نیچے والے حصہ میں۔ نچلے حصہ والے جب بھی پانی لینے کے لئے جاتے تو وہ اوپر والوں کے پاس سے گزرتے۔ انہوں نے آپس میں کہا: ہم اپنے حصے میں کشتی میں سوراخ کرتے ہیں' اور اوپر والوں کو تکلیف نہیں دیں گے۔ سو (اس صورت میں) اگر اوپر والے انہیں اپنے ارادے کی تکمیل کے لئے آزاد چھوڑ دیں تو وہ سب ہلاک ہو جائیں

189: بخاری شریف، کتاب الشرکۃ، رقم الحدیث:2493

گے اور اگر وہ ان کو ایسا کرنے سے روک دیں تو وہ سارے بچ جائیں گے۔(بخاری)

حل لغات:

السفینة: بمعنی کشتی۔

خرقنا: ہم پھاڑ دیں، ہم سوراخ کرلیں۔

القائم فی حدود اللہ تعالیٰ: کا معنی ہے: اللہ تعالیٰ کی حدود کا انکار کرنے والا اور ان حدود کو توڑنے کی کوشش کرنے والا۔ حدود: سے مراد وہ چیزیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔

استھموا: انہوں نے قرعہ اندازی کی۔

تعارف راوی:

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۱۶۱ میں ہو چکا ہے۔

شرح:

یہ حدیث ہمارے لیے یہ درس دیتی ہے کہ اگر ہم ظلم ہوتا دیکھے تو اس کو روکنا چاہیے منہ دوسری طرف کر کے گزر نہیں جانا چاہیے کیونکہ آج کسی اور پر ظلم ہو رہا ہے تو کل ہم پر بھی ہوسکتا ہے اور اگر ہم نے نہ روکا تو ہم سب ہلاک ہو جائیں گے اس کی زندہ مثالیں ہمارے حکمرانوں میں پائی جاتی ہیں اگر ہم نے پہلے ہی ان کو محاسبہ کیا ہوتا تو آپ ہم بھی سکھ اور آرام کی زندگی بسر کرتے، جب ہم نے ان کو شتر بے مہار کی طرح چھوڑ دیا تو ہمارا ان کو چھوڑنا ہی ہماری ہلاکت کا سبب بنا، اور یہ اس لیے ہوا کہ ہم نے امر بالمعروف ترک کردیا۔

امیر کی اطاعت کب تک لازم ہے:

(۱۹۰) اَلْخَامِسُ: عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ اُمِّ سَلْمَةَ هِنْدٍ بِنْتِ اَبِیْ اُمَیَّةَ حُذَیْفَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، اَنَّهُ قَالَ: "اِنَّهُ یُسْتَعْمَلُ عَلَیْکُمْ اُمَرَاءُ فَتَعْرِفُوْنَ وَتُنْکِرُوْنَ، فَمَنْ کَرِهَ فَقَدْ بَرِءَ، وَمَنْ اَنْکَرَ فَقَدْ سَلِمَ، وَلٰکِنْ مَّنْ رَّضِیَ وَتَابَعَ" قَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَلَا نُقَاتِلُهُمْ؟ قَالَ: "لَا، مَا اَقَامُوْا فِیْکُمُ الصَّلٰوةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

مَعْنَاهُ: مَنْ کَرِهَ بِقَلْبِهٖ وَلَمْ یَسْتَطِعْ اِنْکَارًا بِیَدٍ وَّلَا لِسَانٍ فَقَدْ بَرِیْءَ مِنَ الْاِثْمِ، وَاَدّٰی وَظِیْفَتَهٗ، وَمَنْ اَنْکَرَ بِحَسَبِ طَاقَتِهٖ فَقَدْ سَلِمَ مِنْ هٰذِهِ الْمَعْصِیَةِ وَمَنْ رَّضِیَ بِفِعْلِهِمْ وَتَابَعَهُمْ فَهُوَ الْعَاصِیْ۔

190: مسلم شریف، کتاب الامارة، رقم الحدیث: 1854

◄◄ (پانچویں)ام المومنین حضرت ام سلمہ ہند بنت ابی امیہ حذیفہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا:تمہارے اوپر ایسے لوگ حکمران بنائے جائیں گے جن کی بعض باتوں کوتم پسند کرو گے اوربعض کوناپسند۔پس جس نے ان کو براسمجھا وہ بری ہوگیا اور جس نے حسب استطاعت ان کوروکنے کی کوشش کی وہ بچ گیا لیکن جوراضی ہوگیا اوران کی پیروی کرنے لگا۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم ان سے جنگ نہ کریں۔فرمایا:نہیں!اس وقت تک جب تک وہ تمہارے درمیان نماز قائم کریں۔(مسلم)

تعارف راوی:

حضرت ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر:۸۲،میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس کا معنی یہ ہے کہ جس نے ان چیزوں کو اپنے دل سے ناپسند کیا اور وہ ہاتھ یا زبان سے ان کو روکنے کی استطاعت نہیں رکھتا تھاوہ گناہوں سے بری ہوگیا اوراس نے اپنا فریضہ ادا کردیا اورجس نے طاقت کے مطابق ان کو روکنے کی کوشش کی تو وہ اس گناہ سے محفوظ ہوگیا اور جوان کے کام پرراضی ہوگیا اوران کی پیروی کرنے لگا تو وہ گنہکار ہوا۔

(۱۹۱) اَلسَّادِسُ: عَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ اُمِّ الْحَكَمِ زَيْنَبَ بِنْتِ جَحْشٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَيْهَا فَزِعًا، يَقُوْلُ: "لا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَيْلٌ لِّلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ، فُتِحَ الْيَوْمَ مِنْ رَّدْمِ يَاْجُوْجَ وَمَاْجُوْجَ مِثْلَ هٰذِهٖ"، وَحَلَّقَ بِاِصْبَعَيْهِ الْاِبْهَامِ وَالَّتِيْ تَلِيْهَا، فَقُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَنَهْلِكُ وَفِيْنَا الصَّالِحُوْنَ؟ قَالَ: "نَعَمْ، اِذَا كَثُرَ الْخَبَثُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄◄ (چھٹی)حضرت ام المومنین ام حکم زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ گھبراہٹ کے عالم میں ان کے پاس تشریف لائے اورفرمانے لگے:لاالہ الا اللہ۔ہلاکت ہے اہل عرب کے لئے اس شر سے جوقریب آ پہنچا ہے آج یاجوج اور ماجوج کی دیوار اتنی کھول دی گئی ہے۔یہ فرما کر آپ نے انگوٹھے اوراس کے ساتھ والی انگلی سے حلقہ بنایا۔(حضرت ام المومنین رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:) میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کیا ہم ہلاک ہوجائیں گے حالانکہ ہم میں پاکباز لوگ بھی موجود ہیں۔آپ نے فرمایا:ہاں۔جب فسق وفجور کی بہتات ہوگئی (تو یونہی ہوگا)۔(متفق علیہ)

191: بخاری شریف، احادیث الانبیاء، رقم الحدیث: 3168، بخاری شریف، کتاب المناقب، رقم الحدیث: 3403، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:27454،سنن الکبریٰ نسائی،رقم الحدیث:11333،طبرانی کبیر،رقم الحدیث:136،مسند امام احمد بن حنبل،رقم الحدیث:26587،ابن حبان،رقم الحدیث:691،مستدرک حاکم،رقم الحدیث:8552،مسندابویعلی،رقم الحدیث:6988،طبرانی اوسط،رقم الحدیث:1962،طبرانی کبیر،رقم الحدیث:835

حل لغات:

ویل: بمعنی ہلاکت، شراور برائی کا نازل ہونا، دوزخ کی ایک وادی کا نام۔

ردم: از، ردماً، بمعنی بہنا، گری ہوئی دیوار کا ملبہ۔

تعارف راوی:

زینب بنت جحش: آپ کا نام برہ تھا حضورانور نے بدل کر زینب رکھا، آپ حضور کی پھوپھی امیہ بنت عبدالمطلب کی بیٹی ہیں، پہلے زید ابن حارثہ کے نکاح میں تھیں انہوں نے طلاق دے دی تب حضورانور کے نکاح میں آئیں، یہ نکاح ۵ پانچ میں ہوا انہی کے متعلق رب تعالیٰ نے فرمایا"فَلَمَّا قَضٰی زَیْدٌ مِّنْهَا وَطَرًا زَوَّجْنٰكَهَا"۔تمام لڑکیوں کے نکاح ان کے ماں باپ کرتے ہیں ان کا نکاح حضورانور سے رب نے کیا۔(مترجم)حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ میں نے ان سے بڑھ کر متقی پرہیزگار سچی زبان والی کوئی بی بی نہ دیکھی، آپ بڑی سخیہ صلہ رحمی کرنے والی اپنے ہاتھ سے روزی حاصل کر کے صدقہ و خیرات کرنے والی تھیں۔ازواج مطہرات میں سب سے پہلے حضور کی خدمت میں آپ پہنچیں یعنی پہلے آپ کی وفات ہوئی، ترپن سال عمر پائی، ۲۰ھ بیس یا اکیس میں وفات ہوئی، مدینہ منورہ میں دفن ہیں۔مترجم نے قبرانور کی زیارت کی ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸، تحت حرف الزاء، صحابیات،)

شرح:

اس کے ہم معنی حدیث گزر چکی ہے، اوراس میں اس کے شرح ہو چکی ہے۔

(۱۹۲) اَلسَّابِعُ: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ''اِیَّاكُمْ وَالجُلُوْسَ فِی الطُّرُقَاتِ !'' فَقَالُوْا: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا لَنَا مِنْ مَّجَالِسِنَا بُدٌّ، نتحدث فِیْهَا ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ''فَاِذَا اَبَیْتُمْ اِلَّا الْمَجْلِسَ، فَاَعْطُوا الطَّرِیْقَ حَقَّهُ'' ۔ قَالُوْا: ومَا حَقُّ الطَّرِیْقِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: ''غَضُّ الْبَصَرِ، وَكَفُّ الْاَذٰی، وَرَدُّ السَّلَامِ، وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ، وَالنَّهْیُ عَنِ الْمُنْكَرِ'' مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◄◄ (ساتویں) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: راستوں میں بیٹھنے سے پرہیز کرو۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: یارسول اللہ! ہمارے لئے وہاں بیٹھے بغیر کوئی چارہ نہیں ہم وہاں بیٹھ کر ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہیں۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر تم بہرصورت راستوں میں بیٹھنا ہی چاہتے ہوتو پھر راستے کا حق ادا کرو۔صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہ! راستے کا حق کیا ہے۔فرمایا: نگاہیں نیچی رکھنا، راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی

192: بخاری شریف، کتاب الاستئذان، رقم الحدیث:6229

سے روکنا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

طرقات: بمعنی راستے، (جمع ہے)

ابیتم: از، بیاتاً، بمعنی رات گزارنا۔

کف: از، کفاً، بمعنی کسی کام سے منع کرنا، روکنا۔

تعارف راوی:

حضرت سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۲۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ راستے کے بھی کچھ حقوق ہیں، جن میں سے چند یہ ہیں، نگاہوں کو نیچا رکھنا، تکلیف دہ چیز کو دور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا، برائی سے روکنا، اچھی باتیں کرنا، کسی کی مدد کرنا، مظلوا اور مصیبت زدہ کے ساتھ تعاون کرنا، راستہ بتانا، وغیرہ۔

(۱۹۳) اَلثَّامِنُ: عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَاٰى خَاتَمًا مِّنْ ذهبٍ فِيْ يَدِ رَجُلٍ فَنَزَعَهُ فَطَرَحَهُ، وَقَالَ: "يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ اِلٰى جَمْرَةٍ مِّنْ نَّارٍ فَيَجْعَلُهَا فِيْ يَدِهٖ!" فَقِيْلَ لِلرَّجُلِ بَعْدَمَا ذَهَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: خُذْ خَاتَمَكَ انْتَفِعْ بِهٖ . قَالَ: لَا وَاللّٰه لَا اٰخُذُهٗ اَبَدًا وَّقَدْ طَرَحَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ (آٹھویں) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے ہاتھ میں سونے کی انگوٹھی دیکھی تو آپ نے اس کے ہاتھ سے انگوٹھی اتاردی اور اسے پرے پھینک دیا اور فرمایا: تم آگ کے انگارے کا قصد کرتے ہو اور اسے ہاتھ میں پکڑ لیتے ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے تو اس شخص سے کہا گیا کہ اپنی انگوٹھی اُٹھالو اور اس سے استفادہ کرو تو اس نے کہا: نہیں۔ اللہ کی قسم! میں اسے کبھی نہیں اُٹھاؤں گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پھینکا ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

فطرحه: از، طرحا، بمعنی پھینکنا، دور کرنا، ڈالنا۔

الجمرة: بمعنی انگارہ۔

193: مسلم شریف، کتاب اللباس، رقم الحدیث:2090

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۱۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

سبحان اللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کا عشق رسول، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انگوٹھی کو پھینک دیا تو اس صحابی نے دوبارہ اس کو اُٹھایا نہیں بلکہ فرمایا میں اُس چیز کونہیں اٹھاؤں گا جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پھینک دیا چاہے وہ کتنی ہی قیمتی کیوں نہ ہو یہ ہے صحابہ کرام کا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا، کہ سونے کی انگوٹھی جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے لے کر پھینک دی تھی اس کو پہننا تو دور کی بات دوبارہ ہاتھ تک نہیں لگایا۔

میں یہاں اس حدیث کی بنا پر ان لوگوں کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتا ہو جو شادی اور منگنی کے موقعہ پر مرد کو سونے کی انگوٹھی پہنا کر فعل حرام کرتے ہیں، کہ مرد کے لیے سونا بالکل جائز نہیں ہے یہ رواج ہمیں ہی ختم کرنا ہے اگر آپ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت عمل کریں گے تو اس میں برکت بھی ہوگی اور آپ کو دیکھ کر اورلوگوں کو بھی سبق ملے گا۔

(۱۹۴) اَلتَّاسِعُ: عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْحَسَنِ الْبَصْرِی: اَنَّ عَائِذَ بْنَ عَمْرٍو رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ دَخَلَ عَلٰی عُبَیْدِ اللّٰهِ بْنِ زِیَادٍ، فَقَالَ: اَیْ بُنَیَّ، اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اِنَّ شَرَّ الرِّعَاءِ الْحُطَمَةُ " فَاِیَّاكَ اَنْ تَکُوْنَ مِنْهُمْ، فَقَالَ لَهٗ: اِجْلِسْ فَاِنَّمَا اَنْتَ مِنْ نُخَالَةِ اَصْحَابِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: وَهَلْ کَانَتْ لَهُمْ نُخَالَةٌ اِنَّمَا کَانَتِ النُّخَالَةُ بَعْدَهُمْ وَفِیْ غَیْرِهِمْ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ (نویں) حضرت ابوسعید حسن بصری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عائذ بن عمرو رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن زیاد کے پاس گئے اور فرمایا: اے بیٹے! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ سب سے برے چرواہے وہ ہیں جو ترش رو ظالم ہوں اس لئے تم ان لوگوں میں شامل ہونے سے بچو۔ ابن زیاد نے ان سے کہا: بیٹھ جاؤ کیونکہ تم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں مثل بھوسہ کے (یعنی کمترین درجہ کے) ہو۔ انہوں نے فرمایا: کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں بھی کم ترین لوگ تھے؟ نہیں! بلکہ کم ترین لوگ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ دوسرے اور ان کے بعد والے لوگوں میں ہیں۔ (مسلم)

حل لغات:

الحطمة: ظالم چرواہا۔

النخالة: بمعنی بھوسی، چھانن،

194: مسلم شریف، کتاب الامارۃ، رقم الحدیث: 1830

(۱۹۵) اَلْعَاشِرُ: عَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "وَالَّذِىْ نَفْسِىْ بِيَدِهٖ، لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ اَوْ لَيُوْشِكَنَّ اللّٰهُ اَنْ يَّبْعَثَ عَلَيْكُمْ عِقَابًا مِّنْهُ ثُمَّ تَدْعُوْنَهٗ فَلَا يُسْتَجَابُ لَكُمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◄◄ (دسویں) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تم ضرور نیکی کا حکم دو، اور برائی سے روکو، ورنہ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر سخت عذاب نازل فرمائے اور پھر تم اس کو پکارو گے تو وہ تمہاری دعائیں قبول نہیں فرمائے گا۔ اسے ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارف راوی:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۱۰۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث مبارکہ کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ اگر تم امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتے رہو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری دعاؤں کو قبول فرماتا رہے گا اور اگر یہ سنت ترک کر دو گے تو پھر اللہ تمہاری دعاؤں کو قبول نہیں کرے گا۔ اور تم پر سخت عذاب نازل فرمائے گا۔

(۱۹۶) اَلْحَادِىْ عَشَرَ: عَنْ اَبِىْ سَعِيْدِ نِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰه عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ عَدْلٍ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◄◄ (گیارہویں) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے بہترین جہاد ظالم بادشاہ کے سامنے انصاف کی بات کہنا ہے۔ اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے۔

ظالم بادشاہ کے سامنے حق گوئی افضل جہاد ہے:

(۱۹۷) اَلثَّانِىْ عَشَرَ: عَنْ اَبِىْ عَبْدِ اللّٰهِ طَارِقِ بْنِ شِهَابِ الْبَجَلِيِّ الْاَحْمَسِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ وَضَعَ رِجْلَهٗ فِى الْغَرْزِ: اَىُّ الْجِهَادِ اَفْضَلُ؟ قَالَ: "كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ" رَوَاهُ النَّسَائِيُّ بِاِسْنَادٍ صَحِيْحٍ.

195: ترمذی شریف، کتاب الفتن، رقم الحدیث: 2169

196: ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 4344، ترمذی شریف، کتاب الفتن، رقم الحدیث: 2174

"اَلْغَرْزُ" بِغَيْنٍ مُعْجَمَةٍ مَفْتُوحَةٍ ثُمَّ رَاءٍ سَاكِنَةٍ ثُمَّ زَايٍ: وَهُوَ رِكَابُ كَوْرِ الْجَمَلِ اِذَا كَانَ مِنْ جِلْدٍ اَوْ خَشَبٍ وَقِيْلَ: لَا يَخْتَصُّ بِجِلْدٍ وَّخَشَبٍ.

◄◄ (بارہویں) حضرت ابوعبداللہ طارق بن شہاب البجلی الاحمسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا جب کہ آپ نے اپنا پاؤں رکاب میں رکھا ہوا تھا۔ کون سا جہاد بہتر ہے؟ آپ نے فرمایا: ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کہنا۔ اسے نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

الغرز: عین معجمہ پر زبر، راء ساکن اور اس کے بعد زاء ہے۔ اونٹ کے پلان کی رکاب کو کہتے ہیں جب کہ وہ چمڑے یا لکڑی کا ہو اور بعض نے کہا ہے کہ چمڑے یا لکڑی کی کوئی تخصیص نہیں ہے۔

تعارف راوی:

طارق ابن شہاب: آپ کی کنیت ابوعبداللہ ہے بجلی کوفی ہیں، حضور انور کی زیارت کی مگر آپ سے احادیث بہت ہی کم مروی ہیں، خلافت صدیقی و فاروقی میں ۳۳ تینتیس جہاد کیے اور ۸۲ھ میں وفات پائی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف الطاء، صحابہ کرام)

شرح:

ظالم بادشاہ کے سامنے وہ آدمی بات کرے گا جس کا ایمان اللہ تعالیٰ پر مظبوط ہوگا، اس وجہ سے کہ وہ اپنے نفس کی پرواہ کیے بغیر بادشاہ کے سامنے حق بات کر رہا ہے، جب آدمی ظالم بادشاہ کے سامنے حق بات کرتا ہے تو اس کو اس پر سزا کی بہت امید ہوتی ہے لیکن پھر بھی وہ حق بات کو بیان کرتا ہے تو اسلیے فرمایا کہ یہ افضل جہاد ہے۔

امر بالمعروف ترک کرنے پر لعنت:

(۱۹۸) اَلثَّالِثُ عَشَرَ: عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اَوَّلَ مَا دَخَلَ النَّقْصُ عَلٰى بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ اَنَّهُ كَانَ الرَّجُلُ يَلْقَى الرَّجُلَ، فَيَقُوْلُ: يَا هٰذَا، اتَّقِ اللّٰهَ وَدَعْ مَا تَصْنَعُ فَاِنَّهُ لَا يَحِلُّ لَكَ، ثُمَّ يَلْقَاهُ مِنَ الْغَدِ وَهُوَ عَلٰى حَالِهِ، فَلَا يَمْنَعُهُ ذٰلِكَ اَنْ يَّكُوْنَ اَكِيْلَهُ وَشَرِيْبَهُ وَقَعِيْدَهُ، فَلَمَّا فَعَلُوْا ذٰلِكَ ضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ" ثُمَّ قَالَ: ﴿لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ بَنِيْ اِسْرَائِيلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ تَرٰى كَثِيْرًا مِّنْهُمْ يَتَوَلَّوْنَ الَّذِيْنَ

197: نسائی شریف، رقم الحدیث: 4214
198: ابوداؤد شریف، کتاب الملاحم، رقم الحدیث: 4336

كَفَرُوْا لَبِئْسَ مَا قَدَّمَتْ لَهُمْ اَنْفُسُهُمْ ﴾ - اِلٰی قَوْلِهٖ - ﴿فَاسِقُوْنَ ﴾ (المائدة:78-81) ثُمَّ قَالَ: "كَلَّا، وَاللّٰهِ لَتَاْمُرُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ، وَلَتَنْهَوُنَّ عَنِ الْمُنْكَرِ، وَلَتَاْخُذُنَّ عَلٰى يَدِ الظَّالِمِ، وَلَتَاْطِرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ اَطْرًا، وَّلَتَقْصُرُنَّهٗ عَلَى الْحَقِّ قَصْرًا، اَوْ لَيَضْرِبَنَّ اللّٰهُ بِقُلُوْبِ بَعْضِكُمْ عَلٰى بَعْضٍ، ثُمَّ لَيَلْعَنَنكُمْ كَمَا لَعَنَهُمْ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" .

هٰذَا لَفْظُ اَبِيْ دَاوُدَ، وَلَفْظُ التِّرْمِذِيِّ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَمَّا وَقَعَتْ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ فِي الْمَعَاصِيْ نَهَتْهُمْ عُلَمَاؤُهُمْ فَلَمْ يَنْتَهُوْا، فَجَالَسُوْهُمْ فِيْ مَجَالِسِهِمْ، وَوَاكَلُوْهُمْ وَشَارَبُوْهُمْ، فَضَرَبَ اللّٰهُ قُلُوْبَ بَعْضِهِمْ بِبَعْضٍ، وَّلَعَنَهُمْ عَلٰى لِسَانِ دَاوُدَ وَعِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ" فَجَلَسَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وكان مُتَّكِئًا، فَقَالَ: "لَا، وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ حَتّٰى تَاْطِرُوْهُمْ عَلَى الْحَقِّ اَطْرًا" .

قَوْلُهٗ: "تَاْطِرُوْهم": اَيْ تَعْطِفُوْهُمْ . "وَلَتَقْصُرُنَّهٗ": اَيْ لِتَحْبِسُنَّهٗ .

◄◄ (تیرہویں) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے پہلی بات جس نے بنی اسرائیل میں خرابی پیدا کی وہ یہ تھی کہ ان میں سے ایک آدمی دوسرے کو ملتا تو کہتا: اے فلاں! اللہ سے ڈر اور جو کرتوت تو کرتا ہے ان کو چھوڑ دے کیونکہ یہ تیرے لئے حلال نہیں ہے۔ پھر اگلے روز وہ اس سے ملتا تو اس کی حالت وہی ہوتی، تو یہ بات اس کو اس سے منع نہ کرتی کہ وہ اس کا ہم نوالہ وہم پیالہ اور اس کا ہم مجلس بن جائے' تو جب انہوں نے یہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایک جیسا رنگ آلود کر دیا۔ پھر آیت پڑھی: ''لعنت کئے گئے وہ جنہوں نے کفر کیا بنی اسرائیل سے داؤد کی زبان پر اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام کی زبان پر' یہ بوجہ اس کے ہے کہ وہ نافرمانیاں کیا کرتے اور زیادتیاں کیا کرتے تھے نہیں منع کیا کرتے تھے ایک دوسرے کو اس برائی سے جو وہ کیا کرتے تھے۔ بہت برا تھا جو وہ کیا کرتے تھے' آپ دیکھیں گے بہتوں کو ان میں سے کہ وہ دوستی رکھتے ہیں کافروں سے بہت برا ہے جو آگے بھیجا ان کے لئے ان کے نفسوں نے کہ ناراض ہو گیا اللہ تعالیٰ ان پر اور عذاب میں وہ ہمیشہ رہیں گے: اگر وہ ایمان لائے ہوتے اللہ پر اور اور نبی پر اور جو اتارا گیا اس پر، تو نہ بناتے ان کو اپنا دوست لیکن اکثر ان میں سے فاسق ہیں تک۔ پھر فرمایا: ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! تم ضرور نیکی کا حکم دو' برائی سے روکو، ظالم کا ہاتھ پکڑو اور اس کو حق کی طرف مائل کرو اور اس کو حق پر قائم رکھو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو ایک دوسرے کی طرح کر دے گا پھر تم پر بھی اسی طرح لعنت کرے گا جیسے ان پر لعنت کی۔ اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے یہ ابوداؤد کے الفاظ ہیں' اور ترمذی کے الفاظ اس طرح ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب بنی اسرائیل گناہوں میں مبتلا ہو گئے تو ان کے

علماء نے انہیں منع کیا اور وہ باز نہ آئے۔ پھر وہ علماء بھی ان کے ساتھ ان کی مجلسوں میں بیٹھنے لگے۔ اور انہوں نے بھی ان کے ساتھ کھایا اور ان کے ساتھ پیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں کو ایک جیسا کر دیا اور ان پر لعنت کی داؤد اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر یہ بوجہ اس کے ہے کہ وہ نافرمانیاں کیا کرتے تھے' اور زیادتیاں کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ پہلے تکیہ لگائے ہوئے تھے پھر اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: نہیں۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے حتیٰ کہ تم ان کو حق کی طرف مائل کرو۔

حل لغات:

تاطر وھم: کا معنی ہے انہیں مائل کرو، نرم کرو۔

ولتقصرنہ: یعنی انہیں تم روکے رکھو۔

ولتاطرنہ: از اطراً، بمعنی موڑ دینا، خم دینا۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۳۸، میں گزر چکا ہے۔

(۱۹۹) اَلرَّابِعُ عَشَرَ: عَنْ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: یَا اَیُّھَا النَّاسُ، اِنَّکُمْ لَتَقْرَؤُوْنَ ھٰذِہِ الْاٰیَۃَ: ﴿یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ﴾ (المائدۃ: 105) وَاِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اِنَّ النَّاسَ اِذَا رَاَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ یَاْخُذُوْا عَلٰی یَدَیْہِ اَوشَکَ اَنْ یَّعُمَّھُمُ اللّٰہُ بِعِقَابٍ مِّنْہُ"

رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَالتِّرْمِذِیُّ وَالنِّسَائِیُّ بِاَسَانِیْدَ صَحِیْحَۃٍ۔

◄◄ (چودھویں) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے آپ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم یہ آیت پڑھتے ہو: اے ایمان والو! تم اپنی ذات کا خیال رکھو نہیں نقصان پہنچ سکتا تمہیں وہ جو گمراہ ہو گیا اگر تم ہدایت پر ہو' اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا: لوگ جب کسی ظالم کو دیکھیں اور اس کو ظلم سے باز نہ رکھیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر عام عذاب نازل فرمادے۔ اسے ابوداؤد، ترمذی اور نسائی نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

تقرؤون: از، قراۃً، بمعنی کتاب کو پڑھنا۔

اوشك: از، وشکاً، بمعنی جلدی ہونا، جلدی چلنا، قریب پہنچنا۔

199: ابوداؤد شریف، کتاب الملاحم، رقم الحدیث: 4338

تعارف راوی:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸۱، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

سوال پیدا ہوتا ہے کہ کوئی کسی کو نفع نقصان نہیں دے سکتا تو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کیا مطلب ہے؟

حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس میں اس بات کا جواب یہ دیا کہ قرآن کی یہ آیت ﴿یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَنْ ضَلَّ اِذَا اھْتَدَیْتُمْ﴾ (المائدۃ:105) ''اے ایمان والو! تم اپنی ذات کا خیال رکھو نہیں نقصان پہنچ سکتا تمہیں وہ جو گمراہ ہو گیا اگر تم ہدایت پر ہو'' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے خلاف نہیں ہے، حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس آیت کا مطلب یہ بتاتے ہیں کہ تم واجبات شرعیہ کو ادا کرتے رہو جن میں جہاد، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر بھی شامل ہیں ان سب کے بعد جو لوگ گمراہ ہیں وہ تم کو نقصان نہیں دے سکتے۔

۲۴-بَابُ تَغْلِیْظِ عُقُوْبَةِ مِنْ اَمَرَ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ نَهٰی عَنْ مُّنْكَرٍ وَّخَالَفَ قَوْلُهٗ فِعْلَهٗ

اس شخص کے لیے عذاب کی شدت کا بیان جو نیکی کا حکم دے، برائی سے روکے لیکن اس کا عمل اس کے قول کے خلاف ہو

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾o

(البقرة:44)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: کیا تم لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو حالانکہ تم کتاب پڑھتے ہو تو کیا تمہیں عقل نہیں o

تشریح:

یہاں پر یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اچھی چیز کا حکم دینے پر ان کی برائی نہیں کی گئی بلکہ خود نہ کرنے پر برائی بیان کی گئی ہے اچھی بات کو کہنا تو خود اچھائی ہے بلکہ یہ تو واجب ہے لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ انسان کو خود بھی اس پر عمل کرنا چاہیئے جیسے شعیب علیہ السلام نے فرمایا تھا آیت ''وَمَا اُرِیدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰی مَا اَنْهَاكُمْ عَنْهُ اِنْ اُرِیدُ اِلَّا الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِیقِی اِلَّا بِاللّٰهِ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَیْهِ اُنِیبُ'' (11-ھود:88) یعنی میں ایسا نہیں ہوں کہ تمہیں جس کام سے روکوں وہ خود کروں میرا ارادہ تو اپنی طاقت کے مطابق اصلاح کا ہے میری توفیق اللہ کی مدد سے ہے میرا بھروسہ اسی پر ہے اور میری رغبت و رجوع بھی اسی کی طرف ہے۔ پس نیک کاموں کے کرنے کے لیے کہنا بھی واجب ہے اور خود کرنا بھی۔ ایک واجب کو نہ کرنے سے دوسرا بھی چھوڑ دینا نہیں چاہیئے۔ علماء سلف وخلف کا قول یہی ہے گو بعض کا ایک ضعیف قول یہ بھی ہے کہ برائیوں والا دوسروں کو اچھائیوں کا حکم نہ دے لیکن یہ قول ٹھیک نہیں، پھر ان حضرات کا اس آیت سے دلیل پکڑنا تو بالکل ہی ٹھیک نہیں بلکہ صحیح یہی ہے کہ بھلائی کا حکم کرے اور برائی سے روکے اور خود بھی بھلائی کرے اور برائی سے رکے۔ اگر دونوں چھوڑے گا تو دوہرا گنہگار ہوگا ایک کے ترک پر اکہرا۔

طبرانی کی معجم کبیر میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو عالم لوگوں کو بھلائی سکھائے اور خود عمل نہ کرے اس کی

مثال چراغ جیسی ہے کہ لوگ اسی کی روشنی سے فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ لیکن وہ خود جل رہا ہے (طبرانی کبیر:1681)
مسند احمد کی حدیث میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ معراج والی رات میں نے دیکھا کہ کچھ لوگوں کے ہونٹ آگ کی قینچیوں سے کاٹے جا رہے ہیں میں نے پوچھا یہ کون لوگ ہیں تو کہا گیا کہ یہ آپ کی امت کے خطیب اور واعظ اور عالم ہیں جو لوگوں کو بھلائی سکھاتے تھے مگر خود نہیں کرتے تھے علم کے باوجود سمجھتے نہیں تھے۔ (مسند احمد:12879)
دوسری حدیث میں ہے کہ ان کی زبانیں اور ہونٹ دونوں کاٹے جا رہے تھے یہ حدیث صحیح ہے ابن حبان ابن ابی حاتم ابن مردویہ وغیرہ میں موجود ہے۔ (تفسیر ابن ابی حاتم:476)
سیدنا ابو وائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما سے کچھ نہیں کہتے آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تمہیں سنا کر ہی کہوں تو ہی کہنا ہوگا میں تو انہیں پوشیدہ طور پر ہر وقت کہتا رہتا ہوں لیکن میں کسی بات کو پھیلانا نہیں چاہتا اللہ کی قسم میں کسی شخص کو سب سے افضل نہیں کہوں گا اس لیے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایک شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور اسے جہنم میں ڈالا جائے گا اس کی آنتیں نکل آئیں گی اور وہ اس کے اردگرد چکر کھاتا رہے گا جہنمی جمع ہو کر اس سے پوچھیں گے کہ آپ تو ہمیں اچھی باتوں کا حکم کرنے والے اور برائیوں سے روکنے والے تھے یہ آپ کی کیا حالت ہے؟ وہ کہے گا افسوس میں تمہیں کہتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا میں تمہیں روکتا تھا لیکن خود نہیں رکتا تھا۔ مسند احمد، بخاری مسلم میں بھی یہ روایت ہے۔ (صحیح بخاری:3267)
مسند کی ایک اور حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پڑھ لوگوں سے اتنا درگزر کرے گا جتنا جاننے والوں سے نہیں کرے گا بعض آثار میں یہ بھی وارد ہے کہ عالم کو ایک دفعہ بخشا جائے تو عام آدمی کو ستر دفعہ بخشا جاتا ہے عالم جاہل یکساں نہیں ہو سکتے قرآن کریم میں ہے آیت "قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ" (39-سورۃ الزمر:9) جاننے والے اور انجان برابر نہیں نصیحت صرف عقلمند لوگ ہی حاصل کر سکتے ہیں ابن عساکر میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جنتی لوگ جہنمیوں کو دیکھ کر کہیں گے کہ تمہاری نصیحتیں سن سن کر ہم تو جنتی بن گئے مگر تم جہنم میں کیوں آ پڑے وہ کہیں گے افسوس ہم تمہیں کہتے تھے لیکن خود نہیں کرتے تھے۔ (طبرانی کبیر:22:150)
سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ایک شخص نے کہا میں بھلائیوں کا حکم کرنا اور برائیوں سے لوگوں کو روکنا چاہتا ہوں آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا کیا تم اس درجہ تک پہنچ گئے ہو؟ اس نے کہا ہاں آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا اگر تم ان تینوں آیتوں کی فضیحت سے نڈر ہو گئے ہو تو شوق سے وعظ شروع کرو۔ اس نے پوچھا وہ تین آیتیں کیا ہیں؟ آپ رضی اللہ عنہما نے فرمایا ایک تو آیت "أَتَأْمُرُونَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنسَوْنَ أَنفُسَكُمْ وَأَنتُمْ تَتْلُونَ الْكِتَابَ أَفَلَا تَعْقِلُونَ" (البقرہ:44) کیا تم لوگوں کو بھلائیوں کا حکم دیتے ہو اور خود اپنے تئیں بھولے جا رہے ہو؟ دوسری آیت "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ، كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ" (6-سورۃ الصف-3،2) کیوں تم وہ کہتے ہو جو خود نہیں کرتے؟

اللہ کے نزدیک یہ بڑی ناپسندیدہ بات ہے کہ تم وہ کہو جو خود نہ کرو۔ تیسری آیت شعیب علیہ السلام کا فرمان آیت ''وَمَا أُرِيدُ أَنْ أُخَالِفَكُمْ إِلَى مَا أَنْهَاكُمْ عَنْهُ إِنْ أُرِيدُ إِلَّا الْإِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ وَمَا تَوْفِيقِي إِلَّا بِاللَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَإِلَيْهِ أُنِيبُ'' (11-ھود:88) یعنی میں جن کاموں سے تمہیں منع کرتا ہوں ان میں تمہاری مخالفت کرنا نہیں چاہتا، میرا ارادہ صرف اپنی طاقت بھر اصلاح کرنا ہے کہو تم ان تینوں آیتوں سے بے خوف ہو؟ اس نے کہا نہیں فرمایا پھر تم اپنے نفس سے شروع کرو۔

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝﴾ (الصف:3-2)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! کیوں کہتے ہو وہ جو نہیں کرتے کیسی سخت ناپسند ہے اللہ کو وہ بات کہ وہ کہو جو نہ کرو۔

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: اِخْبَارًا عَنْ شُعَيْبٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ﴿وَمَا اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰى مَا اَنْهَاكُمْ عَنْهُ﴾ (ہود:88)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: حضرت شعیب علیہ السلام کے قول کے متعلق اور میں نہیں چاہتا ہوں کہ جس بات سے تمہیں منع کرتا ہوں آپ اس کے خلاف کرنے لگوں۔

(۲۰۰) وَعَنْ اَبِیْ زَيْدٍ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدِ بْنِ حَارِثَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: ''يُؤْتٰى بِالرَّجُلِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُلْقٰى فِى النَّارِ، فَتَنْدَلِقُ اَقْتَابُ بَطْنِهٖ فَيَدُوْرُ بِهَا كَمَا يَدُوْرُ الْحِمَارُ فِى الرَّحٰى، فَيَجْتَمِعُ اِلَيْهِ اَهْلُ النَّارِ، فَيَقُوْلُوْنَ: يَا فُلَانُ، مَا لَكَ؟ اَلَمْ تَكُ تَاْمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ؟ فَيَقُوْلُ: بَلٰى، كُنْتُ اٰمُرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَلَا اٰتِيْهِ، وَاَنْهٰى عَنِ الْمُنْكَرِ وَاٰتِيْهِ''

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

قَوْلُهٗ: ''تَنْدَلِقُ'' هُوَ بِالدَّالِ الْمُهْمَلَةِ، وَمَعْنَاهُ تَخْرُجُ ۔ وَ''الْاَقْتَابُ'': اَلْاَمْعَاءُ، وَاحِدُهَا قِتْبٌ

◀◀ حضرت ابوزید اسامہ بن زید بن حارثہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا: قیامت کے دن ایک شخص کو لایا جائے گا اور اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ اس کی آنتیں پیٹ سے باہر نکل آئیں گی اور وہ ان کو لئے ہوئے اس طرح چکر لگائے گا جس طرح گدھا چکی کے گرد گھومتا

ہے۔ دوزخی اس کے پاس جمع ہو جائیں گے اور اس سے کہیں گے: اے فلاں! تجھے یہ کیا ہو گیا ہے؟ کیا تو نیکی کا حکم نہیں دیتا تھا' اور برائی سے روکتا نہیں تھا؟ وہ شخص کہے گا: ہاں! میں نیکی کا حکم تو دیتا تھا لیکن خود نیکی نہیں کرتا تھا' اور میں برائی سے روکتا تھا' اور خود برائی کا ارتکاب کرتا تھا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

تندلق: دال مہلمہ کے ساتھ۔ اس کا معنی ہے: نکلتی ہیں۔

اقتاب: آنتیں۔ اس کا واحد قتب ہے۔

فیدور: از دوراً، بمعنی گھومنا، دورہ کرنا،

تعارف راوی:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۳۱، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یہ حدیث دوسرے الفاظ میں یوں بھی آتی ہے کہ

سیدنا ابووائل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ آپ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہما سے کچھ نہیں کہتے آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ تمہیں سنا کر ہی کہوں تو ہی کہنا ہوگا میں تو انہیں پوشیدہ طور پر ہر وقت کہتا رہتا ہوں لیکن میں کسی بات کو پھیلانا نہیں چاہتا اللہ کی قسم میں کسی شخص کو سب سے افضل نہیں کہوں گا اس لیے کہ میں نے جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ ایک شخص کو قیامت کے دن لایا جائے گا اور اسے جہنم میں ڈالا جائے گا اس کی آنتیں نکل آئیں گی اور وہ اس کے اردگرد چکر کھاتا رہے گا جہنمی جمع ہو کر اس سے پوچھیں گے کہ آپ تو ہمیں اچھی باتوں کا حکم کرنے والے اور برائیوں سے روکنے والے تھے یہ آپ کی کیا حالت ہے؟ وہ کہے گا افسوس میں تمہیں کہتا تھا لیکن خود نہیں کرتا تھا میں تمہیں روکتا تھا لیکن خود نہیں رکتا تھا۔ مسند احمد، بخاری مسلم میں بھی یہ روایت ہے۔ (صحیح بخاری: 3267)

اس بات پر ہم نے اسی باب کے شروع میں کافی کچھ بیان کیا ہے وہاں سے مطالعہ فرمائیں۔ ابوالاحمد غفرلہ،،

۲۵-بَابُ الْاَمْرِ بِاَدَاءِ الْاَمَانَۃِ

امانت ادا کرنے کے حکم کا بیان

امانت کی تعریف: فقہا کے نزدیک امانت وہ چیز ہے جو امین کے پاس پائی جائے برابر ہے کہ وہ عقد استحفاظ کے ذریعے امانت ہو، جیسے ودیعت یا کسی عقد کے ضمن میں امانت ہو جیسے ماجور و مستعار۔ (قوائد الفقہ، بحوالہ خزائن التعریفات، ص۵۲)، اور عرف میں وہ چیز جو کسی کے پاس بطور حفاظت رکھی جائے اس کو امانت کہتے ہیں۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا﴾ (النساء:58)

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے: بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں ان کے اہل کے سپرد کرو۔

تشریح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں "جو تیرے ساتھ امانت داری کا برتاؤ کرے تو اس کی امانت ادا کر اور جو تیرے ساتھ خیانت کرے تو اس سے خیانت مت کر۔" (سنن ابوداود:3535) آیت کے الفاظ وسیع المعنی ہیں۔ ان میں اللہ تعالٰی عزوجل کے حقوق کی ادائیگی بھی شامل ہے جیسے روزہ نماز زکوٰۃ کفارہ نذر وغیرہ، اور بندوں کے آپس کے کل حقوق بھی شامل ہیں جیسے امانت دی ہوئی چیزیں وغیرہ، پس جس حق کو ادا نہ کرے گا اس کی پکڑ قیامت کے دن ہوگی۔

صحیح حدیث میں ہے "قیامت کے دن ہر حقدار کا حق اسے دلوایا جائے گا یہاں تک کہ بے سینگ والی بکری کو اگر سینگوں والی بکری نے مارا ہے تو اس کا بدلہ بھی اسے دلوایا جائے گا۔" (صحیح مسلم:2582)

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ شہادت کی وجہ سے تمام گناہ مٹ جاتے ہیں مگر امانت نہیں مٹنے لگی کوئی شخص اللہ کی راہ میں شہید بھی ہوا تو اسے بھی قیامت کے دن لایا جائے گا اور کہا جائے گا کہ اپنی امانت ادا کر وہ جواب دے گا کہ دنیا تو اب ہے نہیں میں کہاں سے اسے ادا کروں؟ فرماتے ہیں پھر وہ چیز اسے جہنم کی تہہ میں نظر آئے گی اور کہا جائے گا کہ جا اسے لے آ وہ اسے اپنے کندھے پر لاد کر لے چلے گا لیکن وہ گر پڑے گی وہ پھر اسے لینے جائے گا بس اسی عذاب میں وہ مبتلا رہے گا زاذان اس روایت کو سن کر سیدنا براء رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں

میرے بھائی نے سچ کہا پھر قرآن کی اس آیت کو پڑھتے ہیں۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ فرماتے ہیں ہر نیک و بد پر یہی حکم ہے،

ابوالعالیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں جس چیز کا حکم دیا گیا اور جس چیز سے منع کیا گیا وہ سب امانت ہے۔ سیدنا ابی بن کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں عورت اپنی شرمگاہ کی امانت دار ہے، سیدنا ربیع بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جو جو معاملات تیرے اور دوسرے لوگوں کے درمیان ہوں وہ سب اسی میں شامل ہے، سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اس میں یہ بھی داخل ہے کہ سلطان عید والے دن عورتوں کو خطبہ سنائے۔

شانِ نزول:

اس آیت کی شان نزول میں مروی ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا اور اطمینان کے ساتھ بیت اللہ شریف میں آئے تو اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر طواف کیا۔ حجر اسود کو اپنی لکڑی سے چھوتے تھے اس کے بعد سیدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہما کو جو کعبہ کی کنجی بردار تھے بلایا ان سے کنجی طلب کی انہوں نے دینا چاہی اتنے میں سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اب یہ مجھے سونپئے تا کہ میرے گھرانے میں زمزم کا پانی پلانا اور کعبہ کی کنجی رکھنا دونوں ہی باتیں رہیں یہ سنتے ہی سیدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ روک لیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ طلب کی پھر وہی واقعہ ہوا آپ نے سہ بارہ طلب کی سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے یہ کہہ کر دے دی کہ اللہ کی امانت آپ کو دیتا ہوں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کعبہ کا دروازہ کھول اندر گئے وہاں جتنے بت اور تصویریں تھیں سب توڑ کر پھینک دیں ابراہیم علیہ السلام کا بت بھی تھا جس کے ہاتھ میں فال کے تیر تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "اللہ ان مشرکین کو غارت کرے بھلا خلیل اللہ کو ان تیروں سے کیا سروکار؟" پھر ان تمام چیزوں کو برباد کر کے ان کی جگہ پانی ڈال کر ان کے نام ونشان مٹا کر آپ باہر آئے کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو کر آپ نے کہا" کوئی معبود نہیں بجز اللہ کے وہ اکیلا ہے جس کا کوئی شریک نہیں اس نے اپنے وعدے کو سچا کیا اپنے بندے کی مدد کی اور تمام لشکروں کو اسی اکیلے نے شکست دی۔" (تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

پھر آپ نے ایک لمبا خطبہ دیا جس میں یہ بھی فرمایا کہ " جاہلیت کے تمام جھگڑے اب میرے پاؤں تلے کچل دیئے گئے خواہ مالی ہوں خواہ جانی ہوں ہاں بیت اللہ کی نگرانی کا اور حاجیوں کو پانی پلانے کا منصب جوں کا توں باقی رہے گا" اس خطبہ کو پورا کر کے آپ بیٹھے ہی تھے جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر کہا حضور چابی مجھے عنایت فرمائی جائے تا کہ بیت اللہ کی دیکھ بھال کا اور حاجیوں کو زمزم پلانے کا منصب دونوں یکجا ہو جائیں لیکن آپ نے انہیں نہ دی۔

مقام ابراہیم کو کعبہ کے اندر سے نکال کر آپ نے کعبہ کی دیوار سے ملا کر رکھ دیا اور لوگوں سے کہہ دیا کہ تمہارا قبلہ یہی ہے پھر آپ طواف میں مشغول ہو گئے ابھی وہ چند پھیرے ہی پھرے تھے جو جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے اور آپ نے

اپنی زبان مبارک سے اس آیت کی تلاوت شروع کی، اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے ماں باپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر فدا ہوں میں نے تو اس سے پہلے آپ کو اس آیت کی تلاوت کرتے نہیں سنا اب آپ نے سیدنا عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہما کو بلایا اور انہیں کنجی سونپ دی اور فرمایا" آج کا دن وفا، نیکی اور سلوک کا دن ہے۔(سیرہ ابن ھشام:ص42،ج4:)

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿اِنَّا عَرَضْنَا الْاَمَانَةَ عَلَى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَالْجِبَالِ فَاَبَيْنَ اَنْ يَّحْمِلْنَهَا وَاَشْفَقْنَ مِنْهَا وَحَمَلَهَا الْاِنْسَانُ اِنَّهٗ كَانَ ظَلُوْمًا جَهُوْلًا ۝﴾ (الاحزاب:72)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بے شک ہم نے امانت پیش فرمائی آسمانوں اور زمین اور پہاڑوں پر تو انہوں نے اس کے اُٹھانے سے انکار کیا اور اس سے ڈر گئے اور آدمی نے اُٹھالی بے شک وہ اپنی جان کو مشقت میں ڈالنے والا بڑا نادان ہے۝

منافق کی تین نشانیاں:

(۲۰۱)وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "آيَةُ الْمُنَافِقِ ثَلَاثٌ: اِذَا حَدَّثَ كَذَبَ، وَاِذَا وَعَدَ اَخْلَفَ، وَاِذَا اؤْتُمِنَ خَانَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِىْ رِوَايَةٍ: "وَاِنْ صَامَ وَصَلّٰى وَزَعَمَ اَنَّهٗ مُسْلِمٌ" .

◂◂ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے جھوٹ بولے، جب وعدہ کرے تو وعدہ خلافی کرے اور جب اس کے سپرد امانت کی جائے تو اس میں خیانت کرے۔(متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: اگر چہ وہ روزے رکھے، نمازیں پڑھے اور گمان کرے کہ وہ مسلمان ہے۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

امانت میں خیانت کرنا بھی منافقت کی ایک نشانی ہے جیسا کہ حدیث میں بیان ہوا اور امانت میں خیانت کی کئی اقسام ہیں مثلاً کسی کے پاس امانت رکھی تھی اُس نے اس میں خیانت کی، کوئی مزدوری کرتا ہے لیکن کام اجرت کے برابر نہیں کرتا یہ بھی خیانت ہے، کوئی تنخواہ لے کر تعلیم دیتا ہے لیکن بچوں کو پڑھانے میں حق ادا نہیں کرتا یہ بھی خیانت ہے، کسی کی کوئی ڈیوٹی لگائی گئی تھی اس نے ڈیوٹی کو اچھی طرح نہ نبھایا یہ بھی خیانت ہے، اس کے علاوہ بھی بہت چیزیں ایسی ہیں جن میں خیانت کا

201: بخاری شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:33، بخاری شریف، کتاب شہادت، رقم الحدیث:2536، مسلم شریف، رقم الحدیث:59، ترمذی شریف، رقم الحدیث:2631، نسائی شریف، رقم الحدیث:5021، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:8670

اندیشہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ ہم کو خیانت کرنے سے مکمل نجات عطا فرمائے آمین۔

خیانت قیامت کی نشانی ہے:

(۲۰۲) وَعَنْ حُذَيْفَةَ بْنِ الْيَمَانِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: حَدَّثَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَدِيْثَيْنِ قَدْ رَاَيْتُ اَحَدَهُمَا وَاَنَا اَنْتَظِرُ الْاٰخَرَ: حَدَّثَنَا اَنَّ الْاَمَانَةَ نَزَلَتْ فِيْ جُذْرِ قُلُوْبِ الرِّجَالِ، ثُمَّ نَزَلَ الْقُرْاٰنُ فَعَلِمُوْا مِنَ الْقُرْاٰنِ، وَعَلِمُوْا مِنَ السُّنَّةِ، ثُمَّ حَدَّثَنَا عَنْ رَّفْعِ الْاَمَانَةِ، فَقَالَ: "يَنَامُ الرَّجُلُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ، فَيَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ الْوَكْتِ، ثُمَّ يَنَامُ النَّوْمَةَ فَتُقْبَضُ الْاَمَانَةُ مِنْ قَلْبِهٖ، فَيَظَلُّ اَثَرُهَا مِثْلَ اَثَرِ الْمَجْلِ، كَجَمْرٍ دَحْرَجْتَهٗ عَلٰى رِجْلِكَ فَنَفِطَ، فَتَرَاهُ مُنْتَبِرًا وَّلَيْسَ فِيْهِ شَيْءٌ" ثُمَّ اَخَذَ حَصَاةً فَدَحْرَجَهٗ عَلٰى رِجْلِهٖ "فَيُصْبِحُ النَّاسُ يَتَبَايَعُوْنَ، فَلَا يَكَادُ اَحَدٌ يُؤَدِّي الْاَمَانَةَ حَتّٰى يُقَالَ: اِنَّ فِيْ بَنِيْ فُلَانٍ رَجُلًا اَمِيْنًا، حَتّٰى يُقَالَ لِلرَّجُلِ: مَا اَجْلَدَهٗ! مَا اَظْرَفَهٗ! مَا اَعْقَلَهٗ! وَمَا فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالُ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ مِّنْ اِيْمَانٍ"۔ وَلَقَدْ اَتٰى عَلَيَّ زَمَانٌ وَّمَا اُبَالِيْ اَيُّكُمْ بَايَعْتُ: لَئِنْ كَانَ مُسْلِمًا لَّيَرُدَّنَّهٗ عَلَيَّ دِيْنُهٗ، وَاِنْ كَانَ نَصْرَانِيًّا اَوْ يَهُوْدِيًّا لَّيَرُدَّنَّهٗ عَلَيَّ سَاعِيْهِ، وَاَمَّا الْيَوْمَ فَمَا كُنْتُ اُبَايِعُ مِنْكُمْ اِلَّا فُلَانًا وَّفُلَانًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ

قَوْلُهٗ: "جَذْرُ" بِفَتْحِ الْجِيْمِ وَاِسْكَانِ الذَّالِ الْمُعْجَمَةِ: وَهُوَ اَصْلُ الشَّيْءِ وَ"الْوَكْتُ" بِالتَّاءِ الْمُثَنَّاةِ مِنْ فَوْقٍ: الْاَثَرُ الْيَسِيْرُ۔ وَ"الْمَجْلُ" بِفَتْحِ الْمِيْمِ وَاِسْكَانِ الْجِيْمِ: وَهُوَ تَنَفُّطٌ فِي الْيَدِ وَنَحْوِهَا مِنْ اَثَرِ عَمَلٍ وَّغَيْرِهٖ۔ قَوْلُهٗ: "مُنْتَبِرًا": مُرْتَفِعًا۔ قَوْلُهٗ: "سَاعِيْهِ": الْوَالِيْ عَلَيْهِ۔

◄◄ حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے دو باتیں فرمائیں ان میں سے ایک کو تو میں دیکھ چکا ہوں اور دوسری کا انتظار کر رہا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے بیان فرمایا: امانت لوگوں کے دلوں کی تہ میں نازل ہوئی' پھر قرآن کریم نازل ہوا اور لوگوں نے قرآن حکیم اور سنت سے علم حاصل کیا پھر ہم سے امانت کے اُٹھائے جانے کے متعلق بیان کیا تو فرمایا: آدمی سوئے گا تو اس کے دل سے امانت نکال لی جائے گی اور اس کا بالکل معمولی اثر رہ جائے گا۔ پھر وہ سوئے گا تو اس کے دل سے امانت نکال لی جائے گی اور اس کا اثر صرف آبلے کی طرح رہ جائے گا جس طرح کہ تو ایک انگارہ اپنے پاؤں پر لڑھکاتا ہے تو وہ چھالا بن کر ابھر آئے گا' اور تو اس کو اُٹھا ہوا محسوس کرے گا۔ حالانکہ اس میں کوئی شے نہیں ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کنکری اُٹھائی اور اس کو اپنے پاؤں پر لڑھکا دیا' پھر لوگوں کی یہ حالت ہو جائے گی کہ وہ

202: بخاری شریف، کتاب الرقاق، رقم الحدیث: 6132

خرید وفروخت کریں گے لیکن کوئی بھی امانت ادا کرنے پر تیار نہ ہوگا۔حتیٰ کہ کہا جائے گا کہ فلاں قبیلہ میں ایک امانتدار شخص موجود ہے۔حتیٰ کہ ایک آدمی کے متعلق کہا جائے گا کہ وہ بڑا مضبوط ہے۔ بڑا ہوشیار ہے، بڑا عقلمند ہے۔ حالانکہ صورت حال یہ ہوگی کہ اس شخص کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں ہوگا۔ راوی کہتے ہیں، مجھ پر ایسا وقت آیا کہ مجھے اس بات کی پرواہ نہیں تھی کہ میں تم میں سے کس کے ساتھ خرید وفروخت کر رہا ہوں اگر وہ مسلمان ہوا تو اس کا دین میرا حق میری طرف لوٹا دے گا' اور اگر وہ یہودی یا عیسائی ہوا تو اس کا حکمران میرا حق میری طرف لوٹا دے گا' اور آج صورت حال یہ ہے کہ میں تم میں سے فلاں فلاں شخص کے علاوہ کسی سے بھی خرید وفروخت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

جذر: جیم پر زبر اور ذال معجمہ کے سکون کے ساتھ، کسی چیز کی اصل کو کہتے ہیں۔

الوکت: تائے مثناۃ کے ساتھ۔ معمولی اثر کو کہتے ہیں۔

المجل: میم پر زبر اور جیم ساکن، ہاتھ اور پاؤں میں کام وغیرہ کرنے سے جو ابھار اُٹھ آتا ہے یعنی آبلہ وغیرہ۔

منتبرا: اُٹھا ہوا، بلند۔

ساعیه: اس کا حکمران، اس کا ذمہ دار، نگران۔

تعارف راوی:

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۱۰۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت کی ایک نشانی یہ بھی بیان فرمائی کہ لوگوں کے دلوں سے امانت اٹھالی جائے گی ہر طرف خیانت ہی خیانت ہوگی جب یہ وقت آئے گا تو قیامت دور نہ ہوگی قارئیں کیا یہ وقت آ نہیں گیا تو کیا اب بھی ہم ہاتھ پہ ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں گے عمل کچھ نہیں کریں گے؟؟ ہم کو آج اور بھی سے آکرت کی فکر کرنی چاہیے اور خیانت جیسی خبیث بیماری سے اجتناب کرنا چاہیے۔

جنت کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کھلوائیں گے:

(۲۰۳) وَعَنْ حُذَيْفَةَ وَاَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالاَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''يَجْمَعُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى النَّاسَ فَيَقُوْمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى تُزْلَفَ لَهُمُ الْجَنَّةُ، فَيَاْتُوْنَ اٰدَمَ

203: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 195

صَلَواتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ، فَيَقُوْلُوْنَ: يَا اَبَانَا اسْتَفْتِحْ لَنَا الْجَنَّةَ، فَيَقُوْلُ: وَهَلْ اَخْرَجَكُمْ مِنَ الْجَنَّةِ اِلَّا خَطِيْئَةُ اَبِيْكُمْ لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ، اِذْهَبُوْا اِلٰى ابْنِىْ اِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلِ اللّٰهِ ـ قَالَ: فَيَاْتُوْنَ اِبْرَاهِيْمَ فَيَقُوْلُ اِبْرَاهِيْمُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ اِنَّمَا كُنْتُ خَلِيْلًا مِّنْ وَّرَاءَ وَرَاءَ، اِعْمَدُوْا اِلٰى مُوْسٰى الَّذِىْ كَلَّمَهُ اللّٰهُ تَكْلِيْمًا ـ فَيَاْتُوْنَ مُوْسٰى، فَيَقُوْلُ: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ، اِذْهَبُوْا اِلٰى عِيْسٰى كَلِمَةِ اللّٰهِ وَرُوْحِهٖ، فَيَقُوْلُ عِيْسٰى: لَسْتُ بِصَاحِبِ ذٰلِكَ، فَيَاْتُوْنَ مُحَمَّدًا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَقُوْمُ فَيُؤْذَنُ لَهٗ، وَتُرْسَلُ الْاَمَانَةُ وَالرَّحِمُ فَيَقُوْمَانِ جَنْبَتَىِ الصِّرَاطِ يَمِيْنًا وَّشِمَالًا فَيَمُرُّ اَوَّلُكُمْ كَالْبَرْقِ" قُلْتُ: بِاَبِىْ وَاُمِّىْ، اَىُّ شَىْءٍ كَمَرِّ الْبَرْقِ؟ قَالَ: "اَلَمْ تَرَوْا كَيْفَ يَمُرُّ وَيَرْجِعُ فِىْ طَرْفَةِ عَيْنٍ، ثُمَّ كَمَرِّ الرِّيْحِ، ثُمَّ كَمَرِّ الطَّيْرِ، وَشَدِّ الرِّجَالِ تَجْرِىْ بِهِمْ اَعْمَالُهُمْ، وَنَبِيُّكُمْ قَائِمٌ عَلَى الصِّرَاطِ، يَقُوْلُ: رَبِّ سَلِّمْ سَلِّمْ، حَتّٰى تَعْجِزَ اَعْمَالُ الْعِبَادِ، حَتّٰى يَجِىْءَ الرَّجُلُ لَا يَسْتَطِيْعُ السَّيْرَ اِلَّا زَحْفًا، وَّفِىْ حَافَتَىِ الصِّرَاطِ كَلَالِيْبُ مُعَلَّقَةٌ مَّاْمُوْرَةٌ بِاَخْذِ مَنْ اُمِرَتْ بِهٖ، فَمَخْدُوْشٌ نَاجٍ، وَّمُكَرْدَسٌ فِى النَّارِ" وَالَّذِىْ نَفْسُ اَبِىْ هُرَيْرَةَ بِيَدِهٖ، اِنَّ قَعْرَ جَهَنَّمَ لَسَبْعُوْنَ خَرِيْفًا ـ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ـ

قَوْلُهٗ: "وَرَاءَ وَرَاءَ" هُوَ بِالْفَتْحِ فِيْهِمَا ـ وَقِيْلَ: بِالضَّمِّ بِلَا تَنْوِيْنٍ وَّمَعْنَاهُ: لَسْتُ بِتِلْكَ الدَّرَجَةِ الرَّفِيْعَةِ، وَهِىَ كَلِمَةٌ تُذْكَرُ عَلٰى سَبِيْلِ التَّوَاضُعِ ـ وَقَدْ بَسَطْتُ مَعْنَاهَا فِىْ شَرْحِ صَحِيْحِ مُسْلِمٍ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ـ

◄◄ حضرت حذیفہ اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔ دونوں حضرات فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ لوگوں کو جمع فرمائے گا۔ پھر مومن کھڑے ہوں گے حتیٰ کہ جنت ان کے قریب کر دی جائے گی۔ پس وہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے: اے ہمارے والد محترم! ہمارے لئے جنت کا دروازہ کھلوایئے تو وہ فرمائیں گے: کیا تم کو جنت سے تمہارے باپ کی غلطی کی وجہ سے نہیں نکالا گیا تھا؟ میں تو اس کا اہل نہیں ہوں اس لئے تم میرے بیٹے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ فرمایا کہ پھر وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ فرمائیں گے میں اس کی اہلیت نہیں رکھتا میں تو دور ہی دور سے خلیل تھا تم حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے کلام فرمایا ہے۔ پس وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ فرمائیں گے: میں تو اس کی اہلیت نہیں رکھتا۔ تم عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ جو کلمۃ اللہ اور روح اللہ کے مرتبہ پر فائز ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرمائیں گے: میں اس کی اہلیت نہیں رکھتا۔ پھر وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ پس آپ کھڑے ہوں گے تو آپ کو اجازت عطا فرمائی

جائے گی پھر امانت اور صلہ رحمی کو بھیجا جائے گا تو وہ دونوں پل صراط کے دائیں اور بائیں دونوں کناروں پر کھڑی ہو جائیں گی اور تم میں سے پہلا گروہ بجلی کی رفتار سے گزر جائے گا۔ میں نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں۔ بجلی کی طرح گزرنا کیسا ہوگا؟ فرمایا: کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ بجلی آنکھ جھپکنے کی دیر میں گزر کر پلٹ آتی ہے۔ پھر دوسرا گروہ ہوا کی رفتار سے گزر جائے گا۔ پھر پرندوں کی رفتار سے پھر آدمی کے تیز دوڑنے کی طرح لوگ اپنے اعمال کے بل پر پل صراط پر سے گزر رہے ہوں گے سو وہ (یعنی تمہارے پیغمبر ﷺ پل صراط پر کھڑے) عرض کر رہے ہوں گے: اے میرے پروردگار: بچالے! بچالے! حتیٰ کہ لوگوں کے اعمال عاجز آ جائیں گے اور ایک آدمی آئے گا جو چلنے کی طاقت نہیں رکھتا ہوگا' اور گھسٹ کر بھی آگے نہیں بڑھ سکے گا' اور پل صراط کے دونوں کناروں پر لوہے کے آنکڑے لٹک رہے ہوں گی۔ جنہیں حکم ہوگا کہ جس کو پکڑنے کا انہیں حکم دیا جائے اسے پکڑ لیں۔ پس ان میں سے کچھ کو خراشیں آئیں گی اور وہ بچ جائیں گے اور بعض کو آگ میں ایک دوسرے کے اوپر گرا دیا جائے گا۔ اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں ابو ہریرہ کی جان ہے جہنم کی گہرائی ستر سال کی مسافت کے برابر ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

وَرَآءَ وَرَآءَ: دونوں کا ہمزہ مفتوح ہے' اور بعض کہتے ہیں کہ پیش ہے بغیر تنوین کے اور اس کا معنی ہے: میں اس بلند درجہ پر فائز نہیں ہوں اور یہ کلمہ تواضع کے طور پر بولا جاتا ہے۔ صحیح مسلم کی شرح میں میں نے اس کا مطلب وضاحت سے بیان کیا ہے۔ اور اللہ ہی بہتر علم والا ہے۔ (امام نووی علیہ الرحمۃ)

تزلف: از، زلفاً، بمعنی آگے کرنا، قریب کرنا،

زحف: از، زحفاً، بمعنی گھٹنوں یا سرین کے بل آہستہ آہستہ گھسٹنا۔

کلالیب: بمعنی گوشت لٹکانے کے لیے لوہے کا کُنڈا، آنکڑا۔

مخدوش: از، خدشاً، بمعنی خراش لگانا،

مکردس: بمعنی کسی چیز میں اوندھا ہو کر داخل ہونا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث سے چند باتیں سامنے آئیں یہ کہ جنت قریب ہو جائے گی، سب سے پہلے لوگ شفاعت کے لیے حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے پھر پھر حضرت ابرھیم علیہ السلام کے پاس پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس یوں ہی

کرتے کرتے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوں گے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امانت پل صراط سے گزرنے میں ہمارا کس قدر ساتھ دے گی، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مسلمان ہمیشہ جنت میں نہیں رہیں گے۔

(۲۰۴) وَعَنْ اَبِیْ خُبَیْبٍ ' بِضَمِّ الْخَاءِ الْمُعْجَمَةِ ' عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: لَمَّا وَقفَ الزُّبَیْرُ یَوْمَ الْجَمَلِ دَعَانِیْ فَقُمْتُ اِلٰی جَنْبِهٖ، فَقَالَ: یَا بُنَیَّ، اِنَّهٗ لاَ یُقْتَلُ الْیَوْمَ اِلَّا ظَالِمٌ اَوْ مَظْلُوْمٌ، وَّاِنِّیْ لَا اَرَانِیْ اِلَّا سَاُقْتَلُ الْیَوْمَ مَظْلُوْمًا، وَّاِنَّ مِنْ اَکْبَرِ هَمِّیْ لَدَیْنِیْ، اَفَتَرٰی دَیْنَنَا یُبْقِیْ مِنْ مَّالِنَا شَیْئًا؟ ثُمَّ قَالَ: یَا بُنَیَّ، بِعْ مَا لَنَا وَاقْضِ دَیْنِیْ، وَاَوْصٰی بِالثُّلُثِ وَثُلُثِهٖ لِبَنِیْهِ، یَعْنِیْ لِبَنِیْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ الزُّبَیْرِ ثُلُثُ الثُّلُثِ ۔ قَالَ: فَاِنْ فَضَلَ مِنْ مَّالِنَا بَعْدَ قَضَاءِ الدَّیْنِ شَیْءٌ فَثُلُثُهٗ لِبَنِیْكَ ۔ قَالَ هِشَامٌ: وَکَانَ بَعْضُ وَلَدِ عَبْدِ اللّٰهِ قَدْ وَازٰی بَعْضَ بَنِی الزُّبَیْرِ خُبَیْبٍ وَّعَبَّادٍ، وَّلَهٗ یَوْمَئِذٍ تِسْعَةُ بَنِیْنَ وَتِسْعُ بَنَاتٍ ۔ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَجَعَلَ یُوْصِیْنِیْ بِدَیْنِهٖ وَیَقُوْلُ: یَا بُنَیَّ، اِنْ عَجَزْتَ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ فَاسْتَعِنْ عَلَیْهِ بِمَوْلَایَ ۔ قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا دَرَیْتُ مَا اَرَادَ حَتّٰی قُلْتُ: یَا اَبَتِ مَنْ مَّوْلَاكَ؟ قَالَ: اَللّٰهُ ۔ قَالَ: فَوَاللّٰهِ مَا وَقَعْتُ فِیْ کُرْبَةٍ مِّنْ دَیْنِهٖ اِلَّا قُلْتُ: یَا مَوْلَی الزُّبَیْرِ اقْضِ عَنْهُ دَیْنَهٗ فَیَقْضِیَهٗ ۔ قَالَ: فَقُتِلَ الزُّبَیْرُ وَلَمْ یَدَعْ دِیْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا اِلَّا اَرَضِیْنَ، مِنْهَا الْغَابَةُ وَاِحْدٰی عَشْرَةَ دَارًا بِالْمَدِیْنَةِ، وَدَارَیْنِ بِالْبَصْرَةِ، وَدَارًا بِالْکُوْفَةِ، وَدَارًا بِمِصْرَ ۔ قَالَ: وَاِنَّمَا کَانَ دَیْنُهُ الَّذِیْ کَانَ عَلَیْهِ اَنَّ الرَّجُلَ کَانَ یَاْتِیْهِ بِالْمَالِ، فَیَسْتَوْدِعُهٗ اِیَّاهُ، فَیَقُوْلُ الزُّبَیْرُ: لَا، وَلٰکِنْ هُوَ سَلَفٌ اِنِّیْ اَخْشٰی عَلَیْهِ الضَّیْعَةَ ۔ وَمَا وَلِیَ اِمَارَةً قَطُّ وَلَا جِبَایَةً وَلَا خَرَاجًا وَلَا شَیْئًا اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ فِیْ غَزْوٍ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوْ مَعَ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: فَحَسَبْتُ مَا کَانَ عَلَیْهِ مِنَ الدَّیْنِ فَوَجَدْتُّهٗ اَلْفَیْ اَلْفٍ وَّمِئَتَیْ اَلْفٍ !؟ فَلَقِیَ حَکِیْمُ بْنُ حِزَامٍ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ الزُّبَیْرِ، فَقَالَ: یَا ابْنَ اَخِیْ، کَمْ عَلٰی اَخِیْ مِنَ الدَّیْنِ؟ فَکَتَمْتُهٗ وَقُلْتُ: مِئَةُ اَلْفٍ ۔ فَقَالَ حَکِیْمٌ: وَاللّٰهِ مَا اَرٰی اَمْوَالَکُمْ تَسَعُ هٰذِهٖ ۔ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: اَرَاَیْتَكَ اِنْ کَانَتْ اَلْفَیْ اَلْفٍ وَمِئَتَیْ اَلْفٍ؟ قَالَ: مَا اَرَاکُمْ تُطِیْقُوْنَ هٰذَا، فَاِنْ عَجَزْتُمْ عَنْ شَیْءٍ مِّنْهُ فَاسْتَعِیْنُوْا بِیْ، قَالَ: وَکَانَ الزُّبَیْرُ قَدِ اشْتَرَی الْغَابَةَ بِسَبْعِیْنَ وَمِئَةِ اَلْفٍ، فَبَاعَهَا عَبْدُ اللّٰهِ بِاَلْفِ اَلْفٍ وَسِتِّمِئَةِ اَلْفٍ، ثُمَّ قَامَ فَقَالَ: مَنْ کَانَ لَهٗ عَلَی الزُّبَیْرِ شَیْءٌ فَلْیُوَافِنَا بِالْغَابَةِ، فَاَتَاهُ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ، وَکَانَ لَهٗ عَلَی الزُّبَیْرِ اَرْبَعُمِئَةِ اَلْفٍ، فَقَالَ لِعَبْدِ اللّٰهِ: اِنْ شِئْتُمْ تَرَکْتُهَا لَکُمْ؟ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَا، قَالَ: فَاِنْ شِئْتُمْ جَعَلْتُمُوْهَا فِیْمَا تُؤَخِّرُوْنَ اِنْ اَخَّرْتُمْ، فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: لَا، قَالَ: فَاقْطَعُوْا لِیْ قِطْعَةً، قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ:

204: بخاری شریف، کتاب فرض الخمس، رقم الحدیث: 2961، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 5566، سنن الکبریٰ بیہقی، رقم الحدیث: 12462

لَكَ مِنْ هاهُنَا اِلٰى هَاهُنَا . فَبَاعَ عَبْدُ اللّٰهِ مِنهَا فَقَضٰى عَنْهُ دَيْنَه وَاَوْفَاهُ، وَبَقِيَ مِنْهَا اَرْبَعَةُ اَسْهُمٍ وَنِصْفٌ، فَقَدِمَ عَلٰى مُعَاوِيَةَ وَعِنْدَهُ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ، وَالْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ، وَابْنُ زَمْعَةَ، فَقَالَ لَهُ مُعَاوِيَةُ: كَمْ قُوِّمَتِ الْغَابَةُ؟ قَالَ: كُلُّ سَهْمٍ بِمِئَةِ اَلْفٍ، قَالَ: كَمْ بَقِيَ مِنْهَا؟ قَالَ: اَرْبَعَةُ اَسْهُمٍ وَنِصْفٌ، فَقَالَ الْمُنْذِرُ بْنُ الزُّبَيْرِ: قَدْ اَخَذْتُ مِنْهَا سَهْمًا بِمِئَةِ اَلْفٍ، قَالَ عَمْرُو بْنُ عُثْمَانَ: قَدْ اَخَذْتُ مِنْهَا سَهْمًا بِمِئَةِ اَلْفٍ . وَقَالَ ابْنُ زَمْعَةَ: قَدْ اَخَذْتُ سَهْمًا بِمِئَةِ اَلْفٍ، فَقَالَ مُعَاوِيَةُ: كَمْ بَقِيَ مِنْهَا؟ قَالَ: سَهْمٌ وَنِصْفُ سَهْمٍ، قَالَ: قَدْ اَخَذْتُهُ بِخَمْسِيْنَ وَمِئَةِ اَلْفٍ . قَالَ: وَبَاعَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ جَعْفَرٍ نَصِيبَهُ مِنْ مُعَاوِيَةَ بِسِتِّمِئَةِ اَلْفٍ، فَلَمَّا فَرَغَ ابْنُ الزُّبَيْرِ مِنْ قَضَاءِ دَيْنِهٖ، قَالَ بَنُو الزُّبَيْرِ: اقْسِمْ بَيْنَنَا مِيرَاثَنَا، قَالَ: وَاللّٰهِ لَا اَقْسِمُ بَيْنَكُمْ حَتّٰى اُنَادِيَ بِالْمَوْسِمِ اَرْبَعَ سِنِيْنَ: اَلَا مَنْ كَانَ لَهُ عَلَى الزُّبَيْرِ دَيْنٌ فَلْيَاْتِنَا فَلْنَقْضِهِ . فَجَعَلَ كُلَّ سَنَةٍ يُنَادِيْ فِي الْمَوْسِمِ، فَلَمَّا مَضٰى اَرْبَعُ سِنِيْنَ قَسَمَ بَيْنَهُمْ وَدَفَعَ الثُّلُثَ . وَكَانَ لِلزُّبَيْرِ اَرْبَعُ نِسْوَةٍ، فَاَصَابَ كُلَّ امْرَاَةٍ اَلْفُ اَلْفٍ وَمِئَتَا اَلْفٍ، فَجَمِيْعُ مَالِهٖ خَمْسُوْنَ اَلْفَ اَلْفٍ وَمِئَتَا اَلْفٍ . رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀◀ حضرت ابوخبیب خاء معجمہ کے پیش کے ساتھ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت زبیر (میرے والد) جنگ جمل میں کھڑے ہوئے تو مجھے بلایا: سومیں ان کے پہلو میں جا کر کھڑا ہوگیا۔ انہوں نے فرمایا: اے میرے بیٹے! آج یا تو ظالم قتل ہوں گے یا مظلوم اور میں دیکھ رہا ہوں کہ میں آج مظلوم بن کر قتل ہو جاؤں گا۔ اور بیشک مجھے سب سے بڑی فکر قرض کی ہے کیا تم سمجھتے ہو کہ ہمارا قرض ہمارے مال میں سے کچھ باقی چھوڑے گا۔ پھر فرمایا: اے میرے بیٹے! میرا مال فروخت کر دینا اور میرا قرض ادا کر دینا۔ پھر مال کے تیسرے حصہ کے متعلق وصیت فرمائی اور اس مال وصیت کا تیسرا حصہ اس ان کے بیٹوں کے لئے تھا یعنی حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بیٹوں کے لئے تہائی کی وصیت فرمائی اور فرمایا: اگر قرض کی ادائیگی کے بعد ہمارا کچھ مال بچ جائے تو اس کا تیسرا حصہ تیرے بیٹوں کے لئے ہے۔ ہشام کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بیٹوں نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بعض بیٹوں، خبیب اور عباد وغیرہ کو دیکھا تھا' اور ان کے اس وقت نو بیٹے اور نو بیٹیاں تھیں۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: وہ مجھے اپنے قرض کے بارے میں وصیت کرنے لگے اور فرمانے لگے: اے بیٹے! اگر تو قرض کا کچھ حصہ ادا کرنے سے عاجز آ جائے تو میرے مولیٰ سے مدد طلب کرنا۔ حضرت عبداللہ کہتے ہیں: اللہ کی قسم! میں یہ سمجھ نہ سکا کہ ان کا اس سے کیا مطلب ہے؟ حتیٰ کہ میں نے عرض کیا: ابا جان! آپ کا مولیٰ کون ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں ان کے قرض کے متعلق جب کبھی پریشانی میں مبتلاء ہوا تو میں نے صرف یہ کہا کہ اے زبیر کے مولیٰ! ان کا قرض ادا فرمادے۔ تو وہ ادا

فرما دیتا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: سوحضرت زبیر رضی اللہ عنہ قتل ہوئے تو کوئی درہم یا دینار ترکہ میں نہ چھوڑے۔صرف زمین کے چند قطعات تھے ان میں سے ایک غابہ والی زمین تھی۔ اور گیارہ مکان مدینہ منورہ میں تھے اور دومکان بصرہ میں اور ایک مکان کوفہ میں اور ایک مکان مصر میں۔ فرمایا: ان کے قرض کی نوعیت یہ تھی کہ کوئی شخص ان کے پاس آتا اور اپنا مال ان کے پاس بطور امانت رکھتا تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے: نہیں! بلکہ یہ قرض ہے۔ کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ یہ ضائع نہ ہو جائے وہ نہ کبھی امیر بنے، اور نہ کبھی زکوٰۃ وغیرہ وصولی پر مقرر ہوئے اور نہ ہی اس قسم کا کوئی عہدہ قبول فرمایا: سوائے اس کے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے ساتھ شریک جہاد ہوتے تھے۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: جب میں نے اس قرض کا حساب لگایا جوان کے ذمہ تھا تو وہ بائیس لاکھ بنا۔ حضرت حکیم بن حزام حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے ملے تو فرمایا: اے میرے بھتیجے! میرے بھائی پر کتنا قرض ہے؟ میں نے قرض کو چھپایا اور کہا ایک لاکھ۔ حضرت حکیم رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ کی قسم! میں نہیں سمجھتا کہ تمہارے مال سے یہ قرض ادا ہو سکے گا۔ حضرت عبداللہ نے کہا: اگر قرض بائیس لاکھ ہو تو پھر آپ کا کیا خیال ہے؟ فرمایا: میں نہیں سمجھتا کہ یہ تم ادا کر سکو گے۔ اگر تم اس میں سے کچھ ادا نہ کر سکو تو مجھ سے مدد لے لینا۔ فرمایا: حضرت زبیر نے غابہ کی زمین ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدی تھی اور حضرت عبداللہ نے اسے سولہ لاکھ میں فروخت کیا پھر اُٹھے اور فرمایا: حضرت زبیر کے ذمہ جس کا قرض ہو وہ غابہ میں آ کر ہم سے لے لے۔ حضرت عبداللہ بن جعفر ان کے پاس آئے۔ ان کا حضرت زبیر کے ذمہ چار لاکھ قرض تھا۔ انہوں نے حضرت عبداللہ (بن زبیر) رضی اللہ عنہما سے کہا: اگر تم چاہو تو میں یہ قرض معاف کر دوں۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا: نہیں۔ انہوں نے کہا: اگر تم چاہو تو اس قرض کی ادائیگی مؤخر کر سکتے ہو۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: نہیں! پھر انہوں نے کہا: میرے لئے ایک قطع اراضی علیحدہ کر دو۔ حضرت عبداللہ نے کہا: تمہارا حصہ یہاں سے لے کر یہاں تک ہے۔ سوحضرت عبداللہ نے اس زمین کو بیچا اور اس سے سارا قرض ادا کر دیا اور اس میں سے ساڑھے چار حصے باقی بچ گئے۔ وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو وہاں حضرات عمرو بن عثمان، منذر بن زبیر اور ابن زمعہ بیٹھے تھے۔ حضرت معاویہ نے آپ سے فرمایا: غابہ کی قیمت کیا پڑی ہے؟ کہا کہ ہر حصہ ایک لاکھ میں۔ فرمایا: کتنی زمین بچ گئی ہے۔ کہا: ساڑھے چار حصے۔ حضرت منذر بن زبیر رضی اللہ عنہما نے کہا: میں نے ایک حصہ ایک لاکھ میں خرید لیا۔ ابن زمعہ نے کہا: ایک حصہ میں نے ایک لاکھ میں خرید لیا۔ حضرت معاویہ نے پوچھا باقی کیا رہ گیا؟ کہا: ڈیڑھ حصہ۔ فرمایا: اسے میں نے ڈیڑھ لاکھ میں خرید لیا۔ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن جعفر نے اپنا حصہ حضرت معاویہ کے پاس چھ لاکھ میں فروخت کر دیا اور جب حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما ان کے قرض کی ادائیگی سے فارغ ہوئے تو حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے

بیٹوں نے کہا: ہمارے درمیان ہماری میراث تقسیم کردو۔ فرمایا: اللہ کی قسم! میں ہرگز تمہارے درمیان تقسیم نہ کروں گا جب تک میں چار سال تک حج کے موقع پر یہ ندا نہ دے لوں کہ سنو! جس کسی کا حضرت زبیر کے ذمہ قرض ہو وہ ہمارے پاس آئے ہم ان کا قرض ادا کریں گے۔ پھر آپ ہر سال حج کے موقع پر یہ ندا دیتے۔ جب چار سال گزر گئے تو پھر ترکہ تقسیم کردیا اور وصیت کے مطابق تہائی مال بھی الگ کردیا۔ حضرت زبیر کی چار بیویاں تھیں۔ ہر ایک کا حصہ بارہ لاکھ بنا۔ اس طرح ان کا کل مال پانچ کروڑ دو لاکھ تھا۔ (بخاری)

حل لغات:

جنبه: بمعنی پہلو، طرف، جانب، سمت۔

همّي: از، هماً، بمعنی غمگین کرنا، بے چین کرنا۔

لدینه: از، دَیْناً، بمعنی قرض دینا۔

کربة: از، کرباً، بمعنی تکلیف دہ کام، دشوار کام۔

تعارف راوی:

عبداللہ ابن زبیر: آپ کی کنیت ابو بکر حمیدی قرشی اسدی ہیں، امام شافعی کے ساتھ مصر میں رہے حتیٰ کہ امام شافعی کی وفات ہوگئی پھر آپ مکہ معظمہ واپس آئے امام بخاری نے آپ کی بہت احادیث اپنی کتاب بخاری میں روایت کیں ۲۱۹ دو سو انیس میں مکہ معظمہ میں وفات پائی اسلام کے بڑے خدمت گزار ہیں۔ (مشہور تابعی ہیں)

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف العین، تابعین کرام،)

شرح:

اس حدیث میں حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ وصف بیان ہوا کہ آپ لوگوں کا مال امانت نہ رکھتے بلکہ قرض کے طور پر رکھتے تھے کیونکہ امانت اگر ضائع ہوجائے تو کچھ لازم نہیں آتا مگر قرض کے ضائع ہونے سے اس کی ادائیگی پھر بھی کرنی ہوتی ہے، تو حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ ایک اچھی عادت تھی کہ اگر نقصان ہو تو میرا ہو کسی اور کا نہ ہو۔

(روضۃ المتقین، تحت حدیث مذکورہ)

۲۶-بَابُ تَحْرِيْمِ الظُّلْمِ وَالْاَمْرِ بِرَدِّ الْمَظَالِمِ

ظلم کی حرمت اور مظالم سے روکنے کے متعلق حکم کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ حَمِيْمٍ وَّلَا شَفِيْعٍ يُّطَاعُ ﴾ (المؤمن:18)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ظالموں کا نہ تو کوئی دوست ہوگا' اور نہ شفاعت کرنے والا جس کی بات مانی جائے۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ نَّصِيْرٍ ○ ﴾ (الحج:71)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ستم گاروں کا کوئی مددگار نہیں○

وَاَمَّا الْاَحَادِيْثُ فَمِنْهَا: حَدِيْثُ اَبِيْ ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الْمُتَقَدِّمُ فِيْ اٰخِرِ بَابِ الْمُجَاهَدَةِ .

اور اس موضوع کی احادیث یہ ہیں ان میں سے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ والی حدیث ''باب المجاہدہ'' کے آخر میں گزر چکی ہے۔

(۲۰۵) وَعَنْ جَابِرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اتَّقُوا الظُّلْمَ ؛ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ . وَاتَّقُوا الشُّحَّ ؛ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ . حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ سَفَكُوْا دِمَائَهُمْ، وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ظلم سے بچو کیونکہ ظلم قیامت کے دن تاریکیوں کا باعث ہوگا' اور بخل سے بچو کیونکہ بخل نے ان لوگوں کو ہلاک کر دیا جو تم سے پہلے تھے اس نے انہیں اس بات پر ابھارا کہ انہوں نے ایک دوسرے کا خون بہایا اور حرام چیزوں کو حلال سمجھا۔ (مسلم)

205: مسلم شریف، کتاب البر والصلہ، رقم الحدیث:6450، بخاری شریف، رقم الحدیث:2315، ترمذی شریف، رقم الحدیث:2030، دارمی شریف، رقم الحدیث:2516، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:5662، ابن حبان، رقم الحدیث:5176، مستدرک حاکم، رقم الحدیث:26، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:29، بیہقی، رقم الحدیث:11280۔

حل لغات:

الشح: بمعنی بخل کرنا، کنجوسی کرنا، حرص ولالچ کرنا۔

سفکوا: از، سفکاً، بمعنی خون بہانا، خونریزی کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۴، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

بخل کی تعریف یہ ہے کہ: اپنے مال کو خرچ کرنے سے رک جانا، اور بعض نے کہا ہے کہ حاجت کے وقت ایثار کو ترک کرنا بخل ہے۔ (خزائن التعریفات، ص۶۳)

بخل کی وجہ سے لوگوں کا ہلاک ہونا ماضی کی خبر بھی ہوسکتی ہے کہ وہ دنیا میں ہلاک ہوئے تھے اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ قیامت کے دن ہلاک ہوں گے، بعض علماء کرام فرماتے ہیں کہ بخیل دنیا و آخرت دونوں جگہ ہلاک ہوتے ہیں، دنیا میں لوگوں کی نظروں سے گرنے کی وجہ سے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کی نگاہ کرم سے محرومی کی وجہ سے۔

(۲۰۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَتُؤَدُّنَّ الْحُقُوْقَ اِلٰى اَهْلِهَا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ، حَتّٰى يُقَادَ لِلشَّاةِ الْجَلْحَاءِ مِنَ الشَّاةِ الْقَرْنَاءِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ کی قسم! تم قیامت کے دن حقداروں کو ان کے حق ادا کرو گے حتیٰ کہ بغیر سینگوں والی بکری کو سینگوں والی بکری سے بدلہ دیا جائے گا۔ (مسلم)

حل لغات:

الجلحاء: بمعنی سر کی دونوں جانب سے بالوں کا گرنا، بے سینگ بکری۔

القرناء: از، قرناً، بمعنی سینگ والی بکری۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

(۲۰۷) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كُنَّا نَتَحَدَّثُ عَنْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ، وَالنَّبِیُّ صَلَّی

206: مسلم شریف، البر والصلۃ، رقم الحدیث:6454، ترمذی شریف، رقم الحدیث:2420، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:520، ابن حبان، رقم الحدیث:7363، بیہقی، رقم الحدیث:11285، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:6513

207: بخاری شریف، کتاب الحج، رقم الحدیث:1655، بخاری شریف، کتاب المغازی، رقم الحدیث:4141

اللّٰـهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَيْنَ اَظْهُرِنَا، وَلَا نَدْرِيْ مَا حَجَّةُ الْوَدَاعِ حَتّٰى حَمِدَ اللّٰهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَـلَيْـهِ وَسَـلَّـمَ وَاَثْنٰى عَلَيْهِ ثُمَّ ذَكَرَ الْمَسِيْحَ الدَّجَّال فَاَطْنَبَ فِيْ ذِكْرِهٖ، وَقَالَ: "مَا بَعَثَ اللّٰهُ مِنْ نَّبِـيٍّ اِلَّا اَنْـذَرَهٗ اُمَّتَـهٗ اَنْـذَرَهٗ نُـوْحٌ وَّالنَّبِيُّوْنَ مِنْ بَعْدِهٖ، وَاِنَّهٗ اِنْ يَّخْرُجْ فِيْكُمْ فَمَا خَفِيَ عَلَيْكُمْ مِنْ شَاْنِهٖ فَلَيْسَ يَخْفٰى عَلَيْكُمْ، اِنَّ رَبَّكُمْ لَيْسَ بِاَعْوَرَ وَاِنَّهٗ اَعْوَرُ عَيْنِ الْيُمْنٰى، كَاَنَّ عَيْنَهٗ عِنَبَةٌ طَافِيَةٌ . اَلَا اِنَّ اللّٰهَ حَـرَّمَ عَـلَيْـكُمْ دِمَاءَ كُمْ وَاَمْوَالَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا، فِيْ بَلَدِكُمْ هٰذَا، فِيْ شَهْرِكُمْ هٰـذَا، اَلَا هَلْ بَلَّغْتُ؟" قَالُوْا: نَعَمْ، قَالَ: "اَللّٰهُمَّ اشْهَدْ" ثَلَاثًا "وَيْلَكُمْ - اَوْ وَيْحَكُمْ -، اُنْظُرُوْا: لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِيْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ، وَرَوٰى مُسْلِمٌ بَعْضَهٗ .

◄◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ہم حجۃ الوداع کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے' اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہم میں موجود تھے' اور ہم نہیں جانتے تھے کہ حجۃ الوداع کیا ہے؟ حتیٰ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی حمد وثناء کی' اور پھر مسیح دجال کا ذکر فرمایا اور اس پر خوب طویل بیان فرمایا۔ اور ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے جس نبی کو بھی مبعوث فرمایا اس نے اپنی امت کو اس (مسیح دجال) سے ڈرایا۔ حضرت نوح اور ان کے بعد آنے والے انبیاء علیہم السلام نے بھی اس سے ڈرایا اور اگر وہ تم پر ظاہر ہوا تو اس کا حال تم سے پوشیدہ نہیں رہے گا۔ کیونکہ تمہارا رب کانا نہیں ہے' اور وہ مسیح دجال دائیں آنکھ سے کانا ہے۔ اس کی آنکھ گویا پھولے ہوئے انگور کی طرح ہوگی۔ خبردار! بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک دوسرے کے مال اور جانیں حرام کر دی ہیں جس طرح کہ تمہارے اس دن کو اس شہر میں اس مہینے میں حرمت عطا کی ہے۔ خبردار! کیا میں نے (اللہ کا) پیغام پہنچا دیا؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: جی ہاں! (یارسول اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے پروردگار! گواہ رہ یہ آپ نے تین مرتبہ فرمایا' یا تم پر ہلاکت ہو۔ یا فرمایا: تم پر افسوس ہے۔ دیکھو! میرے بعد کفر کی طرف نہ لوٹ جانا کہ ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔ اسے بخاری نے روایت کیا ہے' اور مسلم نے بھی اس کے بعض حصوں کو روایت کیا ہے۔

حل لغات:

باعور: از، عوارًا، بمعنی کانا ہونا۔

عنبۃ: انگور، انگور کا ایک دانہ۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

ملاعلی قاری حنفی علیہ الرحمۃ نے علامہ توربشتی علیہ الرحمۃ کے حوالہ سے یہ بات نقل فرمائی ہے کہ دجال کی آنکھ کے بارے متعدد احادیث ہیں ان سب میں آپس میں ظاہراً اختلاف پایا جاتا ہے ان روایات میں تطبیق ہوسکتی ہے وہ اس طرح کہ کہا جائے دجال کی ایک آنکھ تو بالکل ہی نہیں اور دوسری آنکھ میں بھی عیب ہے اس معنیٰ کے اعتبار سے اس کی دونوں آنکھوں کو اعور کہا جاسکتا ہے۔(مرقاۃ فی شرح المشکوٰۃ از ملاعلی قاری حنفی علیہ الرحمۃ)

اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''خبردار! بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر ایک دوسرے کے مال اور جانیں حرام کردی ہیں'' اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے اس کی جان مال عزت آبرو کی حفاظت اس کے ذمہ ہے اسی لیے مسلمانوں کے آپس میں قتل وغارت وعزت کشی کو خیانت اور فعل حرام اور جرم قرار دیا گیا ہے۔

(مرقاۃ فی شرح المشکوٰۃ از ملاعلی قاری حنفی علیہ الرحمۃ)

(۲۰۸)وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ''مَنْ ظَلَمَ قِيْدَ شِبْرٍ مِّنَ الْاَرْضِ، طُوِّقَهُ مِنْ سَبْعِ اَرَضِيْنَ'' مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص بالشت بھر زمین ظلماً ہتھیائے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق اس کے گلے میں ڈالے گا۔(متفق علیہ)

(۲۰۹)وَعَنْ اَبِيْ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ''اِنَّ اللّٰهَ لَيُمْلِيْ لِلظَّالِمِ، فَاِذَا اَخَذَهُ لَمْ يُفْلِتْهُ''، ثُمَّ قَرَاَ: ﴿ وَكَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَا اَخَذَ الْقُرٰى وَهِيَ ظَالِمَةٌ اِنَّ اَخْذَهُ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ﴾ (هود: 102) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄◄ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ڈھیل دیتا ہے ظالم کو اور جب اس کو پکڑ لیتا ہے تو پھر اس کو عذاب سے نجات نہیں دیتا۔ پھر آپ نے یہ آیت کریمہ پڑھی: اور یونہی گرفت ہوتی ہے آپ کے رب کی جب کہ وہ پکڑتا ہے بستیوں کو درآنحالیکہ وہ ظالم ہوتی ہیں بے شک اس کی پکڑ بڑی دردناک اور سخت ہوتی ہے۔(متفق علیہ)

208: بخاری شریف، کتاب المظالم، رقم الحدیث:2322، مسلم شریف، کتاب المساقاۃ، رقم الحدیث:4020، دارمی، رقم الحدیث:2606، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:5740، ابن حبان، رقم الحدیث:5161، بیہقی، رقم الحدیث:11316، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:951، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:31

209: مسلم شریف، کتاب البروالصلۃ، رقم الحدیث:6455، بخاری شریف، رقم الحدیث:4409، ترمذی شریف، رقم الحدیث:3110، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث:4018، ابن حبان، رقم الحدیث:5175، بیہقی، رقم الحدیث:11287، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:7287

ارکان اسلام:

(۲۱۰) وَعَنْ مُعَاذٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: بَعَثَنِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "اِنَّكَ تَاتِيْ قَوْمًا مِنْ اَهْلِ الْكِتَابِ فَادْعُهُمْ اِلٰى شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ، وَاَنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ، فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ وَّلَيْلَةٍ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ، فَاَعْلِمْهُمْ اَنَّ اللّٰهَ قَدِ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ اَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ عَلٰى فُقَرَائِهِمْ، فَاِنْ هُمْ اَطَاعُوْا لِذٰلِكَ، فَاِيَّاكَ وَكَرَائِمَ اَمْوَالِهِمْ، وَاتَّقِ دَعْوَةَ الْمَظْلُوْمِ ؛ فَاِنَّهُ لَيْسَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ اللّٰهِ حِجَابٌ " مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄◄ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے مجھے حاکم بنا کر بھیجا اور فرمایا: تم اہل کتاب کے ایک گروہ کے پاس جاؤ گے تم انہیں دعوت دینا کہ وہ اس بات کی گواہی دیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ اگر وہ اس بات میں تمہاری اطاعت کریں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دن رات میں ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں۔ اگر وہ اس میں تمہاری اطاعت کریں تو انہیں بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر زکوٰۃ فرض کی ہے' جو مالداروں سے لی جائے گی اور غریبوں کو دی جائے گی۔ سو اگر وہ اس میں بھی تمہاری اطاعت کریں تو ان کے عمدہ مال لینے سے بچنا اور مظلوم کی بددعا سے بچنا کیونکہ مظلوم کی بددعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

فترد: از، دراً، بمعنی پھیرنا، لوٹانا، واپس کرنا۔

حجاب: بمعنی پردہ، دو چیزوں میں حائل ہونے والی چیز۔

تعارف راوی:

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۶۳، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث مبارکہ میں اسلام کے ارکان کا ذکر ہوا مثلاً توحید و رسالت کی گواہی، نماز اور زکوٰۃ، لیکن ان میں سے دو رکن روزہ اور حج کا ذکر نہیں ہوا اس کا جواب یہ کہ اس حدیث میں ایک عقیدہ یعنی توحید و رسالت، دوسری بدنی عبادت یعنی نماز،

210: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:29، بخاری شریف، رقم الحدیث:1389، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث:1584، ترمذی، رقم الحدیث:625، نسائی، رقم الحدیث:2435، ابن ماجہ، رقم الحدیث:1783، دارمی، رقم الحدیث:1614، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:2275، بیہقی، رقم الحدیث:7095، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:688، دارقطنی، رقم الحدیث:4

اور تیسری مالی عبادت یعنی زکوٰۃ کا ذکر ہو گیا ہے تمام عبادات اسی میں داخل ہو جاتی ہیں۔

(۲۱۱) وَعَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ سَعْدٍ نِ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: اسْتَعْمَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ رَجُلًا مِّنَ الْاَزْدِ یُقَالُ لَہٗ: ابْنُ اللُّتْبِیَّۃِ عَلَی الصَّدَقَۃِ، فَلَمَّا قَدِمَ، قَالَ: ھٰذَا لَکُمْ، وَھٰذَا اُھْدِیَ اِلَیَّ، فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلَی الْمِنْبَرِ فَحَمِدَ اللّٰہَ وَاَثْنٰی عَلَیْہِ، ثُمَّ قَالَ: "اَمَّا بَعْدُ، فَاِنِّیْ اَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْکُمْ عَلَی الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِی اللّٰہُ، فَیَاْتِیْ فَیَقُوْلُ: ھٰذَا لَکُمْ وَھٰذَا ھَدِیَّۃٌ اُھْدِیَتْ اِلَیَّ، اَفَلَا جَلَسَ فِیْ بَیْتِ اَبِیْہِ اَوْ اُمِّہٖ حَتّٰی تَاْتِیَہٗ ھَدِیَّتُہٗ اِنْ کَانَ صَادِقًا، وَاللّٰہِ لَا یَاْخُذُ اَحَدٌ مِّنْکُمْ شَیْئًا بِغَیْرِ حَقِّہٖ اِلَّا لَقِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی، یَحْمِلُہٗ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ، فَلَا اَعْرِفَنَّ اَحَدًا مِّنْکُمْ لَقِیَ اللّٰہَ یَحْمِلُ بَعِیْرًا لَّہٗ رُغَاءٌ، اَوْ بَقَرَۃً لَّھَا خُوَارٌ، اَوْ شَاۃً تَّیْعَرُ" ثُمَّ رَفَعَ یَدَیْہِ حَتّٰی رُؤِیَ بَیَاضُ اِبْطَیْہِ، فَقَالَ: "اَللّٰھُمَّ ھَلْ بَلَّغْتُ" ثَلَاثًا مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ۔

◄◄ حضرت ابوحمید عبدالرحمٰن بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے قبیلہ بنی ازد کے ایک شخص کو جسے اللتبیہ کہا جاتا تھا صدقات کا عامل بنایا جب وہ آیا تو اس نے کہا: یہ مال تمہارا ہے' اور یہ مجھے ہدیہ کے طور پر دیا گیا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ اُٹھ کھڑے ہوئے اور منبر پر تشریف لے گئے۔ پس اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور پھر فرمایا: امابعد! میں تم میں سے کسی شخص کو کسی ایسے کام کا عامل بناتا ہوں۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے مجھے والی بنایا ہے۔ تو وہ شخص آتا ہے' اور کہتا ہے: یہ تمہارا یعنی بیت المال کا مال ہے' اور یہ مجھے ہدیہ کے طور پر دیا گیا ہے۔ اگر وہ سچا ہے تو کیوں نہ اپنے باپ یا ماں کے گھر بیٹھا رہا کہ اس کے پاس اس کا ہدیہ آتا۔ اللہ کی قسم! تم میں سے جو بھی اس مال سے ناحق کوئی چیز لے گا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس نے وہ چیز اُٹھا رکھی ہو گی۔ میں تم میں سے کسی ایسے شخص کو نہ دیکھوں' جس نے اونٹ اُٹھا رکھا ہو' اور وہ بلبلا رہا ہو۔ یا اس نے گائے اُٹھا رکھی ہو' اور وہ آواز نکال رہی ہو یا اس نے بکری اُٹھا رکھی ہو' اور وہ ممیا رہی ہو۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اُٹھائے حتیٰ کہ آپ کی مبارک بغلوں کی سفیدی نظر آنے لگی' سو آپ نے دعا کی: اے پروردگار! کیا میں نے تیرا پیغام پہنچا دیا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

رغآء: بمعنی اونٹ کا بلبلانا۔

خوار: بمعنی ڈکارنا، آواز کرنا۔

تیعر: بمعنی بکری کا ممیانا، بکری کا آواز نکالنا۔

تعارف راوی:

ابوحمید: آپ کا نام عبدالرحمٰن ابن سعد ہے، انصاری خزرجی ساعدی ہیں، آپ سے ایک جماعت نے احادیث لیں وفات امیر معاویہ کے آخری دور میں ہوئی۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف الحاء، صحابہ کرام،)

شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بغلوں کے متعلق بیان ہوا کہ آپ کی بغلوں کا رنگ سفید تھا، دوسر احادیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بغلوں سے خوشبو بھی آتی تھی ایک حدیث پیش کرتا ہوں۔

امام دارمی علیہ الرحمۃ نے بنی حریش کے ایک ثقہ آدمی سے روایت کیا وہ فرماتے ہیں۔

قَالَ كُنت مَعَ أبي حِين رجم النَّبِي صلى الله عَلَيهِ وَسلم مَاعِز بن مَالك فَلَمَّا أَخَذته الحِجَارَة أرعبت فضمني النَّبِي صلى الله عَلَيهِ وَسلم إِلَيهِ فَسَالَ عَلَيّ من عرق إبطه مثل ريح المسك

کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ماعز بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اقرار بالزنا پر سنگسار کرنے کا حکم دیا تو میں اپنے باپ کے ساتھ وہاں موجود تھا ان کے بدن پر پتھر برستے دیکھ کر مجھ میں کھڑا رہنے کی طاقت نہ رہی قریب تھا کہ میں گر پڑتا۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے ساتھ لگا لیا وہ ایسا وقت تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بغلوں کا پسینہ مجھ پر ٹپک رہا تھا جس کی مہک مشک وعنبر سے بھی عمدہ تھی۔

حوالہ جات (الخصائص الکبریٰ ج ۱، باب الآیۃ فی عرقہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۱۴ (رحمانیہ)،،
☆، دارمی: ۲۴ ☆ امام یوسف بن اسماعیل النبھانی، متوفی ۱۳۵۰ھ جامع المعجزات، القسم الثالث، الباب الثانی عشر، ص ۴۸۸، قدیمی کتب خانہ،
☆ زرقانی علی المواھب، ج ۴، ص ۱۸۷، بحوالہ ذکر جمیل، علامہ شفیع اوکاڑوی صاحب علیہ الرحمۃ، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور ۲۰۱۴ء ص ۲۱۹، ☆ امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی، سبل الھدیٰ والرشاد، المتوفی ۹۵۴ھ، جماع ابواب صفۃ جسدہ الشریف صلی اللہ علیہ وسلم ج ۲، الباب التاسع عشر، ص ۸۷، مکتبہ نعمانیہ پشاور)

(۲۱۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ كَانَتْ عِنْدَهٗ مَظْلِمَةٌ لِاَخِيْهِ، مِنْ عِرضِهٖ اَوْ مِنْ شَیْءٍ، فَلْيَتَحَلَّلْهُ مِنْهُ الْيَوْمَ قَبْلَ اَنْ لَّا يَكُوْنَ دِيْنَارٌ وَّلَا دِرْهَمٌ؛ اِنْ كَانَ لَهٗ عَمَلٌ صَالِحٌ اُخِذَ مِنْهُ بِقَدْرِ مَظْلِمَتِهٖ، وَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ حَسَنَاتٌ اُخِذَ مِنْ سَيِّئَاتِ صَاحِبِهٖ فَحُمِلَ عَلَيْهِ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔

211: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 275، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 2179، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 4053، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 23303، ابن حبان، رقم الحدیث: 6762، بیہقی، رقم الحدیث: 20172

212: بخاری شریف، کتاب المظالم، رقم الحدیث: 2449

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ 'رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے اپنے کسی بھائی پر کوئی ظلم کیا ہو، اس کی عزت وغیرہ کے متعلق، تو اسے چاہیے کہ آج ہی اس سے معافی مانگ لے اس دن سے پہلے کہ جس دن نہ کوئی درہم ہوگا' اور نہ دینار، اگر اس کے نامۂ اعمال میں کچھ نیک عمل ہوئے تو اس کے ظلم کے مطابق وہ لے لئے جائیں گے اور اگر اس کے نامۂ اعمال میں نیکیاں نہ ہوئیں تو اس کے ساتھی کے گناہ لے کر اس کے نامۂ اعمال میں لکھ دیے جائیں گے۔ (بخاری)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں فرمایا کہ ''جس شخص نے اپنے کسی بھائی پر کوئی ظلم کیا ہو، اس کی عزت وغیرہ کے متعلق، تو اسے چاہیے کہ آج ہی اس سے معافی مانگ لے'' یہ اس ضروری ہے کہ کل بروز قیامت اس کو اس کا بھی حساب دینا ہے اگر معافی مانگ لی تو بہتر ہے اگر نہ مانگ تو اس کو اس کے بدلے میں نیکیاں دینا ہوں گی اور گر نیکیاں نہ ہوئیں تو مظلوم کے گناہ ظالم کے کھاتے میں ڈال دیے جائیں گے تا کہ اس کو مزید سزا دی جائے۔

(۲۱۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ، وَالْمُهَاجِرُ مَنْ هَجَرَ مَا نَهَى اللّٰهُ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◀◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما 'رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں' اور مہاجر وہ ہے جو ان چیزوں سے دور رہے جن سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔ (متفق علیہ)

مال غنیمت سے چوری کا بدلہ جہنم:

(۲۱۴) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ عَلٰى ثَقَلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهٗ كِرْكِرَةُ، فَمَاتَ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هُوَ فِي النَّارِ" فَذَهَبُوْا يَنْظُرُوْنَ اِلَيْهِ،

213: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:69، ترمذی شریف، رقم الحدیث:2504، نسائی شریف، رقم الحدیث:4165، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث:3934، دارمی شریف، رقم الحدیث:2712، مسند امام احمد، رقم الحدیث:1390، ابن حبان، رقم الحدیث:196، مستدرک حاکم، رقم الحدیث:23، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:2273

214: بخاری شریف، کتاب الجہاد، رقم الحدیث:3074

فَوَجَدُوْا عَبَائَةً قَدْ غَلَّهَا ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔

◀◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامان پر ایک شخص کرکرہ نامی مقرر تھا۔ سو وہ مر گیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ دوزخی ہے لوگ اس کا سبب معلوم کرنے کے لئے گئے تو دیکھا کہ (اس کے گھر میں) ایک چادر ہے' جو اس نے خیانت سے ہتھیائی تھی۔ (بخاری)

حل لغات:

عباء: بمعنی چوغہ، چادر۔

غلّھا: از، غلاً، بمعنی چوری کرنا، چورانا۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۴۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں پر غیب کے خبریں دی ہیں ایک تو یہ کہ اس نے چوری کی ہے جس کا کسی کو بھی پتا نہیں تھا، اور دوسری یہ خبر ہے کہ دوزخی ہے یہ دونوں خبریں سچی ہیں اس لیے ہم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو غیب داں کہتے ہیں اور اس پر اس کے علاوہ بھی بہت احادیث شاہد ہیں۔

(۲۱۵) وَعَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ نُفَيْعِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ الزَّمَانَ قَدِ اسْتَدَارَ كَهَيْئَتِهٖ يَوْمَ خَلَقَ اللّٰهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ: اَلسَّنَةُ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا، مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ: ثَلَاثٌ مُّتَوَالِيَاتٌ: ذُو الْقَعْدَة، وذُو الْحِجَّةِ، وَالْمُحَرَّمُ، وَرَجَبُ مُضَرَ الَّذِیْ بَيْنَ جُمَادٰی وَشَعْبَانَ، اَیُّ شَهْرٍ هٰذَا؟" قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ، قَالَ: "اَلَيْسَ ذَا الْحِجَّةِ؟" قُلْنَا: بَلٰى ۔ قَالَ: "فَاَیُّ بَلَدٍ هٰذَا؟" قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ ۔ قَالَ: "اَلَيْسَ الْبَلْدَةَ؟" قُلْنَا: بَلٰى ۔ قَالَ: "فَاَیُّ يَوْمٍ هٰذَا؟" قُلْنَا: اَللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ، فَسَكَتَ حَتّٰى ظَنَنَّا اَنَّهٗ سَيُسَمِّيْهِ بِغَيْرِ اسْمِهٖ ۔ قَالَ: "اَلَيْسَ يَوْمَ النَّحْرِ؟" قُلْنَا: بَلٰى ۔ قَالَ: "فَاِنَّ دِمَاءَكُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ عليكم حَرَامٌ، كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِكُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِكُمْ هٰذَا، وَسَتَلْقَوْنَ رَبَّكُمْ فَيَسْاَلُكُمْ عَنْ اَعْمَالِكُمْ، اَلَا فَلَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ كُفَّارًا يَّضْرِبُ بَعْضُكُمْ رِقَابَ بَعْضٍ، اَلَا لِيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يَّبْلُغُهٗ اَنْ يَّكُوْنَ اَوْعٰى لَهٗ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهٗ"، ثُمَّ قَالَ: "اِلَّا هَلْ بَلَّغْتُ، اَلَا هَلْ

215: بخاری شریف، کتاب المغازی، رقم الحدیث: 4406

بَلَّغْتُ؟" قُلْنَا: نَعَمْ ۔ قَالَ: "اَللّٰھُمَّ اشْھَدْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◀◀ حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ' رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: زمانہ پھر کر اسی حالت میں آ گیا ہے جیسا اس دن تھا جس دن کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا تھا۔ سال کے بارہ مہینے ہیں' اور ان میں سے چار حرمت والے ہیں۔ تین متواتر ہیں، ذوالقعدہ، ذوالحجۃ اور محرم، اور مضر کا رجب جو جمادی الثانی اور شعبان کے درمیان ہے۔ (فرمایا:) یہ مہینہ کون سا ہے؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں تو آپ نے سکوت فرمایا حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس مہینہ کو اس کے نام کے علاوہ کسی اور نام سے پکاریں گے۔ پھر فرمایا: کیا ذوالحجۃ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: یہ شہر کون سا ہے؟ ہم نے عرض کیا: اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے سکوت فرمایا حتیٰ کہ ہم نے گمان کیا کہ آپ اس کو کوئی اور نام دیں گے۔ پھر فرمایا: کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کیا: جی ہاں! فرمایا: بیشک تمہارے خون، تمہارے مال اور تمہاری عزتیں تم پر اسی طرح حرام ہیں جس طرح تمہارا یہ دن، اس شہر میں اور اس مہینے میں قابل احترام ہے' اور عنقریب تم اپنے رب سے ملو گے تو وہ تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھے گا۔ خبردار! میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تم ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے لگو۔ خبردار! جو یہاں حاضر ہیں وہ ان تک یہ بات پہنچا دیں جو یہاں حاضر نہیں ہیں۔ کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی ایسا شخص جس تک یہ بات پہنچائی جائے اس شخص سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو جس نے اسے سنا۔ پھر فرمایا: کیا میں نے پیغام حق پہنچا دیا؟ ہم نے عرض کیا: جی ہاں! آپ نے کہا: اے پروردگار! گواہ رہنا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

متوالیات: از، ولیاً، بمعنی نزدیک ہونا، متصل ہونا، قریب ہونا۔

سیسمیه: از، تسمیة، بمعنی کسی کا نام رکھنا۔

اوعٰی: از، ایعاءً، بمعنی یاد کرنا، محفوظ کرنا، جمع کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۰، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

حرمت والے مہینوں کے بارے میں علماء کی اکثریت فرماتی ہیں کہ ان کی حرمت منسوخ ہو گئی ہے اس لیے کہ شوال اور ذی قعدہ میں طائف والوں کا محاصرہ کیا گیا تھا اور ہوازن کے ساتھ جنگ کی گئی تھی،

(مرقاۃ فی شرح المشکوٰۃ از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ)

پھر فرمایا"فَلَعَلَّ بَعْضَ مَنْ يَّبْلُغُهُ اَنْ يَّكُوْنَ اَوْعَى لَهُ مِنْ بَعْضِ مَنْ سَمِعَهُ"(ممکن ہے کہ کوئی ایسا شخص جس تک یہ بات پہنچائی جائے اس شخص سے زیادہ یاد رکھنے والا ہو جس نے اسے سنا) اس سے معلوم ہوا کہ تبلیغ کرنے والا بھی فائدے سے خالی نہیں رہتا کہ اس سے صاحب استعداد لوگ جب فائدہ حاصل کریں گے تو اس کا ثواب اس کو بھی ہوگا اور اگر اس نے علم کی تبلیغ نہ کی تو علم آہستہ آہستہ ختم ہو جائے گا۔

(۲۱۶)وَعَنْ اَبِىْ اُمَامَةَ اِيَاسِ بْنِ ثَعْلَبَةَ الْحَارِثِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِىءٍ مُّسْلِمٍ بِيَمِيْنِهٖ، فَقَدْ اَوْجَبَ اللّٰهُ لَهُ النَّارَ، وَحَرَّمَ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ" فَقَالَ رَجُلٌ: وَاِنْ كَانَ شَيْئًا يَسِيْرًا يَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ فَقَالَ: "وَاِنْ قَضِيْبًا مِنْ اَرَاكٍ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ حضرت ابوامامہ ایاس بن ثعلبہ الحارثی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے کسی مسلمان کا حق جھوٹی قسم کھا کر لے لیا اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو اس کے لئے واجب کر دیا اور جنت کو اس پر حرام کر دیا۔ ایک شخص نے عرض کیا: یارسول اللہ! خواہ وہ چیز تھوڑی ہی ہو۔ فرمایا: اگرچہ پیلو کے درخت کی ٹہنی ہی کیوں نہ ہو۔ (مسلم)

شرح:

"مَنِ اقْتَطَعَ حَقَّ امْرِىءٍ مُّسْلِمٍ بِيَمِيْنِهٖ، (جس شخص نے کسی مسلمان کا حق جھوٹی قسم کھا کر لے لیا) مال کو جھوٹ قسم سے لینے کی کئی صورتیں بنتی ہیں مثلاً جھوٹی قسم سے مال کو فروخت کر کے مشتری سے زیادہ پیسے لینا، عدالت میں جھوٹی گواہی دے کر کسی جائیداد یا مال پر اپنا حق جتانا وغیرہ۔

(۲۱۷)وَعَنْ عَدِيِّ بْنِ عُمَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ مِنْكُمْ عَلٰى عَمَلٍ، فَكَتَمَنَا مِخْيَطًا فَمَا فَوْقَهٗ، كَانَ غُلُوْلًا يَّاْتِيْ بِهٖ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" فَقَامَ اِلَيْهِ رَجُلٌ اَسْوَدُ مِنَ الْاَنْصَارِ، كَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلَيْهِ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اقْبَلْ عَنِّيْ عَمَلَكَ، قَالَ: "وَمَا لَكَ؟" قَالَ: سَمِعْتُكَ تَقُوْلُ كَذَا وَكَذَا، قَالَ: "وَاَنَا اَقُوْلُهُ الْاٰنَ: مَنِ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلٰى عَمَلٍ فَلْيَجِيْءْ بِقَلِيْلِهٖ وَكَثِيْرِهٖ، فَمَا اُوْتِيَ مِنْهُ اَخَذَ، وَمَا نُهِيَ عَنْهُ انْتَهٰى" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ حضرت عدی بن عمیرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: تم میں

216: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:137

217: مسلم شریف، کتاب الامارۃ، رقم الحدیث:4628، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث:2943، مسند امام احمد، رقم الحدیث:17753، ابن حبان، رقم الحدیث:5078، ابن خزیمہ، رقم الحدیث:2338، مستدرک حاکم، رقم الحدیث:1472، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:256

سے جس شخص کو ہم کسی کام کا عامل بنائیں اور وہ ہم سے سوئی یا اس سے بڑی چیز چھپائے تو وہ خائن ہے۔اس کو قیامت کے دن یہ چیز پیش کرنا ہوگی۔ انصار میں سے ایک کالے رنگ کا آدمی آپ کی طرف اٹھا۔ راوی فرماتے ہیں گویا میں اسے دیکھ رہا ہوں' سو اس نے عرض کیا: یارسول اللہ! میرا استعفیٰ قبول فرمالیجئے۔آپ نے فرمایا: تجھے کیا ہوا؟ عرض کرنے لگا: میں نے آپ کو یہ یہ فرماتے سنا ہے۔آپ نے فرمایا: یہ تو میں اب بھی کہتا ہوں کہ ہم جس کسی کو کسی کام پر مقرر کریں تو وہ تھوڑا یا زیادہ مال سب کچھ حاضر کردے اور اس میں سے جو کچھ اسے دیا جائے وہ لے لے اور جس سے اس کو روکا جائے رک جائے۔(مسلم)

حل لغات:

فکتمناہ: ہم نے اسے چھپالیا، پوشیدہ کرلیا۔

مخیطاً، بمعنی سوئی۔

غلولاً: بمعنی طوق، ہتھکڑی۔

تعارف راوی:

عدی ابن عمیرہ: آپ کندی حضرمی ہیں، اولا کوفہ میں رہے پھر جزیرہ میں وہاں ہی آپ کی وفات ہوئی ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸، تحت حرف العین، صحابہ کرام،)

شرح:

عامل کا مال کو چوری کرنے اور خیانت پر ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں مزید اس حدیث میں فرمایا کہ اگر کسی کچھ اللہ کے مال لیا تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ہی اس کی پکڑ فرمائے گا اور بے شک اللہ کی پکڑ بہت سخت ہے،

حقوق العباد:

(۲۱۸)وَعَنْ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا كَانَ يَوْمُ خَيْبَرَ اَقْبَلَ نَفَرٌ مِّنْ اَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوْا: فُلَانٌ شَهِيْدٌ، وفُلَانٌ شَهِيْدٌ، حَتّٰى مَرُّوا عَلٰى رَجُلٍ، فَقَالُوْا: فُلَانٌ شَهِيْدٌ . فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَلَّا، اِنِّيْ رَاَيْتُهُ فِي النَّارِ فِيْ بُرْدَةٍ غَلَّهَا اَوْ عَبَاءَةٍ -" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جنگ خیبر کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت آگے بڑھی اور کہنے لگی۔فلاں شہید ہے۔فلاں شہید ہے۔حتیٰ کہ ایک شخص کے

218: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 114

پاس سے گزرے اور کہا: فلاں شہید ہے۔ تو نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: ہرگز نہیں، میں نے اس کو دوزخ میں دیکھا ہے۔ایک چادر یا فرمایا: عباء کی وجہ سے جو اس نے خیانت کے طور پر حاصل کی تھی۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: 1، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

ماقبل میں ایک حدیث گزری ہے جس میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ فلاں آدمی دوزخی ہے یہ حدیث اسی کی مثل ہے اس میں بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی خبر دی کہ میں اس کو دوزخ میں دیکھ رہا ہوں، معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر ہم جیسی نہیں بلکہ آپ تو زمین پر ہو کر جنت و دوزخ کا مشاہدہ فرماتے ہیں، اعلیٰ حضرت کیا خوب کہا کہ۔

سرِ عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر ملکوت وملک میں کوئی شئی نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

(۲۱۹)وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ الْحَارِث بْنِ رِبْعِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: اَنَّـهُ قَـامَ فِیْهِمْ، فَذَکَرَ لَهُمْ اَنَّ الْجِهَادَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَالْاِیْمَانَ بِاللّٰهِ اَفْضَلُ الْاَعْمَالِ، فَقَامَ رَجُلٌ، فَـقَـالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، تُکَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ؟ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "نَعَمْ، اِنْ قُتِلْتَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَاَنْتَ صَابِرٌ مُّحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَیْرُ مُدْبِرٍ" ثُـمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "کَیْفَ قُلْتَ؟" قَالَ: اَرَاَیْتَ اِنْ قُتِلْتُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، اَتُـکَفَّرُ عَنِّیْ خَطَایَایَ؟ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "نَعَمْ، وَاَنْتَ صَابِرٌ مُّحْتَسِبٌ، مُقْبِلٌ غَیْرُ مُدْبِرٍ، اِلَّا الدَّیْنَ ؛ فَاِنَّ جِبْرِیْلَ - عَلَیْهِ السَّلَامَ - قَالَ لِیْ ذٰلِکَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◄◄ حضرت ابوقتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان کھڑے ہوئے اور انہیں فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا تمام اعمال میں سے افضل ہے۔سو ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے بتائیں کہ اگر میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو کیا میرے گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ہاں! اگر تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید ہو جائے اور تو صبر کرنے والا، ثواب کا امیدوار، اور آگے بڑھنے والا ہو اور پیچھے ہٹنے والا نہ ہو۔ پھر رسولِ اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم نے کیا کہا تھا؟ اس نے عرض کی: مجھے بتایئے کہ اگر میں اللہ کی راہ میں شہید ہو جاؤں تو کیا میرے گناہ معاف ہو جائیں گے؟ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا: ہاں! اگر تو قتل

219: مسلم شریف، کتاب الامارۃ، رقم الحدیث:1885

ہو جائے اور آگے بڑھنے والا ہو اور پیچھے ہٹنے والا نہ ہو۔ ہاں قرض معاف نہیں ہو گا کیونکہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھ سے یہی کہا ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

مقبل: از، القبل، بمعنی چیز کے آگے کا حصہ۔

مدبر: از، الدبر، بمعنی چیز کا پچھلا حصہ۔

تعارف راوی:

ابوقتادہ: آپ کا نام حارث ابن ربعی ہے حضور انور کے پیادہ سپاہیوں میں سے ہیں، ۵۴ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی، بعض نے فرمایا کہ خلافت حیدری میں کوفہ میں فوت ہوئے، ستر سال عمر ہوئی، تمام غزاوت میں شریک ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸،)

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ شہادت سے اللہ تعالیٰ کے حقوق تو معاف ہو سکتے ہیں مگر حقوق العباد معاف نہیں ہوتے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے حقوق کو معاف کرے تو وہ غفار ہے کر سکتا ہے مگر حقوق العباد کو معاف اللہ تعالیٰ کرنے پر قادر تو ہے لیکن کرے گا نہیں اس لیے کہ یہ بات اللہ تعالیٰ کے عدل کے خلاف ہے۔ جس کا حق تلف کیا ہے اسی سے معاف کروانا ہو گا، اور یہی فرمان نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ قرض معاف نہیں ہو گا کیونکہ یہ اللہ کا حق نہیں بلکہ بندے کا حق ہے۔

(۲۲۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَتدرونَ مَنِ الْمُفْلِسُ؟" قَالُوْا: اَلْمُفْلسُ فِيْنَا مَنْ لَّا دِرْهَمَ لَهٗ وَلَا مَتَاع، فَقَالَ: "اِنَّ الْمُفْلسَ مِنْ اُمَّتِیْ مَنْ يَّاْتِیْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِصَلَاةٍ وَّصِيَامٍ وَزَكَاةٍ، وَّيَاْتِیْ وَقَدْ شَتَمَ هٰذَا، وقَذَفَ هٰذَا، وَاَكَلَ مَالَ هٰذَا، وَسَفَكَ دَمَ هٰذَا، وَضَرَبَ هٰذَا، فَيُعْطٰى هٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ، وهٰذَا مِنْ حَسَنَاتِهٖ، فَاِنْ فَنِيَتْ حَسَنَاتُهٗ قَبْلَ اَنْ يُّقْضٰى مَا عَلَيْهِ، اُخِذَ مِنْ خَطَايَاهُمْ فَطُرِحَتْ عَلَيْهِ، ثُمَّ طُرِحَ فِی النَّارِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ہم میں مفلس وہ ہے جس کے پاس نہ درہم ہو نہ سامان ہو۔ آپ نے فرمایا: بے شک میری امت میں مفلس وہ ہے جو قیامت کے دن، نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے گا اور وہ آئے گا تو اس نے کسی کو گالی دی ہو گی اور کسی پر تہمت لگائی ہو گی اور کسی کا مال کھایا ہو گا، کسی کا خون بہایا ہو گا

220: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث:6453، ترمذی شریف، رقم الحدیث:2418، مسند امام احمد، رقم الحدیث:8016، ابن حبان، رقم الحدیث:4411، بیہقی، رقم الحدیث:11284

اور کسی کو مارا ہوگا۔ پس اس کو بھی اس کی نیکیوں سے بدلہ دیا جائے گا' اور اس کو بھی اس کی نیکیوں سے بدلہ دیا جائے گا' اور جو کچھ اس کے ذمہ واجب ہوگا اس کے پورا ہونے سے پہلے اگر اس کی نیکیاں ختم ہوگئیں تو ان حقداروں کے گناہ لے کر اس کے اوپر ڈال دیئے جائیں گے اور پھر اس کو جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (مسلم)

حل لغات:

شتم: از، شتماً، بمعنی گالی دینا۔

قذف: از، قذفاً، بمعنی بہتان لگانا، تہمت لگانا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو حقوق العباد میں انتہائی احتیاط کی ترغیب دی کہ یہ نہ سمجھنا کہ ہم نے بہت زیادہ نیکیاں کرلیں ہیں ہم کو بخش دیا جائے گا نہیں بلکہ حقوق العباد کے بارے سخت سوال ہوگا کہ فلاں آدمی کا مال کیوں کھایا تھا؟، فلاں پر تہمت کیوں لگائی تھی؟ فلاں کو گالی کیوں دی تھی؟ فلاں کو قتل کیوں کیا تھا؟ فلاں پر ظلم کیوں کیا تھا؟ وغیرہ۔ تو اس کے بدلے میں اس کی نیکیاں جن پر اس کو فخر تھا اُس کو دی جائیں گی جس کا حق تلف ہوا اور اگر نیکیاں نہ ہوئیں تو حقدار کے گناہ اس پر ڈال دیے جائیں گے، اللہ تعالیٰ ہم کو ایسی شرمندگی سے اپنی پناہ میں رکھے۔ آمین۔

(۲۲۱) وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ، وَّاِنَّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ اِلَيَّ، وَلَعَلَّ بَعْضُكُمْ اَنْ يَّكُوْنَ اَلْحَنَ بِحُجَّتِهٖ مِنْ بَعْضٍ، فَاَقْضِيَ لَهٗ بِنَحْوِ مَا اَسْمَعُ، فَمَنْ قَضَيْتُ لَهٗ بِحَقِّ اَخِيْهِ فَاِنَّمَا اَقْطَعُ لَهٗ قِطْعَةً مِّنَ النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"اَلْحَنَ" اَيْ: اَعْلَمُ .

◄◄ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک میں بشر ہوں اور تم اپنے جھگڑے لے کر میرے پاس آتے ہو۔ ممکن ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے مدمقابل کی نسبت اپنے دلائل کے بیان پر زیادہ قدرت رکھتا ہو' اور میں جس طرح سنوں اسی طرح فیصلہ کروں۔ پس جس شخص کو میں اس کے بھائی کا حق دینے کا فیصلہ کروں تو وہ سن لے کہ میں اس کے لئے آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ رہا ہوں۔ (متفق علیہ)

221: بخاری شریف، کتاب الاحکام، رقم الحدیث:7169، مسلم شریف، کتاب الاقضیة، رقم الحدیث:1713

حل لغات:

الحن: کا معنیٰ ہے: زیادہ باخبر۔

تعارف راوی:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر:۸۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی بنا پر کچھ لوگ یہ کہہ سکتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی ہماری طرح بشر ہیں، تو میں ان کو یہ کہتا ہوں کہ کوئی ایک چیز دکھا دو جس میں تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مثل ہو نہ ظاہراً تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے اور باطن کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، تمہارے دو کان اور نبی اکرم و کے بھی دو کان تھے لیکن یہ مثلیت تو نہیں تمہارے کان ایک حد تک سنتے ہیں لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کان مبارک تو زمین پر ہو کر لوح محفوظ پر قلم کے چلنے کی آواز بھی سن لیتے ہیں، جنت میں ہو کر حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمین پر چلنے سے جو جوتوں کی آواز پیدا ہوتی ہے اس کو بھی سن لیتے ہیں علی ہذا القیاس نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دوسرے اعضاء بھی ہماری مثل نہیں ہرگز نہیں۔

(۲۲۲) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَنْ يَّزَالَ الْمُؤْمِنُ فِيْ فُسْحَةٍ مِنْ دِيْنِهٖ مَا لَمْ يُصِبْ دَمًا حَرَامًا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن اپنے دین کے معاملہ میں فراخی میں رہتا ہے جب تک وہ ناحق خون نہ بہائے۔ (بخاری)

(۲۲۳) وَعَنْ خَوْلَةَ بِنْتِ عَامِرٍ الْاَنْصَارِيَّةِ، وَهِيَ امْرَاَةُ حَمْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّ رِجَالًا يَّتَخَوَّضُوْنَ فِيْ مَالِ اللّٰهِ بِغَيْرِ حَقٍّ، فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

◀◀ حضرت خولہ بنت عامر انصاریہ رضی اللہ عنہا زوجہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: بے شک کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کے مال میں ناحق تصرف کرتے ہیں سو قیامت کے دن ان کے لیے جہنم ہے۔ (بخاری)

شرح:

اللہ کے مال میں ناحق تصرف سے کئی معانی مراد ہو سکتے ہیں، مثلاً کسی کی زکوٰۃ کا مال کھا جانا، کسی صدقہ، فطرانہ، وغیرہ کا کھا جانا، کسی وقف شدہ زمین پر قبضہ کر کے اپنی ملکیت بنا لینا وغیرہ۔

222: بخاری شریف، کتاب الدیات، رقم الحدیث:6852 223: بخاری شریف، فرض الخمس، 3118

۲۷-بَابُ تَعْظِیْمِ حُرُمَاتِ الْمُسْلِمِیْنَ وَبَیَانِ حُقُوْقِهِمْ وَالشَّفْقَةِ عَلَیْهِمْ وَرَحْمَتِهِمْ

مسلمانوں کی حرمتوں کی تعظیم ان کے حقوق ان پر شفقت اور رحم کرنے کے متعلق بیان

شفقت کی تعریف:

لوگوں سے ناپسندیدہ چیز کو دور کرنے کے لیے ہمت صرف کرنے کو شفقت کہتے ہیں۔

(کتاب التعریفات، للشریف جرجانی، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

رحمت کی تعریف:

خیر (بھلائی) کو پہنچانا، یا پہنچانے کا ارادہ کرنا۔ (کتاب التعریفات، للشریف جرجانی، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمَاتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَیْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ﴾ (الحج:30)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے۔

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَی الْقُلُوْبِ ۝ ﴾ (الحج:32)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو اللہ کی نشانیوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۝

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ ۝ ﴾ (الحجر:88)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور مسلمانوں کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لو۝

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ مَنْ قَتَلَ نَفْسًا بِغَیْرِ نَفْسٍ اَوْ فَسَادٍ فِی الْاَرْضِ فَكَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیْعًا وَّمَنْ اَحْیَاهَا فَكَاَنَّمَا اَحْیَا النَّاسَ جَمِیْعًا ۝ ﴾ (المائدة: 32)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جس نے کوئی جان قتل کی بغیر جان کے بدلے یا زمین میں فساد کئے تو گویا اس نے

سب لوگوں کو قتل کیا۔

تشریح:

امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو جب باغی گھیر لیتے ہیں، تو سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ان کے پاس جاتے ہیں اور کہتے ہیں میں "آپ رضی اللہ عنہ کی طرف داری میں آپ رضی اللہ عنہ کے مخالفین سے لڑنے کیلئے آیا ہوں، آپ رضی اللہ عنہ ملاحظہ فرمایئے کہ اب پانی سر سے اونچا ہو گیا ہے"۔ یہ سن کر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا، "کیا تم اس بات پر آمادہ ہو کہ سب لوگوں کو قتل کر دو، جن میں ایک میں بھی ہوں"۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا "نہیں نہیں"۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا "سنو ایک کو قتل کرنا ایسا برا ہے جیسے سب کو قتل کرنا۔ جاؤ واپس لوٹ جاؤ، میری یہی خواہش ہے اللہ تمہیں اجر دے اور گناہ نہ دے"، یہ سن کر آپ رضی اللہ عنہ واپس چلے گئے اور نہ لڑے۔

مطلب یہ ہے کہ قتل کا اجر دنیا کی بربادی کا باعث ہے اور اس کی روک لوگوں کی زندگی کا سبب ہے۔ سعید بن جبیر رحمۃ اللہ فرماتے ہیں "ایک مسلمان کا خون حلال کرنے والا تمام لوگوں کا قاتل ہے اور ایک مسلم کے خون کو بچانے والا تمام لوگوں کے خون کو گویا بچا رہا ہے"۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اور عادل مسلم بادشاہ کو قتل کرنے والے پر ساری دنیا کے انسانوں کے قتل کا گناہ ہے اور نبی اور امام عادل کے بازو کو مضبوط کرنا دنیا کو زندگی دینے کے مترادف ہے"۔ (تفسیر ابن جریر طبری)

ایک اور روایت میں ہے کہ "ایک کو بے وجہ مار ڈالتے ہی جہنمی ہو جاتا ہے گویا سب کو مار ڈالا"۔ مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں "مومن کو بے وجہ شرعی مار ڈالنے والا جہنمی دشمن رب، ملعون اور مستحق سزا ہو جاتا ہے، پھر اگر وہ سب لوگوں کو بھی مار ڈالتا تو اس سے زیادہ عذاب اسے اور کیا ہوتا؟ جو قتل سے رک جائے گویا کہ اس کی طرف سے سب کی زندگی محفوظ ہے"۔ (تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

(۲۲۴) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسٰی رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِ كَالْبُنْيَانِ يَشُدُّ بَعْضُهُ بَعْضًا" وشَبَّكَ بَيْنَ اَصَابِعِهِ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◂◂ حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک مومن دوسرے مومن کے لئے اسی طرح ہے جیسے دیوار، کہ اس کے اجزا ایک دوسرے کو مضبوط بناتے ہیں۔ اور (یہ فرما کر) آپ ﷺ نے اپنی انگلیوں کو باہم پیوست کیا۔ (متفق علیہ)

(۲۲۵) وَعَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ مَرَّ فِيْ شَيْءٍ مِّنْ مَّسَاجِدِنَا، اَوْ

224: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 6026، مسلم شریف، کتاب البر والصلہ، رقم الحدیث: 2585

اَسْوَاقِنَا، وَمَعَهُ نَبْلٌ فَلْيُمْسِكْ، اَوْ لِيَقْبِضْ عَلٰى نِصَالِهَا بِكَفِّهٖ ؛ اَنْ يُّصِيْبَ اَحَدًا مِّنَ الْمُسْلِمِيْنَ مِنْهَا بِشَيْءٍ"

مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◄◄ حضرت ابوموسیٰ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جوشخص ہماری مسجدوں یا بازاروں سے گزرے اوراس کے ہاتھ میں تیر کا پھل وغیرہ ہوتو وہ اس کو قابو رکھے یا اسے اپنی ہتھیلی میں پکڑے رکھے، ایسا نہ ہو کہ اس سے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

نبل: بمعنی تیر،

نصالها: تیر کا پھل، نیزہ، چھری کا پھل، تلوار۔

تعارف راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۹، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

قارئین کرام ذرا غور طلب ہے کہ شریعت میں تو یہ بھی جائز نہیں کہ کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو ہلکا سا تیر لگائے جس سے خون نکل آئے بلکہ شریعت نے تو مسلمان کی طرف ہتھیار سونتے کو بھی منع فرمایا، تو یہ بات شریعت میں کیسے روا ہو سکتی ہے کہ ایک مسلمان دوسرے کا قتل کرے اور جو لوگ خودکش حملوں میں مسلمانوں کی جانوں سے کھیلتے ہیں اور پھر بھی اپنے آپ کو مسلمان ہی کہتے ہیں تو اگر وہ مسلمان ہیں تو اپنے نبی کے دین پر عمل کریں اور اگر عمل نہیں کرتے تو ہم کہتے ہیں کہ ان دہشت گردوں کا نہ کوئی دین ہے نہ یہ مسلمان ہیں بلکہ یہ تو اسلام کے نام پر ایک سیاہ داغ ہیں ہم سب کو مل کر اسلام کی عزت اور انسانیت کے بقا کی خاطر ان کا مقابلہ کرنا ہوگا جس سے جو کچھ ہو سکے وہ کرے کوئی تقریروں سے دہشت گردوں کی نقاب کشائی کرسکتا ہے تو اس کو تقریروں سے یہ کام کرنا چاہیے کوئی میڈیا کے ذریعہ کرسکتا ہے تو اس کو بھی یہ کام کرنا چاہیے الغرض جو کوئی بھی ان دہشت گردوں خلاف اسلام اور پاکستان کی بقا کی خاطر کرسکتا ہے وہ اپنا فرض ادا کرے۔

(۲۲۶) وَعَنِ النُّعْمَانِ بْنِ بَشِيْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَثَلُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْ تَوَادِّهِمْ وَتَرَاحُمِهِمْ وَتَعَاطُفِهِمْ، مَثَلُ الْجَسَدِ اِذَا اشْتَكٰى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعٰى لَهٗ سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمّٰى" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

225: بخاری شریف، کتاب الصلاۃ، رقم الحدیث:452

226: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث:6011

◀◀ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: باہمی محبت، رحمت اور لطف و کرم میں مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے کہ جب اس کے کسی ایک حصہ کو تکلیف پہنچتی ہے تو سارا جسم بے خوابی اور بخار کی شکایت کرنے لگتا ہے۔ (متفق علیہ)

شرح:

آج اگر مسلمان اس حدیث پر عمل کرلیں تو دنیا میں مسلمانوں کی اپنی ایک مظبوط طاقت ہو اور کسی کو اہل اسلام کی طرف آنکھ اُٹھا کر دیکھنے کی ہمت نہ ہو، فلسطین و برمہ اور دیگر ممالک میں مسلمانوں سے کے ساتھ کیا کیا ظلم نہ ہوا اگر مسلم ممالک اس ظالمانہ تشدد پر احتجاج کرتے تو اُن بے چارہ مسلمانوں پر ظلم نہ ہوتا؟ ابھی بھی وقت ہاتھ میں ہے کاش تمام مسلمان ایک ہو کر اسلام کا دفاع کرئے اور اسلام کو پھر سے دنیا پر غالب کرئے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں سے محبت:

(۲۲۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَبَّلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْحَسَنَ بْنَ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، وَعِنْدَهُ الْاَقْرَعُ بْنُ حَابِسٍ، فَقَالَ الْاَقْرَعُ: اِنَّ لِیْ عَشَرَةً مِّنَ الْوَلَدِ مَا قَبَّلْتُ مِنْهُمْ اَحَدًا ۔ فَنَظَرَ اِلَیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "مَنْ لَّا یَرْحَمُ لَا یُرْحَمُ!" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما کو بوسہ دیا اور آپ کے پاس اقرع بن حابس بیٹھے۔ اقرع نے عرض کی: میرے دس بیٹے ہیں لیکن میں نے ان میں سے کسی کو بوسہ نہیں دیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف دیکھا اور فرمایا: جو رحم نہیں کرتا اس پر رحم نہیں کیا جاتا۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بچوں سے محبت ہے اس پر مزید چند احادیث پیش کرتا ہوں۔

(1) حضرت اُمِ قیس بنتِ محصن رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شیر خوار بچے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں لے کر آئیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے کو گود میں بیٹھا لیا، اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا

227: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 5997

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر پانی بہا دیا اور کچھ نہ کہا۔

(3) ،،عَنْ أَنَسِ بنِ مَالِكٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُ: أَنَّهُ مَرَّ عَلٰى صِبيَانٍ فَسَلَّمَ عَلَيهِم وَقَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ يَفعَلُهُ،، (بخاری شریف، کتاب الاستیذان، باب التسلیم علی الصبیان)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بچوں پر گزر ہوا تو آپ نے ان کو سلام کیا اور فرمایا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر بچوں پر ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی بچوں کو سلام کرتے تھے۔

(4) حضرت عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر سے تشریف لاتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اہلِ بیت کے بچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائے جاتے، ایک دفعہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سفر سے واپس تشریف لائے تو سب سے پہلے میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش حاضر ہوا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے آگے سوار کرلیا، پھر حضرت فاطمہ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دو صاحبزادوں میں سے کوئی ایک سامنے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے پیچھے سوار کرلیا اسی طرح تینوں ایک سواری پر مدینہ شریف میں داخل ہوئے۔ حوالہ: (مشکوٰۃ شریف بحوالہ مسلم شریف، باب آداب السفر)

(5) ،،عَنِ ابنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهُمَا قَالَ: لَمَّا قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مَكَّةَ استَقبَلَهُ أُغَيلِمَةُ بَنِي عَبدِ المُطَّلِبِ فَحَمَلَ وَاحِدًا بَينَ يَدَيهِ وَالآخَرَ خَلفَهُ،،

(بخاری شریف، کتاب اللباس، باب الثالثۃ علی الدابۃ، حدیث نمبر: ۵۹۶۵)

حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے دن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بنی عبد المطلب کے دو صاحبزادے آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک کو اپنے آگے اور دوسرے کو پیچھے بٹھالیا۔

(6) ،،عَنْ أَبِي هُرَيرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُؤتَى بِأَوَّلِ الثَّمَرِ فَيَقُولُ: اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِي مَدِينَتِنَا وَفِي ثِمَارِنَا وَفِي مُدِّنَا وَفِي صَاعِنَا بَرَكَةً مَعَ بَرَكَةٍ ثُمَّ يُعطِيهِ أَصغَرَ مَن يَحضُرُهُ مِنَ الوِلدَانِ،،

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب کبھی کوئی پہلا پھل پکتا تو لوگ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں پیش کرتے۔ آپ اس پر یہ دعا پڑھتے: ،،اے اللہ ہمارے مدینہ میں اور ہمارے پھل میں اور ہمارے مد میں اور ہمارے صاع میں برکت عطاء فرما،، اس دعا کے بعد جو بچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود ہوتے ان میں سے سب سے چھوٹے کو پھل عنایت فرماتے (پھر اُس سے بڑے کو پھر اُس سے بڑے کو یوں ہی پھل ختم ہو جاتا) (صحیح مسلم شریف، کتاب الفضائل، باب فضل المدینہ، حدیث نمبر ۱۳۷۳)

(7)،، وَيُدَاعِبُ صِبيَانَهُم وَيُجلِسُهُم فِي حِجرِهِ،،

حضور صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام صلی اللہ علیہ وسلم کے بچوں کو اپنی مقدس گود میں بٹھا لیتے اور ان سے خوش طبعی فرماتے۔

حوالہ: (الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ، فصل اما حسن عشرتہ، ص۸۲، مکتبہ روضۃ القرآن پشاور،

☆ مدارج النبوۃ، قسم اول، باب دوم، در بیان اخلاق وصفا، ج۱، ص۴۱، نوریہ رضویہ لاہور)

(8)،، عَن عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا قَالَت: جَاءَ أَعرَابِيٌّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: تُقَبِّلُونَ الصِّبيَانَ فَمَا نُقَبِّلُهُم فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ: أَوَأَملِكُ لَكَ أَن نَزَعَ اللّٰهُ مِن قَلبِكَ الرَّحمَةَ،، (بخاری شریف، کتاب الادب، باب رحمۃ الولد وتقبیلہ)

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں، ایک دیہاتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آ کر کہنے لگا کہ تم بچوں کو چومتے ہو، ہم نہیں چومتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب اللہ تعالیٰ تمہارے دل سے رحمت نکال لے تو میں کیا کر سکتا ہوں،،۔

(۲۲۸) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنهَا، قَالَتْ: قَدِمَ نَاسٌ مِّنَ الْاَعْرَابِ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوْا: اَتُقَبِّلُوْنَ صِبْيَانَكُمْ؟ فَقَالَ: "نَعَمْ" قَالُوْا: لٰكِنَّا وَاللّٰهِ مَا نُقَبِّلُ! فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَوَ اَمْلِكُ اِنْ كَانَ اللّٰهُ نَزَعَ مِنْ قُلُوْبِكُم الرَّحْمَةَ!" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' فرماتی ہیں کہ بدوؤں کی ایک جماعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اس نے عرض کی: کیا تم اپنے بچوں کو چومتے ہو؟ آپ نے فرمایا: ہاں! وہ کہنے لگے! اللہ کی قسم! ہم تو انہیں نہیں چومتے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا یہ ذمہ داری میری ہے؟ اگر اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں سے رحمت نکال لی ہے تو۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

نزع: از، نزعاً، بمعنی کھینچنا، اکھیڑنا۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر:۲، میں گزر چکا ہے۔

اللہ کا رحم کس پہ ہوتا ہے:

(۲۲۹) وَعَنْ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

228: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث:5998

"مَنْ لَّا يَرْحَمِ النَّاسَ لَا يَرْحَمْهُ اللّٰهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀◀ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص لوگوں پر رحم نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتا۔ (متفق علیہ)

شرح:

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ سے رحم طلب کرنے سے پہلے ہم کو اپنے گریبان میں جھانکنا چاہیے کہا ہم کسی پر رحم کرتے ہیں اگر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی ہم پر رحم کرے گا اور اگر نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ کے مخلوق پر ظلم کر کے ہم کس منہ سے اللہ تعالیٰ سے رحم کی اپیل کرتے ہیں؟؟

امام کا مقتدیوں پر رحم کرنا:

(۲۳۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِلنَّاسِ فَلْيُخَفِّفْ، فَاِنَّ فِيْهِمُ الضَّعِيْفَ وَالسَّقِيْمَ وَالْكَبِيْرَ، وَاِذَا صَلّٰى اَحَدُكُمْ لِنَفْسِهٖ فَلْيُطَوِّلْ مَا شَاءَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِیْ رِوَايَةٍ: "وَذَا الْحَاجَةِ" .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی شخص لوگوں کو با جماعت نماز پڑھائے تو اسے چاہیے کہ مختصر کرے کیونکہ ممکن ہے کہ ان میں سے کچھ کمزور ہوں، بیمار ہوں یا بوڑھے ہوں اور جب اکیلے نماز پڑھے تو جتنا چاہے اسے طویل کرے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: ان میں حاجت مند بھی ہوں۔

حل لغات:

فليخفف: تو چاہیے کہ ہلکا کرے، مختصر کرے۔

الضعيف: کمزور، بوڑھا، ناتواں۔

السقيم: بیمار، مرض والا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

229: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث:6013

230: بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث:703

شرح:

اس حدیث میں فرمایا کہ جب کوئی شخص لوگوں کو نماز پڑھائے تو تخفیف کرے یعنی نماز جلدی پڑھائے کیونکہ اس جماعت میں بوڑھے بھی ہیں اور بیمار بھی مگر اتنی جلدی بھی نہیں ہونی چاہیے کہ نماز کے ارکان صحیح ادا ہی نہ ہوں، یہ جماعت کا مسئلہ ہے ہاں اگر اکیلے نماز پڑھو تو جتنا چاہے قیام، قرأت، رکوع، سجدہ کو لمبا کر سکتے ہو۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر شفقت:

(۲۳۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيَدَعُ الْعَمَلَ، وَهُوَ يُحِبُّ اَنْ يَّعْمَلَ بِهٖ؛ خَشْيَةَ اَنْ يَّعمَلَ بِهِ النَّاسُ فَيُفْرَضَ عَلَيْهِمْ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض اعمال ترک فرما دیتے تھے۔ حالانکہ آپ کی خواہش ہوتی کہ آپ اس پر عمل کریں اس خوف سے کہ اگر آپ نے وہ عمل کیا تو وہ لوگوں پر فرض ہو جائے گا۔ (متفق علیہ)

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ اختیار بھی دیا ہے کہ کسی چیز کو امت پر فرض کر دیں لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض اعمال امت پر لازم فرمائے جن کو ادا کرنا لازم ہے اور بعض کو امت پر فرض ہو جانے کے خوف سے ترک کر دیا جیسا کہ نماز تراویح کے بارے میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تین رات تک نماز تراویح پرھائی چوتھی رات کو صحابہ کرام انتظار میں تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے نماز تراویح سے منع نہیں کیا مگر اس خوف نے کہ کہیں تم پر فرض نہ ہو جائے پھر تم اس سے عاجز آ جاؤ (دلیل الفالحین تحت حدیث مذکورہ) ، یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر شفقت و رحمت ہے۔

(۲۳۲) وَعَنْهَا رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: نَهَاهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ رَحْمَةً لَّهُمْ، فَقَالُوْا: اِنَّكَ تُوَاصِلُ؟ قَالَ: "اِنِّيْ لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ، اِنِّيْ اَبِيْتُ يُطْعِمُنِيْ رَبِّيْ وَيَسْقِيْنِيْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

مَعْنَاهُ: يَجْعَلُ فِيَّ قُوَّةَ مَنْ اَكَلَ وَشَرِبَ ۔

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے ہی مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر رحمت کرتے ہوئے ان کو صوم وصال (یعنی بغیر افطار کیے دو روزے رکھنے) سے منع فرمایا: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض

231: بخاری شریف، کتاب التہجد، رقم الحدیث: 1128

232: بخاری شریف، کتاب الصوم، رقم الحدیث: 1964

کی: حضور آپ بھی تو صوم وصال روزہ رکھتے ہیں۔ فرمایا: میں تمہاری طرح نہیں ہوں میں (اس حال میں) رات گزارتا ہوں کہ میرا رب مجھے کھلاتا ہے اور پلاتا ہے۔ (متفق علیہ)

اس کا مطلب ہے: اللہ تعالیٰ مجھ میں اس آدمی جتنی قوت پیدا فرما دیتا ہے جس نے کھایا اور پیا ہو۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر:۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے پینے کی ضرورت نہیں آپ بغیر کھائے پیئے بھی رہ سکتے ہیں، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کسی چیز میں بھی ہماری مثل نہیں جیسا کہ خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو مصیبت اور دشواری میں نہیں چھوڑتے، بلکہ اس کے دکھ کا مداویٰ فرماتے ہیں۔

(۲۳۳) وَعَنْ اَبِیْ قَتَادَةَ الْحَارِثِ بْنِ رِبْعِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: ''اِنِّیْ لَا قُوْمُ اِلَی الصَّلٰوةِ، وَاُرِیْدُ اَنْ اُطَوِّلَ فِیْهَا، فَاَسْمَعُ بُكَاءَ الصَّبِیِّ فَاَتَجَوَّزُ فِیْ صَلَاتِیْ كَرَاهِیَةَ اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمِّهٖ'' رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

◄◄ حضرت ابوقتادہ حارث بن ربعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں نماز میں کھڑا ہوتا ہوں اور ارادہ کرتا ہوں کہ نماز طویل کروں۔ پھر کسی بچے کے رونے کی آواز سنتا ہوں تو نماز کو مختصر کر دیتا ہوں۔ اس بات کو ناپسند کرتے ہوئے کہ کہیں میں بچے کی ماں کو تکلیف میں مبتلا نہ کروں۔ (بخاری)

تعارف راوی:

حضرت حارث بن ربعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۲۱۹، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یعنی جن میں نماز کو طویل کروں گا تو بچہ روتا رہے گا اور اس کی ماں کو تکلیف ہوتی رہے گی اس لیے میں یہ گوارہ نہیں کرتا کہ کسی ماں کو اس کے بچے کی وجہ سے تکلیف دوں، یہ ہیں نبی اکرم کی پیاری سنت کہ آپ نماز جیسے عظیم فرض کے ساتھ بھی کسی ماں کو اس کے بچے کے سبب تکلیف نہیں دیتے اور نہ اس کی اجازت دیتے ہیں، تو ان دہشت گردوں سے کوئی یہ پوچھے کہ ماؤں کے بچوں کو شہید کر کے تم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا اسلام کی کسی سنت پر عمل کر رہے ہو؟؟ میرے نبی صلی اللہ علیہ

233: بخاری شریف، کتاب الاذان، رقم الحدیث: 707

وسلم تو ایک جانور کے بچے کو بھی اس کی ماں سے دور رکھنا اچھا نہیں سمجھتے تم نے تو اشرف المخلوقات انسان پر ظلم کا بازار گرم کر رکھا ہے اگر مسلمان ہو تو کچھ تو اسلام پر عمل کرو، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ کو اپناؤ، اور اگر نہیں تو اپنے آپ کو مسلمان کہلوانا بھی چھوڑ دو۔

(۲۳۴) وَعَنْ جُنْدُبِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ صَلّٰى صَلَاةَ الصُّبْحِ فَهُوَ فِيْ ذِمَّةِ اللهِ فَلَا يَطْلُبَنَّكُمُ اللهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ، فَإِنَّهُ مَنْ يَّطْلُبْهُ مِنْ ذِمَّتِهٖ بِشَيْءٍ يُدْرِكْهُ، ثُمَّ يَكُبُّهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

◄◄ حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے صبح کی نماز ادا کی وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہرگز اپنے ذمہ کی وجہ سے تمہارا مؤاخذہ نہ فرمائے گا۔ کیونکہ جس کا وہ اپنے ذمہ کی وجہ سے مواخذہ کرتا ہے اس کو پکڑ لیتا ہے اور پھر اس کو منہ کے بل جہنم میں پھینک دیتا ہے۔ (مسلم)

(۲۳۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يُسْلِمُهُ۔ مَنْ كَانَ فِيْ حَاجَةِ اَخِيْهِ، كَانَ اللّٰهُ فِيْ حَاجَتِهٖ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُّسْلِمٍ كُرْبَةً، فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا كُرْبَةً مِنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

◄◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان، مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس کو بے یارومددگار چھوڑتا ہے سو جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرتا ہے اور جو کسی مسلمان کی کوئی تکلیف دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے مصائب میں سے ایک مصیبت سے نجات عطا فرماتا ہے اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

فرج: از، فرجاً، بمعنی کھولنا، دور کرنا، زائل کرنا۔

ستر: ڈھکنا، چھپانا، پردہ کرنا۔

234: مسلم شریف، کتاب المساجد، رقم الحدیث: 657

235: بخاری شریف، کتاب المظالم، رقم الحدیث: 2442

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف حدیث نمبر:۱۳، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

جو کسی مسلمان کے عیب کو چھپائے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے عیب پر پردہ ڈالے گا یعنی اس کے عیب کو میدان محشر میں بھی ظاہر نہیں فرمائے گا، اور اس پر اس کا محاسبہ بھی نہیں فرمائے گا اور نہ ہی نامۂ اعمال کی پیشگی کے وقت ان کا ذکر ظاہر ہوگا، ہاں راویان حدیث، گواہوں کی تحقیق، اور اہل علم کے حالات کا اظہار کرنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ لازم ہے، کیونکہ اس صورت میں دین وعلم اور لوگوں کے حقوق کی حفاظت مقصد ہوتی ہے جو انتہائی ضروری ہے۔ اور بعض علماء نے یہ بھی کہا کہ جو عادی ہو اس کے عیب پر پردہ نہیں ڈالنا چاہیے اس لیے کہ اس میں اس کی اصلاح ہوگی۔

(۲۳۶) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ، لَا يَخُوْنُهُ، وَلَا يَكْذِبُهُ، وَلَا يَخْذُلُهُ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ عِرْضُهُ وَمَالُهُ وَدَمُهُ، التَّقْوٰى هاهُنَا، بِحَسْبِ امْرِیءٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" ۔

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ نہ اس سے بددیانتی کرتا ہے اور نہ اس سے جھوٹ بولتا ہے اور نہ اس سے ہاتھ کھینچتا ہے۔ ہر مسلمان کی عزت، مال اور خون دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ تقویٰ اس جگہ ہے۔ ایک آدمی کے لئے اسی قدر برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

شرح: اس حدیث کی شرح باب التقویٰ میں گزر چکی ہے، ابوالاحمد غفرلہ،،

حسد وبغض حرام ہیں:

(۲۳۷) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَحَاسَدُوْا، وَلَا تَنَاجَشُوْا، وَلَا تَبَاغَضُوْا، وَلَا تَدَابَرُوْا، وَلَا يَبِعْ بَعْضُكُمْ عَلٰى بَيْعِ بَعْضٍ، وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا، اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ: لَا يَظْلِمُهُ، وَلَا يَحْقِرُهُ، وَلَا يَخْذُلُهُ، التَّقْوٰى هاهُنَا ويشير اِلٰى صَدْرِهٖ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ - بِحَسْبِ امْرِیءٍ مِّنَ الشَّرِّ اَنْ يَّحْقِرَ اَخَاهُ الْمُسْلِمَ، كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهٗ وَمَالُهٗ وَعِرْضُهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

236: ترمذی شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 1927

237: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 2564

"اَلنَّجْشُ": اَنْ یَّزِیْدَ فِیْ ثَمَنِ سِلْعَةٍ یُّنَادٰی عَلَیْهَا فِی السُّوْقِ وَنَحْوِهٖ، وَلَا رَغْبَةَ لَهٗ فِیْ شِرَائِهَا بَلْ یَقْصِدُ اَنْ یَّغُرَّ غَیْرَهٗ، وهٰذَا حَرَامٌ .

وَ"التَّدَابُرُ": اَنْ یُّعْرِضَ عَنِ الْاِنْسَانِ وَیَهْجُرَهٗ وَیَجْعَلَهٗ کَالشَّیْءِ الَّذِیْ وَرَاءَ الظَّهْرِ وَالدُّبُرِ ۔

◂◂ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، (محض قیمت بڑھانے کے لئے) کسی کی بولی پر بولی نہ دو، ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو ایک دوسرے سے روگردانی نہ کرو اور نہ تم میں سے کوئی دوسرے کے سودے پر سودا کرے اور اے اللہ تعالیٰ کے بندو! آپس میں بھائی بھائی بن جاؤ۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے حقیر سمجھتا ہے، اور نہ اس کی مدد کرنا ترک کرتا ہے۔ تقویٰ اس جگہ ہے۔ یہ فرما کر آپ نے تین مرتبہ اپنے سینہ اقدس کی طرف اشارہ کیا۔ ایک شخص کے لئے اسی قدر برائی کافی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے۔ مسلمان کی ہر چیز خون، مال اور عزت دوسرے مسلمان پر حرام ہے۔ (مسلم)

حل لغات:

النجش: اس کا مطلب ہے: بازار وغیرہ میں جس سامان پر بولی دی جارہی ہو اس کی قیمت میں کوئی شخص اضافہ کردے۔ حالانکہ اس کی خرید و فروخت سے اسے کوئی دلچسپی نہ ہو وہ صرف دوسرے کو دھوکہ دینے کا ارادہ کرے اور یہ حرام ہے۔

التدابر: کسی انسان سے روگردانی کرنا اور اسے پس پشت ڈال دینا یوں کہ جیسے کوئی پیٹھ کے پیچھے ہے۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

فرمایا آپس میں حسد نہ کرو حسد کہتے ہیں کسی نعمت کو دیکھ کر اس کے ختم ہونے کی تمنا کرنا اور یہ حرام ہے قرآن مجید میں حسد سے اللہ کی پناہ مانگی گئی ہے جیسا کہ سورہ فلق میں "ومن شر حاسد اذا حسد" کہ حاسد کے حسد کے شر سے جب وہ حسد کرے میں پناہ مانگتا ہوں، لیکن یہ دعا کرنا کہ اے اللہ جس طرح کی نعمت تو نے فلاں کو دی ہے ایسی نعمت مجھے بھی عطا فرما تو یہ حسد نہیں اس کو رشک کہتے ہیں اور یہ جائز ہے، ان میں فرق یہ ہے کہ حسف میں نعمت کے ختم ہونے کا ذکر ہوتا ہے اور رشک میں نعمت کے باقی رہنے کا ذکر ہوتا ہے۔ یعنی فلاں کے پاس جو نعمت ہے وہ اس کے پاس بھی باقی رہے لیکن اللہ تعالیٰ مجھے بھی ایسی نعمت سے نوازے یہ رشک ہے جب کہ حسد نہیں کہا جاتا ہے کہ فلاں سے فلاں نعمت ہی ختم ہو جائے۔

وَلاَ تَنَاجَشُوْا، محض قیمت بڑھانے کے لئے) کسی کی بولی پر بولی نہ دو، مطلب یہ کہ بائع ایک آدمی رکھ لے تا کہ میری چیز کی قیمت لوگوں کے سامنے زیادہ بولے تا کہ میں اس چیز کو زیادہ دام کیں فروخت کرو، حالانکہ جو قیمت زیادہ لگا رہا ہے اس نے تو وہ چیز لینی ہی نہیں ہوتی یہ بھی دھوکہ ہے۔

وَلاَ تَبَاغَضُوْا ،ایک دوسرے سے کینہ نہ رکھو، یہ بھی ایک بہت خبیث بیماری ہے جس میں اکثر لوگ گرفتار ہیں یہ اور ان جیسی دیگر بیماریاں مثلاً حسد، عداوت، اعراض، بے رخی وغیرہ سب اسلام میں جائز نہیں۔

(۲۳۸)وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لاَ یُؤْمِنُ اَحَدُکُمْ حَتّٰی یُحِبَّ لاَخِیْہِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِہِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اپنے بھائی کے لئے بھی وہی پسند نہ کرے جو اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ (متفق علیہ)

☆اس حدیث کی شرح گزر چکی ہے۔

ظالم کی مدد سے کیا مراد ہے:

(۲۳۹)وَعَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "اُنْصُرْ اَخَاکَ ظَالِمًا اَوْ مَظْلُوْمًا" فَقَالَ رَجُلٌ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَنْصُرُہٗ اِذَا کَانَ مَظْلُوْمًا، اَرَاَیْتَ اِنْ کَانَ ظَالِمًا کَیْفَ اَنْصُرُہٗ؟ قَالَ: "تَحْجُزُہٗ اَوْ تَمْنَعُہٗ مِنَ الظُّلْمِ فَاِنَّ ذٰلِکَ نَصْرُہٗ" رَوَاہُ الْبُخَارِیُّ ۔

◄◄ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اپنے بھائی کی مدد کرو خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر وہ مظلوم ہو تب تو میں اس کی مدد کروں لیکن مجھے یہ بتایئے کہ جب وہ ظالم ہو تو میں اس کی مدد کیسے کروں؟ آپ نے فرمایا: اسے ظلم سے باز رکھو یا فرمایا: روکو، کیونکہ یہ بھی اس کی مدد ہے۔ (بخاری)

حل لغات:

"تَحْجُزُہٗ :از، حجزاً، بمعنی منع کرنا، روکنا۔

تَمْنَعُہٗ: بمعنی اس کو منع کر، روک، باز رکھ۔

تعارف راوی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۵، میں گزر چکا ہے۔

238: بخاری شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:13

239: بخاری شریف، کتاب الاکراہ، رقم الحدیث:6959

شرح:

یعنی عام آدمی صرف مظلوم کے ساتھ ہی ہمدردی نہ کرتا رہے بلکہ ظالم کو بھی ظلم سے روکے ورنہ ظالم ظلم کرتا رہے گا اور مظلوم برداشت کرتا رہے گا جس کی وجہ سے مظلوم پر ظلم کا بازار گرم رہے گا اور ظالم کے لیے عذاب میں کثرت ہوتی جائے گی تو ظالم کی مدد یہ ہے کہ اس کو ظلم سے روکا جائے تا کہ اس کو اللہ تعالیٰ عذاب میں مبتلاء نہ فرمائے۔

(۲۴۰) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ خَمْسٌ: رَدُّ السَّلَامِ، وَعِيَادَةُ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ، وَاِجَابَةُ الدَّعْوَةِ، وَتَشْمِيْتُ الْعَاطِسِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ: "حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ سِتٌّ: اِذَا لَقِيْتَهُ فَسَلِّمْ عَلَيْهِ، وَاِذَا دَعَاكَ فَاَجِبْهُ، وَاِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانْصَحْ لَهُ، وَاِذَا عَطَسَ فَحَمِدَ اللّٰهَ فَشَمِّتْهُ، وَاِذَا مَرِضَ فَعُدْهُ، وَاِذَا مَاتَ فَاتَّبِعْهُ" ۔

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حقوق ہیں: سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازے کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا اور چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دینا۔ (متفق علیہ)

اور مسلم کی ایک روایت ہے: مسلمان کے مسلمان پر چھ حقوق ہیں جب تو اس سے ملے تو سلام کرے، جب وہ بلائے تجھے تو اس کے بلاوے کا جواب دے، اور جب وہ نصیحت طلب کرے تو اسے نصیحت کرے، چھینکنے پر اَلْحَمْدُلِلّٰهِ کہے تو تُو اسے یَرْحَمُكَ اللّٰهُ کہے، جب وہ مریض ہو تو اس کی عیادت کرے اور جب وہ فوت ہو جائے تو اس کے جنازے میں شمولیت کرے۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

سلام کرنا سنت ہے لیکن اس کا جواب دینا واجب ہے، بیمار پرسی کرنا سنت مؤکدہ ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب بیمار کے پاس اس کی تیمارداری کرنے جاؤ تو اس سے دعا کراؤ، جنازے کے ساتھ جانا اور دفن میں شریک ہونا فقہا کے نزدیک فرض کفایہ ہے، دعوت کا قبول کرنا امام شافعی کے نزدیک فرض ہے، اہل ظواہر کے نزدیک واجب جبکہ جمہور فقہا کے نزدیک نہ فرض ہے اور نہ واجب یہ کہتے ہیں کہ دعوت قبول کرنے سے اسلامی اخوت محکم ہوتی ہے اور محبت میں اضافہ ہوتا ہے

240: بخاری شریف، کتاب الجنائز، رقم الحدیث:1240

لہٰذا دعوت قبول کرنی چاہیے۔

(۲۴۱) وَعَنْ اَبِیْ عُمَارَةَ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ، وَنَهَانَا عَنْ سَبْعٍ: اَمَرَنَا بِعِيَادَةِ الْمَرِيْضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَةِ، وَتَشْمِيْتِ الْعَاطِسِ، وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ، وَاِجَابَةِ الدَّاعِیْ، وَاِفْشَاءِ السَّلَامِ، وَنَهَانَا عَنْ خَوَاتِيْمٍ اَوْ تَخَتُّمٍ بِالذَّهَبِ، وَعَنْ شُرْبٍ بِالْفِضَّةِ، وَعَنِ الْمَيَاثِرِ الْحُمْرِ، وَعَنِ الْقَسِّيِّ، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِيْرِ وَالْاِسْتَبْرَقِ وَالدِّيْبَاجِ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

وَفِیْ رِوَايَةٍ: وَاِنْشَادِ الضَّالَّةِ فِی السَّبْعِ الْاُوَلِ ۔

"اَلْمَيَاثِرُ" بِيَاءٍ مُثَنَّاةٍ قَبْلَ الْاَلِفِ، وَثَاءٍ مُثَلَّثَةٍ بَعْدَهَا: وَهِیَ جَمْعُ مِيْثَرَةٍ، وَهِیَ شَیْءٌ يُتَّخَذُ مِنْ حَرِيْرٍ وَيُحْشٰى قُطْنًا اَوْ غَيْرَهُ، وَيُجْعَلُ فِی السَّرْجِ وَكُوْرِ الْبَعِيْرِ يَجْلِسُ عَلَيْهِ الرَّاكِبُ ۔ "وَالْقَسِّیُّ" بِفَتْحِ الْقَافِ وَكَسْرِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ الْمُشَدَّدَةِ: وَهِیَ ثِيَابٌ تُنْسَجُ مِنْ حَرِيْرٍ وَكَتَّانٍ مُخْتَلِطَيْنِ ۔ "وَاِنْشَادُ الضَّالَّةِ": تَعْرِيْفُهَا ۔

◄◄ حضرت ابوعمارہ براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات چیزوں کا حکم دیا اور سات سے منع فرمایا: آپ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم مریض کی عیادت کریں' جنازوں میں شریک ہوں، چھینکنے والے کے لئے "یَرْحَمُكَ اللّٰهُ" کہیں، قسم کھانے والے کی قسم پوری کریں، مظلوم کی مدد کریں، اور دعوت دینے والے کی دعوت قبول کریں' سلام (السلام علیکم) کو عام کریں اور ہمیں آپ نے منع فرمایا: سونے کی انگوٹھی پہننے سے، چاندی کے برتنوں میں پینے سے، سرخ ریشمی گدیلوں پر بیٹھنے سے، ریشم اور کتان کے مخلوط کپڑے اور ریشم پہننے سے اور استبرق اور دیباج پہننے سے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں پہلی سات چیزوں میں یہ اضافہ ہے۔ اور گم شدہ چیز کا اعلان کرنے۔

حل لغات:

المیاثر: الف سے پہلے یاء مثناۃ اور اس کے بعد ثاء مثلثہ یہ، میثرہ کی جمع ہے۔ یہ ریشم سے بنائی جاتی ہے' اور اس میں روئی وغیرہ بھر کر زین یا اونٹ کے پلان میں رکھا جاتا ہے' اور اس پر سوار بیٹھتا ہے۔

القسی: قاف کے زبر اور سین کے زیر کے ساتھ مشدد ہے۔ وہ کپڑے جو ریشم اور کتان کو ملا کر تیار کیے جاتے ہیں۔

انشاد الضالۃ: کھوئی ہوئی چیز کا اعلان کرنا۔

241: بخاری شریف، کتاب الجنائز، رقم الحدیث:1239

تعارف راوی:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸۰، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

حدیث کے ایک حصہ کی تشریح ماقبل حدیث میں گزر چکی ہے باقی یہ کہ سونے چاندی کے برتن استعمال کرنا جائز نہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے اور نہ ہی سونا مردوں کے لیے جائز ہے ہاں چاندی کی ایک خاص مقدار مردوں کے لیے مباح ہے جس کو علماء کرام سوا چار ماشہ قرار دیتے ہیں لیکن حتی الامکان اس سے بھی گریز ہی بہتر ہے، اسی طرح ریشم بھی مردوں کے لیے جائز نہیں، اسی حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہاتھ پر ریشم اور دوسرے پر سونا اٹھا کر فرمایا یہ دونوں چیزیں میری امت کے مردوں پر حرام اور عورتوں پر حلال ہیں۔ (مشکوۃ المصابیح)

۲۸-بَابُ سَتْرِ عَوْرَاتِ الْمُسْلِمِیْنَ وَالنَّهْیِ عَنْ اِشَاعَتِهَا لِغَیْرِ ضَرُوْرَةٍ

مسلمانوں کے عیوب چھپانے اور بلاوجہ ان کی اشاعت کی ممانعت کے متعلق بیان

عورت کا لغوی معنیٰ:

عورات، عورت کی جمع ہے اور عورت کا لغوی معنیٰ ہے شرم گاہ، یا جسم کا وہ حصہ جس کا ظاہر ہونا موجب شرم ہو (فیروز اللغات)

یہاں پر یہ معنیٰ ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ عورتیں اپنے معنیٰ پر غور و فکر کر کے شرعی پردے اور حجاب کا سبق حاصل کریں قطع نظر اس کے کہ اس باب میں عیوب کا ذکر ہے، ابوالاحمد غفرلہ۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ﴾ (النور: 19)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں برا چرچا پھیلے ان کے لئے دردناک عذاب ہے دنیا اور آخرت میں۔

تشریح:

حدیث شریف میں ہے بندگان اللہ کو ایذاء نہ دو، انہیں عار نہ دلاؤ۔ ان کی خفیہ باتوں کی ٹوہ میں نہ لگے رہو۔ جو شخص اپنے مسلمان بھائی کے عیوب ٹٹولے گا، اللہ اس کے عیبوں کے پیچھے پڑ جائے گا اور اسے یہاں تک رسوا کرے گا کہ اس کے گھر والے بھی اسے بری نظر سے دیکھنے لگیں گے۔ (مسند احمد: ص 279، ج 5)

(۲۴۲) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا یَسْتُرُ عَبْدٌ عَبْدًا فِی الدُّنْیَا اِلَّا سَتَرَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جو بندہ دنیا میں کسی بندے کا پردہ رکھتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (مسلم)

242: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 2590

گناہ کی تشہیر کرنے والے کی معافی نہیں:

(۲۴۳)وَعَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "كُلُّ أُمَّتِي مُعَافِى إِلَّا الْمُجَاهِرِيْنَ، وَإِنَّ مِنَ الْمُجَاهَرَةِ اَنْ يَعْمَلَ الرَّجُلُ بِاللَّيْلِ عَمَلًا، ثُمَّ يُصْبِحُ وَقَدْ سَتَرَهُ اللّٰهُ عَلَيْهِ، فَيَقُوْلُ: يَا فُلَانُ، عَمِلْتُ الْبَارِحَةَ كَذَا وَكَذَا، وَقَدْ بَاتَ يَسْتُرُهُ رَبُّهُ، وَيُصْبِحُ يَكْشِفُ سِتْرَ اللّٰهِ عَنْهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: میری ساری امت کو معاف کر دیا جائے گا مگر ان لوگوں کو نہیں جو (اپنے گناہوں کی) تشہیر کرتے ہیں' اور اس تشہیر کی صورت یہ ہے کہ آدمی رات کو کوئی کام کرتا ہے پھر صبح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس کا پردہ رکھا ہوتا ہے' لیکن وہ خود کہتا ہے: اے فلاں! میں نے آج رات یہ یہ کرتوت کیے۔ رات کو اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرماتا رہا، اور صبح کو اس نے اللہ تعالیٰ کے پردہ کو خود ہی چاک کر دیا۔ (متفق علیہ)

شرح:

یعنی اللہ تعالیٰ تو چاہتا ہے کہ میرا یہ بندہ اگرچہ گناہ گار ہے لیکن اس کا پردہ رہے، مگر جب یہ خود ہی پردہ کشی کرتا ہے تو اس کے لیے گناہ کی سزا علیحدہ اور تشہیر کی علیحدہ ہوگی، ہم کو اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ ہم نیکی کی کاموں میں اس مقصد سے تشہیر کریں تاکہ دوسروں کے دلوں میں بھی نیکی کا شوق پیدا ہو، لیکن خدا نہ کرے اگر ہم سے کوئی گناہ سرزد ہو جائے تو اس کی تشہیر نہ کرے اس سے ایک تو ہماری عزت ختم ہوگی دوسری طرف اللہ کا غضب وعتاب ہوگا، الغرض یہ کہ ہم کو اچھا کام کی تشہیر کرنی چاہیے تاکہ دوسروں کے دل میں بھی اس کام کو کرنے کی آرزو جنم لے۔ لیکن ہمارا حال یہ ہے کہ ہم برے کام کر کے بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ میں نے یہ کام کیا ہے، ایسی سوچ سے اللہ کی پناہ۔

(۲۴۴)وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِذَا زَنَتِ الْأَمَةُ فَتَبَيَّنَ زِنَاهَا فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ، وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّانِيَةَ فَلْيَجْلِدْهَا الْحَدَّ، وَلَا يُثَرِّبْ عَلَيْهَا، ثُمَّ إِنْ زَنَتِ الثَّالِثَةَ فَلْيَبِعْهَا وَلَوْ بِحَبْلٍ مِنْ شَعَرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"اَلتَّثْرِيْبُ": اَلتَّوْبِيْخُ .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر لونڈی بدکاری

243: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث:6069

244: بخاری شریف، کتاب الحدود، رقم الحدیث:6839

کرے اوراس کا جرم ثابت ہوجائے تو اس پر حد نافذ کی جائے اور اس کو ڈانٹ ڈپٹ نہ کی جائے۔ پھر اگر وہ دوبارہ بدکاری کرے تو اس پر حد نافذ کی جائے اور اسے ڈانٹ ڈپٹ نہ کی جائے، پھر اگر وہ تیسری مرتبہ بدکاری کرے تو اسے بیچ دے خواہ بالوں کی رسی کے عوض ہی۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

التثریب: یعنی جھڑکنا، ڈانٹ ڈپٹ کرنا۔

(۲۴۵)وَعَنْهُ، قَالَ: اُتِیَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِرَجُلٍ قَدْ شَرِبَ خَمْرًا، قَالَ: "اِضْرِبُوْهُ" قَالَ اَبُوْ هُرَیْرَةَ: فَمِنَّا الضَّارِبُ بِیَدِهٖ، وَالضَّارِبُ بِنَعْلِهٖ، وَالضَّارِبُ بِثَوْبِهٖ ۔ فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ بَعْضُ الْقَوْمِ: اَخْزَاكَ اللّٰهُ، قَالَ: "لَا تَقُوْلُوْا هٰكَذَا، لَا تُعِیْنُوْا عَلَیْهِ الشَّیْطٰنَ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ ۔

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا جس نے شراب پی رکھی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اسے مارو، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم میں سے کوئی اسے ہاتھ سے ماررہا تھا تو کوئی جوتے سے اور کوئی کپڑے سے۔ سو جب وہ واپس لوٹا تو کسی شخص نے کہا: خدا تجھے ذلیل کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایسا نہ کہو اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو۔ (بخاری)

حل لغات:

تعینوا: از، معاونةً، بمعنی مدد کرنا،

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

شراب پینے والے کی حد میں ائمہ اربعہ کا مشہور مذہب اسّی (۸۰) کوڑے ہیں کہ شراب پینے والے کو اسّی کوڑے لگائے جائیں، اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں اسی پر تمام صحابہ کا اجماع ہوا ہے۔

اور جو فرمایا "اس کے خلاف شیطان کی مدد نہ کرو" اس کا مطلب یہ ہے کہ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ آدمی دنیا و آخرت میں ذلیل و رسوا ہو تو اگر تم اس کو ذلیل کہو گے تو اس میں شیطان کی مدد ہوگی اور وہ خوش ہوگا اس لیے آپ نے ایسے جملوں سے منع فرمایا۔

245: بخاری شریف، کتاب الحدود، رقم الحدیث: 6777

۲۹-بَابٌ فِیْ قَضَاءِ حَوَائِجُ الْمُسْلِمِیْنَ

مسلمانوں کی ضروریات پوری کرنے کے متعلق بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ وَافْعَلُوا الْخَیْرَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ ﴾(الحج:77)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور بھلے کام کرو اس امید پر کہ تمہیں چھٹکارا ہو۔

(۲۴۶) وَ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْمُسْلِمُ اَخُو الْمُسْلِمِ، لَا یَظْلِمُهُ، وَلَا یُسْلِمُهُ۔ مَنْ کَانَ فِیْ حَاجَةِ اَخِیْهِ، کَانَ اللّٰهُ فِیْ حَاجَتِهٖ، وَمَنْ فَرَّجَ عَنْ مُسْلِمٍ کُرْبَةً، فَرَّجَ اللّٰهُ عَنْهُ بِهَا کُرْبَةً مِّنْ کُرَبِ یَوْمِ الْقِیٰمَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللّٰهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اسے بے یارو مددگار چھوڑتا ہے' جو اپنے بھائی کی ضرورت پوری کرے اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری فرماتا ہے' اور جو مسلمان کسی مسلمان کی کوئی مصیبت کو دور کر دیتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے مصائب میں سے اس کی ایک مصیبت دور فرما دیتا ہے' اور جو کسی مسلمان کی پردہ پوشی کرتا ہے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی پردہ پوشی فرمائے گا۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف حدیث نمبر:۱۳، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

مسلمان کی ضرورت پوری کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس کو اگر پیسوں کی ضرورت ہو تو ویسے خدمت کر دے یا قرض دے دے، کسی عام استعمال کرنے والی چیز کی ضرورت ہو تو وہ دے، الغرض جس طرح بھی اپنے دینی بھائی کی مدد کر سکتا ہے

246: بخاری شریف، کتاب المظالم، رقم الحدیث: 2442

کرے، مصائب میں بھی اور خوشی کے موقع پر بھی، اللہ تعالیٰ اس کو اس نیکی کا بدلہ عطا فرمائے گا۔

ایک حدیث میں آتا ہے جو کوئی اپنے مجبور بھائی کی مدد کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اس دن ثابت قدم رکھے گا جس دن پہاڑ بھی لرز رہے ہوں گے۔

اور ایک حدیث میں آتا ہے جو اپنی دینی بھائی کی مدد کرتا ہے اس کو ایسا ثواب دیا جاتا ہے کہ جیسا کہ اس کے تمام عمر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی ہے۔

(۲۴۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ نَفَّسَ عَنْ مُؤْمِنٍ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ الدُّنْيَا، نَفَّسَ اللهُ عَنْهُ كُرْبَةً مِّنْ كُرَبِ يَوْمِ الْقِيٰمَةِ، وَمَنْ يَسَّرَ عَلٰى مُعْسِرٍ يَسَّرَ اللّٰهُ عَلَيْهِ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، وَمَنْ سَتَرَ مُسْلِمًا سَتَرَهُ اللهُ فِی الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ، وَاللّٰهُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا كَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِيْهِ، وَمَنْ سَلَكَ طَرِيْقًا يَّلْتَمِسُ فِيْهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللّٰهُ لَهٗ طَرِيْقًا اِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا اجْتَمَعَ قَوْمٌ فِیْ بَيْتٍ مِّنْ بُيُوْتِ اللّٰهِ تَعَالٰى، يَتْلُوْنَ كِتَابَ اللّٰهِ، وَيَتَدَارَسُوْنَهٗ بَيْنَهُمْ اِلَّا نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِيْنَةُ، وَغَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ، وَحَفَّتْهُمُ الْمَلَائِكَةُ، وَذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيْمَنْ عِنْدَهٗ . وَمَنْ بَطَّاَ بِهٖ عَمَلُهٗ لَمْ يُسْرِعْ بِهٖ نَسَبُهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جو شخص کسی مومن کی دنیاوی تکالیف میں سے کوئی ایک تکلیف دور کرتا ہے اللہ تعالیٰ مصائب قیامت میں سے اس کی ایک مصیبت دور کر دے گا' اور جو کسی تنگ دست کے لئے آسانی پیدا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے دنیا و آخرت میں آسانی پیدا فرما دے گا' اور جو کسی مسلمان کے عیب کو چھپاتا ہے اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی پردہ پوشی فرماتا ہے' اور اللہ تعالیٰ اپنے بندے کا مددگار رہتا ہے جب تک وہ بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہے' اور جو شخص طلب علم کی راہ پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت کا راستہ آسان کر دیتا ہے اور (بندوں کا) جو گروہ اللہ تعالیٰ کے گھروں میں سے کسی گھر میں بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے' اور وہ ایک دوسرے کو قرآن سناتے ہیں' تو ان پر اطمینان کی کیفیت کا نزول ہوتا ہے اور انہیں رحمت خداوندی ڈھانپ لیتی ہے' اور فرشتے انہیں گھیرے میں لے لیتے ہیں' اور اللہ تعالیٰ اپنے حضور حاضر ہونے والوں (یعنی فرشتوں) کے سامنے ان کا ذکر کرتا ہے' اور جس کے عمل نے اسے پیچھے چھوڑ دیا اس کا نسب اسے آگے نہیں لے جا سکے گا۔ (مسلم)

حل لغات:

غشیتھم: از غشیاً، بمعنی چھپانا۔

247: مسلم شریف، کتاب الذکر والدعاء، رقم الحدیث: 2699

حفّتھم: از حفاً، بمعنی احاطہ کرنا م گھیرنا۔

بطأ: از، بطاءً، بمعنی دیر کرنا، مؤخر کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

جس کو اس کا عمل پیچھے چھوڑ گیا تو اس کا نسب آگے نہیں بڑھائے گا اس میں ان لوگوں کو تنبیہ ہے جو صرف خاندانی عزت وشرافت پر اعتماد کیے ہوئے ہیں کہ قیامت کے دن کسی کا حسب ونسب کام نہیں آئے گا، بلکہ کام آئیں گے تو اعمال صالحہ ہی کام آئیں گے، کسی نے کیا خوب کہا کہ

اوتھے عملاں دے ہونے، نے نبیڑے کسے نہیں تیری ذات پچھنی۔ (یعنی وہاں عمل ہی کام آئیں گے ذات پات کچھ کام نہ آئے گی)

۳۰-بَابُ الشَّفَاعَةِ

شفاعت کا بیان

شفاعت کا لغوی معنی:

شفاعت کا لغوی معنی ہے سفارش کرنا،(**فیروز اللغات**) اورعرف میں گناہوں کی معافی کی سفارش کرنے کو شفاعت کہتے ہیں جوروز قیامت سب سے پہلے ہمارے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرمائے گے اوراس کے بعد باقی انبیاء علیہم السلام پھر اصحاب، پھر علماء واولیاء کرام فرمائیں گے۔لیکن یہاں پر یہ اپنے لغوی معنی سفارش میں ہی مستعمل ہے، ابوالاحمد غفرلہ۔

شفاعت کی تعریف:

(1)"**الشفاعة هو سؤال فی التجاوز عن ذنوب من الذی وقع الجنایة فی حقه**"

(کتاب التعریفات،للشریف جرجانی، مکتبہ رحمانیہ لاہور)

ترجمہ: جس کے حق میں جنایت واقع ہوئی ہے اس گناہوں کو درگزر کرنے کے سوال کو شفاعت کہتے ہیں۔

(2) معصیت کبیرہ تخفیف عذاب یا بالکلیہ اسقاط عذاب یا صغائر کی معافی یا جب نیکیاں اور برائیاں برابر ہوں تو دخول جنت یا درجات کی بلندی کے لیے کوئی مقبول بارگاہ صمدیت اللہ تعالیٰ کے حضور اس کی اجازت یا اس کی عطاء کردہ جاہت اور محبوبیت کی بناء پر کسی کی سفارش کرے۔ (شرح صحیح مسلم ج ۲م ص۳۹، بحوالہ خزائن التعریفات، ص ۲۰۷)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی:﴿ مَنْ يَّشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَّكُنْ لَّهٗ نَصِيْبٌ مِّنْهَا ﴾ (النساء:85)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: جواچھی سفارش کرے اس کے لئے اس میں سے حصہ ہے۔

تشریح:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں سفارش کرو اجر پاؤ گے اور اللہ اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر وہ جاری کرے گا جو چاہے۔(صحیح بخاری الرقم:1432)

یہ آیت ایک دوسرے کی سفارش کرنے کے بارے میں نازل ہوئی ہے، اس مہربانی کو دیکھیے فرمایا محض شفاعت پر ہی

اجر مل جائے گا خواہ اس سے کام بنے یا نہ بنے، اللہ ہر چیز کا حافظ ہے، ہر چیز پر حاضر ہے، ہر چیز کا حساب لینے والا ہے، ہر چیز پر قادر ہے، ہر چیز کو دوام بخشنے والا ہے، ہر ایک کو روزی دینے والا ہے، ہر انسان کے اعمال کا اندازہ کرنے والا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

(۲۴۸) وَعَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتَاهُ طَالِبُ حَاجَةٍ اَقْبَلَ عَلٰی جُلَسَائِهِ، فَقَالَ: "اشْفَعُوْا تُؤْجَرُوْا، وَیَقْضِی اللّٰهُ عَلٰی لِسَانِ نَبِیِّهٖ مَا اَحَبَّ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .وَفِیْ رِوَایَةٍ: "مَا شَاءَ" .

◀◀ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جب کوئی حاجت مند آتا تو آپ اپنی مجلس کے حاضرین کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے: شفارش کرو، تمہیں اجر ملے گا' اور اللہ تعالیٰ فیصلہ فرماتا ہے' اپنے نبی کی زبان پر جو پسند فرماتا ہے۔ (متفق علیہ) اور ایک روایت میں ہے: جو چاہتا ہے۔

تعارف راوی:

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۹، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

سفارش کرو کہ تم کو اجر ملے گا مطلب یہ کہ ایک آدمی وہ کام خود نہیں کر سکتا مگر اس نے دوسرے سے اس کی سفارش کردی، یا ترغیب دلائی تو کسی دوسرے نے وہ کام کر دیا اب جہاں کرنے والے کو اجر دیا جائے گا وہاں اس کو بھی اجر ملے گا جس نے سفارش کی ہے یا ترغیب دی ہے، اور دونوں کے ثواب میں کمی نہیں ہوگی۔

(۲۴۹) وَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِیْ قِصَّةِ بَرِیْرَةَ وَزَوْجِهَا، قَالَ: قَالَ لَهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَوْ رَاجَعْتِهٖ؟" قَالَتْ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ تَاْمُرُنِیْ؟ قَالَ: "اِنَّمَا اَشْفَعُ" قَالَتْ: لَا حَاجَةَ لِیْ فِیْهِ .

رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

◀◀ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا اور اس کے خاوند کے واقعہ کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ سے فرمایا: اگر تو اس کے پاس لوٹ جائے تو یہ بہتر ہے اس

248: بخاری شریف، کتاب الزکاۃ، رقم الحدیث:1432، مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث:6565، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث:5131، ترمذی شریف، رقم الحدیث:2672، نسائی شریف، رقم الحدیث: ، مسند امام احمد، رقم الحدیث:19590، ابن حبان، رقم الحدیث:531، بیہقی، رقم الحدیث:16456، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:7296، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:809

249: بخاری شریف، کتاب الطلاق، رقم الحدیث:5283

نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ مجھے حکم فرمار ہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: میں سفارش کر رہا ہوں۔ اس نے عرض کی: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ (بخاری)

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف حدیث نمبر:۱۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یہ قصہ تفصیل کے ساتھ یوں ہے کہ حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا جو کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی باندی تھیں ان کا نکاح حضرت مغیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ ہوا جو کہ ایک سیاہ فام غلام تھے، تو جب حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آزاد ہوئیں اور شریعت نے ان کو اختیار دیا کہ چاہے حضرت مغیث کے ساتھ رہیں یا نہ رہیں تو حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت مغیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے علیحدگی اختیار کر لی، حضرت مغیث رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بے حد محبت تھی تو وہ مدینہ کی گلیوں میں روتے ہوئے پھرتے تھے ان کی حالت دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ آپ بریرہ سے مغیث کے بارے سفارش کرئے اور فرمائے کہ وہ رجوع کر لے تو جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بات کی تو انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا آپ مجھے اس بات کا حکم دیتے ہیں؟، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں میں حکم نہیں دیتا سفارش کرتا ہوں اس پر حضرت بریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

علماء فرماتے ہیں اس حدیث سے معلوم ہوا کہ سفارش کو رد بھی کیا جا سکتا ہے۔

۳۱-بَابُ الْاِصْلَاحِ بَیْنَ النَّاسِ
لوگوں کے درمیان مصالحت کرانے کا بیان

مصالحت کا لغوی معنی:

مصالحت کا لغوی معنی ہے باہمی صلح یا آپس میں میل ملاپ کرنا۔ (فیروز اللغات)

مصالحت کی تعریف:

دو متضاد چیزوں میں یا آپس میں جھگڑا کرنے والوں کے درمیان درستگی کرنا (جھگڑا ختم کرنا)، یا ان کا میل ملاپ کرنا یا کرانا مصالحت کہلاتا ہے۔ یعنی ان کی متضادیت ختم کرنا۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿لَا خَیْرَ فِیْ کَثِیْرٍ مِّنْ نَّجْوَاهُمْ اِلَّا مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍ بَیْنَ النَّاسِ﴾ (النساء:114)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ان کے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں مگر جو حکم دے خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرنے کا۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَالصُّلْحُ خَیْرٌ﴾ (النساء:128)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور صلح خوب ہے۔

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ﴾ (الانفال:1)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو اللہ سے ڈرو اور اپنے آپس میں میل (صلح صفائی) رکھو۔

تشریح:

قولہ تعالیٰ» یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَنْفَالِ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَیْنِکُمْ " تم اپنے

کاموں میں اللہ کا ڈر رکھو، آپس میں صلح وصفائی رکھو، ظلم، جھگڑے اور مخالفت سے باز آ جاؤ۔ جو ہدایت وعلم اللہ کی طرف سے تمہیں ملا ہے اس کی قدر کرو۔ اللہ اور اس کے رسول کی فرمانبرداری کرتے رہو، عدل وانصاف سے ان مالوں کو تقسیم کرو۔ پرہیزگاری اور صلاحیت اپنے اندر پیدا کرو"۔ سدی رحمۃ اللہ کہتے ہیں کہ "وَاَصْلِحُوا ذَاتَ بَيْنِكُمْ" کے معنی ہیں کہ آپس میں لڑوجھگڑو نہیں اور گالی گلوچ نہ کرو۔ (ابن کثیر)

آیت نمبر: 4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ ﴾ (الحجرات: 10)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مسلمان مسلمان بھائی ہیں، تو اپنے دو بھائیوں میں صلح کراؤ۔

(۲۵۰) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كُلُّ سُلَامَى مِنَ النَّاسِ عَلَيْهِ صَدَقَةٌ، كُلَّ يَوْمٍ تَطْلُعُ فِيْهِ الشَّمْسُ: تَعْدِلُ بَيْنَ الْاِثْنَيْنِ صَدَقَةٌ، وَتُعِينُ الرَّجُلَ فِىْ دَابَّتِهٖ فَتَحْمِلُهُ عَلَيْهَا، اَوْ تَرْفَعُ لَهٗ عَلَيْهَا مَتَاعَهُ صَدَقَةٌ، وَالْكَلِمَةُ الطَّيِّبَةُ صَدَقَةٌ، وَبِكُلِّ خَطْوَةٍ تَمْشِيْهَا اِلَى الصَّلٰوةِ صَدَقَةٌ، وَتُمِيطُ الْاَذٰى عَنِ الطَّرِيْقِ صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَمَعْنٰى "تَعْدِلُ بَيْنَهُمَا": تُصْلِحُ بَيْنَهُمَا بِالْعَدْلِ.

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لوگوں کے تمام اعضاء بدن کے ذمہ صدقہ ہے ہر دن کا، جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، دو آدمیوں کے درمیان صلح کرانا صدقہ ہے، اور سواری کے سلسلہ میں کسی کی مدد کرنا کہ اسے اس پر سوار کرائے یا اس پر اس کا سامان لدوادے یہ بھی صدقہ ہے اور اچھی بات کہنا بھی صدقہ ہے، اور تیرا نماز کی طرف اُٹھنے والا ہر قدم صدقہ ہے اور راستے سے کسی نقصان دہ چیز کو ہٹانا صدقہ ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

سُلَامٰى: جسم کا جوڑ۔

خَطْوَةٍ: چلنے میں دو قدموں کے درمیان کا فاصلہ، قدم۔

تُمِيطُ: ہٹانا، کسی چیز کو دور کرنا، ایک طرف کرنا۔

تعدل: کا مطلب ہے: دو آدمیوں کے درمیان انصاف سے صلح کرانا۔

250: مسلم شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث: 2231، بخاری شریف، رقم الحدیث: 2734، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 1285، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 8096، ابن حبان، رقم الحدیث: 472، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 1493، بیہقی، رقم الحدیث: 7609، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 11027

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی شرح گزر چکی ہے۔ابوالاحمد غفرلہ،،

وہ آدمی جھوٹا نہیں:

(۲۵۱)وَعَنْ اُمِّ كُلْثُوْمِ بِنْتُ عُقْبَةَ بْنِ اَبِیْ مُعَيْطٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "لَيْسَ الْكَذَّابُ الَّذِیْ يُصْلِحُ بَيْنَ النَّاسِ فَيَنْمِیْ خَيْرًا، اَوْ يَقُوْلُ خَيْرًا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

وَفِیْ رِوَايَةِ مُسْلِمٍ زِيَادَةٌ، قَالَتْ: وَلَمْ اَسْمَعْهُ يُرَخِّصُ فِیْ شَیْءٍ مِمَّا يَقُوْلُهُ النَّاسُ اِلَّا فِیْ ثَلَاثٍ، تَعْنِیْ: الْحَرْبَ، وَالْاِصْلَاحَ بَيْنَ النَّاسِ، وَحَدِيْثَ الرَّجُلِ امْرَاَتَهُ، وَحَدِيْثَ الْمَرْاَةِ زَوْجَهَا ۔

◂◂ حضرت ام کلثوم بنت عقبہ بن ابی معیط رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں' میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: وہ آدمی جھوٹا نہیں ہے جو لوگوں کے درمیان صلح کراتا ہے' اچھی خبر پہنچاتا ہے یا اچھی بات کہتا ہے۔(بخاری)
اور مسلم کی روایت میں یہ اضافہ ہے۔ راویہ کہتی ہیں: میں نے نہیں سنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو باتوں میں خلاف واقعہ بات کہنے کی رخصت دی ہو۔ سوائے تین حالتوں کے جنگ میں، لوگوں کے درمیان صلح کراتے وقت اور مرد کی اپنی بیوی سے گفتگو میں اور بیوی کی مرد سے گفتگو میں۔

حل لغات:

اَلْكَذَّابُ: جھوٹا۔ دروغ گو۔

تعارف راوی:

ام کلثوم بنت عقبہ ابن ابی معیط مکہ معظمہ میں اسلام لائیں پیدل ہجرت کی مکہ معظمہ میں کنواری تھیں مدینہ منورہ میں زید ابن حارثہ کے نکاح میں آئیں، جب حضرت زید غزوہ موتہ میں شہید ہوگئے تو زبیر ابن عوام سے نکاح کیا انہوں نے طلاق دے دی تو عبدالرحمٰن ابن عوف کے نکاح میں آئیں ان سے ابراہیم اور حمید پیدا ہوئے جب ان کے یہ خاوند فوت ہوئے تو عمرو ابن عاص سے نکاح کیا انہیں کے نکاح میں فوت ہوئیں، آپ حضرت عثمان غنی کی سوتیلی بہن ہیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸، تحت حرف الکاف، تلعیات)

251: بخاری شریف، کتاالصلح، رقم الحدیث:2692

شرح:

اس حدیث کے ضمن میں کچھ علماء فرماتے ہیں کہ ان جگہوں جھوٹ بولنا جائز ہے (جو اوپر مذکور ہیں) اور کچھ فرماتے ہیں کہ جھوٹ کسی جگہ بھی جائز نہیں اس حدیث میں جو جھوٹ کا جواز ہے اس سے مراد توریہ ہے (کہ بات کرنے والا کوئی معنی مراد لے اور سننے والا کوئی اور معنی مراد لے) جیسا کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے طرف ہجرت کررہے تھے تو راستی میں کسی نے پوچھا اے ابوبکر یہ تمہارے ساتھ کون ہیں؟؟ (یہ پوچھنے والا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں جانتا تھا اس لیے اس نے یہ سوال کیا) تو حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا یہ مجھے راستہ بتانے والے ہیں اور آپ نے اس سے یہ معنی مراد لیا کہ یہ مجھے جنت کا راستہ بتانے والے ہیں لیکن سائل یہ سمجھا کہ مدینہ کا راستہ بتانے والے ہیں،

مقروض پر نرمی کرو:

(۲۵۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰـهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ صَوْتَ خُصُوْمٍ بِالْبَابِ عَالِیَةً اَصْوَاتُهُمَا، وَاِذَا اَحَدُهُمَا یَسْتَوْضِعُ الْاٰخَرَ وَیَسْتَرْفِقُهُ فِیْ شَیْءٍ، وَهُوَ یَقُوْلُ: وَاللّٰـهِ لَا اَفْعَلُ، فَخَرَجَ عَلَیْهِمَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "اَیْنَ الْمُتَاَلِّیْ عَلَی اللّٰهِ لَا یَفْعَلُ الْمَعْرُوْفَ؟"، فَقَالَ: اَنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَلَهُ اَیُّ ذٰلِكَ اَحَبَّ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.
مَعْنٰی "یَسْتَوْضِعُهُ": یَسْاَلُهُ اَنْ یَّضَعَ عَنْهُ بَعْضَ دَیْنِهٖ. "وَیَسْتَرْفِقُهُ": یَسْاَلُهُ الرِّفْقَ. "وَالْمُتَاَلِّیْ": الْحَالِفُ.

◀◀ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دروازے کے پاس دو جھگڑنے والوں کی آواز کو سنا' ان کی آوازیں بلند تھیں اور ان میں سے ایک قرض کم کرنے اور رویہ نرم کرنے کی درخواست کررہا تھا' اور دوسرا کہہ رہا تھا کہ اللہ کی قسم! میں ایسا نہیں کروں گا۔ سو رسول اللہ ﷺ باہر نکل کر ان کے پاس تشریف لے گئے اور فرمایا: وہ کون ہے جو اللہ کی قسم اُٹھا کر کہتا ہے کہ اچھا کام نہیں کرے گا؟ اس شخص نے عرض کی: میں ہوں یارسول اللہ! اس مقروض کے لئے وہی کچھ ہے جو وہ پسند کرے۔

حل لغات:

یستوضعهٔ: وہ اس سے درخواست کررہا تھا کہ وہ اس کے قرض سے کچھ کم کرے۔

252: مسلم شریف، کتاب المساقاة، رقم الحدیث:3871، بخاری شریف، کتاب الصلح، رقم الحدیث:2705، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث:3595، نسائی شریف، رقم الحدیث:5408، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث:2429، دارمی، رقم الحدیث:2587، مسند امام احمد، رقم الحدیث:15829، ابن حبان، رقم الحدیث:5048، بیہقی، رقم الحدیث:11067، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:127

یسترفقہ: وہ اس سے نرمی کی درخواست کر رہا تھا۔

المتالی: قسم کھانے والا۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر:۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

علماء کرام فرماتے ہیں کہ تنگ دست مقروض اگر کچھ نرمی چاہے تو اس پر نرمی کرنی چاہیے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی آیا ہے کہ،

"وَإِن كَانَ ذُو عُسرَةٍ فَنَظِرَةٌ إِلَى مَيسَرَةٍ وَأَن تَصَدَّقُوا خَيرٌ لَكُم إِن كُنتُم تَعلَمُونَ "(البقرۃ:۲۸۰)
کہ مقروض اگر تنگ دست ہو تو اسے آسانی تک مہلت دے دو اور اگر تم اس کو (سرے سے قرض) معاف کر دو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔

(۲۵۳)وَعَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ سَہْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَلَغَہُ اَنَّ بَنِیْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ کَانَ بَیْنَہُمْ شَرٌّ، فَخَرَجَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصْلِحُ بَیْنَہُمْ فِیْ اُنَاسٍ مَّعَہُ، فَحُبِسَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَحَانَتِ الصَّلٰوۃِ، فَجَآءَ بِلَالٌ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا، فَقَالَ: یَا اَبَا بَکْرٍ، اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَدْ حُبِسَ وَحَانَتِ الصَّلٰوۃُ فَھَلْ لَّکَ اَنْ تَؤُمَّ النَّاسَ؟ قَالَ: نَعَمْ، اِنْ شِئْتَ، فَاَقَامَ بِلَالُ الصَّلٰوۃَ، وَتَقَدَّمَ اَبُوْ بَکْرٍ فَکَبَّرَ وَکَبَّرَ النَّاسُ، وَجَآءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَمْشِیْ فِی الصُّفُوْفِ حَتّٰی قَامَ فِی الصَّفِّ، فَاَخَذَ النَّاسُ فِی التَّصْفِیْقِ، وَکَانَ اَبُوْ بکرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ لاَ یَلْتَفِتُ فِی الصَّلٰوۃِ، فَلَمَّا اَکْثَرَ النَّاسُ فِی التَّصْفِیْقِ اِلْتَفَتَ، فَاِذَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَاَشَارَ اِلَیْہِ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَرَفَعَ اَبُوْ بَکْرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ یَدَہٗ فَحَمِدَ اللّٰہَ، وَرَجَعَ الْقَھْقَرٰی وَرَآئَہٗ حَتّٰی قَامَ فِی الصَّفِّ، فَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَصَلّٰی لِلنَّاسِ، فَلَمَّا فَرَغَ اَقْبَلَ عَلَی النَّاسِ، فَقَالَ: "اَیُّھَا النَّاسُ، مَا لَکُمْ حِیْنَ نَابَکُمْ شَیْءٌ فِی الصَّلٰوۃِ اَخَذْتُمْ فِی التَّصْفِیْقِ؟! اِنَّمَا التَّصفیق لِلنِّسَاءِ . مَنْ نَّابَہٗ شَیْءٌ فِیْ صَلَاتِہٖ فَلْیَقُلْ: سُبْحَانَ

253: مسلم شریف، کتاب الصلوۃ، رقم الحدیث:853 بخاری شریف، رقم الحدیث:1143، ابوداؤد، رقم الحدیث:941، نسائی شریف، رقم الحدیث:784، مسند امام احمد، رقم الحدیث:22899، بیہقی، رقم الحدیث:3148، ابن خزیمہ، رقم الحدیث:1517، ابن حبان، رقم الحدیث:2261، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:7524، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:5749

اللّٰهِ، فَاِنَّهُ لَا يَسْمَعُهُ اَحَدٌ حِيْنَ يَقُوْلُ: سُبْحَانَ اللّٰهِ، اِلَّا الْتَفَتَ . يَا اَبَا بَكْرٍ: مَا مَنَعَكَ اَنْ تُصَلِّيَ بِالنَّاسِ حِيْنَ اَشَرْتُ اِلَيْكَ؟"، فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ: مَا كَانَ يَنْبَغِي لِابْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ اَنْ يُّصَلِّيَ بِالنَّاسِ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

مَعْنٰى "حُبِسَ": اَمْسَكُوْهُ لِيُضِيْفُوْهُ .

◂◂ حضرت ابوعباس سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ خبر پہنچی کہ بنوعمرو بن عوف کا آپس میں جھگڑا ہوگیا ہے۔تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ساتھ صلح کرانے کے لئے تشریف لے گئے۔پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہاں ضیافت کے لئے روک لیا گیا اور نماز کا وقت آ گیا۔ حضرت بلال حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کیا: اے ابوبکر! بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو روک لیا گیا ہے اور نماز کا وقت آ گیا ہے۔کیا آپ لوگوں کی امامت کریں گے؟ فرمایا: ہاں اگر تم چاہتے ہو تو۔پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے تکبیر کہی اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آگے بڑھے آپ نے تکبیر کہی تو لوگوں نے بھی تکبیر کہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور صفوں میں چلتے ہوئے پہلی صف میں جا کر کھڑے ہو گئے تو لوگوں نے تالیاں بجانا شروع کر دیں اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نماز میں اِدھر اُدھر توجہ نہیں کیا کرتے تھے۔جب لوگوں نے زیادہ تالیاں بجائیں تو وہ متوجہ ہوئے اور دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اشارہ کیا کہ نماز جاری رکھیں لیکن حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ اُٹھائے۔الحمدللّٰہ کہا اور پچھلے پاؤں لوٹ آئے حتیٰ کہ صف میں آ کر کھڑے ہو گئے۔پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھے اور آپ نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔جب نماز سے فارغ ہوئے تو لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ جب نماز میں کوئی معاملہ پیش آ جائے تو تالیاں بجانے لگتے ہو۔تالیاں بجانا عورتوں کا کام ہے۔سو جسے نماز میں کوئی معاملہ پیش آ جائے تو وہ کہے: سبحان اللّٰہ! کیونکہ جو بھی کسی کو سبحان اللّٰہ کہتے سنے گا وہ متوجہ ہوگا اور اے ابوبکر! جب میں نے تمہیں اشارہ بھی کیا تھا تو پھر کس چیز نے تمہیں نماز پڑھانے سے روکا؟ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ابوقحافہ کے بیٹے کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں لوگوں کو نماز پڑھائے۔(متفق علیہ)

حل لغات:

حبس: انہوں نے ضیافت کے لئے آپ کو روک لیا۔

حانت الصلوٰۃ: نماز کا وقت ہو گیا۔

القهقرى: اُلٹے پاؤں واپس آئے۔

تعارف راوی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۷۷، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال اگر نماز میں آجائے تو نماز فاسد نہیں ہوتی بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ جس نماز میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال آئے وہ نماز ہی قبول ہوتی ہے، اور یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ فضیلت حاصل ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مصلیٰ پر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جماعت کروانے کی سعادت حاصل ہے، اور ایک حدیث میں تو یہ بھی آتا ہے کہ جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کا وقت ہو گیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابو بکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں عرض کی گئی کہ وہ دل کے بہت نرم ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ پر کھڑا نہیں ہو سکیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار اصرار کے ساتھ فرمایا کہ ابو بکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، ابو بکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، ابو بکر کو کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں، معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں ہی حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا نائب مقرر کر دیا تھا۔

إِنَّا أَعْطَيْنَاكَ الْكَوْثَرَ

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ

٣٢-بَابُ فَضْلِ ضَعَفَةِ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْفُقَرَاءِ وَالْخَامِلِيْنَ

کمزور، غریب اور گم نام مسلمانوں کی فضیلت کے متعلق بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ﴾ (الکہف:28)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں، اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں۔

تشریح:

قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ آپ چھوٹے لوگوں کی مجلس میں نہ بیٹھا کریں جیسے بلال، عمار، صہیب، خباب، ابن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ۔ اور ہماری مجلسوں میں بیٹھا کریں۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی درخواست رد کرنے کا حکم فرمایا جیسے اور آیت میں ہے ''وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ''
(6-الانعام:52)

یعنی صبح شام یاد الٰہی کرنے والوں کو اپنی مجلس سے نہ ہٹا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ ہم چھ شخص غریب غرباء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، سعد بن ابی وقاص، ابن مسعود، قبیلہ ہذیل کا ایک شخص، بلال اور دو آدمی اور رضی اللہ عنہم اتنے میں معزز مشرکین آئے اور کہنے لگے انہیں اپنی مجلس میں اس جرات کے ساتھ نہ بیٹھنے دو۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جی میں کیا آیا؟ جو اس وقت آیت ''وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ''
(6-الانعام:52) اتری۔ (صحیح مسلم:2413)

مسند احمد میں ہے کہ ایک واعظ قصہ گوئی کر رہا تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، وہ خاموش ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بیان کئے چلے جاؤ۔ میں تو صبح کی نماز سے لے کر آفتاب کے نکلنے تک اسی مجلس میں بیٹھا رہوں، تو اپنے لئے چار غلام آزاد کرنے سے بہتر سمجھتا ہوں۔ (مسند احمد:5/261)

اور حدیث میں ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں ایسی مجلس میں بیٹھ جاؤں، یہ مجھے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔(مسند احمد:3/474)

ابوداؤد طیالسی میں ہے کہ ذکر اللہ کرنے والوں کے ساتھ صبح کی نماز سے سورج نکلنے تک بیٹھ جانا مجھے تو تمام دنیا سے زیادہ پیارا ہے، اور نماز عصر کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک اللہ کا ذکر کرنا مجھے آٹھ غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ پیارا ہے، گو وہ غلام اولاد اسماعیل سے گراں قدر اور قیمتی کیوں نہ ہوں، گو ان میں سے ایک ایک کی دیت بارہ بارہ ہزار کی ہو تو مجموعی قیمت چھیانوے ہزار کی ہوئی۔ بعض لوگ چار غلام بتاتے ہیں لیکن انس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، واللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ غلام فرمائے ہیں۔(مسند طیالسی،2104)

بزار میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے ایک صاحب سورۃ الکہف کی قرأت کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر خاموش ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی ان لوگوں کی مجلس ہے جہاں اپنے نفس کو روک کر رکھنے کا مجھے حکم الٰہی ہوا ہے۔(مجمع الزوائد،7/167)

اور روایت میں ہے کہ یا تو سورۃ الحج کی وہ تلاوت کر رہے تھے یا سورۃ الکہف کی۔(مسند بزار،2636)

اہل جنت و دوزخ کے اوصاف:

(۲۵۴)وَعَنْ حَارِثَةَ بْنِ وَهْبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ:"اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ الْجَنَّةِ؟ كُلُّ ضَعِيْفٍ مُتَضَعَّفٍ ، لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ، اَلَا اُخْبِرُكُمْ بِاَهْلِ النَّارِ؟ كُلُّ عُتُلٍّ جَوَّاظٍ مُسْتَكْبِرٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

"اَلْعُتُلُّ": اَلْغَلِيْظُ الْجَافِيْ . ((وَالْجَوَّاظُ": بِفَتْحِ الْجِيْمِ وَتَشْدِيْدِ الْوَاوِ وَبِالظَّاءِ الْمُعْجَمَةِ: وَهُوَ الْجَمُوْعُ الْمَنُوْعُ، وَقِيْلَ: الضَّخْمُ الْمُخْتَالُ فِيْ مِشْيَتِهٖ، وَقِيْلَ: الْقَصِيْرُ الْبَطِيْنُ .

◀◀ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: کیا میں تمہیں جنتیوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ ہر کمزور جسے لوگ حقیر سمجھتے ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم اُٹھالے تو اللہ تعالیٰ اس کی قسم سچی کر دیتا ہے۔ کیا میں تمہیں اہل دوزخ کے متعلق نہ بتاؤں؟ ہر درشت خو، بخیل اور متکبر شخص۔

(متفق علیہ)

حل لغات:

العتل: سخت گیر، ظالم۔

الـجـواظ: جیم پر زبر اور واؤ مشدد اور ظاء معجمہ کے ساتھ مال جمع کرنے اور روک رکھنے والا اور بعض نے کہا: بھاری

254: بخاری شریف، کتاب التفسیر، رقم الحدیث:4918

بھر کم اور نخریلی چال چلنے والا' اور بعض نے کہا پست قد ، بڑے پیٹ والا۔

تعارف راوی:

حارثہ ابن وہب: آپ خزاعی ہیں، عبید اللہ ابن عمر ابن خطاب کے اخیافی بھائی، آپ کا شمار اہلِ کوفہ میں سے ہے۔
(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف الحاء، صحابہ کرام،)

شرح:

معلوم ہوا کہ نرمی، عاجزی وانکساری اہل جنت کے اوصاف ہیں اور رشت خوی، بخیلی، اور تکبر اہل دوزخ کے کام ہیں اب ہمیں دیکھنا ہے کہ ہم کے کس کو اپنانا ہے۔

ایک فقیر تمام دنیادار امیروں سے بہتر ہے:

(۲۵۵) وَعَنْ اَبِی الْعَبَّاسِ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ السَّاعِدِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: مَرَّ رَجُلٌ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ لِرَجُلٍ عِنْدَهُ جَالِسٌ: "مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا؟"، فَقَالَ: رَجُلٌ مِّنْ اَشْرَافِ النَّاسِ، هٰذَا وَاللّٰهِ حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ يُّنْكَحَ، وَاِنْ شَفَعَ اَنْ يُّشَفَّعَ ـ فَسَكَتَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، ثُمَّ مَرَّ رَجُلٌ اٰخَرُ، فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَا رَأْيُكَ فِيْ هٰذَا؟" فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هٰذَا رَجُلٌ مِّنْ فُقَرَاءِ الْمُسْلِمِيْنَ، هٰذَا حَرِيٌّ اِنْ خَطَبَ اَنْ لَّا يُنْكَحَ، وَاِنْ شَفَعَ اَنْ لَّا يُشَفَّعَ، وَاِنْ قَالَ اَنْ لَّا يُسْمَعَ لِقَوْلِهٖ ـ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هٰذَا خَيْرٌ مِّنْ مِلْءِ الْاَرْضِ مِثْلَ هٰذَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ـ

قَوْلُهٗ: "حَرِيٌّ" هُوَ بِفَتْحِ الْحَاءِ وَكَسْرِ الرَّاءِ وَتَشْدِيْدِ الْيَاءِ: اَیْ حَقِيْقٌ ـ

وَقَوْلُهٗ: "شَفَعَ" بِفَتْحِ الْفَاءِ ـ

◄◄ حضرت ابی العباس سہل بن سعد الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرا تو آپ نے اپنے پاس بیٹھے ہوئے ایک شخص سے پوچھا: اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے عرض کی: یہ شریف لوگوں میں سے ہے۔ اللہ کی قسم! یہ اس قابل ہے کہ اگر پیغام نکاح دے تو اس کے ساتھ نکاح کیا جائے اگر سفارش کرے تو اس کی سفارش قبول کی جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا: پھر ایک دوسرا شخص گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہم نشین سے فرمایا: اس شخص کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ! یہ شخص غریب مسلمانوں میں سے ہے یہ اس قابل ہے کہ اگر پیغام نکاح دے تو اس کا نکاح نہ کیا جائے اور اگر یہ سفارش کرے تو وہ قبول نہ ہو' اور اگر یہ بات کرے تو سنی نہ

255: بخاری شریف، کتاب الرقاق، رقم الحدیث:6447

جائے۔تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: یہ شخص اس جیسے دنیا بھر کے لوگوں سے افضل ہے۔(متفق علیہ)

حل لغات:

حری: خاء کی زبر راء کی زیر اور یاء کی تشدید کے ساتھ: کا معنیٰ ہے وہ اس لائق ہے۔

شفع: فاء کے زبر کے ساتھ۔(سفارش کرے)

تعارف راوی:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۷۷، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

محدثین فرماتے ہیں اس حدیث میں فقراء کی فضیلت کو بیان کیا گیا ہے کہ ان کو معاشرے میں ان کی غربت کی وجہ کوئی نہیں جانتا اور نہ ان کا احترام کیا جاتا ہے مگر ان میں سے ایک آدمی دنیا بھر کے ان تمام انسانوں سے بہتر ہوتا ہے جو ایمان اور تقوی سے خالی ہوتے ہیں اور صرف دنیا میں ہی کھوئے رہتے ہیں۔

(۲۵۶)وَعَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "احْتَجَّتِ الْجَنَّۃُ وَالنَّارُ، فَقَالَتِ النَّارُ: فِیَّ الْجَبَّارُوْنَ وَالْمُتَکَبِّرُوْنَ ۔ وَقَالَتِ الْجَنَّۃُ: فِیَّ ضُعَفَاءُ النَّاسِ وَمَسَاکِیْنُھُمْ، فَقَضَی اللّٰہُ بَیْنَھُمَا: اِنَّکِ الْجَنَّۃُ رَحْمَتِیْ اَرْحَمُ بِکِ مَنْ اَشَاءُ، وَاِنَّکِ النَّارُ عَذَابِیْ اُعَذِّبُ بِکِ مَنْ اَشَاءُ، وَلِکِلَیْکُمَا عَلَیَّ مِلْؤُھَا" رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

◄◄ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جنت اور دوزخ کی آپس میں تکرار ہوگئی۔ دوزخ نے کہا: مجھ میں بڑے بڑے جابر اور متکبر لوگ داخل ہوں گے۔ جنت نے کہا: مجھ میں کمزور اور مسکین لوگ داخل ہوں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا: اے جنت! تو میری رحمت ہے۔ میں تیرے ذریعہ جس پر چاہتا ہوں رحم کرتا ہوں اور اے دوزخ! تو میرا عذاب ہے میں تیرے ذریعہ جس کو چاہتا ہوں عذاب دیتا ہوں اور تم دونوں کو بھرنا میری ذمہ داری ہے۔(مسلم)

حل لغات:

احتجت: از، احتجاجاً، بمعنی اپنے دعویٰ پر دلیل قائم کرنا۔

ملؤھا: از، ملاءً، بمعنی، بھرنا۔

256: مسلم شریف، کتاب الجنۃ وصفۃ، رقم الحدیث: 2847

تعارف راوی:

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۲۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا کہ دوزخ کو بھرنا بھی اللہ تعالیٰ کی ذمہ داری ہے جیسا کہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا کہ "لاملئن جھنم" میں جہنم کو ضرور بالضرور بھر دوں گا" (القرآن) تو ہم کو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرنی چاہیے کہ اے اللہ اے، ہمارے رحمٰن ع رحیم رب تو ہمارے ساتھ اس دوزخ کو نہ بھرنا، ہم اس سے تیری پناہ مانگتے ہیں اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقہ ہمارے ساتھ جنت کو بھرنے کا وعدہ پورا فرمانا تو ہی ہمارا ملاوی و ملجاء ہے۔

(۲۵۷)وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّهٗ لَیَاْتِی الرَّجُلُ السَّمِیْنُ الْعَظِیْمُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ لَا یَزِنُ عِنْدَ اللّٰهِ جَنَاحَ بَعُوْضَةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن ایک موٹا تازہ عظیم الجثہ شخص آئے گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کا وزن مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں ہوگا۔ (متفق علیہ)

شرح:

یہاں پر وزن سے مراد نیکیوں کا وزن ہے کہ وہ آدمی ہے تو بہر صحت مند اللہ تعالیٰ نے اس کے جسم میں کوئی کمزوری نہیں رکھی لیکن اس نے نیکیاں مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں کیں۔

مسجد کی صفائی پر اجر:

(۲۵۸)وَعَنْهُ : اَنَّ امْرَاَةً سَوْدَاءَ کَانَتْ تَقُمُّ الْمَسْجِدَ، اَوْ شَابًّا، فَفَقَدَهَا، اَوْ فَقَدَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَسَاَلَ عَنْهَا، اَوْ عَنْهُ، فَقَالُوْا: مَاتَ ۔ قَالَ: "اَفَلَا کُنْتُمْ اٰذَنْتُمُوْنِیْ" فَکَاَنَّهُمْ صَغَّرُوْا اَمْرَهَا، اَوْ اَمْرَهٗ، فَقَالَ: "دُلُّوْنِیْ عَلٰی قَبْرِهٖ" فَدَلُّوْهُ فَصَلّٰی عَلَیْهَا، ثُمَّ قَالَ: "اِنَّ هٰذِهِ الْقُبُوْرَ مَمْلُوْءَةٌ ظُلْمَةً عَلٰی اَهْلِهَا، وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی ۔ یُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلَاتِیْ عَلَیْهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

قَوْلُهٗ: "تَقُمُّ" هُوَ بِفَتْحِ التَّاءِ وَضَمِّ الْقَافِ: اَیْ تَکْنُسُ ۔ "وَالْقُمَامَةُ": الْکُنَاسَةُ، وَ"اٰذَنْتُمُوْنِیْ" بِمَدِّ الْهَمْزَةِ: اَیْ: اَعْلَمْتُمُوْنِیْ ۔

257: مسلم شریف، کتاب صفۃ القیامۃ، 6915

258: مسلم شریف، کتاب الجنائز، رقم الحدیث: 956

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ ایک کالے رنگ کی عورت مسجد میں جھاڑو دیتی تھی یا فرمایا کہ وہ نوجوان مرد تھا۔ تو (ایک دن) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مرد یا عورت کو نہ دیکھا' تو آپ نے اس عورت یا مرد کے بارے میں پوچھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: وہ مر گیا ہے۔ آپ نے فرمایا: تم نے مجھے اس کی اطلاع کیوں نہیں کی؟ گویا انہوں نے اس مرد یا عورت کے معاملہ کو حقیر سمجھا' آپ نے فرمایا: مجھے اس کی قبر دکھاؤ؟ تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو قبر دکھائی تو آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھی پھر فرمایا: بے شک یہ قبریں اپنے مکینوں پر تاریکی سے بھری ہوئی ہیں' اور میرے ان پر نماز جنازہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ ان کے لئے قبروں کو روشن کر دے گا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

تقمّ: تاء کے زبر اور قاف کے پیش کے ساتھ یعنی جھاڑو دیتی تھی۔

لقمامة: جھاڑو دینے کو کہتے ہیں۔

اذنتمونی: ہمزہ پر مد ہے۔ یعنی تم نے مجھے بتایا۔

شرح:

اس عورت کا نام بعض روایات میں ام محجن آتا ہے۔ اور بعض روایات میں صرف کالی عورت آتا ہے۔

اس حدیث کی بنا پر علماء فرماتے ہیں مسجد کی صفائی کرنا بڑے اجر و ثواب کا کام ہے اور یہ بھی فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس عورت کی قبر پہ خود تشریف لے گے معلوم ہوا کہ زیارت قبور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ ہے، اور بعض علماء یہ بھی فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی کے جنازے میں یا قبر پر کوئی اہل اللہ تشریف لائے تو اس کا فائدہ صاحب قبر کو ہوتا ہے، (دلیل الفالحین تحت حدیث مذکورہ)

(۲۵۹) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "رُبَّ اَشْعَثَ اَغْبَرَ مَدْفُوْعٍ بِالْاَبْوَابِ لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کتنے ہی لوگ ایسے ہیں جن کے بال بکھرے ہوتے ہیں' جسم غبار آلود ہوتے ہیں' اور ان کو دروازوں پر لوگ دھکے دیتے ہیں۔ لیکن اگر وہ اللہ تعالیٰ پر قسم کھالیں تو وہ ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے۔ (مسلم)

259: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، 6556، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 3854، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 12498، ابن حبان، رقم الحدیث: 6483، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 7932، مسند ابو یعلی، رقم الحدیث: 3519

حل لغات:

اشعث: پراگندہ ہونا، بالوں کا غبار آلودہ ہونا اور بکھرے ہوئے ہونا۔

لابرّہ: ضرور پوری کرتا ہے۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کے تحت علامہ ملا علی قاری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، اس سے مراد دنیاوی فقیر نہیں جو دروازوں پر جاتے ہیں بلکہ اس سے مراد اللہ تعالیٰ کے وہ ولی ہیں جن کی کیفیت دنیاداروں کی طرح شان و شوکت والی نہیں ہوتی تو اگر ان میں سے کوئی کسی کے دروازے پر جاتا ہے پھر اسے روک دیا جاتا ہے گھر یا محفل میں جانے کی اجازت نہیں دی جاتی، اس کی حکمت بعض علماء نے یہ لکھی ہے کہ اگر ان کا بھی اکرام ہونے لگے تو یہ بھی دنیا میں مشغول ہو جائیں گے، ان کو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور طرف رغبت ہی نہ ہو۔ (مرقاۃ فی شرح المشکوۃ از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ)

اس حدیث کے ضمن میں امام نووی فرماتے ہیں کہ قسم سے مراد دعا ہے کہ جب یہ دعا مانگتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو قبول فرماتا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ وہ کہہ دیں کہ یہ کام ہو جائے گا تو اللہ ان کی زبان کی لاج رکھ لیتا ہے اور کام ہو جاتا ہے۔ (شرح مسلم للنووی)

ڈاکٹر علامہ اقبال علیہ الرحمہ نے کیا خوب کہا کہ

منہ سے نکلی ہوئی بات اثر رکھتی ہے　　پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

جنت میں پہلے فقراء جائیں گے:

(۲۶۰) وَعَنْ اُسَامَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "قُمْتُ عَلٰى بَابِ الْجَنَّةِ،

فَاِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا الْمَسَاكِيْنُ، وَاَصْحَابُ الْجَدِّ مَحْبُوْسُوْنَ، غَيْرَ اَنَّ اَصْحَابَ النَّارِ قَدْ اُمِرَ بِهِمْ اِلَى النَّارِ ۔ وَقُمْتُ عَلٰى بَابِ النَّارِ فَاِذَا عَامَّةُ مَنْ دَخَلَهَا النِّسَآءُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

"وَالْجَدُّ": بِفَتْحِ الْجِيْمِ: اَلْحَظُّ وَالْغِنٰى ۔ وَقَوْلُهُ: "مَحْبُوْسُوْنَ" اَیْ: لَمْ يُؤْذَنْ لَهُمْ بَعْدُ فِيْ دُخُوْلِ الْجَنَّةِ ۔

260: بخاری و مسلم، کتاب النکاح، رقم الحدیث: 5196، مسلم شریف، کتاب الرقاق، رقم الحدیث: 2736

◂◂ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: میں جنت کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس میں اکثر داخل ہونے والے مسکین تھے' اور مالداروں کو روک دیا گیا تھا سوائے اس کے کہ جو دوزخی تھے۔ انہیں دوزخ میں داخل ہونے کا حکم دے دیا گیا تھا' اور میں دوزخ کے دروازے پر کھڑا ہوا تو دیکھا کہ اس میں داخل ہونے والی اکثر عورتیں تھیں۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

الجد: جیم کے زبر کے ساتھ حصہ اور امارت کو کہتے ہیں۔ (یعنی امیر ہونا، دولت مند ہونا)۔

محبوسون: یعنی ان کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی۔

تعارف راوی:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۳۱، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کا ایک مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مالدار اپنے مال کا حساب دیتے رہیں گے جس کی وجہ سے وہ جنت میں دیر سے جائیں گے اور مسکین وفقراء کے پاس تو مال تھا ہی نہیں لہٰذا یہ جنت میں پہلے چلے جائیں گے، ایک دوسر حدیث کا یہی مفہوم ہے۔

اور ایک حدیث میں آتا ہے کہ فقراء امرء سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہو جائیں گے (بخاری شریف)

اور دوزخ میں اکثر عورتیں داخل ہوں گئیں اس کی وجہ ایک دوسری حدیث میں یہ آئی ہے کہ یہ اپنے شوہروں کے ناشکری کرتی ہیں اس لیے دوزخ میں جائے گئیں۔

(۲۶۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَمْ یَتَکَلَّمْ فِی الْمَهْدِ اِلَّا ثَلَاثَةٌ: عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ، وَصَاحِبُ جُرَیْجٍ، وَّکَانَ جُرَیْجٌ رَجُلًا عَابِدًا، فَاتَّخَذَ صَوْمَعَةً فَکَانَ فِیْهَا، فَاَتَتْهُ اُمُّهُ وَهُوَ یُصَلِّیْ، فَقَالَتْ: یَا جُرَیْجُ، فَقَالَ: یَا رَبِّ اُمِّیْ وَصَلَاتِیْ فَاَقْبَلَ عَلٰی صَلَاتِهٖ فَانْصَرَفَتْ. فَلَمَّا کَانَ مِنَ الْغَدِ اَتَتْهُ وَهُوَ یُصَلِّیْ، فَقَالَتْ: یَا جُرَیْجُ، فَقَالَ: اَیْ رَبِّ اُمِّیْ وَصَلَاتِیْ، فَاَقْبَلَ عَلٰی صَلَاتِهٖ، فَلَمَّا کَانَ مِنَ الْغَدِ اَتَتْهُ وَهُوَ یُصَلِّیْ، فَقَالَتْ: یَا جُرَیْجُ، فَقَالَ: اَیْ رَبِّ اُمِّیْ وَصَلَاتِیْ، فَاَقْبَلَ عَلٰی صَلَاتِهٖ، فَقَالَتْ: اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتّٰی یَنْظُرَ اِلٰی وُجُوْهِ الْمُوْمِسَاتِ. فَتَذَاکَرَ بَنُوْ اِسْرَائِیْلَ جُرَیْجًا وَّعِبَادَتَهٗ، وَکَانَتِ امْرَاَةٌ بَغِیٌّ یُّتَمَثَّلُ بِحُسْنِهَا، فَقَالَتْ: اِنْ شِئْتُمْ لَاَفْتِنَنَّهٗ، فَتَعَرَّضَتْ لَهٗ، فَلَمْ یَلْتَفِتْ اِلَیْهَا، فَاَتَتْ رَاعِیًا کَانَ یَاْوِیْ اِلٰی صَوْمَعَتِهٖ،

261: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 6384

فَـاَمْکَنَتْهُ مِنْ نَّفْسِهَا فَوَقَعَ عَلَيْهَا، فَحَمَلَتْ، فَلَمَّا وَلَدَتْ، قَالَتْ: هُوَ مِنْ جُرَيْجٍ، فَاَتَوْهُ فَاسْتَنْزَلُوْهُ وَهَدَمُوْا صَوْمَعَتَهُ، وَجَعَلُوْا يَضْرِبُوْنَهُ، فَقَالَ: مَا شَاْنُكُمْ؟ قَالُوْا: زَنَيْتَ بِهٰذِهِ الْبَغِيِّ فَوَلَدَتْ مِنْكَ. قَالَ: اَيْنَ الصَّبِيُّ؟ فَجَاؤُوْا بِهِ فَقَالَ: دَعُوْنِيْ حَتّٰى اُصَلِّيْ، فَصَلّٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ اَتَى الصَّبِيَّ فَطَعَنَ فِيْ بَطْنِهِ، وَقَالَ: يَا غُلَامُ مَنْ اَبُوْكَ؟ قَالَ: فُلَانُ الرَّاعِيْ، فَاَقْبَلُوْا عَلٰى جُرَيْجٍ يُقَبِّلُوْنَهُ وَيَتَمَسَّحُوْنَ بِهِ، وَقَالُوْا: نَبْنِيْ لَكَ صَوْمَعَتَكَ مِنْ ذَهَبٍ. قَالَ: لَا، اَعِيْدُوْهَا مِنْ طِيْنٍ كَمَا كَانَتْ، فَفَعَلُوْا. وَبَيْنَا صَبِيٌّ يَّرْضَعُ مِنْ اُمِّهِ فَمَرَّ رَجُلٌ رَاكِبٌ عَلٰى دَابَّةٍ فَارِهَةٍ وَّشَارَةٍ حَسَنَةٍ، فَقَالَتْ اُمُّهُ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَ هٰذَا، فَتَرَكَ الثَّدْيَ وَاَقْبَلَ اِلَيْهِ فَنَظَرَ اِلَيْهِ، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ مِثْلَهُ، ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰى ثَدْيِهِ فَجَعَلَ يَرْتَضِعُ"، فَكَاَنِّيْ اَنْظُرُ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَحْكِيْ ارْتِضَاعَهُ بِاَصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ فِيْ فِيْهِ، فَجَعَلَ يَمُصُّهَا، قَالَ: "وَمَرُّوْا بِجَارِيَةٍ وَّهُمْ يَضْرِبُوْنَهَا، وَيَقُوْلُوْنَ: زَنَيْتِ سَرَقْتِ، وَهِيَ تَقُوْلُ: حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ. فَقَالَتْ اُمُّهُ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَهَا، فَتَرَكَ الرَّضَاعَ وَنَظَرَ اِلَيْهَا، فَقَالَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا، فَهُنَالِكَ تَرَاجَعَا الْحَدِيْثَ، فَقَالَتْ: مَرَّ رَجُلٌ حَسَنُ الْهَيْئَةِ، فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَهُ، فَقُلْتَ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ مِثْلَهُ، وَمَرُّوْا بِهٰذِهِ الْاَمَةِ وَهُمْ يَضْرِبُوْنَهَا وَيَقُوْلُوْنَ: زَنَيْتِ سَرَقْتِ، فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلِ ابْنِيْ مِثْلَهَا، فَقُلْتَ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا؟! قَالَ: اِنَّ ذٰلِكَ الرَّجُلَ كَانَ جَبَّارًا، فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنِيْ مِثْلَهُ، وَاِنَّ هٰذِهِ يَقُوْلُوْنَ: زَنَيْتِ، وَلَمْ تَزْنِ وَسَرَقْتِ، وَلَمْ تَسْرِقْ، فَقُلْتُ: اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِثْلَهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

"وَالْمُوْمِسَاتُ" بِضَمِّ الْمِيْمِ الْاُوْلٰى، وَاِسْكَانِ الْوَاوِ وَكَسْرِ الْمِيْمِ الثَّانِيَةِ وَبِالسِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ؛ وَهُنَّ الزَّوَانِيْ. وَالْمُوْمِسَةُ: اَلزَّانِيَةُ. وَقَوْلُهُ: "دَابَّةٌ فَارِهَةٌ" بِالْفَاءِ: اَيْ حَاذِقَةٌ نَفِيْسَةٌ. "وَالشَّارَةُ" بِالشِّيْنِ الْمُعْجَمَةِ وَتَخْفِيْفِ الرَّاءِ: وَهِيَ الْجَمَالُ الظَّاهِرُ فِي الْهَيْئَةِ وَالْمَلْبَسِ. وَمَعْنٰى "تَرَاجَعَا الْحَدِيْثَ" اَيْ: حَدَّثَتِ الصَّبِيَّ وَحَدَّثَهَا، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ.

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: پنگھوڑے میں تین آدمیوں کے علاوہ کسی نے کلام نہیں کیا۔ ایک تو عیسیٰ بن مریم ہیں۔ دوسرا جریج کا ساتھی اور جریج ایک عبادت گزار شخص تھا۔ اس نے اپنے لئے ایک حجرہ بنا رکھا تھا۔ وہ اسی حجرے میں تھا کہ اس کی ماں آئی اور وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس کی ماں نے اسے پکارا: اے جریج! اس نے کہا: اے میرے رب! ایک طرف میری ماں ہے اور دوسری طرف نماز (کدھر توجہ دوں؟) اس نے اپنی نماز جاری رکھی سو وہ لوٹ گئی۔ دوسرے دن پھر وہ اس

کے پاس آئی اور وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے پکارا: اے جریج! جریج نے کہا: اے میرے رب! ایک طرف میری ماں ہے ایک طرف نماز سو اس نے اپنی نماز جاری رکھی۔ پس اگلے دن جب وہ پھر اس کے پاس آئی اور وہ نماز پڑھ رہا تھا۔ اس نے پکارا: اے جریج! جریج نے کہا: اے میرے رب ایک طرف میری ماں ہے' اور ایک طرف نماز اور اس نے (پھر) اپنی نماز جاری رکھی تو اس کی ماں نے کہا: اے اللہ! اسے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک کہ یہ بدکار عورتوں کے چہرے نہ دیکھ لے۔ سو بنو اسرائیل جریج اور اس کی عبادت کی باتیں کیا کرتے تھے۔ ایک عورت تھی جس کا حسن ضرب المثل تھا۔ اس نے کہا: اگر تم چاہو تو میں اس کو آزمائش میں مبتلا کردوں۔ وہ اس کے پاس گئی تو اس نے اس کی طرف توجہ ہی نہ دی۔ پھر وہ ایک چرواہے کے پاس گئی جو اس کے حجرے کے قریب تھا۔ اسے اس نے اپنے نفس پر قدرت دی وہ اس سے ہم بستر ہوا اور وہ حاملہ ہوگئی۔ جب اس نے بچہ جنا تو کہا کہ یہ بچہ جریج کا ہے۔ لوگ جریج کے پاس آئے۔ اس کو حجرے سے باہر نکالا۔ حجرہ گرادیا اور اس کو پیٹنے لگے۔ اس نے کہا: تمہیں کیا ہوا ہے؟ انہوں نے کہا: تو نے اس بدکارہ سے زنا کیا اور اس نے تجھ سے بچہ کو جنم دیا۔ اس نے کہا: بچہ کہاں ہے؟ وہ بچے کو لے کر آئے تو اس نے کہا: مجھے اجازت دو کہ میں نماز پڑھ لوں۔ پھر اس نے نماز پڑھی۔ جب نماز پڑھ کر لوٹا تو بچے کے پاس آیا اور اس کے پیٹ پر ہاتھ مار کر کہا: اے لڑکے! تیرا باپ کون ہے؟ اس نے کہا: فلاں چرواہا۔ وہ جریج کی طرف بڑھے اور اس کو چومنے لگے اور حصول برکت کے لئے اس کے جسم کو چھونے لگے: اور اس سے کہا: ہم تمہارا حجرہ سونے کا بنا کر دیتے ہیں۔ اس نے کہا: نہیں۔ بلکہ جس طرح وہ پہلے مٹی کا تھا اسی طرح مٹی کا بنادو سو انہوں نے حجرہ بنادیا اور ایک بچہ اپنی ماں کا دودھ پی رہا تھا کہ ایک آدمی جو خوبصورت گھوڑے پر سوار تھا' اور صورت اور لباس کا حسین تھا۔ وہاں سے گزرا۔ بچے کی ماں نے کہا: اے اللہ! میرے بچے کو اسی کی طرح بنادے۔ بچے نے پستان چھوڑ دیا۔ اس شخص کی طرف متوجہ ہوا اور کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنانا۔ پھر وہ پستان کی طرف متوجہ ہوا اور دودھ پینے لگا۔ (راوی کہتے ہیں) گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی انگشت شہادت منہ میں ڈالی ہوئی ہے' اور اسے چوس کر بچے کے دودھ پینے کی مثال بیان فرمارہے ہیں۔ پھر فرمایا: کچھ لوگ ان کے پاس سے گزرے، وہ ایک لونڈی کو مار رہے تھے' اور کہہ رہے تھے: تو نے بدکاری کی ہے۔ تو نے چوری کی ہے' اور وہ کہہ رہی تھی مجھے اللہ کافی ہے' اور وہ بہترین کارساز ہے۔ اس بچے کی ماں نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ کرنا۔ بچے نے دودھ پینا چھوڑ دیا اس لونڈی کی طرف دیکھ اور کہا: اے اللہ! مجھے اسی کی طرح بنادے۔ یہاں دونوں ماں بیٹے نے اس بات کو دہرایا۔ ماں نے کہا: ایک خوبرو آدمی گزرا اور میں نے کہا کہ پروردگار! میرے بیٹے کو اس جیسا بنادے تو تُو نے کہا کہ اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنا۔ پھر لوگ اس لونڈی کو لے کر گزرے وہ اس کو مار

رہے تھے' اور کہہ رہے تھے تو نے بدکاری کی تو نے چوری کی تو میں نے کہا: اے اللہ! میرے بیٹے کو اس جیسا نہ بنا تو تُو نے کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا بنا دے۔ بچے نے کہا: وہ آدمی ظالم تھا تو میں نے کہا: اے اللہ! مجھے اس جیسا نہ بنا اور اس عورت کو لوگ کہہ رہے تھے کہ تو نے بدکاری کی لیکن اس نے بدکاری نہیں کی تھی وہ اسے کہہ رہے تھے کہ تو نے چوری کی لیکن اس نے چوری نہیں کی تھی۔ تو میں نے کہہ دیا: اے اللہ! مجھے اس جیسا بنا دے۔

(متفق علیہ)

حل لغات:

المومسات: پہلی میم پر پیش واؤ ساکن دوسری میم کے نیچے زیر اور سین مہملہ، مطلب ہے زانی عورتیں، بدکار عورتیں۔

دابةفارحة: فاء کے ساتھ۔ ہوشیار، عمدہ سواری کو کہتے ہیں۔

الشارة: شین معجمہ اور راء مخففہ کے ساتھ، صورت اور لباس کا حسن ظاہری۔

تراجعاالحدیث: کا معنی ہے: ماں اور بچے نے بات دہرائی ایک دوسرے کو سنائی۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

علماء کرام فرماتے ہیں کہ اگر آدمی نفلی نماز پڑھ رہا ہو اور والدہ اس کو کسی ضرورت کے لیے بلا رہی ہو تو اس کی بات کا جواب دینا چاہیے، یہ بھی معلوم ہوا کہ آدمی چاہے کتنا ہی عبادت گزار ہو اگر اس کی ماں اس پر ناراض ہو جائے تو اس کی آزمائش ضرور ہوتی ہے، اس حدیث سے یہ بھی ثابت ہوا کہ اولیاء اللہ سے کرامت کا ظہور حق ہے جیسا کہ یہاں اللہ تعالٰی کے ایک ولی حضرت جریج سے ہوا، واللہ اعلم۔

(۳۳) بَابُ مُلاطَفَةِ الْيَتِيمِ وَالْبَنَاتِ وَسَائِرِ الضَّعَفَةِ وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْمُنْكَسِرِيْنَ وَالْإِحْسَانِ اِلَيْهِمْ وَالشَّفْقَةِ عَلَيْهِمْ وَالتَّوَاضُعِ مَعَهُمْ وَخَفْضِ الْجَنَاحِ لَهُمْ

یتیموں، بچیوں، تمام کمزوروں، مسکینوں وغیرہ کے ساتھ نرمی، شفقت، احساس اور تواضع کے ساتھ پیش آنے کا بیان

مسکین کی تعریف:

وہ آدمی جس کے پاس کچھ نہ ہو حتیٰ کہ کھانے اور بدن چھپانے کے لیے اس بات کا محتاج ہو کہ لوگوں سے سوال کرے۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ﴾ (الحجر:88)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور مسلمانوں کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لو۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَيْنَاكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا﴾ (الکھف:28)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو، جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں اس کی رضا چاہتے ہیں، اور تمہاری آنکھیں انہیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں کیا تم دنیا کی زندگی کا سنگھار چاہو گے۔

تشریح:

قریش نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ آپ چھوٹے لوگوں کی مجلس میں نہ بیٹھا کریں جیسے بلال، عمار، صہیب، خباب، ابن مسعود رضی اللہ عنہم وغیرہ۔ اور ہماری مجلسوں میں بیٹھا کریں۔ پس اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی درخواست رد کرنے کا حکم فرمایا جیسے اور آیت میں ہے ''وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ'' (6-الانعام:52) یعنی صبح شام یاد الٰہی کرنے والوں کو اپنی مجلس سے نہ ہٹا۔ صحیح مسلم میں ہے کہ ہم چھ شخص غریب

غرباء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے، سعد بن ابی وقاص، ابن مسعود، قبیلہ ہذیل کا ایک شخص، بلال اور دو آدمی اور رضی اللہ عنہم اتنے میں معزز مشرکین آئے اور کہنے لگے انہیں اپنی مجلس میں اس جرات کے ساتھ نہ بیٹھنے دو۔ اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جی میں کیا آیا؟ جو اس وقت آیت: ''وَلَا تَطْرُدِ الَّذِينَ يَدْعُونَ رَبَّهُم بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ ''(6- الانعام: 52) اتری۔ (صحیح مسلم:2413)

مسند احمد میں ہے کہ ایک واعظ قصہ گوئی کر رہا تھا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، وہ خاموش ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم بیان کئے چلے جاؤ۔ میں تو صبح کی نماز سے لے کر آفتاب کے نکلنے تک اسی مجلس میں بیٹھا رہوں، تو اپنے لئے چار غلام آزاد کرنے سے بہتر سمجھتا ہوں۔ (مسند احمد:5/261)

اور حدیث میں ہے آپ فرماتے ہیں کہ میں ایسی مجلس میں بیٹھ جاؤں، یہ مجھے چار غلام آزاد کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔ (مسند احمد:3/474)

ابوداؤد طیالسی میں ہے کہ ذکر اللہ کرنے والوں کے ساتھ صبح کی نماز سے سورج نکلنے تک بیٹھ جانا مجھے تو تمام دنیا سے زیادہ پیارا ہے، اور نماز عصر کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک اللہ کا ذکر کرنا مجھے آٹھ غلاموں کے آزاد کرنے سے زیادہ پیارا ہے، گو وہ غلام اولاد اسماعیل سے گراں قدر اور قیمتی کیوں نہ ہوں، گو ان میں سے ایک ایک کی دیت بارہ بارہ ہزار کی ہو تو مجموعی قیمت چھیانوے ہزار کی ہوئی۔ بعض لوگ چار غلام بتاتے ہیں لیکن انس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں، واللہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آٹھ غلام فرمائے ہیں۔ (مسند طیالسی، 2104)

بزار میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم آئے ایک صاحب سورۃ الکہف کی قرأت کر رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر خاموش ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہی ان لوگوں کی مجلس ہے جہاں بیٹھنے کا مجھے حکم الٰہی ہوا ہے۔ (مجمع الزوائد، 7/167:)

اور روایت میں ہے کہ یا تو سورۃ الحج کی وہ تلاوت کر رہے تھے یا سورۃ الکہف کی۔ (مسند بزار، 2636)

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ فَاَمَّا الْيَتِيْمَ فَلَا تَقْهَرْ ۝ وَاَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ۝﴾ (الضحٰی:10-9)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو یتیم پر دباؤ نہ ڈالو ۝ اور منگتے کو نہ جھڑکو ۝

تشریح:

قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں ''یتیم کے لیے ایسا ہو جانا چاہیئے جیسے سگا باپ اولاد پر مہربان ہوتا ہے''۔ (تفسیر ابن کثیر)

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿ اَرَاَيْتَ الَّذِیْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِیْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ۝ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى

طَعَامِ الْمِسْكِيْنِ ۝﴾ (الماعون:6)

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: بھلا دیکھوتو جو دین کو جھٹلاتا ہے۝ پھر وہ وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہے۝ اور مسکین کو کھانا دینے کی رغبت نہیں دیتا۝

تشریح:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم) تم نے اس شخص کو دیکھا جو قیامت کے دن کو جو جزا سزا کا دن ہے جھٹلاتا ہے، یتیم پر ظلم وستم کرتا ہے، اس کا حق مارتا ہے، اس کے ساتھ سلوک واحسان نہیں کرتا، مسکینوں کو خود تو کیا دیتا دوسروں کو بھی اس کار خیر پر آمادہ نہیں کرتا۔

جیسے اور جگہ ہے "كَلَّا بَل لَا تُكرِمُونَ الْيَتِيمَ،وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَى طَعَامِ الْمِسكِينِ" (89-الفجر:17-18) یعنی "جو برائی تمہیں پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کا نتیجہ ہے کہ نہ تم یتیموں کی عزت کرتے ہو نہ مسکینوں کو کھانا دینے کی رغبت دلاتے ہو" یعنی اس فقیر کو جو اتنا نہیں پاتا کہ اسے کافی ہو۔

(۲۶۲)وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتَّةَ نَفَرٍ، فَقَالَ الْمُشْرِكُوْنَ لِلنَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اُطْرُدْ هٰؤُلَاءِ لَا يَجْتَرِءُوْنَ عَلَيْنَا، وَكُنْتُ اَنَا وَابْنُ مَسْعُوْدٍ . وَرَجُلٌ مِّنْ هُذَيْلٍ وَّبِلَالٌ وَّرَجُلَانِ لَسْتُ اُسَمِّيهِمَا، فَوَقَعَ فِیْ نفس رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ يَّقَعَ فَحَدَّثَ نَفْسَهُ، فَاَنْزَلَ اللّٰهُ تعالى: ﴿وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهُ﴾ (الانعام:52) رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھ آدمی تھے۔ مشرکوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: ان کو دور کر دو تا کہ یہ ہمارے خلاف جرأت نہ کریں اور ایک میں بھی ان میں تھا۔ ایک حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ایک آدمی قبیلہ ہذیل کا، حضرت بلال رضی اللہ عنہ اور دو آدمی اور تھے جن کے نام مجھے معلوم نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جی میں کوئی بات آئی جیسا کہ خداوند کریم نے ارادہ فرمایا کہ آئے، تو آپ نے اپنے جی میں سوچنا شروع کیا سو اس وقت اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ: ''اور نہ دور ہٹاؤ انہیں جو پکارتے رہتے ہیں اپنے رب کو صبح وشام طلب گار ہیں (فقط) اس کی رضا کے''۔ نازل فرمائی۔ (مسلم)

حل لغات:

نفر: گروہ، تین سے سات تک لوگوں کے لیے مستعمل ہے۔

اطرد: از، طرداً، بمعنی، ایک طرف کرنا دور کرنا۔

262: مسلم شریف، کتاب فضائل صحابہ، رقم الحدیث: 6117

یجترءُ وْن: جرأت کرتے ہیں۔

تعارف راوی:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۷، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس کی شرح ماقبل آیت کی تشریح میں گزر چکی ہے، ابوالاحمد غفرلہ،،

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تقوٰی:

(۲۶۳)وَعَنْ اَبِیْ هُبَیْرَةِ عَائِذ بْنِ عَمْرٍو الْمُزَنِّیْ وَهُوَ مِنْ اَهْلِ بَیْعَةِ الرِّضْوَانِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ اَبَا سُفْیَانَ اَتٰی عَلٰی سَلْمَانَ وَصُهَیْبٍ وَّبِلاَلٍ فِیْ نَفَرٍ، فَقَالُوْا: مَا اَخَذَتْ سُیُوْفُ اللّٰهِ مِنْ عَدُوِّ اللهِ مَاْخَذَهَا، فَقَالَ اَبُوْ بَكْرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَتَقُوْلُوْن هٰذَا لِشَیْخِ قُرَیْشٍ وَّسَیِّدِهِمْ؟ فَاَتَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَاَخْبَرَهُ، فَقَالَ: "یَا اَبَا بَكْرٍ، لَعَلَّكَ اَغْضَبْتَهُمْ؟ لَئِنْ كُنْتَ اَغْضَبْتَهُمْ لَقَدْ اَغْضَبْتَ رَبَّكَ" فَاَتَاهُمْ فَقَالَ: یَا اِخْوَتَاهُ، اَغْضَبْتُكُمْ؟ قَالُوْا: لاَ، یَغْفِرُ اللّٰهُ لَكَ یَا اُخَیَّ . رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

قَوْلُهُ: "مَاْخَذَهَا" اَیْ: لَمْ تَسْتَوْفِ حَقَّهَا مِنْهُ . وَقَوْلُهُ: "یَا اُخَیَّ": رُوِیَ بِفَتْحِ الْهَمْزَةِ وَكَسْرِ الْخَاءِ وَتَخْفِیْفِ الْیَاءِ، وَرُوِیَ بِضَمِّ الْهَمْزَةِ وَفَتْحِ الْخَاءِ وَتَشْدِیْدِ الْیَاءِ .

◀◀ حضرت ابوہبیرہ عائذ بن عمرو مزنی رضی اللہ عنہ جو اصحاب بیعت الرضوان رضی اللہ عنہم میں سے ہیں، سے مروی ہے کہ ابوسفیان حضرت سلمان، حضرت صہیب، اور حضرت بلال رضی اللہ عنہم جو چند دیگر لوگوں کے ہمراہ تھے، ان کے پاس آیا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: اللہ کی تلواروں نے اللہ کے دشمنوں سے اپنا حق وصول نہ کیا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا: تم یہ بات قریش کے بزرگ اور سرداروں سے کہہ رہے ہو؟ سو آپ (یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو ساری بات بتائی۔ تو آپ نے فرمایا: اے ابوبکر! شاید تم نے اپنے رب کو ناراض کیا ہے۔ اگر تم نے انہیں ناراض کیا تو بلاشبہ تم نے اپنے رب تعالیٰ کو ناراض کیا۔ پس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ان کے پاس آئے اور کہا: اے میرے بھائیو! کیا میں نے تمہیں ناراض کیا ہے؟ انہوں نے کہا: نہیں۔ اللہ تمہیں معاف کرے اے ہمارے بھائی! (مسلم)

حل لغات:

ماخذھا: یعنی اپنا حق اس سے نہیں لیا۔

263: مسلم شریف، کتاب فضائل صحابہ، رقم الحدیث:6287، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:20659، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:28

اُخَیَّ: ہمزہ کے زبر خاء کے زیر اور یاء کی تخفیف سے بھی مروی ہے اور ہمزہ کے پیش، خاء کے زبر اور یاء کی تشدید کے ساتھ بھی مروی ہے۔ (اے میرے بھائی)

یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں:

(۲۶۴) وَعَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيْمِ فِي الْجَنَّةِ هٰكَذَا" وَاَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى، وَفَرَّجَ بَيْنَهُمَا ۔ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ۔

و"كَافِلُ الْيَتِيْمِ": اَلْقَائِمُ بِاُمُوْرِهٖ ۔

◂◂ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور آپ نے اپنی درمیانی اور شہادت کی انگلی سے اشارہ کیا' اور دونوں کے درمیان فاصلہ رکھا۔ (بخاری)

حل لغات:

کافل الیتیم: یتیم کے معاملات انجام دینے والا۔ کفالت کرنے والا۔

شرح:

اس سے معلوم ہوا کہ یتیم کی کفالت کرنے والے کے لیے بہت اجر ہے اور یہ اجر خود نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ایک تو جنت ملے گی اور دوسرا اجر یہ کہ جنت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنگت بھی ملے گی چاہے وہ یتیم اس کے قرابت دار ہوں یا کوئی اور ہاں اگر قرابت دار ہیں تو اس کو اس پر زیادہ ثواب ملے گا ایک تو صلہ رحمی کا دوسرا کفالت یتیم کا، اور وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اتنا قریبی ہوگا جتنا دو انگلیوں کے درمیان فاصلہ ہوتا ہے۔

(۲۶۵) وَعَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كَافِلُ الْيَتِيْمِ لَهٗ اَوْ لِغَيْرِهٖ اَنَا وَهُوَ كَهَاتَيْنِ فِي الْجَنَّةِ" وَاَشَارَ الرَّاوِي وَهُوَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ بِالسَّبَّابَةِ وَالْوُسْطٰى ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

وَقَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلْيَتِيْمِ لَهٗ اَوْ لِغَيْرِهٖ" مَعْنَاهُ: قَرِيْبُهٗ، اَوِ الْاَجْنَبِيُّ مِنْهُ، فَالْقَرِيْبُ مِثْلُ اَنْ تَكْفُلَهٗ اُمُّهٗ اَوْ جَدُّهٗ اَوْ اَخُوْهُ اَوْ غَيْرُهُمْ مِنْ قَرَابَتِهٖ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ۔

264: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث:6005

265: مسلم شریف، کتاب الزھد، رقم الحدیث:7435، بخاری، رقم الحدیث:4998، ابوداؤد، رقم الحدیث:5150، ترمذی، رقم الحدیث:1918، نسائی، رقم الحدیث:2577، ابن ماجہ، رقم الحدیث:2140، موطا امام مالک، رقم الحدیث:1700، مسند امام احمد، رقم الحدیث:8868، ابن حبان، رقم الحدیث:460، بیہقی، رقم الحدیث:12442، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:4866، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:8120، بخاری شریف، رقم الحدیث:4998

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو یتیم کی کفالت کرتا ہے خواہ وہ اس کا رشتہ دار ہو یا اجنبی، وہ اور میں جنت میں اس طرح ہوں گے اور راوی حضرت مالک بن انس نے اپنی درمیانی اور شہادت کی انگلیوں سے اشارہ فرمایا: (مسلم)

حل لغات:

الیتیم لہ او لغیرہ : کا مطلب یہ ہے کہ اس کا رشتہ دار ہو یا اجنبی، اور قریب سے مراد ہے مثلاً یتیم کی ماں، دادا، اور بھائی وغیرہ رشتہ دار اس کی کفالت کریں۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

مسکین کون:

(۲۶۶) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِیْ تَرُدُّهُ التَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلَا اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ اِنَّمَا الْمِسْكِيْنُ الَّذِیْ يَتَعَفَّفُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِیْ رِوَايَةٍ فِی الصَّحِيْحَيْنِ: "لَيْسَ الْمِسْكِيْنُ الَّذِیْ يَطُوْفُ عَلَى النَّاسِ تَرُدُّهُ اللُّقْمَةُ وَاللُّقْمَتَانِ، وَالتَّمْرَةُ وَالتَّمْرَتَانِ، وَلٰكِنَّ الْمِسْكِيْنَ الَّذِیْ لَا يَجِدُ غِنًى يُّغْنِيْهِ، وَلَا يُفْطَنُ بِهٖ فَيُتَصَدَّقَ عَلَيْهِ، وَلَا يَقُوْمُ فَيَسْاَلُ النَّاسَ" .

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مسکین وہ نہیں ہے جو ایک کھجور یا دو کھجوروں یا ایک لقمہ یا دو لقموں کے لئے مارا مارا پھرتا ہے۔ مسکین تو وہ ہے جو غربت کے باوجود سوال کرنے سے پرہیز کرے۔ (متفق علیہ)

اور صحیحین ہی کی ایک اور روایت میں یہ الفاظ ہیں: مسکین وہ نہیں ہے جو لوگوں کے پیچھے پھرتا رہے۔ یوں کہ اسے ایک لقمہ یا دو لقمے اور ایک کھجور یا دو کھجوریں اسے چکر لگواتی رہیں۔ بلکہ مسکین تو وہ ہے جس کے پاس نہ تو دولت ہو کہ اسے ضرورت نہ رہے اور نہ اس کی تنگ دستی کی لوگوں کو خبر ہو کہ وہ اس پر صدقہ کریں اس کے باوجود وہ لوگوں سے نہیں مانگتا۔

حل لغات:

یتعفف : (تفعل) پاکدامن بننا۔ **یفطن** : از، فطناً، بمعنی سمجھنا، ماہر ہونا، ادراک کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

266: بخاری شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث: 1479

شرح:

معلوم ہوا کہ بعض لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جو مجبور ہو کر بھی کسی سے سوال نہیں کرتے ، ان لوگوں کو سفید پوش کہا جاتا ہے ہم کو ان لوگوں کو تلاش کر کے ان کی مدد کرنی چاہیے، یہی وہ لوگ ہیں جن کو حقیقی مسکین وفقیر کہا جاتا ہے ان کی ظاہری حالت ایسی نہیں ہوتی کہ ان کو دیکھ کر یہ کہا جائے کہ یہ مسکین یا فقیر ہے، اس حدیث میں ایسے لوگوں کو تلاش کر کے ان کی مدد کی ترغیب دی گئی ہے۔

بیوہ عورت کی مدد:

(۲٦۷)وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "السَّاعِيْ عَلَى الْاَرْمَلَةِ وَالْمِسْكِيْنِ، كَالْمُجَاهِدِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" وَاَحْسَبُهُ قَالَ: "وَكَالْقَائِمِ الَّذِيْ لَا يَفْتُرُ، وَكَالصَّائِمِ الَّذِيْ لَا يُفْطِرُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بیوہ عورت اور مسکین کے لئے کوشش کرنے والا اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے۔ (راوی کہتے ہیں) میرا خیال ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ اس قیام کرنے والے کی طرح ہے جو سستی نہیں کرتا اور اس روزہ دار کی طرح ہے جو افطار نہیں کرتا۔ (متفق علیہ)

شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکین اور بیوہ عورت کی مدد کی ترغیب دی اور فرمایا کہ ان کی مدد کرنے والا جہاد، نوافل، اور صوم وصال، رکھنے والے کی طرح ہے۔ علماء کرام فرماتے ہیں بیوہ عورت پر خرچ کرنے والے کو فقیر و مسکین پر خرچ کرنے والے سے زیادہ ثواب ملتا ہے۔

بدترین کھانا:

(۲٦۸)وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "شَرُّ الطَّعَامِ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ، يُمْنَعُهَا مَنْ يَّاْتِيْهَا، وَيُدْعَى اِلَيْهَا مَنْ يَّاْبَاهَا، وَمَنْ لَّمْ يُجِبِ الدَّعْوَةَ فَقَدْ عَصَى اللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ فِي الصَّحِيْحَيْنِ، عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ من قَوْلِهِ: "بِئْسَ الطَّعَامُ طَعَامُ الْوَلِيْمَةِ يُدْعَى اِلَيْهَا

267: مسلم شریف، کتاب الزھد، رقم الحدیث: 7434، بخاری شریف، رقم الحدیث: 4998، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث: 5150، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 1918، ابن ماجہ رقم الحدیث: 2140، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 8120، ابن حبان، رقم الحدیث: 460

268: مسلم شریف، کتاب النکاح۔ رقم الحدیث: 3421

الْاَغْنِیَاءُ وَیُتْرَكُ الْفُقَرَاءُ" ۔

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: سب سے برا کھانا اس دعوت ولیمہ کا ہے جس سے ان لوگوں کو روک دیا جائے جو اس میں آتیں اور جو آنے سے انکار کریں انہیں دعوت دی جائے اور جس شخص نے دعوت قبول نہ کی اس نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی۔ (مسلم)

اور صحیحین میں ہی ایک روایت حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ارشاد فرمایا: بدترین کھانا اس دعوت ولیمہ کا کھانا ہے جس میں دولت مندوں کو مدعو کیا جائے اور تنگ دستوں کو چھوڑ دیا جائے۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

ولیمہ بذاتہ ایک مبارک فعل ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب دی ہے اور خود بھی کیا ہے، یہاں پر ایسے ولیمے کے کھانے کو بدترین کہا ہے جس میں دولت مند افراد کو مدعو کیا جاتا ہے لیکن غریب اور مساکین کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے، حدیث بالا سے استدلال فرماتے ہوئے اکثر علماء فرماتے ہیں کہ دعوت ولیمہ قبول کرنا مستحب ہے، کیونکہ یہاں امر استحباب کے لیے آیا ہے واجب نہیں جیسا کہ بعض کا نظریہ ہے۔

(۲۶۹) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ عَالَ جَارِیَتَیْنِ حَتّٰی تَبْلُغَا جَآءَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَنَا وَهُوَ کَهَاتَیْنِ" وَضَمَّ اَصَابِعَهٗ ۔ رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

"جَارِیَتَیْنِ" اَیْ: بِنْتَیْنِ ۔

◀◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے دو بچیوں کی صحیح تربیت کی حتیٰ کہ وہ بالغ ہوگئیں۔ وہ قیامت کے دن آئے گا تو وہ اور میں اس طرح ہوں گے، اور آپ نے اپنی انگلیوں کو ملایا۔ (مسلم)

حل لغات:

جاریتین: کا معنیٰ ہے دولڑکیاں۔

(۲۷۰) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: دَخَلَتْ عَلَیَّ امْرَاَةٌ وَّمَعَهَا ابْنَتَانِ لَهَا، تَسْاَلُ فَلَمْ

269: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 6567، بخاری شریف، رقم الحدیث: 1352، ترمذی شریف، رقم الحدیث: 1915، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 3668، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 24616، ابن حبان رقم الحدیث: 2939، بیہقی، رقم الحدیث: 15513

270: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 2629

تَجِدْ عِنْدِیْ شَیْئًا غَیْرَ تَمْرَةٍ وَّاحِدَةٍ، فَاَعْطَیْتُهَا اِیَّاهَا فَقَسَمَتْهَا بَیْنَ ابْنَتَیْهَا وَلَمْ تَاْکُلْ مِنْهَا، ثُمَّ قَامَتْ فَخَرَجَتْ، فَدَخَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلَیْنَا، فَاَخْبَرْتُهُ فَقَالَ: "مَنِ ابْتُلِیَ مِنْ هٰذِهِ الْبَنَاتِ بِشَیْءٍ فَاَحْسَنَ اِلَیْهِنَّ، کُنَّ لَهُ سِتْرًا مِّنَ النَّارِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ ۔

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ اس کی دو بچیاں تھیں وہ سوال کر رہی تھی میرے پاس سوائے ایک کھجور کے کچھ نہ تھا تو میں نے وہی اس کو دے دی تو اس نے وہ کھجور اپنی دونوں بچیوں میں تقسیم کر دی اور خود کچھ نہ کھایا۔ پھر اُٹھی پس باہر نکل گئی۔ سو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے تو میں نے آپ کو بتایا۔ آپ نے فرمایا: جسے ان بچیوں کے ساتھ آزمائش میں ڈالا جائے اور وہ ان کے ساتھ اچھا سلوک کرے تو وہ اس کے لئے دوزخ سے حجاب بن جاتی ہیں۔ (متفق علیہ)

(۲۷۱) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: جَائَتْنِیْ مِسْکِینَةٌ تَحْمِلُ ابْنَتَیْنِ لَهَا، فَاَطْعَمْتُهَا ثَلَاثَ تَمَرَاتٍ، فَاَعْطَتْ کُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُمَا تَمْرَةً وَّرَفَعتْ اِلٰی فِیْهَا تَمْرَةً لِتَاْکُلَهَا، فَاسْتَطْعَمَتْهَا ابْنَتَاهَا، فَشَقَّتِ التَّمْرَةَ الَّتِیْ کَانَتْ تُرِیْدُ اَنْ تَاْکُلَهَا بَیْنَهُمَا، فَاَعْجَبَنِیْ شَاْنُهَا، فَذَکَرْتُ الَّذِیْ صَنَعَتْ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "اِنَّ اللّٰهَ قَدْ اَوْجَبَ لَهَا بِهَا الْجَنَّةَ، اَوْ اَعْتَقَهَا بِهَا مِنَ النَّارِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' فرماتی ہیں کہ میرے پاس ایک مسکین عورت آئی اس نے اپنی دو بچیاں اُٹھا رکھی تھیں۔ میں نے اس کو تین کھجوریں دیں تو اس نے دونوں بچیوں کو ایک ایک کھجور دے دی اور تیسری کھجور اُٹھائی ہی تھی کہ اسے کھالے کہ اس کی بچیوں نے اس سے کھجور مانگی' سو اس نے وہ کھجور جسے وہ کھانا چاہتی تھی اس کے دو حصے کئے اور بچیوں کو دے دی۔ مجھے اس کی اس کیفیت پر حیرانی ہوئی' پس اس نے جو کچھ کیا تھا اس بات کا ذکر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا: اس کے بدلے اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے جنت واجب کر دی ہے۔ یا فرمایا: اللہ نے اس کے بدلے اس کو آگ سے آزاد فرما دیا ہے۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یہ حدیث اور اس سے پہلی حدیث میں محدثین کا اختلاف ہے کہ آیا یہ ایک ہی واقعہ ہے یا دو واقعات ہیں دونوں طرف

271: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 6568، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث: 22227، مستدرک حاکم، رقم الحدیث: 7332، مسند ابو یعلی، رقم الحدیث: 6068، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 7985

محدثین گئے ہیں، علماء کرام اس حدیث سے یہ بھی استدلال کرتے ہیں کہ عورت اپنے شوہر کے مال سے صدقہ کر سکتے ہیں جب کہ شوہر اجازت دے تو، اس صورت میں عورت اور اس کے شوہر دونوں کو ثواب ملے گا عورت کو صدقہ کرنے کی وجہ سے اور شوہر کو اس پر رضامند ہونے کی وجہ سے۔

(۲۷۲) وَعَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ خُوَیْلِدِ بْنِ عَمْرٍو الْخُزَاعِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اُحَرِّجُ حَقَّ الضَّعِیْفَیْنِ: اَلْیَتِیْمِ وَالْمَرْاَةِ" حَدِیْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ النِّسَائِیُّ بِاِسْنَادٍ جَیِّدٍ۔

ومعنی "اُحَرِّجُ": اُلْحِقُ الْحَرَجَ وَهُوَ الْاِثْمُ بِمَنْ ضَیَّعَ حَقَّهُمَا، وَاُحَذِّرُ مِنْ ذٰلِكَ تَحْذِیْرًا بَلِیْغًا، وَّاَزْجُرُ عَنْهُ زَجْرًا اَکِیْدًا۔

◀◀ حضرت ابوشریح خویلد بن عمرو الخزاعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: میں کمزوروں یعنی یتیم اور عورت کی حق تلفی کو سخت گناہ سمجھتا ہوں۔

یہ حدیث حسن ہے۔ اسے نسائی نے عمدہ سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

احـــــرج: یعنی جوان کا حق ضائع کرتا ہے میں ان کو گناہگار سمجھتا ہوں اور میں اس کو سختی سے ڈراتا ہوں اور اس سے شدت سے روکتا ہوں۔

شرح:

زمانہ جاہلیت کے مقابلہ میں اسلام نے عورت کو ایک رحمت قرار دیا ہے اور اس کا ذکر خیر اور مدح کے ساتھ کیا ہے اور اس کے ساتھ اچھا رویہ، حسن معاشرت، اور نرمی کی کئی مقامات پر تاکید فرمائی ہے، عورتوں کی چار حالتیں ہوتی ہیں، ماں، بیٹی، بہن، اور بیوی، اس تمام کے الگ الگ حقوق دین اسلام میں بیان کیے گے ہیں، اور ان کے حقوق اس قدر معظم ہیں کہ ان کو وراثت میں حق دار بنایا گیا ہے۔

اور یتیم کے لیے تو ایک حدیث میں یہ فرمایا کہ "کن للیتیم کالاب الرحیم" یتیم کے لیے رحم دل اور مہربان باپ کے طرح ہو جاؤ۔ (ادب المفرد، از امام بخاری علیہ الرحمۃ، باب کن للیتیم کالاب الرحیم)

کمزور لوگ رزق کا سبب ہیں:

(۲۷۳) وَعَنْ مُصْعَبِ بْنِ سَعْدِ بْنِ اَبِیْ وَقَّاصٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: رَاٰی سَعْدٌ اَنَّ لَهٗ فَضْلًا

272: سنن الکبریٰ نسائی، رقم الحدیث: 9150

273: بخاری شریف، رقم الحدیث: کتاب الجہاد، رقم الحدیث: 2896

عَلٰی مَنْ دُوْنَهٗ، فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَلْ تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ اِلَّا بِضُعَفَائِكُمْ" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ هٰكَذَا مُرْسَلًا، فَاِنَّ مُصْعَبَ بْنَ سَعْدٍ تَابِعِیٌّ، وَرَوَاهُ الْحَافِظُ اَبُوْ بَكْرٍ الْبَرْقَانِیُّ فِیْ صَحِيْحِهٖ مُتَّصِلًا عَنْ مُصْعَبٍ، عَنْ اَبِيْهِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ .

◄◄ حضرت مصعب بن سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے خیال کیا کہ انہیں نچلے درجے کے لوگوں پر فضیلت حاصل ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: غریبوں ہی کی بدولت تمہاری مدد کی جاتی ہے اور تمہیں رزق دیا جاتا ہے۔

بخاری نے اسے اسی طرح مرسلاً روایت کیا ہے۔ کیونکہ حضرت مصعب بن سعد تابعی ہیں اور حافظ ابوبکر برقانی نے اپنی صحیح میں اسی طرح متصلاً روایت کیا ہے کہ حضرت مصعب رضی اللہ عنہ نے اپنے والد رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔

شرح:

ایک دوسری حدیث میں آتا ہے کہ "انما نصر الله هذه الامة بضعيفها بدعوتهم و صلاتهم و اخلاصهم" اس امت کی مدد کمزوروں کی دعاؤں، ان کی نمازوں، اور ان کے اخلاص کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ (سنن نسائی،)

اور ایک حدیث پیچھے مذکور ہے جو حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

(۲۷۴) وَعَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ عُوَيْمِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِبْغُوْنِی الضُّعَفَاءَ، فَاِنَّمَا تُنْصَرُوْنَ وَتُرْزَقُوْنَ، بِضُعَفَائِكُمْ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ جَيِّدٍ .

◄◄ حضرت ابوالدرداء عویمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: مجھے کمزور لوگوں میں تلاش کرو۔ کیونکہ کمزور لوگوں ہی کی بدولت تمہیں مدد دی جاتی ہے اور تمہیں رزق عطا کیا جاتا ہے۔

ابوداؤد نے اسے عمدہ اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

274: ابوداؤد شریف، کتاب الجہاد، رقم الحدیث: 2594

۳۴-بَابُ الْوَصِيَّةِ بِالنِّسَاءِ

عورتوں کے متعلق وصیت کا بیان

وصیت کا لغوی معنیٰ:

وصیت کا لغوی معنیٰ ہدایت اور نصیحت آتا ہے۔(فیروز اللغات)

وصیت کی تعریف:

شرعاً بطور احسان کسی کو اپنے مرنے کے بعد اپنے مال یا منفعت کا مالک بنانا۔لیکن یہاں وصیت ہدایت کے بارے مستعمل ہے کہ عورتوں کے متعلق ہدایت کی باتیں یا نصیحتیں۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ﴾ (النساء:19)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ان سے اچھا برتاؤ کرو۔

تشریح:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں تم سب سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنی گھر والوں کے ساتھ بہتر سے بہتر شخص وہ ہے جو اپنی گھر والی کے ساتھ بہتر سے بہتر سلوک کرنے والا ہو میں اپنی بیویوں سے بہت اچھا رویہ رکھتا ہوں۔

(سنن ترمذی:3895،)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے ساتھ بہت لطف وخوشی بہت نرم اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے، انہیں خوش رکھتے تھے ان سے ہنسی دل لگی کی باتیں کیا کرتے تھے، ان کے دل اپنی مٹھی میں رکھتے تھے، انہیں اچھی طرح کھانے پینے کو دیتے تھے کشادہ دلی کے ساتھ ان پر خرچ کرتے تھے ایسی خوش طبعی کی باتیں بیان فرماتے جن سے وہ ہنس دیتیں، ایسا بھی ہوا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ نے دوڑ لگائی اس دوڑ میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آگے نکل گئیں کچھ مدت بعد پھر دوڑ لگی اب کے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پیچھے رہ گئیں تو آپ نے فرمایا "معاملہ برابر ہوگیا"۔(سنن ابوداود:2578،)

اس سے بھی آپ کا مطلب یہ تھا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا خوش رہیں ان کا دل بہلے جس زوجہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاں آپ کو رات گزارنی ہوتی وہیں آپ کی کل بیویاں جمع ہو جاتیں دو گھڑی بیٹھتیں بات چیت ہوتی۔

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ ان سب کے ساتھ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رات کا کھانا تناول فرماتے پھر سب اپنے اپنے گھر چلی جاتیں اور آپ وہیں آرام فرماتے جس کی باری ہوتی، اپنی زوجہ محترمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ ایک ہی چادر میں سوتے، کرتا نکال ڈالتے صرف تہبند بندھا ہوا ہوتا عشاء کی نماز کے بعد گھر جا کر دو گھڑی ادھر ادھر کی کچھ باتیں کرتے جس سے گھر والیوں کا جی خوش ہوتا الغرض نہایت ہی محبت پیار کے ساتھ اپنی بیویوں کو آپ رکھتے تھے۔

پس مسلمانوں کو بھی چاہیئے کہ اپنی بیویوں کے ساتھ اچھی طرح راضی خوشی، محبت پیار سے رہیں۔ (ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَلَنْ تَسْتَطِيْعُوْا اَنْ تَعْدِلُوْا بَيْنَ النِّسَآءِ وَلَوْ حَرَصْتُمْ فَلَا تَمِيْلُوْا كُلَّ الْمَيْلِ فَتَذَرُوْهَا كَالْمُعَلَّقَةِ وَاِنْ تُصْلِحُوْا وَتَتَّقُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ كَانَ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۝﴾ (النساء:129)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تم سے ہرگز نہ ہو سکے گا کہ عورتوں کو برابر رکھو اور چاہے کتنی ہی حرص کرو تو یہ نہ ہو کہ ایک طرف پورا جھک جاؤ کہ دوسری کو ادھر لٹکتی چھوڑ دو اور اگر تم نیکی اور پرہیزگاری کرو تو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے ۝

(۲۷۵) وَعَنْ اَبِىْ هُرَيْرَةَ رَضِىَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا ؛ فَاِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، وَّاِنَّ اَعْوَجَ مَا فِى الضِّلَعِ اَعْلَاهُ، فَاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهٗ كَسَرْتَهٗ،

وَاِنْ تَرَكْتَهٗ، لَمْ يَزَلْ اَعْوَجَ، فَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِىْ رِوَايَةٍ فِى الصَّحِيْحَيْنِ: "اَلْمَرْاَةُ كَالضِّلَعِ اِنْ اَقَمْتَهَا كَسَرْتَهَا، وَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا، اسْتَمْتَعْتَ وَفِيْهَا عَوَجٌ" .

وَفِىْ رِوَايَةٍ لِّمُسْلِمٍ: "اِنَّ الْمَرْاَةَ خُلِقَتْ مِنْ ضِلَعٍ، لَنْ تَسْتَقِيْمَ لَكَ عَلٰى طَرِيْقَةٍ، فَاِنِ اسْتَمْتَعْتَ بِهَا اسْتَمْتَعْتَ بِهَا وَفِيْهَا عَوَجٌ، وَّاِنْ ذَهَبْتَ تُقِيْمُهَا كَسَرْتَهَا، وَكَسْرُهَا طَلَاقُهَا" .

قَوْلُهٗ: "عَوَجٌ" هُوَ بِفَتْحِ الْعَيْنِ وَالْوَاوِ .

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، کیونکہ عورت کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے اور پسلی کا سب سے ٹیڑھا حصہ اس کا بالائی حصہ ہے۔ اگر تو

275: مسلم شریف، کتاب الرضاع، رقم الحدیث: 1466

اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا تو اسے توڑ دے گا' اور اگر تو اسے اس کے حال پر چھوڑ دے گا تو وہ بدستور ٹیڑھی ہی رہے گی۔ سو تم عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کیا کرو۔ (متفق علیہ)

اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے: عورت پسلی کی طرح ہے اگر تو اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کرے گا تو اسے توڑ دے گا' اور اگر تو اس سے فائدہ حاصل کرنا چاہے گا تو اس کے ٹیڑھے پن کے باوجود اس سے فائدہ حاصل کر سکے گا۔

مسلم کی ایک روایت میں ہے: بیشک عورت کی تخلیق پسلی سے ہوئی ہے۔ وہ تیرے لئے کبھی بھی ایک راستے پر درست نہیں رہ سکتی۔ اگر تو اس سے نفع حاصل کرنا چاہے تو اس کے ٹیڑھے پن کے باوجود اس سے نفع حاصل کر سکے گا' اور اگر تو نے اس کو سیدھا کرنے کی کوشش کی تو تُو اسے توڑ دے گا' اور توڑنے سے مراد اسے طلاق دینا ہے۔

حلِ لغات:

استوصوا: از، وصیاً، بمعنی متصل ہونا، اتصال کو طلب کرنا۔

اقمتھا: از، اقامةً، بمعنی ٹیڑھے کو سیدھا کرنا۔

عوج: عین اور واو پر زبر کے ساتھ ہے۔ ٹیڑھا ہونا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے ساتھ بہت لطف وخوشی بہت نرم اخلاقی اور خندہ پیشانی سے پیش آتے تھے، انہیں خوش رکھتے تھے ان سے ہنسی دل لگی کی باتیں کیا کرتے تھے، ان کے دل اپنی مٹھی میں رکھتے تھے، انہیں اچھی طرح کھانے پینے کو دیتے تھے کشادہ دلی کے ساتھ ان پر خرچ کرتے تھے ایسی خوش طبعی کی باتیں بیان فرماتے جن سے وہ ہنس دیتیں، ایسا بھی ہوا ہے کہ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ آپ نے دوڑ لگائی اس دوڑ میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آگے نکل گئیں کچھ مدت بعد پھر دوڑ لگی اب کے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پیچھے رہ گئیں تو آپ نے فرمایا "معاملہ برابر ہو گیا"، (سنن ابوداود: 2578،)

عورتوں کو غلاموں کی طرح مت مارو:

(۲۷۶) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ زَمْعَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَخْطُبُ،

وَذَكَـرَ الـنَّـاقَةَ وَالَّذِیْ عَقَرَهَا، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "﴿اِذِ انْبَعَثَ اَشْقَاهَا﴾ انْبَعَثَ لَهَا رَجُلٌ عَزِيْزٌ، عَارِمٌ مَّنِيْعٌ فِیْ رَهْطِهٖ"، ثُمَّ ذَكَرَ النِّسَآءَ، فَوَعَظَ فِيْهِنَّ، فَقَالَ: "يَعْمِدُ اَحَدُكُمْ فَيَجْلِدُ امْرَاَتَهٗ جَلْدَ الْعَبْدِ فَلَعَلَّهٗ يُضَاجِعُهَا مِنْ اٰخِرِ يَوْمِهٖ" ثُمَّ وَعَظَهُمْ فِیْ ضَحِكِهِمْ مِنَ الضَّرْطَةِ، وَقَالَ: "لِمَ يَضْحَكُ اَحَدُكُمْ مِمَّا يَفْعَلُ؟!" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

"وَالْعَارِمُ" بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَالرَّاءِ: هُوَ الشِّرِّيْرُ الْمُفْسِدُ، وَقَوْلُهٗ: "انْبَعَثَ"، اَیْ: قَامَ بِسُرْعَةٍ۔

◄◄ حضرت عبداللہ بن زمعہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے سنا: آپ نے (حضرت صالح علیہ السلام کی) اونٹنی اور اس کی کونچیں کاٹنے والے کا ذکر کیا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

"اِذِ انْبَعَثَ اَشْقَاهَا" کہ قبیلے کا ایک بڑا طاقتور اور شریر سردار کھڑا ہوا۔ پھر آپ نے عورتوں کا ذکر کیا اور ان کے متعلق وعظ ونصیحت کی اور فرمایا: تم میں سے ایک شخص اُٹھتا ہے' اور اپنی بیوی کو اس طرح مارتا ہے جس طرح کہ غلام کو پیٹا جاتا ہے۔ حالانکہ ممکن ہے کہ اسی دن کے آخر میں اس سے مجامعت کرے۔ پھر آپ نے ان کے ہوا خارج ہونے پر ہنسنے کے متعلق وعظ کیا اور فرمایا: تم اس چیز پر ہنستے ہو جس کا تم خود ارتکاب کرتے ہو۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

العارم: عین مہملہ اور را کے ساتھ بمعنی شریر، مفسد۔

انبعث: یعنی جلدی سے کھڑا ہوا۔

تعارف راوی:

عبداللہ ابن زمعہ: آپ قرشی، اسدی ہیں، آپ کا شمار اہل مدینہ میں ہے۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج۸، تحت حرف العین، صحابہ کرام)

شرح:

تم میں سے ایک شخص اُٹھتا ہے' اور اپنی بیوی کو اس طرح مارتا ہے جس طرح کہ غلام کو پیٹا جاتا ہے۔ اس جملے کو ایک نفسیاتی نکتہ بیان کیا جارہا ہے کہ جو آدمی اپنی بیوی سے جنسی لذت حاصل کرتا ہے تو اس کے لیے کیسے مناسب ہے کہ وہ اپنی بیوی کو غلاموں کی طرح پیٹے یا مارے، مطلب یہ کہ یعنی آپس میں پیار محبت کے ساتھ رہو۔

اور عورت کی ہوا خارج ہو جانے پر مت ہنسو اسی حدیث کے تحت ملا علی قاری علیہ الرحمۃ نقل کرتے ہیں کہ ایک خاتم

276: بخاری شریف، کتاب التفسیر، رقم الحدیث: 4942

نامی محدث ہوئے ہیں ان کے پاس ایک عورت مسئلہ پوچھنے کے لیے آئی تو اس کی ریح خارج ہوگئی تو اس عورت کو شرمندگی سے بچانے کے لیے انہوں نے کہا ذرا اونچی آواز سے کہو کیا کہہ رہی ہو، (یعنی یہ ظاہر کیا کہ میں اونچا سنتا ہوں) تو وہ عورت مطمئن ہوگئی کہ بہرے ہیں انہوں نے میری ریح کی آواز نہیں سنی (حالانکہ آپ بہرے تو نہیں تھے صرف اس عورت کو شرمندگی سے بچانے کے لیے ایسا کیا تھا) پھر آپ نے اپنے آپ کو تمام زندگی بہرا ہی بنائے رکھا کہ کہیں اس عورت کو بعد میں بھی شرمندگی نہ ہو، (مرقاۃ فی شرح المشکوٰۃ، از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ تحت حدیث مذکورہ)

(۲۷۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَا یَفْرَكْ مُؤْمِنٌ مُؤْمِنَةً اِنْ کَرِهَ مِنْهَا خُلُقًا رَّضِیَ مِنْهَا اٰخَرَ"، اَوْ قَالَ: "غَیْرَهٗ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ۔

وَقَوْلُهٗ: "یَفْرَكْ" هُوَ بِفَتْحِ الْیَاءِ وَاِسْکَانِ الْفَاءِ وَفَتْحِ الرَّاءِ مَعْنَاهُ: یُبْغِضُ، یُقَالُ: فَرِکَتِ الْمَرْاَةُ زَوْجَهَا، وَفَرِکَهَا زَوْجُهَا، بِکَسْرِ الراء یفرَکُهَا بِفَتْحِهَا: اَیْ اَبْغَضَهَا، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومن مرد مومن عورت سے بغض نہ رکھے۔ اگر اسے اس کی کوئی ایک عادت ناپسند ہوئی تو دوسری پسند آجائے گی۔ یا آپ نے فرمایا: اس عادت کے علاوہ کوئی اور عادت۔ (مسلم)

حل لغات:

یفرك: یاء پر زبر، فاء ساکن اور راء پر زیر کے ساتھ۔

اس کا معنی ہے۔ بغض رکھے۔ کہا جاتا ہے: **فرکت المراه زوجها وفرکها زوجها** ۔ راء کے زیر کے ساتھ یعنی باب سمع سے۔ مطلب ہے: عورت نے مرد سے بغض رکھا اور مرد نے عورت سے۔ واللہ اعلم۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یعنی اگر عورت کی ایک بات اچھی نہیں لگتی تو اس سے بغض نہ رکھو بلکہ اس کی دوسری نیک خصلت کو دیکھ کر اس سے محبت کرو، اگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان پر عمل ہو جائے تو شوہر اور بیوی کے درمیان تمام جھگڑے ختم ہو جائیں، ملا علی قاری علیہ الرحمہ فرماتے ہیں جو آدمی بے عیب دوست تلاش کرتا ہے وہ ہمیشہ بے یار و مددگار ہی رہتا ہے، حدیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ ہر کسی میں کوئی نہ کوئی برائی ہوتی ہے (سوائے انبیاء اور خواص کے) تو ان کی برائی نہیں بلکہ اچھائی دیکھ کر ان

277: مسلم شریف، کتاب الرضاع، رقم الحدیث: 1467

کے ساتھ محبت کرنی چاہیے۔ (مرقاۃ فی شرح المشکوۃ، از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ تحت حدیث مذکورہ)

حقوق الزوجین:

(۲۷۸)وَعَنْ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ الْجُشَمِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّهُ سَمِعَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ حَجَّةِ الْوَدَاعِ يَقُوْلُ بَعْدَ اَنْ حَمِدَ اللّٰهُ تَعَالٰى، وَاَثْنٰى عَلَيْهِ وَذَكَّرَ وَوَعَظَ، ثُمَّ قَالَ: "اَلَا وَاسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَيْرًا، فَاِنَّمَا هُنَّ عَوَانٍ عِنْدَكُمْ لَيْسَ تَمْلِكُوْنَ مِنْهُنَّ شَيْئًا غَيْرَ ذٰلِكَ اِلَّا اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ، فَاِنْ فَعَلْنَ فَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ، وَاضْرِبُوْهُنَّ ضَرْبًا غَيْرَ مُبَرِّحٍ، فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ؛ اَلَا اِنَّ لَكُمْ عَلٰى نِسَآئِكُمْ حَقًّا، وَّلِنِسَآئِكُمْ عَلَيْكُمْ حَقًّا ؛ فَحَقُّكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يُوْطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُوْنَ، وَلَا يَاْذَنَّ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُوْنَ ؛ اَلَا وَحَقُّهُنَّ عَلَيْكُمْ اَنْ تُحْسِنُوْا اِلَيْهِنَّ فِيْ كِسْوَتِهِنَّ وَطَعَامِهِنَّ"

رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

قَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَوَانٍ" اَيْ: اَسِيْرَاتٌ جَمْعُ عَانِيَةٍ، بِالْعَيْنِ الْمُهْمَلَةِ، وَهِيَ الْاَسِيْرَةُ، وَالْعَانِيْ: الْاَسِيْرُ . شَبَّهَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَرْاَةَ فِيْ دُخُوْلِهَا تَحْتَ حُكْمِ الزَّوْجِ بِالْاَسِيْرِ "وَالضَّرْبُ الْمُبَرِّحُ": هُوَ الشَّاقُّ الشَّدِيْدُ وَقَوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا" اَيْ: لَا تَطْلُبُوْا طَرِيْقًا تَحْتَجُّوْنَ بِهٖ عَلَيْهِنَّ وَتُؤْذُوْنَهُنَّ بِهٖ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ .

◄◄ حضرت عمرو بن الاحوص جشمی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: آپ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور ذکر کے بعد وعظ کیا اور فرمایا: خبردار! عورتوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدی ہیں' اور تم ان کے اس (یعنی جماع) کے سوا کسی چیز کے مالک نہیں ہو۔ سوائے اس کے کہ وہ کھلی ہوئی بے حیائی کا ارتکاب کریں' اور اگر وہ ایسا کریں تو انہیں بستروں سے علیحدہ کردو' اور انہیں مارو ایسی مار جو بہت سخت نہ ہو' اور اگر وہ تمہاری بات مان لیں تو پھر ان کے خلاف کوئی راستہ اختیار نہ کرو۔ سنو! تمہارے حقوق تمہاری عورتوں پر ہیں' اور تمہاری عورتوں کے حقوق تم پر ہیں۔ تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو لیٹنے کی اجازت نہ دیں جسے تم پسند نہیں کرتے اور کسی ایسے شخص کو تمہارے گھر آنے کی اجازت نہ دیں جسے تم پسند نہیں کرتے۔ سنو! ان کا تمہارے اوپر حق ہے کہ تم ان کے ساتھ لباس اور طعام کے معاملہ میں اچھا سلوک کرو۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

278: ترمذی شریف، کتاب الرضاع، رقم الحدیث:1163

حل لغات:

عوان: کا معنی ہے: قیدی۔ عانیہ کی جمع ہے۔ عین مہملہ کے ساتھ۔ قیدی عورت کو کہتے ہیں۔

العانی: قیدی مرد: نبی کریم ﷺ نے عورت کے خاوند کے زیر حکم ہونے کو قیدی سے تشبیہ دی ہے۔

الضرب المبرح: تکلیف دہ۔ شدید ضرب۔

فلا تبتغوا علیھن سبیلا: کا مطلب ہے ایسی راہ تلاش نہ کرو جس سے تم ان کے خلاف حجت قائم کرو اور انہیں تکلیف پہنچاؤ۔ واللہ اعلم۔

تعارف راوی:

عمرو ابن احوص: آپ کلابی ہیں، آپ سے آپ کے بیٹے سلیمان نے احادیث روایت کیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف العین، صحابہ کرام،)

شرح:

" فَحَقُّكُمْ عَلَيْهِنَّ اَنْ لَّا يُوطِئْنَ فُرُشَكُمْ مَنْ تَكْرَهُونَ، وَلَا يَاْذَنَّ فِيْ بُيُوْتِكُمْ لِمَنْ تَكْرَهُونَ " (تمہارا ان پر حق یہ ہے کہ تمہارے بستر پر کسی ایسے شخص کو لیٹنے کی اجازت نہ دیں جسے تم پسند نہیں کرتے اور کسی ایسے شخص کو تمہارے گھر آنے کی اجازت نہ دیں جسے تم پسند نہیں کرتے) کا مطلب یہ ہے کہ خاوند کی عدم موجودگی میں عورت کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنی عصمت (یعنی اپنے جسم اور شرمگاہ) اور خاوند کے مال کی حفاظت کرے اور گھر میں ایسے لوگوں کو نہ آنے دے جن کو اس کا خاوند پسند نہیں کرتا چاہے وہ رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں۔

(۲۷۹)وَعَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ حَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَا حَقُّ زَوْجَةِ اَحَدِنَا عَلَيْهِ؟ قَالَ: "اَنْ تُطْعِمَهَا اِذَا طَعِمْتَ، وَتَكْسُوْهَا اِذَا اكْتَسَيْتَ، وَلَا تَضْرِبِ الْوَجْهَ، وَلَا تُقَبِّحْ، وَلَا تَهْجُرْ اِلَّا فِي الْبَيْتِ" حَدِيْثٌ حسنٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَقَالَ: مَعْنٰى "لا تُقَبِّحْ" اَيْ: لَا تَقُلْ: قَبَّحَكِ اللّٰهُ .

◄◄ حضرت معاویہ بن حیدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ! کسی کی عورت کا اس پر کیا حق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جب تو کھانا کھائے تو اسے بھی کھلائے اور جب تو لباس پہنے تو اسے بھی پہنائے اور اس کے منہ پر (تھپڑ وغیرہ) نہ مار اور نہ اس سے یہ کہہ کہ'' اللہ تجھے قبیح کرے'' اور نہ اس سے قطع تعلقی کر سوائے گھر کے۔

یہ حدیث حسن ہے اسے ابوداؤد نے روایت کیا ہے۔

279: ابوداؤد شریف، کتاب النکاح، رقم الحدیث: 2142

حلِ لغات:

لاتقبح: کا معنی ہے: اسے یہ نہ کہہ کہ اللہ تجھے قبیح کرے۔

شرح:

اور نہ اس سے قطع تعلق کرو سوائے گھر کے، اس جملے کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم نے اپنی عورت کو تنبیہ کرنی ہے تو اس کو کمرے میں علیحدگی سے سمجھاؤ، یا یہ کہ ان کے کمرے کو چھوڑ دو، یا تیسرا مطلب یہ ہے کہ ان کا بستر چھوڑ دو۔

(۲۸۰)وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَ ۃَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُهُمْ خُلُقًا، وخِیَارُکُمْ خِیَارُکُمْ لِنِسَآئِهِمْ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ".

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مومنوں میں سب سے کامل ایمان والا وہ ہے جس کا خلق اچھا ہے اور تم میں سے افضل وہ ہیں جو اپنی بیویوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔ اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اللہ تعالیٰ کی باندیوں کو نہ مارو:

(۲۸۱)وَعَنْ اِیَاسِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ اَبِیْ ذُبَابٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَا تَضْرِبُوْا اِمَاءَ اللّٰهِ" فَجَاءَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: ذَئِرْنَ النِّسَآءُ عَلٰی اَزْوَاجِهِنَّ، فَرَخَّصَ فِیْ ضَرْبِهِنَّ، فَاَطَافَ بِاٰلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نِسَآءٌ کَثِیْرٌ یَّشْکُوْنَ اَزْوَاجَهُنَّ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَقَدْ اَطَافَ بِاٰلِ بَیْتِ مُحَمَّدٍ نِسَآءٌ کَثِیْرٌ یَّشْکُوْنَ اَزْوَاجَهُنَّ لَیْسَ اُولٰٓئِكَ بِخِیَارِکُمْ" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ بِاِسْنَادٍ صَحِیْحٍ.

قَوْلُهٗ: "ذَئِرْنَ" هُوَ بِذَالٍ مُعْجَمَةٍ مَفْتُوْحَةٍ، ثُمَّ هَمْزَةٍ مَکْسُوْرَةٍ، ثُمَّ رَاءٍ سَاکِنَةٍ، ثُمَّ نُوْنٍ، اَیْ اجْتَرَاْنَ، قَوْلُهٗ: "اَطَافَ" اَیْ: اَحَاطَ.

◀◀ حضرت ایاس بن عبداللہ بن ابی ذباب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ کی باندیوں کو نہ مارو۔ پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: عورتیں اپنے خاوندوں کے خلاف دلیر ہوگئی ہیں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مارنے کی اجازت دے دی۔ سو رسول

280: ترمذی شریف، کتاب الرضاع، رقم الحدیث: 1162

281: ابوداؤد شریف، کتاب النکاح، رقم الحدیث: 2146

اللہ ﷺ کی ازواج مطہرات کے گرد بہت سی عورتیں چکر لگانے لگیں' جو اپنے خاوندوں کی شکایت کرتی تھیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اہل بیت محمد (ﷺ) کے گرد بہت سی عورتیں چکر لگاتی ہیں جو اپنے خاوندوں کی شکایت کرتی ہیں۔ تم میں سے ایسے لوگ (جو بیویوں سے اچھا سلوک نہیں کرتے) پسندیدہ نہیں ہیں۔

اس حدیث کو ابوداؤد نے صحیح اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

ذئرن: ذال معجمہ پر زبر، ہمزہ کے نیچے زیر اور زاء ساکن' پھر نون کے ساتھ کا مطلب ہے: جرأت کرنے لگی ہیں۔

اطاف کا مطلب ہے: گھیرلیا۔

تعارف راوی:

ایاس ابن عبداللہ: آپ دوسی مدنی ہیں، آپ کی صحابیت میں اختلاف ہے، آپ سے صرف ایک حدیث مروی ہے بیوی کو مارنے کے متعلق۔ (وہ حدیث یہی ہے جو اوپر مذکور ہے، ابوالاحمد غفرلہ)

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف الف، صحابہ کرام)

بہترین ساز وسامان نیک عورت ہے:

(۲۸۲) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلدُّنْيَا مَتَاعٌ، وَّخَيْرُ مَتَاعِهَا الْمَرْاَةُ الصَّالِحَةُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀◀ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: دنیا ساز وسامان کی جگہ ہے' اور اس کا بہترین سامان نیک عورت ہے۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دنیا میں جن چیزوں سے فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے ان میں سب سے بہترین عورت ہے بشرطیکہ نیک ہو، کیونکہ نیک عورت جہاں دنیا کے کاموں میں مددگار اور معاون ہوتی ہے تو وہاں وہ آخرت کے کاموں میں بھی نیک اور مددگار ثابت ہوتی ہے۔ (مرقاۃ فی شرح المشکوۃ، از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ تحت حدیث مذکورہ)

282: مسلم شریف، کتاب الرضاع، رقم الحدیث: 1469

۳۵-بَابُ حَقِّ الزَّوْجِ عَلَی الْمَرْاَۃِ
عورت پر خاوند کے حق کے متعلق بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَھُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَا اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِھِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ ﴾ (النساء: 34)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مرد افسر ہیں عورتوں پر اس لیے کہ اللہ نے ان میں ایک کو دوسرے پر فضیلت دی اور اس لیے کہ مردوں نے ان پر اپنے مال خرچ کیے تو نیک بخت عورتیں ادب والیاں ہیں خاوند کے پیچھے حفاظت رکھتی ہیں۔

تشریح:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ مرد عورت کا حاکم رئیس اور سردار ہے۔ اس لیے کہ مرد عورتوں سے افضل ہیں یہی وجہ ہے کہ نبوت ہمیشہ مردوں میں رہی بعینہ شرعی طور پر خلیفہ بھی مرد ہی بن سکتا ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ لوگ کبھی نجات نہیں پا سکتے جو اپنا والی کسی عورت کو بنائیں۔ (صحیح بخاری:4425)

اسی طرح ہر طرح کا منصب قضاء وغیرہ بھی مردوں کے لائق ہی ہیں۔ دوسری وجہ افضلیت کی یہ ہے کہ مرد عورتوں پر اپنا مال خرچ کرتے ہیں جو کتاب وسنت سے ان کے ذمہ ہے مثلاً مہر نان نفقہ اور دیگر ضروریات کا پورا کرنا۔

پس مرد فی نفسہ بھی افضل ہے اور بہ اعتبار نفع کے اور حاجت براری کے بھی اس کا درجہ بڑا ہے۔ اسی بنا پر مرد کو عورت پر سردار مقرر کیا گیا جیسے اور جگہ فرمان ہے ''وَلِلرِّجَالِ عَلَیْھِنَّ دَرَجَۃٌ وَاللّٰہُ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ''(2-البقرۃ:228)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں مطلب یہ ہے کہ عورتوں کو مردوں کی اطاعت کرنی پڑے گی اس کے بال بچوں کی نگہداشت اس کے مال کی حفاظت وغیرہ اس کا کام ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ فرماتے ہیں ایک عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اپنے خاوند کی شکایت کی پس آپ نے بدلہ لینے کا حکم دے ہی دیا تھا جو یہ آیت اتری اور بدلہ نہ دلوایا گیا۔ (تفسیر ابن جریر الطبری:9305)

ایک اور روایت میں ہے کہ ایک انصاری رضی اللہ عنہ اپنی بیوی صاحبہ کو لیے ہوئے حاضر خدمت ہوئے اس عورت نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: یا رسول اللہ! میرے اس خاوند نے مجھے تھپڑ مارا ہے، جس کا نشان اب تک میرے چہرے پر موجود ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اسے حق نہ تھا"، وہیں یہ آیت اتری کہ ادب سکھانے کے لیے مرد عورتوں پر حاکم ہیں تو آپ نے فرمایا: "میں اور چاہتا تھا اور اللہ تعالیٰ نے اور چاہا۔" (میزان: 8131)

شعبہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں مال خرچ کرنے سے مراد مہر کا ادا کرنا ہے دیکھو اگر مرد عورت پر زنا کاری کی تہمت لگائے تو لعان کا حکم ہے اور اگر عورت اپنے مرد کی نسبت یہ بات کہے اور ثابت نہ کر سکے تو اسے کوڑے لگیں گے۔ پس عورتوں میں سے نیک نفس وہ ہیں جو اپنے خاوندوں کی اطاعت گزار ہوں اپنے نفس اور خاوند کے مال کی حفاظت والیاں ہوں جسے خود اللہ تعالیٰ سے محفوظ رکھنے کا حکم دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "بہتر عورت وہ ہے کہ جب اس کا خاوند اس کی طرف دیکھے، وہ اسے خوش کردے اور جب حکم دے بجالائے اور جب کہیں باہر جائے تو اپنے نفس کو برائی سے محفوظ رکھے اور اپنے خاوند کے مال کی محافظت کرے" پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی۔ (تفسیر ابن جریر الطبری: 9329)

وامَا الْاَحَادِیْثُ فَمِنْهَا حَدِیْثُ عَمْرِو بْنِ الْاَحْوَصِ السَّابِقُ فِی الْبَابِ قَبْلَهٗ .

اور اس سلسلہ کی احادیث میں سے ایک حدیث حضرت عمرو بن الاحوص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، جو اس سے پہلے باب میں گزر چکی ہے۔

فرشتوں کی لعنت:

(۲۸۳) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِذَا دَعَا الرَّجُلُ امْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَلَمْ تَاْتِهٖ، فَبَاتَ غَضْبَانَ عَلَیْهَا، لَعَنَتْهَا الْمَلَائِکَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُمَا: "اِذَا بَاتَتِ الْمَرْاَةُ هَاجِرَةً فِرَاشَ زَوْجِهَا لَعَنَتْهَا الْمَلَائِکَةُ حَتّٰی تُصْبِحَ" .

وَفِیْ رِوَایَةٍ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهٖ مَا مِنْ رَّجُلٍ یَّدْعُوْ امْرَاَتَهٗ اِلٰی فِرَاشِهٖ فَتَاْبٰی عَلَیْهِ اِلَّا کَانَ الَّذِیْ فِی السَّمَآءِ سَاخِطًا عَلَیْهَا حَتّٰی یَرْضٰی عَنْهَا" .

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اگر مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ اس کے پاس نہ آئے اور رات بھر مرد اس پر غصے میں رہے تو فرشتے صبح تک اس عورت پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔ (متفق علیہ)

283: مسلم شریف، کتاب النکاح، رقم الحدیث: 3434، بخاری شریف، رقم الحدیث: 3065، ابوداؤد، رقم الحدیث: 2141، دارمی، رقم الحدیث: 2228، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 7465، ابن حبان، رقم الحدیث: 4172، بیہقی، رقم الحدیث: 14485، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 6196

اور بخاری و مسلم ہی کی ایک روایت میں ہے کہ اگر عورت رات بھر خاوند کے بستر سے دور ہے (خاوند کی خواہش کے باوجود) تو فرشتے صبح تک اس پر لعنت بھیجتے رہتے ہیں' اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ اگر کوئی مرد اپنی بیوی کو اپنے بستر کی طرف بلائے اور وہ انکار کر دے تو اہل آسمان (فرشتے) اس (عورت) پر اس وقت تک غضب ناک رہتے ہیں جب تک کہ خاوند اس سے راضی نہ ہو جائے۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یعنی جب تک کوئی شرعی عذر مانع نہ ہو تو شوہر کی بات مان کر اس کے بستر پر چلی جائے ورنہ اللہ تعالیٰ کے فرشتے اس پر لعنت کرتے رہیں گے۔

شوہر کی رضا کے بغیر نفلی روزہ جائز نہیں:

(۲۸۴) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَیْضًا: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لاَ یَحِلُّ لِاِمْرَاَةٍ اَنْ تَصُوْمَ وَزَوْجُهَا شَاهِدٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ، وَلاَ تَاْذَنَ فِیْ بَیْتِهٖ اِلَّا بِاِذْنِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَهٰذَا لَفْظُ الْبُخَارِیِّ .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: خاوند کی موجودگی میں عورت کے لئے اس (یعنی خاوند) کی اجازت کے بغیر روزہ رکھنا حلال نہیں ہے' اور نہ ہی اس کے لئے یہ جائز ہے کہ خاوند کی اجازت کے بغیر کسی کو اس کے گھر میں آنے کی اجازت دے۔ (متفق علیہ)

اور یہ الفاظ حدیث بخاری کے ہیں۔

شرح:

یہاں روزے سے مراد نفلی روزہ ہے کہ خاوند اگر اجازت نہ دے تو چھوڑ دے لیکن فرضی روزہ نہیں چھوڑ سکتی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے اللہ تعالیٰ کا حق ہے وہی معاف کر سکتا ہے۔

(۲۸۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "کُلُّکُمْ رَاعٍ، وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِهٖ: وَالْاَمِیْرُ رَاعٍ، وَّالرَّجُلُ رَاعٍ عَلٰی اَهْلِ بَیْتِهٖ، وَالْمَرْاَةُ رَاعِیَةٌ عَلٰی

284: مسلم شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث: 1026

بَيْتِ زَوْجِهَا وَوَلَدِهٖ، فَكُلُّكُمْ رَاعٍ، وَّكُلُّكُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◂◂ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما' نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر ایک حاکم ہے' اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ امیر حاکم ہے' مرد اپنے اہل خانہ پر حاکم ہے اور عورت اپنے خاوند کے گھر اور اس کی اولاد پر حاکم ہے۔ پس تم میں سے ہر ایک حاکم ہے' اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ (متفق علیہ)

شرح:

اس حدیث کی شرح گزر چکی ہے۔

(٢٨٦)وَعَنْ اَبِیْ عَلِیٍّ طَلْقِ بْنِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا دَعَا الرَّجُلُ زَوْجَتَهٗ لِحَاجَتِهٖ فَلْتَاْتِهٖ وَاِنْ كَانَتْ عَلَى التَّنُّوْرِ " . رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ وَالنَّسَائِیُّ، وَقَالَ التِّرْمِذِیُّ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

◂◂ حضرت ابوعلی طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر مرد عورت کو اپنی حاجت (خواہش نفسانی) کے لئے بلائے تو اس کو چاہیے کہ وہ اس کے پاس جائے خواہ وہ تنور پر ہی کیوں نہ ہو۔ اسے ترمذی اور نسائی نے روایت کیا اور ترمذی نے کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شوہر کا مقام:

(٢٨٧)وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَوْ كُنْتُ اٰمِرًا اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ" .

◂◂ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر میں کسی انسان کو دوسرے انسان کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

285: مسلم شریف، کتاب الامارۃ، رقم الحدیث:4610، بخاری شریف، رقم الحدیث:853، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث:2928، ترمذی شریف، رقم الحدیث:1705، مسند امام احمد، رقم الحدیث:4495، ابن حبان، رقم الحدیث:4489، بیہقی، رقم الحدیث:14480، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:5831، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:8855

286: ترمذی شریف، کتاب الرضاع، رقم الحدیث:1160

287: ترمذی شریف، کتاب الرضاع، رقم الحدیث:1159

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث میں فرمایا جا رہا ہے کہ شوہر کے بیوی پر حقوق اس قدر واجب ہوتے ہیں کہ اگر کسی غیر اللہ کو سجدے کی اجازت ہوتی تو میں بیوی کو کہتا کہ شوہر کو سجدہ کرے،(مگر اسلام میں غیر اللہ کو سجدہ حرام ہے اور اگر الہ سمجھ کر کرے تو شرک،) اس لیے بیوی اپنے شوہر کو سجدہ نہ کرے اس کی اطاعت ضرور کرے۔

(مرقاۃ فی شرح المشکوٰۃ، از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ تحت حدیث مذکورہ)

شوہر راضی ہو گیا تو جنت میں داخل ہو گئی:

(۲۸۸)وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَيُّمَا امْرَاَةٍ مَاتَتْ، وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ".

◀◀ حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو عورت اس حالت میں فوت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے راضی تھا تو وہ جنت میں داخل ہو گئی۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارف راوی:

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر:۸۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

مسند احمد میں ہے کہ آپ نے فرمایا: "جب کوئی پانچوں وقت نماز ادا کرے رمضان کے روزے رکھے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے اپنے خاوند کی فرمانبرداری کرے اس سے کہا جائے گا کہ جنت کے جس دروازے سے تو چاہے جنت میں چلی جا"۔ (مسند احمد: 1/191)

جنت کی حوروں کی جنتی مرد سے محبت:

(۲۸۹)وَعَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا تُؤْذِيْ امْرَاَةٌ زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا اِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ لَا تُؤْذِيْهِ قَاتَلَكِ اللّٰهُ ! فَاِنَّمَا هُوَ عِنْدَكِ

288 ترمذی شریف، کتاب الرضاع، رقم الحدیث:1161

289 ترمذی شریف، کتاب الرضاع، رقم الحدیث:1174

دَخِیْلٌ یُوْشِكُ اَنْ یُّفَارِقَكِ اِلَیْنَا" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ"۔

◄◄ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ' نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: جوعورت دنیا میں اپنے خاوند کوتکلیف دیتی ہے۔اس سے وہ حورعین کہتی ہے جواس مرد کی (جنت میں) زوجہ ہوگی۔ تجھے اللہ تعالیٰ ہلاک کرے تو اس کوتکلیف نہ دے کیونکہ یہ تیرے پاس مہمان ہے۔عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آجائے گا۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا: یہ حدیث حسن ہے۔

تعارف راوی:

حضرت معاذبن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۶۳، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

ہر جنتی آدمی کو جنت میں متعدد بیویاں ملیں گی،تو دنیا کی بیوی جب اپنے شوہر کو ناراض کرتی ہے تو جنت والی اس کی بیوی اس دنیاوالی بیوی پر ناراض ہوتی ہے اور کہتی ہے کہ اللہ تجھے ہلاک کرئے اس کوتکلیف مے دے جس طرح یہ تمہاراشوہر ہے اسی طرح یہ ہمارا ابھی شوہر ہے،معلوم ہوا کہ جنتی مرد سے حوریں بہت محبت کرتی ہیں، اور اس حدیث سے یہ بات بھی ظاہر ہوئی کہ حوریں جنت میں بیٹھ کر دنیا کا مشاہدہ کرتی ہیں تو اگر اللہ کا نبی دنیا میں بیٹھ کر آسمان کی خبریں دے تو کون سی خرابی آتی ہے؟؟

عورت کا فتنہ:

(۲۹۰)وَعَنْ اُسَامَةَ بْنِ زَیْدٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا تَرَکْتُ بَعْدِیْ فِتْنَةً ھِیَ اَضَرُّ عَلَی الرِّجَالِ مِنَ النِّسَآءِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

◄◄ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: میں نے اپنے پیچھے مردوں کے لئے عورتوں سے زیادہ ضرررساں فتنہ کوئی نہیں چھوڑا۔(متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۳۱، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اسی عورت کی وجہ سے دنیا میں پہلا قتل ہوا کتب تفاسیر میں موجود ہے کہ قابیل نے ہابیل کوعورت کی وجہ سے ہی قتل کیا

290: بخاری شریف، کتاب النکاح، رقم الحدیث: 5096

تھا اور یہ دنیا میں پہلا قتل تھا، اسی عورت کی وجہ سے لوگ بہت بلند مقام پر فائز ہو کر بھی جہنم کی گہرائی میں چلے جاتے ہیں۔ کسی نے کہا تھا کہ اگر دنیا میں عورت نہ ہوتی تو تمام مرد جنت میں چلے جاتے، یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جہنم کو بھرنے کا جو وعدہ فرمایا ہے وہ عورت کے ذریعے ہی پورا فرمانا ہو، لیکن ایک بات سے آپ بھی اتفاق کریں گے کہ اگر اس دنیا میں عورت نہ ہوتی تو مردوں کا جینا بھی مشکل ترین ہوتا، معلوم ہوا کہ عورت اللہ تعالیٰ کی نعمت بھی ہے، اور اس کی طرف سے آزمائش بھی۔

علماء کرام فرماتے ہیں کہ عورتوں میں خواہشات اور دنیا کی حرص مردوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے اور دوسری طرف مردوں کے طبائع عورتوں کی طرف مائل ہوتے ہیں تو وہ ان عورتوں کی محبت میں حرام کام کا ارتکاب بھی کر دیتے ہیں، اس لیے فرمایا یہ بہت بڑا فتنہ (آزمائش) ہیں، لیکن یہ بات بھی ذہن میں رہے کہ تمام عورتیں ایسی نہیں ہوتی بعض تو ایسی بھی ہوتی ہیں جو مردوں کو راہ راست پر لاتی ہیں آخرت کی طرف توجہ دلوانے والی ہوتی ہیں۔

(مرقاۃ فی شرح المشکوۃ، از ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ۔)

۳۶-بَابُ النَّفَقَةِ عَلَى الْعِيَالِ

اہل وعیال پر خرچ کرنے کے متعلق بیان

نفقہ کا لغوی معنی:

بال بچوں کا خرچ، گزارہ، کفایت، (فیروز اللغات)

نفقہ کی تعریف:

نفقہ سے مراد کھانا، کپڑا، اور رہنے کا مکان ہے اور نفقہ واجب ہونے کے تین سبب ہیں (زوجیت، نسب، ملک)۔

(بہار شریعت، ج۲، ص۲۶۰)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَعَلَى الْمَوْلُوْدِ لَهٗ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ﴾ (البقرة:233)

اللہ تعالٰی کا ارشاد ہے: اور جس کا بچہ ہے اس پر عورتوں کا کھانا اور پہنانا ہے حسب دستور۔

تشریح:

بچوں کی ماں کا نان نفقہ بچوں کے والد پر ہے۔ اپنے اپنے شہروں کی عادت اور دستور کے مطابق ادا کریں، نہ تو زیادہ ہو نہ کم بلکہ حسب طاقت ووسعت درمیانی خرچ دے دیا کرو جیسے فرمایا آیت "لِيُنفِقْ ذُو سَعَةٍ مِن سَعَتِهِ وَمَن قُدِرَ عَلَيهِ رِزقُهُ فَلْيُنفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفسًا إِلَّا مَا آتَاهَا سَيَجعَلُ اللَّهُ بَعدَ عُسرٍ يُسرًا" (65-الطلاق:7) یعنی کشادگی والے اپنی کشادگی کے مطابق اور تنگی والے اپنی طاقت کے مطابق دیں، اللہ تعالٰی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا، عنقریب اللہ تعالٰی سختی کے بعد آسانی کر دے گا۔ ضحاک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور اس کے ساتھ بچہ بھی ہے تو اس کی دودھ پلائی کے زمانہ تک کا خرچ اس مرد پر واجب ہے۔ (تفسیر ابن کثیر تحت آیت مذکورہ)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ لِيُنْفِقْ ذُوْ سَعَةٍ مِّنْ سَعَتِهٖ وَمَنْ قُدِرَ عَلَيْهِ رِزْقُهٗ فَلْيُنْفِقْ مِمَّا اٰتٰىهُ اللّٰهُ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا مَا اٰتٰىهَا ﴾ (الطلاق:7)

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: مقدور والا اپنے مقدور کے قابل نفقہ دے اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا وہ اس میں سے نفقہ دے جو اسے اللہ نے دیا اللہ کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتا مگر اسی قابل جتنا اسے دیا ہے۔

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَمَا اَنْفَقْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَھُوَ یُخْلِفُهٗ ﴾ (سبا:39)

اوراللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور جو چیز تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو وہ اس کے بدلے اور دے گا۔

گھر والوں پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے:

(۲۹۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "دِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَدِیْنَار اَنْفَقْتَهٗ فِیْ رَقَبَةٍ، وَدِیْنَارٌ تَصَدَّقْتَ بِهٖ عَلٰی مِسْکِیْنٍ، وَدِیْنَارٌ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَهْلِكَ، اَعْظَمُهَا اَجْرًا الَّذِیْ اَنْفَقْتَهٗ عَلٰی اَهْلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ایک دینار وہ ہے جسے تو اللہ کی راہ میں خرچ کرتا ہے اور ایک دینار وہ ہے جسے تو غلام آزاد کرنے پر خرچ کرتا ہے اور ایک دینار وہ ہے جسے تو مسکین پر صدقہ کرتا ہے اور ایک دینار وہ ہے جسے تو اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتا ہے۔ ان سب میں سے زیادہ اجر اس دینار کا ہے جسے تو اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتا ہے۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اپنے اوپر اور اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنا بھی صدقہ ہے اور اس پر بھی اللہ تعالیٰ اس کو ثواب عطا فرمائے گا، اور اس کا اجر زیادہ اس لیے ہے کہ اہل وعیال پر خرچ کرنا اس پر واجب ہے اور دوسرے مقامات پر خرچ کرنا نفل اور ظاہر ہے کہ واجب نفل سے اعلیٰ ہوتا ہے تو اس کے ادا پر ثواب بھی زیادہ ملے گا۔

(۲۹۲) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ، وَیُقَالُ اَبِیْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ ثَوْبَانَ بْنِ بُجْدُدَ مَوْلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَفْضَلُ دِیْنَارٍ یُنْفِقُهُ الرَّجُلُ: دِیْنَارٌ یُنْفِقُهٗ عَلٰی عِیَالِهٖ، وَدِیْنَارٌ یُنْفِقُهٗ عَلٰی دَابَّتِهٖ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ، وَدِیْنَارٌ یُنْفِقُهٗ عَلٰی اَصْحَابِهٖ فِیْ سَبِیْلِ

291: مسلم شریف، کتاب الزکاۃ، رقم الحدیث: 2207

292: مسلم شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث: 2206، بخاری شریف، رقم الحدیث: 1398، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث: 3510، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 16129، ابن حبان، رقم الحدیث: 4246، بیہقی، رقم الحدیث: 7550، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 7008، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 911

اللّٰهِ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◄◄ حضرت ابوعبداللہ رضی اللہ عنہ جنہیں ابوعبدالرحمٰن بھی کہتے ہیں۔ثوبان بن بجدد رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے غلام ہیں۔فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: سب سے افضل دینار وہ ہے جسے آدمی اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتا ہے اور (دوسرا) وہ دینار جسے آدمی اللہ تعالیٰ کی راہ (جہاد) میں اپنی سواری پر خرچ کرتا ہے اور تیسرا دینار وہ جسے آدمی اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنے دوستوں پر خرچ کرتا ہے۔(مسلم)

تعارف راوی:

حضرت ثوبان حضور کے آزاد کردہ مشہور غلام ہیں جو حضور انور کے ساتھ سفر وحضر میں ملازم بارگاہ رہتے تھے،آپ کے حالات بیان ہو چکے ہیں کہ آپ کا نام شریف ثوبان ابن بجدد ہے،کنیت ابوعبداللہ حضور کی وفات کے بعد آپ شام چلے گئے،مقام رملہ میں حمص میں مقیم رہے، ۵۴ھ چون میں وفات پائی۔ (مراۃ المناجیح،ج۸،)

(۲۹۳)وَعَنْ اُمِّ سَلَمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قُلْتُ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، هَلْ لِيْ اَجْرٌ فِيْ بَنِيْ اَبِيْ سَلَمَةَ اَنْ اُنْفِقَ عَلَيْهِمْ، وَلَسْتُ بِتَارِكَتِهِمْ هٰكَذَا وَهٰكَذَا اِنَّمَا هُمْ بَنِيَّ؟ فَقَالَ: "نَعَمْ، لَكِ اَجْرُ مَا اَنْفَقْتِ عَلَيْهِمْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄◄ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! اگر میں ابوسلمہ کے بچوں پر خرچ کروں تو کیا مجھے اس کا اجر ملے گا؟ کیونکہ میں انہیں ادھر ادھر مارا مارا پھرنے کے لئے نہیں چھوڑ سکتی، کیونکہ وہ میرے بھی بچے ہیں۔تو آپ نے فرمایا: ہاں! تو ان پر جو خرچ کرے گی تو تجھے اس کا اجر ملے گا۔(متفق علیہ)

(۲۹۴)وَعَنْ سَعْدِ بْنِ اَبِيْ وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ حَدِيْثِهِ الطَّوِيْلِ الَّذِيْ قَدَّمْنَاهُ فِيْ اَوَّلِ الْكِتَابِ فِيْ بَابِ النِّيَّةِ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لَهُ: "وَاِنَّكَ لَنْ تُنْفِقَ نَفَقَةً تَبْتَغِيْ بِهَا وَجْهَ اللّٰهِ اِلَّا اُجِرْتَ بِهَا حَتّٰى مَا تَجْعَلُ فِيْ فِيْ امْرَاَتِكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄◄ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنی طویل حدیث جسے ہم نے کتاب کی ابتدا میں نیت کے باب میں ذکر کیا ہے۔میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جو کچھ بھی خرچ کرے گا تجھے اس کا اجر ملے گا۔حتیٰ کہ اس (لقمہ) پر بھی جو تو اپنی بیوی کے منہ میں

293: بخاری شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث:1467

294: مسلم شریف، کتاب الوصیۃ، رقم الحدیث:4096، بخاری شریف، رقم الحدیث:1233، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث:2864، ترمذی شریف، رقم الحدیث:2096، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث:2708، موطا امام مالک، رقم الحدیث:1456، دارمی، رقم الحدیث:3194، مسند امام احمد، رقم الحدیث:1524، بیہقی، رقم الحدیث:6361، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:747

ڈالے گا۔(متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۷، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

ان تمام احادیث میں بھی یہی بیان ہوا کہ اہل وعیال پر خرچ کرنا افضل صدقہ ہے، پھر اللہ کی راہ یعنی جہاد میں خرچ کرنا اور پھر دوستوں پر خرچ کرنا یہ بھی صدقات ہیں، لیکن ان سب میں سے زیادہ ثواب کا حامل وہ صدقہ ہے جس کو اس نے اپنے اہل وعیال پر خرچ کیا ہے اور چونکہ بیوی اہل وعیال میں سے سب سے قریبی ہوتی ہے اس لیے اس کے منہ میں لقمہ ڈالنے کا ذکر فرما کر فرمایا کہ یہ بھی صدقہ ہے، یہاں لقمہ ڈالنے سے مراد یہ ہے کہ کمائی کر کے اس کو دے اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ اپنے ہاتھ سے اس کے منہ میں ڈالے تا کہ ان دونوں میں محبت زیادہ ہو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی کئی احادیث سے یہ مفہوم ملتا ہے۔

(۲۹۵)وَعَنْ اَبِیْ مَسْعُوْدِ الْبَدْرِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا اَنْفَقَ الرَّجُلُ عَلٰی اَهْلِهٖ نَفَقَةً یَّحْتَسِبُهَا فَهِیَ لَهٗ صَدَقَةٌ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◄◄ حضرت ابومسعود البدری رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اگر مرد اپنے اہل خانہ پر خرچ کرے اور وہ اس سے اللہ کی خوشنودی کا طلب گار ہو تو یہ (خرچ) اس کے حق میں صدقہ ہے۔

(متفق علیہ)

اپنے اہل وعیال کا رزق ضائع کرنا کبیرہ گناہ ہے:

(۲۹۶)وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "كَفٰی بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ یُّضَیِّعَ مَنْ یَّقُوْتُ" حَدِیْثٌ صَحِیْحٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ وَغَیْرُهٗ .
وَرَوَاهُ مُسْلِمٌ فِیْ صَحِیْحِهٖ بِمَعْنَاهُ، قَالَ: "كَفٰی بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ یَّحْبِسَ عَمَّنْ یَّمْلِكُ قُوْتَهٗ" .

◄◄ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: آدمی کے لئے اسی قدر گناہ کافی ہے کہ جس خوراک وغیرہ کا انتظام اس کے ذمہ ہے اس کو ضائع کر دے (یعنی اس خوراک کا بندوبست نہ کرے)

یہ حدیث صحیح ہے اور اسے ابوداؤد وغیرہ نے بیان کیا ہے مسلم نے اپنی صحیح میں اس کے ہم معنی حدیث بیان کی

295: مسلم شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث: 2218

296: ابوداؤد شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث: 1692

ہے کہ آپ نے فرمایا: انسان کے لئے اسی قدر گناہ کافی ہے کہ جس کی خوراک اس کے ذمہ ہے اس سے خوراک روک لے۔

حل لغات:

یضیع: ضائع کردے۔
قُوْتٌ: خوراک۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۱۳۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یہاں اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو ترھیب کی ہے کہ یہ نہ سمجھنا کہ ہمارے اہل وعیال کا ہم پر کوئی معمولی ساحق ہے نہیں نہیں بلکہ ان کی ضروریات کا بندوبست کرنا سب سے بڑا صدقہ ہے اور نہ کرنا بہت بڑا گناہ ہے، اس کے گناہ کے بڑے ہونے کی وجہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ اہل وعیال پر خرچ کرنا واجب ہے اور واجب کا ترک کبیرہ گناہ شمار ہوتا ہے۔ الغرض یہ کہ اگر کسی آدمی کے نامۂ اعمال میں اس کے علاوہ کوئی گناہ نہ ہو تو یہی ایک گناہ ہی اس کے مواخذہ کے لیے کافی ہے۔

(۲۹۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَا مِنْ یَّوْمٍ یُصْبِحُ الْعِبَادُ فِیْهِ اِلَّا مَلَکَانِ یَنْزِلَانِ، فَیَقُوْلُ اَحَدُهُمَا: اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُنْفِقًا خَلَفًا، وَّیَقُوْلُ الْاٰخَرُ: اَللّٰهُمَّ اَعْطِ مُمْسِکًا تَلَفًا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ہر روز جب کہ اللہ کے بندے صبح کو اُٹھتے ہیں دو فرشتے نازل ہوتے ہیں ان میں سے ایک کہتا ہے: اے اللہ! خرچ کرنے والے کو مزید عطا فرما، اور دوسرا کہتا ہے: اے اللہ! مال کو روک کر رکھنے والے کا مال ضائع کردے۔ (متفق علیہ)

(۲۹۸) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْیَدُ الْعُلْیَا خَیْرٌ مِّنَ الْیَدِ السُّفْلٰی، وَابْدَاْ بِمَنْ تَعُوْلُ، وَخَیْرُ الصَّدَقَةِ مَا کَانَ عَنْ ظَهْرِ غِنًی، وَّمَنْ یَّسْتَعْفِفْ یُعِفَّهُ اللّٰهُ، وَمَنْ یَّسْتَغْنِ یُغْنِهِ اللّٰهُ"

رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

297: بخاری شریف، کتاب الزکاۃ، 1692

298: بخاری شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث: 1428

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے) ہاتھ سے بہتر ہے۔ (اور مال خرچ کرنے کی) ابتدا اپنے اہل و عیال سے کرو' اور بہترین صدقہ وہ ہے جو اپنے اہل و عیال کی ضرورتوں سے فالتو مال سے کیا جائے' اور جو سوال سے بچنا چاہتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے بچالیتا ہے' اور جو استغناء چاہتا ہے' اللہ تعالیٰ اسے غنی کردیتا ہے۔ (بخاری)

حل لغات:

العلیا: ، اوپر والا۔

السفلیٰ: نیچے والا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یعنی جب تم نے صدقہ کرنا ہے تو اپنے گھر والوں کی ضروریات کو پورا کرو اللہ تعالیٰ اس میں ہی تم کو صدقے کا ثواب عطا فرمائے گا، یہ نہیں کہ گھر والے بھوکے مر رہے ہوں اور آدمی باہر صدقہ کرتا رہے، نہیں بلکہ پہلے اہل و عیال کی ضروریات کو پورا کیا جائے گا پھر اگر مال بچ گیا تو وہ صدقہ کرو اہل و عیال کی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد جو صدقہ کیا جائے گا اس کا اجر بھی زیادہ ہوگا، اور یہ بھی فرمایا کہ اپنے اہل و عیال کو سوال سے بچاؤ یعنی ان پر خرچ کرو ورنہ ان کے ساتھ تو اللہ تعالیٰ نے پیٹ لگایا ہے وہ لوگوں سے سوال (مانگنا) شروع کردیں گے۔

ورحمتی وسعت کل شیء

۳۷-بَابُ الْاِنْفَاقِ مِمَّا يُحِبُّ وَمِنَ الْجَيِّدِ

پسندیدہ اور عمدہ اشیاء خرچ کرنے کے متعلق بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ۰﴾ (آل عمران:92)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک راہ خدا میں اپنی پیاری چیز خرچ نہ کرو۔

تشریح:

سیدنا عمرو بن میمون رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں »البرّ« سے مراد جنت ہے، یعنی اگر تم اپنی پسند کی چیزیں اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتے رہو گے تو تمہیں جنت ملے گی،

مسند بزاز میں ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے اس آیت کی تلاوت کر کے سوچا تو مجھے کوئی چیز ایک کنیز سے زیادہ پیاری نہ تھی۔ میں نے اس لونڈی کو راہ للہ آزاد کر دیا، اب تک بھی میرے دل میں اس کی ایسی محبت ہے کہ اگر کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کے نام پر دے کر پھر لوٹا لینا جائز ہوتو میں کم از کم اس سے نکاح کر لیتا۔ (تحت آیت مذکورہ ابن کثیر)

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اَنْفِقُوْا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا كَسَبْتُمْ وَمِمَّا اَخْرَجْنَا لَكُمْ مِنَ الْاَرْضِ وَلَا تَيَمَّمُوا الْخَبِيْثَ مِنْهُ تُنْفِقُوْنَ﴾ (البقرۃ:267)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو اپنی پاک کمائیوں میں سے کچھ دو اور اس میں سے جو ہم نے تمہارے لئے زمین سے نکالا اور خاص ناقص کا ارادہ نہ کرو کہ دو تو اس میں سے۔

(۲۹۹) عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَكْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِّنْ نَّخْلٍ، وَكَانَ اَحَبُّ اَمْوَالِهٖ اِلَيْهِ بَيْرَحَاءَ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبِلَةَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ ۔ قَالَ اَنَسٌ: فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ:

299: مسلم شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث:2211، بخاری شریف، رقم الحدیث:2193، موطا امام مالک، رقم الحدیث:1807، دارمی، رقم الحدیث:1655، مسند امام احمد، رقم الحدیث:12461، ابن حبان، رقم الحدیث:3340، بیہقی، رقم الحدیث:11700

﴿ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ﴾ قام اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى اَنْزَلَ عَلَيْكَ: ﴿ لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ ﴾ وَاِنَّ اَحَبَّ مَالِيْ اِلَيَّ بَيْرَحَاءُ، وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ تَعَالٰى، اَرْجُوْ بِرَّهَا، وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بَخٍ ! ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْاَقْرَبِيْنَ"، فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ: اَفْعَلُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَسَّمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ اَقَارِبِهٖ، وبَنِيْ عَمِّهٖ . مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مالٌ رَابِحٌ"، رُوِيَ فِي الصَّحِيْحِ "رَابِحٌ" و"رَايِحٌ" بِالْبَاءِ الْمُوَحَّدَةِ وَبِالْيَاءِ الْمُثَنَّاةِ، اَيْ: رَابِحٌ عَلَيْكَ نَفْعُهُ، وَ"بَيْرَحَاءُ": حَدِيْقَةُ نَخْلٍ، وَرُوِيَ بِكَسْرِ الْبَاءِ وَفَتْحِهَا .

◀◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصار مدینہ میں سب سے زیادہ کھجوروں کے مالک تھے' اوران کا سب سے پسندیدہ مال ان کا بیرحاء والا باغ تھا۔ وہ مسجد نبوی کی جانب ہی تھا' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس میں تشریف لے جاتے تھے' اور اس کا عمدہ پانی پیتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: جب یہ آیت نازل ہوئی: ''تم ہرگز نہ پاسکو گے کامل نیکی کا رُتبہ جب تک نہ خرچ کرو راہ خدا میں ان چیزوں سے جنہیں تم عزیز رکھتے ہو''۔ تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے: ''تم ہرگز نہ پاسکو گے کامل نیکی کا رُتبہ جب تک نہ خرچ کرو راہ خدا میں ان چیزوں سے جنہیں تم عزیز رکھتے ہو''۔ اور میرا سب سے پسندیدہ مال میرا بیرحاء والا باغ ہے۔ میں اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں میں اس نیکی اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر کی امید رکھتا ہوں۔ اس لئے یارسول اللہ! اس باغ کو اس طرح استعمال فرمائیے جس طرح اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم عطا فرمایا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: واہ! یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے، یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے' جو کچھ تو نے کہا ہے میں نے سن لیا ہے، اور میری رائے یہ ہے کہ تو اپنے عزیزوں میں اس کو تقسیم کردے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میں یونہی کردیتا ہوں۔ سو حضرت ابوطلحہ نے اسے اپنے عزیزوں اور اپنے چچازاد بھائیوں میں تقسیم کردیا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

مال رابح: صحیحین میں، رابح، اور، رایح، دونوں طرح سے مروی ہے۔ باء موحدہ کے ساتھ بھی اور یائے مثناۃ کے ساتھ بھی' یعنی تجھے اس سے نفع ہوگا۔

بیرحاء: کھجوروں کا باغ، باء پر زبر اور زیر دونوں طرح مروی ہے۔

تعارف راوی:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۵، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

معلوم ہوا اپنا محبوب مال اللہ کی راہ میں دینا ہی کامل نیکی ہے اسی مذکورہ بالا روایت کو امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسند امام احمد بن حنبل میں ان الفاظ سے روایت کیا ہے کہ،، کہ ابوطلحہ مالدار صحابی تھے مسجد کے سامنے ہی بیرُحاء نامی آپ کا ایک باغ تھا جس میں کبھی کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی تشریف لے جایا کرتے تھے اور یہاں کا خوش ذائقہ پانی پیا کرتے تھے جب یہ آیت اتری تو سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ بارگاہ نبوی میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگے کہ یارسول اللہ میرا تو سب سے زیادہ پیارا مال یہی باغ ہے میں آپ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نے اسے اللہ کی راہ میں صدقہ کیا اللہ تعالیٰ مجھے بھلائی عطا فرمائے اور اپنے پاس اسے میرے لیے ذخیرہ کرے آپ کو اختیار ہے جس طرح چاہیں اسے تقسیم کردیں آپ بہت ہی خوش ہوئے اور فرمانے لگے مسلمانوں کو اس سے بہت فائدہ پہنچے گا تم اسے اپنے قرابت داروں میں تقسیم کردو چنانچہ ابوطلحہ نے اسے اپنے رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں بانٹ دیا، (صحیح بخاری:1461)

اس طرح حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے بھی آتا ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے محبوب مال اللہ کی راہ میں دیا چنانچہ بخاری ومسلم میں ہے کہ۔

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی خدمت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھے اپنے تمام مال میں سب سے زیادہ مرغوب مال خیبر کی زمین کا حصہ ہے میں اسے راہ اللہ دینا چاہتا ہوں فرمایئے کیا کروں؟ آپ نے فرمایا اسے وقف کردو اصل روک لو اور پھل وغیرہ راہ اللہ کردو۔ (صحیح بخاری:2737)

۳۸-بَابُ وُجُوْبِ اَمْرِهٖ اَهْلَهٗ وَاَوْلَادَهُ الْمُمَيِّزِيْنَ وَسَائِرَ مَنْ فِيْ رَعِيَّتِهٖ بِطَاعَةِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَنَهْيِهِمْ عَنِ الْمُخَالَفَةِ وَتَأْدِيْبِهِمْ وَمَنْعِهِمْ مِّنِ ارْتِكَابِ مَنْهِيٍّ عَنْهُ

اپنے اہل وعیال اور تمام زیرِ اثر لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا حکم دینا، اور انہیں شریعت کی مخالفت سے روکنا اور ان کی تادیب کرنا اور انہیں ممنوع چیزوں سے روکنے کا حکم واجب ہے

آیت نمبر:1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا﴾ (طٰہٰ:132)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دے اور خود اس پر ثابت رہ۔

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿يَا اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾ (التحریم:6)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اے ایمان والو! اپنی جانوں اور اپنے گھر والوں کو آگ سے بچاؤ۔

تشریح:

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ارشاد ربانی کا مطلب یہ ہے کہ "اپنے گھرانے کے لوگوں کو علم وادب سکھاؤ"۔ (مستدرک حاکم:2/494)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں "اللہ کے فرمان بجالاؤ، اس کی نافرمانیاں مت کرو، اپنے گھرانے کے لوگوں کو ذکر اللہ کی تاکید کرو تاکہ اللہ تمہیں جہنم سے بچالے"۔

مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں "اللہ سے ڈرو اور اپنے گھر والوں کو بھی یہی تلقین کرو"۔ قتادہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں "اللہ کی اطاعت کا انہیں حکم دو اور نافرمانیوں سے روکتے رہو، ان پر اللہ کے حکم قائم رکھو اور انہیں احکام اللہ بجالانے کی تاکید کرتے رہو، نیک کاموں میں ان کی مدد کرو اور برے کاموں پر انہیں ڈانٹو ڈپٹو"۔ ضحاک ومقاتل رحمہا اللہ فرماتے ہیں "ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے رشتے، کنبے کے لوگوں کو اور اپنے لونڈی، غلام کو اللہ کے فرمان بجالانے کی اور اس کی نافرمانیوں سے رکنے کی تعلیم دیتا رہے"۔ (تفسیر ابن کثیر تحت الآیہ)

مسند احمد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب بچے سات سال کے ہو جائیں انہیں نماز پڑھنے کو کہتے سنتے رہا کرو، جب دس سال کے ہو جائیں اور نماز میں سستی کریں تو انہیں مار کر دھمکا کر پڑھاؤ، یہ حدیث ابوداؤد اور ترمذی میں بھی ہے۔ (مسند احمد: 3/404:)

آل رسول پر صدقہ کا حکم:

(۳۰۰) عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: اَخَذَ الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا تَمْرَةً مِّنْ تَمْرِ الصَّدَقَةِ فَجَعَلَهَا فِیْ فِيْهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "كِخْ كِخْ اِرْمِ بِهَا، اَمَا عَلِمْتَ اَنَّا لَا نَاكُلُ الصَّدَقَةَ!؟" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِیْ رِوَايَةٍ: "اِنَّا لَا تَحِلُّ لَنَا الصَّدَقَةُ" .

وَقَوْلُهُ: "كِخْ كِخْ" يُقَالُ: بِاِسْكَانِ الْخَاءِ،

وَيُقَالُ: بِكَسْرِهَا مَعَ التَّنْوِيْنِ وَهِيَ كَلِمَةُ زَجْرٍ لِلصَّبِيِّ عَنِ الْمُسْتَقْذَرَاتِ، وَكَانَ الْحَسَنُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ صَبِيًّا .

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما نے صدقہ کی کھجوروں میں سے ایک کھجور لی اور اس کو منہ میں ڈال لیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ٹھہرو، ٹھہرو! اسے پھینک دو! کیا تجھے معلوم نہیں کہ ہم صدقہ کا مال نہیں کھاتے؟ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: ہمارے لئے صدقہ حلال نہیں۔

حل لغات:

کِخ کِخ: خاء کے سکون اور اس کے زیر کے ساتھ دونوں طرح پڑھا گیا ہے، بچوں کو ناپسندیدہ کام سے روکنے کے لئے بولا جاتا ہے۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس وقت بچے تھے، اس لیے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کھجور کو اٹھا کر منہ میں ڈال لیا

300: مسلم شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث: 2369، بخاری شریف، رقم الحدیث: 1420، دارمی شریف، رقم الحدیث: 1591، مسند امام احمد، رقم الحدیث: 1723، ابن حبان، رقم الحدیث: 945، ابن خزیمہ، رقم الحدیث: 2347، بیہقی، رقم الحدیث: 13010، مسند ابویعلی، رقم الحدیث: 6762، طبرانی کبیر، رقم الحدیث: 6070

لیکن نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تربیت فرماتے ہوئے ان کو منہ سے کھجور نکالنے کو کہا، اس سے معلوم ہوا کہ بچے کی تربیت شروع سے ہی کرنی چاہیے، علماء کرام فرماتے ہیں جو صدقہ آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حرام ہے وہ واجبی صدقہ ہے، جیسے زکوٰۃ، فطرانہ، کفارہ وغیرہ، نفلی صدقہ ان کو دینا جائز ہے لیکن اس سے بھی یہی بہتر ہے کہ ان کو نفلی صدقہ نہ دیا جائے بلکہ ہدیہ کیا جائے اس سے ثواب بھی ملے گا اور آل رسول کی ناموس کی حفاظت کا اجر بھی ملے گا، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جن خاندانوں سے صدقہ حرام ہے ان میں، بنو ہاشم، حضرت جعفر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد، حضرت عقیل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد، حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد اور حارث بن عبد المطلب کی اولاد بھی شامل ہے، ان سب کو واجبی صدقہ دینا جائز نہیں۔

کھانا کھانے کے آداب:

(۳۰۱) وَعَنْ اَبِیْ حَفْصٍ عُمَرَ بْنِ اَبِیْ سَلْمَةَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَبْدِ الْاَسَدِ رَبِیْبِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: كُنْتُ غُلَامًا فِیْ حَجْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَتْ یَدِیْ تَطِیْشُ فِی الصَّحْفَةِ، فَقَالَ لِیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "یَا غُلَامُ، سَمِّ اللّٰهَ تَعَالٰی، وَكُلْ بِیَمِیْنِكَ، وَكُلْ مِمَّا یَلِیْكَ" فَمَا زَالَتْ تِلْكَ طِعْمَتِیْ بَعْدُ. مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ.

"وَتَطِیْشُ": تَدُوْرُ فِیْ نَوَاحِی الصَّحْفَةِ.

◄◄ حضرت ابو حفص عمر بن ابی سلمہ عبداللہ بن الاسد رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ کے فرزند سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں بچہ تھا، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت میں تھا۔ کھاتے وقت میرا ہاتھ کھانے کے برتن میں گردش کرتا رہتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے لڑکے! بسم اللہ پڑھو اور دائیں ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ سو اس کے بعد میرے کھانے کا طریقہ ہمیشہ سے یہی رہا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

تطیش: پیالے میں ادھر ادھر گردش کرتے رہتے تھے۔

شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کے تین آداب بیان فرمائے (۱) بسم اللہ پڑھو (۲) دائیں ہاتھ سے کھاؤ (۳) اپنے سامنے سے کھاؤ۔

(۳۰۲) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ،

301: بخاری شریف، کتاب الاطعمۃ، رقم الحدیث: 5376

يَقُوْلُ: "كُلُّكُم رَاعٍ، وَّكُلُّكُم مَّسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهِ: الْإِمَامُ رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهِ، وَالرَّجُلُ رَاعٍ فِيْ اَهْلِهِ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهِ، وَالْمَرْاَةُ رَاعِيَةٌ فِيْ بَيْتِ زَوْجِهَا وَمَسْئُوْلَةٌ عَنْ رَّعِيَّتِهَا، وَالْخَادِمُ رَاعٍ فِيْ مَالِ سَيِّدِهٖ وَمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ، فَكُلُّكُم رَاعٍ وَّمَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِيَّتِهٖ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◄◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: تم میں سے ہر شخص حاکم ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے بارے میں پوچھا جائے گا۔ امام حاکم ہے' اور اس سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا' مرد اپنے اہل خانہ کا حاکم ہے' اور اس سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا' عورت اپنے خاوند کے گھر میں حاکم ہے' اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا' ملازم اپنے آقا کے مال کا حاکم ہے' اور اس سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا' پس تم میں سے ہر کوئی حاکم ہے' اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

راعٍ: حاکم، دیکھ بھال کرنے والا۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی شرح گزر چکی ہے۔ ابوالاحمد غفرلہ،

بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو:

(۳۰۳) وَعَنْ عَمْرِو بْنِ شُعَيْبٍ، عَنْ اَبِيْهِ، عَنْ جَدِّهٖ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَهُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ، وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا، وَهُمْ اَبْنَاءُ عَشْرٍ، وَّفَرِّقُوْا بَيْنَهُمْ فِى الْمَضَاجِعِ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوٗدَ بِاِسْنَادٍ حَسَنٍ .

◄◄ حضرت عمرو بن شعیب اپنے والد سے وہ ان کے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اپنے بچوں کو نماز پڑھنے کا حکم دو' جب ان کی عمر سات سال کی ہو' اور جب ان

302: مسلم شریف، کتاب الامارۃ، رقم الحدیث:4619، بخاری شریف، رقم الحدیث:853، ابوداؤد، رقم الحدیث:2928، ترمذی شریف، رقم الحدیث:1705، مسند امام احمد، رقم الحدیث:4495، ابن حبان، رقم الحدیث:4489، بیہقی، رقم الحدیث:14480، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:5831، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:8857

303: ابوداؤد شریف، کتاب الصلوٰۃ، رقم الحدیث:495

کی عمر دس سال ہو جائے تو انہیں اس پر (نماز پڑھنے پر) مارو اور ان کے بستر (اپنے بستروں سے) الگ کر دو۔

یہ حدیث حسن ہے۔ ابوداؤد نے اسے عمدہ اسناد کے ساتھ روایت کیا ہے۔

حل لغات:

اَلْمَضَاجِعِ: بستر، بچھونے

شرح:

علامہ طیبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں ایک طرف تو نماز پڑھنے کا حکم دینے کے متعلق بیان ہوا اور دوسری طرف بستر الگ کرنے کا بیان ہوا اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز حقوق اللہ میں شامل ہے اور بستر کو الگ کرنا حقوق العباد کا حصہ ہے تو گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دو جملوں میں ہی تمام دین سکھانے کا حکم دیا ہے کہ حقوق اللہ کی بھی تعلیم دو اور حقوق العباد کی بھی تعلیم دو، (یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے جس کو جوامع الکلم کہتے ہیں کہ تھوڑے الفاظ سے زیادہ مفہوم سمجھا دینا،)

(۳۰۴) وَعَنْ اَبِیْ ثُرَيَّةَ سَبْرَةَ بْنِ مَعْبَدٍ الْجُهَنِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "عَلِّمُوا الصَّبِيَّ الصَّلٰوةَ لِسَبْعِ سِنِيْنَ، وَاضْرِبُوْهُ عَلَيْهَا ابْنَ عَشْرِ سِنِيْنَ" حَدِيْثٌ حَسَنٌ رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ" وَلَفْظُ اَبِیْ دَاوُدَ: "مُرُوا الصَّبِيَّ بِالصَّلٰوةِ اِذَا بَلَغَ سَبْعَ سِنِيْنَ".

◀◀ حضرت ابوثریہ، سبرہ بن معبد الجہنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سات سال کی عمر کے بچے کو نماز سکھاؤ اور دس سال کی عمر کے بچے کو نماز کے لئے مارو۔

یہ حدیث حسن ہے۔ اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے، اور ابوداؤد کے الفاظ یہ ہیں: بچے کو نماز کا حکم دو جب وہ سات سال کی عمر کو پہنچ جائے۔

شرح:

امام نووی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں اس سے مراد صرف بچہ ہی نہیں بچی بھی ہے یعنی جب یہ سات سال کے ہو جائیں تو ان کو نماز کا حکم دو اور جب دس سال کے ہو جائیں تو مار کر نماز پڑھاو یہ اولاد کی تربیت ہے جو ہر ماں باپ پر فرض عین ہے۔

تربیتِ اولاد:

بچوں سے محبت اور پیار کرنا اعلیٰ ظرفی کی علامت ہے اور یہی بچے قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں اگر ہم ان کے ساتھ پیار اور

304: ترمذی شریف، کتاب الصلوۃ، رقم الحدیث: 407، ابوداؤد شریف، کتاب الصلوۃ، رقم الحدیث: 494

محبت سے پیش آئیں گے تو کل یہ بھی اعلیٰ اخلاق و کردار کے مالک بنے گے اور اگر آج ہم نے ان پر ظلم کیا اور غصہ کیا تو کل اگر یہی بچے ظالم اور جابر اور والدین کے نافرمان بن جائیں گے تو اس میں ہمارا ہی قصور ہو گا۔ کہ اگر ہم ان کے ساتھ اچھے طریقے سے پیش آتے تو یہ بھی ایسا ہی کرتے۔ لیکن نماز کے بارے میں ان کو مارنا بھی جائز ہے اور غصہ کرنا بھی اس لیے کہ یہ بھی ان کی تربیت کا ایک حصہ ہے۔

اولاد کی اعلیٰ تربیت والدین کے فرائض میں شامل ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ ہمیشہ اپنی اولاد کی تربیت کرتے رہو۔ جس طرح والدین اپنی اولاد کو بولنا اور چلنا سکھاتے ہیں اسی طرح ان کو اچھی طرح بات کرنے، سنت کے مطابق اور شرعی لباس پہننے کی بھی تربیت دیں آپ آج جو فصل کاشت کریں گے کل وہی آپ کو تیار ملے گی آج اپنی اولاد کو بے حیائی اور برائی سے روکیں گے تو وہ برائی سے رک جائے گی۔

آج اپنی اولاد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا درس دیں گے تو وہ یقیناً عاشقِ رسول بنے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہر مسلمان مرد عورت پر فرضِ عین ہے اور اپنی اولاد کو محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا سبق دینے کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہی کافی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

,,قَالَ ادبوا أَولَادکُم علی ثَلاث خِصَال حب نَبِیکُم وَحب أهل بَیته وعَلی قِرَائَة القُرآن،،

تخریج: (أحمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی، التوفی: ۹۷۴ھ، الصواق المحرقة، المقصد الثانی فی ماتضمنه، ج۲، ص۴۹۶،

☆ محمد بن أحمد عبد السلام خضر الشقیری الحوامدی، متوفی ۱۳۵۱ھ، السنن والمبتدعات المتعلقة بالأذکار والصلوات، فصل فی الذکر والدعا عند المطر، ج۱، ص۲۸۲،

☆ زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاھری یتوفی ۱۰۳۱ھ، فیض القدیر شرح الجامع الصغیر، حرف الھمزہ، ج۱، ص۲۲۵،

☆ زین الدین محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفین بن علی بن زین العابدین الحدادی ثم المناوی القاھری یتوفی ۱۰۳۱ھ، التیسیر بشرح الجامع الصغیر، حرف الھمزہ، ج۱، ص۵۳،

☆ أبو العباس شھاب الدین أحمد بن أبی بکر بن إسماعیل بن سلیم بن قایماز بن عثمان البوصیری الکنانی الشافعی، متوفی ۸۴۰ھ، إتحاف الخیرة المھرة بزوائد المسانید العشرة، باب فی التلاعن وتحریم دم، ج۸، ص۱۸۵،

☆، عبد الرحمٰن بن أبی بکر جلال الدین السیوطی، متوفی ۹۱۱ھ، الفتح الکبیر فی ضم الزیادة إلی الجامع الصغیر، حرف الھمزہ، ج۱، ص۵۷،

☆ إسماعیل بن محمد بن عبد الھادی الجراحی العجلونی التوفی: ۱۱۶۲ھ، کشف الخفاء ومزیل الإلباس، باب الھمزہ مع الذال المعجمة، ج۱، ص۷۴،

☆ عبد الرحمٰن بن أبی بکر جلال الدین السیوطی التوفی: ۹۱۱ھ، صحیح وضعیف الجامع الصغیر وزیادته،)

اپنی اولاد کو تین چیزیں سکھاؤ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت، اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہلِ بیت کی محبت اور قرآن کی تلاوت، آج آپ اپنی اولاد کو نماز کی عادت ڈالیں گے تو مرتے دم تک وہ نماز کی پابند رہے گی آپ اپنی اولاد کا خیال ضرور رکھا کریں۔

ایک کسان جب دھان (مونجی) کی فصل کاشت کرنے لیے یا باغبان (مالی) کسی اور پودے کی پنیری لگاتا ہے تو وہ اس کی حفاظت بھی کرتا ہے تاکہ اس کو کوئی پرندہ خراب نہ کردے کوئی جانور نہ کھا جائے کوئی آدمی ان کے نرم نرم شگوفوں کو مسل نہ دے کوئی کیڑا وغیرہ نہ لگ جائے تو آپ ہی بتائیں کہ ایک عام سی فصل اور پودے کے لیے اتنی محنت اور دیکھ بھال، اور جو آپ کے گلشن کے ننھے ننھے پھول اور کلیاں ہیں اور وہ پھول اور کلیاں جو آپ کی زندگی کا سرمایہ ہیں ان کو ویسے ہی چھوڑ دیں گے؟؟؟ نہیں نہیں ان کی دوستی، صحبت، چال چلن، تنہائی وغیرہ پر خاص نظر رکھیں کہ کہیں آپ کا سرمایہ تباہی اور بربادی کی طرف تو نہیں جارہا؟؟؟ کہیں اُن کی دوستی ایسے لوگوں کے ساتھ تو نہیں جو دین وایمان، یا عزت، کے ڈاکو ہیں؟؟؟ یا ایسے لوگوں کے ساتھ تو نہیں جو ملک یا شہر یا آپ کے گھر کو نقصان پہنچانے والے ہیں؟؟؟

الغرض جتنی اچھی تربیت اولاد کی کریں گے تو اُس کا فائدہ اُتنا ہی زیادہ آپ کو ہوگا اور اگر خدا نہ کرے آپ نے اپنی اولاد کی تربیت بری کی تو کل اس کا وبال بھی آپ پر ہی آئے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اولاد کی اچھی تربیت کرنے کی توفیق دے آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

۳۹-بَابُ حَقِّ الْجَارِ وَالْوَصِیَّةِ بِهٖ

پڑوسی کے حقوق اور اس کے متعلق وصیت کرنے کا بیان

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتَامٰى وَالْمَسَاكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ﴾ (النساء:36)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنی باندی غلام سے۔

تشریح:

اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھو ان کے ساتھ بھی برتاؤ اور نیک سلوک رکھو خواہ وہ قرابت دار ہوں یا نہ ہو، خواہ وہ مسلمان ہوں یا یہود و نصرانی ہوں یہ بھی کہا گیا ہے کہ »اَلْجَارِ ذِی الْقُرْبَ« سے مراد بیوی ہے اور »اَلْجَارِ الْجُنُبِ« سے مراد مرد رفیق سفر ہے۔ (تفسیر ابن جریر الطبری:8/341)

پڑوسیوں کے حق میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں کچھ پیش کرتا ہوں۔

☆ مسند احمد میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "مجھے جبرائیل علیہ السلام پڑوسیوں کے بارے میں یہاں تک وصیت و نصیحت کرتے ہیں کہ مجھے گمان ہوا کہ شاید یہ پڑوسیوں کو وارث بنا دیں گے"۔ (صحیح بخاری:6015)

☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "بہتر ساتھی اللہ کے نزدیک وہ ہے جو اپنے ہمراہیوں کے ساتھ خوش سلوک زیادہ ہو اور پڑوسیوں میں سے سب سے بہتر اللہ کے نزدیک وہ ہے جو ہمسایوں سے نیک سلوک میں زیادہ ہو"۔ (سنن ترمذی:1944،)

☆ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "انسان کو نہ چاہیئے کہ اپنے پڑوسی کی آسودگی بغیر خود شکم سیر ہو جائے"۔ (مسند احمد:1/54)

☆ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے سوال کیا: "زنا کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟" لوگوں نے کہا: وہ حرام ہے اللہ نے اور اس کے رسول نے اسے حرام کیا ہے اور قیامت تک وہ حرام ہی رہے گا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سنو دس عورتوں سے زنا کاری کرنے والا اس شخص کے گناہ سے کم گنہگار ہے جو اپنے پڑوسی کی عورت سے زنا کرے"، پھر دریافت فرمایا: "تم چوری کی نسبت کیا کہتے ہو؟" انہوں نے جواب دیا کہ اسے بھی اللہ تعالیٰ نے اس کے رسول نے حرام کیا ہے اور وہ بھی قیامت تک حرام ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "سنو دس گھروں سے چوری کرنے والے گناہ کا اس شخص کے گناہ سے ہلکا ہے جو اپنے پڑوسی کے گھر سے کچھ چرالے"۔ (مسند احمد:6/8)

☆بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سوال کرتے ہیں کہ یا رسول اللہ! کون سا گناہ سب سے بڑا ہے؟ آپ نے فرمایا: "یہ کہ تو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے حالانکہ اسی ایک نے تجھے پیدا کیا ہے"، میں نے پوچھا: پھر کون سا؟ فرمایا: "یہ کہ تو اپنی پڑوسن سے زنا کاری کرے"۔ (صحیح بخاری:6001)

☆ایک انصاری صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے گھر سے چلا وہاں پہنچ کر دیکھتا ہوں کہ ایک صاحب کھڑے ہیں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کی طرف متوجہ ہیں میں نے خیال کیا کہ شاید انہیں آپ سے کچھ کام ہوگا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہیں اور ان سے باتیں ہو رہی ہیں بڑی دیر ہوگئی یہاں تک کہ مجھے آپ کے تھک جانے کے خیال نے بے چین کر دیا بہت دیر کے بعد آپ لوٹے اور میرے پاس آئے میں نے کہا اے اللہ کے رسول! اس شخص نے تو آپ کو بہت دیر کھڑا رکھا میں تو پریشان ہو گیا آپ کے پاؤں تھک گئے ہوں گے، آپ نے فرمایا: "اچھا تم نے انہیں دیکھا"، میں نے کہا: ہاں خوب اچھی طرح دیکھا فرمایا: "جانتے ہو وہ کون تھے؟ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے، مجھے پڑوسیوں کے حقوق کی تاکید کرتے رہے یہاں تک ان کے حقوق بیان کئے کہ مجھے کھٹکا ہوا کہ غالباً آج تو پڑوسی کو وارث ٹھہرا دیں گے" (مسند احمد:5/32)

☆مسند عبد بن حمید میں ہے سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص عوالی مدینہ سے آیا اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور جبرائیل علیہ الصلوۃ والسلام اس جگہ نماز پڑھ رہے تھے جہاں جنازوں کی نماز پڑھی جاتی ہے جب آپ فارغ ہوئے تو اس شخص نے کہا: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یہ دوسرا شخص کون نماز پڑھ رہا تھا، آپ نے فرمایا: "تم نے انہیں دیکھا؟" اس نے کہا: ہاں، فرمایا: "تو نے بہت بڑی بھلائی دیکھی یہ جبرائیل تھے مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ میں نے دیکھا کہ عنقریب اسے وارث بنا دیں گے"۔ (مسند بزار:1897)

(۳۰۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ وَعَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قالا: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

305: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث:6559، بخاری شریف، رقم الحدیث:5668، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث:5151، ترمذی شریف، رقم الحدیث:1942، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث:3673، مسند امام احمد، رقم الحدیث:5577

"مَا زَالَ جِبْرِیْلُ یُوْصِیْنِیْ بِالْجَارِ حَتّٰی ظَنَنْتُ اَنَّہٗ سَیُوَرِّثُہٗ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

◄◄ حضرت ابن عمر اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما سے مروی ہے دونوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشادفرمایا: حضرت جبرئیل علیہ السلام مسلسل مجھے پڑوسی کے بارے میں وصیت کرتے رہے یہاں تک کہ مجھے گمان ہونے لگا کہ وہ پڑوسی کو وراثت کا حقدار بنادیں گے۔(متفق علیہ)

شرح:

پڑوسیوں میں سے زیادہ حق قریب والے پڑوسی کا ہے، سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ میرے دو پڑوسی ہیں میں ایک کو ہدیہ بھیجنا چاہتی ہوں تو کسے بھجواؤں؟ آپ نے فرمایا: "جس کا دروازہ قریب ہو"۔(صحیح بخاری:2259)

پڑوسیوں کو ہدیہ دینے کا حکم:

(۳۰۶)وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "یَا اَبَا ذَرٍّ، اِذَا طَبَخْتَ مَرَقَۃً، فَاَکْثِرْ مَائَھَا، وَتَعَاھَدْ جِیْرَانَکَ" رَوَاہُ مُسْلِمٌ ۔

وَفِیْ رِوَایَۃٍ لَّـــہٗ عَنْ اَبِیْ ذَرٍّ، قَالَ: اِنَّ خَلِیْلِیْ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَوْصَانِیْ: "اِذَا طَبَخْتَ مَرَقًا فَاَکْثِرْ مَاءَ ھَا، ثُمَّ انْظُرْ اَھْلَ بَیْتٍ مِّنْ جِیْرَانِکَ، فَاَصِبْھُمْ مِنْھَا بِمَعْرُوْفٍ" ۔

◄◄ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اے ابوذر! جب تم شوربا پکاؤ تو اس میں پانی زیادہ ڈالا کرو اور اپنے پڑوسیوں کا خیال رکھا کرو۔(مسلم)

اور مسلم ہی کی روایت میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میرے محبوب ﷺ نے مجھے یہ نصیحت فرمائی کہ جب تو شوربا پکائے تو اس میں پانی زیادہ ڈالا کر اور پھر اپنے پڑوس کے گھر والوں کی طرف دیکھ اور مناسب طریقے سے ان تک پہنچا۔

حل لغات:

طَبَخْتَ :از، طبخاً، بمعنی پکانا۔

مَرَقًا: شوربا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۱۳۷، میں گزر چکا ہے۔

306: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث:6559

شرح:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ تمہارے کھانے میں بھی تمہارے پڑوسیوں کا حق ہے اس لیے جب سالن تیار کرو تو ان کا خیال رکھ کر زیادہ تیار کرو، اور پھر فرمایا کہ ان تک کھانا پہنچانا بھی تم نے، یعنی اچھے طریقے سے ان کو پیش کرو۔

کامل مؤمن کی ایک نشانی:

(۳۰۷) وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ، وَاللّٰهِ لَا یُؤْمِنُ!" قِیْلَ: مَنْ یَّا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: "اَلَّذِیْ لَا یَاْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ!" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لِّمُسْلِمٍ: "لَا یَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ لَّا یَاْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ"۔

"اَلْبَوَائِقُ": اَلْغَوَائِلُ وَالشُّرُوْرُ۔

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! وہ ایماندار نہیں ہوسکتا' اللہ کی قسم! ایماندار نہیں ہوسکتا' اللہ کی قسم! ایماندار نہیں ہوسکتا۔ عرض کیا گیا: یارسول اللہ: کون؟ فرمایا: ''جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو''۔ (متفق علیہ)

مسلم کی ایک روایت میں ہے: ''وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہوگا جس کی شرارتوں سے اس کا پڑوسی محفوظ نہیں ہے''۔

حل لغات:

البوائق: شرارتیں اور تکلیف دہ حرکتیں۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یہاں ایمان سے مراد کامل ایمان ہے، کہ آدمی اس وقت تک کامل مومن نہیں ہوسکتا جب تک اس کا ہمسایہ اس کے شر سے محفوظ نہ ہو جائے، یعنی ہمسایوں کو نہ قولاً اور نہ ہی فعلاً ضرر دو ان کی عزت و آبرو کا خیال تم پر لازم ہے۔ یہاں ہمسایہ کے مسلمان ہونے یا نہ ہونے کی شرط نہیں لگائی مطلب یہ کہ ہمسایہ چاہے مسلم ہے یا غیر مسلم اس کا تم پر حق ہے۔

307: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:46، بخاری شریف، رقم الحدیث:5672، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث:3748، ترمذی شریف، رقم الحدیث:1967، ابن ماجہ، رقم الحدیث:3672، موطا امام مالک، رقم الحدیث:1660، دارمی، رقم الحدیث:2035، مسند امام احمد، رقم الحدیث:7865، ابن حبان، رقم الحدیث:5287، مستدرک حاکم، رقم الحدیث:7300، بیہقی، رقم الحدیث:8960، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:4252، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:8250

(۳۰۸)وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا نِسَآءِ الْمُسْلِمَاتِ، لَا تَحْقِرَنَّ جَارَةٌ لِجَارَتِهَا وَلَوْ فِرْسِنَ شَاةٍ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی کسی پڑوسن کے لئے کسی چیز کو حقیر نہ سمجھے خواہ بکری کا کھر ہی کیوں نہ ہو۔ (متفق علیہ)

(۳۰۹)وَعَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَا يَمْنَعْ جَارٌ جَارَهُ اَنْ يَّغْرِزَ خَشَبَةً فِيْ جِدَارِهٖ"، ثُمَّ يَقُوْلُ اَبُوْ هُرَيْرَةَ: مَا لِيْ اَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ ! وَاللّٰهِ لَاَرْمِيَنَّ بِهَا بَيْنَ اَكْتَافِكُمْ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

رُوِيَ "خُشُبَهُ" بِالْاِضَافَةِ وَالْجَمْعِ ۔ وَرُوِيَ "خَشَبَةً" بِالتَّنْوِيْنِ عَلَى الْاِفْرَادِ ۔ وَقَوْلُهٗ: مَا لِيْ اَرَاكُمْ عَنْهَا مُعْرِضِيْنَ: يَعْنِيْ عَنْ هٰذِهِ السُّنَّةِ ۔

◄◄ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی پڑوسی اپنے پڑوسی کو دیوار میں لکڑی گاڑنے سے منع نہ کرے۔ اس کے بعد حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمانے لگے: تعجب ہے! میں تمہیں دیکھتا ہوں کہ تم اس سنت سے اعراض کر رہے ہو۔ اللہ کی قسم! میں تمہارے درمیان اسے رائج کر کے رہوں گا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

خُشُبَهُ: کو اضافت کے ساتھ بھی اور جمع کے ساتھ بھی روایت کیا گیا ہے۔

خَشَبَةً: کو بطور مفرد تنوین سے بھی روایت کیا گیا ہے۔

مالي اراكم عنهامعرضين،: کا مطلب ہے: اس سنت سے۔

اَرْمِيَنَّ : لغوی معنی ہے پھینکوں گا، یہاں مراد لازم کروں گا، رائج کروں گا،

اَكْتَافِكُمْ: یہ، کتف، بمعنی (کندھا) کی جمع ہے یعنی تم پر لازم کروں گا، تم کو مکلّف بناؤں گا۔

(۳۱۰)وَعَنْهُ : اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلَا يُؤْذِ جَارَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ، وَمَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْيَقُلْ خَيْرًا اَوْ لِيَسْكُتْ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

308: بخاری شریف، کتاب الہبۃ، رقم الحدیث:2566

309: مسلم شریف، کتاب المساقاۃ، رقم الحدیث:1609

310: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث:6018

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ دے' اور جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ مہمان کی عزت کرے' اور جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو اپنے آپ کو ایمان دار جانتا ہے تو وہ پڑوسی کو ضرر نہ دے کیونکہ ہمسائے کو تکلیف دینا دین اسلام میں ممنوع ہے، اور جو ایمان دار ہے وہ تو اسلام پر عمل کرتا ہے اس کے ممنوعات سے بچتا ہے، اور ایک روایت میں آتا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے پڑوسی کو تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی (اللہ تعالیٰ کو تو کوئی تکلیف نہیں دے سکتا مگر یہاں مراد اس کے گناہ کو بیان کرنا ہے کہ اس کا گناہ اللہ کو تکلیف دینے کے برابر ہے)

(الترغیب والترھیب من حدیث الشریف)

(۳۱۱) وَعَنْ اَبِیْ شُرَیْحٍ الْخُزَاعِیِّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْیُحْسِنْ اِلٰی جَارِهٖ، وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهٗ، وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَسْکُتْ"

رَوَاهُ مُسْلِمٌ بِهٰذَا اللَّفْظِ، وَرَوَی الْبُخَارِیُّ بَعْضَهٗ۔

◀◀ حضرت ابو شریح الخزاعی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرے' اور جو اللہ تعالیٰ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی تکریم کرے' اور جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ وہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ (مسلم)

یہ عبارت مسلم کی ہے' اور بخاری نے اس کے بعض حصوں کو روایت کیا ہے۔

(۳۱۲) وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قُلْتُ: یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ لِیْ جَارَیْنِ، فَاِلٰی اَیِّهِمَا

311: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث:6019

312: بخاری شریف، کتاب الشفعة، رقم الحدیث:2259

اُهْدِیْ؟ قَالَ: "اِلٰی اَقْرَبِهِمَا مِنْكِ بَابًا" رَوَاهُ الْبُخَارِیُّ .

◂◂ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی: یارسول اللہ! بے شک میرے دو پڑوسی ہیں، میں ان میں سے کس کو ہدیہ بھیجا کروں؟ آپ نے فرمایا: جس کا دروازہ تمہارے دروازے سے زیادہ نزدیک ہے۔(بخاری)

شرح:

بزار میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "پڑوسی تین قسم کے ہیں ایک حق والے یعنی ادنی، دوحق والے اور تین حق والے یعنی اعلیٰ، ایک حق والا وہ ہے جو مشرک ہواور اس سے رشتہ داری نہ ہو، دوحق والا وہ ہے جو مسلمان ہواور رشتہ دار نہ ہو، ایک حق اسلام دوسرا حق پڑوس، تین حق والا وہ ہے جو مسلمان بھی ہو پڑوسی بھی ہواور رشتے ناتے کا بھی ہوتو حق اسلام کا حق ہمسائیگی حق صلہ رحمی تین تین حق اس کے ہو گئے"۔(مسند بزار:1896)

(۳۱۳)وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "خَیْرُ الْاَصْحَابِ عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰی خَیْرُهُمْ لِصَاحِبِهٖ، وَخَیْرُ الْجِیْرَانِ عِنْدَ اللّٰهُ تَعَالٰی خَیْرُهُمْ لِجَارِهٖ" رَوَاهُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ" .

◂◂ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا: اللہ تعالیٰ کے نزدیک دوستوں میں سے سب سے بہترین دوست وہ ہے جو اپنے دوست سے اچھا سلوک کرے، اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہترین پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرے۔

اسے ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۱۳، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اللہ تعالیٰ کا بہترین دوست وہ ہے جو اپنے دوستوں کے لیے بہترین ہے ان کا ادب واحترام کرنے والا ہے دینی کاموں میں ان کی مدد کرنے والا ہے اور اپنے دوستوں کو بری باتوں اور غلط کاموں سے روکنے والا ہے۔

اسی طرح اللہ کا پڑوسی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کے لیے بہترین ہو اس کی عزت وآبرو کا خیال رکھتا ہو اس کو کسی قسم کی کوئی تکلیف نہ دیتا ہو اس کے کاموں میں اس کی مدد کرتا ہو، ایک حدیث میں فرمایا کہ اچھا پڑوسی مل جانا آدمی کی خوش نصیبی ہے۔
(الترغیب والترھیب من حدیث الشریف)

313: ترمذی شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 1944

۴۰-بَابُ بِرِّ الْوَالِدَیْنِ وَصِلَةِ الْاَرْحَامِ

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک اور صلہ رحمی کرنے کے متعلق بیان

صلہ کا لغوی معنی ہے:

انعام، عطاء، تحفہ، ہدیہ، بدلہ، اجر، اجرت یا مزدوری، وغیرہ

صلہ رحمی کی تعریف:

عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔ (فیروز اللغات)

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا وَّبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتَامٰی وَالْمَسَاکِیْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰی وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِیْلِ وَمَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ﴾ (النساء:36)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ سے بھلائی کرو اور رشتہ داروں اور یتیموں اور محتاجوں اور پاس کے ہمسائے اور دور کے ہمسائے اور کروٹ کے ساتھی اور راہ گیر اور اپنی باندی غلام سے۔

تشریح:

ماں باپ کے ساتھ احسان کرتے رہو وہی تمہارے عدم سے وجود میں آنے کا سبب بنے ہیں۔

قرآن کریم کی بہت سی آیتوں میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنی عبادت کے ساتھ ہی ماں باپ سے سلوک واحسان کرنے کا حکم دیا ہے جیسے فرمایا ''وَوَصَّیْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَیْہِ حَمَلَتْہُ اُمُّہٗ وَھْنًا عَلٰی وَھْنٍ وَّفِصَالُہٗ فِیْ عَامَیْنِ اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ اِلَیَّ الْمَصِیْرُ '' (31-لقمان:14)

اور ایک جگہ فرمایا ''وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَا اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا '' (17-الاسراء:23) یہاں بھی یہ بیان فرما کر پھر حکم

دیتا ہے کہ اپنے رشتہ داروں سے بھی اچھا سلوک و احسان کرتے رہو۔

☆ حدیث میں ہے مسکین کو صدقہ دینا صرف صدقہ ہی ہے لیکن قریبی رشتہ داروں کو دینا صدقہ بھی ہے اور صلہ رحمی بھی، (سنن ترمذی:685،)

پھر حکم ہوتا ہے کہ یتیموں کے ساتھ بھی سلوک و احسان کرو اس لیے کہ ان کی خبر گیری کرنے والا ان کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرنے والا ان کے ناز، لاڈ اٹھانے والا انہیں محبت کے ساتھ کھلانے پلانے والا ان کے سر سے اٹھ گیا ہے۔ پھر مسکینوں کے ساتھ نیکی کرنے کا ارشاد کیا کہ وہ حاجت مند ہے ہاتھ میں محتاج ہیں ان کی ضرورتیں تم پوری کرو ان کی احتیاج تم رفع کرو ان کے کام تم کر دیا کرو۔

آیت نمبر:2

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَاتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِىْ تَسَاءَ لُوْنَ بِهٖ وَالْاَرْحَامَ﴾ (النساء:1)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اللہ سے ڈرو جس کے نام پر مانگتے ہو اور رشتوں کا لحاظ رکھو۔

آیت نمبر:3

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ﴾ (الرعد:21)،

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور وہ کہ جوڑتے ہیں اسے جس کے جوڑنے کا اللہ نے حکم دیا۔

آیت نمبر:4

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا ﴾ (العنکبوت:8)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ہم نے آدمی کو تاکید کی اپنے ماں باپ کے ساتھ بھلائی کی۔

آیت نمبر:5

وَقَالَ اللّٰـهُ تَعَالٰى: ﴿ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَّاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِىْ صَغِيْرًا ؀ ﴾ (بنی اسرائیل:23-24)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تمہارے ربّ نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ''ہوں'' نہ کہنا' اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا' اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے' اور عرض کر کہ اے میرے ربّ! تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا ؀

تشریح:

یہاں »قَضَیٰ« معنی میں حکم فرمانے کے ہے تاکیدی حکم الٰہی جو کبھی ٹلنے والا نہیں یہی ہے کہ عبادت اللہ ہی کی ہو اور والدین کی اطاعت میں ہمیشہ فرق نہ آئے۔ سیدنا ابی ابن کعب، ابن مسعود اور سیدنا ضحاک بن مزاحم رضی اللہ عنہم کی قرأت میں »قَضَیٰ« کے بدلے »وصی« ہے۔ یہ دونوں حکم ایک ساتھ جیسے یہاں ہیں ایسے ہی اور بھی بہت سی آیتوں میں ہیں۔ جیسے فرمان ہے آیت ''وَوَصَّيْنَا الإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَى وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ إِلَيَّ الْمَصِيرُ '(31-لقمان:14)"میرا شکر کر اور اپنے ماں باپ کا بھی احسان مند رہ۔"

خصوصا ان کے بڑھاپے کے زمانے میں ان کا پورا ادب کرنا، کوئی بری بات زبان سے نہ نکالنا یہاں تک کہ ان کے سامنے ہوں بھی نہ کرنا، نہ کوئی ایسا کام کرنا جو انہیں برا معلوم ہو، اپنا ہاتھ ان کی طرف بے ادبی سے نہ بڑھانا، بلکہ ادب، عزت اور احترام کے ساتھ ان سے بات چیت کرنا، نرمی اور تہذیب سے گفتگو کرنا، ان کی رضا مندی کے کام کرنا، دکھ نہ دینا، ستانا نہیں، ان کے سامنے تواضع، عاجزی، فروتنی اور خاکساری سے رہنا۔

ان کے لیے ان کے بڑھاپے میں ان کے انتقال کے بعد دعائیں کرتے رہنا۔ خصوصا یہ دعا کہ اے اللہ ان پر رحم کر جیسے رحم سے انہوں نے میرے بچپن کے زمانے میں میری پرورش کی۔ ہاں ایمانداروں کو کافروں کے لیے دعا کرنا منع ہو گئی ہے گو وہ ماں باپ ہی کیوں نہ ہوں؟ (تفسیر ابن کثیر)

ماں باپ سے سلوک و احسان کے احکام کی حدیثیں بہت سی ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر چڑھتے ہوئے تین دفعہ آمین کہی، جب آپ سے وجہ دریافت کی گئی تو آپ نے فرمایا میرے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے اور کہا اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اس شخص کی ناک خاک آلود ہو، جس کے پاس تیرا ذکر ہو اور اس نے تجھ پر درود بھی نہ پڑھا ہو۔ کہئے آمین چنانچہ میں نے آمین کہی۔

پھر فرمایا اس شخص کی ناک بھی اللہ تعالیٰ خاک آلود کرے جس کی زندگی میں ماہ رمضان آیا اور چلا بھی گیا اور اس کی بخشش نہ ہوئی۔ آمین کہئے چنانچہ میں نے اس پر بھی آمین کہی۔ پھر فرمایا اللہ اسے بھی برباد کرے۔ جس نے اپنے ماں باپ کو یا ان میں سے ایک کو پالیا اور پھر بھی ان کی خدمت کر کے جنت میں نہ پہنچ سکا کہئے آمین میں نے کہا آمین۔

(سنن ترمذی:3545)

☆مسند احمد کی حدیث میں ہے جس نے کسی مسلمان ماں باپ کے یتیم بچہ کو پالا اور کھلایا پلایا یہاں تک کہ وہ بے نیاز ہو گیا اس کے لیے یقیناً جنت واجب ہے اور جس نے کسی مسلمان غلام کو آزاد کیا اللہ اسے جہنم سے آزاد کرے گا اس کے ایک ایک عضو کے بدلے اس کا ایک ایک عضو جہنم سے آزاد ہو گا۔ (مسند احمد:5/29)

☆اس حدیث کی ایک سند میں ہے جس نے اپنے ماں باپ کو یا دونوں میں سے کسی ایک کو پالیا پھر بھی دوزخ میں گیا

اللہ اسے اپنی رحمت سے دور کرے۔(مسند احمد:5/29)

☆مسند احمد کی ایک روایت میں یہ تینوں چیزیں ایک ساتھ بیان ہوئی ہیں یعنی گردن آزاد کرنا خدمت والدین اور پرورش یتیم۔(مسند احمد:4/344)

☆ایک روایت میں ماں باپ کی نسبت یہ بھی ہے کہ اللہ اسے دور کرے اور اسے برباد کرے الخ۔(مسند احمد:4/344)

☆ایک روایت میں تین مرتبہ اس کے لیے یہ بدعا ہے۔(صحیح مسلم:2551)

☆ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر درود نہ پڑھنے والے اور ماہ رمضان میں بخشش الٰہی سے محروم رہ جانے والے اور ماں باپ کی خدمت اور رضا مندی سے جنت میں نہ پہنچنے والے کے لیے خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بدعا کرنا منقول ہے۔(سنن ترمذی:3545)

☆آپ کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اللہ تمہیں تمہارے باپوں کی نسبت وصیت فرماتا ہے اللہ تمہیں تمہاری ماؤں کی نسبت وصیت فرماتا ہے۔پچھلے جملے کو تین بار بیان فرما کر فرمایا اللہ تمہیں تمہارے قرابت داروں کی بابت وصیت کرتا ہے، سب سے زیادہ نزدیک والا پھر اس کے پاس والا۔(سنن ابن ماجہ:3661)

☆آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں دینے والے کا ہاتھ اونچا ہے اپنی ماں سے سلوک کر اور اپنے باپ سے اور اپنی بہن سے اور اپنے بھائی سے پھر جو اس کے بعد ہو اسی طرح درجہ بدرجہ۔(مسند احمد:4/64)

آیت نمبر:6

وَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: ﴿ وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصَالُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ ﴾ (لقمان:14)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور ہم نے آدمی کو اس کے ماں باپ کے بارے میں تاکید فرمائی' اس کی ماں نے اسے پیٹ میں رکھا کمزوری پر کمزوری جھیلتی ہوئی' اور اس کا دودھ چھوٹنا دو برس میں ہے' یہ کہ حق مان میرا اور اپنے ماں باپ کا۔

اللہ کو کون سا عمل زیادہ پسند ہے:

(۳۱۴)وَعَنْ اَبِيْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: سَاَلْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اَيُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى؟ قَالَ: "اَلصَّلٰوةُ عَلٰى وَقْتِهَا"، قُلْتُ: ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ: "بِرُّ الْوَالِدَيْنِ"، قُلْتُ: ثُمَّ اَيٌّ؟ قَالَ: "اَلْجِهَادُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

◀◀ حضرت ابوعبدالرحمٰن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال

314:مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:85

کیا: کون سا عمل اللہ تعالیٰ کو زیادہ پسند ہے؟ آپ نے فرمایا: وقت پر نماز ادا کرنا' میں نے عرض کی: پھر کون سا عمل افضل ہے؟ فرمایا: والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا۔ میں نے عرض کی: پھر کون سا عمل اچھا ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔ (متفق علیہ)

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۳۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

والدین سے حسن سلوک جہاد سے بھی بہتر ہے جیسا کہ حدیث سے معلوم ہوتا ہے ایک اور حدیث پیش کرتا ہوں۔
ایک شخص نے آ کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں جہاد کے ارادے سے آپ کی خدمت میں خوشخبری لے کر آیا ہوں۔ آپ نے فرمایا تیری ماں ہے؟ اس نے کہا ہاں فرمایا جا اسی کی خدمت میں لگا رہ۔ جنت اسی کے پیروں کے پاس ہے۔ دوبارہ تین بار اس نے مختلف مواقع پر اپنی یہی بات دہرائی اور یہی جواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دہرایا۔ (سنن نسائی:3106،)

(۳۱۵)وَعَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لا یَجْزِی وَلَدٌ وَّالِدًا اِلَّآ اَنْ یَّجِدَهُ مَمْلُوْکًا، فَیَشْتَرِیَهُ فَیُعْتِقَهُ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کوئی بچہ اپنے باپ کا حق ادا نہیں کر سکتا مگر اس صورت میں کہ وہ اپنے باپ کو حالت غلامی میں پائے اور اس کو خرید کر آزاد کر دے۔ (مسلم)

(۳۱۶)وَعَنْهُ اَیْضًا رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ، فَلْیُکْرِمْ ضَیْفَهُ، وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الاٰخِرِ، فَلْیَصِلْ رَحِمَهُ، وَمَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الاٰخِرِ، فَلْیَقُلْ خَیْرًا اَوْ لِیَصْمُتْ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ مہمان کی عزت کرے، اور جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے، اور جو اللہ تعالیٰ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے یا خاموش رہے۔ (متفق علیہ)

315: مسلم شریف، کتاب العتق، رقم الحدیث:3689، ابوداؤد شریف، رقم الحدیث:5137، ترمذی شریف، رقم الحدیث:1906، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث:3659، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:7143، ابن حبان، رقم الحدیث:424، بیہقی، رقم الحدیث:21203

316: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث:6138

اس کی شرح گزر چکی ہے، ابوالاحمد غفرلہ،

صلہ رحمی کرنے والے پر اللہ کا رحم ہوتا ہے:

(۳۱۷) وَعَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى خَلَقَ الخَلْقَ حَتّٰى اِذَا فَرَغَ مِنْهُمْ قَامَتِ الرَّحِمُ، فَقَالَتْ: هٰذَا مُقَامُ الْعَائِذِ بِكَ مِنَ الْقَطِيْعَةِ، قَالَ: نَعَمْ، اَمَا تَرْضَيْنَ اَنْ اَصِلَ مَنْ وَّصَلَكِ، وَاَقْطَعَ مَنْ قَطَعَكِ؟ قَالَتْ: بَلٰى، قَالَ: فَذٰلِكَ لَكِ، ثُمَّ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اقْرَؤُوْا اِنْ شِئْتُمْ: ﴿فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُوْلٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ﴾ (محمد: 22-23) مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِيْ رِوَايَةٍ لِلْبُخَارِيِّ: فَقَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى: "مَنْ وَّصَلَكِ، وَصَلْتُهُ، وَمَنْ قَطَعَكِ، قَطَعْتُهُ".

◄◄ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا فرمایا اور جب اللہ تعالیٰ نے تخلیق کو مکمل فرمایا تو "رحم" کھڑا ہوا اور عرض کی: یہ اس شخص کا مقام ہے جو قطع رحمی سے تیری پناہ کا طلب گار ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں! کیا تجھے یہ بات پسند نہیں کہ جو تجھے جوڑے میں اس کو جوڑوں اور جو تجھے قطع کرے میں اس کو قطع کردوں؟ عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: تو یہ تیرے لئے ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر تم چاہتے ہو تو یہ آیت کریمہ پڑھ لو: پھر تم سے یہی توقع ہے کہ اگر تم کو حکومت مل جائے تو تم فساد برپا کروگے، زمین میں اور قطع کردوگے اپنی قرابتوں کو یہی وہ لوگ ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے لعنت کی پھر (حق سننے سے) انہیں بہرا کردیا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کردیا"۔ (متفق علیہ)

اور بخاری کی ایک روایت میں ہے: جس نے تجھے جوڑا میں اس کو جوڑوں' اور جس نے تجھے توڑا میں اسے توڑ دوں گا۔ (یعنی اس سے تعلق منقطع کردوں گا)۔

حل لغات:

العائذ: از، عیاذاً، و تعوذاً، بمعنی پناہ مانگنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

ایک انصاری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ میرے ماں باپ کے انتقال کے بعد بھی ان کے ساتھ میں

317: مسلم شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 5987

کوئی سلوک کرسکتا ہوں؟ آپ نے فرمایا ہاں چار سلوک (1) ان کے جنازے کی نماز (2) ان کے لیے دعا و استغفار (3) ان کے وعدوں کو پورا کرنا (4) ان کے دوستوں کی عزت کرنا اور وہ صلہ رحمی جو صرف ان کی وجہ سے ہو۔ یہ ہے وہ سلوک جوان کی موت کے بعد بھی تو ان کے ساتھ کرسکتا ہے۔ (سنن ابوداود:5142)

(٣١٨) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: جَاءَ رَجُلٌ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِيْ؟ قَالَ: "اُمُّكَ" قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: "اُمُّكَ"، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: " اُمُّكَ"، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: "اَبُوْكَ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، مَنْ اَحَقُّ بِحُسْنِ الصُّحْبَةِ؟ قَالَ: "اُمُّكَ، ثُمَّ اُمُّكَ، ثُمَّ اُمُّكَ، ثُمَّ اَبَاكَ، ثُمَّ اَدْنَاكَ اَدْنَاكَ" . "وَالصَّحَابَةُ" بِمَعْنٰى: الصُّحْبَةِ . وَقَوْلُهُ: "ثُمَّ اَبَاكَ" هٰكَذَا هُوَ مَنْصُوْبٌ بِفِعْلٍ مَحْذُوْفٍ، اَيْ: ثُمَّ بِرَّ اَبَاكَ . وَفِيْ رِوَايَةٍ: "ثُمَّ اَبُوْكَ"، وَهٰذَا وَاضِحٌ .

◀◀ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یارسول اللہ! میرے حسن سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا: تیری ماں۔ عرض کیا: پھر کون ہے؟ فرمایا: تیری ماں۔ عرض کیا: پھر کون ہے؟ فرمایا: تیری ماں۔ عرض کیا: پھر کون ہے؟ فرمایا: تیرا باپ۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے۔ یارسول اللہ! میرے حسن سلوک کا زیادہ مستحق کون ہے؟ فرمایا: تیری ماں' پھر تیری ماں۔ پھر تیری ماں، پھر تیرا باپ، پھر جو رشتے میں تیرے زیادہ قریب ہیں۔

حل لغات:

الصحابة: صحبت کے معنیٰ میں ہے'

"اباك" فعل مخدوف کا مفعول ہونے کی بناء پر منصوب ہے۔

ثم بر اباك: پھر اپنے باپ سے حسن سلوک کر۔ اور ایک روایت میں ہے ثم ابوك ۔ اور یہ زیادہ واضح ہے۔

شرح:

علماء کرام فرماتے ہیں کہ خدمت میں ماں باپ سے مقدم ہے جیسا کہ حدیث سے بھی ثابت ہے لیکن حکم ماننے میں باپ ماں سے مقدم ہے کیونکہ باپ کو اللہ تعالیٰ نے ماں پر حاکم بنایا ہے۔ والدین کی خدمت کا حق کبھی ادا نہیں ہوتا چنانچہ

318: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث:6375، بخاری شریف، رقم الحدیث:5626، ابوداؤد، رقم الحدیث:5139، ترمذی شریف، رقم الحدیث:1897، ابن ماجہ شریف، رقم الحدیث:2706، مسند امام احمد، رقم الحدیث:8326، ابن حبان، رقم الحدیث:433، مستدرک حاکم، رقم الحدیث:6707، بیہقی، رقم الحدیث:7552، مسند ابویعلی، رقم الحدیث:6082، طبرانی کبیر، رقم الحدیث:958

مروی ہے کہ۔

ایک صاحب اپنی ماں کو اٹھائے ہوئے طواف کرا رہے تھے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کرنے لگے کہ اب تو میں نے اپنی والدہ کا حق ادا کر دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ایک حصہ بھی نہیں۔ (طبرانی صغیر:255)

(۳۱۹) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "رَغِمَ اَنْفُ، ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ، ثُمَّ رَغِمَ اَنْفُ مَنْ اَدْرَكَ اَبَوَيْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ، اَحَدَهُمَا اَوْ كِلَاهُمَا فَلَمْ يَدْخُلِ الْجَنَّةَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: اس شخص کی ناک خاک آلود ہو پھر اس کی ناک خاک آلود ہو پھر اس کی ناک خاک آلود ہو جس نے اپنے والدین میں سے دونوں کو یا ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور جنت میں داخل نہ ہو سکا۔ (مسلم)

شرح:

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ والدین کی خدمت آدمی کو جنت میں پہنچا دیتی ہے اور جو والدین کی خدمت کر کے جنت میں نہ گیا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شدید افسوس کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ وہ ذلیل و رسوا ہو گیا۔ ایک حدیث میں یہ بھی آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری جنت تمہاری ماؤں کے قدموں تلے ہے۔ لہٰذا جو انسان انتہائی بد نصیب ہوگا ایسی آسان جنت سے محروم ہوگا۔ (دلیل الفالحین وروضۃ المتقین تحت حدیث مذکورہ)

ان کے منہ میں گرم راکھ:

(۳۲۰) وَعَنْهُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ لِيْ قَرَابَةً اَصِلُهُمْ وَيَقْطَعُوْنَنِيْ، وَاُحْسِنُ اِلَيْهِمْ وَيُسِيْئُوْنَ اِلَيَّ، وَاَحْلُمُ عَنْهُمْ وَيَجْهَلُوْنَ عَلَيَّ، فَقَالَ: "لَئِنْ كُنْتَ كَمَا قُلْتَ، فَكَاَنَّمَا تُسِفُّهُمُ الْمَلَّ، وَلَا يَزَالُ مَعَكَ مِنَ اللّٰهِ ظَهِيْرٌ عَلَيْهِمْ مَا دُمْتَ عَلٰى ذٰلِكَ" رَوَاهُ مُسْلِمٌ ۔

وَ"تُسِفُّهُمْ" بِضَمِّ التَّاءِ وَكَسْرِ السِّيْنِ الْمُهْمَلَةِ وَتَشْدِيْدِ الْفَاءِ، "وَالْمَلُّ" بِفَتْحِ الْمِيْمِ، وَتَشْدِيْدِ اللَّامِ وَهُوَ الرَّمَادُ الْحَارُّ: اَيْ كَاَنَّمَا تُطْعِمُهُمُ الرَّمَادَ الْحَارَّ، وَهُوَ تَشْبِيْهٌ لِمَا يَلْحَقُهُمْ مِنَ الْاِثْمِ بِمَا يَلْحَقُ اٰكِلَ الرَّمَادِ الْحَارِّ مِنَ الْاَلَمِ، وَلَا شَيْءَ عَلٰى هٰذَا الْمُحْسِنِ اِلَيْهِمْ، لٰكِنْ يَنَالُهُمْ اِثْمٌ عَظِيْمٌ بِتَقْصِيْرِهِمْ فِيْ حَقِّهِ، وَاِدْخَالِهِمُ الْاَذٰى عَلَيْهِ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ۔

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کی: یارسول اللہ! بے شک میرے رشتہ دار ہیں میں ان سے صلہ رحمی کرتا ہوں اور وہ مجھ سے قطع تعلقی کرتے ہیں، اور میں ان سے اچھا سلوک کرتا ہوں اور

319: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث:2551

320: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث:2558

وہ میرے ساتھ برائی سے پیش آتے ہیں، اور میں ان کے ساتھ بردباری سے پیش آتا ہوں اور وہ میرے خلاف جاہلانہ رویہ اختیار کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اگر بات یہی ہے جیسے تو کہہ رہا ہے تو گویا تو انہیں گرم راکھ کھلا رہا ہے' اور جب تک تیرا یہی عمل رہا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے مقابلے میں ایک مددگار تیرے ساتھ رہے گا۔ (مسلم)

حل لغات:

وَتُسِفُّهُمْ: تاء پر پیش سین کے نیچے زیر اور فاء مشدد کے ساتھ ہے۔

اَلْمَلُّ: میم پر زبر اور لام مشدد کے ساتھ: گرم راکھ کو کہا جاتا ہے یعنی گویا تو انہیں گرم راکھ کھلا رہا ہے اپنے اس فعل سے ان کو جو گناہ ہوگا وہ اسی طرح ہے جیسے گرم راکھ کھانے والے کو تکلیف ہوتی ہے' اور اچھا سلوک کرنے والے پر اس کا کسی قسم کا کوئی بوجھ نہیں ہے لیکن اس کے رشتہ داروں کو اس کی حق تلفی کرنے اور اس کو تکلیف دینے کی وجہ سے گناہ ہوگا۔

تسفهم: از، اسفافاً، بمعنی، دوا کو سفوف کی شکل میں کھانا، پھکی بنا کر کھانا۔

الملّ: از، مَلاًّ، بمعنی ملال وغم ملنا، بیماری سے تڑپنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کے شارحین نے کئی مطالب بیان کیے ہیں، بعض فرماتے ہیں کہ ''تمہارا اس حالت میں بھی احسان کرنا ان کو گرم راکھ میں جلا رہا ہے اور وہ اسی میں تباہ وبرباد ہو رہے ہیں۔

بعض علماء فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ''وہ تم سے رشتہ ختم کرتے ہیں اور تم رشتہ جوڑتے ہو تمہارا ایسا کرنا ان کے نفس کے سامنے ان کو ذلیل ورسوا کرنا ہے۔

اور بعض فرماتے ہیں کہ ''کہ تمہارا احسان کرنا ان کے منہ کو کالا کرنا ہے جیسے گرم راکھ کسی کے چہرے کو جلا کر سیاہ کر دیتی ہے، واللہ اعلم،

(۳۲۱) وَعَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰـهُ عَنْهُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: ''مَنْ اَحَبَّ اَنْ یُّبْسَطَ لَهٗ فِیْ رِزْقِهٖ، وَیُنْسَاَ لَهٗ فِیْ اَثَرِهٖ، فَلْیَصِلْ رَحِمَهٗ'' مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

وَمَعْنٰی ''یُنْسَاَ لَهٗ فِیْ اَثَرِهٖ''، اَیْ: یُؤَخَّرَ لَهٗ فِیْ اَجَلِهٖ وَعُمُرِهٖ .

321: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث:5986

◀◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو یہ چاہتا ہے کہ اس کی رزق میں فراخی ہو اور اس کی عمر لمبی ہو تو اسے چاہیے کہ صلہ رحمی کرے۔ (متفق علیہ)

ینساله فی اثرہ: کا مطلب ہے: اس کی مدت اور عمر لمبی کی جائے۔

(۳۲۲) وَعَنْهُ، قَالَ: كَانَ اَبُوْ طَلْحَةَ اَكْثَرَ الْاَنْصَارِ بِالْمَدِيْنَةِ مَالًا مِنْ نَخْلٍ، وَكَانَ اَحَبُّ اَمْوَالِهِ اِلَيْهِ بَيْرَحَاءَ، وَكَانَتْ مُسْتَقْبَلَةَ الْمَسْجِدِ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْخُلُهَا، وَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءٍ فِيْهَا طَيِّبٍ، فَلَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ (آل عمران:92) قَامَ اَبُوْ طَلْحَةَ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اِنَّ اللهَ تبارك وَتَعَالٰى، يَقُوْلُ: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ وَاِنَّ اَحَبَّ مَالِيْ اِلَيَّ بَيْرَحَاءُ، وَاِنَّهَا صَدَقَةٌ لِلّٰهِ تَعَالٰى، اَرْجُوْ بِرَّهَا وَذُخْرَهَا عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى، فَضَعْهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، حَيْثُ اَرَاكَ اللّٰهُ ۔ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بَخٍ ! ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ، ذٰلِكَ مَالٌ رَابِحٌ ! وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قُلْتَ، وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَجْعَلَهَا فِي الْاَقْرَبِيْنَ"، فَقَالَ اَبُوْ طَلْحَةَ: اَفْعَلُ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ، فَقَسَّمَهَا اَبُوْ طَلْحَةَ فِيْ اَقَارِبِهٖ وَبَنِيْ عَمِّهٖ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

وَسَبَقَ بَيَانُ اَلْفَاظِهٖ فِيْ بَابِ الْاِنْفَاقِ مِمَّا يُحِبُّ ۔

◀◀ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے فرماتے ہیں کہ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ انصار مدینہ میں سب سے زیادہ کھجوروں کے مالک تھے ان کا سب سے پسندیدہ مال ان کا بیرحاء والا باغ تھا' اور اس کا رخ مسجد نبوی کی طرف تھا اور رسول اللہ ﷺ اس میں تشریف لے جاتے اور اس کا عمدہ پانی پیتے تھے' اور جب یہ آیت نازل ہوئی: ''تم ہرگز نہیں پاسکو گے کامل نیکی کا رُتبہ جب تک کہ تم نہ خرچ کرو اپنے اس مال میں سے جسے تم عزیز رکھتے ہو''۔

تو حضور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے: ''تم ہرگز نہ پاسکو گے کامل نیکی کا رُتبہ جب تک تم خرچ نہ کرو گے اپنے اس مال سے جسے تم عزیز رکھتے ہو''۔ اور میرا پسندیدہ مال میرا بیرحاء والا باغ ہے۔ میں اسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں اور اس پر اللہ تعالیٰ کے نزدیک اجر وثواب کی امید رکھتا ہوں۔ اس لئے یارسول اللہ! آپ اس باغ کو استعمال فرمائیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم عطا فرمایا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: واہ! یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے۔ یہ تو بڑا نفع بخش مال ہے' اور جو کچھ تو نے کہا ہے میں نے سن لیا ہے اور میری رائے یہ ہے کہ تو اس کو اپنے قریبی رشتہ

322: مسلم شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث:2211، موطا امام مالک، رقم الحدیث:1807، دارمی شریف، رقم الحدیث:1655، مسند امام احمد بن حنبل، رقم الحدیث:12461، ابن حبان، رقم الحدیث:3340، بیہقی، رقم الحدیث:11700، بخاری شریف، رقم الحدیث:1392

داروں میں تقسیم کردے تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! میں ایسا ہی کروں گا' پس حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے اسے اپنے عزیزوں اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کردیا۔ (متفق علیہ)

اور یہ حدیث انہی الفاظ میں ''پسندیدہ چیزیں خرچ کرنے کے باب'' میں بیان ہوچکی ہے۔

حل لغات:

بَیْرَحَاءَ: ایک کنویں کا نام (جواس باغ میں واقعہ تھا)

ذُخْرَهَا: اس کا اجروثواب۔

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۵، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کی شرح ماقبل'' باب الانفاق مما یحب '' میں گزر چکی ہے، ابوالاحمد غفرلہ،،

والدین کی خدمت جہاد سے افضل:

(۳۲۳) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: اَقْبَلَ رَجُلٌ اِلٰی نَبِیِّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: اُبَایِعُكَ عَلَی الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ اَبْتَغِی الْاَجْرَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی ۔ قَالَ: "فَهَلْ لَكَ مِنْ وَّالِدَیْكَ اَحَدٌ حَیٌّ؟" قَالَ: نَعَمْ، بَلْ كِلَاهُمَا ۔ قَالَ: "فَتَبْتَغِی الْاَجْرَ مِنَ اللّٰهِ تَعَالٰی؟" قَالَ: نَعَمْ ۔ قَالَ: "فَارْجِعْ اِلٰی وَالِدَیْكَ، فَاَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ، وَهٰذَا لَفْظُ مُسْلِمٍ ۔

وَفِیْ رِوَایَةٍ لَّهُمَا: جَآءَ رَجُلٌ فَاسْتَاذَنَهُ فِی الْجِهَادِ، فَقَالَ: "اَحَیٌّ وَّالِدَاكَ؟" قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: "فَفِیْهِمَا فَجَاهِدْ" ۔

◄◄ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے انہوں نے فرمایا کہ ایک آدمی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے عرض کی: میں آپ کے دست مبارک پر ہجرت اور جہاد کی بیعت کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے اجر کا طلب گار ہوں۔ آپ نے فرمایا: کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟ اس نے عرض کی: جی ہاں! بلکہ دونوں زندہ ہیں۔ فرمایا: اور تو اللہ تعالیٰ سے اجر کا طلب گار ہے؟ عرض کی: جی ہاں! فرمایا: اپنے والدین کے پاس واپس لوٹ جا اور ان کے ساتھ اچھا سلوک کر۔ (متفق علیہ)

323: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 6382

یہ عبارت مسلم کی ہے اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے: ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے آپ سے جہاد کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا: کیا تیرے والدین زندہ ہیں؟ اس نے عرض کیا: جی ہاں۔ فرمایا: پھر ان (کی خدمت کرنے) میں جہاد (یعنی کوشش)۔

شرح:

یہاں جہاد سے مراد نفلی جہاد ہے، کہ والدین کو چھوڑ کر نفلی جہاد نہ کرے اور اگر جہاد فرض ہے تو اب والدین کی اجازت کی ضرورت نہیں، کیونکہ جہاد اللہ کی جانب سے فرض ہے اور یہ والدین اس کو ساقط نہیں کر سکتے ہیں اور جن والدین کافر ہوں تو جہاد فرضی و نفلی دونوں میں اجازت کی ضرورت نہیں۔

اس حدیث کی بنا پر علماء فرماتے ہیں کہ جس طرح نفلی جہاد میں والدین کی اجازت لینا ضروری ہے اسی طرح تمام نفلی عبادات میں ان کی اجازت لینا ضروری ہے۔

(۳۲۴) وَعَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لَيْسَ الْوَاصِلُ بِالْمُكَافِيءِ، وَلٰكِنَّ الْوَاصِلَ الَّذِيْ اِذَا قَطَعَتْ رَحِمُهٗ وَصَلَهَا" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

وَ"قَطَعَتْ" بِفَتْحِ الْقَافِ وَالطَّاءِ . وَ"رَحِمُهٗ" مَرْفُوْعٌ .

◄◄ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ ہی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: صلہ رحمی کرنے والا وہ نہیں جو اچھے سلوک کے بدلے اچھا سلوک کرے بلکہ صلہ رحمی کرنے والا وہ ہے کہ جب اس سے قطع تعلقی کی جائے تو صلہ رحمی کرے۔ (بخاری)

حل لغات:

مکافی: از، کَافَأَ، بمعنی، کسی آدمی کی اس کے کام میں مدد کرنا۔

قطعت: قاف اور طاء دونوں پر زبر ہے۔

رحمہ: مرفوع ہے۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یعنی اگر تم سے اچھا سلوک کرے پھر تم بھی اس کے ساتھ اچھا سلوک کرو تو اس میں صلہ رحمی کیا ہے؟ یہ تو احسان کا بدلہ

324: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 5991

تم اس کو دے رہے ہو، بلکہ صلہ رحمی اس کو کہتے ہیں کہ جب کوئی تم سے اچھا سلوک نہ بھی کرے تو بھی تم اس سے اچھا سلوک کرو، جو تعلق توڑے اس سے تعلق جوڑو۔

(۳۲۵)وَعَنْ عَآئِشَةَ، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "اَلرَّحِمُ مُعَلَّقَةٌ بِالْعَرْشِ تَقُوْلُ: مَنْ وَّصَلَنِيْ، وَصَلَهُ اللّٰهُ، وَمَنْ قَطَعَنِيْ، قَطَعَهُ اللّٰهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◂◂ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: رحم (قرابت) عرش کے ساتھ معلق ہے اور کہتا ہے: جو مجھے جوڑے اللہ اسے جوڑے اور جو مجھے قطع کرے اللہ تعالیٰ اسے قطع کرے۔(متفق علیہ)

اگر رشتہ داروں کو دیتی تو زیادہ ثواب تھا:

(۳۲۶)وَعَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ مَيْمُوْنَةَ بِنْتِ الْحارث رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا: اَنَّهَا اَعْتَقَتْ وَلِيْدَةً وَّلَمْ تَسْتَاْذِنِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا كَانَ يَوْمُهَا الَّذِيْ يَدُوْرُ عَلَيْهَا فِيْهِ، قَالَتْ: اَشَعَرْتَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، اَنِّيْ اَعْتَقْتُ وَلِيدَتِيْ؟ قَالَ: "اَوَ فَعَلْتِ؟" قَالَتْ: نَعَمْ ۔ قَالَ: "اَمَا اِنَّكِ لَوْ اَعْطَيْتِهَا اَخْوَالَكِ كَانَ اَعْظَمَ لاَجْرِكِ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◂◂ ام المومنین حضرت میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک لونڈی آزاد کی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت طلب نہ کی۔ پس جب وہ دن آیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کے ہاں جانا تھا تو انہوں نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آپ کو معلوم ہے میں نے اپنی لونڈی کو آزاد کر دیا ہے؟ آپ نے فرمایا: کیا تو نے واقعی ایسا کیا ہے؟ عرض کی! جی ہاں۔ فرمایا: اگر تو لونڈی اپنے ماموں کو دے دیتی تو اس کا تجھے زیادہ ثواب ملتا۔(متفق علیہ)

حل لغات:

شعرتَ: از، شعوراً، بمعنی جاننا، محسوس کرنا۔

وَلیدَتِیْ: اپنی لونڈی، باندی، کنیز۔

تعارف راوی:

میمونہ: آپ میمونہ بنت حارث ہیں بلالیہ عامریہ ہیں بعض نے فرمایا کہ آپ کا نام برہ تھا، حضور انور نے میمونہ نام رکھا، آپ پہلے مسعود ابن ثقفی کے نکاح میں تھیں اس نے آپ کو طلاق دے دی پھر آپ سے ابورہم نے نکاح کیا ان کی

325: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث:5989

326: بخاری شریف، کتاب الہبۃ، رقم الحدیث:2594

وفات کے بعد حضور انور کے نکاح سے مشرف ہوئیں حضور نے آپ سے نکاح ذیقعدہ ۷ھ سات میں عمرہ قضاء کے موقع پر مقام سرف میں کیا جو مکہ معظمہ سے دس میل ہے وہاں ہی آپ کی وفات ۶۱ھ اکسٹھ یا ۵۱ھ میں واقع ہوئی، وہاں ہی آپ دفن ہوئیں بلکہ عین نکاح کی جگہ ہی آپ کی قبر شریف ہے، حضرت عبداللہ ابن عباس نے آپ کا جنازہ پڑھایا، آپ ام الفضل زوجہ عباس کی بہن ہیں، اسماء بنت عمیس کی بھی بہن ہیں، حضور انور کی آخری زوجہ آپ ہیں حضرت عبداللہ ابن عباس کی خالہ ہیں رضی اللہ عنہا آپ سے حضرت ابن عباس اور جماعت صحابہ نے روایات لیں۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف المیم، صحابیات،)

شرح:

اللہ کی راہ میں غلام آزاد کرنے کا ثواب بہت زیادہ ہے لیکن یہاں پر جو فرمایا کہ تم اپنے ماموں کو دیتی تو تجھے زیادہ ثواب تھا اس لیے کہ ایک تو غلام آزاد کرنے کا ثواب ہوتا اور دوسرا صلہ رحمی کا ثواب بھی ملتا۔

مشرک والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنا:

(۳۲۷) وَعَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ اَبِیْ بَکْرِ نِ الصِّدِّیْقِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمَا، قَالَتْ: قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ وَھِیَ مُشْرِکَۃٌ فِیْ عَھْدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَاسْتَفْتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قُلْتُ: قَدِمَتْ عَلَیَّ اُمِّیْ وَھِیَ رَاغِبَۃٌ، اَفَاَصِلُ اُمِّیْ؟ قَالَ: "نَعَمْ، صِلِیْ اُمَّكِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

وَقَوْلُھَا: "رَاغِبَۃٌ" اَیْ: طَامِعَۃٌ عِنْدِیْ تَسْاَلُنِیْ شَیْئًا ؛ قِیْلَ: کَانَتْ اُمُّھَا مِنَ النَّسَبِ، وَقِیْلَ: مِنَ الرَّضَاعَۃِ، وَالصَّحِیْحُ الْاَوَّلُ ۔

◀◀ حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتی ہیں کہ میرے پاس میری ماں آئی اور وہ مشرکہ تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: میں نے عرض کی: میرے پاس میری ماں آئی ہے اور وہ مجھ سے کسی چیز کی خواہش رکھتی ہے۔ کیا میں اس کے ساتھ صلہ رحمی اختیار کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

راغبة: مجھ سے کسی چیز کی خواہش رکھتی ہے اور طلب کرتی ہے۔ بعض نے کہا کہ وہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کی نسبی ماں تھی اور بعض کے نزدیک رضاعی ماں تھی اور پہلا قول ہی صحیح ہے۔

تعارف راوی:

اسماء بنت ابوبکر الصدیق: آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں، حضور انور کی سالی، آپ کا نام لقب

327: بخاری شریف، کتاب الھبۃ، رقم الحدیث: 2620

ذات النطاقین یعنی دو کمر بند والی ہے کیونکہ ہجرت کی رات آپ نے اپنے کمر بند کے دو ٹکڑے کر کے ایک ٹکڑے سے حضور انور کے سفر کا توشہ باندھا تھا دوسرا ٹکڑا اپنے استعمال میں رکھا، یا دوسرے سے حضور کے سفر کا مشکیزہ باندھا، آپ حضرت عبداللہ ابن زبیر کی والدہ ہیں، مکہ معظمہ میں ایمان لائیں، آپ سے پہلے صرف سترہ آدمی ایمان لائے تھے آپ اٹھارویں مؤمنہ ہیں، اپنی ہمشیرہ حضرت عائشہ صدیقہ سے دس سال بڑی ہیں، اپنے فرزند عبداللہ ابن زبیر کی شہادت سے دس دن بعد وفات ہوئی، ان کے سولی سے اترنے کے بعد ۱۰۰ برس عمر ہوئی، ۷۳ھ تہتر میں مکہ معظمہ میں وفات ہوئی رضی اللہ عنہا۔

(الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف الف، صحابیات،)

شرح:

حضرت اسماء بنت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی والدہ کا نام قتیلہ بنت عبد العزیٰ تھا اور یہ مسلمان نہیں تھیں اسی وجہ سے حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان کو طلاق دے دی تھی تو یہ مکہ سے اپنی بیٹی حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ملاقات کے لیے آیا کرتی تھیں حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے پاس میری ماں آئی اور وہ مشرکہ تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: میں نے عرض کی: میرے پاس میری ماں آئی ہے، اور وہ مجھ سے کسی چیز کی خواہش رکھتی ہے۔ کیا میں اس کے ساتھ صلہ رحمی اختیار کروں؟ آپ نے فرمایا: ہاں! اپنی ماں کے ساتھ صلہ رحمی کرو۔

معلوم ہوا کہ اگر والدین کافر بھی ہوں تو بھی ان کے ساتھ صلہ رحمی اور حسن سلوک کرنا چاہیے تو اہل ایمان والدین کی کیا شان ہوگی؟؟

خاوند کو صدقہ دینا کیسا:

(۳۲۸) وَعَنْ زَيْنَبَ الثَّقَفِيَّةِ امْرَاَةِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "تَصَدَّقْنَ يَامَعْشَرَ النِّسَآءِ وَلَوْ مِنْ حُلِيِّكُنَّ"،

قَالَتْ: فَرَجَعْتُ اِلٰى عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ، فَقُلْتُ لَهٗ: اِنَّكَ رَجُلٌ خَفِيْفُ ذَاتِ الْيَدِ، وَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اَمَرَنَا بِالصَّدَقَةِ فَاْتِهٖ، فَاسْاَلْهُ، فَاِنْ كَانَ ذٰلِكَ يُجْزِىءُ عَنِّيْ وَاِلَّا صَرَفْتُهَا اِلٰى غَيْرِكُمْ . فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ: بَلِ ائْتِيْهِ اَنْتِ، فَانْطَلَقْتُ، فَاِذَا امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ بِبَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاجَتِيْ حَاجَتُهَا، وَكَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ اُلْقِيَتْ عَلَيْهِ الْمَهَابَةُ، فَخَرَجَ عَلَيْنَا بِلَالٌ، فَقُلْنَا لَهٗ: ائْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَاَخْبِرْهُ اَنَّ امْرَاَتَيْنِ بِالْبَابِ تَسْاَلَانِكَ: اَتُجْزِىءُ الصَّدَقَةُ عَنْهُمَا عَلٰى اَزْوَاجِهِمَا وَعَلٰى اَيْتَامٍ فِيْ

328: بخاری شریف، کتاب الزکوۃ، رقم الحدیث: 1466

حُـجُوْرِهِمَا؟، وَلاَ تُخْبِرْهُ مَنْ نَّحْنُ، فَدَخَلَ بِلاَلٌ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، فَسَالَهُ، فَـقَـالَ لَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ هُمَا؟" قَالَ: امْرَاَةٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ وَزَیْنَبُ . فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اَیُّ الزَّیَانِبِ هِیَ؟"، قَالَ: امْرَاَةُ عَبْدِ اللّٰهِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "لَهُمَا اَجْرَانِ: اَجْرُ الْقَرَابَةِ وَاَجْرُ الصَّدَقَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◀◀ حضرت زینب ثقفیہ رضی اللہ عنہا جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی زوجہ ہیں سے مروی ہے' فرماتی ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! تم ضرور صدقہ کیا کرو خواہ تمہیں اپنا زیور ہی صدقہ کرنا پڑے۔ راویہ کہتی ہیں کہ میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس گئی اور میں نے ان سے کہا: آپ تنگدست آدمی ہیں' اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں صدقہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کی خدمت میں حاضر ہوں) سے عرض کریں کہ اگر میرے لیے تمہیں صدقہ کرنا جائز ہو تو میں صدقے کا مال تمہیں دے دوں۔ حضرت عبداللہ نے فرمایا: تم خود ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ' سو میں گئی تو دیکھا کہ انصار کی ایک عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر کھڑی ہے۔ میری اور اس کی حاجت ایک ہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قدرت کی طرف سے بڑا رعب عطا ہوا تھا اس لئے ہم اندر جانے کی جرأت نہ کر سکیں۔ حضرت بلال ہمارے پاس تشریف لائے تو ہم نے ان سے کہا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں اور آپ کو بتائیں کہ دروازے پر دو عورتیں کھڑی ہیں' اور آپ سے پوچھتی ہیں کہ کیا ان کے لئے اپنے خاوندوں پر اور اپنے زیر کفالت یتیموں پر صدقہ کرنا جائز ہے؟ اور آپ کو یہ نہ بتانا کہ ہم کون ہیں؟ پس حضرت بلال رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے پوچھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: وہ دو عورتیں کون ہیں؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی: ایک عورت انصار میں سے ہے' اور دوسری زینب ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ کون سی زینبیں ہیں؟ انہوں نے عرض کی: حضرت عبداللہ کی زوجہ۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ان کے لئے دو اجر ہیں۔ ایک قرابت کا اجر اور دوسرا صدقہ کا اجر۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

تَصَدَّقْنَ: از، تصدّق، بمعنی خیرات کرنا۔ صدقہ دینا۔

شرح:

کیا بیوی اپنے خاوند کو صدقہ دے سکتی ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نہ مرد اپنی بیوی کو اور نہ بیوی اپنے شوہر کو صدقہ دے سکتی ہے یعنی دونوں کے لیے ایک دوسرے کو صدقہ دینا جائز نہیں، لیکن صاحبین رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ دونوں ایک دوسرے کو صدقہ دے سکتے ہیں (چاہے زکوٰۃ ہو یا کوئی اور صدقہ) اور

صاحبین اسی مذکورہ بالا حدیث کو اپنے مذہب کی دلیل بناتے ہیں، لیکن امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس حدیث کو نفلی صدقہ پر محمول کیا ہے کہ نفلی صدقہ جائز ہے واجبی صدقہ اور زکوٰۃ و کفارہ دینا جائز نہیں، واللہ اعلم۔

(۳۲۹)وَعَنْ اَبِیْ سُفْیَانَ صَخْرِ بْنِ حَرْبٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ فِیْ حَدِیْثِهِ الطَّوِیْلِ فِیْ قِصَّةِ هِرَقْلَ: اَنَّ هِرَقْلَ قَالَ لِاَبِیْ سُفْیَانَ: فَمَا ذَا یَاْمُرُكُمْ بِهٖ؟ یَعْنِی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: قُلْتُ: یَقُوْلُ: "اعْبُدُوا اللّٰهَ وَحْدَهٗ، وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَیْئًا، وَّاتْرُكُوْا مَا یَقُوْلُ اٰبَاؤُكُمْ، وَیَاْمُرُنَا بِالصَّلٰوةِ، وَالصِّدْقِ، وَالْعَفَافِ، وَالصِّلَةِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ .

◄◄ حضرت ابوسفیان صخر بن حرب رضی اللہ عنہ ہرقل کے متعلق اپنی طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں۔ ہرقل نے ابوسفیان سے کہا: وہ تمہیں کس چیز کا حکم دیتے ہیں؟ یعنی رسول اللہ ﷺ۔ (حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ میں نے کہا: وہ (یعنی رسول اللہ ﷺ) کہتے ہیں: صرف اللہ کی عبادت کرو اور کسی کو اس کا شریک نہ بناؤ اور جو کچھ تمہارے باپ دادا کہتے ہیں: اسے چھوڑ دو اور ہمیں حکم دیتے ہیں کہ نماز پڑھیں اور صدق، پاکدامنی اور صلہ رحمی کو اپنائیں۔ (متفق علیہ)

غیب کی خبر:

(۳۳۰)وَعَنْ اَبِیْ ذَرٍّ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: "اِنَّكُمْ سَتَفْتَحُوْنَ اَرْضًا یُّذْكَرُ فِیْهَا الْقِیْرَاطُ" . وَفِیْ رِوَایَةٍ: "سَتَفْتَحونَ مِصْرَ وَهِیَ اَرْضٌ یُّسَمّٰی فِیْهَا الْقِیْرَاطُ، فَاسْتَوْصُوْا بِاَهْلِهَا خَیْرًا ؛ فَاِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَّرَحِمًا"

وَفِیْ رِوَایَةٍ: "فَاِذَا فَتَحْتُمُوْهَا، فَاَحْسِنُوْا اِلٰی اَهْلِهَا ؛ فَاِنَّ لَهُمْ ذِمَّةً وَّرَحِمًا"، اَوْ قَالَ: "ذِمَّةً وَّصِهْرًا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ .

قَالَ الْعُلَمَاءُ: "اَلرَّحِمُ": الَّتِیْ لَهُمْ كَوْنُ هَاجَرَ اُمِّ اِسْمَاعِیْلَ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ، "وَالصِّهْرُ": كَوْنُ مَارِیَةَ اُمِّ اِبْرَاهِیْمَ ابْنِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ .

◄◄ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عنقریب تم ایک ایسی زمین کو فتح کرو گے جس میں "قیراط" کا نام لیا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے: پس تم اس سرزمین کے لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرو، کیونکہ ان سے ہمارا معاہدہ بھی ہے اور رشتہ داری بھی اور ایک روایت میں ہے: جب تم اسے فتح کرو تو اس کے باشندوں سے حسن سلوک سے پیش آنا، کیونکہ ان کے ساتھ ہمارا معاہدہ بھی ہے

329: مسلم شریف، کتاب الجہاد، رقم الحدیث: 1773

330: مسلم شریف، کتاب فضائل الصحابہ، رقم الحدیث: 2543

اور رشتہ داری بھی۔ یا فرمایا: ان کے ساتھ معاہدہ اور سسرال کا رشتہ ہے۔ (مسلم)

علماء کہتے ہیں: ان کے ساتھ رشتہ داری تو یہ ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی والدہ حضرت ہاجرہ انہی میں سے تھی اور سسرالی رشتہ یہ ہے کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کی والدہ ام المومنین حضرت ماریہ رضی اللہ عنہا انہی میں سے تھیں۔

حل لغات:

ستفتحون: از، فتحاً، بمعنی، کھولنا، دروازہ کھولنا۔

القیراط: ایک سکہ، ایک مخصوص وزن کا نام۔

تعارف راوی:

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳۷، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی خبر دی کہ تم ایک ایسے علاقے کو فتح کرو گے جس میں قیراط چلتا ہوگا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ پیش گوئی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں پوری ہوئی کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مصر کو فتح کیا اور مصر پر اسلام کا پرچم بلند ہوا، مصر میں ہی زیادہ تر قیراط چلتا تھا۔

(۳۳۱) وَعَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: لَمَّا نَزَلَتْ هٰذِهِ الْاٰيَةُ: ﴿وَاَنْذِرْ عَشِيْرَتَكَ الْاَقْرَبِيْنَ﴾ (الشعراء: 214) دَعَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُرَيْشًا، فَاجْتَمَعُوْا فَعَمَّ وَخَصَّ، وَقَالَ: "يَا بَنِیْ عَبْدِ شَمْسٍ، يَا بَنِیْ كَعْبِ بْنِ لُؤَیٍّ، اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِیْ مُرَّةَ بن كَعْبٍ، اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِیْ عَبْدِ مَنَافٍ، اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِیْ هَاشِمٍ، اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا بَنِیْ عَبْدَ الْمُطَّلِبِ، اَنْقِذُوْا اَنْفُسَكُمْ مِنَ النَّارِ، يَا فَاطِمَةُ، اَنْقِذِیْ نَفْسَكِ مِنَ النَّارِ. فَاِنِّیْ لَا اَمْلِكُ لَكُمْ مِنَ اللّٰهِ شَيْئًا، غَيْرَ اَنَّ لَكُمْ رَحِمًا سَاَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا" رَوَاهُ مُسْلِمٌ.

قَوْلُهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "بِبِلَالِهَا" هُوَ بِفَتْحِ الْبَاءِ الثَّانِيَةِ وَكَسْرِهَا، "وَالْبِلَالُ": الْمَاءُ. وَمَعْنَى الْحَدِيْثِ: سَاَصِلُهَا، شَبَّه قَطِيْعَتَهَا بِالْحَرَارَةِ تُطْفَأُ بِالْمَاءِ وَهٰذِهٖ تُبَرَّدُ بِالصِّلَةِ.

◀◀ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے: جب یہ آیت نازل ہوئی: "اور ڈراؤ اپنے قریبی رشتہ داروں کو" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قریش کو بلایا: پس تمام قریش عام و خاص جمع ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے بنو

331: مسلم شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 204

عبد شمس! اے بنوکعب بن بنولوی! اپنی ذاتوں کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنومرہ بن کعب! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنوہاشم! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے بنوعبدالمطلب! اپنے آپ کو آگ سے بچاؤ۔ اے فاطمہ (رضی اللہ عنہا)! اپنے آپ کو آگ سے بچا۔ کیونکہ میں (از خود) اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی اجازت ومرضی کے بغیر تمہارے لئے کچھ نہیں کرسکتا سوائے اس کے کہ تمہیں قرابت حاصل ہے اور میں اسے اس کے ساتھ تر کروں گا (یعنی میں صلی رحمی کا حق ادا کروں گا۔) (مسلم)

حل لغات:

ببلالها: دوسری با کی زبر اور زیر دونوں طرح صحیح ہے'

البلال' کا معنی پانی ہے اور حدیث مبارکہ کا معنی ہے: میں صلح رحمی کروں گا قطع رحمی کو گرمی سے تشبیہ دی جسے پانی سے ٹھنڈا کیا جاتا ہے۔ اسی طرح قطع رحمی کی حرارت کو صلہ رحمی کے پانی سے ٹھنڈا کیا جاتا ہے۔

سأبلها: از، بَلاًّ، بمعنی پانی سے تر کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۸، میں گزر چکا ہے۔

میرا دوست اللہ اور مومنین ہیں:

(۳۳۲) وَعَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جِهَارًا غَيْرَ سِرٍّ، يَقُوْلُ: "اِنَّ اٰلَ بَنِیْ فُلَانٍ لَيْسُوْا بِاَوْلِيَائِیْ، اِنَّمَا وَلِيِّیَ اللّٰهُ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ، وَلٰكِنْ لَّهُمْ رَحِمٌ اَبُلُّهَا بِبِلَالِهَا" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ، وَاللَّفْظُ لِلْبُخَارِیِّ ۔

◄◄ حضرت ابوعبداللہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو بالکل واضح الفاظ میں فرماتے سنا: فلاں قبیلے کی اولاد میرے دوست نہیں ہیں میرا دوست تو اللہ تعالیٰ اور نیکوکار مومنین ہیں۔ لیکن ان کے ساتھ میری رشتہ داری ہے' اور اسے میں قائم رکھوں گا۔ (صلہ رحمی کروں گا)۔ (متفق علیہ)

یہ الفاظ بخاری کے ہیں۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ ابن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۱۳۸، میں گزر چکا ہے۔

332: بخاری شریف، کتاب الایمان، رقم الحدیث:5990

شرح:

یعنی فلاں قبیلے والوں کے ساتھ میرا مالی امداد کرنا اس لیے نہیں کہ ان کے ساتھ میرا کوئی روحانی تعلق ہے میری امداد اور معاونت صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہے میں صرف اس لیے ان کی امداد کرتا ہوں کہ یہ میرے رشتہ دار ہیں اور رشتہ داروں سے صلہ رحمی ان کا مجھ پر حق ہے اور جہاں تک روحانی تعلق کی بات ہے تو وہ مومن صالح آدمی کے ساتھ ہے اگر چہ وہ میرا رشتہ دار بھی نہ ہو۔

(۳۳۳)وَعَنْ اَبِیْ اَیُّوْب خَالِدِ بْنِ زَیْدِ الْاَنْصَارِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَجُلًا قَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، اَخْبِرْنِیْ بِعَمَلٍ یُدْخِلُنِی الْجَنَّۃَ، وَیُبَاعِدُنِیْ مِنَ النَّارِ ۔ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: "تَعْبُدُ اللّٰہَ، وَلاَ تُشْرِكُ بِہٖ شَیْئًا، وَتُقِیْمُ الصَّلٰوۃَ، وَتُؤْتِی الزَّکٰوۃَ، وَتَصِلُ الرَّحِمَ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

◀◀ حضرت ابوایوب خالد بن زید انصاری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے عرض کی: یارسول اللہ! مجھے ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کردے اور دوزخ سے بچالے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تو اللہ تعالیٰ کی عبادت کر اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرا اور نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر اور صلہ رحمی اختیار کر۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

یُبَاعِدُنِیْ: جو مجھے دور رکھے، بچالے، وغیرہ۔

روزہ کس دے افطار کیا جائے:

(۳۳۴)وَعَنْ سَلْمَانَ بْنِ عَامِرٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِذَا اَفْطَرَ اَحَدُکُمْ، فَلْیُفْطِرْ عَلٰی تَمْرٍ ؛ فَاِنَّہٗ بَرَکَۃٌ، فَاِنْ لَّمْ یَجِدْ تَمْرًا، فَالْمَاءُ ؛ فَاِنَّہٗ طَھُوْرٌ"، وَقَالَ: "اَلصَّدَقَۃُ عَلَی الْمِسْکِیْنِ صَدَقَۃٌ، وعَلٰی ذِی الرَّحِمِ ثِنْتَانِ: صَدَقَۃٌ وَّصِلَۃٌ" رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ، وَقَالَ: "حَدِیْثٌ حَسَنٌ" .

◀◀ حضرت سلمان بن عامر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو اسے چاہئے کہ کھجور سے روزہ افطار کرے' کیونکہ اس میں برکت ہے' اور اگر کھجور میسر نہ آئے تو پانی سے روزہ افطار کرے کیونکہ وہ پاک شے ہے' اور فرمایا: مسکین پر صدقہ کرنے سے ایک صدقہ کا ثواب ملتا ہے' اور رشتہ دار پر صدقہ کرنے سے دو صدقوں کا ثواب ملتا ہے۔ ایک صدقہ کا اور دوسرا صلہ رحمی کا۔ اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن ہے۔

333: بخاری شریف، کتاب الزکاۃ، رقم الحدیث:1396

334: ترمذی شریف، کتاب الزکاۃ، رقم الحدیث:658

حل لغات:

افطر: از، فطراً، بمعنی افطار کرنا، روزہ کھولنا، کھانا اور پینا۔

شرح:

کھجور سے روزہ افطار کرنا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مبارکہ تھی اور اگر آپ کو کھجور نہ ملتی تو پانی سے روزہ افطار کرتے اور ان دو چیزوں کو مقدم کیوں رکھا اس کی وجہ حدیث میں بیان کر دی کہ کھجور میں برکت ہے اس لیے کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے معدہ خالی ہوتا ہے اور جگر کو ایسی غذا نہیں ملتی کہ وہ اس کو جذب کر کے اعضاء کی طرف بھیجے تو اس وقت میٹھی چیز تیزی کے ساتھ جگر میں پہنچتی ہے اور جگر بھی اس محبوب رکھتا ہے، اور کھجور اس لیے ضروری ہے کہ جب تر کھجور جگر میں جاتی ہے اور وہ اس کو جلد قبول کر لیتا ہے۔ اور پانی پاک چیز ہے، اور معدے کی گرمی کو بجھا دیتا ہے اس کے بعد انسان کھانا کھانے کے لیے تیار ہو جاتا ہے اس لیے ان دونوں کو مقدم فرمایا، لیکن اس بات کا خاص دھیان رکھنا چاہیے کہ افطاری کے وقت زیادہ ٹھنڈا پانی نہیں پینا چاہیے، بعض لوگ انتہائی ٹھنڈا پانی پی کر بیمار ہو جاتے ہیں یہ ان کی اپنی کم علمی ہے حدیث اپنی جگہ صحیح درس دے رہی ہے لہٰذا ٹھنڈا پانی پی کر بیمار ہونے والے اپنے آپ کو قصوروار ٹھہرائیں حدیث پر اعتراض نہ کریں، باقی حدیث کی شرح گزر چکی ہے۔

(۳۳۵) وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، قَالَ: كَانَتْ تَحْتِي امْرَاَةٌ، وَّكُنْتُ اُحِبُّهَا، وَكَانَ عُمَرُ يَكْرَهُهَا، فَقَالَ لِيْ: طَلِّقْهَا، فَاَبَيْتُ، فَاَتَى عُمَرُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَذَكَرَ ذٰلِكَ لَهُ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "طَلِّقْهَا" رَوَاهُ اَبُوْ دَاوُدَ وَالتِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◄◄ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی اور میں اس سے محبت کرتا تھا لیکن (میرے والد ماجد) حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اسے ناپسند کرتے تھے۔ انہوں نے مجھے فرمایا کہ اس عورت کو طلاق دے دو، میں نے انکار کر دیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ سے یہ واقعہ عرض کیا۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا: اسے طلاق دے دو۔

اسے ابوداؤد اور ترمذی نے روایت کیا اور کہا یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

والدین کے کہنے پر بیوی کو طلاق دینا کیسا:

(۳۳۶) وَعَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ: اَنَّ رَجُلًا اَتَاهُ، قَالَ: اِنَّ لِي امْرَاَةً وَّاِنَّ اُمِّي تَاْمُرُنِي

335: ابوداؤد شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 5138، ترمذی شریف، کتاب الطلاق، رقم الحدیث: 1189

336: جامع ترمذی، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 1900

بِطَلَاقِهَا؟ فَقَالَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ، فَاِنْ شِئْتَ، فَاَضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ، اَوِ احْفَظْهُ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

◄◄ حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی ان کے پاس آیا اور اس نے کہا: میری ایک بیوی ہے اور میری ماں مجھے حکم دیتی ہے کہ میں اسے طلاق دے دوں؟ تو انہوں نے (ابوالدرداء) فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا: باپ جنت کے دروازوں میں سے درمیانہ بہترین دروازہ ہے تو چاہے تو اسے ضائع کردے اور چاہے تو اس کی حفاظت کر۔اس حدیث کو ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

شرح:

اس حدیث کے تحت علماء فرماتے ہیں کہ جوامور شرعاًواجب ہیں اگر والدین ان سے منع کریں تو ان کواطاعت نہیں کی جائے گی، مثلاً، نماز، یا حج فرض وغیرہ سے روکیں تو اطاعت نہیں یونہی جوامور شرعاً ممنوع ہیں ان میں والدین کی اطاعت مکروہ تحریمی اور ناجائز ہے لہٰذا اگر کوئی شرعی عذر کی بنا پر والدین طلاق کا کہیں تو ان کی بات مانی جائے اور اگر اپنی ضد اور حسد کی وجہ سے کہہ رہے ہیں تو بیوی کو طلاق نہ دی جائے۔اس مفہوم کی حدیث جو کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ہے اُس کے تحت بھی اس کی شرح گزر چکی ہے، ابوالاحمد غفرلہ،،

خالہ بھی ماں ہے:

(۳۳۷)وَعَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْخَالَةُ بِمَنْزِلَةِ الْاُمِّ" رَوَاهُ التِّرْمِذِيُّ، وَقَالَ: "حَدِيْثٌ حَسَنٌ صَحِيْحٌ".

وَفِي الْبَابِ اَحَادِيْثُ كَثِيْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ مَشْهُوْرَةٌ؛ مِنْهَا حَدِيْثُ اَصْحَابِ الْغَارِ، وَحَدِيْثُ جُرَيْجٍ وَقَدْ سَبَقَا، وَاَحَادِيْثُ مَشْهُوْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ حَذَفْتُهَا اِخْتِصَارًا، وَمِنْ اَهَمِّهَا حَدِيْثُ وَعَنْ عَمْرِو بْنِ عَبَسَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ الطَّوِيْلُ الْمُشْتَمِلُ عَلٰى جُمَلٍ كَثِيْرَةٍ مِنْ قَوَاعِدِ الْاِسْلَامِ وَاٰدَابِهِ، وَسَاَذْكُرُهُ بِتَمَامِهِ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ تَعَالٰى فِي بَابِ الرَّجَاءِ، قَالَ فِيْهِ:

دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمَكَّةَ - يَعْنِيْ: فِيْ اَوَّلِ النُّبُوَّةِ - فَقُلْتُ لَهُ: مَا اَنْتَ؟ قَالَ: "نَبِيٌّ"، فَقُلْتُ: وَمَا نَبِيٌّ؟ قَالَ: "اَرْسَلَنِي اللّٰهُ تَعَالٰى"، فَقُلْتُ: بِاَيِّ شَيْءٍ اَرْسَلَكَ؟ قَالَ: "اَرْسَلَنِيْ بِصِلَةِ الْاَرْحَامِ وَكَسْرِ الْاَوْثَانِ، وَاَنْ يُوَحَّدَ اللّٰهُ لَا يُشْرَكُ بِهِ شَيْءٌ . . ." وَذَكَرَ تَمَامَ

337: ترمذی شریف، رقم الحدیث: 1904

الْحَدِيْث ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ۔

◀ ◀ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا: خالہ کا مرتبہ ماں جتنا ہے۔ اس حدیث کو امام ترمذی نے روایت کیا اور کہا کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

حدیث کی صحیح کتابوں میں اس موضوع کی بے شمار مشہور احادیث موجود ہیں ان میں سے اصحاب غار کی حدیث اور حضرت جریج کی حدیث ہیں جو پہلے گزر چکی ہیں صحیح میں بہت سی مشہور احادیث ہیں جن کو میں نے اختصار کے پیش نظر حذف کر دیا ہے۔ ان میں سے ایک اہم حدیث، حضرت عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ کی طویل حدیث ہے جو اسلامی قواعد وآداب کے بے شمار جملوں پر مشتمل ہے اور میں ''امید کے باب'' میں انشاء اللہ العزیز اس حدیث کو مکمل بیان کروں گا۔ اس حدیث میں راوی کہتے ہیں کہ میں مکہ مکرمہ میں یعنی نبوت کے ابتدائی ایام میں نبی کریم ﷺ کے پاس گیا میں نے عرض کی: آپ کون ہیں؟ آپ نے فرمایا: مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ میں نے کہا: اللہ تعالیٰ نے آپ کو کس کے ساتھ بھیجا ہے؟ فرمایا: مجھے اس حکم کے ساتھ بھیجا گیا ہے کہ صلہ رحمی کی جائے، بت توڑ دیئے جائیں صرف ایک اللہ کی عبادت کی جائے اور کسی کو اس کا شریک نہ ٹھہرایا جائے اور پھر تمام حدیث بیان کی۔ اور اللہ تعالیٰ ہی زیادہ علم والا ہے۔

حل لغات:

منزلة: اترنے کی جگہ۔

تعارف راوی:

حضرت براء بن عازب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۸۰، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

یعنی جس طرح ایک درخت کی دو شاخیں ہوتی ہیں ایسے ہی خالہ اور ماں ہیں، تو آدمی پر لازم کہ جس طرح اپنی ماں کا ادب واحترام کرتا ہے ایسے ہی اپنی خالہ کا بھی کرے کیونکہ خالہ کا مرتبہ ماں جتنا ہے۔

۴۱-بَابُ تَحْرِیْمِ الْعُقُوْقِ وَقَطِیْعَةِ الرَّحِمِ

نافرمانی اور قطع رحمی کی حرمت کے متعلق بیان

قطع رحمی کی تعریف:

عزیزوں اور رشتہ داروں کے ساتھ نازیبا اور بُرا سلوک کرنا۔

آیت نمبر: 1

قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ فَهَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ تَوَلَّيْتُمْ اَنْ تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَتُقَطِّعُوْا اَرْحَامَكُمْ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فَاَصَمَّهُمْ وَاَعْمٰى اَبْصَارَهُمْ ﴾ (محمد: 23-22)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: تو کیا تمہیں (انداز) نظر آتے ہیں کہ اگر تمہیں حکومت ملے تو زمین میں فساد پھیلاؤ اور اپنے رشتے کاٹ دو' یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور انہیں حق سے بہرہ کر دیا اور ان کی آنکھیں پھوڑ دیں۔

آیت نمبر: 2

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَا اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ۝ ﴾ (الرعد: 25)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور وہ جو اللہ کا عہد اس کے پکے ہونے کے بعد توڑتے اور جس کے جوڑنے کو اللہ نے فرمایا اسے قطع کرتے اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کا حصہ لعنت ہی ہے' اور ان کا نصیبہ برا گھر ۝

آیت نمبر: 3

وَقَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: ﴿ وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۝ ﴾ (بنی اسرائیل: 24-23)

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ''ہوں'' نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے اور عرض کر کہ اے میرے رب! تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا○

تشریح:

اس آیت کی تشریح ابھی ابھی ماقبل باب میں گزری ہے۔

چار کبیرہ گناہ:

(۳۳۸)وَعَنْ اَبِیْ بَکْرَۃَ نُفَیْعِ بْنِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: ''اَلاَ اُنَبِّئُکُمْ بِاَکْبَرِ الْکَبَائِرِ؟'' - ثلاثًا - قُلْنَا: بَلٰی، یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، قَالَ: ''اَلاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ''، وَکَانَ مُتَّکِئًا فَجَلَسَ، فَقَالَ: ''اَلاَ وَقَوْلُ الزُّوْرِ وَشَهَادَۃُ الزُّوْرِ'' فَمَا زَالَ یُکَرِّرُھَا حَتّٰی قُلْنَا: لَیْتَہٗ سَکَتَ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

◀◀ حضرت ابو بکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کیا میں تمہیں بڑے بڑے کبیرہ گناہوں کے متعلق نہ بتاؤں؟ آپ نے یہ جملہ تین بار فرمایا: ہم نے عرض کی: ضرور: یارسول اللہ! فرمایا: اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا اور آپ پہلے تکیہ لگائے ہوئے بیٹھے تھے پھر اُٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: خبردار! جھوٹی بات کرنا اور جھوٹی شہادت دینا۔ آپ اس جملے کو بار بار دہراتے رہے۔ حتیٰ کہ ہم نے تمنا کی: کاش! آپ سکوت فرمائیں۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

اَلاِشْرَاکُ بِاللّٰہِ: اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔

عُقُوْقُ الْوَالِدَیْنِ: والدین کی نافرمانی۔

مُتَّکِئًا: ٹیک لگانے والا۔

وَقَوْلُ الزُّوْرِ: جھوٹی بات۔

شَهَادَۃُ الزُّوْرِ: جھوٹی گواہی۔

تعارف راوی:

حضرت ابو بکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۰، میں گزر چکا ہے۔

338: بخاری شریف، کتاب الشہادت، رقم الحدیث: 2654

شرح:

اس حدیث میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چار کبیرہ گناہوں کی طرف اشارہ فرمایا (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک کرنا، یہ ایک ایسا گناہ ہے جس کی معافی نہیں (۲) والدین کی نافرمانی کرنا (۳) جھوٹی بات کرنا، جھوٹ تمام گناہوں کی جڑ ہے اگر انسان اس کو چھوڑ دے تو وہ کامل ولی بن جائے (۴) جھوٹی گواہی دینا اس لیے کہ اس کے ساتھ کسی کی جان بھی جاسکتی ہے اور عزت و آبرو بھی جاسکتی ہے، اور کسی کی جان لینا یا عزت و آبرو کو اُچھالنا کبیرہ گناہ ہیں۔ یہاں پر صرف چار گناہوں کا ذکر کرنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کے علاوہ اور کوئی کبیرہ گناہ نہیں بلکہ ان کے علاوہ بھی بہت سارے کبیرہ گناہ ہیں، مثلاً، شراب پینا، زنا کرنا، نماز ترک کرنا، روزہ ترک کرنا، کسی پر ظلم کرنا، جوا کھیلنا، وغیرہ۔

(۳۳۹) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اَلْكَبَائِرُ: اَلْإِشْرَاكُ بِاللّٰهِ، وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ، وَقَتْلُ النَّفْسِ، وَالْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ" رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ .

"اَلْيَمِيْنُ الْغَمُوْسُ": الَّتِيْ يَحْلِفُهَا كَاذِبًا عَامِدًا، سُمِّيَتْ غَمُوْسًا ؛ لِأَنَّهَا تَغْمِسُ الْحَالِفَ فِي الْإِثْمِ .

◄◄ حضرت ابوعبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کبیرہ گناہ یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا، والدین کی نافرمانی کرنا، کسی جان کو ناحق قتل کرنا اور جھوٹی قسم کھانا۔ (بخاری)

حل لغات:

الیمین الغموس: قسم کھانے والا جان بوجھ کر جو جھوٹی قسم اُٹھاتا ہے اسے **الیمین الغموس** کہتے ہیں' اور اس کو غموس اس لیے کہا گیا ہے کہ یہ قسم کھانے والے کو گناہ سے ڈھانپ لیتی ہے۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

جب کسی کو ناحق قتل کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ غضب میں آجاتا ہے اور قاتل پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے، قیامت کے دن مقتول قاتل کو اللہ کی بارگاہ میں لاکر سوال کرے گا کہ اے اللہ اس سے پوچھ اس نے مجھے کیوں قتل کیا تھا، معلوم ہوا کہ ناحق

339: بخاری، کتاب الایمان، رقم الحدیث: 6675

قتل کرنے والے لعنتی ہیں۔

والدین کو گالی دینے کا مطلب:

(۳۴۰)وَعَنْهُ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "مِنَ الْكَبَائِرِ شَتْمُ الرَّجُلِ وَالِدَيْهِ!"، قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، وَهَلْ يَشْتُمُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟! قَالَ: "نَعَمْ، يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ اَبَاهُ، وَيَسُبُّ اُمَّهُ، فَيَسُبُّ اُمَّهُ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

وَفِيْ رِوَايَةٍ: "اِنَّ مِنْ اَكْبَرِ الْكَبَائِرِ اَنْ يَّلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ!"، قِيْلَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، كَيْفَ يَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَيْهِ؟! قَالَ: "يَسُبُّ اَبَا الرَّجُلِ، فَيَسُبُّ اَبَاهُ، وَيَسُبُّ اُمَّهُ، فَيَسُبُّ اُمَّهُ" ۔

◄◄ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا کہ ایک آدمی کا اپنے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ ہے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا آدمی اپنے والدین کو گالی دے سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں! اس طرح کہ وہ کسی کے باپ کو گالی دے تو وہ (دوسرا شخص) جواب میں اس کے باپ کو گالی دے۔ وہ کسی کی ماں کو گالی دے تو وہ جواب میں اس کی ماں کو گالی دے۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے کہ یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ کوئی شخص اپنے والدین کو لعن طعن کرے۔عرض کی گئی: یارسول اللہ! کوئی شخص اپنے والدین کو کیسے لعن طعن کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا: اس طرح کہ وہ کسی کے باپ کو گالی دے تو وہ جواب میں اس کے باپ کو گالی دے یہ اس کی ماں کو گالی دے، اور وہ اس کی ماں کو جواباً گالی دے۔

حل لغات:

شَتْمٌ: گالی دینا، بُرا بھلا کہنا۔

يَسُبُّ: از، سباً، بمعنی گالی دینا (،شتم، کا معنی بھی گالی گلوچ ہے اور ،سب، کا معنی بھی یہی ہے)

يَلْعَنَ: از، لعنتاً، بمعنی لعن طعن کرنا۔ (برا بھلا کہنا)

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳۸، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

والدین کو گالی دینے سے ایک مراد تو وہ ہے جو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے جب یہ کسی کے والدین کو

340: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 5973، بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 5984

گالی دے گا تو وہ بھی اس کے والدین کو گالی دے گا تو یوں ہی سمجھو کہ اس نے خود اپنے والدین کو گالی دی، اور اس کا دوسرا معنی یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آدمی برے کام کرے تو لوگ کہیں کہ فلاں کے بیٹے یا بیٹی نے یہ برا کام کیا ہے یہ بھی والدین کو گالی دینا ہی ہے۔

(۳۴۱)وَعَنْ اَبِیْ مُحَمَّدٍ جُبَیْرِ بْنِ مُطْعَمٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ: اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "لاَ یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَاطِعٌ" قَالَ سُفْیَانُ فِیْ رِوَایَتِہٖ: یَعْنِیْ: قَاطِعَ رَحِمٍ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

حضرت ابومحمد جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قطع تعلقی کرنے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ سفیان نے اپنی روایت میں کہا: قاطع سے مراد قطع رحمی کرنے والا ہے۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

قَاطِعٌ: کاٹنے والا، یعنی صلہ رحمی نہ کرنے والا۔

تعارف راوی:

جبیر ابن مطعم: آپ کی کنیت ابومحمد ہے، قرشی نوفلی ہیں، فتح مکہ سے پہلے ایمان لائے، مدینہ منورہ میں رہے، ۵۴ھ میں مدینہ منورہ میں وفات پائی۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف الجیم، صحابہ کرام)

(۳۴۲)وَعَنْ اَبِیْ عِیْسٰی الْمُغِیْرَۃَ بْنِ شُعْبَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی حَرَّمَ عَلَیْکُمْ: عُقُوْقَ الْاُمَّھَاتِ، وَمَنْعًا وَھَاتِ، وَوَاْدَ الْبَنَاتِ، وَکَرِہَ لَکُمْ: قِیْلَ وَقَالَ، وَکَثْرَۃَ السُّؤَالِ، وَاِضَاعَۃَ الْمَالِ" مُتَّفَقٌ عَلَیْہِ ۔

قَوْلُہٗ: "مَنْعًا" مَعْنَاہُ: مَنْعُ مَا وَجَبَ عَلَیْہِ، وَ"ھَاتِ": طَلَبُ مَا لَیْسَ لَہٗ ۔ وَ"وَاْدَ الْبَنَاتِ" مَعْنَاہُ: دَفْنُھُنَّ فِی الْحَیَاۃِ، وَ"قِیْلَ وَقَالَ" مَعْنَاہُ: الْحَدِیْثُ بِکُلِّ مَا یَسْمَعُہٗ، فَیَقُوْلُ: قِیْلَ کَذَا، وَقَالَ فُلَانٌ کَذَا مِمَّا لَا یَعْلَمُ صِحَّتَہٗ، وَلَا یَظُنُّھَا، وَکَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُّحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ ۔ وَ"اِضَاعَۃُ الْمَالِ": تَبْذِیْرُہٗ وَصَرْفُہٗ فِیْ غَیْرِ الْوُجُوْہِ الْمَاْذُوْنِ فِیْھَا مِنْ مَّقَاصِدِ الْاٰخِرَۃِ وَالدُّنْیَا، وَتَرْکُ حِفْظِہٖ مَعَ اِمْکَانِ الْحِفْظِ ۔ وَ"کَثْرَۃُ السُّؤَالِ": اَلْاِلْحَاحُ فِیْمَا لَا حَاجَۃَ اِلَیْہِ ۔

وَفِی الْبَابِ اَحَادِیْثُ سَبَقَتْ فِی الْبَابِ قَبْلَہٗ کَحَدِیْثٍ: "وَاَقْطَعُ مَنْ قَطَعَكَ"، وَحَدِیْثُ: "مَنْ

341: بخاری شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 5984

342: مسلم شریف، کتاب الاقضیۃ، رقم الحدیث: 593

قَطَعَنِیْ قَطَعَهُ اللّٰهُ"۔

◀◀ حضرت ابوعیسیٰ مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ' نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشادفرمایا: بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حرام کردیا تم پر ماؤں کی نافرمانی کرنا اور جو کچھ واجب الادا ہے وہ ادا نہ کرنا' اور دوسرے کے مال پر ناحق قبضہ کرنے کی کوشش کرنا' بچیوں کو زندہ درگو کرنا اور اللہ تعالیٰ نے ناپسند کیا ہے تمہارے لیئے سنی سنائی باتیں کہنا' زیادہ سوال کرنا اور مال کو بلاوجہ ضائع کرنا۔ (متفق علیہ)

اس طرح کہا گیا ہے' اور فلاں نے یہ کہا ہے حالانکہ وہ اس کے صحیح ہونے کے بارے میں کچھ نہیں جانتا اور ایک آدمی کے لئے اسی قدر جھوٹ کافی ہے کہ وہ جو بات بھی سنے اسے زبان پر لے آئے۔

اور اس موضوع کی کافی احادیث کا بیان پہلے گزر چکا ہے جیسا کہ حدیث ''جو تجھ سے قطع تعلقی کرے گا میں اس سے تعلق منقطع کروں گا اور یہ حدیث کہ جو مجھے قطع کرے اللہ اسے قطع کرے''۔

حل لغات:

منعًا: جس چیز کی ادائیگی واجب ہو وہ ادا نہ کرنا۔

ھات: جس چیز پر اس کا کوئی حق نہیں وہ چیز طلب کرنا۔

و أدالبنات: بچیوں کو زندہ دفن کر دینا۔

قیل وقال: جو سنی سنائی بات کرے' اور کہے۔

کثرۃ السوال: غیر ضروری طور پر سوال پر اصرار کرنا۔

اضاعة المال: مال کو ایسے غیری ضروری مقامات پر خرچ کرنا جہاں خرچ کرنے کی شرعاً اجازت نہ ہو' اور جہاں خرچ کرنے سے نہ تو دینی فائدہ ہو' اور نہ ہی دنیوی فائدہ اور مال کی حفاظت ممکن ہونے کے باوجود اس کی حفاظت نہ کرنا۔

تعارف راوی:

مغیرہ ابن شعبہ: آپ ثقفی ہیں، خندق کے سال ایمان لائے پھر مہاجر ہو کر مدینہ منورہ حاضر ہوئے، آخر میں کوفہ میں رہے ستر سال عمر ہوئی ۵۰ھ پچاس میں وفات ہوئی، امیر معاویہ کی طرف سے حاکم رہے آپ کا مزار کوفہ میں ہے مشہور صحابی ہیں۔ (الاکمال فی اسماء الرجال، لابی عبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب، مراۃ المناجیح، ج ۸، تحت حرف المیم، صحابہ کرام،)

شرح:

زمانہ جاہلیت میں لوگ بچیوں کو زندہ دفن کر دیتے تھے دارمی شریف میں ایک حدیث میں اس کا کچھ تفصیلی بیان ملتا ہے کہ

أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللّٰهِ إِنَّا كُنَّا أَهلَ جَاهِلِيَّةٍ وَعِبَادَةِ أَوثَانٍ فَكُنَّا نَقتُلُ الْأَولَادَ وَكَانَت عِندِي بِنتٌ لِي فَلَمَّا أَجَابَت وَكَانَت مَسرُورَةً بِدُعَائِي إِذَا دَعَوتُهَا فَدَعَوتُهَا يَومًا فَاتَّبَعَتنِي فَمَرَرتُ حَتَّى أَتَيتُ بِئرًا مِن أَهلِي غَيرَ بَعِيدٍ فَأَخَذتُ بِيَدِهَا فَرَدَّيتُ بِهَا فِي البِئرِ وَكَانَ آخِرَ عَهدِي بِهَا أَن تَقُولَ: يَا أَبَتَاهُ يَا أَبَتَاهُ فَبَكَى رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ حَتَّى وَكَفَ دَمعُ عَينَيهِ فَقَالَ لَهُ رَجُلٌ مِن جُلَسَاءِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ أَحزَنتَ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لَهُ: كُفَّ فَإِنَّهُ يَسأَلُ عَمَّا أَهَمَّهُ ثُمَّ قَالَ لَهُ: أَعِد عَلَيَّ حَدِيثَكَ فَأَعَادَهُ فَبَكَى حَتَّى وَكَفَ الدَّمعُ مِن عَينَيهِ عَلَى لِحيَتِهِ ثُمَّ قَالَ لَهُ: إِنَّ اللّٰهَ قَد وَضَعَ عَنِ الجَاهِلِيَّةِ مَا عَمِلُوا فَاستَأنِف عَمَلَكَ،،

حوالہ: (ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمٰن الدارمی، متوفی ۲۵۵ھ، سنن دارمی شریف: کتاب الدلائل النبوۃ، بَابُ مَا كَانَ عَلَيهِ النَّاسُ قَبلَ مَبعَثِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ مِنَ الجَهلِ وَالضَّلَالَةِ، ج۱ ص۳۴ شبیر برادرز لاہور)

ایک آدمی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خدمت میں آیا اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم زمانہ جاہلیت میں تھے اور بتوں کی پوجا کرتے تھے، ہم اپنی اولاد کو قتل کر دیتے تھے (یعنی بچیوں کو)، میری ایک بیٹی تھی جب وہ بولنے لگی، تو جب میں اُس کو بلاتا وہ میرے بلانے سے خوش ہوتی۔ ایک دن میں نے اُسے بلایا وہ میرے پیچھے چل پڑی یہاں تک کہ میں اپنے گھر کے قریب ایک کنویں کے پاس پہنچا اور میں نے اُس کا ہاتھ پکڑا اور اُس کو کنویں میں پھینک دیا (اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم) اُس کے آخری کلمات (جو اُس وقت اُس کے زبان پر جاری تھے وہ) اے ابا جان اے میرے ابا جان تھے (یعنی میں نے اُس کو کنویں میں ڈال دیا اور وہ مجھے ابو جان، بابا جان کہہ کہہ کر رحم وکرم کی اپیل کر رہی تھی)۔

یہ واقعہ سن کر نبی صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگ پڑے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو بہنے لگے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے اصحاب میں سے ایک نے اُس آدم سے کہا کہ تم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو غمگین کر دیا ہے۔ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رہنے دیں اس نے وہی پوچھا ہے جو اُس کے ذہن میں تھا، اور پھر فرمایا کہ مجھے یہ واقعہ پھر سناؤ اُس آدمی نے یہی واقعہ پھر سنایا تو پھر نبی اکرم رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم رونے لگے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو جاری ہوئے اور آنسوؤں کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش (داڑھی) مبارک تر ہوگئی۔ پھر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس آدمی سے فرمایا کہ جاہلیت میں لوگوں کے (برے) اعمال کو اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا اب تم (نیک) عمل کا آغاز کرو۔ (یعنی اللہ تعالیٰ تمہارے جاہلیت کے کیے ہوئے برے اعمال پر پکڑ نہیں فرمائے گا آج کے بعد نیک کام ہی کرنا)

۴۲-بَابُ فَضْلِ بِرِّ اَصْدِقَاءِ الْاَبِ وَالْاُمِّ وَالْاَقَارِبِ وَالزَّوْجَةِ وَسَائِرِ مَنْ يُّنْدَبُ اِكْرَامُهٗ

باپ کے دوستوں کے ساتھ حسن سلوک کی فضیلت کے متعلق بیان' اسی طرح ماں' عزیزوں' بیوی اور تمام ان لوگوں کے ساتھ جن کا احترام ضروری ہے

(۳۴۳) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ اَنْ يَّصِلَ الرَّجُلُ وُدَّ اَبِيهِ" (رَوَاهُ مُسْلِمٌ)

◀◀ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کے دوستوں کے ساتھ صلہ رحمی اختیار کرے۔ (مسلم)

حل لغات:

وُدَّ اَبِيهِ: باپ کے دوست۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف حدیث نمبر:۱۳، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ آدمی اپنے والد کے دوستوں کا ادب و احترام کرے کیونکہ اس پر والد کا ادب کرنا لازم ہے تو اس کے دوستوں کا ادب بھی والد کا ہی ادب ہے اور جب والد مر جائے تو بھی اس کے دوستوں کا ادب بجالائے، علماء فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ماں کی سہیلیوں کے ساتھ بھی اچھا سلوک کرنے کا سبق ملتا ہے۔

والد کے دوست کے بیٹے کو تحفہ دیا:

(۳۴۴) وَعَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ دِيْنَارٍ، عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: اَنَّ رَجُلًا مِّنَ

343: مسلم شریف، کتاب البر، رقم الحدیث: 2552

الْاَعْـرَابِ لَـقِيَـهُ بِـطَـرِيـقِ مَـكَّـةَ، فَسَلَّمَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ، وَحَمَلَهُ عَلٰى حِمَارٍ كَانَ يَرْكَبُهُ، وَاَعْـطَـاهُ عِمَامَةً كَانَتْ عَلٰى رَاْسِهِ، قَالَ ابْنُ دِيْنَار: فَقُلْنَا لَهُ: اَصْلَحَكَ اللّٰهُ، اِنَّهُمُ الْاَعرَابُ وَهُمْ يَـرْضَـوْنَ بِـالْيَسِـيـر، فَـقَالَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ: اِن اَبَا هٰذَا كَانَ وُدًّا لِّعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِىَ اللّٰهُ عَـنْـهُ، وَاِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُوْلُ: "اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الرَّجُلِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ" .

◄◄ حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک اعرابی ان کو مکہ کے راستے میں ملا۔ تو انہوں نے اسے السلام علیکم کہا' اور اسے اپنے گدھے پر سوار کیا جس پر آپ سواری کرتے تھے' اور اسے اپنا عمامہ دیا جو آپ کے سر پر تھا۔ حضرت ابن دینار فرماتے ہیں کہ ہم نے ان سے عرض کی: اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے' یہ اعرابی تو تھوڑی سی چیز پر ہی راضی ہو جاتے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اس کا باپ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا دوست تھا' اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے: سب سے بڑی نیکی آدمی کی اپنے باپ کے دوستوں سے صلہ رحمی کرنا ہے۔ (مسلم)

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

اس طرح ایک بار حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ کو معلوم ہے کہ میں کیوں آیا ہوں؟ اس لیے کہ میں نے سنا کہ جو شخص چاہے کہ اپنے والد کے ساتھ قبر میں سلہ رحمی کرئے تو اس کو چاہیے کہ وہ اپنے والد کے دوستوں کے ساتھ اچھا سلوک کرئے، اور میں آپ کو اس لیے ملنے آیا ہوں کہ آپ کے والد اور میرے والد دونوں دوست تھے۔ (الترغیب والترھیب من حدیث الشریف)

(۳۴۵) وَفِـىْ رِوَايَةٍ عَـنِ ابْـنِ دِيْـنَـارٍ، عَـنِ ابْنِ عُمَرَ: اَنَّهُ كَانَ اِذَا خَرَجَ اِلٰى مَكَّةَ كَانَ لَهُ حِمَارٌ يَتَـرَوَّحُ عَـلَيْهِ اِذَا مَلَّ رُكُوْبَ الرَّاحِلَةِ، وَعِمَامَةٌ يَّشُدُّ بِهَا رَاْسَهُ، فَبَيْنَا هُوَ يَوْمًا عَلٰى ذٰلِكَ الْحِمَارِ اِذْ مَـرَّ بِهِ اَعْرَابِىٌّ، فَقَالَ: اَلَسْتَ فُلَانَ بْنَ فُلَان؟ قَالَ: بَلٰى . فَاَعْطَاهُ الْحِمَارَ، فَقَالَ: ارْكَبْ هٰذَا، وَاَعْـطَـاهُ الْـعِـمَامَةَ وَقَالَ: اشْدُدْ بِهَا رَاْسَكَ، فَقَالَ لَهُ بعضُ اَصْحَابِهِ: غَفَرَ اللّٰهُ لَكَ اَعْطَيْتَ هٰذَا الْاَعْـرَابِىَّ حِمَارًا كُنْتَ تَرَوَّحُ عَلَيْهِ، وعِمَامَةً كُنْتَ تَشُدُّ بِهَا رَاْسَكَ؟ فَقَالَ: اِنِّىْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ

344: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 2552

345: مسلم شریف، کتاب البر والصلۃ، رقم الحدیث: 2552

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، یَقُوْلُ: "اِنَّ مِنْ اَبَرِّ الْبِرِّ اَنْ یَّصِلَ الرَّجُلُ اَھْلَ وُدِّ اَبِیْہِ بَعْدَ اَنْ یُّوَلِّیَ" وَاِنَّ اَبَاہُ کَانَ صَدِیْقًا لِعُمَرَ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ. رَوٰی ھٰذِہِ الرِّوَایَاتِ کُلَّھَا مُسْلِمٌ.

◀◀ اور ایک روایت حضرت عبداللہ ابن دینار حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کرتے ہیں کہ وہ جب مکہ کے سفر پر روانہ ہوتے تو ان کے ساتھ ایک گدھا ہوتا جب اونٹنی کی سواری سے اکتا جاتے تو اس پر سوار ہو جاتے، اور آپ کے پاس ایک عمامہ تھا جس کو وہ سر پر باندھتے تھے۔ ایک دن جبکہ آپ اسی گدھے پر سوار تھے کہ ایک اعرابی آپ کے پاس سے گزرا۔ آپ نے اس سے پوچھا: کیا تو فلاں بن فلاں نہیں ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ تو آپ نے اپنا گدھا اس کو دے دیا اور فرمایا: اس پر سوار ہو جاؤ اور اپنا عمامہ اسے عطا کیا اور فرمایا کہ اسے سر پر باندھ لو۔ بعض ساتھیوں نے آپ سے کہا: اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت کرے۔ آپ نے اس اعرابی کو گدھا دے دیا ہے۔ جس پر آپ اونٹنی کی سواری سے تھک کر سواری کرتے تھے' اور اس کو اپنی پگڑی بھی دی ہے جو آپ سر پر باندھتے تھے تو آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ آدمی اپنے باپ کی وفات کے بعد اس کے دوستوں سے صلہ رحمی کرے' اور اس اعرابی کا باپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا دوست تھا۔ (مسلم) ان تمام احادیث کو مسلم نے روایت کیا۔

تعارف راوی:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا تعارف حدیث نمبر: ۱۳۰، میں گزر چکا ہے۔

(۳۴۶) وَعَنْ اَبِیْ اُسَیْدٍ - بِضَمِّ الْھَمْزَۃِ وَفَتْحِ السِّیْنِ - مَالِکِ بْنِ رَبِیْعَۃَ السَّاعِدِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: بَیْنَا نَحْنُ جُلُوْسٌ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذْ جَائَہٗ رَجُلٌ مِّنْ بَنِیْ سَلَمَۃَ، فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، ھَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّ اَبَوَیَّ شَیْءٌ اَبَرُّھُمَا بِہٖ بَعْدَ مَوْتِھِمَا؟ فَقَالَ: "نَعَمْ، الصَّلٰوۃُ عَلَیْھِمَا، وَالْاِسْتِغْفَارُ لَھُمَا، وَاِنْفَاذُ عَھْدِھِمَا مِنْ بَعْدِھِمَا، وَصِلَۃُ الرَّحِمِ الَّتِیْ لَا تُوْصَلُ اِلَّا بِھِمَا، وَاِکْرَامُ صَدِیْقِھِمَا" رَوَاہُ اَبُوْ دَاوٗدَ.

◀◀ حضرت ابواُسید ہمزہ کے پیش اور سین کے زبر کے ساتھ حضرت مالک بن ربیعہ الساعدی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ بنو سلمہ کا ایک شخص آیا اور اس نے عرض کی: یارسول اللہ! کیا میرے والدین فوت ہو جانے کے بعد بھی میرے لیے ان کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی کوئی صورت ہے؟ تو آپ نے فرمایا: ہاں! ان کے لئے دعا کرنا، ان کے لئے مغفرت طلب کرنا، ان کے فوت ہونے کے بعد ان کے وعدوں کو پورا کرنا، ان کے عزیزوں سے صلہ رحمی کرنا اور ان کے دوستوں کی عزت

346: ابوداؤد شریف، کتاب الادب، رقم الحدیث: 5142

کرتا ہے۔ (ابوداؤد)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محبت:

(۳۴۷)وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، قَالَتْ: مَا غِرْتُ عَلٰى اَحَدٍ مِّنْ نِسَآءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا غِرْتُ عَلٰى خَدِيجَة رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، وَمَا رَاَيْتُهَا قَطُّ، وَلٰكِنْ كَانَ يُكْثِرُ ذِكْرَهَا، وَرُبَّمَا ذَبَحَ الشَّاةَ، ثُمَّ يُقَطِّعُهَا اَعْضَاء، ثُمَّ يَبْعَثُهَا فِيْ صَدَائِقِ خَدِيْجَةَ، فَرُبَّمَا قُلْتُ لَهُ: كَاَنْ لَّمْ يَكُنْ فِي الدُّنْيَا اِلَّا خَدِيْجَةُ ! فَيَقُوْلُ: "اِنَّهَا كَانَتْ وَكَانَتْ وَكَانَ لِيْ مِنْهَا وَلَدٌ" مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ .

وَفِيْ رِوَايَةٍ: وَاِنْ كَانَ لَيَذْبَحُ الشَّاءَ، فَيُهْدِيْ فِيْ خَلَائِلِهَا مِنْهَا مَا يَسَعُهُنَّ .

وَفِيْ رِوَايَة: كَانَ اِذَا ذَبَحَ الشَّاة، يَقُوْلُ: "اَرْسِلُوْا بِهَا اِلٰى اَصْدِقَاءِ خَدِيْجَةَ" .

وَفِيْ رِوَايَةٍ: قَالَتِ: اسْتَاذَنَتْ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ اُخْتُ خَدِيْجَةَ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَعرَفَ اسْتِئْذَانَ خَدِيْجَةَ، فَارْتَاحَ لِذٰلِكَ، فَقَالَ: "اَللّٰهُمَّ هَالَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ" .

قَوْلُهَا: "فَارْتَاحَ" هُوَ بِالْحَاءِ، وَفِي الْجَمْعِ بَيْنَ الصَّحِيْحَيْنِ لِلْحُمَيْدِيْ: "فَارْتَاعَ" بِالْعَيْنِ وَمَعْنَاهُ: اِهْتَمَّ بِهٖ .

◄◄ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے' فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ازواج میں سے مجھے جتنا رشک حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر آتا تھا اتنا کسی اور پر نہیں آتا تھا میں نے انہیں دیکھا نہیں تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکثرت ان کا ذکر فرماتے تھے۔ بعض اوقات آپ بکری ذبح کرتے تو اس کے ٹکڑے کرتے تھے' اور پھر ان کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کے پاس بھیج دیتے تھے کئی دفعہ میں آپ سے عرض کرتی: گویا حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ کوئی عورت دنیا میں گزری ہی نہیں۔ تو آپ فرماتے: اس میں یہ خوبی تھی، یہ خوبی تھی اور اس سے میری اولاد ہوئی۔ (متفق علیہ)

اور ایک روایت میں ہے: آپ بکری ذبح کرتے اور گنجائش کے مطابق گوشت حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو بھیج دیتے اور ایک روایت میں ہے جب آپ بکری ذبح کرتے تو فرماتے: اسے خدیجہ (رضی اللہ عنہا) کی سہیلیوں کے ہاں بھیج دو اور ایک روایت میں ہے: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضرت ہالہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا (حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی بہن) نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اندر آنے کی اجازت طلب کی تو آپ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے اجازت طلب کرنے کا انداز یاد آ گیا تو آپ اس سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا: اے اللہ! یہ ہالہ بنت خویلد ہے۔

347: بخاری شریف، کتاب المناقب، رقم الحدیث: 3818

حل لغات:

فارتاح: یہ حاء کے ساتھ ہے اور حمید نے: اس کو جمع بین الصحیحین میں فارتاع عین کے ساتھ روایت کیا ہے، جس کا معنی ہے: اہتمام کیا۔

غرت: از، غیرۃً، بمعنی غیرت کرنا۔

تعارف راوی:

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا تعارف حدیث نمبر: ۲، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی سہیلیوں کو بکر کا گوشت دینا بھی اس بات کی دلیل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بہت محبت فرماتے تھے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے محبت اس قدر تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عمر مبارک میں کسی اور سے شادی نہیں فرمائی، اور اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے چلی سوائے حضرت ابراہیم بن محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کہ یہ حضرت ماریہ قبطیہ کے بطن سے پیدا ہوئے تھے، اور ایک وجہ حضرت خدیجہ سے محبت کی یہ بھی تھی کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مال و جان کے ساتھ مدد کی جب کوئی بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پر یقین نہیں کرتا تھا، اور سب سے بڑھ کر یہ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام صاحبزادیاں خصوصاً نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی لاڈلی اور پیاری صاحبزادی حضرت سیدہ، طیبہ، طاہرہ، ام الحسنین فاطمۃ الزہراہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی اولاد ہیں۔ جن کے بطن سے اسلام کے پاسباں حضرات حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما پیدا ہوئے۔

(۳۴۸) وَعَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ، قَالَ: خَرَجْتُ مَعَ جَرِيْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجَلِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فِيْ سَفَرٍ، فَكَانَ يَخْدُمُنِي، فَقُلْتُ لَهُ: لَا تَفْعَل، فَقَالَ: اِنِّيْ قَدْ رَاَيْتُ الْاَنْصَارَ تَصْنَعُ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا اٰلَيْتُ عَلٰى نَفْسِيْ اَنْ لَّا اَصْحَبَ اَحَدًا مِّنْهُمْ اِلَّا خَدَمْتُهُ ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ ۔

◄◄ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ میں حضرت جریر بن عبداللہ البجلی رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر پر نکلا تو وہ میری خدمت کرتے تھے۔ میں نے ان سے کہا: آپ ایسا نہ کریں تو انہوں نے فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انصار کو ایسا سلوک کرتے دیکھا کہ میں نے قسم کھائی کہ میں انصار میں سے جس

348: مسلم شریف، کتاب فضائل صحابہ، رقم الحدیث: 2513

کسی کی صحبت اور رفاقت میں ہوا اس کی خدمت لازماً کروں گا۔ (متفق علیہ)

حل لغات:

اٰلَیْت: از، ایلاءً، بمعنی، قسم کھانا۔

تعارف راوی:

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تعارف حدیث نمبر:۵، میں گزر چکا ہے۔

شرح:

علماء فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کے دلوں میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق اس قدر تھا کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے ساتھ ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادموں کی بھی خدمت کیا کرتے تھے اور اس کو اپنے لیے سعادت مندی گمان کرتے تھے۔

آج 24 رمضان المبارک صبح 6:11 منٹ پر "معراج السالکین فی شرح ریاض الصالحین" کی پہلی جلد کا اختتام ہوا اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس میں تعاون کرنے والے تمام افراد کو اجر عظیم عطا فرمائے اور میری ادنیٰ کاوش کو اپنی بارگاہ سے قبولیت کی سند دے کر اس کا ثواب نبی اکرم، نور مجسم، شفیع المعظم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچائے اور اس کو میری، میرے والدین، تمام اساتذہ و دوست اور تمام قارئین و مسلمین کی نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم الامین۔

"ابو الاحمد محمد نعیم قادری رضوی غفرلہ"

(فاضل و مدرس جامعہ قادریہ عالیہ نیک آباد مراڑیاں شریف گجرات)

مآخذ و مراجع

(وہ کتب جن سے دورانِ تحریر وتخریج مدد لی گئی)

قرآن مجید،

☆ کتب تفاسیر

- تفسیر طبری، امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری علیہ الرحمۃ، متوفی 310ھ۔
- تفسیر ابن ابی حاتم، حافظ ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابی خاتم رازی شافعی، متوفی 327ھ۔
- تفسیر بغوی، امام حسین بن مسعود البغوی علیہ الرحمۃ، متوفی 516ھ۔
- تفسیر زاد المسیر، علامہ عبدالرحمٰن بن علی بن محمد بن الجوزی علیہ الرحمۃ، متوفی 598ھ۔
- تفسیر کبیر، امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر الرازی علیہ الرحمۃ، متوفی 606ھ۔
- تفسیر مدارک التنزیل، علامہ ابوالبرکات احمد بن محمد النسفی علیہ الرحمۃ، متوفی 710ھ۔
- تفسیر خازن، علامہ علاؤ الدین علی بن محمد البغدادی علیہ الرحمۃ، متوفی 741ھ۔
- تفسیر ابن کثیر، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی علیہ الرحمۃ، متوفی 774ھ۔
- تفسیر در منصور، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ۔
- تفسیر جلالین، امام جلال الدین محلی و امام جلال الدین السیوطی علیہما الرحمۃ۔
- تفسیر روح البیان، علامہ اسماعیل حقی علیہ الرحمۃ، متوفی 1137ھ۔
- تفسیر روح المعانی، علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ، متوفی 1270ھ۔
- تفسیر مظھری، قاضی ثناء اللہ پانی پتی المظہری علیہ الرحمۃ۔
- تفسیر خزائن العرفان، علامہ مفتی نعیم الدین مرادآبادی علیہ الرحمہ، متوفی 1367ھ۔
- تفسیر نور العرفان، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ۔
- تفسیر نعیمی، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ۔
- تفسیر تبیان القرآن، علامہ غلام رسول سعیدی حنفی بریلوی علیہ الرحمۃ۔
- تفسیر جمل،

☆ کتب حدیث

- موطا امام مالك، امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، متوفی 179ھ۔
- کتاب الزهد، امام عبداللہ بن مبارک حنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 181ھ۔
- مسند ابو داؤد طيالسي، امام سلیمان بن داؤد الجارود علیہ الرحمۃ، متوفی 204ھ۔
- مصنف عبد الرزاق، امام عبد الرزاق بن ہمام صنعائی علیہ الرحمۃ، متوفی 211ھ۔
- مسند حمیدی، امام عبداللہ بن الزبیر حمیدی الشافعی علیہ الرحمۃ، متوفی 227ھ۔
- مصنف ابن ابی شیبه، امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ علیہ الرحمۃ، 235ھ۔
- مسند ابي اسحاق، ابو یعقوب اسحاق بن ابراھیم بن مخلد المعروف بابن راھویہ، متوفی 238ھ۔
- مسند امام احمد بن حنبل، امام احمد بن حنبل علیہ الرحمۃ، متوفی 241ھ۔
- سنن دارمي، امام ابوعبداللہ عبدالرحمٰن الدارمی علیہ الرحمۃ، متوفی 255ھ۔
- صحيح بخاري، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمۃ، متوفی 256ھ۔
- ادب المفرد، امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری علیہ الرحمۃ، متوفی 256ھ۔
- صحيح مسلم، امام مسلم بن حجاج القشیر ی شافعی علیہ الرحمۃ، متوفی 261ھ۔
- سنن ابن ماجه، اما ابوعبداللہ محمد بن یزید بن ماجہ شافعی علیہ الرحمۃ، متوفی 273ھ۔
- سنن ابو داؤد، امام ابوداؤد سلیمان بن اسعث سجستانی علیہ الرحمۃ، متوفی 275ھ۔
- جامع ترمذي، امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ الترمذی علیہ الرحمۃ، متوفی 279ھ۔
- مسند بزار، ابوبکر احمد بن عمرو بن عبدالخالق البزار علیہ الرحمۃ، متوفی 292ھ۔
- سنن نسائي، امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ، متوفی 303ھ۔
- سنن الكبرى، امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی علیہ الرحمۃ، متوفی 303ھ۔
- مسند ابو يعلي موصلي، امام احمد بن عالی المثنی التمیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 307ھ۔
- صحيح ابن خزيمه، امام محمد بن اسحاق خزیمہ علیہ الرحمۃ، متوفی 311ھ۔
- شرح معاني الآثار (طحاوی شریف)، امام ابوجعفر احمد بن محمد طحاوی حنفی علیہ الرحمۃ متوفی 321ھ۔
- صحيح ابن حبان، امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی شافعی علیہ الرحمۃ متوفی 354ھ۔
- الاحسان بترتيب صحيح ابن حبان، امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی شافعی علیہ الرحمۃ متوفی 354ھ۔
- المعجم الكبير، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ۔
- المعجم الاوسط، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ۔

- المعجم الصغير، امام ابوالقاسم سليمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ۔
- مسند شاميين، امام ابوالقاسم سليمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ۔
- تنبيه الغافلين، ابو الليث نصر بن محمد احمد بن ابرہیم السمرقندی، متوفی 373ھ۔
- المستدرك، امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری علیہ الرحمۃ، متوفی 405ھ۔
- حلية الاولياء، امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی علیہ الرحمۃ، متوفی 430ھ۔
- دلائل النبوة، امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی علیہ الرحمۃ، متوفی 430ھ۔
- مسند الشهاب، ابوعبداللہ محمد بن سلامہ بن جعفر المصری علیہ الرحمۃ، متوفی 454ھ۔
- سنن الكبرى، امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی علیہ الرحمۃ، متوفی 458ھ۔
- شعب الايمان، امام ابوبکر احمد بن حسین البیہقی علیہ الرحمۃ، متوفی 458ھ۔
- جامع البيان العلم و فضله، ابوعمر یوسف بن عبداللہ بن محمد النمری، متوفی 463ھ۔
- شرح السنة، امام حسین بن مسعود بغوی علیہ الرحمۃ، متوفی 516ھ۔
- الترغيب و الترهيب، امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری علیہ الرحمۃ، متوفی 656ھ۔
- رياض الصالحين، امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی علیہ الرحمۃ، متوفی 676ھ۔
- مجمع الزوائد، حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی علیہ الرحمۃ، متوفی 807ھ۔
- اتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشره، امام ابوالعباس احمد بن ابی بکر بوصیری علیہ الرحمۃ، متوفی 840ھ۔
- الجامع الصغير، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ۔
- الفتح الكبير في ضم الزيادة الى جامع الصغير، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ۔
- الخصائص الكبرى، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ۔
- الصحيح و الضعيف، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابوبکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ۔
- الصوائق المحرقه، شیخ الاسلام احمد بن محمد بن علی بن حجر الہیتمی علیہ الرحمۃ، متوفی 974ھ۔
- كنز العمال، علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی برہان پوری حنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 975ھ۔

☆ کتب شروحات حدیث

- شرح صحيح بخاري لابن بطال، ابوالحسن علی بن خلف بن عبداللہ علیہ الرحمۃ، متوفی 449ھ۔
- كشف المشكل من حديث الصحيحين، جمال الدین ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی علیہ الرحمۃ، متوفی 597ھ۔
- شرح مسلم للنووی، امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی علیہ الرحمۃ، متوفی 676ھ۔
- فتح الباری، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، متوفی 852ھ۔

- عمدہ القاری، حافظ بدرالدین محمود بن احمد عینی علیہ الرحمۃ، متوفی 855ھ۔
- مرقاۃ المفاتیح، فی شرح مشکوٰۃ المصابیح، علامہ علی بن سلطان محمد القاری الحنفی علیہ الرحمۃ، متوفی 1014ھ۔
- اشعۃ المعات، شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1052ھء
- شرح زرقانی علی مؤطا امام مالک، ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی علیہ الرحمۃ، متوفی 1122ھ۔
- دلیل الفالحین فی شرح ریاض الصالحین، علامہ شمس الدین۔
- روضۃ المتقین فی شرح ریاض الصالیحین۔
- مراۃ المناجیح، مفتی احمد یارخان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ۔
- فضل الساری،
- نزھۃ القاری، علامہ شریف الحق رحمۃ اللہ علیہ۔
- نعمۃ الباری، علامہ غلام رسول سعیدی حنفی البریلوی علیہ الرحمۃ۔
- شرح صحیح مسلم، علامہ غلام رسول سعیدی حنفی البریلوی علیہ الرحمۃ۔
- فیضان ریاض الصالحین، مجلس العلمیہ دعوت اسلامی۔

☆ کتب اسماء الرجال

- الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب، ابوعمر یوسف بن عبداللہ النمری علیہ الرحمۃ، متوفی 463ھ۔
- الاصابہ فی تمیز الصحابہ، حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، متوفی 852ھ۔
- الاکمال فی اسماء الرجال، ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ الخطیب صاحب مشکوٰۃ المصابیح۔
- اجمال فی اسماء الرجال، مفتی احمد یارخان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ۔

☆ کتب تعریفات ولغت

- المنجد، لویس معلوف
- فیروز اللغات، الحاج مولوی فیروز الدین
- کتاب التعریفات، سید شریف علی بن محمد بن علی الجرجانی علیہ الرحمۃ، متوفی 816ھ۔
- حزائن التعریفات، محمد انس رضا قادری مدظلہ
- کنز التعریفات، علامہ محمد مظفر قادری عطاری مدظلہ

☆ کتب سیرت وشمائل

- سیرت ابن ھشام، ابومحمد عبدالملک بن ہشام علیہ الرحمۃ، متوفی 213ھ۔

☆الشفاء بتعریف حقوق المصطفی، قاضی ابوالفضل عیاض مالکی علیہ الرحمۃ، متوفی 544ھ۔

☆سبل الھدی و الرشاد فی سیرۃ خیر العباد، امام محمد بن یوسف الصالحی الشامی علیہ الرحمۃ، متوفی 942ھ۔

☆مدارج النبوۃ، شاہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1052ھ۔

☆زرقانی علی المواھب، ابوعبداللہ محمد بن عبدالباقی علیہ الرحمۃ، متوفی 1122ھ۔

☆حجۃ اللہ علی العالمین فی معجزات سید المرسلین (جامع المعجزات)، امام یوسف بن اسماعیل النبہانی علیہ الرحمۃ، متوفی 1350ھ۔

☆شواھد النبوۃ،

☆سیرۃ مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم، علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی علیہ الرحمۃ۔

☆ذکر جمیل، علامہ محمد شفیع اوکاڑوی علیہ الرحمۃ،

☆کتب تصوف

☆الزھد لابی داؤد، امام ابوداؤد سلیمان بن اسعث سجستانی علیہ الرحمۃ، متوفی 275ھ۔

☆الفوائد والزھد و الرقاق، ابومحمد جعفر بن محمد بن نصر الخلدی، متوفی 348ھ۔

☆عمل الیوم و اللیلۃ، احمد بن محمد بن اسحاق المعروف بابن السنی، متوفی 364ھ۔

☆رسالۃ القشیریہ، عبدالکریم بن ھوازن القشیری علیہ الرحمۃ، متوفی 465ھ۔

☆احیاء العلوم، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ۔

☆لباب الاحیاء (تلخیص احیاء العلوم)، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ۔

☆مکاشفۃ القلوب، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ۔

☆کیمیائے سعادت، امام محمد بن محمد الغزالی علیہ الرحمۃ، متوفی 505ھ۔

☆کتاب الاذکار، امام ابوزکریا یحییٰ بن شرف النووی علیہ الرحمۃ، متوفی 676ھ۔

☆اتحاف سعادۃ المتقین فی شرح احیاء العلوم الدین، علامہ محمد بن محمد مرتضیٰ زبیدی علیہ الرحمۃ، متوفی 1205ھ۔

☆کتاب الزھد، لمعافی بن عمران الموصلی۔

☆کتب عامہ

☆فتوح الشام، محمد بن عمر بن واقد (المعروف ابوعبداللہ واقدی) علیہ الرحمۃ، متوفی 207ھ۔

☆مکارم الاخلاق، ابوبکر محمد بن جعفر بن محمد بن شاکر الخرائطی، متوفی 327ھ۔

☆الدعا، للطبرانی، امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی علیہ الرحمۃ، متوفی 360ھ۔

۞الابانة الکبری، ابوعبداللہ عبیداللہ بن محمد بن حمدان المعروف بابن بطہ العکبری، متوفی 387ھ۔

۞شرح اصول اعتقاد اہل السنۃ والجماعۃ، ابوالقاسم ھبۃ اللہ بن الحسن بن منصور الطبری علیہ الرحمۃ، متوفی 418ھ۔

۞تاریخ بغداد، ابوبکر احمد بن علی بن ثابت الخطیب البغدادی علیہ الرحمۃ، متوفی 463ھ۔

۞السنن و المبتدعات المتعلقہ بالاذکار و الصلوٰت، محمد بن احمد عبدالسلام الشقیری، متوفی 521ھ۔

۞البدایہ و النہایہ، ابوالفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر القرشی الدمشقی علیہ الرحمۃ، متوفی 774ھ۔

۞تلخیص الحبیر، ابوالفضل احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر عسقلانی علیہ الرحمۃ، متوفی 852ھ۔

۞تاریخ الخلفاء، امام جلال الدین عبدالرحمٰن بن ابی بکر السیوطی علیہ الرحمۃ، متوفی 911ھ۔

۞فیض القدیر، محمد بن مدعو بعبد الرؤف بن تاج الدین، متوفی 1031ھ۔

۞حجۃ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

۞فتاویٰ رضویہ، امام احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1340ھ۔

۞ملفوظات اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان البریلوی علیہ الرحمۃ، متوفی 1340ھ۔

۞بہار شریعت، علامہ امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1367ھ۔

۞عیون الحکایات، امام عبدالرحمٰن بن جوزی۔

۞مناقب امام اعظم، للامام البزازی الکردری علیہ الرحمۃ۔

۞فتاویٰ عالمگیری، علامہ نظام الدین البلخی علیہ الرحمۃ۔

۞جاء الحق، مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ، متوفی 1391ھ۔

۞الإمام النووی، عبدالغنی الدقر، الطبعۃ الرابعۃ ۱۴۱۵ھ ۱۹۹۴م دار القلم، دمشق۔

۞موقع، الشیخ الدکتور عبدالعزیز بن محمد السدحان۔

۞من المراد بالشیخین عند الأحناف و الشافعیۃ و المالکیۃ و الحنابلۃ، موقع طریق الاسلام۔

۞الأعلام، خیر الدین بن محمود الزرکلی الدمشقی، الطبعۃ الخامسۃ عشر ۲۰۰۲م، دار العلم للملایین بیروت، لبنان،

۞نزھۃ المتقین شرح ریاض الصالحین، مجموعۃ من العلماء، الطبعۃ الرابعۃ عشر ۱۴۰۷ھ، ۱۹۸۷م، مؤسسۃ الرسالۃ،

۞تحفۃ الطالبین فی ترجمۃ الإمام محیی الدین، علاء الدین بن العطار، الطبعۃ الأولی ۱۴۲۸ھ، ۲۰۰۷م، الدار الأثریۃ عمان، الأردن،

۞تصحیح التنبیہ ویلیہ تذکرۃ النبیہ فی تصحیح التنبیہ،

۞المنہل العذب الروی فی ترجمۃ قطب الأولیاء النووی، شمس الدین محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی، الطبعۃ الأولی ۲۰۰۵م، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، لبنان،

- تاريخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام، الذهبی، دار الكتاب العربي، بيروت ۱۴۰۷ھ، ۱۹۸۷م، الطبعة الأولى،
- علو الهمة، محمد بن أحمد المقدم، دار الإيمان مصر ۲۰۰۴م،
- روضة الطالبين وعمدة المفتين، أبوزكريا يحيٰى بن شرف النووی، المكتب الإسلامی ۱۴۱۲ھ ۱۹۹۱م،
- تذكرة النبيه في تصحيح التنبيه، عبد الرحيم الإسنوی، مؤسسة الرسالة، بيروت، الطبعة الأولى ۱۴۱۷ھ ۱۹۹۶م،
- البداية والنهاية، إسماعيل بن عمر بن كثير القرشی الدمشقی، دار عالم الكتب ۱۴۲۴ھ ۲۰۰۳م،
- تذكرة الحفاظ، امام الذہبی علیہ الرحمۃ۔
- المقاصد الإمام النووی، مكتبة الغزالی، دمشق،
- طبقات الشافعية الكبری، تاج الدين السبكی،
- سكب العبرات للموت والقبر والسكرات، سيد بن حسين العفانی، الطبعة الأولى ۱۴۲۰ھ ۲۰۰۰م، مكتبة معاذ بن جبل، مصر،
- ذيل مرآة الزمان، اليونينی، موقع الوراق۔
- تأملات في سيرة إمام شبكة صيد الفوائد، مشعل بن عبد العزيز الفلاحی۔
- شذرات الذهب في أخبار من ذهب، ابن العماد الحنبلی۔
- العلماء العزاب، عبد الفتاح أبوغدة، مكتب المطبوعات الإسلامية، بيروت ۱۴۰۲ھ ۱۹۸۲م۔
- يحيیٰ النووی۔ المحدث الفقيه، موقع مقالات إسلام، ويب۔
- توضیح تلویح
- تعليم المتعلم،
- فقه الفقيه،
- تذکرہ الاولیاء
- فوائد الفقه